M. A.

# The Government of Europe. Pt. II.

by

F. A. Ogg.

حکومتہائے یورپ حصۂ دوم

ترجمہ

قاضی تلمذ حسین ، ایم۔اے۔
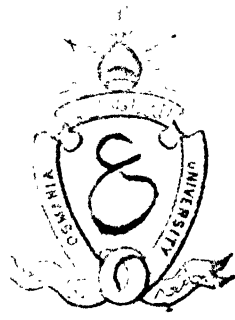
سلسلۂ نصابات علوم جامعۂ عثمانیہ

# حکومتہائے یورپ

## حصۂ دوم

تصنیف

فریڈرک، آسٹن، اوگ

ترجمہ

قاضی تلمذ حسین صاحب، ایم۔ اے

رکن شعبۂ تالیف ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۵۶ھ سنہ ۱۳۴۶ف سنہ ۱۹۳۷ء

# حصۂ دوم

## سلطنتہائے اعظم یورپ کی حکومتیں اور اُن کے سیاسیات

# فہرست مضامین

## حکومتہائے یورپ

### حصۂ دوم

حکومت دور قدیم

ڈزریلی نے ایک مرتبہ واہمانہ طور پر یہ کہا تھا کہ تاریخ میں صرف دو واقعات ہیں، محاصرہ ٹرائے اور انقلاب فرانس۔ اس بیان کا محال ہونا کافی عیاں ہے، پھر بھی اس میں یہ غیر مشتبہ صداقت موجود ہے کہ اٹھارھویں صدی کے اختتام کے قریب فرانس میں جو سیاسی و معاشری تقلیب واقع ہوی وہ تاریخ کے واقعات عظیمہ کی فہرست سے خارج نہیں رکھی جا سکتی، خواہ یہ فہرست کتنی ہی مختصر کیوں نہ ہو۔ اس تقلیب نے فرانس کے سوانح حیات کو دو وسیع اور غیر مساوی ابواب میں منقسم کر دیا۔ اس نے ان قوائے متحرکہ کو آزادی دیدی جنھوں نے مغربی براعظم یوراپ کی تمام حکومتوں اور قوموں کو نئے راستوں پر لگا دیا۔

برک کے اندیشوں اور انتباہوں کے باوجود اس نے انگلستان کی سیاسی ترقی پر بھی نمایاں اثر ڈالا۔ اس کے اثر کی موجیں روئے زمین کے نہایت ہی بعید حصوں تک پہنچ چکی ہیں اور ابھی ان کا زور ختم نہیں ہوا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ انقلاب کے محدود بلا واسطہ مفہوم میں، براعظم کی جدید حکومت اس کی پیدا کردہ نہیں ہے مگر ایک بڑی حد تک یہ حکومت ان پیچ در پیچ آزاد کن قوتوں کا نتیجہ ہے جنھیں اس انقلاب ہی نے پہلی مرتبہ کامل وقطعی اظہار کا موقع دیا۔

پس، براعظم یورپ کی اہم سلطنتوں کے سیاسی نظموں کے مطالعہ کی طرف متوجہ ہونے کی مناسب صورت یہی ہے کہ فرانس سے آغاز کیا جائے، اور فرانس کے جن حکومتی ادارات ورواج کو ہم آج جانتے ہیں ان کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس سیاسی تغیر کی نوعیت ووسعت پر ایک نظر ڈالی جائے جو انقلاب سے پیدا ہوا تھا اور تیسری جمہوریہ کی استقامت وپختگی سے پہلے قوم کو سیاسی تجربہ کے جن خاص مراحل سے گزرنا پڑا ان پر بھی نظر کی جائے۔ انگلستان کے بعد، سلسلۂ ترتیب کے دوسرے درجہ میں فرانس کو اختیار کرنے کی ایک مزید وجہ یہ بھی ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کی حکومتی تنظیم میں وہ ادارہ یا شکل جو سب پر حاوی ہے ایک ہی ہے اور وہ نظم کابینی ہے۔ دونوں حکومتوں میں اس قدر کافی تشابہ موجود ہے کہ ان کا توافق وتباین دلچسپ بھی ہے اور معنی خیز بھی۔

انقلاب نے جس سیاسی نظم کو الٹ دیا وہ آٹھ سو برس کے نشو ونما کا نتیجہ تھا۔ نسبتہً انگلستان سے کم منفرد حیثیت میں ہونے کی وجہ سے ازمنۂ وسطیٰ وازمنۂ جدیدہ میں فرانس پر بہ نسبت انگلستان کے تزلزل آفریں قوتوں کا اثر زیادہ پڑا مگر جہاں تک کہ سیاسی وادارتی تسلسل کا معاملہ ہے ان دونوں سلطنتوں کے درمیان فرق کو بڑھا کر دکھانا بہت آسان ہے۔ حکومتی شکلوں کی وہ تغیر پذیری جو ۱۷۸۹ء اور ۱۸۷۵ء کے درمیانی

زمانے میں فرانس کی مختص خصوصیت معلوم ہوتی تھی وہ سابقہ صدیوں میں اس ملک کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ اس تاریخی سیاسی نظم کی اہم ہیئتوں کا ذکر مختصراً ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ حکومت ایک مطلق العنان شاہی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ مملکت کے بعض اساسی قوانین جو زیادہ تر رواج سے قائم ہو گئے تھے حقیقی دستوری اصول بن گئے تھے اور اس حیثیت سے ان کی پابندی خود بادشاہ پر بھی لازم سمجھی جاتی تھی۔ انھیں میں سے ایک اصول سے تخت و تاج کی وراثت کا انضباط ہوتا تھا، دوسرے میں شاہی جاگیر کی علیحدگی ممنوع قرار دی گئی تھی۔ مگر اس امر میں بہت کچھ شک و شبہ کی گنجائش تھی کہ کون کون سے قواعد اس صنف میں داخل ہیں اور اس لئے بادشاہ کی آزادی میں کچھ ایسی زیادہ کمی نہیں واقع ہوتی تھی۔ فلپ آگسٹس، لوئی نہم، فلپ خوبرو کے ایسے اولوالعزم بادشاہوں کے ہاتھوں سے قوت حاصل کرکے شاہی اقتدار سترھویں صدی کے نصف آخر میں "شاہِ عالیشان" لوئی چہار دہم کی ذات سے اپنے اوجِ کمال پر پہنچ گیا۔ یہ وہ بادشاہ تھا جس نے ہر شئے کو اپنے خاندانی مفاد کے تابع کر دیا تھا، جو اپنے غیر محدود و غیر ذمہ دار تسلط کے اعتبار سے تمام ہمعصر مطلق العنانوں سے بالاتر ہو گیا تھا، اور جس نے دربار دار اسقف بوسوئے پر اس وجہ سے انعامات بے غایات کی بارش کر دی تھی کہ اس نے ایک کتاب لکھکر لوئی کو "ملوکیت مطلق بحق الوہی" کے نظریہ کا موضح و مشرح ظاہر کیا تھا۔[1] لوئی پانزدہم کے ۱۷۷۰ء کے ایک فرمان میں یہ درج تھا کہ "ہم اپنے تاج کے مالک صرف خدا کی طرف سے ہیں، ایسے قوانین کا بنانا

---

[1] "سیاسیات مستخرجہ از اناجیل مقدسہ" "Politics as derived from the very Words of the Holy Scriptures" ۱۶۷۰ء میں مصنف کے اتالیق ولیعہد مقرر ہونے کے بعد ہی یہ کتاب شائع ہوی۔ ملاحظہ ہو ڈننگ۔ "نظریات سیاسیہ از لوتھر تا مانٹسکیو" Dunning: Political Theories from Luther to Montesquieu صفحات ۳۲۵-۳۳۰۔

جن سے ہماری رعایا کی رہبری اوران پر حکمرانی ہو' آزادانہ اور بلا شرکت غیرے ہم سے تعلق رکھتا ہے"
دوسرے یہ کہ معاملات ملک کا انصرام عہدہ داروں کی ایک وسیع مرکزی اور دفتری جماعت کے ذریعہ سے ہوتا تھا (ان میں عاملان اضلاع اوران کے قائم مقام اور نائب خاص طور پر نمایاں تھے) یہ عہدہ دار پیرس کے وزیراعظم، صدر ناظم مالیات' اور محل شاہی' معاملات خارجہ' جنگ اور بحر کے وزرا کے زیر ہدایت کام کرتے تھے[1] یہ چند وزرا بعض ذی اثر اشخاص کے ساتھ مل کر' جن کے سپرد کوئی خاص وزارت نہیں ہوتی تھی اور جن کی تعداد مختلف ہوا کرتی تھی' ایک مجلس شاہی کی صورت اختیار کرلیتے تھے ۱۷۸۹ء میں اس مجلس کے ارکان کی تعداد تقریباً چالیس تھی اور بعض اعتبارات سے یہ مجلس خود بادشاہ سے بھی زیادہ مرکز اقتدار تھی۔ اس حکمراں جماعت کے ارکان کا قوم کے زیر اثر ہونا یا قوم کے روبروجواب دہ ہونا نادرات سے تھا اور مقامی حکومت خود اختیاری کوئی واقعہ نہیں بلکہ ایک قصۂ پارینہ ہوگئی تھی[2]
تیسرے اسٹیٹس جنرل (مجلس طبقات) تھی' جو بہ اعتبار زمانہ فرانس میں انگریزی پارلیمنٹ کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہی مگر اپنے لئے کوئی ایسی حیثیت پیدا کرنے میں قاصر رہی جیسی حیثیت رودبار کے دوسری جانب کی مجلس نے پیدا کرلی تھی۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ اس نے جمعیت کے اس ازمنۂ وسطیٰ والے انداز سے آگے کبھی ترقی نہیں کی جس کی تنظیم ایسے "طبقات" یا درجات کی بنا پر ہوی تھی جن کے جداگانہ اغراض یا جداگانہ

---

[1] ڈیوپریز کے "وزرا" Dupriez : Les ministres جلد دوم صفحات ۴۴۹-۲۵۳۔
بواتو دامبلی "سلطنت فرانس ۱۷۸۹ء میں" P. Boiteau d' Ambly : L' etat de la France en 1789 مطبوعۂ پیرس ۱۸۶۱ء۔ صفحات ۱۱۱-۱۴۳۔
[2] ملاحظہ ہو صفحات آیندہ۔

روایات تھے۔ وہ تین علیحدہ جماعتوں یا ایوانوں میں نشست اور غور و فکر کرتی تھی، ان میں سے ایک جماعت امرا کی نمائندگی کرتی تھی، ایک پادریوں کی اور تیسری "طبقۂ سوم" یا شہریوں یعنی طبقۂ متوسط کی نمائندہ تھی۔ پہلے دو طبقات بالعموم ان تجاویز پر متفق ہو جاتے تھے جو ان کے سامنے پیش ہوتے تھے اور ہمیشہ تیسرے طبقے کو رائے میں مغلوب کر سکتے تھے۔ دوسری بات یہ تھی کہ ادھر تو انگریزی پارلیمنٹ چودھویں اور پندرھویں صدیوں میں بالعموم سال میں ایک بار جمع ہوا کرتی تھی اور شاہان ٹیوڈر اور شاہان اسٹیوئرٹ کے عہد میں بالاوسط ہر پانچویں یا چھٹے سال ضرور جمع ہوتی تھی، ادھر فرانس میں اسٹیٹس جنرل، نہایت ہی بے ترتیب وقفوں کے ساتھ طلب ہوتی تھی اور یہ وقفہ برابر بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ ۱۶۱۴ء کے بعد وہ مطلقاً طلب ہی نہیں ہوئی تاآنکہ مالی ضرورت نے ۱۷۸۹ء میں حکومت کو اس کی طلبی پر مجبور کیا۔ تیسرے یہ کہ اس جمعیت نے اس سے زیادہ حیثیت کبھی نہیں پیدا کی کہ اپنے تقرر کرنے والوں کے اعتبار سے وہ گماشتوں کی جماعت، اور بادشاہ کے اعتبار سے عرضی دہندگان کی جماعت تھی، اسے کسی قسم کے عام مالی یا تشریعی اختیارات حاصل نہیں تھے، ۱۷۸۹ء میں برگنڈی، بریٹنی، اور لانگ ڈاک اور بعض دوسرے صوبوں میں مقامی مجالس طبقات باقی تھیں مگر ان کی حیثیت محض ماتحت انتظامی کارکنوں کی سی تھی۔

چوتھے یہ کہ تمام سیاسی نظم کی بنا عدم مساوات اور امتیاز پر تھی۔ حکومت اپنی خود داری و حرص و آز کے لئے بدنام تھی، اور وہ (بقول دوتوک ویل) "نہ صرف مخصوص ضوابط یا مخصوص قوانین کو برابر بدلتی رہتی تھی" بلکہ ایک ہی قانون کا اطلاق تمام افراد کے لیے عام اور یکساں طریق پر نہیں کرتی تھی شخص آزادی کی کسی قسم کی یقینی ضمانتیں نہیں تھیں۔ ایک "مہور خط" کے ذریعے سے ہر شخص سرسری طور پر گرفتار ہو سکتا اور اس وقت تک قید میں رکھا جا سکتا تھا جب تک کہ حکام اپنی سہولت سے اس کے مقدمہ کی تحقیقات نہ کر سکیں۔

ایک قلیل اختیاری عطیہ کے عوض میں (کہ وہ بھی واقعاً ادا نہیں ہوتا تھا) قسیس ایک طبقے کی حیثیت سے محصول سے معاف تھے۔ امرا برائے نام محصول دیتے تھے وہ بھی اسی قدر جس حد تک وہ عہدہ داروں سے معاملت کر سکیں۔ اس کے علاوہ امرا اور قسیس اور بھی بہت سے دوسرے امتیازات سے نفع اٹھاتے تھے جن میں اعلیٰ عہدے اعزاز اور کاشتکاروں سے حسب خواہ رقوم وصول کرنے کا جاگیری یا رواجی حق شامل تھا۔[1]

**اٹھارھویں صدی میں سیاسی حریت کا نشو ونما**

پس بوربون بادشاہوں کی حکومت مطلق العنان، مسرف رشوت خوار اور بار خاطر تھی اور احتجاج کا وہ سیل جو مدتوں سے بلند ہوتا جا رہا تھا، ۱۷۸۹ء میں بدنصیب لوئی شانزدہم کے سر سے گزر گیا اور اس تمام نظم کو غرقاب

---

[1] انقلاب کے قبل حکومت کی حالت کتب ذیل میں زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ "کیمبرج تاریخ جدیدہ" Cambridge Modern History. جلد ہشتم باب دوم۔ اے۔ جے۔ لوئل "انقلاب فرانس کا عین ماقبل زمانہ" Lowell : The Eve of the French Revolution مطبوعہ بوسٹن ۱۸۹۲ء ابواب ۱-۲-۸۔ اہم فرانسیسی کتابوں میں کتب ذیل شامل ہیں :-

اے۔ دے توکویل، "دور قدیم" A. De Tocqueville : L. Ancien regime مطبوعہ پیرس، ۱۸۵۶ء۔ مترجمہ ہ۔ ریو، بنام "انقلاب ۱۷۸۹ء کے قبل فرانس میں نظم معاشرت کی حالت اور وہ اسباب جو اس واقعہ کے موجب ہوئے"

H. Reeve : State of Society in France before the Revolution of 1789 and the Causes which led to that Event.

طبع جدید مطبوعہ آکسفورڈ ۱۸۹۴ء۔ ایچ۔ اے۔ ٹین "ہمعصر فرانس کے اصلیات دور عصری حکومت قدیمہ" H. A. Taine : Les origines de la France contemporaine : L. Ancien Regime مطبوعہ پیرس ۱۸۷۶ء مترجمہ جے۔ ڈیورینڈ، "حکومت قدیمہ" The Ancient Regime مطبوعہ نیویارک ۱۸۷۶ء۔

کر دیا جس کا ایک جز ولوئی کپھی تھا۔ یہ احتجاج اصلاً قوم کی حمایتِ عظیم اور خصوصاً ذہین حوصلہ مند اور ذی ثروت شہریوں کی طرف سے ہوا تھا، اور یہی شہری وہ لوگ تھے جنھوں نے انقلاب کے تعمیری ندبر کا بہت بڑا حصہ مہیا کیا۔ تاہم اس کا سب سے زیادہ درخشاں و پر زور اظہار نقادوں، مضمون نگاروں، ڈراما لکھنے والوں، اور فسانہ نویسوں کے اُس ممتاز گروہ کی تحریروں میں ہوتا تھا جنھیں مجموعتہً "فلاسفہ" کہتے تھے۔ اس کا آغاز (۱۷۲۱ء میں) مانٹسکیو کے "خطوطِ ایران" (Lettres Persanes) کی خفیف ہجو سے ہوا۔ اور پھر موجود الوقت صورتِ حالات کی علمی و فلسفیانہ حقیقت نمائی بتدریج یہاں تک بڑھی کہ والٹیر کے لعن طعن تک پہنچ گئی جس کا اظہار اُسکی کتاب "فلسفیانہ لغت" (Voltaire philosophic dictionary) (۱۷۶۴ء) اور مضمون دربارۂ خیالاتِ جمہوریہ ("Essay on Republica Ideas") (۱۷۶۵ء) میں ہوا ہے۔ ان نکتہ چینیوں میں حکومت، قانون، کلیسا، تعلیم، اقتصادی تنظیم اور تقریباً ہر ایک شے داخل تھی یہ نکتہ چینی محض تخریبی نہیں ہوتی تھی اس میں یہ مقصد ہوتا تھا کہ تعقل اور انصاف فطری کے قواعد کے مطابق معاشرے کی ترتیب جدید ہو جس میں حکومت بھی شامل ہو۔ لیکن سیاسی میدان میں اس جدید خیال نے درحقیقت نہایت ہی مختلف شکلیں اختیار کیں۔ والٹیر اور حامیان حکم الفطرت جو ذی اختیار طبقات کے رکن تھے، اور سیاسی حقوق کی طرف سے بے پروا تھے، وہ بادشاہ کے مطلق العنان اختیار کو دائمی بنانا چاہتے تھے اور صرف اسی امر پر زور دیتے تھے کہ حکمراں کو اپنا اقتدار استعمال کرنا چاہیے جس سے مطلوبہ معاشری و اقتصادی اصلاحات کی تکمیل ہو۔ مانٹسکیو کو یقین یہ ہو گیا تھا کہ انگریزی حکومت کا نظم اس طرح پیدا ہوا ہے کہ اختیارات، عاملانہ، تشریعی اور عدالتی حکام کے درمیان تقسیم ہو گئے ہیں اور وہ ایک معقول حد تک ایک دوسرے سے آزاد ہیں اور یہ اسے نظر نہیں آتا تھا کہ جلد جلد بڑھتا ہوا کابینی نظم عین برعکس صورت پیدا کرتا جا رہا تھا۔ پس اس نے مطلق العنانی کو مردود قرار دیکر

تقسیم اختیارات کے دلائل پیش کیے۔ تاہم فرانس کے ایسے بڑے ملک میں اس نے پرزور شاہی کو حکومت کی ایک ضروری و پسندیدہ خصوصیت قرار دیا[1] روسو اس سے زیادہ عمومی اور استیصالی طبیعت کا شخص تھا۔ اس نے فطرت کی اس ابتدائی حالت سے آغاز کیا جس میں انسان خالی الفکر غیر معاشری زندگی بسر کرتا تھا، اور اس نے یہ فرض کر لیا کہ حکومت اولاً اختیاری معاہدے کے نتیجے کے طور پر ظہور میں آئی۔ پس اس نے اس عقیدے کو ترقی دی کہ اقتدار اعلیٰ صرف جماعت عامہ کے ساتھ وابستہ ہے، قانون مرضی عامہ کا اظہار ہے، حکومت قانون کو عمل میں لانے کے لئے ذی اقتدار قوم کی طرف سے گماشتہ کے طور پر قائم کی جاتی ہے، اکمل حکومت وہ ہوگی جس میں حکومت کے تمام فرائض براہ راست قوم کے فعل سے انجام پاتے ہوں، اور جہاں تو فیداقتدار کی کسی تجویز کو عمل میں لانا ضروری ہو، (جیسا کہ بڑی بڑی مملکتوں میں ہوتا ہے) وہاں نمائندگی کی بنیاد انسان بہ حیثیت افراد کے ہونا چاہیے نہ کہ طبقات یا اغراض جیسا کہ انگلستان میں ہے[2]

ان فلسفیوں کی تحریروں کی اہمیت زیادہ تر اس وجہ سے نہیں تھی کہ ان سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ کتنے کثیر اہل فرانس غور و فکر کرتے اور صورت حال کو محسوس کرتے ہیں، نہ اس وجہ سے کہ ان سے ایسی رایوں کا اعلان ہوتا تھا جو

---

[1] "روح القوانین" Montesquieu : De l esprit de lois, جنیوا میں ۱۷۴۸ء میں شایع ہوئی۔ مانٹسکیو کے سیاسی خیال کے متعلق ڈننگ کی کتاب "سیاسی نظریات از لوتھر تا مانٹسکیو" Dunning : Political Theories from Luther to Montesquieu, باب دوازدہم دیکھنا چاہیے۔

[2] "معاہدۂ معاشری" Rousseau : Le contrat social, ایمسٹرڈیم میں ۱۷۶۲ء میں شایع ہوا۔ ملاحظہ ہو ڈننگ کا مضمون "ژان ژاک روسو کے سیاسی نظریات" Dunning :The Political Theories of Jean Jacques Rousseau, مطبوعہ "پولٹیکل سائنس کوارٹرلی" ستمبر ۱۹۰۹ء۔

طبعزاد ہوں یا جدید ہوں۔ ہر ایک مہتم بالشان عقیدہ (محدود بادشاہی تقسیم اختیارات اور عمومی اقتدار اعلیٰ) سب کے سب ارسطو کے وقت سے وقتاً فوقتاً سیاسی ارباب فکر کی زبانوں سے ادا ہوتے آئے تھے۔ زیادہ قریبی زمانہ میں اٹھارھویں صدی کا فرانسیسی سیاسی فلسفہ بیشتر انگلستان سے ماخوذ تھا۔ اس فلسفے کے خصوصیات و مفادات اب سے قبل انگریزی کتابوں میں درج ہو چکے تھے اور یہ کتابیں رودبار کے دوسری جانب کے علما کو نامعلوم نہیں تھیں[۱] اور سولھویں صدی میں جن فرانسیسی ارباب قلم نے اپنے ملک میں سیاسی آزادی کے رائج کرنے کی نمایاں کوششیں کیں انھوں نے صریحاً انگلستان کے تجربہ اور مثال کی طرف رجوع کیا[۲] مگر اس صدی کے آخر میں ژان بودین نے (جو انگریزی حکومت کے متعلق اپنے ہمعصروں میں سب سے زیادہ جانتا تھا) اس نظم کو اس معنی کر کے برقرار دیا کہ یہ "مخلوط" ہے اور مطلق العنانی کے موافق دلائل کو مکرر اسطرح بیان کیا کہ دو سو برس سے زائد تک اس کی عام تائید ہوتی رہی۔[۳]

اٹھارھویں صدی نے ایک دوسرا ہی رنگ پیدا کیا۔ فلسفیانہ انداز

---

[۱] خصوصاً سر جان فورٹسکیو Sir John Fortescue : "مدح قوانین انگلستان" De laudibus legum Angliæ جو ابتدائی سولھویں صدی میں شائع ہوئی اور سر طامس اسمتھ (Sir Thomas Smith : De republica Anglorum,) "مملکت انگلیز کی تین کتابیں" libritres جو ۱۶۳۰ء میں شائع ہوئیں۔

[۲] نام نہاد مخالفان شاہی : The Monarchomachs. ملاحظہ ہو ڈننگ : "مخالفان شاہی" مطبوعہ پولیٹکل سائنس کوارٹرلی، جون ۱۹۰۴ء۔

[۳] De republica libri sex, شائع شدہ ۱۵۷۶ء ملاحظہ ہو ڈننگ ہیاسی نظریات از لوتھر تا مانٹسکیو Dunning : Political Theories from Luther to Montesquieu. باب سوم۔

جس طرح علم السیاست کے میدان میں داخل ہوا وہ اس جانب منجر ہوا کہ دنیائے قدیم اور دنیائے ہمعصر دونوں کی حکومتوں اور قانونوں کے متعلق عام تحقیقات کی جائے۔ روسو اور میبلی کے ایسے مصلحین کو ان کے نمونے قدیم یونانی اور رومانی جمہوریتوں میں ملے مگر بیشتر اشخاص نے اپنے خیالات بلکہ ادارتی اشکال بھی زیادہ تر انگلستان سے اخذ کئے مانٹسکیو نے یہ خیال کیا کہ حالات کے خوش آئند اجتماع کی وجہ سے انگلستان نے ایک بڑی حد تک سیاسی آزادی کے مسئلہ کو حل کر دیا ہے اور جس شئے کو وہ انگریزی دستور کی ایسی خصوصیت سمجھتا تھا اسے اس غرض سے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا کہ انھیں طریقوں پر فرانس میں بھی ترتیب جدید ہو۔ والٹیر تین برس انگلستان میں رہا اور اپنی تحریروں میں برابر انگریزی زندگی اور ادارات کی تعریفیں کرتا رہا۔ مانٹسکیو، روسو اور درحقیقت ہر اُس فرانسیسی صاحب قلم نے جس نے سیاسی معاملات پر وسعت و ترتیب کے ساتھ لکھا اس نے بہت کچھ لاک سے اخذ کیا جس کے دو رسایل دربارہ حکومت (Two Treatises of Government) جو ۱۶۸۹ء میں شایع ہوے تھے، انگلستان کے انقلاب کی علمی حمایت میں تمام دوسرے رسالوں سے زیادہ (اور اس لئے انگریزی دستور کے اس کی جدید اور آزاد شدہ شکل میں) جامع ہیں۔ معاہدۂ معاشری، حکومت بذریعۂ اقتدار محدود، تفریق اختیارات، عمومی اقتدار اعلیٰ، ظلم کی مقاومت کا حق، زندگی، آزادی اور ملک کے لئے غیر قابل الانفکاک انفرادی حقوق، یہ سب مباحث لاک کی کتاب میں موجود ہیں، اور ان تمام مباحث کو فرانسیسیوں نے پھیلا کر دکھایا ہے[1] انقلاب سے تھوڑے ہی زمانہ قبل، انگلستان کے سیاسی

[1] انقلاب امریکہ کی تہ میں جو نظریہ مضمر تھا وہ بھی لاک سے اور دوسری انگریز آزاد خیالوں سے ماخوذ تھا، فرانسیسی اثرات سے اسے توثیق و تقویت حاصل ہوئی مگر اس کی ابتدا زیادہ تر انگریزی تھی، ملاحظہ ہوسی۔ ای، میریئم "امریکی نظریات سیاسیہ کی تاریخ" C. E Merriam: History of American Political Theories, مطبوعۂ نیویارک، ۱۹۰۳ء، صفحات ۸۸-۹۵۔

اصول اور رواج کے متعلق کتب ذیل سے فرانسیسیوں کے علم اور ان کی دلچسپی میں اور بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ ان میں سے ایک کتاب لولم کی "دستور سلطنت انگلشیہ" (Lolme : Constitution de l'Angleterre) تھی جو ۱۷۷۱ء میں شایع ہوی اور دوسرے بلیکسٹن کی "شروح قوانین انگلستان" (Blackstone : Commentaries on the Laws of England) تھی جو ۱۷۶۵ء میں شایع ہوی اور فرانسیسی میں ترجمہ ہو کر بہت جلد رود بار کے دوسری جانب کثرت سے پھیل گئی۔[1]

**انقلاب کی سیاسی نوعیت**

پس اس طرح اٹھارھویں صدی کے نصف آخر میں حریت کے دو دھارے ایک فرانسیسی اور دوسرا انگریزی ایک ساتھ بہ نکلے اور یہ روز افزوں سیل قدیم روایات، امتیازات اور مطلق العنانی کی باقی بچی ہوئی دیواروں سے ٹکرانے لگا تا آنکہ آخر میں ان دیواروں میں تاب مقاومت نہ رہی۔ فرانس میں قدیم عہد پاش پاش ہو گیا، اور ایک نیا طریق پیدا ہوا جو مدتوں کے عدم استقرار اور بہت سی شدید پسپائیوں کے بعد آخر الامر مستحکم طور پر قائم ہو گیا۔ ان نئے اصولوں نے ایک فرانسیسی قول کے موافق "ایک زبردست و نا قابل مدافعت اثر" کے ذریعہ سے یورپ اور امریکہ کی قوموں کے بڑے حصّے کو زیر کر لیا اور ان قوموں نے اپنے اپنے دستور سلطنت اسی اساسی نمونے پر کر ڈھالے اور اس طرح مغربی دنیا میں اصول و ادارات کا وہ مشترک

[1] اٹھارھویں صدی میں فرانسیسی نظریات سیاسی کا مکمل ذکر ژانے کی کتاب "تاریخ علم سیاسیات اور اس کا تعلق علم اخلاق سے" P. Janet : Histoire de la science politique dans ses rapports avec la morale (اشاعت سوم پیرس ۱۸۸۷ء) جلد ۲، صفحہ ۲۶۳-۱۲-۵، ۶۲۵-۶۹۲ میں دیا ہوا ہے۔ دیکھو ریڈ: "سترھویں اور اٹھارھویں صدیوں میں فرانس میں نظریات سیاسی" J. H. Reed : Constitutional Theories in France in the Seventeenth and Eighteenth Centuries "جریدۂ سیاسیات امریکہ" Pol. Sc. Quar. دسمبر ۱۹۰۶ء

سرمایہ قائم ہوا جو زمانہ جدیدہ کی حریت کی نمائندگی کرتا ہے[1]

یہاں خود انقلاب کے صرف تین چار نہایت ہی اساسی افادات کا ذکر ہو سکتا ہے۔ پہلا افادہ عام سیاسی اصولوں کا وہ مجموعہ تھا جو زیادہ تر ان فلسفیانہ منابع سے اخذ کیا گیا تھا جن کا ذکر ہو چکا ہے اور جو بہت ہی صفائی اور قوت کے ساتھ اس "اعلانِ حقوق انسان و شہری" کے حصۂ اول میں داخل کیا گیا تھا جسے قومی جمعیت نے ۲۶ اگست ۱۷۸۹ء کو منظور کیا تھا۔ ان اصولوں میں سے چند اصول حسب ذیل تھے:۔ (۱) انسان آزاد پیدا ہوتے، آزاد رہتے اور حقوق میں مساوی ہوتے ہیں۔ (۲) تمام سیاسی جماعتوں کا مقصد انسان کے فطری اور ناقابلِ انفکاک حقوق یعنی آزادی، ملک، تحفظ، اور مقاومت ظلم کا برقرار رکھنا ہے۔ (۳) اقتدار اعلیٰ قوم میں مرکوز ہوتا ہے اور کوئی جماعت یا فرد ایسے اقتدار سے کام نہیں لے سکتا جو براہ راست قوم سے نہ حاصل ہوا ہو۔ (۴) حریت کے معنے یہ ہیں کہ ہر شخص اس فعل میں آزاد ہے جس سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچتا ہو۔ (۵) قانون مرضی عامہ کا اظہار ہے اور ہر شخص کو اصالتاً یا نیابتاً اس قانون کے بنانے میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے۔ (۶) قانون سب کے لئے ایک ہونا چاہیئے خواہ وہ تحفظ کا قانون ہو یا سزا دہی کا[2] ایک دوسرا افادہ جو اس سے قریبی

---

[1] ا۔ ایزمین: "مبادیات قانون دستوری فرانس و متقابلہ" A. Esmein : Elements de Droit Constitutionnal Francais et Compare, اشاعت چہارم، پیرس ۱۹۰۶ء، صفحہ ۲۴۔

[2] یہ اعلان جو عمومی مطالبہ کے جواب میں مرتب کیا گیا تھا، آخر الامر ۱۷۹۱ء کے دستور میں شامل کر لیا گیا۔ اس کے متن کا انگریزی ترجمہ ایف۔ ایم۔ اینڈرسن نے اپنی تصنیف "تاریخ فرانس کے تشریح کرنے والے دساتیر اور منتخب ترمیمات ۱۷۸۹ء۔ ۱۹۰۷ء" میں Constitutions and other Select Documents Illustrative of the History of France, 1789-1907.

تعلق رکھتا تھا، وہ افراد کے "فطری و ناقابلِ انفکاک" حقوق کا جامع و مستند بیان کر رہا تھا۔ مذکورۂ بالا اعلان میں بہت صاف طور پر اس کا اعادہ کیا گیا تھا اور جن حقوق پر خاص طور پر زور دیا گیا تھا، ان میں حقوق ذیل بھی شامل تھے:۔ قانون کے مقرر کردہ صورتوں کے سوا اور کسی طرح پر گرفتاری یا قید سے آزادی، مذہبی اعتقاد کی آزادی، علمی خیالات اور مطابع کی آزادی، ہر طرح کے محصولوں میں (اصالتاً یا نیابتاً) رائے دہی میں شرکت، املاک کا ضبطی سے محفوظ ہونا بجز اس کے کہ قانونی طور پر متعین شدہ ضرورت عامہ کے تحت میں اور واجبی معاوضہ کے بعد ایسا کیا جائے۔[1]

تیسرا فائدہ تحریری دستور کا اصول تھا۔ اٹھارھویں صدی سے قبل عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ معمولی قانون کے مثل، اساسی یا عضوی قانون کی بنا بھی رواج پر ہونا چاہیئے اور اس لئے اسے غیر تحریری رہنا چاہیئے بجز اس کے کہ گاہ بگاہ کوئی قاعدہ باضابطہ کسی عظیم الشان معاہدۂ عامہ کے طور پر یا اور کسی طرح پر ضبط تحریر میں آجائے۔ سترھویں صدی

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) طبع کر دیا ہے۔ (طبع ثانی مینا پولس ۱۹۰۱ء صفحات ۵۹-۶۱ ملاحظہ ہوں) جے۔ ایچ۔ رابنسن "حقوق انسان کا فرانسیسی اعلان" (J. H Robinson ; The French Declaration of Rights of Man) مطبوعہ پولیٹیکل سائنس کوارٹرلی، دسمبر ۱۸۹۹ء۔
Die Erklarung der Menschen-und Bürger rechte 2nd ed. Leipzig 1904
مترجم ایم۔ فرانڈ بنام "انسان اور شہری کے حقوق کا اعلان" The Declaration of the Rights of Man and the Citizen. مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۱ء and V. Marcaggi, Les origines de la declaration des droits de l' homme, en 1789

[1] انفرادی حقوق کے عام مسئلے کے بابت دیکھو ازمین: "مبادی قانون دستوری" Esmein : Element de Droit Constitutionnel اشاعت چہارم صفحہ ۴۴۴-۴۶۷ اور دیگوئی "کتابچۂ قانون دستوری" Duguit : Manuel de droit Constitutionnel.

کے وسط میں انگلستان کے انتہائی عمومی عناصر تحریری دستور کے خواہاں تھے، اور اس طرح کے دو دستاویزات نفاذ پذیر ہو گئے ایک ۱۶۵۳ء میں اور دوسرے ۱۶۵۷ء میں لف لیکن یہ تحریک ایک موقتی تحریک تھی، اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں، تاریخی انگریزی دستور سلطنت کبھی بھی ضبط تحریر میں نہیں آیا ہے۔ لیکن انگلستان سے باہر اٹھارھویں صدی کے سیاسی ارباب فکر اور سرگروہ عام طور پر تحریری دستورِ سلطنت کے طریق کی طرف مائل تھے جس کی ترتیب اس طرح ہو کہ اس میں ایک باقاعدہ طریق پر وہ اساسی اصول، اشکال وقیود جمع ہو جائیں جن کے تحت میں کوئی خاص حکومت چلائی جائے۔ یہ خیال فرانسیسی مصلحین کو خاص طور پر پسند آگیا تھا، کچھ تو اس وجہ سے کہ ان کو یہ یقین ہوتا جاتا تھا کہ تحریری قانون کو رواجی قانون پر عام فوقیت حاصل ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ ایک تحریری دستور جسے صاحب اقتدار قوم نے نیا نیا منظور کیا ہو، اس کی اشاعت معاہدۂ معاشری کی تجدید کے ہم معنی ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ اہل قوم کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنے اور ان میں ان حقوق کے ساتھ فوری تعلق کو ترقی دینے کے لیے تحریری دستور ایک نہایت ہی پسندیدہ ذریعہ ہے۔ اس پر امریکہ کی مثال کے اثر کا اضافہ ہو گیا جہاں دس برس سے کچھ ہی زائد زمانے میں دو وفاقی دساتیر، اور ایک درجن سے زائد ریاستی دساتیر، قوم کے بالواسطہ یا بلاواسطہ اقتدار کے ذریعے سے عمل میں آ چکے تھے۔ دستوری یادداشتوں کے عام مطالبہ کی موافقت میں قومی جمعیت ۱۷۸۹ء میں ایک تحریری دستور بنانے میں مشغول ہو گئی۔ یہ توقع ۱۷۹۱ء تک مکمل نہیں ہوئی مگر اس وقت کے بعد سے فرانس اپنے سیاسی مد وجزر کے باوجود (نہایت ہی خفیف وقفوں کے علاوہ) برابر تحریری دستور کے تحت میں رہا ہے۔ مزید براں، جہاں تک براعظم یورپ کا تعلق ہے فرانس ہی سب سے

لف۔ ملاحظہ ہو باب دوم۔

پہلے دستور ضبط تحریر میں آیا۔ اپنے انقلابی اور نپولینی توسیع کے زمانہ میں اس نے بحر بالٹک سے جنوب کے تمام مغربی یورپ کو اپنے نمونہ پر بنے ہوئے دساتیر سے بھر دیا اور جب اس کی طاقت اس کے سابقہ حدود کے اندر واپس آگئی تو یہ خیال جرمانیہ، اطالیہ، اسپین اور دوسری ملکوں کے ترقی کن عناصر کے دلوں میں نقش کالحجر ہو گیا کہ حریت کی اولین شرط تحریری اساسی قانون ہے[1]۔

ایک چوتھا اہم افادہ یہ تھا کہ فرانس اور اس لئے معناً دوسری بڑی اور موقر یورپی سلطنتوں کے لئے جمہوریت قابل العمل شکل حکومت سمجھی جانے لگی۔ جمہوری اور ملوکی نظمہائے سیاسیہ کا تناسبی عیب و صواب افلاطون اور ارسطو کے وقت سے برابر زیر بحث رہتا آیا ہے اور جمہوری حکومت کے متعلق قدیم روما، از منہ وسطیٰ کی اطالوی شہری مملکتوں، ولندیزی صوبے، سویٹزرستان، سترھویں صدی کے انگلستان اور زیادہ حال کے زمانے میں ممالک متحدہ امریکہ نے نمایاں تجربے کئے ہیں۔ مجموعی حیثیت سے اٹھارھویں صدی کے فلاسفہ شاہی کی جانب مائل تھے۔ مانٹسکیو نے یہ تسلیم کیا کہ تمام حالات کے تحت کوئی ایک قسم کی حکومت سب سے بہتر نہیں ہے مگر اس کے ساتھ ہی اس کا دعویٰ یہ تھا کہ جمہوریت کے لئے نہ صرف ایک چھوٹے خطے کی بلکہ عوام میں نکوکاری کی اعلیٰ سطح اور فقدان تعیش و دولتہائے کثیرہ کے فقدان کی بھی ضرورت ہے۔ روسو کا خیال یہ تھا کہ عمومیت صرف چھوٹی اور مفلس سلطنتوں میں قابل عمل ہے۔ والٹیر بھی جمہوریت کا خیال صرف یونانی شہری مملکتوں اور سویٹزرستان کے صوبوں کے ساتھ قائم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فرانس کی تجدید حیات نفع رساں شاہی سے ہو گی۔ نپولین نے بالاعلان یہ کہہ دیا کہ تمام تاریخی جمہوریتیں چھپی ہوئی اعیانیتیں ہیں اور اس امر کی دلیل ہیں کہ بنی نوع انسان کی عام بہبود کو ترقی دینے کے لئے شاہی خاص طور پر موزوں ہے۔

امریکی جمہوریہ کے قیام سے فرانس میں گہری دلچسپی پیدا ہو گئی مگر اس سے

---

[1] عام حیثیت سے تحریری دساتیر کے متعلق ملاحظہ ہو حکومت ممالک ہائے جدیدہ (Government of Mudern Europe) "کونگرس وائنا کے بعد دستوری حکومت کے متعلق یورپی نظریات" (European Theories of constitutional Government after the Congress of vienna) مطبوعہ پولیٹیکل سائنس کوارٹرلی بابت مارچ ۱۹۱۲ء۔ فرانس کے تعلق سے اس بحث پر ایسمین نے "مبادی حقوق دستوری" (Elements de droit Constitutionnel) اڈیشن چہارم صفحات ۴۰۲-۵۰۴

سیاسی اصلاح کی رو جمہوریت کی جانب مائل نہیں ہوی۔ ۱۷۸۹ء کی سیاسی یادداشتوں نے کسی جمہوریت کے مطالبہ کی آواز بلند نہیں کی۔ قومی جمعیت پوری طرح شاہی پسند تھی اور ۱۷۹۱ء میں اس نے جو دستور سلطنت شایع کیا اس نے ملوکیت کو برقرار رکھا البتہ اس کے سابق امتیازات خاص میں سے بہت سے امتیازات ساقط کر دیئے۔ لیکن حالات کی رفتار، بادشاہ کا تذبذب اور آخرالامر اس کا فرار، عمومی رائے کے ساتھ ملکہ کا تقابل، مہاجروں کی سازشیں، ان تمام امور کا لازمی اثر یہ ہوتا تھا کہ جمہوری خیال مشتعل ہو گیا۔ ۱۷۹۱ء کے موسم خزاں ہی میں ایک ممیز جمہوری فریق وجود میں آچکا تھا، ۱۷۹۱ء کے وسط گرما تک استیصالی عناصر کل کے کل نئے عقیدے کی طرف مائل ہونے جا رہے تھے اور اگرچہ جمعیت مقننہ (جس نے ۱۷۹۱ء کے مختصر دور حیات میں عملاً فرانس پر حکومت کی) ملوکیت پسند تھی مگر اس کی حکمت عملی کی تمام رفتار ایسی تھی کہ شاہی کا قیام ناممکن ہو گیا تھا۔ ۲۱ ستمبر ۱۷۹۲ء کو نئے "منتخب شدہ اجتماع" نے یہ یقین دلایا کہ کوئی اور روش ممکن ہی نہیں ہے۔ اس نے بالاتفاق ملوکیت کی منسوخی اور ایک عمومی وحدانی جمہوریہ کے قیام کا فیصلہ صادر کر دیا۔ آیندہ کے چند برسوں میں جمہوری اصول فرانسیسی افواج و مصلحین کے ذریعہ سے گردونواح کے تمام ممالک میں پہنچ گئے، اور ہر جانب جدید یا نو تعمیر جمہوریئے پیدا ہو گئے۔ اور اگرچہ یہ سب کے سب تباہ ہو گئے اور خود جمہوریہ مورثہ نپولین کی شاہانہ حوصلہ مندیوں کے سامنے پست ہو گئی، تاہم ایک عقیدے اور ایک لائحۂ عمل کے طور پر یورپ کی سیاسی زندگی میں جمہوریت نے ایک نئی جگہ حاصل کر لی ہے۔[1]

---

[1] ایچ۔ اے۔ ایل فشر "یورپ میں جمہوری روایت" H. A. L. Fisher: the Republican Tradition in Europe. مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۱ء

باب چہارم۔ فرانسیسی انقلاب کے دوران میں جمہوریت کی ترقی کا سب سے زیادہ کامل اور

**انقلابی اور نپولینی دساتیر**

خود فرانس میں یہ ہوا کہ چونکہ قوم نے اپنے کو زمانۂ گزشتہ کے سیاسی روابط سے دفعتہً الگ کرلیا تھا، اس لئے وہ ایک صدی سے زائد تک نمایاں عدم استقامت، تجربہ اور تغیر کے دور میں داخل ہوگئی۔ اڑتالیس برس کے اندر اندر سات ممیز دساتیر عمل میں آئے۔ تیسرے جمہوریہ کے قائم ہونے سے پہلے، ان دساتیر میں سے کوئی بھی بیس برس سے زائد برقرار نہیں رہا، لیکن پھر بھی ان عضوی قوانین میں سے ہر ایک نے قوم کے سیاسی تجربہ میں کچھ نہ کچھ اضافہ کیا، اور اس وقت کے دستوری نظم کی جانب متوجہ ہونے کے قبل ان سابق دستوروں کے اہم خصوصیات کا کچھ ذکر ہونا چاہیے۔[ل]

خود انقلاب نے تین متواتر دساتیر مہیا کیے:۔ (۱) ایک دستور ۳ ستمبر ۱۷۹۱ء کا تھا، جسے قومی (یا دستور ساز) جمعیت نے تیار کیا تھا اور ۱۰ اگست ۱۷۹۲ء کے بلوے نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ (۲) دوسرا ۱۵ فروری ۱۷۹۳ء کا دستور تھا جسے "اجتماع" نے بنایا تھا مگر وہ عمل میں نہیں آیا (۳) تیسرا ۵ فروکتی دور

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ سب سے زیادہ مستند بیان، الف۔ اے آلرڈ کی تاریخ سیاسیہ انقلاب فرانس" Aulard : Histoire politique de la revolution, francaise. مطبوعہ پیرس) ۱۹۱۰ء اس کا ترجمہ بی میال نے "فرانسیسی انقلاب، ایک سیاسی تاریخ B. Miali : The Erench Revolution a Political History کے نام سے کیا ہے مطبوعہ لندن ۱۹۱۰ء جلد دوم الواب ۲، ۳، ۴۔

ل۔ ایل دیگوئی اور ایچ مونیئے کی کتاب "فرانس کے ۱۷۸۹ء سے لیکر اس وقت تک کے دساتیر اور اہم سیاسی قوانین L. Duguit et Mennier: Les Constitutions et les Principles lois Politiques de la France depuis. مطبوعہ پیرس ۱۸۹۸ء)

الف۔ ایلی کی کتاب "دساتیر فرانس" F. Helie: Less Constitutions de la France. مطبوعہ ۱۸۸۰ء)؛ ای پیئر کی کتاب "حکومت کے صیغوں کی تنظیم؛ دستوری اور تنظیمی قوانین کا مجموعہ" E. Pierre : Organisation des pouvoirs publics ; recueil des lois Constitutionnelles et organiques. (مطبوعہ پیرس ۱۹۰۲ء) ایم بلوک کی تصنیف "سیاست کی عام لغت" میں M. Block : Dictionnaire general de la politique (Paris 1884) I, 494-518. پیرس ۱۸۸۴ء) جلد اول صفحات ۴۹۴۔

سنہ انقلابی (۲۲ اگست ۱۷۹۵ء) کا دستور تھا، اسے بھی اسی "اجتماع" نے تیار کیا تھا اور یہ ۲۳ ستمبر ۱۷۹۵ء سے ۱۸ بروییر سنہ انقلابی (۹ نومبر ۱۷۹۹ء) کے ہنگامہ خیز تغیر حکومت تک زیر عمل رہا۔ ان میں سے پہلی توقیع میں یہ انتظام کیا گیا تھا کہ ایک محدود شاہی ہو، وزرا پر مقدمہ چلایا جا سکے، اور ایک ایوانی جماعت مقننہ ۷۴۵ ارکان پر مشتمل ہو جن کا انتخاب دو برس کے لیے نئے قائم شدہ صوبوں میں فہرست واری اصول پر پچیس برس اور زائد عمر کے ان مرد شہریوں کی بالواسطہ رائے سے ہو جو ہر سال تین دن کی مزدوری کے برابر راست محصول دیتے ہوں۔[1] ۱۷۹۳ء کا دستور سلطنت ایک استیصالی دستاویز کی حیثیت رکھتا تھا، اس میں نہ صرف ایک جمہوریہ بلکہ ایک انتہائی عمومی نظم حکومت کا قائم کرنا بھی قرار پایا تھا، اس کی خصوصیتیں حسب ذیل تھیں:- (۱) ایک یک ایوانی مجلس مقننہ ہو جو ایک برس کے لیے تمام مردوں کی بالواسطہ رائے دہی سے منتخب ہو، (۲) چوبیس ارکان کی مجلس عاملہ ہو جس کا انتخاب مجلس مقننہ ان نامزد شدہ اشخاص میں سے کرے جنھیں صوبوں کے ثانوی انتخاب کنندگان پیش کریں، (۳) قطعی عمل کے لیے مجوزہ قوانین شہریوں کی ابتدائی جمعیتوں کے سامنے پیش کیے جائیں۔
اگرچہ قوم نے اس کی توثیق کر دی تھی مگر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، یہ دستور سلطنت کسی وقت بھی عمل میں نہیں آیا۔[2] ۱۷۹۵ء کے دستور کی توثیق بھی اسی طرح عمومی رائے سے کی گئی تھی اور وہ بھی جمہوری تھا مگر اس سے کم استیصالی

---

[1] انتظامی اور عدالتی نظموں میں جو تغیرات ہوئے ان کے لیے باب بست و ششم دیکھنا چاہیے۔ ۱۷۹۱ء کا دستور، دیگوئی اور مونیئے کے "دساتیر" Duguit et Monnier : Les Constitutions صفحات ۱-۳۵ اور اینڈرسن کے "دساتیر" Anderson: Constitutions صفحات ۵۸-۹۵ میں موجود ہے۔

[2] دیگوئی اور مونیئے، "دساتیر" Duguit et Monnier Les Constitutions. صفحات ۶۶-۷۸، اینڈرسن کے "دساتیر" Anderson Constitutions صفحات ۱۷۱-۱۸۴۔

تھا۔ اس توثیق نے تشریعی اختیار ایک دو ایوانی پارلیمنٹ کو تفویض کیا تھا، جس میں ایک "مجلس پنج صد" تھی اور ایک "مجلس اکابر" لیکن ایوان زیریں تجاویز کو صرف ابتداءً پیش کر سکتا تھا اور ایوان بالائی انھیں منظور یا نامنظور کر سکتا تھا مگر ان میں ترمیم نہیں کر سکتا تھا۔ دونوں ایوانوں کے ارکان قوم کی طرف سے ایسے انتظامات حق رائے دہی کے تحت میں بالواسطہ طریق سے منتخب ہوتے تھے جو ۱۷۹۱ء کے انتظامات سے زیادہ آزادانہ تھا۔ میعاد تین برس کی تھی اور ایک ثلث ارکان کی تجدید ہر سال ہوتی رہتی تھی۔ جماعت عاملہ پانچ ارکان کی نظامت پر مشتمل تھی جن میں سے ایک رکن ہر سال کنارہ کش ہوتا رہتا تھا۔ ناظموں کا انتخاب مجلس اکابر کی طرف سے اس دو چند نامزد شدہ اشخاص کی تعداد میں سے ہوتا تھا جنھیں "مجلس پنج صد" پیش کرتی تھی۔ اس میں خاص جدت مجلس مقننہ کی دو ایوانی تنظیم تھی جس سے اس وقت تک فرانسیسی مصلحین عام طور پر اختلاف کرتے رہے تھے۔[1]

سشمہ انقلابی (۱۷۹۹ء) کا دستور سلطنت نپولین اور سی ایس نے دو ماموریات کی مدد سے اس سے تھوڑا ہی زمانہ بعد مرتب کیا تھا کہ ہنگامہ خیز تغیر حکومت نے اس کارسیکی کو ملک کا عملی حکمران بنا دیا تھا۔ چند عضوی قوانین کے ذریعہ سے ترمیم ہو کر، یہی دستور اساسی قانون بن گیا جس کے تحت میں نپولین نے اپنے ۱۸۱۴ء کے انخلاع کے وقت تک فرانس پر حکومت کی۔ اس دستور نے حکومت کے جس طریق کا انتظام کیا تھا اس کے نسبت اگر یہ نہ کہا جائے کہ وہ طریق مطلق العنانی پر پردہ ڈالنے ہی کے لئے بنا تھا تو بھی عمل میں بہت آسانی کے ساتھ ایسا ہی ہو گیا۔ ۱۷۹۵ء کی سادی دو ایوانی مجلس تشریعی ترک کر دی گئی اور اس کے فرائض چار ممیز جماعتوں میں تقسیم کر دئے گئے۔ ایک تریبونیہ تھی جو سو ارکان پر

---

[1] دیگوئی اور مونئے "دساتیر" (Duguit et Monnier: Les Constitutions) صفحات ۷۸-۱۱۱ - اینڈرسن "دساتیر" Anderson: Constitution صفحات ۲۱۲-۲۱۴ -

مشتمل تھی جن کا انتخاب پانچ برس کے لئے ہوتا تھا، یہ جماعت تحریکات پر ابتداءً غور کرتی تھی، ایک مجلس مقننہ تین سو ارکان کی تھی جن کا انتخاب پانچ برس کے لئے ہوتا تھا اور یہ جماعت ان تجاویز کو قبول یا رد کرتی تھی، ایک سینیات اسی مادام الحیات ارکان کی تھی، جو تجاویز منظور شدہ کے حسب دستور ہونے کا تصفیہ کرتی تھی اور انتخابی جماعت کا کام دیتی تھی، اور ایک مجلس مملکت تھی جس کا کام یہ تھا کہ قنصل اول کے زیر ہدایت تشریعی و انتظامی تجاویز تیار کرے اور ان کی تائید کرے[1] عاملانہ اختیار تین قنصلوں کو سپرد ہوا تھا، جن کا تقرر سینیات کی جانب سے دس برس کے لئے ہوتا تھا اور نامتناہی طور پر دوبارہ قابل انتخاب تھے۔ اس طرح ایک مرکب عاملہ کی تجویز برائے نام قائم رکھی گئی تھی مگر اس دستور نے قنصل اول کو حقیقۃً سب سے فائق بنا دیا اور اس کے رفقا کو صرف "مشورتی حیثیت" عطا کی۔ عملاً یہ ہوا کہ "شہری بونا پارٹ" نے جسے اس دستور میں قنصل اول نامزد کیا گیا تھا، آسانی کے ساتھ کامل اقتدار اپنے قبضے میں کرلیا۔ یہ شرط کہ حکومت کا کوئی فرمان اس وقت تک موثر نہ ہوگا جب تک ایک وزیر کا دستخط اس پر ثبت نہ ہو عملاً کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا، اور نہ صرف ۱۸۰۲ء میں جب نپولین زندگی بھر کے لئے قنصل بنا دیا گیا بلکہ جب ۱۸۰۴ء میں قنصلیت شہنشاہی میں بدل دی گئی اس وقت بھی یہ محض صورت ظاہری کا تغیر تھا حقیقت کا کوئی تغیر نہیں تھا[2]

---

[1] ۔ مجلس مملکت کا تقرر قنصل اول نے کیا تھا۔ سینیاتی خود انتخاب کے اصول پر منتخب ہوتے تھے۔ اور مجلس تریبونیہ اور مجلس تشریعی کے ارکان قابل انتخاب اشخاص کی اس فہرست سے لیلئے گئے تھے جسے ایک بہت ہی پیچ در پیچ طریق سے قوم نے پیش کیا تھا۔

[2] ۔ دیگوئی اور مونئیے؛ دساتیر" Duguit et Monnier : Les Constitutions صفحات ۱۱۸۔ ۱۲۹۔ اینڈرسن: "دساتیر" Anderson: Constitutions. صفحات ۲۷۰۔ ۲۸۱۔ ۱۷۹۵ء کے دستور میں ۳۷۷ دفعات تھے" یہ دستور اپنے نوع تحریرات

**دستوری منشور (۱۸۱۴ - ۱۸۴۸)**

نپولین کے قانونِ انخلاع پر دستخط کر دینے کے تین ہفتہ بعد، بحال شدہ بوربونی بادشاہ لوئی ہیژدہم پیرس میں داخل ہوا اور چھ ہفتہ بعد ایک نیا دستور شائع کیا گیا جسے تاج کے تین نمائندگان، نوسینائی اور نوارکانِ مجلسِ تشریعی نے تیار کیا تھا۔ چند اہم تغیرات کے ساتھ جو زیادہ تر ۱۸۳۰ء میں داخل کئے گئے تھے یہ دستوری منشور ۱۸۴۸ء کے انقلاب تک فرانس کا اساسی قانون رہا۔ حکومت کے اس نئے نظم میں انگریزی اثر کے بہت قوی علامات نظر آتے تھے۔ درحقیقت مقصود یہی تھا کہ انگریزی طرز کی ایک آزاد خیال دستوری بادشاہی ہو، اور اسی وقت سے وہ تاریخ متعین ہوتی ہے جب سے فرانس میں بالارادہ یہ کوشش کی جانے لگی کہ انگریزی اصولوں پر مبنی ایک کابینی نظم قائم کیا جائے۔ فرانسیسیوں کی یہ خواہش نہ تھی کہ ذمہ دار حکومت کا انگلستانی طریق مع اس کے تمام عواقب و مضمرات کے اختیار کیا جائے مگر جو نظم قائم کیا گیا اس میں بہت گہرے تناسب کا امکان موجود تھا اور یہ قطعی ہے کہ یہ نظم اس سے بدرجہا زیادہ آزادانہ تھا جو نپولین کی ذات کے ساتھ رخصت ہوچکا تھا۔ بادشاہ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ قوانینِ حکمی جاری کرے، تقررات کرے، اعلانِ جنگ، اور معاہدات کرے اور تمام قوانین ابتدائی شکل میں پیش کرے، مگر پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر نہ کوئی محصول لگایا جاسکتا تھا اور نہ کوئی قانون بن سکتا تھا، اور وزرا نہ صرف قابلِ مواخذہ بلکہ "ذمہ دار" قرار دیئے گئے تھے۔ دو ایوانی اصول کی اب قطعی طور پر تجدید کی گئی اور اب پارلیمنٹ ایک دارالامرا اور ایک دارالوکلا پر مشتمل قرار پائی، دارالامرا ان اشخاص سے مرکب ہوتا جنھیں بادشاہ موروثی یا مادام الحیات مقرر کرتا اور دارالوکلا ایسے نمائندگان سے مرکب ہوتا جن کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) میں سب سے زیادہ طولانی تھا، ۱۷۹۹ء کے دستور میں ۹۵ دفعات تھے اور یہ دستور خصوصیت سے مختصر تھا۔

انتخاب صوبوں میں پانچ برس کے لئے ہوتا جن میں سے ایک خمس ہر سال کنارہ کش ہونا رہتا۔ پارلیمنٹ کے لئے ضروری تھا کہ اس کا اجلاس سال میں کم ازکم ایک مرتبہ ہوا کرے، اسے براہ راست تشریعی ہدایت کا حق حاصل نہیں تھا مگر دونوں میں سے کوئی ایوان بھی بادشاہ کے حضور میں یہ درخواست گزران سکتا تھا کہ کسی خاص مسئلہ پر وہ کوئی قانون پیش کرے [۱]۔ منشور میں رائے دہندگان اور وکلا کے اوصاف متعین کر دیئے گئے تھے مگر وکلا کے انتخاب کے طریق کی تعریف نہیں کی گئی تھی۔ اس کمی کی تلافی ۱۸۱۷ء کے قانونی انتخاب سے کر دی گئی۔ اس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ انتخاب کنندگان (یعنی تیس برس اور زائد عمر کے مرد جو سالانہ کم ازکم تین سو فرانک راست محصول ادا کرتے ہوں) اپنے صوبے کے خاص شہر میں جمع ہوں۔ وہاں ایک فہرست واری انتخاب کے بموجب ارکان کی اس تعداد کا انتخاب کریں جس تعداد کا اس صوبے کو اس وقت معینہ پر حق حاصل ہو۔ یہ نظم جدت پسند عناصر کے لئے قطعی سودمند ثابت ہوا کیونکہ ان کی طاقت زیادہ تر شہروں میں تھی اور ۱۸۲۰ء میں استحفاظیوں نے مجبور کر کے ایک قاعدہ بنوایا جس کے بموجب ایوان کی رکنیت کی تعداد ۲۵۸ سے بڑھا کر ۴۳۰ کر دی گئی اور انتخابی رقبہ صوبہ کے بجائے ضلع قرار دیا گیا۔ ہر ضلع ایک واحد رکن کا حلقہ بن گیا اور اس حیثیت سے ضلعے ۲۵۸ ارکان کا انتخاب کرنے لگے۔ بقیہ ۱۷۲ ارکان صوبے کے خاص خاص شہروں میں صوبے کے ان رائے دہندوں کی طرف سے منتخب ہوتے جو سب سے زیادہ محصول دیتے تھے۔ یہ ایک ایسا انتظام تھا جس کے تحت میں تقریباً بارہ ہزار دولت مند انتخاب کنندگان نے دُہری رائیں حاصل کر لیں۔ رائے دہی خفیہ تھی مگر انتخاب کنندہ

[۱] دیگوئی اور مونئیر "دساتیر" صفحات ۱۸۳ - ۱۹۰ - اینڈرسن "دساتیر" صفحات ۴۵۷ - ۴۶۵ -
(Duguit et Monnier: Les Constitutions.)
(Anderson·Constitutions)

کے لئے ضروری تھا کہ وہ یہ پرچے حکومت کے ایک مقرر کردہ شخص کی موجودگی میں لکھے اور اسے بغیر موڑے ہوئے اس شخص کو دیدے۔[1] ۱۸۲۴ء کے ایک قانون نے اس نظم میں مزید ترمیم یہ کی کہ ایوان کو سات برس کی میعاد کے بعد کلیتہً قابل التجدید بنادیا۔

۱۸۳۰ء کی شورش کے نتیجہ کے طور پر چارلس دہم کے انخلاع کے بعد ایک پارلیمنٹی ماموریہ نے اس منشور پر نظر ثانی کی اور نئے فرمانروا لوئی فلپ نے اسے اس ترقی یافتہ شکل میں قبول کرلیا۔ اصلی منشور کی وہ تمہید جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ دستور تاج کا عطیہ ہے ساقط کردی گئی۔ فرمانروا کی جانب سے قوانین کا معطل کیا جانا ممنوع قرار پایا، اور دونوں ایوانوں کو قوانین کے ابتداءً پیش کرنے کا حق دیدیا گیا۔ دارالامرا کے جلسے علانیہ کردئے گئے اور آئندہ سال کے ایک قانون کے رو سے موروثی امرا کا بنانا بند کردیا گیا۔ دارالوکلا کی کلی تجدید کا طریقہ جاری رہا مگر میعاد پانچ برس کردی گئی اور انتخاب کنندگان کی عمر کی شرط تیس سے گھٹاکر پچیس کردی گئی۔ آخر میں، ۱۸۳۱ء کے ایک قانون نے رائے دہندوں کے لئے محصول کی شرط کو تین سو فرانک سے دوسو فرانک اور بعض پیشہ ور طبقات کے لئے ایک سو کردیا۔ اس سے رائے دہندوں کی تعداد زیادہ ہوگئی لیکن اب بھی رائے دہندے آبادی کے ڈیڑھ سو حصوں میں ایک حصہ تھے۔ حقیقت میں اورلیانی دور کی حکومت اس حکومت سے زیادہ عمومی نہیں تھی جسے اس نے معدوم کردیا تھا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حکومت متمول طبقۂ اوسط کی حکومت تھی اور انھیں کے لئے تھی۔[2]

---

[1] دیگوئی اور مونے کے "دساتیر" Duguit et Monnier : Les Constitutions صفحات ۲۰۶-۲۰۹-

[2] ایضاً صفحات ۲۱۳-۲۱۸ و ۲۱۹-۲۲۰- اینڈرسن کے "دساتیر" Anderson: Constitutions. صفحہ ۵۰۷-۵۱۳، See G. Weil, La France sous la monarchie Constitutionnelle, 1814-1848 (new ed Paris 1912)

**دوسری جمہوریہ اور دوسری شہنشاہی**

فروری ۱۸۴۸ء کی شورش کے نتیجہ کے طور پر اورلیانی بادشاہی کے شکست ہو جانے کے بعد فرانس ایک ایسے دور میں داخل ہوا جو سیاسی اعتبار سے تقریباً اسی قدر غیر متیقن تھا جیسا کہ ۹۵-۱۷۸۹ء کا دور تھا، تقریباً پانچ سال تک قوم نے پھر جمہوریت کا تجربہ کیا اور اس سے صرف اس طرح نکلی کہ ایک بادشاہی، ایک شہنشاہی، اور ایک بونا پارٹ کا تسلط قایم ہوگیا۔ وہ عارضی حکومت جو انقلاب کی اولین پیداواروں میں سے ایک تھی، اس نے مشروط طور پر ایک جمہوریہ کا اعلان کر دیا، اور قوم سے یہ چاہا کہ تمام بالغ مردوں کے براہ راست حق رائے کے نظم کے تحت میں وہ دستور سلطنت کے بنانے کے لیے ایک جمعیت کا انتخاب کرے۔ یہ انتخابات جو فرانس کی تاریخ میں اپنی قسم کے پہلے انتخابات تھے، ۲۳ اپریل ۱۸۴۸ء کو عمل میں آئے اور "قومی جمعیت دستور ساز" (جو نو سو ارکان پر مشتمل تھی اور جن میں سے آٹھ سو اعتدال پسند جمہوری تھے) ۴ مئی کو پیرس میں منعقد ہوی۔ ایام گرما میں دستور کے ایک مسودے پر جسے اٹھارہ شخصوں کی ایک مجلس ذیلی نے تیار کیا تھا، حسب قاعدہ بحث ہوی، اور ۴ نومبر کو یہ مسودہ ۳۰ کے مقابلہ میں ۷۳۹ رایوں سے قبول کر لیا گیا۔

۱۸۴۸ء کے دستور ریاسی نے جمہوریہ کے دائمی اور قوم کے صاحب اقتدار اعلی ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس کے علاوہ اس پر بھی زور دیا کہ تفریق اختیارات ایک آزاد حکومت کی شرط اولیں ہے۔ اس نے یہ انتظام کیا کہ ساڑھے سات سو ارکان[۱] کے واحد ایوان کی ایک تشریعی جمعیت ہو جن کا انتخاب ہر تین برس کے لیے ہوا کرے اور یہ انتخاب خفیہ طریق رائے دہی کے بموجب صوبجاتی فہرست واری انتخاب کے اصول پر براہ راست ہو اور یہ انتخاب وہ اشخاص کریں جن کے ضروری اوصاف صرف اتنے ہی ہوں کہ ان کی عمر

[۱] اس میں الجزائر اور مستعمرات کے نمایندے بھی شامل تھے۔

اکیس برس اور اس سے زائد ہو اور وہ کامل ملکی حقوق رکھتے ہوں۔ عاملانہ اختیارات ایک صدر کو تفویض ہوئے تھے، جس کا انتخاب راست و خفیہ رائے دہی اور فرانس اور الجزائر کی کل رایوں کی کثرت مطلق سے چار برس کے لئے ہوتا۔ مشروط حالتوں میں مثلاً یہ کہ اگر کسی امیدوار کو کثرتِ مطلق اور اس کے ساتھ ہی کم از کم بیس لاکھ رائیں نہ حاصل ہوں تو صدر کا انتخاب جمعیت ان پانچ ارکان میں سے کرے جنھیں سب سے زیادہ رائیں حاصل ہوی ہوں۔ کوئی صدر اسوقت تک دوبارہ منتخب نہیں ہوسکتا تھا جب تک کہ وہ کم از کم چار برس عہدے سے خارج نہ رہ چکا ہو۔ صدر کو جو اختیارات دئے گئے تھے وہ بہت وسیع تھے اور ان میں قوانین کا تجویز کرنا، جمعیت کی منظوری سے معاہدوں کے متعلق گفت و شنود کرنا اور ان کی توثیق کرنا، وزرا اور دوسرے ملکی و فوجی عہدہ داروں کا تقرر و موقوف کرنا اور مسلح قوتوں کا انضباط کرنا، یہ سب امور داخل تھے، وزرا کے فرائض اور تعلقات کے متعلق یہ دستور کچھ عجیب طرح پر مبہم تھا، اور اس دستور کے مختصر زمانِ قیام کے تمام دوران میں یہ سوال نہایت متنازعہ فیہ رہا کہ آیا جائز طور پر اس توضیع کی یہ تاویل ہوسکتی ہے یا نہیں کہ اس سے کابینی نظم حکومت کا انتظام کیا جاسکے[1]

دسمبر ۱۸۴۸ء میں نپولین اول کا بھتیجا لوئی نپولین بہت بڑی کثرت رائے سے صدر منتخب ہوگیا اور دس روز بعد وہ اپنے منصب پر آگیا۔ مئی ۱۸۴۹ء میں

---

[1] ملاحظہ ہو ڈیو پریئے کی "وزرا" (Dupriez : Les Ministres) جلد دوم صفحات ۳۰۸-۳۱۲ ۱۸۴۸ء کے دستور کا متن: دیگوئی اور مونئے کے "دساتیر" (Duguit et Monnier: Les Constitutions) صفحات ۲۳۲-۲۴۶- اور اینڈرسن کے "دساتیر" Anderson: Constitutions. صفحات ۵۲۲-۵۳۷ پر موجود ہے۔ کتب ذیل بھی ملاحظہ ہوں: - فشر: "یورپ میں جمہوری روایت" Fisher; Republican Tradition in Europe. باب ہشتم۔ بالخصوص ای۔ این کرٹس: "۱۸۴۸ء کی فرانسیسی جمعیت اور امریکی دستوری مسلک" E. N. Curtis : The French Assembly of 1848 and American Constitutional Doctrine مطبوعہ نیو یارک ۱۹۱۸ء

ایک جمعیت کا انتخاب ہوا جس کے ارکان میں دو ثلث پکے شاہ پرست تھے، پس ایک مصنف کے قول کے بموجب صدر اور جمعیت کی کثرت دونوں اپنی ذات ہی سے اس دستور سلطنت کے دشمن تھے جس کے تحت میں وہ منتخب ہوئے تھے[۱] مزید براں، نئے نظم نے عام طور پر کل قوم میں جڑ بھی نہیں پکڑی تھی اور اس کا شکست ہو جانا صرف وقت کا سوال تھا، ۳۱ر مئی ۱۸۵۰ء کے ایک قانون کے رو سے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ انتخاب کنندگان کے لئے چھ ماہ کے بجائے تین برس کے اقامت کی شرط رکھی جائے اس سے حال کے قائم شدہ انتظامات رائے دہی بالکل پلٹ گئے اور انتخاب کنندگان کی تعداد تین لاکھ یعنی تقریباً ایک ثلث گھٹ گئی۔ ۲ر دسمبر ۱۸۵۱ء کو تغیر حکومت کے لئے ایک غور و فکر سے مرتب کی ہوی تجویز عمل میں آئی۔ جمعیت منتشر کر دی گئی، ۱۸۴۹ء کا قانونِ رائے دہی بحال کر دیا گیا اور ابتدائی جمعیتوں میں جمع شدہ قوم سے یہ چاہا گیا کہ وہ قومی دستور سیاسی پر نظر ثانی کرنے کا اختیار صدر کو تفویض کر دے[۲]، ۶۴۰،۷۳۷ کے مقابلہ میں ۷،۴۳۹،۲۱۶ رایوں سے انتخاب کنندگان نے اسے پورا کر دیا۔ اس لئے یہ جمہوریت اگرچہ سرکاری حیثیت سے آئندہ سال بھی چلتی رہی مگر وہ فی الواقع مردہ ہو چکی تھی۔ ۷ر نومبر ۱۸۵۲ء کو یہ پردہ اٹھا دیا گیا۔ ایک قرارداد میں مجلس سینات نے شہنشاہی کے دوبارہ قیام کا فیصلہ کر دیا[۳] اور گیارہ روز بعد قوم نے ۲۵۳،۱۴۵ کے مقابلہ میں ۷،۸۲۴،۱۸۹ رایوں سے اس فیصلہ پر صاد کر دیا۔ ۲ر دسمبر یعنی جنگ آسٹرلز کی سال گرہ کے دن نپولین سوم فرانسیسیوں کا شہنشاہ مشتہر کر دیا گیا۔

---

[۱] ہیزن، "یورپ از ۱۸۱۵ء" (Hazen : Europe since 1815.) صفحہ ۲۰۱۔

[۲] اینڈرسن، "دساتیر" Anderson: Constitutions. صفحہ ۵۳۸-۵۴۳۔

[۳] دیگوئی اور مونئے "دساتیر" Duguit et Monnier: Les Constitutions. صفحات ۲۹۰-۲۹۲، اینڈرسن "دساتیر" Anderson: Constitutions صفحات ۵۶۰-۵۶۱۔

اسی اثنا میں مارچ میں ایک دستور نافذ ہو چکا تھا جو برائے نام جمہوری تھا مگر حقیقت میں اس دستور سے زبردست مشابہت رکھتا تھا جو نپولین اول کے آخر برسوں میں زیر عمل رہ چکا تھا، اور صدر کے بجائے (جسے دس برس کی میعاد عطا ہو چکی تھی) شہنشاہ کا نصب کرنا ایک جزوی معاملہ تھا۔ ۲۵ دسمبر کی ایک قرارداد مجلس سینات نے یہ ضروری رد و بدل کر دیا، اور ۱۸۵۲ء کا دستور سلطنت وقتی ترمیمات کے ساتھ، ۱۸۷۰ء میں دوسری شہنشاہی کی شکست کے وقت تک فرانس کا اساسی قانون بنا رہا۔ شہنشاہ کو نہایت وسیع اختیارات عطا کیے گئے تھے۔ انتظامی نظم پر اس کی نگرانی مطلق العنانہ بنا دی گئی تھی۔ وہ بری و بحری فوج کی قیادت کرتا تھا، صلح و جنگ کا فیصلہ کرتا تھا، معاہدے موکد کرتا اور معافی عطا کرتا تھا، توضیع قوانین کی ابتدا کرتا اور قوانین کے شایع کرنے کا اختیار تنہا اسی کو حاصل تھا۔ تمام وزرا تنہا اسی کے روبرو جواب دہ تھے، کابینی حکومت کا شائبہ تک باقی نہیں رہا۔ دو تشریعی ایوان تھے، ایک مجلس تشریعی ۲۵۱ ارکان کی تھی جن کا انتخاب تمام بالغ مردوں کی رائے دہی سے ہر چھٹے برس ہوتا تھا، اور ایک سینات تھی جو مقتدایان دین امرائے بحر، اور دوسرے ایسے عہدہ داروں سے مرکب تھی جو اپنے عہدے کے رو سے اس کے رکن ہوتے تھے اور ان کے ساتھ شہنشاہ کے مادام الحیات نامزد کردہ اشخاص ہوتے تھے۔ سینات کے اختیارات سلطنت کے سرتاج کے بہت قریبی اتحاد کے ساتھ عمل میں آتے تھے اور کسی قدر اہمیت بھی رکھتے تھے مگر عمومی ایوان کے اختیارات کچھ بھی نہ تھے اور اس طرح حق رائے دہی کے آزادانہ انتظامات بہت کم عملی اثر رکھتے تھے۔[1]

بیس برس سے زائد تک عمومی حکومت کا طلسم بہت ہوشیاری اور کم و بیش کامیابی کے ساتھ قائم رکھا گیا۔ ملک مرفہ الحال تھا اور حکومت اگر

---

[1] دیگوئی اور مونیئے "دساتیر" (Duguit et Monnier: Les Constitutions) صفحات ۲۷۴-۲۸۰؛ اینڈرسن "دساتیر" Anderson: Constitutions صفحات ۵۴۳-۵۴۹۔

آزاد خیال نہیں تھی تو بھی روشن خیال ضرور تھی مگر پھر بھی بددلی کا اظہار اکثر ہوتا رہتا تھا، اور اپنی حکمرانی کے آخری نصف حصہ میں شہنشاہ کو ایک سے زاید مرتبہ مصلحت اسی میں نظر آئی کہ عوام کے جذبات کے ساتھ مراعات برتے۔ صدی کے عشرۂ ہفتم کے آخری برسوں میں اسے مجبور ہونا پڑا کہ وہ مطابع سے متعلق قوانین کی شدت کو نرم کر دے اور ۱۸۶۹ء میں اس نے ایک ایسے سلسلۂ تجاویز پر رضا دیدی جس سے تمام حکومتی نظم کے آزاد ہو جانے کی امید پیدا ہو گئی۔ ان میں سے ایک تجویز ۸ ستمبر کی ایک قرارداد سینات تھی جس سے سینات کے اجلاس عوام کے لئے کھل جاتے، تشریعی جماعت کو خود اپنے عہدہ داروں کے منتخب کرنے کا حق حاصل ہو جاتا اور ایک حد تک نظم کابینی قائم ہو جاتا[۱] لیکن اس وجہ سے کہ وزرا کو جماعت تشریعی یا سینات کسی کے رکن ہونے کی اجازت نہ تھی، اور نیز اس وجہ سے کہ وہ اب بھی تاجدار کے روبرو ذمہ دار قرار دئے گئے تھے اس اصلاح کی آخرالذکر ہیئت کے فوری اثرات بہت خفیف ہوتے۔ ۲۰ اپریل ۱۸۷۰ء کی ایک قرارداد مجلس سینات کے بموجب (جس کی منظوری ۸ مئی کے استشارہ سے ہوی) دوسرے اور زیادہ اہم تغیرات عمل میں آئے۔ اول یہ کہ سینات جو اس وقت تک شہنشاہی مجلس شوری تھی، اسے جماعت مقننہ کے مساوی الحیثیت قانون ساز بنا دیا گیا اور دونوں ایوانوں کو قوانین کے ابتدائً پیش کرنے کا حق مل گیا۔ دوسرے، دستور سلطنت سے یہ شرط خارج کر دی گئی کہ وزرا کا انحصار تنہا شہنشاہ پر ہو اور اس طرح کابینی حکومت کے زیادہ موثر طور پر بروئے کار آنے کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ آخری شرط یہ لگا دی گئی کہ آیندہ سے دستور سیاسی میں ترمیم صرف قوم کی صریحی منظوری سے ہو گی لیکن یہ اصلاحات دیر کر کے ہوئے، یہ اصلاحات (بادلِ نخواستہ) اس وقت کئے گئے جب شہنشاہ اور اس کے نظم کی مقبولیت

---

[۱] - دیگوئی اور مونئیر "دساتیر" (Duguit et Monnier· Les Constitutions صفحات ۳۰۷-۳۰۸، اینڈرسن "دساتیر" Anderson: Constitutions ۵۷۹-۵۸۰۔

شکست ہونے کی حد کو آگئی تھی اور اس کے عین بعد ہی جرمانیہ سے جنگ شروع ہو جانے کے باعث ان کے خوبی کار کے امتحان کا موقع نہ ملا۔[1]

---

[1] ۲۰ اپریل ۱۸۷۰ء کی کارروائی دیکھو۔ ڈوگی اور مونیئر کے "دساتیر" Duguit et Monnier : Les Constitutions صفحات ۳۰۸-۳۱۴۔ اور اینڈرسن کے "دساتیر" Anderson: Constitutions صفحات ۵۸۱-۵۸۶ پر موجود ہیں۔ اس دور پر ھبرتون نے بڑی خوبی سے تبصرہ کیا ہے:۔ "شہنشاہی دوم کا دستوری ارتقا" (H. Berton: L'evolution Constitutionnel du Second Empire) مطبوعۂ پیرس ۱۹۰۰ء۔ دو ہمعصر کتابیں جنمیں شہنشاہی دوم کی خطاؤں کا تجزیہ کیا گیا ہے اور مجوزہ تدارکات (بشمول قیام جمہوریت) پر کماحقہ غور کیا گیا ہے حسب ذیل میں:۔ پریوو پارادول: "فرانس جدید" (Prevost Paradol: La France Nouvelle.) مطبوعۂ پیرس ۱۸۶۸ء۔ ڈیوک بروگلی: "تبصرہ بر حکومت فرانس" (Broglie :) (Vues sur le Governement de la France.) مطبوعۂ پیرس ۱۸۷۰ء۔ آخرالذکر کتاب ۱۸۶۱ء میں لکھی گئی تھی۔ دونوں مصنف اعتدال پسند شاہ پرست تھے۔ دیکھو ایزمین "مبادلات قانون دستوری" (Esmein : Elements de droit Constitutionnel.) اشاعت چہارم ۵۳۰-۵۳۱، آنوتو: "ہم عصر فرانس" (Hanotaux : Contemporary France.) جلد سوم صفحات ۳۱۸-۳۲۲۔

# باب بست و یکم

## تیسرے جمہوریہ کا دستور سیاسی

### دوسری شہنشاہی کی شکست اور ایک نئی حکومت کا مسئلہ

تیسرا جمہوریہ ایسے حالات کے تحت قائم کیا گیا تھا جس کے استقلال کی اتنی بھی توقع نہ ہوتی تھی جتنی اس سے سابق کی ۱۷۹۲ء اور ۱۸۴۸ء کے جمہوریوں میں ظاہر ہوی۔ اس کا اعلان ان دنوں میں ہوا جب فرانسیسی میدان میں شکست کھا چکے تھے اور ابتداءً اس کے ظہور میں آنے کا باعث یہ ہوا کہ پروشیاویوں کے نپولین سوم کو گرفتار کر لینے اور شہنشاہی کے بالکلیہ شکست ہو جانے سے "خلوے اختیار" کی صورت پیش آ گئی تھی۔ یہ اعلان ۴ ستمبر ۱۸۷۰ء کو ایوان بلدیہ سے پارلیمنٹ کے "ارکان یسار کے ایک خود ساختہ گروہ نے (بسرکردگی گامبیتا و فاور) اس وقت شایع کیا جب پروشیا کے ساتھ جنگ کو جاری ہوئے سات ہفتے ہو چکے تھے۔ اس جدال و قتال کے بقیہ پانچ ماہ میں اقتدار اعلےٰ "مدافعت قومی" کی عارضی حکومت کے ذریعہ سے عمل میں آتا رہا جس کا سرگروہ سپہ سالار ٹرو شیو تھا۔ ۲۸ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیرس کی حوالگی کے بعد (جس کے بعد ہی عارضی صلح بھی ہو گئی) ایک

قومی جمعیت کے انتخابات کا حکم دیا گیا جس کا کام یہ فیصلہ کرنا تھا کہ آیا جنگ کو جاری رکھنا ممکن ہے یا صلح کو تسلیم کر لینا ضروری ہے اور آخرالذکر صورت میں صلح کے کیا شرائط قبول کرنے چاہئیں۔ کسی نئے انتخابی نظم کے بنانے کا وقت نہیں تھا، پس دوسرے جمہوریہ کے انتخابی انتظامات جو ۱۵ مارچ ۱۸۴۹ء کے ایک قانون سے قائم ہوئے تھے، انھیں کی تجدید کی گئی۔ ۶، اور ۸، فروری کو ۷۵۸، ارکان کی ایک جمعیت جس میں فرانس و مستعمرات دونوں کی نمایندگی ہوتی تھی تمام بالغ مردوں کی حق رائے دہی کے بموجب منتخب کی گئی۔

جب ۱۳، فروری کو اس قومی جمعیت کا انعقاد بورڈو میں ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ حکومتی اقتدار کا واحد مخزن وہی ہے۔ شہنشاہ، سینا، مجلس تشریعی، وزارت سب کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ قدیم عہد کے خرابہ کا اس قدر صاف میدان ہاتھ آیا ہو، تا آنکہ ۱۷۹۲ء اور ۱۸۴۸ء میں بھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ قومی مدافعت کی وہ حکومت جس نے "خلوے اختیار" کے زمانہ میں قوم کی معنوی مرضی سے تمام چیزوں کو سنبھالے رکھا تھا، اور کچھ شان کے ساتھ سنبھالے رکھا تھا، وہ بھی ملک کو ایک منتخب شدہ جمعیت دیکر اپنے اقرار کے مطابق فوراً ہی منتشر ہوگئی۔ پس ان وجوہ سے جمعیت نے یہ دیکھا کہ اسے معاً حکومت کے کامل اختیارات حاصل ہوگئے ہیں۔ قومی اقتدار اعلیٰ کی واحد نمایندہ یہی قومی جمعیت تھی اور اس کے اقتدار کو محدود کرنے کے لیے کوئی سیاسی دستور موجود نہیں تھا۔ انتخاب کنندگان نے اس پر کسی قسم کے حقیقی قطعی تحدیدات عاید نہیں کیے تھے نہ اس اعتبار سے کہ یہ جماعت کیا کر سکتی ہے اور نہ اس اعتبار سے کہ اس کی مدت اختیار کیا ہو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جمعیت فوراً ہی حکومت بن گئی اور تقریباً پانچ برس تک اسی حالت میں رہی۔

بہر نوع، اس نے سیاسی کل پر پورا اقتدار قائم رکھا اور بذاتِ خود مجلس مقننہ کا کام کیا۔ وہ یہ بھی کر سکتی تھی کہ عاملانہ اختیار کو بھی اپنے ہی ہاتھ میں رکھتی اور مجالسِ ذیلی کے ذریعہ سے انھیں عمل میں لاتی جیسا کہ انگلستان

میں طویل العہد پارلیمنٹ نے، امریکہ میں کانگریس نے اور ۹۵-۱۷۹۲ء کے فرانسیسی اجتماع نے ایسے ہی مواقع پر کیا تھا، مگر اس معاملہ میں اس نے ایک دوسری ہی روش پر چلنا پسند کیا، جس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ تفریق اختیارات کے اصول کا لحاظ مدنظر تھا اور کچھ وجہ یہ تھی کہ واقعات کچھ اس قسم کے پیش آئے تھے کہ مشہور مورخ و پارلیمنٹی ماہر تی ایر خود بخود عاملانہ اختیارات کا حامل بن گیا۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۷ فروری کو جمعیت نے تی ایر کو "سردار اختیار عاملہ" کا لقب دیدیا اور تقریباً اتفاق رائے سے صلح کی رائے دے کر اس معاملہ میں گفتگو کی ہدایت کی۔ عاملانہ اختیار بغیر تعین وقت کے عطا کیا گیا تھا۔ اس کا نفاذ اس سردار کے ذریعہ سے اس کے مقرر کردہ وزرا کی مدد سے ہوتا اور جمعیت کی مرضی سے وہ منسوخ ہو سکتا تھا، سردست، تی ایر بدستور جمعیت کا رکن بھی رہا۔[۱]

معاملات ملک کے فوری انتظام کے کام سے زیادہ حیران کن مستقل حکومتی نظم کا مسئلہ تھا۔ اکثر لوگوں نے یہ فرض کر لیا تھا کہ جمعیت کو نہ صرف یہ حق حاصل ہے کہ وہ ترکیبی اختیار کو عمل میں لائے بلکہ اس کے خاص فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی ہے کہ فرانس کے لیے ایک سیاسی دستور مہیا کرے۔ لیکن ابتدا ہی سے ایسے لوگ بھی تھے جن کا دعویٰ یہ تھا کہ قوم کی جانب سے صریحی حکم کے نہ ہوتے ہوئے اس قسم کی کارروائی اقتدار کے ازخود اختیار کر لینے کے مرادف ہو گی۔ لیکن بہ حیثیت مجموعی اس معاملہ میں جمعیت کو اپنے حقوق کے نسبت کوئی شک و شبہہ نہیں تھا، تاہم اس کا میلان یہ تھا کہ معاہدۂ صلح پر

---

[۱] قومی جمعیت کے سابق کام مکمل اور مستند طور پر جی۔ آنوتو کی "عصری تاریخ فرانس"
(Hanotaux : Histoire de la France Contemmporaine.)
مطبوعۂ پیرس سنہ ۱۹۰۳ تا سنہ ۱۹۰۸ء۔ مترجمہ جے سی ٹارور و ای اسپارول بیلی بنام "ہمعصر فرانس"
(J. C. Tarver and E. Sparvel-Bayly: Contemporary France.) مطبوعہ نیویارک
سنہ ۱۹۰۳ تا سنہ ۱۹۰۶ء جلد اول ابواب ۱-۶

دستخط ہو جانے تک اس کام کو ملتوی رکھے، لیکن اس موضوع پر بحث زیادہ دنوں تک روکی نہیں جا سکتی تھی اور یہ امر بہت جلد عیاں ہو گیا کہ اس اساسی سوال کے متعلق کہ جدید حکومت کی صورت کیا ہو، دو خاص تجویزیں تھیں۔ ایک تجویز ملوکیت کی تھی جو کم و بیش محدود قسم کی ہو۔ دوسری تجویز جمہوریہ کی تھی۔ شاہی پسند دو گروہوں میں منقسم ہو گئے تھے۔ ایک فریق حامی وراثت تامہ تھا، یہ قدیم بوربونی شاہی کے والہ گان تھے وہ چاہتے تھے کہ چارلس دہم جو ۱۸۳۰ء کے انقلاب میں معزول کر دیا گیا تھا، اس کے پوتے کاونٹ شامبورڈ کے تحت بادشاہی قائم کی جائے۔ دوسرا آرلیانی فریق تھا، اس کی خواہش یہ تھی کہ خاندان آرلینز جو ۱۸۴۸ء میں خارج کر دیا گیا تھا، اس کو "شہری بادشاہ" لوئی فلپ کے پوتے کاونٹ پیرس کی ذات سے بحال کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں ارکان کا ایک چھوٹا سا گروہ اور تھا، جو اس کے باوجود کہ نتیجۂ جنگ نے خاندان بونا پارٹ کو بدنام کر دیا تھا، اس پر مصر تھا کہ نپولین سوم کی منہدم شہنشاہی کو پھر زندہ کر دے۔

جمہوریت پسند جو پیرس اور ملک کے جنوب مغربی حصص میں پرزور تھے، انھوں نے لامحالہ یہ سعی کی کہ شاہی کے کسی صورت میں بھی دوبارہ رونما ہونے کو روکیں، مگر جمعیت میں ان کی تعداد پانچ کے مقابلہ میں دو تھی[۱] اور اس وجہ سے زیادہ تر یہی لوگ یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ اس جماعت کو

---

[۱] مسلمہ حامیان وراثت تامہ تقریباً ڈیڑھ سو تھے۔ حامیانِ خاندان بونا پارٹ تیس سے زاید نہ تھے، جمہوری تقریباً ڈھائی سو تھے۔ بقیہ ارکان حامیانِ خاندان آرلینز تھے یا غیر متیقن رائے کے اشخاص تھے۔ لیکن جملہ ارکان نے کبھی جمعیت میں نشست نہیں کی۔ دیکھو وائل: فرانس میں جمہوریت پسند گروہ کی تاریخ ۱۸۱۴ء سے ۱۸۷۰ء تک (G. Weill : Histoire du parti republicain en France de 1814 à 1870) پیرس ۱۹۰۰ء۔

ایک محدود حکم حاصل ہوا ہے، اور سیاسی دستور بنانے کا اسے کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ یہ کہتے تھے اور یہ کہنا صحیح بھی تھا کہ انتخاب اولاً وا قداً اس نظر سے ہوا تھا کہ صلح کی نسبت ان کے خیالات کیا ہیں نہ یہ اس نظر سے کہ دستوری اشکال کے متعلق ان کی رائیں کیا ہیں، لیکن موجودہ جمعیت میں بھی ان جمہوریت پسندوں کی حالت ــــ منتظرہ مایوسی کی نہیں تھی کیونکہ شاہی پسندوں کی صفوں میں رخنہ پڑا ہوا تھا، اور جب جمہوریت کا معاملہ معقول حد تک متیقن ہوگیا تو ان میں سے اکثر جمعیت کے اس اختیار ترکیبی کو عمل میں لانے پر راضی ہو گئے۔

**کابینی نظم کا بدو وآغاز قانون ریوے**

۱۰ مئی کو فرینکفرٹ کے معاہدے پر دستخط ہو جانے کے بعد یہ خیال کیا جا سکتا تھا کہ جس اولیں مقصد کے لئے جمعیت کا انتخاب ہوا تھا وہ حاصل ہو چکا۔ جمہوریت پسندوں کے مطالبوں کے باوجود کہ جمعیت اپنے کام کے ختم ہونے کا اعلان کردے اور ایک نئی جماعت کے لئے جگہ خالی کرے جو خاص طور پر سیاسی دستور کے بنانے کے لئے منتخب ہوئی ہو اس روش پر چلنے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ یہ جماعت پہلے ہی سے پرزور طور پر ایسے تجاویز عمل میں لارہی تھی جن سے اثراتِ جنگ سے ملک کی بحالی میں مدد ملے۔ اس نے اپنا مستقر بورڈو سے وبرسائی کو منتقل کردیا تھا، اور پیرس میں اپریل اور مئی میں حامیانِ حکومت "کمیون" (commune) نے جو شورشیں کیں انہیں فرد کرنے میں اس نے پرزور اور موثر کارروائی اختیار کی[1] اختیار سے دست بردار ہونے کے بجائے اس کا ارادہ ہر طرح پر یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ صورتِ حال پر غیر معین زمانہ تک حاوی رہنا چاہتی ہے

[1] "کمیون" مرکزی شکل حکومت کے خلاف ایک معترضانہ تحریک تھی، خواہ یہ مرکزی حکومت شاہی ہو یا جمہوری۔ حامیانِ حکومت "کمیون" ایک ایسے نظم کے خواہاں تھے جو کمیونوں کی ذاتیت پر مبنی ہو۔

اور جب تک کہ سیاسی دستور کی توضیع غور وفکر بلکہ فرصت کے ساتھ ہو اُس وقت تک ملک میں جس زبردست حکومت کی ضرورت ہے اسے قائم رکھے۔ موجودہ انتظامات میں ایک عملی دشواری عاملِ اعلیٰ تی ایر اور وزرا کی عجیب وغریب حیثیت کی تھی۔ حکومت کو زیادہ قطعی بنیاد پر منتظم کرنے کی نظر سے حلقۂ کوریزہ کے وفید اور تی ایر کے دوست چارلس ریوے نے ۱۲ اگست کو ایک قرارداد اس مضمون کی پیش کی کہ تی ایر کو صدر جمہوریہ کا لقب (خطاب) دیا جائے، وہ تین برس عہدے پر قائم رہے بشرطیکہ جمعیت اس سے قبل ہی منتشر نہ ہو جائے، اور وزرا جمعیت کے روبرو براہ راست وکاملاً ذمہ دار قرار دئے جائیں۔ اس کا بدیہی مقصد انگریزی نمونہ پر کابینی نظم کا جاری کرنا تھا۔ صدر چونکہ (مدت عہدہ کے اختتام تک) ناقابل علیحدگی ہو جاتا اس لئے وہ ذمہ دار نہ رہتا اور وزرا کارکن، ذمہ دار جماعتِ عاملہ بن جاتے۔ جمعیت اگرچہ پر زور طور پر کابینی طرز حکومت کی طرف مائل تھی مگر وہ اس حد تک جانے کے لئے تیار نہ تھی جو ریوے نے تجویز کی تھی اور منظوری کے قبل اس تجویز میں بہت کچھ تغیر کر دیا گیا۔ ریوے کا یہ قانون ۳۱ اگست کو (۹۴ کے مقابلہ میں ۴۹۱ رایوں سے) جس طرح منظور ہوا، اس کے بموجب تی ایر کو صدر کا خطاب دیدیا گیا اور وزرا جمعیت کے روبرو ذمہ دار قرار پا گئے مگر اس کے ساتھ ہی اس جماعت کے روبرو خود صدر کی ذمہ داری بھی مکرراً قائم کی گئی اور یہ ظاہر کیا گیا کہ صدر کے اختیارات جو اس وقت مختلف جوانب میں بڑھائے گئے ہیں ان کی نسبت یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ اس زمانہ تک کے لئے عطا ہوئے ہیں جب تک خود جمعیت قائم رہے۔[1]

---

[1] دیگوئی اور مونئیے "دساتیر" (Duguit et Monnier : Les constitutions)، صفحات ۳۱۵-۳۱۶، اینڈرسن "دساتیر" (Anderson : Constitutions)، صفحات ۶۰۴-۶۰۶، آنوتو "ہمعصر فرانس" (Hanotaux ; Contemporary Franc) جلد اول باب چہارم۔

یہ قانون کسی حد تک سود مند رہا۔ صدر کا لقب کسی قدر معین معنی رکھتا تھا، وزارتی ذمہ داری کے اہم اصول کا صاف طور پر اعلان کر دیا گیا تھا، لیکن اساسی طور پر یہ جدید انتظامات سابق انتظامات سے کم قابل اطمینان تھے۔ جمعیت نے اس کار نمایاں کی کوشش کی تھی کہ پارلیمنٹی ذمہ داری انتخابی عامل اعلیٰ اور وزرا دونوں پر رہے اور اس کے ناممکن العمل ثابت کرنے کے لئے بہت ہی تھوڑے تجربہ کی ضرورت تھی۔ واقعاً جو کچھ پیش آیا وہ یہ تھا کہ تی ایر نے جمعیت کے ساتھ بہت ہی قریبی کارکنانہ تعلقات قائم رکھے، اس کے بحث مباحثہ میں بذات خاص مستعدانہ شرکت کرتا رہا اور جمعیت کے روبرو براہ راست ذمہ داری اپنے سر رکھی اور وزرا کی ذمہ داری برائے نام رہی۔

اس نظم کی مزید ترتیب جدید کے عام مطالبہ کے ساتھ تی ایر نے بھی ۱۳ نومبر ۱۸۷۲ء کے پیغام کے ذریعہ سے اپنی آواز کا وزن شامل کر دیا، اور ۱۳ مارچ ۱۸۷۳ء کو ایک نیا اور اہم قانون منظور ہوا۔ اس کارروائی کا اصل مقصد یہ تھا کہ جمعیت کی کارروائیوں میں صدر کی شخصی مداخلت اور اثر کو محدود کیا جائے۔ یہ اس طرح ہو سکتا تھا کہ اسے رکنیت سے خارج کر دیا جائے اور تی ایر نے اس زور کے ساتھ اس کی مخالفت کی کہ اس کا خیال ہی ترک کر دیا گیا۔ یہ مقصد اس طرح بھی حاصل ہو سکتا تھا کہ اس جماعت کے روبرو صدر کو ذمہ داری سے بری کر دیا جائے مگر جمعیت ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی۔ جمعیت ڈیوک بروگلی کی ہم خیال تھی اور اس کا یقین یہ تھا کہ ایک دستوری بادشاہی کے اندر تو یہ ہو سکتا ہے کہ خطابی سرگروہ ذمہ داری سے بری رہے مگر جمہوریہ کے صدر یا دوسرے سرگروہ کو خود جمہوریت ہی کے اصول کے بموجب ذمہ دار رہنا چاہئے[۱]۔ اس وقت تک دنیا کے تجربہ میں

---

[۱] ایزمین: مبادیات قانون دستوری" (Esmein : Elements de droit constitutionnel) اشاعت چہارم صفحہ ۵۱۵

کا یہی نظم بادشاہیوں کے ساتھ محدود رہا تھا اور ۱۸۷۳ء کے فرانسیسی قانون سازوں
پر زائد از ضرورت سختی کے ساتھ یہ نکتہ چینی نہ کرنا چاہئے کہ وہ یہ سمجھنے سے
قاصر رہے کہ سلطنت کے برائے نام سرگروہ کا لقب خواہ کچھ ہو یہ نظم آئینی اصولوں
کے تحت میں ہر جگہ کام کر سکتا ہے بلکہ کرنا چاہئے۔ غرض ۱۸۷۳ء کا قانون آخری
حیثیت میں جس طرح منظور ہوا، وہ اس سے آگے نہیں بڑھا کہ ان شرائط کی
تجدید کر دی گئی جن کے بموجب صدر جمعیت کو مخاطب کر سکتا تھا، اور اس
جماعت کے حق کے لئے خاص تحفظات کا سامان اس طرح کر دیا گیا کہ وہ
صدر کی غیر حاضری میں اس کی تجاویز پر بحث کرے۔ البتہ اس کے معاوضہ
کے طور پر جمعیت نے ایک کمزور قسم کا حق امتناع صدر کو عطا کر دیا۔

**شاہ پسندانہ تجاویز کی ناکامی**

تی ایر نے دستوری ملوکیت پسند کی حیثیت سے اپنے
کام کی ابتدا کی تھی مگر اب وہ اس رائے پر پہنچا کہ سب سے
زیادہ اغلب یہ ہے کہ حکومت کی جمہوری شکل کو قوم کی
عام تائید حاصل ہو جائے گی اور ۱۸۷۲ء کے اواخر میں
وہ قطعی طور پر جمہوری اصول کے پیروؤں میں شامل ہو گیا۔ اس سے
ملوکیت پسندوں میں بالطبع اشتعال پیدا ہوا اور جب ۱۹ مئی ۱۸۷۳ء کو
(مجلس وزرا کے نائب صدر اور تی ایر کے آوردے) ڈیوفور نے جمعیت
کے روبرو جمہوری دستور کا ایک مسودہ پیش کیا[1] تو ان شاہ پرستوں نے
اپنے اختلافات کو اتنے دنوں کے لئے دفن کر دیا کہ اس تجویز کو شکست
ہو جائے اور صدر کو مجبور ہو کر استعفا دینا پڑے[2]۔ انھوں نے اب یہ محسوس کیا کہ

---

[1] "جریدۂ سرکاری" (Journal officiel) ۲۰ مئی ۱۸۷۳ء صفحہ ۳۲۰۸۔

[2] اینڈرسن: "دساتیر" (Anderson : Constitutions) صفحات ۶۲۲-۶۲۷۔ پانٹیلس "جمعیت قومی اور موسیو تی ایر" (A. Lefevre Pontalis : L' Assemblee nationale et M. Thiers) "جریدہ نامہ نگار" Le Correspondant ۱۰ فروری ۱۸۷۹ء آنوتو "معاصر فرانس" (Contemporary France)

اس دور کو ختم کر دینے کا وقت آگیا ہے جسے وہ اول ہی سے عارضی سمجھتے تھے اور تھوڑے زمانے کے لیے بہت زور کے ساتھ یہ رو انھیں کی جانب بہنے لگی تھی۔ انھوں نے صدارت کے لیے مارشل میک ماہون کا انتخاب کیا جو نہ صرف ایک ملوکیت پسند تھا بلکہ پارلیمنٹی اور مقرر ہونے کے بجائے زیادہ تر ایک سپاہی تھا۔ اس نے سیاسیات میں مستعدانہ حصہ لینے کی کچھ فکر نہ کی۔ علاوہ ازیں وہ جمعیت کا رکن بھی نہیں تھا۔ انھوں نے آرلیانی ڈیوک بروگلی کے تحت میں ایک "مرکب" وزارت قائم کی اور اخبارات کی اور دوسرے طرح کی جمہوری شورانگیزی کی قطعاً ممانعت کردی آخر میں انھوں نے نہایت ہوشیاری سے مفاہمت کا ایک پہلو نکالا جسکے بموجب آرلیانی کاؤنٹ شامبورڈ ہنری پنجم کے لقب کے ساتھ بادشاہ بنایا جاتا اور چونکہ اس کے کوئی وارث نہیں تھا اس لئے آرلیانی کاؤنٹ پیرس اس کا جانشین تسلیم کیا جاتا، مگر یہ ساری تجویز اس وجہ سے ناکام رہی کہ کاؤنٹ شامبورڈ نے سفید علم کے ترک کرنے سے انکار کر دیا جو صدیوں سے آرلیانی خاندان کا نشان رہا تھا اور حامیانِ آرلینز سہ رنگی علم کے لئے مصر رہے [1]

حالات کے اس عجیب تغیر نے بروقت جمہوریہ کی جان بچائی اور آخری تصفیہ میں بھی بہت کچھ مدد دی۔ حامیان خاندان آرلینز کو جب یہ توقع نہیں رہی کہ حامیان حق وراثت کے اتحاد عمل کے تغیر میں وہ اپنے امیدوار کو تخت نشین کر دیں گے،

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ جلد اول باب دہم، جلد دوم باب اول؛ تی ایر یادداشت ہائے سنین ۱۸۷۱ء تا ۱۸۷۳ء (A. Thiers : Notes et Souvenirs de 1870 á 1873) پیرس ۱۹۰۳ء؛ سیمون "تی ایر کی حکومت" (J. Simon : Le Gouvernement de M. Thiers) پیرس ۱۸۷۸ء مارسیر جمعیت (E. de Marcere : L'assemblee nationale de 1871)

[1] ہانوتو "عصر فرانس" (Hanotaux : Contemporary France) جلد دوم الواب ۳، ۵

مارکوئیس کاستالان "بحالی ملوکیت کی آخری کوشش" Marquis de Castellane: Le derneir essai de restaiusation monarch que de 1878 · نوویل ریویو یکم نومبر ۱۸۹۵ء

تو انھوں نے حامیانِ خاندانِ بونا پارٹ اور جمہوریت پسندوں کے ساتھ مل کر ۲۰ نومبر ۱۸۷۳ء کو یہ رائے دیدی کہ صدر میک ماہوں کی میعاد سات برس کی مقرر کردی جائے[1] حامیانِ خاندان آرلینز نے یہ فرض کرلیا تھا کہ اگر اس مدت کے دوران میں کاؤنٹ پیرس کو تخت نشین کرنے کا کوئی موقع آ جائے گا تو صدر کنارہ کش ہوکر اُس کے لئے راستہ صاف کردے گا۔ یہ موقع تو نہ آیا لیکن فرانس کی صدارت کے لئے ہفت سالہ میعاد جسے شاہ پرستوں نے اپنے مقصد کے لئے قائم کیا تھا بعد میں جمہوریہ کے مستقل پرزوں میں ایک پرزہ بن گئی[2]

**سیاسی دستور کا قبول کیا جانا۔**

اس اثنا میں ۲۰ ستمبر کے قانون سے سیاسی دستور کے بنانے کے کام میں نیا تحرک پیدا ہوگیا۔ اس قانون میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ تیس شخصوں کی ایک مجلسِ ذیلی فوراً منتخب کی جائے اور وہ جمعیت کے غور کے لئے دستوری قوانین تیار کرے۔ اس مجلس نے اپنا کام قابلِ تعریف جوش کے ساتھ شروع کیا[3] تی ایر کے استعفے کے عین ماقبل ڈیوفور نے جمعیت کے روبرو جو تجویز پیش کی تھی اس پر بھی کافی لحاظ کیا گیا، تاہم بحث کی اصلی بنیاد ایک دوسری تجویز پر رکھی گئی جسے میک ماہوں کی حکومت کے نام سے ڈیوک بروگلی نے

---

[1] دیگوئی اور مونئے "دساتیر" (Duguit et monnier · Les constitutions) صفحہ ۳۱۹
اینڈرسن "دساتیر" (Anderson : Constitutions) صفحہ ۶۳۰، آنو توحسب بالا، جلد دوم باب ششم

[2] اس امر میں بہت اختلاف رائے تھا کہ آیا یہ ہفت سالہ انتظام شخصی تھا یا دستوری۔ بعض اشخاص اس رائے پر قایم تھے کہ اگر اس مدت کے ختم ہونے کے قبل میک ماہوں کا انتقال ہو جائے یا وہ مستعفی ہو جائے تو یہ تمام انتظام ختم ہو جائے گا۔ دوسروں کا خیال یہ تھا کہ ایسی ناگہانی صورت میں میعاد کو پورا کرنے کے لئے کسی جانشین کا انتخاب ہوگا۔

[3] اس کی کارروائیوں کی غیر مشتہرہ یادداشتیں "بوربون محل" کی کاغذات میں محفوظ ہیں۔

پیش کیا تھا (جو ڈیو فور کے بجائے مجلس کا نائب صدر ہوا تھا) ارکان اور بیرونی اشخاص دونوں نے اُس سے کم کثرت سے تجاویز نہیں پیش کیں جس کثرت سے ۱۷۸۷ء میں فلاڈلفیا کے دستوری اجتماع کے وقت اہل امریکہ نے کیا تھا۔ مجالس ذیل کی ترقی کی رفتار سست رہی، معاملات کو انجام تک پہنچانے پر زور دینے میں مجلس خود بھی رکی رہی اور ۱۸۷۵ء کے اوایل تک پہنچکر یہ ہوا کہ مجلس ذیل نے جو تجاویز مرتب کی تھیں، ان پر باقاعدہ غور شروع ہوا، اس وقت تک گاہے گاہے اور دوسرے جمہوری سرگروہوں کی شورش انگیزی سے ملک میں بے چینی پھیل چکی تھی، اور حامیانِ وراثت نامہ اور حامیانِ خاندان آرلینز اب یہ سمجھنے لگے تھے کہ موجودہ غیر متیقن حالت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خاندان بونا پارٹ دوبارہ تخت کا مالک بن جائیگا۔ ماحصل اس کا یہ ہوا کہ حامیان خاندان آرلینز کو جو تکہ یہ یقین ہوگیا تھا کہ سرِ دست ان کی بنائی ہوئی کسی بادشاہی کا امکان نہیں ہے اور وہ ہر ایک دوسری تجویز کردہ صورت پر جمہوریہ کو مرجح سمجھتے تھے اس لئے انھوں نے جمہوریت پسندوں کی تجویز کی اتنی کافی تعداد میں تائید کی کہ قوم کے لئے ایک با احتیاط جمہوری نظم دستوری کے بننے کی صورت پیدا ہوگئی۔ بہت ہی شدید کوشش اور پہلی تقسیم آرا کے وقت ۳۵۲ کے مقابلہ میں ۳۵۳ رایوں سے جمہوریت پسندوں کو اس قرارداد کے منظور کرانے میں کامیابی ہوئی جسے ۳۰ جنوری ۱۸۷۵ء کو والون نے پیش کیا تھا، جس میں جمہوریہ کے صدر کے انتخاب، معیاد، اور دوبارہ قابل انتخاب ہونے کا قطعی انتظام داخل تھا۔[1] ایک مفہوم میں اس قرارداد میں کوئی نئی بات نہیں پیش ہوئی بلکہ جو نظم پہلے سے جاری تھا صرف اسی کی توثیق ہوگئی۔ اس میں کسی اصول کا بیان نہیں ہوا تھا بلکہ یہ بھی نہیں کہا گیا تھا کہ فرانس ایک جمہوریہ رہے مگر عہدہ صدارت کے متعلق چند واقعات کی توثیق کرنے اور خاص کر اس تعیین سے کہ صدر دوبارہ قابل انتخاب ہے

---

[1] "صدر جمہوریہ کا انتخاب سینیٹ اور دار النائبین کے متحدہ اجلاس [illegible] ... اس کا انتخاب سات برس کے لئے ہوتا ہے اور وہ مکرر قابل انتخاب ... [illegible] اختیارات ... رفتہ رفتہ بن گیا۔

اس قرارداد میں صاف طور پر یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ جمہوریہ دائمی رہے گی۔
اس کے بعد ترقی بہت تیز ہوئی۔ دستوری تجاویز میں پہلی تجویز جو قطعی رائے کے لیے پیش ہوئی وہ سینیٹ کی تنظیم کا قانون تھا۔ یہ قانون ۲۴؍ فروری کو ۳۲۲ کے مقابلہ میں ۴۳۵ رایوں سے منظور ہوا[1]۔ دوسرا قانون اختیاراتِ عامہ کی تنظیم سے متعلق تھا۔ اور یہ ۲۵؍ فروری کو ۴۲۵ رایوں کے مقابلہ میں ۲۵۴ رایوں سے منظور ہوا[2]۔ درمیان میں جو تھا رہا انھیں کسی حد تک قانون دربارۂ تعلقات باہمی اختیاراتِ عامہ سے پر کیا گیا۔ یہ قانون اس تجویز پر مبنی تھا جسے ڈیوفور نے حکومت کی جانب سے ۱۸؍ مئی کو پیش کیا تھا اور ۱۶؍ جولائی کو ۴۰ رایوں کے مقابلہ میں ۵۲۰ رایوں سے منظور ہوا تھا[3]۔ صحیح معنوں میں ان تین تجویزوں نے سیاسی دستور کو مکمل کر دیا لیکن اس کے قبل کہ نیا نظم عمل میں آئے چند اہم معاملات کا طے کرنا ضروری تھا۔ خاص کر نائبوں کے انتخاب کا طریقہ اور سیناتی انتخابات کی وہ مختلف شقیں جو ۲۴؍ فروری کے قانون میں داخل نہیں تھیں۔ اس کام میں کئی مہینے صرف ہو گئے[4]۔ آخر الامر سیناتی انتخابات ۳۰؍ جنوری ۱۸۷۶ء کو وقوع میں آئے۔

---

[1] "وقایع جمعیت قومی" (Annales de l' Assemblee nationale) باب سی و ششم صفحہ ۶۱۶۔

[2] ایضاً باب سی و ششم صفحہ ۶۵۴ دفعہ دوم (یعنی ترمیم والون) ۲۴؍ فروری کو جداگانہ رائے لیگئی اور یہ رائے ۴۴۸ کے مقابلہ میں ۲۴۱ تھی۔

[3] ایضاً باب چہلم صفحات ۱۱۱-۱۱۴ "جمعیت قومی جس نے تذبذب و تردد کے ساتھ اپنے جمعیت قومی ہونے کا اعلان کر دیا تھا اس نے آخر الامر اس قرارداد کو قائم رکھا جو اس نے خود اپنے لیے بنائی تھی۔ ایک دستور پر رائے لیگئی کہ جس کی سست رفتاری تکلیف دہ اور غیر مربوط طور پر" ہنوتو "ہمعصر فرانس" (Hanotaux : Contemporary France) جلد سوم صفحہ ۲۰۳۔

[4] سیناتوں کے انتخاب کے لیے تفصیلی انتظام کا قانون ۲؍ اگست کو منظور ہوا اور نائبین

اور نائبوں کے انتخابات ۲۰ فروری اور ۵ مارچ کو ہوئے[1] اور ۸ مارچ
کو جمعیت قومی نے پانچ برس سے زائد با اختیار رہنے کے بعد اپنے فرائض جدید
پارلیمنٹ کے حوالہ کر دیئے اور اپنی زندگی ختم کر دی۔ ملک کے متعدد سابقہ
اساسی قوانین کے برخلاف ۱۸۷۵ء کا دستور سلطنت استشارے کے لئے پیش
نہیں ہوا[2] اور نہ اس میں کوئی شرط رکھی گئی جس سے قوم کو اس کی ترمیم میں
براہِ راست شرکت حاصل ہو مگر قوم کے بیشتر حصے کے اسے پسند کرنے کا اظہار
اس طرح ہو گیا کہ ایک منضبط دستوری دور حکومت کے قائم ہو جانے کو طمانیت کے
ساتھ قبول کیا گیا اور یہ دور حکومت ابتدائی اور کسی قدر سخت امتحانات
میں غیر متوقع طور پر ثابت قدم نکلا[3]

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ انتخابات کے انضباط کے لئے دوسرا قانون ۳۰ نومبر کو منظور ہوا اصل متن کے لئے
دیگوئی اور مونئے کے "دساتیر" (Duguit et Monnier : Les Constitutions)
صفحات ۳۲۵-۳۳۰ اور ترجموں کے لئے ڈاڈ کے "دساتیر جدیدہ"
(Dodd . Modern Constitutions) جلد اول صفحات ۲۹۵-۳۰۸ ملاحظہ ہوں۔

[1] ان انتخابات کا مکمل بیان آنوتو کی کتاب مذکورۂ بالا جلد سوم ابواب ششم و ہفتم
میں ہوا ہے۔

[2] ان تینوں دستوری قوانین کے متن دیگوئی اور مونئے کے "دساتیر"
(Duguit et Monier Les Constitutions) کے صفحات ۳۱۹-۳۲۵ میں اور
دیوورژے کے "قوانین" (Duvergier . Lois) جلد ہفتاد و پنجم صفحات ۴۶-
۴۲، اور ۵۰-۲۵۵ میں طبع ہوئے ہیں۔ انگریزی ترجمے ڈاڈ کے "دساتیر جدیدہ"
(Dodd : Modern constitutions) جلد اول صفحات ۲۸۶-۲۹۴، اور اینڈرسن کے
دساتیر (Anderson : Constitutions) صفحات ۶۳۳-۶۳۹ میں دستیاب ہوں گے۔

[3] ۱۸۷۵ء کے واقعات کا بہترین بیان آنوتو کے ہمعصر فرانس (Hanotoux : Contemporary France)
جلد سوم ابواب ۱-۳ میں ہے۔ اس کے علاوہ برٹرنڈ کی تیسرے جمہوریہ کی ابتدا ۷۶-۱۸۷۱ء
(A. Bertrand : Origines de la troisieme republique) پیرس ۱۹۱۴ء میں کام مفید ہوگا۔

**دستور کی شکل و نوعیت**

چونکہ ۱۸۷۵ء کا فرانسیسی دستور ان مختص حالات میں بنا تھا جن کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ ایک ایسی جماعت کا کام تھا جس میں بہ حیثیت مجموعی اس کام کا کچھ جوش نہ تھا' اس لئے یہ دستور ان تمام توقعات حکومت سے غیر مشابہ ہے جن کا کوئی تجربہ انگریزی بولنے والی دنیا کو ہو۔ اولاً یہ کہ اگرچہ یہ ایک تحریری دستور ہے' پھر بھی یہ تین مختلف دستاویزوں پر مبنی ہے' اور اس اعتبار سے اسے آسٹریا کے ۱۸۶۷ء کے دستور سلطنت سے مشابہت دے سکتے ہیں' جو پانچ مختلف اساسی قوانین پر مبنی تھا' نہ کہ ممالکِ امریکہ' کناڈا' آسٹریلیا یا خود فرانس (ماقبل ۱۸۷۰ء) کے دستوروں سے۔[1]

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ تیسرے جمہوریہ کے آغاز کے متعلق اس سے پہلے کی تین تصانیف ہیں یعنی (۱) لیترے "تیسرے جمہوریہ کا قیام" (F. Littre: L' Elablissement de la troisieme republique) پیرس ۱۸۸۰ء (۲) بینوا "۱۸۷۰ء سے ۱۸۸۵ء تک کی تاریخ" (L.E. Benoit: Historie de quinze ans, 1870-1885) پیرس ۱۸۸۶ء (۳) کالے "تیسرے جمہوریہ کی ابتدا" (A. Callet Origines de la troisieme republique) پیرس ۱۸۸۹ء جمہوریہ کے ممتاز شخصیتوں کے متعلق کتب ذیل مطالعہ ہوں:۔ مارزیال "لیون گامبیتا" (F.T. Marzials: Leon Gambetta) مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء گینسی "گامبیتا' سوانح و خطوط" (Ghensi: Gambetta; Life and Letters) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۰ء۔ رائناش "گامبیتا کی سیاسی زندگی' مضامین متعلق گامبیتا" (J. Reinach La vie Politique de l eon Gambetta, suivi de quelques eassais sur Gambetta) پیرس ۱۹۱۷ء۔ دیشانیل "گامبیتا" (P. Deschanel: Gambetta) مطبوعہ پیرس ۱۹۱۹ء۔ ایک دلچسپ تعبیر فشر کی "یورپ میں جمہوری روایت" (Fisher: Repubican Tradition in Europe) باب یازدہم میں ہے۔

Two excellent works on the Constitutional System as established are C. Lefebre: Etude sur les lois consritutionnels d 1875 (Paris 1882 and E Pierre Traite de droit politique, Electoral- et parlementaire (Paris 1898).

[1] اگر وہ سینیٹ قرار دادیں جنھوں نے ہر دو صورتوں میں ایک جمہوری نظم پر ایک شہنشاہی عہد کو مسلط کر دیا تھا صحیح دستوری تحریرات سمجھی جائیں تو شہنشاہی اول اور شہنشاہی دوم دونوں کے دساتیر بے ربط ہیں۔

عملاً ان تینوں کو ایک ہی توضیع کے حصے سمجھ سکتے ہیں اور اس صورت میں مذکورۂ بالا امر سے زیادہ اہم امر یہ ہے کہ یہ دستور کسی نہج سے ان تمام مطالب پر حاوی نہیں ہے جن پر حاوی ہونے کی توقع معمولاً حکومت کے ایک تحریری ہیئت سے ہونا چاہیے۔ اس میں حقوق کا کوئی عام قانون نہیں شامل ہے، یہ حکومت کے مقابلہ میں شہریوں کے حقوق کی خاص ضمانتیں ہیں،[1] اس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ دارالنائبین کے ارکان کا انتخاب کس طریقہ پر ہو یا وزرا کا تقرر کس طرح پر ہو، قطعی طور پر اس میں یہ بھی نہیں کہا گیا کہ سینانائی کیونکر منتخب ہوں کیونکہ ۱۴ اگست ۱۸۸۴ء کی ایک ترمیم سے ۲۴ فروری ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون کے ان دفعات کی دستوری خصوصیت زائل ہو گئی جو اس مقصد پر حاوی تھے۔ اس شرط کے سوا کہ سینات انصاف کی اعلیٰ عدالت بنائی جا سکتی ہے، اس دستور نے محکمۂ عدلیہ کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ اس میں سالانہ موازنوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے، سابق کے فرانسیسی دستوروں کو دیکھتے ہوئے یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ جہاں یہ سابقہ دساتیر طولانی، حاوی اور مدلل اور منتظم تھے، وہاں ۱۸۷۵ء کی توضیع مختصر، جزوی، غیر منتظم ہے، جس میں انتظام کی چند اہم صورتوں کو بیان کر دیا گیا ہے (اور اس میں بھی جس قدر ضروری ہے اس قدر بیان نہیں ہوا ہے) اور باقی کو رواج یا معمولی وضع قوانین سے پورا کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔

[1] تاہم یہ ملحوظ رہے کہ اکثر اصحاب استناد پروفیسر ڈیگوئی کے اس دعوے سے متفق ہیں کہ اگرچہ وہ انفرادی حقوق جو ۱۷۸۹ء کے اعلانِ حقوق میں شمار کئے گئے ہیں ۱۸۷۵ء کے دستوری قوانین میں مذکور نہیں ہیں مگر ان کی نسبت سمجھنا یہ چاہیے کہ وہ اس وقت کے فرانسیسی حکومتی نظم کی بنیاد ہیں۔ پروفیسر ڈیگوئی کا قول ہے کہ قومی پارلیمنٹ ان حقوق کے مغایر جو تجویز وضع کرے وہ غیر دستوری ہو گی۔ وہ محض مسلمات یا نظریات نہیں ہیں بلکہ اثباتی قوانین ہیں جن کی پابندی صرف ایوانہائے مقننہ پر ہی نہیں بلکہ دستور ساز جمعیت قومی پر بھی لازم ہے دیکھو رسالۂ "قانون دستوری" (Traite de droit constitutionnel) جلد دوم صفحہ ۱۰۳

مزید براں، یہ دستورِ سلطنت نہایت ہی عملی نوعیت کا ہے۔ اس جمعیت کے مباحثے اس قسم کی متکلمانہ نظریہ سازی اور قدیمانہ اشارات سے خاص طور پر پاک تھے جو ۹۵-۱۷۹۲ء کے اجتماع اور ۱۸۴۸ء کی جمعیت ترکیبی کے خصوصیات میں داخل تھے۔ اس دستور کے بنانے والوں نے مجرد اصولوں سے آغاز نہیں کیا تھا اور نہ یہ سعی کی کہ ان اصولوں کو ان کے انتہائی منطقی نتائج تک پہنچائیں بلکہ اس کے بجائے یہ ہوا کہ یہ توقیع جزء جزء تجربہ کی بنا پر تیار کی گئی اور مقصد زیر نظر یہ تھا کہ ایک منضبط قابل عمل نظم کے لئے ملک میں جو بے چینی تھی اس کا رتعداد کیا جائے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ دستورِ سلطنت مفاہمت باہمی کا نتیجہ ہے۔ وہ شاہ پرست جو اپنے پورے مقاصد کے نہ حاصل ہونے سے مایوس ہو کر اپنے مقام سے کسی قدر ہٹ گئے تھے، اور وہ جمہوریت پسند جو اپنے اصل مقصود کے حصول یعنی جمہوریہ کو دستوری بنا پر قایم کرنے کی غرض سے بہت کچھ مراعات کرنے پر آمادہ تھے، ان دونوں نے اس دستور کے متعلق رائے دی تھی[۱] در حقیقت اس مقصد ہی کے حاصل کرنے کے لئے جمہوریت پسند اس قدر دبنے گئے کہ عام طور پر یہ کہا جانے لگا کہ یہ نیا دستورِ سلطنت ایک ملوکیت پرستانہ دستاویز ہے اور اس کے اکثر برائے نام موئدین کا مقصود یہ ہے کہ بادشاہی کی تجدید کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ یقیناً یہ صحیح ہے کہ اس نئے نظم نے ایسی مختلف ہیئتیں پیش نظر کر دی تھیں جو اب تک کسی جمہوری دورِ حکومت میں ظاہر نہیں ہوئی تھیں مثلاً صدر کے اعزاز و فرائض لیکن اس میں تقویت کا بھی ایک عنصر موجود تھا۔ یہ دستورِ سلطنت محض عملی نہیں تھا بیہ روایات سے وابستہ تھا، اور اس لئے اگر منطقی نظر سے اس کے مشمولات و ترتیب میں کمی تھی تو بھی ایک فرانسیسی مصنف کے قول کے مطابق، اس کی بنیاد تاریخ کی وسیع تر منطق پر تھی[۲]

---

۱ - ملاحظہ ہو لابولے کی روئداد مشمولہ "وقائع جمعیت قومی" جلد سی و ہشتم (Laboulaye's : report in Annales de l'Assemblee nationale, XXXVIII) صفحہ ۲۲۳

۲ - ایزمین مبادی قانون دستوری طبع چہارم صفحہ ۴۳۰ (Esmein : Elements de droit Constitutionnel)

آخری امر یہ ہے کہ اس وقت تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ ۱۸۷۵ء کے دستور پر محدود مفہوم میں عاید ہوتا ہے یعنی وہ تین اساسی قوانین کا مجموعہ ہے۔ لیکن اس وقت فرانس میں واقعاً جس دستور کا عمل ہے وہ اس سے بہت کچھ مختلف ہے۔ اول یہ کہ اصلی قوانین باضابطہ ترمیم سے کسی قدر بدل گئے ہیں مگر زیادہ اہم امر یہ ہے کہ ان قوانین کے گرد تحریری ضوابط کی ایک عظیم الشان عمارت تیار ہوگئی ہے۔ ان ضوابط میں سے اکثر اساسی قوانین سے صرف اس اعتبار سے مختلف ہیں کہ وہ معمولی قوانین کی طرح منظور ہوئے ہیں اور اسی طریق پر ان میں ترمیم بھی ہوسکتی ہے۔ مختصر یہ کہ ان کا اختلاف قانونی بنیاد پر ہے نہ عام نوعیت یا اہمیت پر نہیں ہے۔ قوانین ذیل اسی نوعیت کے ہیں :۔ سینا ٹیوں کے انتخاب کے متعلق ۲ اگست ۱۸۷۵ء کا قانون نمائندوں کے انتخاب کے متعلق ۳۰ نومبر ۱۸۷۵ء کا قانون ۱۶ جون ۱۸۸۵ء کا قانون جو فہرست واری انتخاب اور ضلع واری انتخاب کے بجائے قائم کیا گیا ہے۔ تعددی امیدواری کے ممنوع قرار دینے کے لئے ۱۷ جولائی ۱۸۸۹ء کا قانون تناسبی نمائندگی کے جاری کرنے کے متعلق ۱۲ جولائی ۱۹۱۹ء کا قانون [1]

**ترمیم** ۱۸۷۵ء کے قوانین کے آخری طور پر قبول کئے جانے کا راستہ اس فیصلہ سے کھل گیا کہ ترمیم کو آسان بنا دیا گیا اور کلی اور نیز جزوی نظرثانی کی اجازت دیدی گئی۔ شاہ پرستوں کو اس سے بہت تسکین حاصل ہوگئی، ہر گروہ اب بھی اس امید سے خوش ہوسکتا تھا کہ انجام کار میں اس کی تجویز کامیاب ہو جائے گی۔ ترمیم کے طریقے کی تعریف و تحدید

لہ۔ ملاحظہ ہو باب بست و سوم سیلیلز "فرانس کے موجودہ دستور کا ارتقا" (R. Saleilles : Development of the Present Constitution of France) مطبوعۂ "اینلز آف امریکن اکاڈمی آف پولیٹیکل اینڈ سوشل سائنس" جولائی ۱۸۹۵ء۔ دستور کی شکل و نوعیت کا ایک قابل قدر تجزیہ آنوتو Hanotaux : کتاب "ہمعصر فرانس" Contemporary France جلد سوم باب پنجم میں ہے۔

۲۵ فروری کے قانون میں کی گئی ہے۔ جیسا کہ معمولی قوانین پر صادق آتا ہے اسی طرح اس میں بھی ہدایت صدر جمہوریہ (یا اس کے نام سے وزرا) یا پارلیمنٹ کی کسی شاخ کے ارکان کی طرف سے ہو سکتی ہے، اور ترمیم کی تجویزوں پر پہلے دونوں ایوان علیحدہ علیحدہ غور کرتے ہیں۔ اگر دونوں ایوان اپنے ارکان کی کثرت مطلق سے یہ فیصلہ کریں کہ ترمیم مناسب ہے تو پھر ارکان یک ایوانی قومی جمعیت کی صورت میں مجتمع ہوتے ہیں اور اس ایوان میں ترمیمات کثرت مطلق سے منظور ہوتے ہیں[1]

ترمیم کا یہ طریقہ متعدد دلچسپ صورتیں پیش نظر کر دیتا ہے، اول یہ کہ وہی اشخاص دستور سیاسی میں ترمیم کرتے ہیں جو معمولی قوانین بناتے ہیں لیکن ابتدائی مرحلہ کے بعد ان دونوں اغراض کے لیے ان کی تنظیم مختلف طریقوں سے ہوتی ہے۔ جب جمعیت کا انعقاد ہوتا ہے تو ایوان اپنی انفرادی حیثیت زائل کر دیتے ہیں، اور سیناتی و ارکان ایک جدید و ممیز جماعت ترکیبی کے ارکان مساوی الحیثیت ہو جاتے ہیں[2] وضع قوانین کا کام دونوں ایوان دارالصدر میں اپنی اپنی عمارتوں میں بیٹھ کر کرتے ہیں لیکن اس کے برخلاف جمعیت کا انعقاد ورسائی کے قدیم شاہی محل کے اس بڑے کمرے میں ہوتا ہے جو ۱۸۷۶ء سے ۱۸۷۹ء تک دارالنائبین کے قبضہ میں

---

[1] جمعیت کی کارروائیوں کی رہبری کے لیے خاص عہدہ داروں کا انتخاب نہیں ہوتا بلکہ سینیٹ کے صدر، نائبان صدر اور معتمدین "شعبہ" کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ نیز جو یہ شک پیدا ہوا تھا کہ آیا کل ارکان کی کثرت درکار ہے یا صرف رائے دینے والے ارکان کی کثرت درکار ہے اس کے متعلق ایزمن کے "مبادی قانون دستوری" (Esmein : Elements de droit constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۹۰۵-۹۰۶ دیکھنا چاہئیں۔ عمل یہ ہے کہ دونوں ایوانوں کے جملہ ارکان کی کثرت ہو۔ اب تین سو سیناتی اور چھ سو چھبیس نائبین ہیں لہذا قومی جمعیت میں ترمیم کے قبول ہونے کے لیے چار سو چونسٹھ رایوں کی ضرورت ہوگی۔

[2] دیکھو ڈوگی کی کتابچہ "قانون دستوری" (Duguit : Manuel de droit constitutionnel) طبع دوم صفحہ ۱۰۵۴

تھا۔ دوسرے یہ کہ ترمیم کی کارروائی نہایت سادی اور کارگر ہوتی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ یہ طریقہ اس قدر سادہ نہیں ہے جس طرح انگلستان میں وسط ممتاز کی پارلیمنٹ وہاں کے جزءً تحریری اور جزءً غیر تحریری دستور کو بالکل اسی طرح ترمیم کر دیتی ہے جس طرح وہ معمولی قوانین وضع کرتی ہے مگر ممالک متحدہ امریکہ کے طریقوں کے مقابلہ میں (جہاں کانگرس) یا خاص اجتماع کے ذریعہ سے ترمیموں کے تجویز ہونے کے بعد ریاستوں کے تین ربع مجالس مقننہ (یا اجتماعات) کے ذریعہ سے ان کی توثیق لازمی ہوتی ہے یہ طریقہ نہایت ہی آسان اور زود عمل ہے۔ توثیق کی کسی صورت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ طریقہ ان تعویقوں اور صعوبتوں کے دفع کرنے کے لئے اختیار کیا گیا تھا جیسی تعویقیں اور صعوبتیں اکثر بلجیم میں پیش آئی ہیں جہاں ترمیمات کے تمام مراحل میں پارلیمنٹی ایوان ان پر علیحدہ علیحدہ غور کرتے اور فیصلہ کرتے ہیں [1] یہ صحیح ہے کہ ہر ایک ایوان کسی مجوزہ ترمیم میں اس طرح دقت پیدا کر سکتا ہے کہ وہ ابتدائی اعلان سے انکار کر دے کہ نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ابتداءً یہ اختیار سینات کو (جس کے ارکان قومی جمعیت کے اندر تعداد میں ارکان دار النائبین سے بہت کم ہیں) ایسی ترمیموں سے محفوظ رکھنے کے لئے سوچا گیا تھا جو خاص طور پر سینات کے خلاف ہوں لیکن جب ایک مرتبہ ابتدائی اعلان ہو جاتا ہے تو پھر فیصلہ کا انحصار ایک ہی جماعت پر رہتا ہے اور اس لئے باغلب وجوہ بہت جلد ہو جاتا ہے۔ غرض یہ نظم ایسی دانشمندانہ طرح سے ترتیب دیا گیا تھا کہ ترمیم کرنے والی کل کا چلانا کسی قدر دشوار ہو جائے مگر جب وہ کل چل جائے تو پھر نتیجہ کا حاصل کرلینا آسان ہو جائے۔

جمعیت قومی کے ترمیمی اختیارات پر جو واحد قید عائد کی گئی ہے وہ

---

[1] ملاحظہ ہو ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" (Dodd : Modern constitutions) جلد اول صفحہ ۱۴۶۔

۱۴ اگست ۱۸۸۴ء کی ایک ترمیم میں شامل ہے جس میں یہ ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ حکومت کی جمہوری شکل کسی مجوزہ نظر ثانی کی موضوع بنائی جائے۔[1] پس اس طرح ایوان عملاً قادر مطلق ہیں' جس قید کا ابھی ذکر ہوا ہے اسے بھی ایک ناقابل انفاع روک کے بجائے زیادہ تر ایک شریفانہ قرارداد سمجھنا چاہیے کیونکہ جس صاحب اقتدار نے اس کا حکم دیا ہے وہی اسے باطل کر سکتا ہے اور جمعیت قومی کا ہر ایک فعل واقعاً حسب قانون اور قابل النفاذ ہے۔ پس دستور یاسی کے حکومت کے رحم و کرم پر ہونے میں فرانس' انگلستان سے کم نہیں ہے کیونکہ دونوں ملکوں میں ترکیبی اختیارات کے عملدرآمد کو قوم نے حکومت کے حوالہ کر دیا ہے' فرانس میں ترکیبی و تشریعی اختیارات میں کسی قدر رسمی اور ضابطہ پیمائی کا امتیاز رکھا گیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ ایک طرح کی روک کا کام دیتا ہے گر اصولاً صورت حالات وہی ہے جو انگلستان میں ہے جہاں ضابطہ پیمائی کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ فرانس میں اس قسم کی کوئی نیم مسلم روایت بھی نہیں قائم ہوگئی ہے جو اب انگلستان میں بڑھتی نظر آرہی ہے کہ کوئی اہم دستوری تغیر اس وقت تک نہ ہو جب تک کہ قوم کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ کسی قومی انتخاب کے وقت اپنے خیال کا اظہار کر دے۔[2]

---

[1] "وزیر تریول فیری جس نے اس تجویز کی ابتدا کی اسے گو یہ یقین نہیں تھا کہ قانون میں ایک لفظ کے داخل کر دینے سے دستور ابدی ہو جائیگا مگر اس کی خواہش یہ تھی کہ دشمنانِ جمہوریہ کے ان حملوں کا خاتمہ کر دے جو اس وقت بے تکان جاری ہو گئے تھے۔ اس تجویز کی عملی اہمیت پر بہت آسانی سے قابو حاصل کیا جا سکتا ہے ہر ایک وہ نظر ثانی جس کا مقصود یہ ہو کہ جمہوریہ کے بجائے شاہی نظم قائم کر دیا جائے' وہ نظر ثانی خلاف قانونی اور انقلابی قرار پائے گی۔ ہر گروہ مملکت کو یہ حق حاصل ہوگا اور اس کا یہ فرض ہوگا کہ اس قسم کے قانون پر اگر رائے حاصل ہو جائے تو بھی اس کی اشاعت سے انکار کر دے۔" پوان کارے "فرانس پر کس طرح حکومت ہوتی ہے" (Poincare : How France is Governed) صفحہ ۱۶۳۔

[2] ولوبی: "جدید سلطنتوں کی حکومت" (Willoughby : Government of Modern States) صفحات ۱۲۳-۱۲۸۔

واقعہ یہ ہے کہ ترمیمی اختیار سے بہت ہی کم کام لیا گیا ہے۔ حکومتی نظم میں جلیل القدر اور ضروری اضافے اور دوسرے تغیرات آزادی اور آسانی کے ساتھ ہوتے رہے ہیں۔ یہ اضافے اور تغیر معمولی قوانین کے ذریعہ بھی ہوئے ہیں اور ایسے قوانین کے ذریعہ سے بھی ہوئے ہیں جو اگرچہ قطعی مفہوم میں "دستوری" نہیں ہیں مگر پھر بھی معمولی قوانین تحریری کے بہ نسبت کسی قدر زیادہ اساسی ہیں (جس کی مثال قوانین انتخاب ہیں) اور اس لیے انھیں عضوی قوانین کا نام دیا جاتا ہے مگر باضابطہ دستوری ترمیمات مذکورہ ذیل ترمیموں کے سوا اور نہیں ہوئے ہیں (۱) ۲۱ جون ۱۸۷۹ء کی ترمیم جس سے ۲۵ فروری ۱۸۷۵ء کا وہ قانون منسوخ کیا گیا تھا جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ اختیار عاملہ اور دونوں ایوانوں کا مستقر ورسائی میں ہوگا[1] (۲) چار ترمیموں کا حسب ذیل سلسلہ جو ۱۴ اگست ۱۸۸۴ء کو منظور ہوا۔ (الف) صدر جمہوریہ کے دارالنائبین کو منتشر کرنے اور نئے ایوان کے انتخاب کے درمیان زیادہ سے زیادہ جو وقفہ تین مہینے کا تھا اسے گھٹا کر دو مہینے کر دیا گیا اور یہ شرط لگا دی گئی کہ نیا ایوان انتخاب سے دس روز کے اندر اندر جمع ہو جائے۔ (ب) حکومت کی جمہوری شکل کو نظر ثانی کی کسی تجویز کا موضوع قرار دینا ممنوع ہو گیا اور جو خاندان فرانس میں حکمراں رہ چکے ہوں ان کے ارکان کو صدارت کے لئے ناقابل انتخاب قرار دے دیا گیا۔ (ج) ۲۴ فروری ۱۸۷۵ء کے قانون کے اس حصے (یعنی دفعات ۱۔۷۔) سے جس میں سینا ٹیوں کے انتخاب سے بحث تھی، دستوری نوعیت خارج کر دی گئی۔ (د) ۱۶ جولائی ۱۸۷۵ء کے ایک قانون کے رو سے یہ قرار دیا گیا تھا کہ پارلیمنٹی میقات کے افتتاح کے

---

[1] ۲۲ جولائی ۱۸۷۹ء کے ایک قانون تحریری نے مستقر حکومت کو پیرس منتقل کر دیا
دیگوئی اور مونئیے: "دساتیر" Duguit et Monnier : Les constitutions
صفحات ۳۳۶۔۳۳۷۔

بعد والے اتوار کو تمام گرجا اور معابد میں ایوانوں کے لئے امداد خداوندی کی دعا کی جائے اس فقرے کو قلمزد کر دیا گیا۔[1]

---

[1] متون دیگوئی اور مونیئے "دساتیر" Duguit et Monnier : Les Constitutions صفحات ۳۲۶، ۳۲۸۔ اور اینڈرسن "دساتیر" Anderson : Constitutions صفحات ۶۳۹۔۶۴۰ میں ہیں بحث کے لئے ملاحظہ ہوں کتب ذیل :- ایزمین "مبادی قانون دستوری" Esmein : Elements de droit Constitutionnel طبع چہارم صفحات ۹۰۱۔۹۱۸ اور دیگوئی "کتابچۂ قانون دستوری" Duguit; Manuel de droit Constitutionnel طبع دوم صفحات ۴۵۲۔۴۶۲ عام طور پر دساتیر کی ترمیم کے متعلق دلوبی کی کتاب "جدید سلطنتوں کی حکومت" Willoughby : Government of Modern States باب ہفتم میں بحث کی گئی ہے تاریخی امور پر زیادہ تفصیلی بحث بورژو کی کتاب "امریکہ اور یورپ دساتیر کا قیام اور ان کی ترمیم" C. Borgeaud; Etablissement et revision des constitutions en Amerique et en Europe (طبع پیرس ۱۸۹۲ء) اس کا ترجمہ سی۔ڈی۔ ہیزن نے کیا ہے C. D. Hazen ; Adoption and- Amendment of constitutions in Europe and America طبع نیویارک ۱۸۹۵ء۔
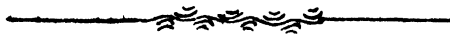
# باب بست دوم

## صدر جمہوریہ و وزرا

**جماعت عاملہ کی حیثیت**

حکومت کا سب سے زیادہ بڑھا ہوا اساسی فرض قانون کا عمل میں لانا ہے اور کوئی حکومتی نظم، حکومت کے نام کا سزاوار نہیں ہو سکتا جو کسی قائم شدہ اقتدار کے ذریعہ سے عاملانہ اختیار کے نفاذ کا بخاطر خواہ انتظام نہ کرے۔ ممالک متحدہ امریکہ کی طرح فرانس میں بھی یہ فرض ایک منتخب شدہ صدر کو عطا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مشرحاً بیان ہو چکا ہے، فرانس کی صدارت کی ابتدا جنگ پروشیا کے بعد کے غیر متیقن دور میں ہوئی جب کہ عام طور پر یہ یقین کیا جاتا تھا کہ آخر الامر کسی نہ کسی خاندان کے تحت شاہی پھر قائم ہو جائے گی۔ یہ لقب ۱۸۷۱ء میں ایجاد ہوا اگر یہ عہدہ جس حال سے اس وقت قائم ہے اس کی تاریخ ۱۸۷۳ء میں مارشل میک ماہون کے انتخاب سے زیادہ پیچھے نہیں جاتی اور اس وقت تک اس سے عیاں ہو رہا ہے کہ اس کے بانیوں میں سے حصۂ کثیر کا مقصد یہ تھا کہ فرانسیسی قوم مرئی شخصی تفوق کی عادی رہے اور اس طرح آئندہ اسے شاہی نظم میں منقلب کر دینے میں سہولت ہو۔

جو کچھ کہا گیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ۱۸۷۵ء کے دستور کے بنانے والوں نے اس مسئلہ کا مردانہ وار اور بے غرضانہ مقابلہ نہیں کیا کہ جماعت عاملہ کی کونسی ہیئت قائم کرنا چاہیئے۔ بلورڈو میں جب قومی جمعیت کا اجتماع ہوا تو ہر ایک دوسرے رکن کے اوصاف کے مقابلہ میں تی ایر کے تجربہ اور اس کی قابلیت کو وہ سربلندی حاصل تھی کہ اس کا "سردار اختیارات عاملہ" منتخب ہوجانا گویا از خود ہوگیا۔ یہ جماعت اس مسئلہ پر تقریباً متفق اللسان تھی تا آنکہ تقسیم آراء کی بھی ضرورت نہیں ہوی۔ یہ فعل ایک ایسے واحد عامل کے حق میں ایک طرح کا میلان پیدا کرنے کے لیئے کافی تھا جسے عام قوم کی نمائندہ جمعیت نے منتخب کیا ہو، اور یہ خیال ملوکیت پسندوں کی دور رس تجویزوں سے مل کر اس امر کے لیئے کافی تھا کہ جماعت عاملہ بغیر کسی اساسی تبدیلی کے برابر ۱۸۷۵ء تک اپنی اصلی حالت پر قایم رہے۔ فرانسیسی نظر یا غیر ممالک کے تجربہ کو بہت کم جانچا گیا تھا۔ پہلے جمہوریہ یا سوئیزرستان کے دستور سلطنت سے حکام عاملہ کی اجتماعی ہئیت کا خیال پیدا ہوتا، دوسرے جمہوریہ کا دستور راست عمومی انتخاب کے فیصلہ کی جانب اثر انداز ہوتا مگر جس وقت تک جمعیت اس اقرار کے لیئے تیار ہو کہ وہ ایک ایسا جمہوری دستور بنا رہی ہے جو مستقل ہوجائے گا اس وقت تک جماعت عاملہ جس شکل میں کہ اولاً عجلت کے ساتھ قائم کردی گئی تھی اس درجہ مستحکم ہوچکی تھی کہ اسے نئے نظم کی معینہ ہئیت کے طور پر قبول کرلیا گیا۔ ملک کا اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا، ۹۹-۱۸۹۵ء میں زمانہ کا جو تجربہ ہوا تھا وہ ہمت افزا نہیں تھا، اور سوئیزرستان کے طریق کی نہایت معقول کامیابی کے باوجود بھی، ماہران سیاسیات عام طور پر اسی کو پسندیدہ سمجھتے ہیں کہ عاملانہ اختیارات قانوناً یا رسماً ایک شخص واحد کو تفویض کردئیے جائیں [1]

---

[1] ملاحظہ ہو ایزمین! "مبادی قانون دستوری" Esmein; Elements de droit Constitutionnel طبع چہارم صفحات ۵۲۶-۵۲۹۔

**صدر جمہوریہ کا انتخاب**

کسی جمہوریہ کے اعلیٰ عامل کے انتخاب کے تین خاص طریقے ہیں، راست عمومی رائے کے ذریعہ سے مجلس مقننہ کے ذریعہ سے اور اس مقصد کے لیے بنائے ہوئے خاص حلقۂ انتخاب کے ذریعہ سے میکسیکو اور دوسری لاطینی امریکی مملکتیں طریق اول کی مثال ہیں، سوئیزرستان طریق دوم کی اور ممالک متحدہ امریکہ طریق سوم کی۔ پہلے جمہوریہ کے تحت فرانس نے، دوسرے طریق کی ترمیم کردہ صورت کی سعی کی اور دوسری جمہوریت کے تحت اس نے راست عمومی انتخاب کی کوشش کی۔ آخرالذکر کے متعلق اس کا تجربہ بالکلیہ ناقابل اطمینان رہا۔ لوئی نپولین نے اس سے بہت سہولت کے ساتھ یہ کام لیا کہ اولاً بطور صدر کے اپنا انتخاب کرالیا اور بعد میں اس حکمت عملی کی تصدیق کرائی جس نے اسے شہنشاہ بنادیا۔ لہٰذا تیسرے جمہوریہ میں قوم انتخاب بذریعۂ جماعت مقننہ کے طریقہ کی طرف پلٹ گئی اور اس فیصلہ میں اس واقعہ سے بھی مدد ملی کہ جب دستوری قوانین آخری طور پر مرتب ہوئے اس وقت قومی جمعیت صدر منتخب کرچکی تھی۔ ۲۵ فروری ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون کے روسے یہ قرار دیا گیا ہے کہ صدر کا انتخاب" سات برس کے لیے سینیٹ اور دارالنائبین (متحدہ بہ جمعیت قومی) کی رایوں کی کثرت مطلق سے ہوگا"[1]۔ اور ۱۶ جولائی ۱۸۷۵ء کے قانون نے کارروائی کے ضروری جزئیات مہیا کردئے ہیں۔

صدر کے لیے ضروری ہے کہ اپنی میعاد کے ختم ہونے سے کم ازکم ایک ماہ قبل اپنے جانشین کے انتخاب کے لیے یک ایوانی قومی جمعیت کی صورت میں دونوں ایوانوں کے ارکان کا اجلاس منعقد کرے۔ اس طلبی کے نہ ہونے کی صورت میں صدر کی میعاد ختم ہونے کے دو ہفتے قبل صدر سینیٹ کی طلب پر اس قسم کا جلسہ منعقد ہونا چاہیئے اور صدر جمہوریہ کی موت یا

---

[1] دفعہ ۲۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" (Dodd : Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۲۸۶۔

استعفا کی صورت میں بغیر طلب کے جمعیت کا فوراً منعقد ہو جانا ضروری ہے[1] نہ کوئی نائب صدر ہے اور نہ جانشینی کا کوئی قانون ہے' اس لئے جب عہدۂ صدارت خالی ہوتا ہے تو انتخاب کا ہونا ضروری ہے اور نئے صدر کی میعاد خواہ کسی وقت اور کسی حالت سے شروع ہو' وہ میعاد پوری سات برس ہوگی ۱۸۹۴ء میں سادی کارنو کے قتل کے موقع کی طرح' عہدہ غیر متوقع طور پر خالی ہوسکتا اور اس لئے عاجلانہ انتخاب لازم آسکتا ہے لیکن معمولی حالتوں میں' فرانس کے صدارتی انتخاب میں کوئی زمانہ اس قسم کی مہم بازی کا نہیں ہوتا جس کے ممالک متحدہ امریکہ والے عادی ہیں۔ اتنا اغلب ہے کہ امیدوار یا بہر نوع ان کے دوست' پارلیمنٹی ارکان کو اپنی اپنی جانب میں صف آرا کریں گے' یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ تقریریں کریں اور دوسرے طریقوں سے عام جذبے کو ابھاریں مگر یہ صورت اس سے بالکل ہی مختلف ہے جو اس حالت میں ہوتی جب انتخاب براہ راست قوم کے ہاتھ میں ہوتا۔

جہاں تک ظاہری ضوابط کا تعلق ہے' انتخاب کے تمام مدارج اغلباً اڑتالیس گھنٹوں میں طے ہوجانے چاہئیں جیسا کہ حال کے ایک صدر پوسیولوانکارے نے بیان کیا ہے' طریق کار حسب ذیل ہے: "جب جمعیت کا انعقاد صدارتی انتخاب کے لئے ہوتا ہے تو ارکان بغیر بحث مباحثہ کے رائے دیتے ہیں[2] اس کے بعد ظرف رائے وہیں اسی چبوترے پر رکھ دیا جاتا ہے۔ جہاں کھڑے ہوکر ارکان بصورت مباحثہ جماعت کو خطاب کرتے اور ایک معرف

---

[1] - صدر اپنا استعفا بذریعہ خطوط پارلیمنٹی دیوانوں کے صدور کے پاس پیش کرتا ہے
ہے۔ ۱۸۸۷ء میں صدر گریوی کے استعفا کے متعلق ملاحظہ ہو باڈلی: "فرانس" جلد اول صفحات
۲۹۳-۲۹۶۔

[2] - اس کی وجہ یہ ہے کہ "جمعیت قومی" ایک انتخابی حلقے کی حیثیت سے نشست کرتی ہے اور انتخابی حلقہ کا کام رائے دینا ہے' بحث کرنا نہیں ہے۔

ایک نقرئی زنجیر لئے ہوئے بلند آواز میں جمعیت کے ارکان کے نام لیتا ہے اور وہ ایک قطار میں گزرتے ہوئے اپنے اپنے رائے دہی کے پرچے اس ظرف میں ڈالتے جاتے ہیں۔ رائے دہندوں کا یہ جلوس ذرا دیر تک رہتا ہے تقریباً نوسو آئیں دینا ہوتی ہیں لہٰذا جب رائے دہی کی تکمیل ہو جاتی ہے، تو تنقیح ساز جو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے ارکان جمعیت میں سے لئے جاتے ہیں متصل کے بڑے کمرے میں رایوں کا شمار کرتے ہیں۔ اگر کسی ایک امیدوار کو بھی رایوں کی کثرت مطلق نہیں حاصل ہوتی تو صدر[۲] جمعیت دوسری رائے دہی کا اعلان کرتا ہے اور بشرط ضرورت یہی سلسلہ جاری رہتا ہے تا آنکہ کوئی نہ کوئی نتیجہ پیدا ہو جاتا ہے۔ منتخب شدہ امیدوار کا اعلان صدر جمعیت کرتا ہے، اس کے بعد شور تحسین اور "زندہ باد جمہوریہ" کے نعرے بلند ہوتے ہیں اور جمعیت منتشر ہو جاتی ہے۔ نیا صدر وزرا کو ہمراہ لئے ہوئے دوبارہ پیرس میں داخل ہوتا ہے اور محل الیزے ("جنت نشان") میں جلوہ فرما ہو جاتا ہے۔[۳] لیکن رسمی جائزہ اس دن ہوتا ہے جس دن صدر سابق کی میعاد ختم ہوتی ہے۔ آئندہ صدر

---

لہ۔ ۱۹۲۰ء میں یہ تعداد ۹۲۶ تھی۔

۲ہ۔ سینیٹ کا صدر کرسی نشین ہوتا ہے۔

۳ہ۔ پوانکارے: "فرانس پر کیونکر حکومت ہوتی ہے" (Poincare : How France is Governed) صفحات ۱۶۸۔۱۶۴۔ صدارتی انتخابات کے متعلق بہت کثیر المعلومات باڈلی کی کتاب "فرانس" (Bodleyr : France) جلد اول صفحات ۲۷۱۔۳۲۲ میں موجود ہے اور اس موضوع پر باقاعدہ بحث ایزمین کی کتاب "مبادی قانون دستوری" (Esmein : Elements de droit Constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۴۴۵۔۵۰۸ میں ہوی ہے۔ "امریکن ریویو آف ریویوز" بابت دسمبر ۱۹۱۲ء میں اے۔ ٹرائڈن کا مضمون "فرانس کا طریق انتخاب صدر" بھی ملاحظہ ہو۔

کو وزیرِ اعظم لیکر چلتا ہے اور ان کے جلو میں زرہ پوش سواروں کا ایک دستہ ہوتا ہے۔ کنارہ کش ہونے والا صدر ایک رسمی تقریر کرتا ہے اور اس کا جانشین اس کا جواب دیتا ہے اور اس کے بعد دونوں صدر ساتھ ساتھ ایوان بلدیہ کو جاتے ہیں جہاں بلدیہ اور صوبہ سین کے نمائندے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لوگ راستوں میں قطار باندھ کر کھڑے رہتے اور شورِ تحسین بلند کرتے ہیں۔ مگر باضابطہ رسم میں صرف وزرا اور دونوں ایوانوں کے مجالس ذیلی (جس میں صدر بھی شامل ہوتے ہیں) شرکت کرتے ہیں۔

**صدر: میعاد، اوصاف، استحقاق**

صدر کی میعاد سات برس کی ہوتی ہے۔ دوسری جمہوریہ کے تحت یہ میعاد چار برس کی تھی اور ۱۸۷۳ء میں ڈیوفور نے جو تجویز جمعیت قومی کے روبرو پیش کی تھی اس میں میعاد پانچ برس کی تھی، لیکن آخر میں یہ زیادہ طویل مدت منظور کرلی گئی اور جیسا کہ تشریح ہو چکی ہے اس کی وجہ زیادہ تر یہ تھی کہ جماعت کثیرہ نے اس ہفت سالہ میعاد کے متعلق یہ سمجھا تھا کہ اس پل کے ذریعہ سے جمہوریہ کے اس خلا پر سے عبور ہو جائے گا جو زائل شدہ شہنشاہی اور آئندہ کی بوربونی یا آرلینی بادشاہی کے درمیان حائل تھا۔ یہ خیال کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ممالک متحدہ امریکہ کے دستور کے پہلے مسودہ میں صدر کے لئے سات برس کی میعاد رکھی گئی تھی اور یہ میعاد گھٹا کر چار برس اس وقت کی گئی جب کانگریس کے ذریعہ سے انتخاب کو چھوڑ کر یہ انتخاب ان انتخاب کنندگان کے ذریعہ سے ہونا قرار پایا جو خاص اس مقصد کے لئے چنے گئے ہوں [1]

ممالکِ متحدہ امریکہ میں صدارتی انتخابات مقررہ وقفوں پر ہوتے

---

[1] ایم۔ فیرینڈ: "وفاقی اجتماع کی روودادیں" (Ferrand : The Records of the Federal Convention.) جلد سوم صفحات ۲۱۶ - ۲۱۷ (مطبوعہ نیو ہیون)

رہتے ہیں۔ اگر مدت چہار سالہ کے دوران میں عہدہ خالی ہو جاتا ہے تو نائب صدر جانشین ہوتا ہے اور نائب صدر کے بجائے محکموں کے سرگروہ معینہ قانونی ترتیب میں مقرر ہوتے ہیں، لیکن اس کے برخلاف فرانس میں ہر ایک صدر براہِ راست اپنے عہدہ کے لیے منتخب ہوتا ہے اور اپنے نصب کی تاریخ سے پوری میعاد کا حق رکھتا ہے۔ دوسرے جمہوریہ کے دستور میں ایک نائب صدر کا ضرور انتظام کیا گیا تھا جسے جمعیت قومی ان تین امیدواروں میں سے منتخب کرتی تھی جنھیں صدر پیش کرتا تھا مگر نائب صدر اس صورت میں صدر کے بجائے کام کرتا تھا جب موخرالذکر کام کے ناقابل ہو جائے یا جب موت یا استعفا کی وجہ سے عہدہ خالی ہو جائے اور اس وقت بھی وہ عارضی طور پر اس کے کام کو انجام دیتا تھا۔ وہ قطعی طور پر اس منصب کا جانشین اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ جمعیت اسے اس منصب کے لیے منتخب نہ کر دے[1]۔ اس تیسری جمہوریہ کے تحت نائب کا مطلقاً کوئی انتظام نہیں ہے۔ امریکی نظم میں نیابت ایک عملی ضرورت ہے، تاہم اس سے یہ شدید خرابی لاحق ہو جاتی ہے کہ اس ذریعہ سے کوئی ایسا شخص عالی اعلیٰ کی کرسی پر فائز ہو جائے جسے فی الواقع اس کام کے اوصاف پر نظر کر کے منتخب نہ کیا گیا ہو۔ فرانسیسی نظم کے تحت اس عہدے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ صدر کے استعفا یا موت کی صورت میں مجلس وزرا جانشین کے انتخاب کے وقت تک بطور سرتاج مملکت کے کام کرتی ہے۔ جس صورت میں صرف یہ ہو کہ صدر کام کے ناقابل ہو جائے، اس صورت میں عہدے کے فرائض کے ادا کرنے کے لیے کوئی صریح قاعدہ نہیں ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ وزارتی مجلس اس اتفاقی ضرورت کے وقت بھی کام کرے گی۔ جیسا کہ ظاہر ہو گا یہی جماعت ہمہ وقت حقیقی

---

[1] دفعہ ۷۰، اینڈرسن: دساتیر (Constitutions) صفحات ۳۳۱۔ ۳۳۲۔

وکارکن جماعت عاملہ ہوتی ہے اور اُس کا عارضی طور پر مملکت کی برائے نام سرگروہی کو اپنے ہاتھ میں لے لینا توازن میں کوئی شدید اضطراب نہیں پیدا کرسکتا۔

ممالکِ متحدہ امریکہ کا دستور صدر کے لئے بعض اوصاف کی شرط لگاتا ہے، اور فرانس کی پہلی دو جمہوریوں کے دساتیر میں بھی اس نوعیت کے قطعی شرائط موجود تھے، لیکن تیسری جمہوریہ کا دستور اس بحث پر ساکت وصامت ہے، صرف اتنا ہے کہ ۱۸۸۴ء کی ایک ترمیم نے اُن خاندانوں کے ارکان کو اس عہدے کے نا قابل قرار دیدیا ہے جو فرانس میں حکمرانی کر چکے ہیں۔ اس دستور کے بنانے والوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ ناممکن ہوگا کہ کوئی ایسا شخص منتخب ہو جائے جو فرانسیسی شہری اور صنف ذکور سے نہ ہو، یا اس کی عمر اکیس برس یا اس سے زاید نہ ہو، اور وہ پورے ملکی وسیاسی حقوق نہ رکھتا ہو، اور چونکہ ان لوگوں کو مصنوعی قیود وضوابط کی خوبی کا بہت کم اعتقاد تھا اس لئے انھوں نے اسی کو مرجح سمجھا کہ اس مسئلہ کا کچھ ذکر نہ کیا جائے۔ واقعاً یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جمعیت ایسے ہی شخص کو منتخب کرے گی جو مدتوں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں کسی ایک نہ ایک ایوان کا رکن رہ چکا ہو بلکہ شاید کسی ایوان کی صدارت کا کام بھی انجام دے چکا ہو جیسے مجلسِ ذیلی کے کام اور بالعموم کابینہ کے عہدے کا تجربہ ہوا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ زیادہ مداخلت کرنے والی اور تسلط پسند طبیعت کا شخص نہ ہو۔

لیکن، ایک مسئلہ پر فرانسیسی دستورِ سلطنت کے بنانے والے امریکی دستور کے بنانے والوں کے بہ نسبت زیادہ قطعی تھے۔ وہ صدر کے دوبارہ انتخاب کا مسئلہ تھا۔ صدر بلا تعین تعداد اور بلا فصل دوبارہ منتخب ہو سکتا ہے۔ ۱۸۴۸ء کے دستور میں جو دفعہ رکھی گئی تھی کہ صدر کا دوبارہ انتخاب چار برس کے وقفہ سے ہو سکتا ہے، یہی دفعہ ۱۸۵۲ء کے تبدیلی کا خاص باعث ہوئی، اور پھر اس اصول کی کبھی تجدید نہیں کی گئی۔ لیکن نسبتاً زیادہ طولانی مدت سے

ایک گونہ یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ انتخاب دوبارہ نہ ہوگا۔ صرف ایک صدر موسیو گریوی، دوبارہ منتخب ہوا ہے، اور حالات نے اسے مجبور کر دیا کہ وہ اپنی دوسری میعاد کے دوسرے سال کے ختم ہونے کے قبل ہی مستعفی ہو جائے (دسمبر ۱۸۸۷ء)[۱]

ایک بحث جس سے دستور کے بنانے والوں کو کسی قدر دشواری پیش آئی وہ صدر کی ذمہ داری کا مسئلہ تھا۔ ۱۸۷۵ء تک عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ ایک ایسی جمہوریہ میں جہاں حکومت کی کابینی شکل ہو، صدر اور نیز وزرا دونوں کا مجلس مقننہ کے روبرو جواب دہ ہونا ضروری ہے۔ ۱۸۴۸ء کے دستور نے وزرا اور ان تمام دیگر اشخاص کے ساتھ جنھیں اختیارات عامہ تفویض ہوں، صدر کو بھی ذمہ دار قرار دیا[۲] اور ڈی ٹاکویل، ڈی بروگلی اور دوسرے ارباب قلم برابر زور دیتے رہے کہ صدارتی ذمہ داری جمہوریہ کا عین جوہر ہے۔ لیکن ۱۸۷۵-۱۸۷۱ء کے تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ جو صدر ایک میعاد معینہ کے لیے منتخب ہو (خواہ اس کا انتخاب جماعت مقننہ ہی نے کیوں نہ کیا ہو پھر بھی) اس پر عام و سیاسی ذمہ داری کا عاید کرنا دشوار بلکہ درحقیقت محال ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی دشوار تھا کہ صدارتی ذمہ داری اور وزارتی ذمہ داری دونوں پہلو بہ پہلو قائم رکھی جائیں۔ صورت حالات

---

[۱] باڈلی: "فرانس" (Bodley : France) جلد اول ۲۹۱-۲۹۸-
تی ایر کو شامل کر کے ۱۹۲۰ء تک جمہوریہ کے دس صدر ہوئے: اڈولف تی ایر ۱۸۷۱-۷۳ء مارشل میک ماہون ۱۸۷۳-۷۹ء ژیول گریوی ۱۸۷۹-۸۷ء۔ سادی کارنو ۱۸۸۷-۹۴ء کازیمیر پیرئے جون ۱۸۹۴ء تا جنوری ۱۸۹۵ء۔ فیلکس فور ۱۸۹۵-۹۹ء امیل لوبے ۱۸۹۹-۱۹۰۶ء آرمان فالیرس ۱۹۰۶-۱۳ء۔ ریموں پوانکارے ۱۹۱۳-۲۰ء پول دیشانیل از ۱۹۲۰ء
ہر ایک کی انتخابی رایوں کے متعلق ایچ لیرے کی کتاب "صدر جمہوریہ" (Leyret : Le president de la republique) صفحات ۲۳۳-۲۴۳۔ (مطبوعہ پیرس ۱۹۱۳ء)

[۲] دفعہ ۶۸ اینڈرسن: دساتیر (Constitutions) صفحہ ۵۳۱-

ہی ایک دوسرے کو خارج کرنے کی جانب مائل تھی پس نتیجہ یہ ہوا کہ صدر کی سیاسی ذمہ داری دب گئی لیکن اصل مقصد کہ جماعت عاملہ کے افعال اور ان کی روش آخری طور پر جماعت مقننہ کے زیر اقتدار آ جائیں، دستور میں دو شرطیں لگا دینے سے حاصل ہو گیا کہ صدر کے ہر کام پر ایک وزیر کا دستخط ثبت ہو اور دوسرے یہ کہ وزرا حکومت کی عام روش کے لئے مجموعۃً اور اپنے ذاتی افعال کے لئے انفراداً ایوانوں کے روبرو جوابدہ ہوں[1] اس نے صدر کو ایوان کے روبرو ہر طرح کی سیاسی ذمہ داری سے خلاص حاصل ہو گیا۔

لیکن اس کا مطلق خیال نہیں تھا کہ مملکت کے اس القابی سرتاج کو اس بریئت تامہ کی حالت میں رکھا جائے جس سے تمام بادشاہ (ملکہ شاہ انگلستان بھی) لطف اندوز ہوئے تھے اس لئے دستور سلطنت نے یہ متعین کر دیا کہ صدر غداری کی حالت میں ذمہ دار ہوگا، ور دارالنائبین اس پر مقدمہ چلا سکتا اور سینیٹ اس کے مقدمہ کی سماعت کر سکتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ اس کی ذمہ داری سیاسی نہیں بلکہ تعزیری ہے۔ اس کی ذات اور اس کا اعزاز از روئے قانون کسی قسم کی توہین سے محفوظ ہے اور صدر ممالک متحدہ امریکہ کی طرح وہ بھی اپنے دوران عہدہ میں معمولی عدالتوں کی کارروائیوں سے مستثنیٰ ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کے صدر پر غداری، رشوت، اور دوسرے بڑے جرموں اور بد اطواریوں[2] کے متعلق مقدمہ چلایا جا سکتا ہے مگر فرانسیسی صدر پر صرف غداری کا مقدمہ چل سکتا ہے، لیکن دوسری طرف یہ بھی ہے کہ امریکہ کے صدر پر سینیٹ جو تعزیر شاید کر سکتی ہے وہ صرف اس کا عہدے سے ہٹا دینا اور عہدے کے ناقابل

---

[1] ۔ ۲۵ فروری ۱۸۷۵ء کا قانون، دفعات ۳، ۶ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۲۸۷۔

[2] ۔ دستور وفاقی دفعہ دوم جزو ۴۔

قرار دے دیتا ہے مگر فرانسیسی دستور اس تعزیر کی کوئی حد مقرر نہیں کرتا جو صدر پر اس صورت میں عاید ہوگی کہ وہ غداری کا مجرم قرار پا جائے۔ کسی فرانسیسی صدر پر مقدمہ نہیں چلایا گیا ہے اور چونکہ تعزیری قوانین نے کہیں بھی "غداری" کی تعریف نہیں کی ہے اس لئے اس امر کے متعلق دستور کے دفعات کے واقعی مقصد اور عمل کی بابت فرانسیسی مصنفین کی رایوں میں معتدبہ اختلافات موجود ہیں[1]

**صدر کے اختیارات**

صدر کے اختیارات وفرائض کی بحث کو شروع کرتے ہی ان وسیع اختلاف آرا سے سابقہ پڑتا ہے جو مصنفین نے اس باب میں قرار دئے ہیں۔ ایک جانب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ڈیوک بروگلی صدر کو ان اوصاف سے موصوف کرتا ہے کہ "وہ ایک ایسا سردار ہے جو تمام شاہی اوصاف سے متصف ہے، بدائت، انتباع، نفاذ قوانین، نظم و نسق کی تمام شاخوں کی ہدایت، حکومت کے تمام ملازمین کا تقرر، افواج بری و بحری کی قیادت، یہ سب اسے حاصل ہیں، غرض وہ ایک شاہ نما سردار ہے" البتہ شاہانہ نام اور شاہانہ دوام اسے نہیں حاصل ہے"[2] دوسری جانب ہم ہنری این

---

[1] ایزمین: "مبادی قانون دستوری" (Esmein : Elements de droit constitutionnel.) صفحات ۶۵۷-۶۶۳ (طبع چہارم)۔ لیرے: "صدر جمہوریہ" (Leyret : Le president de la republique) صفحات ۳۱-۴۴۔ ممالک متحدہ امریکہ صدر کے عدالتوں کے اقتدار سے بری ہونے کے متعلق ڈبلیو۔ بی منرو کی کتاب "حکومت ممالک متحدہ امریکہ" ( Munro : Government of the United States) صفحات ۱۲۴-۱۲۵ (مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۹ء) دیکھنا چاہئے۔ ممالک متحدہ امریکہ میں (حکام اعلیٰ پر مقدمہ چلانے کے متعلق ڈبلیو۔ ڈبلیو ولوبی کی کتاب "ممالک متحدہ امریکہ کا قانون دستوری" W. W. Willoughby . Constitutionnel Law in the United States جلد دوم صفحات ۱۱۲۱-۱۱۲۴ (مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۰ء) دیکھنا چاہئیں

[2] "حکومت فرانس پر ایک نظر" (Vues sur le gouvernment de la France صفحہ ۲۲۷

کی کتاب میں یہ پڑھتے ہیں کہ "کوئی عہدہ دار ایسا موجود نہیں ہے جس کی حالت فرانسیسی صدر کی حالت سے زیادہ قابل رحم ہو۔ فرانس کے قدیم بادشاہ صاحب تاج و تخت بھی تھے اور کارفرما بھی تھے۔ دستوری بادشاہ ٹی آیر کی رائے کے بموجب صاحبِ تاج و تخت ہوتا ہے مگر کارفرما نہیں ہوتا۔ ممالکِ متحدہ امریکہ کا صدر کارفرما ہوتا ہے مگر صاحبِ تاج و تخت نہیں ہوتا مگر یہ شرف صرف جمہوریۂ فرانس کے صدر کے لئے محفوظ رہا ہے کہ نہ وہ صاحب تاج و تخت ہوا اور نہ کارفرما ہو"[1] یہ تخالف ویسا ہی عظیم ہے جیسا شاہ انگلستان کے اختیارات کے متعلق مختلف قدیمی بیانات میں پایا جاتا ہے اور وجہ بھی وہی ہے۔ دونوں صورتوں میں ہر امر کا انحصار اس پر ہے کہ آیا ان اختیارات کا خیال کیا جارہا ہے جو اس القابی سرتاج مملکت سے متعلق ہیں یا ان اختیارات کا جنھیں یہ صاحب منصب آزادانہ اور ذاتی طور پر عمل میں لاتا ہے جو حال رودبار کے اس جانب ہے وہی اُس جانب ہے کہ جو اختیارات رسماً القابی سرتاج سے متعلق ہیں انھیں اکثر وہ وزرا عمل میں لاتے ہیں، جن پر اسے بہت کم موثر اقتدار حاصل ہے، یا کچھ بھی اقتدار نہیں ہے۔

سردست اس بحث سے قطع نظر کرکے کہ فرانسیسی صدر کے اختیارات واقعاً کس طرح عمل میں آتے ہیں خود ان اختیارات کا بیان مختصر اور سادے الفاظ میں ہوسکتا ہے۔ سب سے اول یہ کہ دستور مملکت صدر کو کامل اقتدار عاملانہ عطا کرتا ہے۔ صدر قوانین کی اشاعت کرتا اور اس انتظامی کل کی نگرانی رکھتا ہے جن کے ذریعہ سے یہ قوانین نافذ ہوتے ہیں۔ اختیار اجرائے ضوابط کے روسے وہ ایسے احکام نافذ کرتا ہے جو خود قوانین تو نہیں ہوتے مگر مختلف النوع مسائل پر قوانین کے انضمام و اطلاق کا کام دیتے ہیں۔ اکثر یہ ضوابط عملی اعتبار سے اسی قسم کے انتظامی قواعد ہوتے ہیں جیسے صدر ممالکِ متحدہ امریکہ کی طرف سے یا اس کے نام و اقتدار کے تحت شایع

---

[1] حکومت عمومی (Popular Government) صفحہ ۲۵۰۔

ہوتے ہیں۔ یہ ضوابط انگلستان کے احکام باجلاس کونسل سے بھی بہت قریبی مشابہت رکھتے ہیں[1]۔ صدر مرکزی حکومت کے تمام ملکی و فوجی عہدوں کے اور مقامی حکومتوں کے متعدد عہدوں کے تقررات کرتا ہے۔ فرانس کے سیاسی نظم کی مرکزی نوعیت کی وجہ سے اس کے تقررات صدر ممالک متحدہ امریکہ کے تقررات کی بہ نسبت تعداد میں بہت زیادہ ہوتے ہیں اور ان تقررات کے لئے سینات یا کسی دوسری جماعت کی توثیق کی بھی ضرورت نہیں ہوتی البتہ پارلیمنٹ یہ کر سکتی ہے کہ خاص خاص عہدوں یا عہدوں کے اصناف پر مقرر ہونے والوں کیلئے شرائط اوصاف متعین کردے بلکہ یہ بھی کر سکتی ہے کہ بعض اغراض کے لئے تقرر کے اختیارات صدر کے سوا دوسرے عہدہ داروں کو تفویض کردے[2]۔ صدر اپنے تمام وکیلوں، سفیروں، ایلچیوں اور قنصلوں کو (دوسرے ممالک میں) بھیجتا اور (دوسرے ممالک کے) وکیلوں وغیرہ کو قبول کرتا ہے، اور وہی معاہدوں کے متعلق گفت و شنود کرتا اور ان کی منظوری دیتا ہے صلح اور تجارت کے معاہدوں کے لئے جن میں سلطنت کے مالیات داخل ہوتے ہیں یا جن سے بیرون ملک میں فرانسیسیوں کی شخصی حیثیت یا ان کے حقوق املاک پر اثر پڑتا ہے ان کے لئے دونوں ایوانوں کی توثیق ضروری ہوتی ہے (ممالک متحدہ کی طرح صرف سینات کی توثیق کافی نہیں ہوتی) اور پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر کسی قطعۂ ملک کی حوالگی یا اس کا

---

[1] دیگوئی "مملکت حالیہ میں قانون" Duguit : Law in the Modern State نیویارک سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۹۶-۳۰ ۔ ایزمین "مبادی قانون دستوری" Esmein : Elements de droit constitutionnel اشاعت چہارم صفحہ ۴۹۵-۵۰۳ ۔ H. Berthelemy "Le pouvior reglementaire du president in Rev. Polit. et parl. Jan-Feb. 1898. L. Rolland" La pouvir reglementaire du president de la republique en temps de guerre" in Rev. Droit pub. et Sci Polit Oct-Dec 1918.

[2] ایزمین "مبادی قانون دستوری" (Elements de droit constitutionnel.) صفحات ۴۸۵-۴۹۵ (طبع چہارم) نیچے درجہ کے عہدہ داروں کے تقرر کے متعلق "تنہا صدر، عدالت، سران محکمہ جات" کو اختیار تفویض کرنے کے متعلق امریکی کانگریس کے اختیار سے مقابلہ کیجئے دستور ممالک متحدہ امریکہ دفعہ دوم جز و ۲۔

تبادلہ و اضافہ عمل میں نہیں آسکتا خواہ معاہدہ کے ذریعہ سے ہو یا بغیر معاہدہ کے۔ گو مستثنیات اس قدر حاوی ہیں کہ دیگر ملکوں سے کے ساتھ معاہدوں کیلئے محض جماعت عاملہ کی منظوری کافی نہیں ہوتی تاہم اگر قومی خزانے پر بار نہ پڑتا ہو تو عام معاہدات، فوجی مواثیق، معاہدات مخالفہ اور تمام اقسام کے سیاسی معاہدات سب اس ضمن میں آجاتے ہیں [1] اس کے علاوہ صدر قوم کی بری و بحری تمام مسلح قوتوں کا سپہدار اعظم ہے۔ وہ ایوانوں کی منظوری کے بغیر اعلانِ جنگ نہیں کرسکتا مگر معاملات خارجہ کے انتظام کے اس کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے وہ ہر وقت ایسی صورت پیدا کر دے سکتا ہے جس سے جنگ کا ہونا ناگزیر ہو جائے۔ یہ بہت کچھ ویسا ہی ہے جیسا صدر ممالکِ متحدہ امریکہ کرسکتا ہے۔ آخری امر یہ ہے کہ صدر کو کسی شخص کو معاف کرنے اور اس کی سزا کو ملتوی کرنے کا اختیار ہے لیکن معافی عامہ صرف پارلیمنٹی قانون کے رو سے عطا ہوسکتی ہے۔ [2]

قانون سازی سے متعلق بھی صدر کے اختیارات ایسے ہی اثر انداز ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کو معمولی اور غیر معمولی نشستوں کے لئے طلب کرتا ہے، لیکن اس میں یہ دستوری شرط لگی ہوی ہے کہ صدر طلب کرے یا نہ طلب کرے، ہر سال جنوری میں دونوں ایوان جمع ہو جائینگے، کسی میعاد کے لئے

---

[1] ایزمین: حسب بالا، صفحہ ۱۶۳، لیرے "صدر جمہوریہ" Leret : Le President de la republique باب ۶۔ ڈی، پی میرس "مجالس مقننہ و تعلقات خارجہ" مطبوعہ امریکن پولٹیکل سائنس ریویو نومبر ۱۹۱۷ء اقالیم یورپ، ممالک متحدہ امریکہ اور جاپان میں پارلیمنٹوں کے ذریعہ سے بین الاقوامی مسائل پر بحث و مباحثہ" مطبوعہ برطانی پارلیمنٹی کاغذات متفرقات شمارہ ۵ (۱۹۱۲ء)۔ باریزیاں: "پارلیمنٹ اور معاہدات" Barisien : Le Parllement et les traites مطبوعہ پیرس ۱۹۱۲ء پارلیمنٹ کے ایوان معاہدہ کو کلیتہً منظور یا مسترد کر دیتے ہیں لیکن اس کے شرائط میں ترمیم کرنے کی سعی ہرگز نہیں کرتے۔

[2] ایزمین: "مبادی قانون دستوری" Elements de droit constitutionnel صفحات ۵۹۴۔ ۶۰۳، (طبع چہارم)

جو ایک ماہ سے زائد نہ ہو وہ ان ایوانوں کو ملتوی بھی کرتا ہے، اور سینیٹ کے اتفاق رائے سے وہ دارالنائبین کو اس کی میعاد کے ختم ہونے سے قبل ہی منتشر کرسکتا اور اس طرح قومی انتخاب کا مرحلہ برپا کرسکتا ہے۔ وہ تجاویز کا امتناع اس طرح پر نہیں کرسکتا جیسے صدر ممالک متحدہ امریکہ کرتا ہے مگر وہ یہ کرسکتا ہے کہ اس وقت تک کے لئے ان کی اشاعت سے انکار کردے جب تک کہ ایوان ان پر دوبارہ غور نہ کرلیں۔ وہ اپنے پیغاموں کے ذریعہ سے ایوانوں سے گفت و شنید کرسکتا ہے، ان پیغاموں کو ایک وزیر تقریرگاہ میں کھڑے ہوکر پڑھتا ہے۔ اور ۱۸۴۸ء کے دستور کی مشابہت میں اور ۱۸۷۵ء کے تکوینی دور کی عملی متابعت میں وہ قوانین بھی ابتداءً اسی طرح پیش کرسکتا ہے جس طرح دونوں ایوانوں کے ارکان پیش کرسکتے ہیں۔ ضابطہ کے بموجب ممالک متحدہ امریکہ کے صدر کو اس قسم کا کوئی اختیار نہیں حاصل ہے مگر ایسے وسایل کے ذریعہ سے جو بلا واسطہ ہوتے ہیں فرانسیسی صدر کے وسایل سے کم نہیں ہوتے، وہ کانگریس کے روبرو تجاویز پیش کرتا ہے اور درحقیقت توضیع قوانین میں اپنی اس ہدایت کو وہ اپنے نظم و نسق کی حکمت عملیوں اور کامیابیوں پر قابو رکھنے کا خاص ذریعہ بنالیتا ہے۔[1]

---

[1] صدارت فرانس کے بہترین مختصر حالات کتب ذیل میں ہیں:۔ ایزمین: "مبادی قانون دستوری" Esmein : Elements de droit constitutionnel صفحات ۵۲۶-۳-۶۶۲، ڈیوگی "کتابچہ قانون دستوری" صفحات ۴۰۱-۴۲۵، ژیز "صدارت جمہوریہ" Jeze (Le President dela republique "جریدۂ قانون عامہ" Rev. de drit pule) ۳۰، ۱۱۳/۱۲۷ - ایک قابل قدر تصنیف لیرے کی "صدر جمہوریہ" Leyret : Le President de la republique ہے اور دلچسپ مقابلے نادال کی کتاب "فرانس اور ممالک متحدہ امریکہ میں صدر جمہوریہ کے اوصاف" Nadal : Attributions du President de la republique en France et la aux Etatsunis میں ہیں، (مطبوعہ ٹولوس ۱۹۰۹ء)۔ انگریزی میں بہترین

**صدر اور وزرا** جس وسیع اختیار کا خاکہ کھینچا گیا ہے، ہمدرکو ایسے وسیع اختیار عطا کرنے کے فیصلہ کے دو وجوہ معلوم ہوتے ہیں۔ پہلی وجہ تو ملوکیت پسندوں کی یہ خواہش تھی کہ اقتدار کی ایسی تقسیم کو روکا جائے جس سے بادشاہی کی تجدید زیادہ مشکل ہوجائے۔ اسی کے ساتھ ساتھ جمہوریت پسندوں کا یہ میلان تھا کہ جمہوریہ کو بالکلیہ ضایع کردینے کے خطرے میں پڑنے کے بہ نسبت یہ بہتر ہے کہ سرکردہ سلطنت کے لئے وسیع امتیازات کو قبول کرلیا جائے۔ لیکن یہ تھی ملحوظ رہے کہ ۱۸۷۵ء میں صدر کو جو اختیارات دئے گئے تھے ان میں سے اکثر وہی اختیارات تھے جو ۱۸۴۸ء کے دستور سلطنت میں شامل رہ چکے تھے اور یہ یقینی ہے کہ اس دستور پر ملوکیت کا رنگ نہیں چڑھا تھا۔ دوسری اور زیادہ اہم وجہ یہ تھی کہ دستور کے بنانے والوں کا منشا یہ تھا کہ جمہوریہ کے ابتدائی اعلان کے بعد سے جو پارلیمنٹی نظم پیدا ہوگیا ہے، اسے اس طرح دائمی و وسیع بنادیا جائے کہ خواہ شاہی ہو یا جمہوریہ عاملانہ اختیارات کا اصلی نفاذ زیادہ تر وزرا کی ایک ایسی جماعت کے قبضے میں آجائے جو پارلیمنٹ کے روبرو ذمہ دار اور اسی کے زیر اقتدار ہو۔ اس ارادے کی شہادت نہ صرف ڈیوک ڈی بروگلی اور دوسرے مدبرین کے ہمعصر بیانات میں بلکہ خود دستوری قوانین میں ملتی ہے۔ ۲۵ر فروری ۱۸۷۵ء کے قانون کے دو دفعات تخصیص کے ساتھ اس بحث پر حاوی ہیں۔ ایک میں یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ "صدر جمہوریہ کی ہر ایک

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بیان باڈلی کا ہے: "فرانس" Badley' France جلد دوم صفحات ۱۱۲-۱۳۲۔ مختصر عام پسند خاکے حسب ذیل ہیں: ۔ اسمتھ "فرانسیسی صدارت اور امریکی صدارت" مطبوعہ "امریکن ریویو آف ریویوز" فروری ۱۹۰۶ء ص ۔ ڈبلیو گارنر "فرانسیسی جمہوریہ کی صدارت" مطبوعہ نارتھ امریکن ریویو" مارچ ۱۹۱۳ء امریکی صدر کے اختیارات و فرائض کا مقابلہ ولوبی کی کتاب "ممالک متحدہ امریکہ کا قانون دستوری" Wiloughbly : Constitutional Law in the United States سے کام لیکر ہوسکتا ہے۔ جلد دوم صفحات ۱۱۵۰-۱۱۷۳۔

کارروائی پر ایک وزیر کے دستخط بھی ہونا چاہئیں" دوسرے میں یہ کہا گیا ہے کہ "حکومت کی عام روش کے متعلق وزرا ایوانوں کے روبرو مجموعۃً ذمہ دار ہونگے اور اپنے ذاتی افعال کے لئے انفراداً"[1] ان اصولوں کے زیر عمل انگلستان کی طرح یہاں بھی وزارت ہی حقیقی کارکن ہو جاتی ہے، جیسا کہ آگے چل کر زیادہ وضاحت سے معلوم ہوگا وضع قوانین کی سربراہی کرنے اور اسے اپنے اثر میں رکھنے کے بہ نسبت بھی یہ وزارت انگلستان کی مثال پر چلنے کی سعی کرتی ہے۔ مختلف رسمی باتوں کے سوا، جو زیادہ تر معاشری نوعیت کی ہوتی ہیں، صدر بطور خود کوئی اور فرض نہیں ادا کرتا، نہ کوئی اختیار عمل میں لاتا ہے، اس کے بجائے ہوتا یہ ہے کہ اس کے سرکاری افعال انھیں امور تک محدود ہوتے ہیں جن کے لئے وزرا پارلیمنٹ اور قوم کے روبرو ذمہ داری اٹھانے کے لئے تیار ہوتے ہیں"[2] اور صورت حال انگلستان کی طرح ہوتی ہے۔ عمل میں آکر اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ سلطنت کا کوئی رسمی سرگروہ نہیں بلکہ خود وزارت، فیصلے کرتی، احکام جاری کرتی اور حکمت عملی قرار دیتی ہے۔ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ صدر عہدے پر تقرر کرتا اور اس سے برطرف کرتا ہے مگر واقعاً چند مستثنیات کے سوا وزرا مجموعۃً یا انفراداً یہ سب کچھ کرتے ہیں۔ صدر خود اپنے ذاتی خدام کے تقرر کے علاوہ دوسرے عہدہ داروں کا بطور خود تقرر نہیں کرتا اسی طرح وزرا ہی قوانین کا نفاذ کرتے، معاہدے موکد کرتے، فوج اور بیڑے کا انتظام کرتے "حکومت" کے مسودات قوانین پارلیمنٹ میں پیش کرتے اور احکام شایع کرتے ہیں۔[2] پس

---

[1] دفعات ۳ و ۶، ڈاڈ "ساتیر جدیدہ" (Dodd : Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۲۸۶۔

[2] صدر اور وزرا کے تعلقات کے متعلق خصوصیت کے ساتھ کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:۔
لیرے: "صدر جمہوریہ" Leyret : Le president de la republic صفحات ۶۱۔۷۶،
ڈیوپریز: وزرا Dupriez : Les minister جلد دوم صفحات ۳۵۸۔۳۶۲۔

فرانسیسی عامل اعلیٰ کی حیثیت اس سے بالکل مغائر ہے جو ممالکِ متحدہ امریکہ کے صدر کی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ فرانسیسی صدر کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں وہ کاغذ پر اس سے بہت زیادہ ہیں جو امریکی صدر کو عطا ہوے ہیں مگر آخرالذکر عہدہ دار حکومت کی ایک اہم شاخ کے تمام کاموں کو اپنی نگرانی میں رکھتا اور دوسری دو شاخوں کے ساتھ نہایت ہی اہم راست تعلق رکھتا ہے، اس کے برخلاف اول الذکر عہدہ دار کم و بیش دور سے دیکھتا رہتا ہے اور وزرا جن پر اسے کوئی موثر اقتدار نہیں حاصل ہوتا، حکومت کی تمام شاخوں کے کام کو چلاتے یا اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ جو مشابہت فوراً ذہن میں آتی ہے وہ انگلستان کے بادشاہ کی حیثیت ہے مگر یہاں بھی قریبی تقابل حاصل نہیں ہے۔ فرانسیسی صدر ایک محل میں رہتا ہے اور کسی قدر شاہانہ عظمت و جلال کا انداز لئے ہوے ہوتا ہے[1] مگر ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ وہ ایک منتخب شدہ عہدہ دار ہے، اس کی میعاد چند برسوں کی ہوتی ہے اور اس کے بعد بظاہر وہ معمولی شہریوں کی حالت میں آجائے گا۔ اس کے سر کے گرد کوئی ہالہ نہیں ہوتا، اور انگلستان کا بادشاہ اپنی بلند حیثیت، اپنے جمع شدہ تجربہ، اور مناقشات فریقانہ سے اپنی علیحدگی کی وجہ سے جو دور رس اخلاقی اثر رکھتا ہے وہ فرانسیسی صدر کو بہت ہی کم درجہ میں حاصل ہوتا ہے۔ دوسری طرف، یہ صدر عہدہ داروں اور معاملات سلطنت

---

[1] ۔ اسے سلطنت سے بارہ لاکھ فرانک سالانہ ملتے ہیں جس میں سے نصف بطور تنخواہ کے ہوتا ہے اور نصف اخراجات سفر اور ان مصارف کے لئے ہوتا ہے جو ملک کے سرکاری نمایندہ کی حیثیت اس کے لوازم میں داخل ہوتے ہیں۔ دو جائے قیام بھی اس کے اختیار میں ہوتی ہے۔ ایک "محل الیزے (جنت نشان)" اور دوسرے "قلعہ رامبوزے"۔ اول الذکر وہ شاندار عمارت ہے جو شانز لیزے پر واقع ہے اور نپولین نے جنگ واٹرلو کے بعد اپنے دستاویز انخلاع پر دستخط کئے تھے۔ اور دوسری عمارت پیرس سے چارٹر کو جانے والی سڑک پر واقع ہے۔

کے ساتھ زیادہ قریبی شخصی تعلق رکھتا ہے، وہ وزارت کے اکثر اجلاسوں میں نشست کرتا اور ان کی صدارت کرتا ہے البتہ وہ ان اجلاسوں میں شریک نہیں ہوتا جن میں سیاسی حکمت عملی کے مسائل بشمول معاملاتِ فریقانہ، زیر بحث ہوتے ہیں[1] وہ غیر ممالک کے وکلا و سفرا کو بلا اعانت غیرے اپنے پاس باریاب کر سکتا ہے، اس کے برخلاف شاہِ انگلستان، سفارتی اشخاص کو کسی وزیر کی موجودگی ہی میں باریابی عطا کر سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ صدر کا اثر جو کچھ ہوتا ہے اس کا انحصار زیادہ تر اس کی قابلیت، دلچسپی اور مستعد کاری پر ہے۔ فالی ایر ایک خوش طبع شخص تھا اور وہ جمہوریہ کے معاملات کو دوسروں کے ہاتھوں میں چھوڑ دینے پر قانع تھا، اس کے وقت کی حکمت عملیوں اور کامیابیوں میں اس کا بہت کم حصہ ہے۔ لیکن پوانکارے ایک عالم اور واقف معاملات شخص تھا، اس نے زیادہ مستعدانہ روش سے کام لیا اور قوم کی آزمائش کے سخت وقت میں بااثر سرگروہی کا کام دیا[2]

**وزارت کی ترکیب**

۱۷۹۵ء اور ۱۸۴۸ء کے جمہوری دساتیر میں یہ قرار پایا تھا کہ وزارتوں کی تعداد اور ان کے فرائض کا تعین جماعت مقننہ کرے گی اور ۱۷۹۱ء کی دستاویز نے زیادہ سے زیادہ آٹھ اور کم سے کم چھ کی تعداد متعین کر دی[3] اس کے برخلاف تیسری جمہوریہ کا دستور اس کے متعلق بالکل ساکت ہے اور جو قاعدہ مروج ہے وہ صرف ایک ایسا نتیجہ ہے جسے حکومتی نظم کی عام نوعیت سے اخذ کر لیا گیا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ وزارتیں

[1] ملاحظہ ہوں صفحات آئندہ

[2] اے کون "کیولی فالی ایر ایک مطمحی فرانسیسی صدر ہے" مطبوعہ "امریکن ریویو آف ریویوز" جولائی ۱۹۰۸ء۔ ایل جیرولڈ "صدر پوانکارے" مطبوعہ "کانٹمپوریری ریویو" فروری ۱۹۱۳ء، صدر اور وزرا کے تعلقات کے متعلق ڈیوپریئے کی کتاب "وزرا" Dupriez: Les ministres جلد دوم صفحات ۳۵۸-۳۷۲، دیکھنا چاہئیں۔

[3] دفعہ ۱۵۰، اینڈرسن: "دساتیر" Constitutions صفحہ ۲۳۱۔

عاملانہ حکم کے ذریعہ سے قائم ہوتیں اور پارلیمنٹ سے ان کی توثیق صرف اس حدتک ہوتی ہے جہاں تک امداد رقمی کا تعلق ہے۔ اس اقتدار کے متعلق یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ صدر کو تفویض شدہ اختیارات سے ماخوذ ہے، زیادہ قطعی طور پر اسے صدر کے اس اختیار سے ماخوذ سمجھنا چاہیے جو تمام ملکی عہدوں کے تقرر کی نسبت اسے حاصل ہے[1] دوسرے معاملات کی طرح اس معاملہ میں بھی فیصلہ کا انحصار ذاتی حیثیت سے صدر سے متعلق ہونے کے بجائے زیادہ تر وزرا سے متعلق ہے۔ پس عملاً ہر ایک وزارت وزرا کی تعداد گھٹا بڑھا سکتی اور اپنے حسب مرضی تقسیم فرائض میں تغیر و تبدل کر سکتی ہے، صرف اتنا ہے کہ ضروری اخراجات کے لئے اسے پارلیمنٹ کی طرف نظر ڈالنا پڑے گی لیکن دستور سلطنت میں کوئی امر اس کا مانع نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کسی نئی وزارت کے قائم کرنے کی ابتدا کرے اور واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۴ء میں وزارت نوآبادیات اسی طریق سے قائم ہوئی تھی۔ ۱۸۷۰ء میں نو وزارتوں سے شروع ہوکر تعداد تبدریج بڑھتی گئی تا آنکہ جنگ عظیم کے آغاز کے وقت وزارتوں کی تعداد حسب ذیل بارہ تھی:۔ (۱) داخلیہ (۲) مالیات (۳) جنگ (۴) عدل (۵) بحریہ (۶) نوآبادیات (۷) تعلیمات وفنون لطیفہ (۸) معاملات خارجہ (۹) تجارت (۱۰) زراعت (۱۱) تعمیرات عامہ، ڈاک، تار، ٹیلیفون (۱۲) مزدوری[2] یہ وزارتیں دراصل ایسی ہی مساوی الدرجہ ہیں جیسے ممالک متحدہ امریکہ کی وفاقی حکومت کے دس عاملانہ محکمے ہیں۔ مزید براں ان وزارتوں میں نظم ونسق کی تمام باقاعدہ ملازمتیں شامل ہیں حالانکہ امریکہ کے محکموں پر یہ صادق نہیں آتا۔

---

[1] ۔ اس صورت بحث کے لئے ایزمین کی کتاب "مبادی قانون دستوری" Elements de droit Constitutionnel صفحہ ۶۶۹ (طبع چہارم) ملاحظہ ہو۔

[2] ۔ جنگ کی وجہ سے سامان حرب اور محاصرہ کی دو نئی وزارتیں قائم ہوئیں جو عارضی تھیں۔

سیاسی دستور قطعی الفاظ میں یہ نہیں بتاتا کہ وزرا کا تقرر کس طرح پر ہو مگر صدر کو جو تقرر کا عام اختیار حاصل ہے اس سے بآسانی یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ ان کے نامزد کرنے کا اختیار صدر کو حاصل ہے۔ کسی نئی وزارت کے بنانے کا پہلا قدم یہ ہے کہ "صدر مجلس" یا وزیر اعظم کا انتخاب کیا جائے[له] اور اس پسند بدگی کا اظہار صدر کے ایک حکم کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور اس میں عجیب بات یہ ہے کہ کنارہ کش ہونے والا وزیر بھی اس پر دستخط کرتا ہے اگرچہ اس معاملہ میں کوئی دستوری شرط نہیں ہے مگر رواج ایسا ہو گیا ہے کہ صدر پارلیمنٹی نظم کے شرائط کو ملحوظ رکھتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اصولاً اس کا کام محض اتنا ہوتا ہے کہ ایوان زیریں کے فریق کثیر کے سلسلہ سرگروہ کو طلب کرے اور اس سے وزارت کے مرتب کرنے کی خواہش کرے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں انگلستان میں بادشاہ کا اس کام کو انجام دینا محض ضابطہ کی بات ہے لیکن فرانس میں حالت دوسری ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں فریقوں کی اس قدر کثرت ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو تنہا کبھی پارلیمنٹی کثرت نہیں حاصل ہوئی ہے اس لئے یہ معاملہ اکثر وقت طلب ہو جاتا ہے کہ کوئی ایسا شخص مل جائے جو ایک ایسی وزارت کے مرتب کرلینے میں کامیاب ہو جائے جسے عمومی ایوان میں کثرت کی تائید حاصل ہو۔ اس کے قبل کہ کوئی موزوں آدمی ملے اکثر یہ جگہ نصف درجن اشخاص کے سامنے پیش ہو چکتی ہے موزوں ترین حالات کے تحت بھی اکثر یہ امر نہایت ہی غیر متیقن رہتا ہے کہ کس شخص کا تقرر کیا جائے گا اور آیا تقرر کے بعد وہ شخص حالات و واقعات سے عہدہ برآ ہو سکے گا یا نہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وزیر اعظم کے انتخاب میں انگلستان کے بادشاہ کے بہ نسبت فرانس کے

---

له۔ ابتداءً ایسا تھا کہ جو وزیر کابینے کو مرتب کرتا اور وہ کابینہ اس کے نام سے موسوم ہوتا، وہ وزیر "نائب صدر مجلس" کہلاتا تھا مگر ۱۸۷۶ء میں اس کا لقب صدر سے بدل دیا گیا۔

صدر کو زیادہ اختیار تمیزی اور اقتدار واقعی حاصل ہوتا ہے۔ رواج کے بموجب وہ سینات اور دارالنائبین کے صدر اور مسلمہ فریقانہ گروہوں کے سرگردگان سے حصول اطلاع کا خواہاں ہوتا ہے مگر کسی موزوں شخص کے پتہ چلانے کا کام ایسا نہیں ہے جسے وہ کسی دوسرے کو تفویض کر سکے یا اس سے اغماض برت سکے[1]۔

جب نیا وزیر اعظم مختتم طور پر مل جاتا ہے تو پھر وہ بقیہ وزرا کا انتخاب کرتا اور انھیں ان جگھوں پر متعین کرتا ہے مگر جو جگہ اسے پسند ہوتی ہے پہلے خود وہ جگہ لے لیتا ہے[2] جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہیں، یہ کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ انگلستان اور امریکہ کے مفہوم میں کوئی فریق غالب ایسا نہیں ہوتا جس کے مسلمہ سرگروہوں کی جانب وہ توجہ کر سکے۔ اس لئے اسے ضرورت یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک فریق کثیر اس طرح پیدا کرے کہ وزارتی عہدوں کو دانشمندی کے ساتھ متعدد گروہوں میں منقسم کرے تاکہ ہر رکن کابینہ کی تائید کے لئے اپنے پیروؤں کی ایک جماعت لا سکے اس وزارتی نازک موقع کے اضطراب انگیز ایام میں پیرس کے اخبارات کے نامہ نگار نئے مقرر شدہ وزیر اعظم کے سربرآوردہ مدبروں کے پاس جاتے، اس کی ملاقاتوں، اس کی گفتگو، اس کے مجوزات، اس کے ملتمسات اور ممکن اتحادات کے تفصیلی وجزوی بیانات دیتے ہیں اور ہر روز اس کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا ایک خلاصہ شایع کرتے ہیں۔ بعض اوقات کابینہ کے قطعی طور پر مکمل ہونے کے قبل وزیر اعظم کی اس تگ وتاز میں ہفتوں گزر جاتے ہیں ایسے اتفاقات بھی کم نہیں ہوتے

[1] ڈیوپریئے "وزرا" Dupriez : Les ministers جلد دوم صفحات ۳۳۷۔۳۴۱۔

[2] لیکن انگلستان کے مانند، تمام وزرا باضابطہ خطابی عامل اعلی کے جانب سے مقرر ہوتے ہیں۔ صدر جمہوریہ بہت کم کسی نامزد شدہ کو مسترد کرتا ہے۔

کہ آخری موقع پر جب کہ فہرست جریدۂ سرکاری میں اشاعت کے لیے بھیجی جا چکی ہو، بعض اشخاص کی علیحدگی سے یہ اتحاد درہم و برہم ہو جاتا ہے۔[1] اندونوں شاذ و نادر مستثنیات کے سوا، وزرا سینیٹ یا دارالنائبین کے رکن ہوتے ہیں اور زیادہ تر آخرالذکر کے۔[2] وہ رکن ہوں یا نہ ہوں انھیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ دونوں ایوانوں کے تمام اجلاسوں میں شرکت کر سکیں اور ان کے مباحثوں میں باستحقاق حصہ لے سکیں۔ وہ ساٹھ ہزار فرانک سالانہ تنخواہ پاتے ہیں اور علی العموم ان سرکاری ایوانات میں رہتے ہیں جو ان کے زیر نگرانی محکموں کے سرگروہوں کے لیے معین ہیں۔

**وزارتی تنظیم** انگلستان کی حکومت کے مطالعہ میں ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ اکثر وزرا کو محکموں کے سردفتر یا پارلیمنٹی نائب معتمدین اعلیٰ کی حیثیت سے اپنے اپنے محکموں یا دفتروں کے صرف عاملانہ اور انتظامی کام سپرد ہوتے ہیں اور چند نہایت ہی اہم وزرا (جن کی تعداد کسی قدر مختلف ہوا کرتی ہے) ایک اندرونی حلقہ بنا لیتے ہیں جو کابینہ کے نام سے مشہور ہے اور جس کے ارکان نہ صرف انفرادی طور پر وہ نگرانی رکھتے ہیں جو انھیں تفویض ہوتی ہیں بلکہ مجموعی طور پر وہ عام حکمت عملی قرار دیتے، قانون سازی میں سربراہی کرتے اور اپنے فریق کی قسمتوں کی رہبری کرتے ہیں، مگر فرانس کے انتظامات کچھ اور ہی طریق پر ہیں۔ اول یہ کہ جہاں تک شخصیات کا تعلق ہے "مجلس وزرا" "مجلس کابینہ" میں کوئی فرق نہیں ہے بجز اس کے کہ صدر جمہوریہ ایک میں شامل ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں شامل ہوتا، دوسرے یہ کہ سیاسی فریقوں کی منتشر حالت اور ہر ایک وزارت کی

---

[1] جے۔ ڈبلیو گارنر "فرانس میں کابینی حکومت" مطبوعہ "امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو" اگست سنہ ۱۹۱۴ء صفحات ۳۶۶ - ۳۶۷۔

[2] جنگی اور بحری وزارتوں پر غیر ارکان کے مقرر کرنے کا سابق دستور ترک کر دیا گیا ہے۔

مخلوط نوعیت کی وجہ سے یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ وزارتی گروہ کسی ایسے طرز پر فریقانہ سرگروہی کا کام انجام دے سکے جس طرز پر انگلستان کی کابینہ یہ فرض انجام دیتی ہے۔

ہر وزیر کو ایک محکمہ تفویض ہوتا ہے جس کے معاملات پر وہ شخصی توجہ رکھتا ہے۔ مجموعی طور پر (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) ان وزرا سے (۱) ایک مجلس وزرا مرتب ہوتی ہے جو ان تمام معاملات کا فیصلہ کرتی ہے جن کا تعلق صدر کے مفوضہ اختیار عاملہ کے نفاذ سے ہوتا ہے، قوانین کے عملدرآمد پر عام نگرانی رکھتی ہے تاکہ مملکت کے معاملات میں خوبی کار اور یکسانی عمل قائم رہے، اور صدر کے استعفا، موت یا عدم قابلیت کی صورت میں اس کے جانشین کے انتخاب تک بطور سرتاج مملکت کے کام کرتی ہے۔ (۲) دوسری مجلس کابینہ ہوتی ہے جو انگریزی کابینہ کے مانند عام حکمت عملی کے مسائل پر غور کرتی اور ایوانوں کے ساتھ حکومت کے عملی تعلقات کو قائم رکھتی ہے[۱]۔ مجلس وزرا جماعت عاملہ ہے گویا خود صدر کا نصف ثانی ہے اور قانون اسے تسلیم کرتا ہے، اس کے برعکس کابینہ سیاسی جماعت ہے اور قانوناً مسلم نہیں ہے۔ مجلس وزرا بالعموم ہفتہ میں دو مرتبہ منعقد ہوتی ہے اور صدر نہ صرف اس میں شریک ہوتا بلکہ اس کی صدارت کرتا ہے۔ اکثر عاملانہ و انتظامی معاملات کے متعلق جائز فیصلے صرف اس کی موجودگی ہی میں ہو سکتے ہیں[۲]۔ کابینہ کا اجلاس عام طور پر ہفتہ میں ایک بار ہوتا ہے، صدر اس میں شریک نہیں ہوتا اور وزیر اعظم اس کی صدارت کرتا ہے، لیکن صدر کی ذات سے علیحدہ ہو کر دونوں جماعتیں رکنیت کے اعتبار سے

---

[۱] وضع قوانین میں وزارتی شرکت کے متعلق ڈیوپریئے کی کتاب "وزرا" Dupriez : Les ministres جلد دوم صفحات ۳۹۹-۴۱۰ ملاحظہ ہوں۔

[۲] ایزمین "مبادی قانون دستوری" Esmein : Elements de droit Constitutionnel صفحات ۶۷۶-۶۸۰ (طبع چہارم)

ایک ہی ہیں۔ ان میں سے کوئی مجلس اپنی کارروائیوں کی یادداشت نہیں رکھتی۔[۱]
مختلف وزارتوں میں فرائض کی تقسیم اور ہر وزارتی محکمہ کی تنظیم کا تعین عاملانہ قواعد کی روسے اور اسی لیے عملاً خود وزارت کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ سیاسی میدان جس پر ہر ایک محکمہ قابض ہوتا ہے "چند" خدمات" میں منقسم ہوتا ہے اور ان خدمات میں ناظم، نائب ناظم ناظر، نگراں اور دوسرے انواع واصناف کے عہدہ دار مامور ہوتے ہیں۔ یہاں عہدہ داروں کے ضرورت سے زیادہ بڑھادینے کا میلان پایا جاتا ہے اور اسی سبب اور نیز حکومتی نظم کے نہایت مرکزی نوعیت کے ہونے کی وجہ ہے جنگ عظیم سے قبل کے عشرے میں سرکاری عمال کی تعداد تقریباً اسی لاکھ تک پہنچ گئی تھی، یعنی بالاوسط جمہوریہ کے ہر چالیس شخص پر ایک سرکاری عہدہ دار تھا۔[۲]
ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ انگلستان میں اہم محکموں میں متعدد "نائب معتمد اعلےٰ" ہوتے ہیں جن میں سے بعض وزارتی رتبہ کے ہوتے ہیں اور پارلیمنٹ میں نشست رکھتے ہیں، اور باقی ماندہ مستقل خدمت ملکی کے سب سے اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں اور اسی لیئے نہ وہ وزارت سے تعلق رکھتے اور نہ پارلیمنٹ سے۔ فرانس میں

---

[۱] ڈیوگی کا کتابچہ قانون دستوری" Duguit : Manuel de droit Constitutionnel صفحات ۴۳۶-۴۴۰۔ ڈیو پریزے: "وزرا" Dupriez : Les ministres جلد دوم صفحات ۳۴۵-۳۵۷۔

[۲] وزارتوں کی تنظیم جس طرح پہلے ہوتی تھی اس کے متعلق ملاحظہ ہو: ڈیو پریزے: "وزرا" Dupriez : Les ministres جلد دوم صفحات ۵۰۹-۵۲۳۔ زمانۂ حال کے ایک بیان کے لئے دیکھو نوئل: "مرکزی حکومت، وزرا، ان کی تنظیم، ان کے فرائض" H. Nœll . L'administration artrate ; les ministres lem organization, lem role پیرس ۱۹۱۱ء۔ نیز دیکھو "تنظیم وزارت نوآبادیات" Quest. dipl. et Colon. یکم ستمبر ۱۹۱۰ء۔

نائب معتمدین اعلےٰ سب سے پہلے سنہ ۱۸۱۶ء میں مقرر ہوے اور کچھ دنوں تک ان کے پاس صرف ایسے تحتی انتظامی فرائض رہے جو وزرائے بالادست انھیں تفویض کر دیتے تھے۔ ارلیانی بادشاہی کے تحت وہ ایوانوں میں اپنے بالادستوں کے نمایندوں کی حیثیت سے کام کرنے لگے اور اس لئے انھوں نے وہی حیثیت اختیار کی جو انگلستان میں پارلیمنٹی نائب معتمدین اعلےٰ کی ہے۔ اس شکل میں ان مددگار معتمدین اعلےٰ کی تجدید سنہ ۱۸۷۵ء کے دور میں ہوئی۔ اور اگرچہ دستوری قوانین میں ان کا ذکر نہیں ہے مگر انتخاب نائبین سے متعلق ۳۰ نومبر سنہ ۱۸۷۵ء کے عضوی قانون نے اس شرط کے ذریعہ سے مددگاروں کے لئے بالواسطہ انتظام کر دیا ہے کہ نائبین بغیر انتخاب مکرر کی ضابطہ پیمائی کے بطور نائب معتمدین کے کام کر سکتے ہیں۔ نائب معتمدین جو کام کرتے اور خاص کر ایوانوں کے روبرو جو ان کی جو ذمہ داری ہوتی ہے اس کے بابت شدید اختلاف آرا رہا تھا، اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ زمانے کے لئے یہ عہدہ نظم حکومت سے بالکل ہی خارج کر دیا گیا یہ امر واقعہ کہ فرانسیسی وزیر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں جا سکتا اور تقریر کر سکتا ہے؛ اس سے بہت سے لوگوں کی نظروں میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگلستان کے سے پارلیمنٹی نائب معتمدین اعلےٰ کی نوعیت کے عہدہ داروں کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۰ء میں وزارت تعلیمات و فنون لطیفہ میں نائب معتمدی کا ایک عہدہ قائم ہو گیا اور سنہ ۱۹۱۱ء میں عدل، داخلیہ اور تعمیرات عامہ کے محکموں میں بھی اسی قسم کے اضافے کر دئے گئے۔ جنگ عظیم کے دوران میں اس تعداد میں اضافہ مزید کر دیا گیا، اگرچہ یہ اضافہ عارضی ہی تھا۔ اگست سنہ ۱۹۱۴ء میں ویویانی کی وزارت کی ترتیب جدید کے بعد آٹھ نائب معتمدین تھے، جن میں سے چار وزارت جنگ سے متعلق تھے۔ نائب معتمدین کی قانونی و سیاسی حیثیت ایک ایسا معاملہ ہے جس کے متعلق فرانسیسیوں کی رائے میں اختلاف ہے۔ مروج رائے یہی ہے کہ اگرچہ سنہ ۱۹۰۶ء سے ان سے توقع یہ کی جاتی ہے کہ مجلس وزرا کے جلسوں میں شرکت کریں گے مگر پھر بھی انھیں وزارت کا رکن نہ سمجھنا چاہئے۔ بظاہر ان مباحث

میں ان کی رائے صرف مشورتی ہوتی ہے۔ ایوانوں کے ساتھ ان کا تعلق اور بھی زیادہ مشکوک حالت میں ہے۔ چونکہ وہ وزیر نہیں ہیں اس لئے وہ قطعی معنی میں ذمہ دار نہیں ہیں مگر باایں ہمہ میلان یہی ہے کہ انھیں ذمہ دار بنا دیا جائے بشرطیکہ کوئی موثر طریقہ اس کے عمل کا نکل آئے جب کوئی وزارت کنارہ کش ہوتی ہے تو یہ نائب معتمدین کل کے کل مستعفی ہو جاتے ہیں اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایوانِ ادنیٰ کی مخالف رائے کی وجہ سے ایک نائب معتمد نے تنہا بھی استعفا دیدیا ہو[1]

**وزارتی ذمہ داری** کابینی حکومت کی اساسی خصوصیت یہ ہے کہ وزرا مجلسِ مقننہ کے روبرو ذمہ دار ہوں؛ فرانسیسی دستورِ مملکت نے اس ذمہ داری کا انتظام اس دفعہ کے بموجب کیا ہے جو اس سے پہلے نقل ہو چکی ہے کہ "وزرا حکومت کی عام حکمتِ عملی کے متعلق ایوانوں کے روبرو مجموعۃً اور اپنے شخصی افعال کے متعلق انفراداً جواب دہ ہونگے"[2] اس معاملہ کی دو تین حیثیتیں قابل تشریح ہیں۔ اوّل یہ کہ وزرا پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے روبرو جواب دہ ہیں۔ بلجیم، الطالیہ، انگلستان، کناڈا اور کابینی حکومت رکھنے والے ملکوں کے مانند صرف ایوان ادنیٰ ہی کے روبرو ذمہ دار نہیں ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ فرانس کے ممتاز علما مستند کی رائے یہ ہے کہ وزرا صرف دارالنائبین کے روبرو ذمہ دار ہیں مگر یہ دلیل انگریزی و بلجیمی عمل اور ۱۸۱۴ء-۱۸۴۸ء کے دور کے فرانسیسی عمل کے مشاہدہ پر مبنی ہے اور اس

---

[1] ایزمین: "مبادی قانون دستوری" Esmeni : Elements de droit Constirutionnel صفحات ۶۷۰-۶۷۶ (طبع چہارم) دیوگی: کتابچہ قانون دستوری" Duguit : Manuel de droit Constitutionnel صفحات ۴۴۴-۴۴۳ (طبع دوم) بجے برتنلیمی: -

[2] ۲۵ فروری ۱۸۷۵ء کا قانون۔ دفعہ ۶، ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۲۸۷-

معاملہ میں نہ صرف دستور میں صاف الفاظ سے اغماض برتا گیا ہے بلکہ اس کے واضعین کے صریحی منشا سے تغافل اختیار کیا گیا ہے کہ وزرا کو کل پارلیمنٹ کے روبرو اس لئے ذمہ دار گردانا جائے کہ اس پارلیمنٹ کی دونوں شاخیں منتخب شدہ عمومی جمعیتیں ہیں۔ دستوری حیثیت سے فرانسیسی مجلس سینیات وزرا سے تفتیش حالات اور استفسارات کرسکتی ہے اور ان پر ملامت یا "عدم اعتماد" کی رائے بالکل اسی طرح منظور کرسکتی ہے جس طرح دارالنائبین کرسکتا ہے اور اس کا اثر بھی بالکل وہی ہوگا۔ لیکن اگر ایوان بالائی ان اختیارات کو ویسی ہی آزادی سے برتنے لگے جیسے ایوان زیریں برتتا ہے تو عملی حیثیت سے بہت دشواریاں پیش آجائیں گی اور اب بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ سیناتی نکتہ چینی کی وجہ سے کوئی وزیر مستعفی ہوجائے یا کسی وزارت کو زوال ہوجائے[1]۔ فرانسیسی وزارت سینات کی رائے پر اس سے زیادہ لحاظ کرے گی جتنا لحاظ معمولی حالت میں انگلستان کی وزارت دارالامرا کے خیالات پر کرے گی مگر یہاں کبھی ایوان زیریں کے روبرو راست وسلسل ذمہ داری اس سے کم واضح وعیاں نہیں جتنی رود بار کے دوسری جانب ہے[2]۔

---

[1] لیکن ۱۸۹۶ء میں عملاً ایک وزارت کو کنارہ کش ہونے پر اس وجہ سے مجبور کیا گیا کہ سینات اس کے ایک مطالبۂ مصارف کے مخالف تھی؛ اور ۱۹۱۳ء تک میں چند وزرا کو اس وجہ سے استعفا دینا پڑا کہ انتخابی اصلاح کے متعلق حکومت کے ایک مسودۂ قانون کو سینات میں شکست ہوگئی تھی۔

[2] اس موضوع کی پوری بحث اور اس کی وجہ سے ۱۸۹۶ء میں جو مشہور اختلاف آرا برپا ہوا اس کے حالات کے لئے ازمین کی کتاب "مبادی قانون دستوری" Elements de droit Constitutionnel صفحات ۶۸۸-۷۰۹ (طبع چہارم) ملاحظہ ہو۔ ازمین ان لوگوں میں تھا جن کا دعویٰ یہ تھا کہ وزارت صرف ایوان زیریں کے روبرو ذمہ دار ہے۔ اس کے مخالف رائے کے متعلق ملاحظہ ہو دیوگی، Duguit: "کتابچۂ قانون دستوری" Manual de droit Constitutionnel صفحہ ۴۴۴ (طبع دوم)۔ ایوانوں کے ساتھ

دوسرا امر یہ ہے کہ ذمہ داری تین طرح کی ہوتی ہے، سیاسی، تعزیری اور ملکی، گر ۱۸۷۵ء تک یہ فرق صاف طور پر واضح نہیں کیا گیا تھا۔ سیاسی ذمہ داری صرف اس اخلاقی وجوب تک ہے کہ جب پارلیمنٹ کثرت کی تائید جاتی رہے تو عہدے سے دستکش ہو جانا چاہئے۔ تعزیری ذمہ داری اس وزیر پر قانونی تاوان ہے جو اپنے فرائض کی ادائگی میں کسی ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہو جس کی تعریف اور جس کی ممانعت ضابطۂ تعزیرات یا کسی خاص قانون تعزیری میں کر دی گئی ہو۔ ملکی ذمہ داری وزیر کے اس فعل کا تاوان ہے جس سے مملکت کو کوئی نقصان پہنچا ہو مثلاً یہ کہ اس نے سرکاری روپیہ بلا اجازت خرچ کر دیا ہو۔ سیاسی ذمہ داری معمولاً مجموعی ہوتی ہے وجہ یہ کہ وزارت بہ حیثیت ایک جماعت کے قائم رہے یا شکست ہو جائے لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی غیر مقبول حکمت عملی یا فعل پر تنہا کسی ایک وزیر کو اپنے سر الزام لینے اور کنارہ کش ہو جانے کی اجازت دیدی جائے۔ تعزیری ذمہ داری اور ملکی ذمہ داری انفرادی ہے کیونکہ انصافاً وزراان غیر سیاسی افعال کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے ہیں جن میں انھوں نے شرکت نہ کی ہو اور شاید کہ وہ اس سے بالکلیہ بیخبر ہوں۔ تعزیری ذمہ داری کی دستوری بنیاد ۱۶ جولائی ۱۸۷۵ء کے قانون کی یہ شرط ہے کہ "دارالعوام وزرا پر جرائم کے لئے جو ان کے ادائے فرائض میں سرزد ہوئے ہوں، مقدمہ چلا سکتا ہے اور اس صورت میں مقدمہ کی سماعت سینات کرے گا"[۱]۔ جن اقسام جرائم کے متعلق وزرا پر مقدمہ چل سکتا ہے ان کے نسبت ہمیشہ رائے میں اختلاف رہا ہے اور بعض علمائے مستند کی رائے یہ ہے کہ اختیار کے غلط استعمال (مثلاً کسی

---

بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ۔ وزرا کے تعلقات پر پوری بحث ڈیوپرئے کی کتاب "وزرا" Dupriez : Les ministres جلد دوم صفحات ۳۹۵۔۴۶۱ میں ہوئی ہے

[۱] دفعہ ۱۲ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۲۹۳۔

جنگ کے ناقص انتظام) کو اس میں شامل سمجھنا چاہیے؛ لیکن عام تاویل یہ ہے کہ تعزیری قانون کی صریحی خلاف ورزی ثابت ہونا چاہیے۔ سینات سزائے موت کے سوا اور ہر طرح کی تعزیر عاید کرسکتا ہے۔ ملکی ذمہ داری غیر معین حالت میں ہے۔ اس پر کم و بیش کل مصنفین کا اتفاق ہے کہ اس قسم کی ذمہ داری موجود ہے مگر اس بارے میں نہ قوانین دستوری کچھ کہتے ہیں نہ دوسرے قوانین تحریری اور ان سے مستلزم مقدمات میں نہ سینات کو اختیار دیا گیا ہے نہ کسی دوسری عدالت کو۔[1]

**خدمت ملکی** حکومت کی فردی اور نہایت ہی اعلیٰ مرکزی شکل ہونے کی وجہ سے فرانس نے قومی قوانین کا نفاذ اور قومی کاروبار کا نظم و نسق، رقبات مقامی کے عہدہ داروں خاص کر صوبوں کے صوبہ دار اور صوبجاتی مجالس، اور اضلاع کے نائب صوبہ دار، اور کمیون کے صدر بلدیہ اور نائبان صدر کو غیر معمولی حد تک سپرد کر دیا ہے۔ مقامی حکومت کا نظم اور مرکزی و مقامی نظم و نسق کے روابط باہمی کا ذکر بعد کے ایک باب میں ہوگا؛[2] لیکن "عمال" کی حیثیت کے متعلق دو ایک لفظ کہنا ضروری ہے، خاص کر ملازمین کی اس کثیر جماعت کی نسبت جن کا تعلق براہ راست محکمجات عاملہ کے کسی ایک نہ ایک محکمہ سے ہے، مثلاً معائنہ کنندگان کارخانجات، سرکاری ریلوں کے ملازم، روشنی کے مناروں کے محافظ، کروڑگیری کے محصل، ترک وطن کے معائنہ کنندگان اور مملکت کے دوسرے چھوٹے درجے کے ملازمین۔

ان ملازمین کے متعلق پہلا امر یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ تقریباً تمام ہی تقررات کسی امتحان یا موزونیت کی کسی دوسری باضابطہ جانچ کے بغیر

---

[1] برتےلیمی "مبادلات قانون انتظامی" Berthelemy . Traite Elementaire de droit administrate اشاعت چہارم۔ ۷۰تا۷۵، ازیں حسب سابق ۹۰۰تا۴۴۔

[2] باب بست و ششم۔

ہوتے ہیں، اور میعاد کے متعلق کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ فرانس میں خدمت ملکی کا کوئی عام قانون اس قسم کا نہیں ہے جس قسم کے قانون کی رو سے برطانیہ عظمی میں عملاً تمام ملازمت کو اور ممالک متحدہ امریکہ میں نصف سے زائد وفاقی ملازمت کو قابلیت کی بنیاد پر قائم رکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف، جہاں تک ان ضوابط کا تعلق ہے جن سے ملازمین کی صف بندی ہوتی تقرر اور ترقی کے شرائط معین ہوتے، اور غیروں کے ساتھ بے وجہ عنایت و خودرائی سے ملازمین کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہ تمام ضوابط ہر صوبہ میں خودمختارانہ طور پر بنتے ہیں، اور جب کوئی نیا وزیر اپنے عہدہ کا جائزہ لیتا ہے وہ اس میں جس قدر چاہے تغیر کر سکتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ کوئی آنے والا وزیر اگر پسند کرے تو اپنے پیشرو کے فیصلوں کو نافذالعمل رکھ سکتا ہے مگر زیادہ اغلب یہی ہے کہ وہ خود اپنے خیالات کی مطابقت میں ان معاملات میں تغیر کرے گا اور ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ کسی نئے وزیر نے اپنے دوستوں کے لیے جگہ نکالنے کی غرض سے کسی حکم کو معلق کر دیا ہو اور اس کے بعد پھر اس حکم کو ایک شوشہ کے فرق کے بغیر نافذ کر دیا ہو۔

پس اس کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ ان حالات کے تحت نہ روش میں یکسانی ہے اور نہ میعاد کا تیقن ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک محکمہ میں جو عمال کام کرتے ہوں ان کی حیثیت اسی قسم کے ان عمال سے بالکل مختلف ہو جو کسی دوسرے محکمہ میں کام کرتے ہوں اور ایک ہی محکمہ کے اندر ہی روش راتوں رات بدل سکتی ہے۔ عام الفاظ میں، یہ کہنا چاہیئے چالیس برس تک طریق غنایم کا دور دورہ رہا، زیادہ قطعی الفاظ میں یہ کہنا چاہیے کہ اس وقت تک یہ حالت قائم رہی کہ ۱۸۷۷ء میں صدر میک ماہون اور جمہوریت پسندوں کے مقابلہ میں گرما گرمی کے دوران میں رجعت پسندوں نے اپنی قلیل مدت اقتدار کے اندر تقریباً تمام عہدوں پر قبضہ کر لیا[1] جب جمہوریت پسندوں کو

[1] ۔ ملاحظہ ہو باب بست و چہارم۔

پھر اقتدار حاصل ہوا تو اُس موقع پر انھوں نے وہ کام کیا جسے "تنقیہ" کہتے تھے یعنی جمہوریہ کے دشمنوں سے نظم ونسق کو پاک کر دیا۔ بعد میں فریقوں کی کثرت سے طریق غنایم کا بسہولت اور تقریباً از خود اسی طرح سے چلتا رہنا جیسا ممالک متحدہ امریکہ میں ایک وقت میں یہ طریقہ چل رہا تھا، رک گیا اور اب بھی اسی وجہ سے رکا ہوا ہے مگر اصول پوری طرح قائم ہو گیا ہے اور کبھی اُسے خارج نہیں کیا گیا۔ متواتر وزارتیں اور محکموں کے انفرادی سران دفتر اب بھی جس حد تک چاہتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں۔

نتائج ویسے ہی ہیں جیسی توقع ہو سکتی ہے مملکت کے ملازمین کی تعداد حیرت انگیز طور پر زیادہ ہے جس کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ وزرا اور پارلیمنٹ کے دوسرے ارکان کی طرف سے تقررات کا مطالبہ ہوتا ہے اور کچھ وجہ یہ ہے کہ عامتہ الناس عہدوں اور اعتراضوں کی وجہ سے غوغا مچاتے رہتے ہیں۔ سرکاری ملازمتوں کا خرچ بالا وسط نہایت گراں ہے حالانکہ تنخواہوں کا معیار نہایت درجہ کم ہے۔ مملکت کے ملازموں کی تمام جماعت کا اوسط (فی کس) پانچسو ڈالر (ڈیڑھ ہزار روپیہ) سالانہ سے کچھ ہی زیادہ ہوتا ہے اور ہزاروں ایسے ہیں جو اس کی نصف مقدار بھی نہیں پاتے۔ قلت تنخواہ اور غیر متعین میعاد کا اثر یہ ہوتا ہے کہ قابل اشخاص ملازمت میں داخل نہیں ہوتے اور جو لوگ ملازمت میں رہتے ہیں وہ ہمیشہ بددل رہتے اپنی انجمنیں بنانے کی طرف مائل رہتے ہیں اور اگر واقعاً ہڑتال نہیں کرتے تو کم از کم ہڑتال کی دھمکی تو دیتے ہی رہتے ہیں۔ جنگ عظیم سے بہت قبل عمال کی حالت کی درستی و بہتری ایک اہم مسئلہ عامہ بن گئی تھی ۱۹۰۶ء میں کلیمانسو کی حکومت نے اور ۱۹۱۰ء میں بریاں کی حکومت نے امداد کے وعدے کئے اور آخر الذکر سال کے پارلیمنٹی انتخابات میں یہ مسئلہ نہایت نمایاں طور پر داخل رہا۔ لیکن یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا ہے، کم از کم تجاویز یہ ہیں کہ عمال کی تعداد قطعاً گھٹا دی جائے اور جو باقی رہیں ان کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں اور مدت ملازمت کی معقول ضمانت انگریزی، امریکی اور جرمانی نمونوں پر

قائم کی جائے۔ بہت سے مصلحین جن میں خود عہدہ دار بھی ہیں اور باہر کے لوگ بھی ہیں زور دیتے ہیں کہ ایک وسیع قانون نافذ کیا جائے جو امتحانات مقابلہ کا یکساں اور کل قوم پر حاوی نظم جاری کر دے جیسا کہ اس وقت سب سے زیادہ کامل طور پر برطانیۂ عظمیٰ امیں ۱۸۷۰ء کے حکم کونسل کے بموجب رائج ہے[1]

---

[1] ۔ فرانس کی خدمت ملکی کا کوئی عمدہ بیان انگریزی زبان میں موجود نہیں ہے فرانسیسی بیانات میں ایک بہترین بیان لیفاس کی کتاب "مملکت اور اس کے عمال" Lef s : L Etate et les functionnaires مطبوعۂ پیرس ۱۹۱۳ء میں ہے۔ مقامی نظم ونسق اور اس کی اصلاح کے حوالوں کے متعلق صفحات آیندہ دیکھنا چاہئیں۔

# باب بست و سوم

## پارلیمنٹ کی ہیئت ترکیبی

**دو ایوانی نظم**

۱۷۸۹ء میں مجلس طبقات کی شکست کے بعد قومی جمعیت کے اس طریق کو قطعاً ترک کر دیا گیا جس کی بنا از منۂ وسطے کے اصول درجات و طبقات پر تھی۔ انقلاب کے زمانے میں انتہائی عمومی مصلحین صرف ایک ایوان کی جمعیت قومی کو زیادہ پسند کرتے تھے، اور ۱۷۹۵ء کے دستور کے شایع ہونے کے وقت تک حکومت کی کوئی ایسی شکل جس میں دو ایوانوں کا انتظام کیا گیا ہو عمل میں نہیں آسکی۔ ۱۷۹۵-۹۹ء کے دو ایوانی نظم کے بعد نپولین کا مجمع الاضداد تشریعی دور وقوع میں آیا مگر ۱۸۱۴ء کے دستوری منشور کے تحت دو ایوانی اصول کی تجدید کی گئی اور چونتیس برس تک برابر اسی پر قیام رہا۔ دوسری جمہوریہ (۱۸۴۸-۱۸۵۲) کا قانون ساز عضو ایک ایوانی جمعیت پر مشتمل تھا مگر دوسری شہنشاہی کی جانب جو تحول ہوا اس میں سینات کی تجدید ہو گئی۔ اور نپولین سوم کے تمام عہد میں قانون ساز ایوان تعداد میں دو رہے مگر صرف ۱۸۷۰ء ہی میں یہ ہوا کہ سینات مجلس مقننہ کے ساتھ مساوی الحیثیت قانون ساز جماعت بنا دی گئی۔

قوم کے سیاسی تجربہ سے ۱۸۷۵ء تک یہ ثابت نہیں ہوا تھا کہ یک ایوانی اور دو ایوانی نظموں میں سے کونسا نظم صریحاً فایق ہے اور مجوزہ عضوی قوانین کے متعلق جمعیت قومی میں جو بحث مباحثے ہوئے اس میں اس موضوع پر بہت طولانی و مقابلانہ بحثیں ہوئیں۔ حامیان حق وراثت تامہ اور دوسرے متحفظین دو ایوانی طریق کی جانب مائل تھے۔ انھیں توقع یہ تھی کہ ایوان بالا ہی انقلابی تحریکات کے خلاف سد کا کام دے گا حالانکہ یہ ظاہر کیا گیا کہ دو ایوانی نظم ۱۷۹۹ء میں نپولین کی حکمت عملی کو روک نہ سکا تھا۔ گامبیٹا کے استیصالی پیرو اور بیشتر دوسرے جمہوریت پسند یک ایوانی اصول کی جانب مائل تھے مگر وہ زیادہ استقلال کے ساتھ اس پر مصر نہیں رہنا چاہتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریزی اور امریکی نظر سے اس کے خلاف جانب میں قوی دلیل موجود تھی اور دو ایوانی طریق کی بابت آخری فیصلہ میں غالباً سب سے زیادہ یہ خیال موثر تھا کہ سینات اگر ویسا ہی کامیاب ثابت ہوا جیسا کہ ممالک متحدہ امریکہ میں اس کا کامیاب ہونا ظاہر کیا جاتا تھا تو فرانس کو ایک عظیم الشان جمہوریہ کی حیثیت سے اپنے دستور میں اس قسم کی خصوصیت کو رکھنا چاہیے۔

لہذا ۲۵ فروری ۱۸۷۵ء کو اختیارات عامہ کی تنظیم کے متعلق جو قانون منظور ہوا، اس کی ابتدائی دفعہ یہ تھی کہ قانون سازی کا اختیار قومی پارلیمنٹ کے ذریعہ سے عمل میں آئے گا جو دارالنائبین اور ایک سینات پر مشتمل ہوگی[1]۔ ایک جماعت کے نسبت مدنظر یہ تھا کہ وہ وسیع عمومی بنیاد پر قائم ہو اور دوسری اس زمانہ کے ایوان ثانی سے متعلق رواج کے مطابق اس طرح مرتب کی گئی تھی کہ رائے دہندوں کے بلاواسطہ اقتدار سے کسی قدر الگ رہے؛ مگر دونوں کو یہ اولین فرض سپرد تھا کہ قوم کی مرضی کو قانون کی صورت میں لائیں کیونکہ فرانسیسی قوم کا اقتدار اعلی صاف وصریح صرف قوم ہی میں مرکوز تھا اور ہے۔ فرانس کا حکومتی نظم جس طرح اس وقت عمل پذیر ہے اگر

[1] امر واقعہ یہ ہے کہ تنظیم سینات کا قانون اس سے ایک دن پہلے ہی منظور ہو چکا تھا۔

کوئی شخص اس کا تجزیہ کرے تو وہ اس واقعے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پارلیمنٹی جمعیت کی ہیئت ترکیبی اور تنظیم نے ایک عمومی مملکت کے رواج میں اس درجہ دخل دیا ہے جو توقع سے بہت زیادہ ہے یا درحقیقت اس سے بہت زیادہ ہے جو نئے طریق کے بانیوں کا مقصود تھا۔

سینات کی ترکیب

یہ فیصلہ کرنے کے بعد کہ پارلیمنٹ دو شاخوں پر مشتمل ہوگی جمعیت قومی کو اب اس مشکل مسئلہ سے سابقہ پڑا کہ ایک ایسا ایوان قائم کرے جو ایوانِ ادنیٰ کا محض مثنیٰ نہ ہو اور اس کے ساتھ ہی ایک عمومی دستوری نظم میں اعیانیت کا بے میل عنصر بھی نہ داخل کرے۔ نظر بحالات موجودہ دوسرے ایوان یا موروثی ہوں یا مقرر کردہ ہوں یا منتخب شدہ ہوں یا ایسے اشخاص سے مرکب ہوں جو ان میں سے دو یا زائد اوصاف سے متصف ہوں۔ یہ صریحاً ناممکن ہے کہ کسی عمومی مملکت کے نئے دستور میں موروثی نظم کا شجرہ نصب کیا جائے اور اس طریق پر بحث کرنے میں کچھ بھی وقت ضایع نہیں کیا گیا۔ صدر جمہوریہ کی طرف سے تقرر ارکان سینات کے مسئلہ پر کیا گیا مگر اس کے خلاف یہ وزنی اعتراض تھا کہ صدر کا انتخاب خود ایسی جماعت کی طرف سے ہوگا جس میں سیناتی اہم عنصر ہونگے۔ انتخاب کی تجویز پیش ہوئی اور مختلف صورتوں میں اس پر بحث کی گئی، ایک یہ کہ جو رائے دہندے نائبین کا انتخاب کرتے ہیں انھیں کے ذریعہ سے راست عمومی انتخاب ہو، ایک یہ کہ نسبتہً زیادہ محدود حق رائے دہی کے تحت راست عمومی انتخاب ہو، ایک بالواسطہ انتخاب تھا جس کی خود بھی مختلف صورتیں ہوسکتی تھیں۔ آخر ایک مصلحت آمیز طریقہ نکالا گیا جس میں بالواسطہ انتخاب اور تقرر دونوں عناصر داخل تھے۔ اکثر مصالحتوں کی طرح یہ بھی کسی ایک اصول پر مبنی نہ تھا اور اس کی کوئی قطعی علمی بنیاد بھی نہیں ہے مگر اس میں بہت سے قابل اشخاص کے خیالات مجتمع تھے اور اپنی خصوصیتوں میں یہ اس سے زیادہ پائدار ثابت ہوا جتنی کہ اس کے بانیوں کو توقع ہوسکتی تھی۔ یہ طریقہ تنظیم سینات کے

اس قانون میں شامل تھا جو ۲۴ فروری کو منظور ہوا تھا' یہ طریقہ یہ تھا کہ سینات تین سو ارکان پر مشتمل ہو جن میں سے سوا دو سو منتخب شدہ ہوں (دو سو اٹھارہ خاص فرانس کے صوبجات سے اور سات الجزائر بلفورٹ اور نوآبادیات سے) اور پچھتر کا تعین خود قومی جمعیت کرے[1] کسی ایسے شخص کا انتخاب نہ ہو جس کی عمر چالیس برس کی نہ ہوگئی ہو اور جسے قومی و سیاسی حقوق کاملہ نہ حاصل ہوں۔ انتخابی ارکان آبادی کی بنیاد پر مختلف صوبوں پر تقسیم کر دئے گئے تھے۔ سین اور لوزرد کے صوبوں کو پانچ پانچ ارکان ملے' چھ دوسرے صوبوں کو چار چار' ستائیس صوبوں کو تین تین' اور بقیہ صوبوں کو دو دو۔ ان سیناتیوں کا انتخاب فہرست واری طریقہ پر ایک حلقۂ انتخاب کے ذریعہ سے ہوتا جس کا اجتماع صوبہ (یا نوآبادی کے) دارالصدر میں ہوتا اور جو اشخاص ذیل پر مرکب ہوتا (۱) دارالنائبین میں اس صوبے کے نمایندگان (۲) صوبہ کی مجلس عام کے ارکان (۳) صوبہ کے اندر کی تمام اضلاعی مجالس کے ارکان (۴) وہ قائم مقام جن کا انتخاب بلدی یا کمیونی رائے دہندوں میں سے ہر ایک کمیونی مجلس کی طرف سے بحساب ایک ایک قائم مقام کے ہوتا[2] میعاد نو برس کی تھی اور منتخب شدہ ارکان کی جگھوں سے ہر تیسرے برس ایک ثلث ارکان کی جگھیں خالی ہو جاتیں' جیسے کہ ممالک متحدہ امریکہ میں ہر دوسرے برس سیناتی جگھوں سے ایک ثلث جگھیں خالی ہو جاتی ہیں۔ جن پچھتر ارکان کا انتخاب جمعیت قومی کی طرف سے ہوتا وہ مادام الحیات ہوتے اور جو جگھیں خالی ہوتیں خود سینات انھیں پر کرتا رہتا[3] اس خود انتخابی جماعت کے

[1] ۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۲۸۸۔

[2] ۔ مقامی حکومت کے اغراض کے لئے صوبہ سب سے بڑا رقبہ ہے صوبے اضلاع میں منقسم ہیں اور اضلاع "کمیون" سے مرکب ہیں۔ ملاحظہ ہو باب بست وششم۔

[3] ۔ ان مادام الحیات ارکان کے صدر جمہوریہ کی جانب سے منتخب ہونے پر بہت زور دیا گیا مگر یہ رائے غالب نہیں آئی۔

داخلہ کی وجہیں دو تھیں؛ اول یہ کہ ایک مسلسل و مستقل عنصر ایسا مہیا ہو جائے جو رائے عامہ کے مد و جزر کی رسائی سے باہر ہو اور دوسرے یہ کہ علم و فن، قانون، حرفت و تجارت کے ممتاز اشخاص کے لیے اس جماعت کی رکنیت کا ایک آسان راستہ نکل آئے[1] یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ یہ گروہ اگر رجعت پسند نہیں تو مستحفظ ضرور ہوگا گر واقعاً ایسا ہوا نہیں کیونکہ حامیانِ حقِ وراثت تامہ نے آرلیانیوں کے منتخب ہو جانے کو روا رکھنے کے بجائے جمہوریت پسندوں کے لیے رائے دینے کو مرجح سمجھا پس جمعیت نے ابتداءً جن پچھتر ارکان کو نامزد کیا ان میں سے اٹھارہ شاہ پرست تھے۔

جو نظم اس طرح قائم کیا گیا وہ بیشتر احوال میں اس وقت تک جاری ہے اس نظم میں خاص خاص تبدیلیاں وہ ہیں جو ۹ر دسمبر ۱۸۸۴ء کے قانون کی رو سے کی گئیں اور خود یہ قانون ۱۴ر اگست سابق کے دستوری ترمیم کی متابعت میں منظور ہوا تھا جس کی رو سے ۲۴ر فروری ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون کے اول سات دفعات میں دستوری نوعیت زائل کر دی گئی تھی۔ ۹ر دسمبر کے اس قانون میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ (۱) خود انتخاب کا طریقہ منسوخ ہونا چاہیے موجودہ مادام الحیات ارکان اپنی زندگی تک اپنی جگھوں پر رہیں مگر آیندہ سے جو جگھیں ان ارکان کی موت کی وجہ سے خالی ہوں وہ صوبوں کے نام پر مقرر کر دی جائیں اور حسب قاعدہ طریق سے پر کی جائیں؛ (۲) صوبوں کے انتخابی حلقوں میں اس طرح وسعت دی جائے کہ ہر کمیون سے صرف ایک قائم مقام کی نامزدگی نہ ہو (کمیون کی) مجلسوں کے ارکان کی تعداد کے اعتبار سے ایک سے چوبیس تک (اور پیرس کے لیے تیس تک) وکلا نامزد کیے جائیں اس طرح اس غیر متوازن اہمیت کی کچھ اصلاح ہو جائے جو ابتدائی قانون کی بنا پر دیہاتی کمیونوں کو حاصل ہو گئی تھی[2] اس قانون میں یہ بھی اعلان

---

[1] اسمین "مبادی قانون دستوری" Elements de droit Constitutionnel (اشاعت چہارم) صفحہ ۶۰۔

[2] ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۳۱۰۔

کیا گیا کہ جن خاندانوں نے فرانس میں کبھی بادشاہی کی ہے ان کے ارکان ناقابلِ انتخاب ہوں گے، اور ۲۰ جولائی ۱۹۱۸ء کے ایک قانون کی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ جب تک کوئی شخص فوجی خدمت کے قانون کی پابندی نہ کریگا اس وقت تک وہ پارلیمنٹ کی کسی شاخ کے بھی رکن ہونے سے ممنوع ہے۔

پس اب اس زمانہ میں سینات تین سو ارکان پر مشتمل ہے جو صوبوں میں تقریبی تناسب آبادی کے اعتبار سے منقسم ہیں اور تمام صوبوں میں ان کا انتخاب ایسے انتخاب کنندگان کرتے ہیں جو خود براہ راست قوم کی طرف سے منتخب شدہ ہوتے ہیں یا ایسے منتخب شدہ اشخاص کے مندوب ہوتے ہیں[1] لہٰذا بس یہ انتخاب بالواسطہ ہے جیسا کہ ۱۹۱۳ء کی سترھویں ترمیم کے قبول ہونے کے قبل ممالکِ متحدہ امریکہ میں سینایٹوں کا انتخاب تھا۔ بالواسطہ اصول کے تناسبی مفاد و مضار کی بحث میں یہاں اس سے کم سرگرمی نہیں اٹھائی گئی جتنی سابق میں خود امریکہ میں ہوئی تھی۔ راست انتخاب کے حق میں ایک قرارداد دارالنائبین میں ۱۸۸۴ء میں منظور ہوئی تھی مگر جب یہ فیصلہ ہوگیا کہ بادام الحیات رکنیت بتدریج متروک ہو جائے گی تو یہ قرارداد ساقط کر دی گئی۔ بارہ برس بعد دو مجوزہ آئینی ترمیموں سے متعلق ایوان میں شاندار مباحثہ ہوا، ایک کے مدنظر یہ تھا کہ فہرست واری طریقہ سے صوبوں میں راست انتخاب ہو اور دوسری کے مدنظر انتخابی حلقوں میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ گامبیٹا نے ایک مرتبہ سینات کی تعریف یہ کی تھی کہ "یہ کمیونوں کی مجلس اعلیٰ ہے" جن کمیونوں کی طرف صرف ایک انتخاب کنندہ سینات ہوتا ہے وہاں تقریباً ہمیشہ اس خدمت کے لئے میر بلد منتخب ہو جاتا ہے۔

[1] ۔ جدید حصہ رسدی تقسیم میں صوبہ سین کو دس ارکان ملے ہیں، نارڈ کو آٹھ، دوسرے صوبوں کو پانچ، چار، تین اور دو تا آنکہ بقیہ بلفرٹ اور تین صوبجات الجزائر کو دو دو ارکان ملے ہیں اور مارٹینک، گاڈیلوپ، ری یونین اور فرانسیسی غرب الہند کو ایک ایک۔

اور زیادہ عمومیت پیدا کرتا تھا۔ دوسری ترمیم قبول کرلی گئی مگر سینات نے اس سے اتفاق کرنے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد سے وقتاً فوقتاً یہ بحث اٹھتی رہی مگر کچھ نمایاں نتیجے نہیں ظاہر ہوئے۔ اس سلسلہ میں جو دلچسپ تجویزیں پیش آئیں ان میں اغراض و مقاصد یا گروہوں کی نمایندگی کے اصول پر ایوان کی کلی یا جزوی ترتیب جدید کی تجویز بھی داخل تھی۔ یہ وہی خاکہ ہے جس کی حمایت انگلستان کے ایوانِ ثانی کی اصلاح کی بنیاد کے طور پر کی گئی ہے[۱]

حقیقت یہ ہے کہ سینات اس وقت جس طرح مرتب ہے وہ ایک قابلِ اطمینان قانون ساز ہے۔ جمہوریت پسند تو اسے شک وشبہ کی نظر سے دیکھتے رہے ہیں، مگر اب اکثر فرانسیسی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ باغلب وجوہ جمہوریہ کا سب سے زیادہ مکمل کام ہی سینات ہے۔ ان دونوں اس کے ارکان زیادہ تر دارالنائبین کے ارکان میں سے لیئے جاتے ہیں۔ پس اس میں بہت سے ماہرانِ علوم و فنون ہی داخل نہیں بلکہ تجربہ کار مباحثین اور پارلیمنٹی رسوم کے ماہرین کا ایک غیر معمولی تناسب بھی اس میں شامل ہے۔ ایک سربرآوردہ امریکی عالم مستند نے یہ کہا ہے کہ "یہ سینات ایسے اثرانداز جماعت افراد سے مرکب ہے کہ دنیا کے کسی قانون ساز ایوان میں اس سے بہتر افراد نہیں مل سکتے"۔[۲]

---

[۱] ۔ ایزمین: "مبادی قانون دستوری" Elements de droit Constitutionnel (اشاعت چہارم) صفحات ۷۷۸-۷۷۷۔

[۲] ۔ لوئل: "براعظم یورپ میں حکومتیں اور فریق" Lowell : Governments and parties in Continental Europe جلد اول صفحہ ۲۲۔ فرانسیسی سینات پر دیکھو کوستت کی کتاب G. Coste : "تیسرے جمہوریہ میں مجلس سینات کا میدان سیاسیات و قانون سازی میں حصہ" Role legerlalif et politique du Senat Sons latroisseine مون پے لیئے، ۱۹۱۷ء۔

**دار النائبین ہیئات عام**

۱۸۷۵ء کے فرانسیسی دستور کی بے ترتیب و غیر مکمل نوعیت کی ایک عجیب و غریب مثال یہ ہے کہ جہاں تین اساسی قوانین میں سے ایک قانون (جو سب سے پہلے منظور ہوا تھا) سینیٹ کی تنظیم کے لئے وقف ہے، وہاں دار النائبین کی تنظیم کے متعلق کوئی قانون نہیں، صرف ایک یہ شرط ہے کہ اس جماعت کے ارکان کا انتخاب ان شرائط کے تحت جو قانون رائے دہی کے بموجب متعین ہونگے، عام رائے دہی سے ہوگا۔[۱] ارکان ایوان کی تعداد، انتخاب کا طریقہ، حق رائے دہی یعنی درحقیقت یہ کہ ارکان کا انتخاب قوم کی طرف سے راست ہو یا بالواسطہ، ان تمام امور کا تعین معمولی قوانین پر چھوڑ دیا گیا تھا۔ اسی طرح ممالک متحدہ امریکہ کے دستور نے بھی ایوان کی ترکیب کی بعض ہیئتوں کو (جو نسبتاً تعداد میں کم تھیں) معمولی قوانین سے مقرر کیئے جانے کے لئے چھوڑ دیا تھا مگر یہ زیادہ تر ریاستوں کے حقوق کی مراعات تھی، اور فرانسیسی صورت حالات میں اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا تھا۔ فرانسیسی مصنفین اس کی توجیہ میں عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ سینیٹ کی نوعیت اور اس کے فرائض بلکہ خود اس کی ہستی ایک نہایت مختلف فیہ مسئلہ تھا، اس کے برخلاف ایک عمومی قومی ایوان جس کا انتخاب ہمہ گیر حق رائے دہی سے ہوا ہو، اسے حکومتی نظم کی ایک ایسی مسلمہ ہیئت سمجھ لیا گیا تھا جس کا تقاضا موجودہ قومی رائے اور گزشتہ سو برس کے سیاسی ارتقا کی تمام رفتار سے ہوتا تھا۔ پس جب حالت یہ تھی تو انتخابی کل کے جزئیات کا معاملہ محض ثانوی اہمیت کا معاملہ تھا، اور اس کے تعین کو معمولی قانون پر چھوڑ دینا بالکل محفوظ تھا۔[۲] بہر نوع یہ بھی ایک بہت بڑی حد تک اس حاوی انتخابی قانون سے

---

[۱] ”قانون دربارۂ تنظیم اختیارات عامہ“۔ دفعہ ۱۔ ڈاڈ ”دساتیر جدیدہ“ Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۲۸۶۔

[۲] ایزمین ”مبادی قانون دستوری“ Elements de droit Constitutionnel (اشاعت چہارم) صفحہ ۶۲۶۔

پوری کر دی گئی جسے خود جمعیت نے ۳۰ر نومبر ۱۸۷۵ء کو منظور کیا تھا' یہ ایک ایسی کارروائی تھی جسے اثر کے اعتبار سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ تحریری دستور کا ایک جزو تھا[1] اگرچہ قطعی معنی میں ایسا نہیں ہے اور نہ اہل فرانس ایسا خیال کرتے ہیں ۲ر فروری ۱۸۷۵ء کے عضوی احکام کے مابقی حصص کے ساتھ مل کر یہی کارروائی اس وقت قانون کی حیثیت رکھتی ہے' گو حال کے زمانے میں معمولی قانون سازی کے طریقہ سے اس میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ ترمیمی قوانین زیادہ تر بترتیب ذیل منظور ہوئے ہیں:۔ (۱) ۱۶ر جون ۱۸۸۵ء' قیام فہرست واری انتخاب (۲) ۱۳ر فروری ۱۸۸۹ء تجدید انتخاب ضلع واری (۳) ۱۷ر جولائی ۱۸۸۹ء تعددی امیدواروں کا امتناع (۴) ۲۹ر جولائی ۱۹۱۳ء خفیہ رائے دہی کے طریق کا تغیر (۵) ۱۲ر جولائی ۱۹۱۹ء فہرست واری انتخاب کا دوبارہ قیام اور تناسبی نمائندگی کا اجرا۔

۱۸۷۵ء کے قانون نے نہ صرف یہ متعین کر دیا کہ نائبین کا انتخاب یک رکنی حلقوں سے ہو بلکہ یہ بھی قرار دیا کہ جہاں کہیں آبادی کی زیادتی کی وجہ سے یہ ضروری ہو کہ معمولی انتخابی رقبہ یعنی صوبہ کو منقسم کیا جائے تو اس طرح خاص طور پر بنائے ہوئے حلقوں کے حدود بھی قانوناً متعین ہونا چاہئیں اور ان کا تغیر بھی صرف قانون ہی کے ذریعہ سے ہونا چاہیئے۔ اس کا منشا یہ تھا کہ اقتدار پارلیمنٹ کے ہاتھ میں رہے اور حکام عاملہ کو اس کا موقع نہ ملے کہ وہ اس طرح پر انتخابی حلقوں کی قطع و برید کر سکیں جیسا کہ دوسری شہنشاہی کے تحت بدنامی کی

---

[1] ملاحظہ ہو پوئنکارے: "فرانس پر کس طرح حکمرانی ہوتی ہے" Pomcare : How Francis Gourned صفحہ ۱۶۱۔ اس قانون کا واقعاً دستور سلطنت کا جزو ہونا اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں معمولی قانون سازی کے ذریعہ سے تغیر ہو سکتا ہے۔ ۱۸۷۵ء سے فرانسیسی اس امر کے عادی رہے ہیں کہ وہ انتخابی معاملات کو دستوری قانون کی نوعیت کا نہیں سمجھتے۔ ملاحظہ ہو ڈیوگی کا کتابچہ "قانون دستوری" Duguit ; Mainel de droit Constitutionnel France صفحہ ۳۱۷۔

حد تک ہو چکا تھا۔ ہر پنجسالہ مردم شماری کے بعد قانون کی رو سے ترتیب جدید لازمی ہے۔ نائبین کی تعداد ابتدا ً ۵۳۴ تھی۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ابتدا سے یہ ایک وسیع اور گونہ بے قابو تشریعی جماعت تھی اور ملک کی آبادی کی سست ترقی کے باوجود رکنیت کی تعداد میں معقول اضافہ ہو چکا ہے ۱۹۰۶ء کی مردم شماری کی بنا پر ۱۹۱۰ء میں یہ تعداد ۵۹۷ ہو گئی تھی۔ اسی طرح ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے بعد ۱۹۱۳ء میں یہ تعداد ۶۰۲ تک بڑھادی گئی۔ جنگ عظیم کے دوران میں کوئی مردم شماری نہیں ہوئی اور نائبین کی تعداد مزید تغیر کے بغیر ۱۹۱۹ء تک بدستور قائم رہی، اس سنہ میں الساس لورین کے واپس آمدہ اقطاع کی نمایندگی کے انتظام سے یہ تعداد ۶۲۶ تک پہنچ گئی۔

پارلیمنٹی حق رائے دہی کو ان تمام اشخاص تک وسیع کر دیا گیا ہے جن کی عمریں اکیس برس کی ہو گئی ہیں، اور وہ دیوالیے نہیں ہیں، کسی کی ولایت میں نہیں ہیں، اور نہ فوجی یا بحری خدمت میں مشغول ہیں اور عدالت کے حکم سے ان کے ملکی یا سیاسی حقوق زائل نہیں ہوئے ہیں۔ تعلیمی یا املاکی اوصاف کو مطلق دخل نہیں ہے شرط صرف اتنی ہے کہ رائے دہندہ اپنا نام انتخابی فہرست میں درج کرائے اور یہ ثابت کر سکے کہ جس کمیون میں وہ رائے دینا چاہتا ہے وہ وہاں کا باشندہ ہے (جیسا کہ ضابطۂ دیوانی کی دفعہ ۱۰۲ میں تعریف کی گئی ہے) یا یہ ظاہر کر سکے کہ وہ چھ ماہ تک وہاں رہا ہے۔ باوجودیکہ ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے بعد سے ہر بالغ مرد کے لئے حق رائے دہی کا طریقہ رائج رہا ہے، یہاں عورتوں کی رائے دہی کے متعلق اس قسم کا مطالبہ نہیں ہوا جس نے انگلستان اور ممالک متحدہ امریکہ میں ہیجان پیدا کر رکھا تھا، اور نہ اس بحث پر کسی قسم کا کوئی قانون وضع ہوا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۱۳ء میں دارالنائبین نے بہت بڑی کثرت رائے سے عورتوں کی رائے دہی کے مسودے کو مسترد کر دیا، اور ۱۹۱۹ء کے انتخابی مسودے میں عورتوں کی حق رائے دہی سے متعلق دو ترمیمیں قطعاً رد ہو گئیں۔

جن شرائط سے حق رائے دہی عمل میں آتا ہے وہ قومی قانون کی رو سے متعین ہیں مگر انتخابی فہرستوں کا رکھنا اور ان کی سالانہ نظرثانی کمیونوں پر منحصر ہے اور ۱۸۷۴ء کے بعد سے کمیون، ضلع، صوبہ اور کل ملک کے انتخابات کی فہرستیں ایک ہی رہی ہیں۔ اندراج کا طریقہ جو نپولین سوم کے ۱۸۵۲ء کے عضوی قانون پر مبنی ہے وہ ایک سادہ نمونہ ترچ اور کارگر طریقہ ہے اور ۱۹۱۸ء کی اصلاح کے قبل انگلستان میں جو طریقہ رائج تھا اس کا عین متضاد ہے[1] واقعاً یہ کام ہر کمیون میں ایک ماموریہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے جو صدر بلدیہ، مجلس کمیون کے ایک مقرر کردہ شخص اور صوبہ دار کے ایک مقرر کردہ شخص پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر کسی شخص کا مسکن کئی کمیونوں میں ہوتا ہے تو اسے ایک کمیون اختیار کرنا پڑتا ہے جس میں اس کا اندراج ہو مگر نہیں ہوسکتا کہ ایک کمیون میں وہ پارلیمنٹی رائے دہندہ ہو اور دوسری میں بلدی رائے دہندہ۔ تعددی رائے دہی کا شائبہ بھی یہاں نہیں ہے[2]

**میعاد و اہلیت** ایوان کے کل ارکان ایک ساتھ چار برس کی میعاد کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، اصول یہ ہے کہ صدر جس وقت چاہے سینیٹ کی رضامندی سے ایوان کو منتشر کر دے مگر اس قسم کا انتشار صرف ایک مرتبہ (۱۸۷۷ء میں) ہوا ہے اور اب عملاً یہ یقینی ہے کہ ہر ایک نیا منتخب شدہ ایوان اپنے کامل چار برس پورے کرے گا۔ پس پارلیمنٹی

---

[1] ملاحظہ ہو باب ہشتم۔ مقابلہ کیجئے باڈلی: "فرانس" republique جلد دوم صفحات ۶۷-۷۷۔

[2] فرانس میں حق رائے دہی کی تاریخ کے لئے دیکھو ٹیکلن برگ "ارتقائے حق رائے دہی فرانس میں ۱۷۸۹ء سے" A. Tecklenburg: Die Enfurckelung des Wahlrecht in Frankreich sert 1789 ٹیوبنگن ۱۹۱۱ء؛ ب: میوریو: ۱۷۸۹ء سے آج تک فرانس کی آبادی اور قوانین رائے دہی۔ Meuriot: Lapopulation et les lois electorales ...ios Jonus en France de 1789 a ... پیرس ۱۹۱۶ء

انتخابات اسی پابندی کے ساتھ ہوتے ہیں جس پابندی سے ممالک متحدہ امریکہ میں کانگریسی انتخابات ہوتے ہیں، البتہ کثرت تعداد کے اعتبار سے نصف ہوتے ہیں۔ ارکان کی میعاد چار برس ان مختصر و مطول زمانوں کے تسویہ کی طور پر مقرر کی گئی تھی جن کا فرانس کو تجربہ ہوا تھا۔ ۱۷۹۱ء کے دستور نے پارلیمنٹ کی میعاد دو برس کی رکھی، اس کے برخلاف ۱۷۹۵ء کے دستور اور ۱۸۱۴ء کے دستور میں پانچ برس کی میعاد رکھی گئی اور ۱۸۲۴ء کے دستور نے اسے بڑھا کر چھ برس کر دیا۔ ۱۸۳۰ء میں چار برس کی میعاد کا پسند کیا جانا عام طور پر قابل اطمینان ثابت ہوا ہے۔

اس قاعدے کے متعلق کہ ایوان کی تجدید جزوی ہونے کی بجائے کلی ہوا کرے بہت کچھ اختلاف رائے ہو چکا ہے[1]۔ جزوی تجدید کے نظم میں تسلسل اور دوسرے لازمی فواید پر نظر کرتے ہوئے، علمائے سیاسیات نے یہ طبعی سوال اٹھایا ہے کہ اگر سینیٹ میں جزوی تجدید (جیسا کہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے) مفید ہے، تو کیا وجہ ہے کہ دارالنائبین میں بھی ویسی ہی مفید نہ ہو[2]۔ عام طور پر جواب یہ دیا جاتا ہے کہ حکومت کے کابینی نظم کے تحت یہ ضروری ہے کہ جو ایوان وزارتوں کے بنانے اور بگاڑنے کا اختیار رکھتا ہو اس میں کاملاً و فوراً قوم کی مرضی پر لبیک کہنے کی صلاحیت ہونی چاہیے جس کے معنی یہ ہیں کہ جب انفساخ ایوان اس نظر سے ہو کہ آیا قوم وزارت کی پشت پر ہے یا ایوان کی پشت پر تو اس وقت کل انتخاب کنندگان کو ایک ساتھ اظہار رائے کا موقع ملنا چاہیے[3]۔

---

[1] ۔ ۱۷۹۵ء اور ۱۷۹۹ء کے دساتیر میں جزوی تجدید کا انتظام کیا گیا تھا اور ۱۸۳۰ء اور ۱۸۵۲ء کے دساتیر میں کلی تجدید کا۔

[2] ۔ دیوگی نے یہ سوال اپنے مضمون "سیناٹیوں کا انتخاب" Duguit : Rev. Polit part Election des Seratem میں ستمبر ۱۸۹۵ء صفحہ ۴۶۱ پر چھپا ہے، اٹھایا ہے۔

[3] ۔ ایزمین؛ "مبادی قوانین دستوری" Esmein : Elements de droit Constitutionnel Modern Constitutions (اشاعت چہارم)، صفحات ۷۵۴-۷۵۷۔

مگر امر واقعہ یہ ہے کہ اب فرانس میں چار برس کی مدت کے ختم ہونے کے قبل انفساخ ایوان ہوتا نہیں۔ بایں ہمہ کابینی نظم کا جملہ نظریہ ایسا ہے کہ اس سے مذکورہ بالا جواب کو قوت ناطق حاصل ہو جاتی ہے [1]

ایوان کے ارکان کے لیے رائے دہندہ ہونا ضروری ہے اور ان کی عمر پچیس برس سے کم نہ ہونا چاہیے۔ اثباتی اوصاف صرف یہی ہیں: جس حلقہ کی نمائندگی ہو اس میں اقامت ضروری نہیں ہے، اور ممالک متحدہ امریکہ کے ارکان کانگریس کے بہ نسبت بہت زیادہ نائبین ایسے اضلاع کی طرف سے نشست کرتے ہیں جن میں وہ رہتے نہیں ہیں، تاہم انگلستان کے دارالعوام کے ارکان سے زیادہ ایسا نہیں ہوتا [2] بیشک بعض موانع بھی ہیں، کوئی سپاہی یا ملاح جو برسر ملازمت ہو اس کا انتخاب نہیں ہوسکتا اور ۱۸۸۶ء کے ایک قانون کے روسے ان خاندانوں کے ارکان بھی محروم کر دیے گئے ہیں جنھوں نے کبھی فرانس پر حکومت کی ہو۔ علاوہ ازیں بعض ناممکنات بھی ہیں یعنی بہت سے قومی و مقامی سرکاری عہدے بالعموم تنخواہ دار عہدے ایسے ہیں کہ کوئی شخص ان عہدوں پر برقرار رہ کر یہ نہیں کر سکتا کہ ساتھ ہی ساتھ دارالنائبین کا رکن رہے، لیکن مستثنیات کی فہرست بہت طویل ہے اور یہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ جو نائبین وزارتی عہدوں پر متقرر ہوتے ہیں وہ نہ صرف اپنا دوبارہ انتخاب کرنے سے مستثنیٰ ہیں بلکہ ان کے لیے اس کی ضرورت ہی نہیں ہے جیسا کہ انگلستان میں پہلے تھی [3] ۱۹۱۹ء کے قبل تک کسی شخص سے

---

[1] - لیکن یہ امر ملحوظ رہنا چاہیے کہ ۱۹۱۰ء میں بریانڈ کی وزارت نے ایک تجویز یہ پیش کی تھی کہ ایوان کی میعاد چھ برس تک وسیع کر دی جائے اور ہر دوسرے برس ثلث ارکان کا انتخاب ہوا کرے۔

[2] - ۱۹۱۹ء کے قانون نے انتخابی حلقے کے طور پر ضلع کے بجائے صوبے کو قائم کرکے ایسے نائبین کی تعداد کو گھٹا دیا جو اپنے حلقہائے انتخاب کے حدود سے باہر رہتے ہوں۔

[3] - قانون انتخاب نائبین۔ دفعات ۶-۱۲۔ ڈاڈ؛ دساتیر جدیدہ Modern constitution جلد اول صفحہ ۳۰۳-۳۰۶۔

جو اوصاف ضروریہ سے متصف ہو اور ایوان کی کسی جگہ کے لئے امیدوار ہونا چاہئے صرف یہ چاہا جاتا تھا کہ جس صوبہ میں انتخاب ہونے والا ہو وہاں کے صوبہ دار کے سامنے وہ ایک اقرار نامہ کسی میر بلد کی گواہی کے ساتھ پیش کرے کہ کس حلقہ میں وہ اپنا انتخاب چاہتا ہے۔ یہ خفیف ضابطہ ہمائی بھی صرف ۱۸۸۹ء کے تعددی امیدواری کے قانون سے جاری ہوئی جس میں یہ ممنوع قرار دیا گیا تھا کہ کوئی شخص ایک سے زائد ضلع میں امیدوار ہو۔ ۱۹۱۹ء کے بعد سے صرف وہی شخص امیدوار ہو سکتا ہے جس کی تائید سو رائے دہندوں کے دستخط سے ہو۔

**طرز انتخاب** تمام پارلیمنٹی انتخابات کا اختیار و اعلان صدر جمہوریہ کے حکم کے بموجب ہوتا ہے۔ انتخابی طریق کار سادہ اور کم خرچ ہے۔ رائے دہی خفیہ طریقہ سے ہوتی ہے اور یہ صرف ایک دن جاری رہتی ہے۔ عام طور پر رائے دہی کمیون کے ایوان بلدیہ میں ایک انتخابی مجلس کی راست نگرانی میں ہوتی ہے اور یہ مجلس ایک صدر (بالعموم میر بلد) چار شخصیں اور ایک معتمد پر مشتمل ہوتی ہے۔ اکثر کمیونوں میں تمام باشندے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ تاہم، انضباط کے خیال سے اور اس لحاظ سے کہ رائے دینے جب آئیں تو ان کی شخصیت متعین ہو سکے انتخاب سے قبل انتخاب کنندگان میں رقعات انتخابی تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ ہر انتخاب کنندہ کے لئے ایک ایک رقعہ ہوتا ہے جس میں صوبہ اور کمیون کا نام، انتخاب کی نوعیت و تاریخ، انتخاب کنندہ کا نام، رجسٹر پر اس کا شمار اور رائے دہی کی جگہ درج ہوتی ہے۔ اپنی رائے دہی کے قبل رائے دینے والا اپنا رقعہ شخصیں میں سے کسی ایک کو دیتا ہے اور وہ مندرجہ نام کو پڑھ کر معتمد کو سناتا ہے کہ وہ فہرست انتخاب کنندگان میں اس نام کی تحقیق کرے۔ رقعہ واپس کر دیا جاتا ہے کیونکہ اگر دوسری رائے دہی کی ضرورت پڑ جائے تو انتخاب کنندہ کو اس رقعہ کی ضرورت ہوگی مگر اس کا کونہ کتر دیا جاتا ہے تاکہ اس وقت کی رائے دہی میں دوبارہ اس کا استعمال نہ ہو سکے۔ نیز اس سے

رایوں کی تعداد کے شمار کرنے کا بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ رائے دہی کے ختم ہونے کے بعد عہدہ داران انتخاب رایوں کا شمار کرتے ہیں اور دو "ناقدین" ان کی مدد کرتے ہیں جو موجود الوقت انتخاب کنندگان میں سے پسند کر لئے جاتے ہیں۔ یہ شماران میزوں پر ہوتا ہے جو اس طرح رکھی جاتی ہیں کہ رائے دہندے ان کے گرد گھوم سکیں اور کارروائی کا معائنہ کرسکیں۔ نتیجوں کے نقشے کنٹن کے صدر شہر کو فوراً ہی روانہ کر دئے جاتے ہیں۔ وہاں سے وہ ضلع کے صدر مقام کے ذریعہ سے صوبہ کے صدر مقام کو بھیجدئے جاتے ہیں جہاں نتیجوں کا اعلان کیا جاتا ہے ۱۹۱۹ء تک جو طریقہ جاری تھا اس کے بموجب یہ ہوتا تھا کہ اگر یہ معلوم ہو کہ ضلع کے اندر جتنی رائے دی گئی ہیں ان میں کسی امیدوار کو کثرت مطلق نہیں حاصل ہوی ہے اور ضلع میں جتنے اشخاص قانوناً رائے دینے کے مجاز تھے ان کی چوتھائی تعداد پوری نہیں ہے تو آئندہ اتوار کے دو ہفتوں کے اندر دوسری رائے دہی کا حکم ہوتا تھا جن امیدوار کو رائے دہی حاصل ہوچکی تھی ان میں کوئی آئندہ کے مقابلہ میں حذف نہیں کیا جاتا تھا تاآنکہ وہ از خود علیحدہ نہ ہوجائے۔ اس آخری وقت تک بھی نئے امیدوار میدان مسابقت میں داخل ہوسکتے تھے۔ اور دوسری رائے دہی میں جسے تکثیر رائے حاصل ہوجاتی تھی اس کے منتخب شدہ ہونے کا اعلان کردیا جاتا تھا۔ براعظم (یورپ) کے ممالک میں دوسری رائے دہی ایک مانوس طریق ہے۔ پہلی رائے دہی میں دو امیدوار جن کی سب سے زیادہ رائیں آئی ہوں ان کے متعلق رائے دہندوں کی ترجیح معلوم کرنے یعنی انتخاب منجانب کثرت کے حاصل کرنے کا کام لیا جاتا ہے لیکن ۱۹۱۹ء کے قبل اس طریق سے فرانس میں جو کام لیا جاتا تھا اس کا نفع مشکوک ہے ۱۹۱۹ء کے قانون میں اصول کو قائم رکھا گیا ہے مگر جیسا کہ بعد کو ظاہر ہوگا اس کا اطلاق دوسرے ہی طریق پر ہوتا ہے۔

سابق میں انتخاب کی کارروائی اس زمانہ کے بہ نسبت بہت کم قابل اطمینان تھی۔ خاص مشکل یہ تھی کہ آرا کو لازمی رکھنے کے کافی تحفظ کی

گئی تھی۔ ۳۰ نومبر ۱۸۷۵ء کے انتخابی قانون نے یہ شرط قرار دی تھی کہ رائے دہی
خفیہ ہوگی مگر بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس قانون نے ۱۸۵۲ء کے انتخابی حکم کے اس
حصہ کو حذف نہیں کیا جس میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ رایوں پر نشان ایوان رائے دہی
سے باہر لگائے جائیں گے اور رائے دہندہ یہ رائیں انتخابی مجلس کے صدر
کو (جو بالعموم میر بلد ہوتا تھا) دے گا اور وہ اسے ظرف میں رکھے گا جیسا کہ
۱۹۱۸ء تک انگلستان میں اور جیسا کہ اب بھی بعض یورپی ممالک میں ہے
رائے دہی کا کاغذ حکومت کی طرف سے مہیا نہیں کیا جاتا تھا بلکہ امیدوار
مہیا کرتے تھے، اور اکثر یہ کاغذات امیدواریان کے گماشتہ رائے دہی
سے کئی کئی دن پہلے رائے دہندوں کے گھروں پر تقسیم کر دیتے تھے۔
اگرچہ یہ شرط تھی کہ رائے دہی کے تمام پرچے سفید کاغذوں کے ہونے
چاہئیں اور ان کے باہر کسی قسم کی علامت یا نشان نہ ہو مگر عملاً ایسا نہیں ہوتا تھا
کہ (تقطیع، شکل یا بناوٹ کے اعتبار سے) ایسے نہ تیار ہو سکیں جن سے انتخابی
عہدہ دار بلکہ وہ آس پاس کے اشخاص بھی جو فرانسیسی رواج کے موافق
رائے دہی کی جگہوں میں آزادانہ آ جا سکتے تھے، مختلف امیدواروں کے
کاغذوں میں آسانی سے تمیز نہ کر سکیں۔ یہ صورت حال ایسی ہی تھی جیسی خود
امریکی ریاستوں میں آسٹریلوی طریق رائے دہی کے اختیار کرنے کے قبل موجود
تھی، اس طریق کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ رائے دہی کے کاغذات صرف
حکومت کے زیر اقتدار جاری کئے جائیں اور رائے دہندوں کو صرف
اس وقت ملیں جب وہ واقعاً رائے دینے کے لئے آویں۔ رائے دہی میں
واقعی رازداری پیدا کرنے اور مختلف انتخابی خرابیوں کو رفع کرنے کے
نسبت ۱۹۰۰ء کے بعد پارلیمنٹ میں بہت توجہ ہوئی مگر ۱۹۱۳ء ہی میں ایوانوں
کے درمیان کسی ایک مسودے پر اتفاق ہو سکا۔ اس سال میں ۲۹ جولائی کو
ایک قانون شایع کیا گیا جس میں یہ قرار دیا گیا کہ (۱) جب رائے دہندہ مقام
رائے دہی پر آئے تو اسے ایک سرکاری کاغذ رائے دہی اور ایک بیز
نفافہ حکام صوبیداری کی جانب سے مہیا کیا جائے (۲) وہ ایک علیحدہ

مقام میں چلا جائے اور وہاں اپنے کاغذ رائے دہی کو لفافہ میں رکھ کر پھر آئے
اور (۳) وہ خود اس لفافہ کو ظرف رائے دہی میں ڈال دے۔ ان ضوابط
سے آخرالامر یہ امکان پیدا ہو گیا کہ اگر کوئی رائے دہندہ کامل رازداری
کے ساتھ رائے دینا چاہتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اب یہ باقی رہ گیا
ہے کہ جیسا انگلستان اور امریکی ریاستوں میں موجود ہے مخرب و
خلافِ قانون طریقوں سے متعلق ایک عام قانون بنا کر انتخاب کی پاکیزگی
کو محفوظ کر دیا جائے۔ رشوت دہی اور اس قسم کی دوسری خطاؤں
کے خلاف گو نہ موثر قوانین پہلے ہی نافذ ہو چکے ہیں۔ یہاں یہ کہنا ضروری
ہے کہ مرکزی حکومت اپنے مقامی گماشتوں کے ذریعہ سے پارلیمنٹی انتخابات
پر بہت اثر ڈالتی ہے مگر تمام اہم سیاسی گروہوں کو اس طریق سے کسی نہ کسی
وقت میں نفع پہنچا ہے اور عام طور پر اس پر شکایت نہیں کی جاتی [1]

---

[1]۔ انتخابی طریق کار کا مختصر بیان ایزمین کی "مبادی قوانین دستوری" (Elements de droit Constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۵۴۷-۵۰۲ میں ہے
اور زیادہ تفصیلی بیان باڈلی کی کتاب "فرانس" (France) جلد دوم صفحات
۹۸-۱۴۹ میں ہے۔ جو حالات ۱۹۱۳ء کی اصلاح کے باعث ہوں ان کا بیان جے۔
ڈبلیو۔ گارنر نے اپنے مضمون "فرانس میں انتخابی اصلاح" مطبوعہ امریکن پولٹیکل سائنس
ریویو" نومبر ۱۹۱۳ء میں کیا ہے۔ ۱۹۱۹ء کے انقلاب کن قانون کے قبل انتخابی نظم
عام طور پر جس طرح قایم تھا اسے کتب ذیل میں بیان کیا گیا ہے:۔ (۱) بلوک "قاموس
حکومت فرانس" (Block: Fictionnaire de l' administration francaise)
اشاعت پنجم، پیرس ۱۹۰۵ء جلد ۱، $\frac{1208}{1242}$ (۲) پی ایر ضابطہ انتخابات سیاسیہ
(Purre : Code des elections politque) پیرس ۱۸۹۳ء (۳) زیورز: Zevors : Le France sons la regine dinf suffiage unnersels
"فرانس میں رائے دہی عامہ"
پیرس ۱۸۹۴ء (۴) شوت گریلے: کتابچہ انتخابات Choute-Grellet. Traide des elections.
دو جلد، پیرس ۱۸۹۵ء۔ اس مسئلے پر مقابلتی بحث کے لئے دیکھو کیفیو ریو تناس: "قوانین و

**انتخابی اصلاح، انتخاب ضلع واری وانتخاب فہرست واری**

جنگ عظیم سے دس سال پہلے سے پارلیمنٹ کے اندر اور تمام ملک میں انتخابی نظم کے دوبارہ ڈھالے جانے کے مسائل متعلقہ پر بہت کچھ بحث ومباحثہ جاری تھا۔ درحقیقت یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب ۱۹۰۵ء کے قانون تفریق سے کلیسا اور سلطنت کے تعلقات مختتم طور پر متعین ہوگئے تو اس کے بعد مذہبی مسئلے کی جگہ انتخابی اصلاح کا مسئلہ فرانس کے خانگی سیاسیات کا مقدم مسئلہ بن گیا۔ مسائل زیر بحث کا تعلق حق رائے دہی سے صرف اتفاقی طور پر تھا کیونکہ ملک میں تمام باشندوں کو حق رائے دہی پہلے ہی حاصل ہوچکا تھا اور تعددی رائے دہی یہاں تھی ہی نہیں۔ پس حق رائے دہی کے متعلق جو سوال ممکن تھا وہ یہی تھا کہ حق رائے دہی کو عورتوں تک وسعت دی جائے اور اس کے متعلق یہ کہا جاچکا ہے کہ برطانیہ عظمی، ممالک متحدہ امریکہ اور متعدد دوسرے ممالک کے بہ نسبت فرانس میں اس کا مقابلہ کم ہوا ہے[1]۔ پس جن سوالات نے سیاسی اہمیت اختیار کی وہ زیادہ تر ان شرائط سے متعلق تھے جن کے تحت میں تمام باشندوں کی حق رائے دہی کی موجودہ تجویز عمل میں آتی ہے۔

ان مسائل میں خاص مسئلہ اس انتخابی رقبہ کا تھا جو پارلیمنٹی انتخابات میں کام میں لایا جائے۔ فرانس میں جب کل باشندوں کا حق رائے دہی جاری ہوا ہے اس وقت سے اس مبحث کے متعلق دو اصولوں میں تنازعہ رہا ہے۔ ایک "یک رکنی انتخاب" ہے، جس میں یہ لازمی ہے کہ نائبین کو چھوٹے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ اطلاق رائے دہی Lefeure-Pontalis : Lois et mœrs electorales پیرس ۱۸۸۵ء، انیسویں صدی کے اختتام پر یورپ میں انتخاب کے طریقے" Les elections en Europe a la fin de dixneuvieme sacle. پیرس ۱۹۰۲ء

[1] پول پیکیے: فرانس میں رائے دہی اناث کا مسئلہ" Poul piquet : Le suffrage de la femine en France. پیرس ۱۹۱۳ء۔

واحد رکن کے انتخابی حلقوں میں منقسم کر دیا جائے، دوسرا "فہرست واری انتخاب" ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ زیادہ بڑے رقبوں میں متعدد نائبین کا انتخاب ہو جیسے کہ امریکی ریاستوں میں صدارتی رائے دہندوں کا انتخاب ہوتا ہے یک رکنی حلقے کے لئے جو رقبہ عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے وہ ضلع ہے اس لئے یک رکنی حلقہ تجویز کو عام طور پر ضلع واری انتخاب کہتے ہیں؛ صوبہ کو رقبہ قرار دیکر فہرست واری طریقہ ۱۸۴۸ء سے ۱۸۵۲ء تک جاری رہا مگر دوسری شہنشاہی کے انتخابات ضلع واری طریقہ کے تحت میں ہوے۔ ۱۸۷۰ء میں حکومت مدافعت قومی نے جمعیت قومی کے انتخاب کے لئے فہرست واری انتخاب کی تجدید کی مگر ۱۸۷۵ء میں قانون انتخاب نائبین کے بموجب اسے پھر ساقط کر دیا گیا۔ اس قانون میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ ارکان "ایک ایک ضلعے کی طرف سے منتخب ہوں" یعنی ہر ضلع سے ایک رکن منتخب ہو لیے جمہوری عناصر بہت شدت کے ساتھ فہرستی نظم کی طرف مایل تھے، اور گامبیتا اپنے آخری ایام میں اس تحریک کے دوبارہ جاری کئے جانے کا سرگروہ بن گیا تھا۔ ۱۸۸۱ء میں اس موضوع پر ایک مسودہ قانون دارالنائبین میں منظور ہو کر سینات سے مسترد ہوا اگرچہ چار برس بعد اس قسم کی ایک تجویز قانون بن گئی، اور صوبے پھر انتخابی رقبے ہو گئے نتائج انتخاب اس تغیر کے مؤیدین کے لئے مایوس کن ثابت ہوئے کیونکہ آیندہ کے انتخابات میں ایوان کی استحفاظی و رجعت پسند قوتوں کو قطعی تقویت حاصل ہو گئی تھی۔ مزید برآں سپہ سالار بولانژیر نے اپنے قابل اعتراض مقاصد کے لئے اس طریق کو خوب ہی موزون بنا لیا۔ اس کی یہ تجویز کہ جس حلقہ میں کوئی جگہ خالی ہو اس میں امیدوار بنکر فرانسیسی قوم کے عامۃ الناس کی تائید حاصل کی جائے عملاً اس طرح پوری ہو سکتی تھی کہ سین یا نور ڈا کے ایسے چند بڑے صوبوں پر قابو حاصل کر لیا جائے۔

---

لہ۔ دفعہ ۱۴۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" (Modern Costitutions) جلد اول صفحہ ۳۰۶

نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے قومی انتخاب کے قبل پارلیمنٹ نے ۱۸۸۵ء کے قانون کو منسوخ کردیا اور ضلع واری انتخاب کو پھر قائم کردیا۔[1]

پس ۱۸۸۹ء سے ۱۹۱۹ء تک حسب معمول انتخابی رقبہ ضلع تھا۔ صوبوں میں ہر ایک انتظامی ضلع اور پیرس اور لائنز میں ہر ایک بلدی ضلع بلا لحاظ آبادی یا وسعت کے ایک ایک نائب کا انتخاب کرتا تھا۔ جس ضلع میں ایک لاکھ سے زیادہ آبادی ہوا سے ہر ایک لاکھ یا اس کے جزو کی زیادتی کے لئے ایک مزید نائب دیا گیا تھا۔ اس صورت میں اس ضلع کو یک رکنی حلقوں کی حسب ضرورت تعداد میں تقسیم کردیا گیا تھا۔ مساوی انتخابی حلقوں کے اصول پر جہاں تک عمل ہوا ہو وہ یہی تھا۔ تقسیم جدید میں مختلف اضلاع کو اس معیار پر لانے کے علاوہ کچھ اور نہیں کیا گیا یہ اضلاع وہ مستقل انتظامی رقبے تھے جن کے حدود بہت کم یا کبھی کبھی متغیر نہیں ہوتے تھے۔ اس کے معنی یہ تھے کہ نہ صرف مختلف ضلعوں میں رائے دہندوں کی تعداد میں بے اندازہ فرق تھا بلکہ ایک انتخاب سے دوسرے انتخاب تک ایک ہی ضلع کے مختلف حلقوں میں بہت فرق ہوجاتا تھا۔ پاس الیب کے صوبے کے پانچ ضلعوں میں (۱۹۱۴ء میں) ۴۳۲۰۷۰ باشندے اور ۷۷،۳۲۶ انتخاب کنندگان تھے وہ پانچ نائبین کا انتخاب کرتے تھے اور سارت کے صوبے کے پانچ ضلعے جن میں ۰۷۰،۴۱۹۳۷ باشندے اور ۱۲۰۶۹۰، انتخاب کنندگان تھے وہ بھی پانچ نائبین کا انتخاب کرتے تھے۔ ۱۸۸۹ء کے انتخاب کے قبل کارکاسون کے ضلع میں ایک لاکھ سے کچھ ہی زیادہ آبادی تھی، اسے دو حلقوں میں تقسیم کردیا گیا اور ہر ایک حلقہ سے ایک نائب کا انتخاب ہوتا تھا، مگر ۱۸۹۱ء کی مردم شماری کے بعد آبادی ایک لاکھ سے قدرے گھٹ گئی، پس کل ضلع ایک حلقہ ہوگیا اور وہ ایک رکن کا انتخاب کرنے لگا۔[2]

---

[1] ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۲۱۸۔

[2] باڈلی: "فرانس" (Bodler France) جلد دوم صفحہ ۸۶۔

انگریزی محاورے میں یہ کہنا چاہیئے کہ فرانس نے "ایک شخص ایک رائے" کے قاعدے کو سختی سے نافذ کیا مگر "ایک رائے ایک قیمت" کے قاعدے کو فراموش کردیا۔

۱۹۱۴ء میں انتخابی نظم جس حال میں تھا، اس پر جو لوگ نکتہ چینی کرتے تھے وہ کسی نہج سے اس پر متفق نہ تھے کہ کیا تغیرات ہونے چاہئیں، مگر دو خاص لائحۂ عمل زیر نظر تھے ایک میں صرف یہ چاہا گیا تھا کہ ضلع واری انتخاب کے بجائے فہرستی انتخاب قائم کردیا جائے۔ دوسرے میں دونوں باتوں کی خواہش کی گئی کہ فہرستی انتخاب کی تجدید بھی کی جائے اور تناسبی نمایندگی کا طریقہ بھی اختیار کیا جائے۔ فہرستی طریق کی طرف واپس جانے کے متعلق جو دلائل سب سے زیادہ کثرت کے ساتھ سنے جاتے تھے وہ حسب ذیل تھے:۔ (۱) یک رکنی انتخاب رائے دہندے اور نائب دونوں کے سیاسی افق کو ضرورت سے زیادہ محدود کردیتا ہے۔ رائے دہندہ نائب کو یہ سمجھتا ہے کہ وہ محض ایک گماشتہ ہے جو اس جماعت کی جانب سے پیرس کو اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ اپنے ہمسایوں کے لیئے عہدے اور نوازشیں حاصل کرے، اور اغلب ہے کہ نائب بھی اپنے فرض کے متعلق یہی خیال قائم کرے اور جو تشریعی مسائل ملک کے لیئے بہ حیثیت مجموعی اہم ہوں ان میں اس کی دلچسپی دوسرے درجہ کی ہو جائے۔ یہ دعوی کیا جاتا تھا کہ اگر ایک صوبے کے تمام نائبین فہرست واری اصول پر منتخب ہوں تو رائے دہندوں کو زیادہ اختیار حاصل ہو جائے گا اور وہ اپنے امتیاز کی زیادہ قدر کریں گے؛ امیدواروں کو یہ موقع ملے گا کہ وہ زیادہ موثر سرگرمی دکھائیں اور جو مباحث قوی وسعت و حدود رکھنے والے ہونگے وہ چھوٹے چھوٹے خالص مقامی نوعیت کے مسایل کے سامنے بکثرت پست نہ ہو جائینگے۔ (۲) فرانس میں نمایندگی کا جو نظریہ ہے یعنی نائبین پیرس کو من حیث المجموع قوم کے نمایندوں کے طور پر جاتے ہیں نہ کہ کسی ایک مقام کے نمایندے کے طور پر، اس کو ضلع واری انتخاب کے بہ نسبت فہرستی انتخاب سے زیادہ ہمنوائی ہے۔ (۳) بڑے قطعات کے جانب سے نائبین کے انتخاب کے باعث انتخابات میں

حکومتی مداخلت کی برائی کم ہو جائے گی کیونکہ نائب کے انتخاب کے لئے حلقہ جس قدر بڑا ہوگا اسی قدر یہ دشوار ہو جائے گا کہ اتنے کافی رائے دہندوں پر اثر ڈالا جائے جس سے نتیجہ پر اثر پڑے۔ (۵) انتخابی رقبہ کی وسعت سے نمائندگی کی اس بے انتہا عدم مساوات کی اصلاح ہو جائے گی جو بکثرت چھوٹے اور ناقابل تغیر انتخابی دائروں کے برقرار رکھنے سے پیدا ہوتی ہے[1] یہ صحیح ہے کہ ۱۸۸۵ء کے دور میں یہ مختلف اغراض قابل قدر طور پر حاصل نہیں ہوئے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس طریق سے بلنذ پرداز بولانشر کی خوف افزا تہدیدی کارروایوں میں اس سے زیادہ مدد ملی جتنی ضلع واری انتخاب سے ملنا ممکن ہوتی۔ لیکن یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ اس نظم کو آزمائش کا بہت ہی مختصر زمانہ ملا (یعنی صرف ایک انتخاب عام کے وقت اس کی آزمائش ہوئی) اور ایک غیر معمولی سیاسی بے قراری کے زمانہ میں یہ طریقہ ساقط ہو گیا۔

**انتخابی اصلاح تناسبی نمایندگی**

ایک صدی قبل میرابو نے یہ کہا تھا کہ "انتخابی جمعیتوں کی مثال جغرافی نقشوں سے دی جا سکتی ہے، جن میں یہ ضروری ہے کہ ملک کے تمام عناصر اپنے تناسب کے ساتھ ظاہر کئے جائیں اور یہ روا نہ رکھا جائے کہ زیادہ بڑے عناصر چھوٹے عناصر کو محو کر دیں"۔ اور حال کے زمانہ کے متعدد فرانسیسی مصلحین کی رائے یہ ہے کہ انتخابی فردیت کو وسیع کر دینا خواہ بجائے خود کتنا ہی پسندیدہ کیوں نہ ہو مگر محض یہ قول پارلیمنٹ کے قابل اطمینان بنا دینے کے لئے کافی نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے ختم ہونے کے قبل یہ مطالبہ کیا گیا کہ کوئی ایسی تجویز اختیار

---

[1] ڈوگی: "رسالہ قانون دستوری" (Dugint Traite de droit Constitutionnel) جلد اول صفحہ ۳۷۵-۳۷۶۔ یہ دلایل اور اس قسم کے دوسرے دلایل گارنر کے مضمون "فرانس میں انتخابی اصلاح" مطبوعہ "امریکن پولٹیکل سائنس ریویو" بابت نومبر ۱۹۱۳ء میں مکمل طور پر اور صفائی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔

کرنا چاہیئے جس سے مختلف صوبوں کی قلیل التعداد جماعتوں کو یہ موقع مل جائے کہ پیرس کے ایوان میں انھیں تناسبی آواز حاصل ہو جائے۔ پس اصلاح کے دوسرے لائحہ عمل میں نہ صرف فہرستی انتخاب کا مطالبہ کیا گیا بلکہ تناسبی نمائندگی کا بھی مطالبہ شامل تھا۔ دور گزشتہ میں یورپ کے اندر تناسبی نمائندگی کا شیوع بہت تیزی کے ساتھ ہوا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں آغاز ہو کر سوئٹزرستان کے صوبے یکے بعد دیگرے اس تدبیر کو اختیار کرتے گئے تاآنکہ اب تقریباً نصف صوبوں میں اس کا رواج ہو گیا ہے۔ ۱۸۹۹ء کے بعد سے بلجیم نے اپنی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے جملہ ارکان کے انتخاب میں اسے جاری کر دیا ہے۔ ۱۹۰۶ء میں فنستان اور جرمانی ریاست ورٹمبرگ نے بھی اسے اختیار کیا۔ ڈنمارک نے ۱۸۶۷ء سے اپنے ایوانِ بالائی کے ارکان کے انتخاب میں اس طریقہ کو جاری کر رکھا تھا، ۱۹۰۸ء میں اس نے اسے بلدیات کے انتخاب تک وسیع کر دیا، اور ۱۹۱۵ء میں پارلیمنٹ کے ایوانِ زیرین کے ارکان کے انتخاب میں بھی اسے رواج دیدیا۔ ۱۹۰۷ء میں سوئیڈن نے اسے اپنے دونوں قانون ساز ایوان، تمام پارلیمنٹی ذیلی مجالس، صوبجاتی و شہری مجالس کے انتخابات پر عاید کر دیا[1]۔ (اور ۱۹۰۹ء کے انتخاب عام سے اس کی توثیق ہو گئی)۔ فرانس میں ایک "معاقدہ تناسبی نمایندگی" ۱۹۰۹ء میں قائم ہوا اور وہ زور کے ساتھ تمام قوم میں اس کی نشر و اشاعت کرتا رہا۔ جن خاص دلائل سے کام لیا گیا وہ حسبِ ذیل تھے:۔ (۱) پارلیمنٹی انتخابات میں

---

[1] اس تجویز نے یورپ سے باہر بھی بہت کچھ ترقی کر لی ہے، انگریزی بولنے والی ریاستوں میں پہلی سلطنت تسمانیہ تھی جس نے اسے قبول کیا۔ یہاں ۱۸۹۶-۱۹۰۱ء میں جزوی عملدرآمد کے بعد ۱۹۰۷ء میں اسے پوری طرح رائج کرایا گیا۔ ۱۹۰۰ء کے ایک انتخابی قانون کے ذریعہ سے جاپان نے اسے دارالعوام کے ارکان کے انتخاب کے لئے اختیار کیا۔ کیوبا میں اس نظم کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۰۸ء کو ہوا اور آریگان میں، مراجعہ کے ذریعہ سے یکم جون کو نافذ ہوا۔ بعد میں بھی متعدد جگہ اسے قبول کیا گیا مثلاً ۱۹۱۸ء میں سوئیزرلینڈ میں قومی مجلس کے انتخاب کے لیئے۔

جو رائیں دی جاتی ہیں، مجوزہ اصلاح سے ان کی اوسط تعداد بہت بڑھ جائیگی کیونکہ جن انتخاب کنندگان کا تعلق قلیل التعداد فریقوں سے ہوگا ان کو بھی اپنی واقعی نمائندگی کا یقین ہوگا۔ (۲) یہ امکان باقی نہ رہے گا (جیسا اکثر وقوع میں آتا رہتا ہے کہ) جن لوگوں کی نمائندگی اپنے ہی سیاسی عقیدہ رکھنے والے نائبین کے ذریعہ سے نہیں ہوتی ہے ان کی تعداد ان انتخاب کنندگان سے زیادہ ہو جن کی نمایندگی اسی طرح پر ہوتی ہے[1] (۳) ایک ایسی پارلیمنٹ جس میں مختلف فریقوں کی نمائندگی ان کی قوت رائے دہی کے تناسب سے ہوتی ہو، اس پر یہ بھروسہ ہو سکتا ہے کہ وہ قوم کی مرضی کو اس سے زیادہ قطعی طور پر جانے گی اور اسے عمل میں لائے گی جتنا ایک ایسی تشریعی جماعت جانتی یا عمل میں لاتی جس کا انتخاب محض انتخابی کثرت کے اصول کے تحت میں ہوا ہو۔[2]

**حکومت اور انتخابی اصلاح۔**

۱۹۰۵ء کے بعد سے ہر ایک وزارت نے کم و بیش صریحی طور پر انتخابی اصلاح کا ذمہ اٹھایا تھا۔ ۱۹۰۵ء میں دارالنائبین کی ایک خاص مجلس ذیلی (ماموریہ انتخاب عام) نے تناسبی نمائندگی کی صلاح دی[3] اور ۱۹۰۹ء میں ایوان نے ایک قرارداد

---

[1] ۔ لیگ کے بانی موسیو بنو نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حالت ۱۸۸۱ء سے برابر قایم ہے۔ ایک دلچسپ واقعہ یہ نقل کیا گیا ہے کہ ۱۹۰۵ء کے قانون تفریق مذہب و مملکت کو ایوان نے ۳۴۱ نائبین کی رائے سے منظور کیا تھا اور یہ نائبان ۱۰۹۶۷۱۰۰۰ کے قومی مجموعے میں سے فی الجملہ صرف ۲۴۶۷۳۱۵ انتخاب کنندگان کی نمایندگی کرتے ہیں۔ مقابلہ کیجیے۔ ڈیوگی؛ قانون دستوری (droit Constitutionnel) جلد اول صفحہ ۳۸۰۔

[2] ۔ ڈیوگی (حسب بالا) نے مجوزہ تغیر کے حق میں پرزور بحث کی ہے۔ اس کی مخالف رائے کے لئے جیسے ایک اعلیٰ پایہ کے مستند فرانسیسی نے مدلل طور پر بیان کیا ہے ایزمین کتاب؛ "مبادی قانون دستوری" (Elements de droit Constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۲۴۴۔۲۶۶ دیکھنا چاہیے۔

[3] ۔ انتخابات فہرستواری طریق سے ہوتے اور انتخاب کنندہ کے لئے یہ روا ہوتا کہ جس قدر

منظور کی جس میں کسی نہ کسی شکل میں اس اصول کے اختیار کرنے کو پسند کیا۔ یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اگرچہ فہرستی انتخاب کو تناسبی نمائندگی کے بغیر بھی قائم کیا جا سکتا تھا، مگر تناسبی نمائندگی کی ہر ایک تجویز کے لیئے یہ لازمی ہو جاتا کہ انتخابی حلقہ کو وسعت دی جائے اور نائبین کا انتخاب عام فہرست واری اصول پر کیا جائے۔ اپریل و مئی سنہ ۱۹۱۰ء کے پارلیمنٹی انتخابات میں انتخابی اصلاح کا مسئلہ تمام دوسرے مسائل پر چھا گیا تھا۔ وزارت داخلہ کے ایک نقشہ کے مطابق، ۵۹۷ نائبین میں سے جو اس وقت منتخب ہوئے تھے، ۴۹ نے انتخابی اصلاح کے متعلق اعلان نہیں کیا تھا، ۳۵ موجودہ نظم میں ہر ایک تغیر کے مخالف تھے، ۳۲ کسی قدر ترمیم شدہ ضلع واری انتخاب کے جانبدار تھے، ۴۶ کثرت کی بنیاد پر فہرستی انتخاب کے طرفدار تھے، ۲۷۲ اس جانب تھے کہ فہرستی انتخاب کے ساتھ تناسبی نمائندگی بھی ملا دی جائے اور ۸۸، ایسے تھے جن کی نسبت یہ معلوم تھا کہ وہ انتخابی اصلاح کے موافق ہیں مگر کسی خاص لائحہ عمل کے پابند نہیں ہیں۔

جو ایوان سنہ ۱۹۱۰ء میں منتخب ہوا تھا، اس نے آئندہ دو برسوں کے اندر کم سے کم چار مرتبہ بہت بڑی کثرت رائے کے ساتھ اصلاح کے حق میں رائے دی، اور اس بحث کے متعلق تقریباً ہمہ وقت کوئی نہ کوئی تجویز اس کے زیر غور رہی۔ موسیو پوانکارے کی وزارت نے جو سنہ ۱۹۱۲ء کے آغاز میں مقرر ہوئی، یہ یقین دلایا کہ قوم نے بلا شک وشبہ یہ خیال ظاہر کر دیا ہے کہ وہ اصلاح کی خواہاں ہے، اور اس وزارت نے وعدہ کیا کہ وہ فوراً ہی ایک ایسے قانون کے منظور کرانے کی کارروائی کرے گی "جس سے سیاسی فریقوں کی زیادہ قطعی نمائندگی کا تیقن ہو جائے گا اور نائبین کو وہ آزادی حاصل ہو جائے گی

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ نشستیں پر کرنا ہیں اس قدر رائے وہی اور ان رایوں سے جس قدر رائے چاہیں ایک ہی امیدوار کو دیدے۔ اسی مجوزہ قانون کا انگریزی ترجمہ ہمفری کی کتاب "تناسبی نمائندگی" (Humphrey : proportionel Representation) صفحات ۲۰۲ - ۲۰۵ میں طبع ہوا ہے۔

جو قومی مفاد کے تمام معاملات میں مقامی مفاد کو فرد کر دینے کے لیے ضروری ہے آئندہ مہینوں میں دار النائبین میں اس موضوع کے غور و خوض پر زور دیا گیا اور ۱۰ر جولائی کو حکومت کا "مسودہ قانون اصلاح انتخاب" (جس میں فہرستی انتخاب اور تناسبی نمائندگی کا انتظام کیا گیا تھا) ۲۱۷ کے مقابلہ میں ۳۲۹ رایوں سے منظور ہو گیا[1] سینات میں اس مسودہ قانون کی پر زور مخالفت ہوئی۔ اسے ایک ماموریہ کے حوالہ کیا گیا جس نے ناموافق رائے دی اور کلیمانسو اور کومب نے یہ حجت پیش کی کہ قلیل گروہوں کی نمائندگی سے قسیسی عناصر کو تقویت حاصل ہو جائے گی اور ان دونوں کی سرکردگی میں سینات نے آخر الامر اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ اس مسودہ کی شکست سے دونوں ایوانوں میں جو مخالفت واقع ہوگئی اس کی وجہ سے فروری ۱۹۱۳ء میں بریان کی وزارت کو زوال ہو گیا۔ بارتھو اور ڈومرگ کی بعد کی دو وزارتوں نے اس باب میں کچھ نہ کیا۔ اپریل ۱۹۱۴ء کے انتخاب میں یہ بحث صاف طور پر ملک کے سامنے آیا اور نتائج نے پھر اس موضوع کے متعلق قومی عمومی دلچسپی کا اظہار کر دیا گر جب آئندہ موسم گرما میں انتخابی بحث کے دوبارہ پارلیمنٹ میں پیش ہونے کا راستہ معقول حد تک صاف ہو گیا تو اس بحث کو جنگ عظیم کے شیوع کی وجہ سے بالکل ہی پس پشت ڈال دینا پڑا۔[2]

---

[1] اس قانون کو جریدۂ قانون عامہ Rev. de droit public جولائی تا ستمبر ۱۹۱۴ء میں طبع کیا گیا ہے۔ دیکھو لا دیرژ کا مضمون "اعداد و شمار کے نتائج کے اعتبار سے انتخابی اصلاح پر نظر" Rev. pol. et part. ۱۰ر مارچ ۱۹۱۳ء؛ ژیدل: "فرانس و بلجیم میں انتخابی اصلاح" جریدہ سیاسیات جولائی و اگست ۱۹۱۳ء۔

[2] حق رائے دہی کے متعلق ۱۹۱۴ء تک بے شمار کتابیں شایع ہو چکی ہیں۔ اسی موضوع پر بہترین کتب حسب ذیل ہیں:

"بغرض اصلاح حق رائے دہی" مصنفہ سی بنوا مطبوعہ پیرس ۱۹۰۸ء۔ "فرانس حق رائے دہی کی اصلاح" مصنفۂ ایل شار دون مطبوعہ پیرس ۱۹۱۰ء "اصلاح حق رائے دہی" مصنفۂ ایل بر تیون مطبوعہ

## سنہ ۱۹۱۹ کا انتخابی قانون

فرانس کی صورت حالات برطانیۂ عظمیٰ سے اس امر میں مختلف تھی کہ جب جنگ شروع ہوئی ہے اس وقت آخرالذکر ملک میں ڈیڑھ برس کے اندر اندر قومی انتخاب ہونا چاہیے تھا۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ پیرس سنہ ۱۹۱۰ء۔ "اہل سیاست کے مطالم" مصنفہ ایچ سے رے مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۰ء۔ "فرانس کی سیاسی وعمرانی جمہوریت" مصنفہ فوئے، مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۰ء۔ "فرانسیسی ایوانوں میں تناسبی طریق نیابت" مصنفہ نے بیتی تیان، مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۵ء۔

انگریزی زبان اس موضوع پر جے ڈبلو گارنر کا ایک مضمون ہے جس کا عنوان "فرانس میں حق رائے دہی کی اصلاح" ہے۔ یہ مضمون "امریکی مجلہ علمیہ وسیاسیہ" میں نومبر سنہ ۱۹۱۳ء میں طبع ہو چکا ہے۔ اس موضوع پر دوسرے مضامین جو مختلف جرائد میں طبع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔

ایف فورسے کا مضمون بعنوان "مقننہ جس کی عمر ختم ہو رہی ہے اور اصلاح حق رائے دہی" مطبوعہ "مجلۂ سیاسی ودستوری" ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء؛ ماریون کا مضمون "حق رائے دہی کے متعلق اصلاح کی کیا صورت اختیار کی جائے" مطبوعہ "مجلہ سیاسی ودستوری" ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء؛ اے وارن کا مضمون "سب سے مقدم رائے دہی کی اصلاح ہے" مطبوعہ "مجلہ سیاسی ودستوری" ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۰ء؛ جے لاشاپل کا مضمون "اصلاح حق رائے دہی کی تجاویز پر تبصرہ" مطبوعہ "مجلہ سیاسی ودستوری" ۱۰ مئی سنہ ۱۹۱۲ء؛ ایف فورسے کا مضمون "حق رائے دہی کی اصلاح کے بعد رائے کی حیثیت" مطبوعہ "مجلہ سیاسی ودستوری" ۱۰ اگست سنہ ۱۹۱۲ء؛ ایل ملاک کا مضمون "فرانس میں سیاسی جماعت بندیاں ان کا لائحۂ عمل اور حق رائے دہی کی نوعیت" مطبوعہ "سالنامہ علم سیاست" مورخہ ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء؛ جے سسل "سیاسی طریق نیابت" مطبوعہ "مجلہ قانون دستوری" جولائی ستمبر سنہ ۱۹۱۱ء۔

تناسبی نیابت کے متعلق حسب ذیل کتب قابل ملاحظہ ہیں:

"فرانسیسی پارلیمنٹ کے روبرو تناسبی نیابت کا اصول" مصنفہ جے ترد مکال مطبوعہ پواتیے سنہ ۱۹۱۰ء۔
"تناسبی نیابت اور اس سے متعلق مسایل کا حل" مصنفہ ایف بسین، مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۱ء۔
"جمہوریت اور تناسبی انتخاب کا اصول" مصنفہ ساری پولو، مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۰ء۔
"تناسبی نیابت" مصنفہ جے لاشاپل مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۰ء۔ جے لاشاپل کے مضامین "تناسبی نیابت"

اس کے برخلاف اول الذکر ملک میں ایک ایسی پارلیمنٹ تھی جس کے انتخاب کو ابھی دیر نہیں ہوئی تھی۔ جو پارلیمنٹ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء میں منتخب ہوئی تھی اپنی زندگی کو طول دینے کی متواتر قرار دادیں منظور کرتی رہی اور یہ کوئی عجیب امر نہیں ہے کہ زمانہ کے گزرتے جانے سے یہ ضروری ہوگیا کہ خود جنگ کے زمانہ ہی میں انتخاب کنندگان سے جدید درخواست کی صورت نکالی جائے۔ یہ درخواست جس انتخابی قانون پر محتوی تھی وہ اوائل سنہ ۱۹۱۸ء میں منظور ہوگیا تاہم واقعاً انتخاب التوائے جنگ تک نہیں ہوا۔ فرانس میں جو پارلیمنٹ سنہ ۱۹۱۴ء میں منتخب ہوئی تھی وہ سنہ ۱۹۱۹ء کے موسم بہار تک رہتی اور اس کی زندگی کو التوائے جنگ سے آگے تک بڑھائے جانے کے لئے جن چند مہینوں کی ضرورت تھی اس سے روش عامہ میں کوئی اہم مسئلہ پیش نہیں آتا تھا۔ پس دوران جنگ میں کسی انتخاب کی فوری ضرورت نہیں تھی۔ اور انتخاب سے متعلق توضیع قوانین آسانی سے ملتوی کی جاسکتی تھی۔

بہر نوع التوائے جنگ کے بعد ہی قومی انتخاب کے آثار نظر آنے لگے اور جیسا کہ برطانیہ عظمیٰ میں ہوا تھا، اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اس کی لازمی تمہید ایک نیا انتخابی قانون ہونا چاہیئے[1] ایک حد تک یہاں بھی وہی ضرورت تھی کہ جنگ کی وجہ سے انتخاب کنندگان کی حالت میں جو عظیم تغیر ہوگیا ہے اسی کے مطابق انتخابی نظم کو ڈھالا جائے، اور جیسا کہ دو بار کی دوسری جانب تھا

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ مطبوعہ "مجلۂ پیرس" ۱۵ار نومبر سنہ ۱۹۱۰ء اور "تناسبی نیابت کی عملی صورت" مطبوعہ "مجلۂ سیاسی و پارلیمنٹی" ۱ار دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء بھی قابل توجہ ہیں فرانس میں تناسبی طریق نیابت کے رواج پر برٹش رائل کمیشن نے بھی تفصیل سے بحث کی ہے جو سنہ ۱۹۱۰ء میں طریقہ ہائے انتخاب کے متعلق تحقیقات کرنے کی غرض سے منعقد ہوا تھا۔ دیکھو رپورٹ ۵۱۶۳ .cd ؛ شہادت ۵۳۵۲ .cd فرانس کے تعلق سے تناسبی نمائندگی پر نظمہائے انتخاب سے متعلق برطانی شاہی ماموریت کی روداد میں پوری طرح بحث ہوئی ہے۔ روداد شمارہ ۶۲۵! ۵؛ شہادت شمارہ ۸۳۸۲۔

[1] مارکزاک: "انتخابی اصلاح کی طرف" Rev. Pol. et Parl. مئی سنہ ۱۹۱۹ء۔

ویسا ہی یہاں بھی ان عظیم الشان انتخابی روشوں کا تعین کرنا تھا جنھوں نے ۱۹۱۴ء سے قبل کے برسوں میں قوم میں ہیجان برپا کر رکھا تھا۔ ماحصل یہ تھا کہ ایک حادی مسودہ قانون انتخاب "تحریک دیسوا" کے نام سے پیش ہوا، اور چند ہفتوں کے مباحثہ کے بعد ۱۰ اپریل ۱۹۱۹ء کو ۱۳۸ رایوں کے مقابلہ میں ۲۷۷ رایوں سے منظور ہوگیا۔ سینات میں مخالفت کی ایک شدید لہر دوڑ گئی مگر یہ تجویز کسی قدر ترمیم کے ساتھ ۲۶ جون کو ۷۸ رایوں کے مقابلہ میں ۱۳۴ رایوں سے اس جماعت میں بھی منظور ہوگئی۔ بحث کو طول دینے کے بجائے دارالنائبین نے ۸ جولائی کو ۱۰۳ رایوں کے مقابلہ میں ۳۲۸ رایوں سے اس مسودہ کو اسی طرح قبول کرلیا جس طرح ایوانِ بالائی نے اسے منظور کیا تھا لیکن ۱۷ شخصوں نے رائے نہیں دی چار روز بعد اسکی حسب ضابطہ اشاعت ہوگئی کلیما نسو جو اس وقت وزیرِ اعظم تھا، بذاتِ خود ان تغیرات کو پسند نہیں کرتا تھا جو اس قانون کے ذریعہ سے ہوے تھے مگر اس نے علانیہ ان کی مخالفت بھی نہیں کی۔ اگر وہ ایسا کرتا تو نظم کابینی کے اصولوں کے تحت میں تجویز کے قبول ہو جانے پر اسے استعفا دینا لازم ہو جاتا۔

نئے قانون کے سب سے زیادہ نمایاں خصوصیات یہ تھے کہ فہرستی انتخاب کی تجدید کی گئی اور تناسبی نمایندگی کی ایک محدود شکل قبول کرلی گئی[1] صوبے پھر انتخابی رقبے بن گئے۔ ہر صوبے کو ہر پچھتر ہزار اور اس کی بڑی کسر دن کے لیے ایک نائب کا استحقاق ہوگیا اور کم سے کم تعداد (ہر صوبے کے لیے) تین کی رکھی گئی تھی۔ لیکن یہ شرط لگا دی گئی کہ آخر میں جب کسی صوبہ سے چھ سے زائد نائب منتخب ہونے لگیں تو اسے ایسے حلقوں میں تقسیم کردیا جائے گا جن میں سے ہر ایک حلقہ میں سے چھ تک نائبین منتخب ہوں۔ پس اس طرح

---

[1] یہ قانون جس طرح (جنگ سے قبل کی ترتیب کے بموجب) تمام فرانس پر عاید ہوا۔ اسی طرح الجزائر اور مستعمرات پر بھی قابل اطلاق قرار پایا۔ بلفورٹ اور اساس مورین کا انتظام ایک ضمنی تجویز سے ہونا طے پایا۔

اس قانون میں ایک محدود فہرستی نظم مدنظر رکھا گیا تھا جسے یہ سمجھنا چاہیئے تھا کہ وہ ایسے وسیع صوبجاتی فہرستوں کے بموجب رائے دہی کے درمیان ایک طرح کا تسویہ تھا جن میں بارہ بلکہ زائد جگہوں کے لئے امیدوار ہوا کرتے تھے۔ فہرستیں انتخاب سے کم از کم پانچ روز قبل صوبہ دار کے وہاں داخل ہو جانا چاہئیں اور ہر ایک امیدوار کی تائید کم از کم سو ایسے انتخاب کنندگان کی طرف سے ہونا چاہیئے جو اس صوبے میں رہتے ہوں۔ کسی فہرست میں اس سے زیادہ نام نہ ہونا چاہئیں جتنی جگہیں پر کرنا ہیں اور ہر ایک منفرد امیدوار کے نسبت یہ سمجھنا چاہیئے کہ وہ ایک جداگانہ فہرست ہے۔ تمام فہرستیں رائے دہی کی جگہوں پر انتخاب سے دو دن قبل چسپاں ہو جانا چاہئیں اور انتخاب کنندہ کو اختیار ہے کہ مطبوعہ کاغذ رائے دہی پر جس طرح کوئی فہرست چھپی ہو اسی طرح اس پر رائے دیدے یا ان ناموں کو کاٹ کر دوسری فہرستوں سے لیکر نام لکھدے۔

حلقہ انتخاب میں رائے دہی کے نتائج کے تعین کا طریقہ کسی قدر پیچیدہ ہے مگر اس کے مقاصد اصلیہ کا بیان الفاظ ذیل میں ہو سکتا ہے۔ (۱) غیر نشان دادہ اور غلط نشان دادہ رایوں کو خارج کر دینے کے بعد جس قدر رائیں دی جاتی ہیں ان کے اعتبار سے جتنے امیدواروں کو کثرت مطلق (یعنی جملہ آرا کے نصف سے زائد) حاصل ہو جاتی ہے وہ ان جگہوں کی حد تک جن کا پر کرنا مقصود ہوتا ہے، منتخب شدہ ظاہر کر دیئے جاتے ہیں، (۲) اگر جگہیں باقی رہ جاتی ہیں تو وہ اس طرح پر تقسیم کر دی جاتی ہیں کہ (الف) ان پر ایک "انتخابی خارج قسمت" کا اطلاق کیا جاتا ہے جو ایوان کی کل تعداد کو مطلوبہ نشستوں کی تعداد سے تقسیم کرکے حاصل ہوتا ہے۔ (ب) فہرست کے لئے ایک سلسلہ "اواسط" کا ہے جو کسی فہرست کے تمام امیدواروں کی رایوں کی کل تعداد کو اس فہرست کے امیدواروں کی تعداد سے تقسیم کرکے حاصل ہوتا ہے۔ (۳) پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ "انتخابی خارج قسمت" (الف) اس اوسط (ب) میں سے کتنی مرتبہ جاتا ہے اور جو نشستیں پر کرنی باقی ہوں انھیں اسی اعتبار سے پر کیا جاتا ہے (۴) ہر فہرست میں امیدواروں کو نشستیں اسی ترتیب سے ملتی ہیں جس ترتیب سے انھیں رائے حاصل ہوتی ہے۔

اگر دو شخصوں کو مساوی رائیں مل جاتی ہیں تو معمر امیدوار کو جگہ دیدی جاتی ہے۔ (۵) کوئی امیدوار اس وقت تک منتخب شدہ نہیں سمجھا جاتا جب تک کہ اس کی حاصل شدہ رائیں اس فہرست کی رایوں کے اوسط سے زیادہ نہ ہوں جس سے اس کا تعلق ہے۔ (۶) جو رائیں دی گئی ہوں اگر وہ مندرج شدہ رائے دہندوں کی تعداد کے نصف سے زیادہ نہ ہوں اور اگر کسی فہرست کو انتخابی خارج قسمت کے مساوی مجموعی تعداد آرا نہ حاصل ہو تو دو ہفتہ بعد دوبارہ رائیں لیجاتی ہیں، اور اس مرتبہ کسی فہرست کو انتخابی خارج قسمت نہ حاصل ہو تو نشستیں امیدواروں کی عام جماعت کو اس ترتیب سے دی جاتی ہیں جس ترتیب سے انھیں رائیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس آخری شرط کا مقصد یہ ہے کہ سابق طریق میں قدیم طریقہ خفیہ رائے دہی کی وجہ سے جو ابتری برپا ہوتی تھی وہ کسی حد تک گھٹ جائے۔

تناسبی اصول جس طرح واقعاً عمل میں آتا ہے وہ ایک مثالی صورت پر غور کرنے سے صاف ہوسکتا ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک صوبہ میں، جو چھ نائبین کا انتخاب کرتا ہے، جس قدر رائیں دی گئیں ان کی تعداد ۲۴۰/۶۰ ہوئیں۔ اگر یہ رائیں کل کی کل امیدواروں کے ایک ہی گروہ یا فہرست کے لئے دی گئی ہوتیں تو اس گروہ کے ہر ایک رکن کو فرداً فرداً ۲۴۰۶۰ ÷ ۶ = ۴۰۱۰ رائیں حاصل ہوتیں، مگر واقعاً ایسا نہ ہوگا بلکہ بہت سی رائیں دوسری فہرستوں کے لئے دی جائیں گی اور بہت سی رائیں مخلوط گروہوں کے لئے ہونگی جنہیں رائے دہندہ مختلف فہرستوں سے اخذ کریگا۔ اب فرض کیجیے کہ رائیں چار فہرستوں میں حسب ذیل طریق سے تقسیم ہیں:

| فہرست (الف) | | فہرست (ب) | |
|---|---|---|---|
| ژران | ۳۲۶۴۵ | ارنست | ۱۸۱۲۵ |
| آنری | ۲۹۸۲۷ | اسپولیت | ۱۶۲۴۷ |
| ادیناش | ۲۹۶۴۰ | آرسین | ۱۵۸۲۲ |
| تھیوفل | ۲۵۲۷۴ | ڈیوڈ | ۱۲۶۵۹ |
| ایو | ۱۸۴۰۱ | سیلستین | ۸۴۰۴ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ژورژ | ۱۲۵۲۴ | فرین | ۴۰۳۱ |
| میزان فہرست الف | ۱۴۸۳۱۱ | میزان فہرست ب | ۷۵۲۸۶ |
| اوسط | ۲۴۷۱۸ | اوسط | ۱۲۵۴۷ |

| فہرست (ج) | | فہرست (د) | |
|---|---|---|---|
| آرتھر | ۱۵۲۴۷ | گاستون | ۵۱۶۴ |
| اوکتاو | ۱۴۶۲۹ | ایمیل | ۴۰۳۲ |
| ریمون | ۱۲۱۷۲ | الگزنڈر | ۳۲۹۲ |
| اوژین | ۸۶۲۴ | پی ایر | ۱۱۲۳ |
| پراسپر | ۶۱۱۸ | پول | ۱۱۱۹ |
| گیوستاو | ۵۱۰۱ | الفونس | ۱۰۸۲ |
| میزان فہرست ج | ۶۱۷۹۱ | میزان فہرست د | ۱۵۸۱۲ |
| اوسط | ۱۰۲۹۸ | اوسط | ۲۶۳۵ |

انتخابی خارج قسمت ۶۰۲۴۰ ÷ ۶

= ۱۰۰۴۰

ان اعداد پر نظر ڈالنے[ا] سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ صرف ایک ہی امیدوار ژان کو کل رایوں کی کثرت حاصل ہوئی ہے اس لیئے وہ منتخب شدہ ہے باقی پانچ جگہیں جہاں تک ممکن ہوگا "انتخابی خارج قسمت" کے اطلاق سے پُر کی جائینگی اس خارج قسمت کو فہرستوں کے اواسط پر تقسیم کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

---

[ا] - یہ اعداد اس خیال سے منتخب کیئے گئے ہیں کہ اس نظم کا عملدرآمد آسانی کے ساتھ نظر کے سامنے آجائے۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیے کہ جس حد تک اس نظری مثال میں فہرستوں کی قطع برید کی گئی واقعاً بھی ان کی اس حد تک قطع برید اغلب ہے۔

فہرست (الف) کو دو اور نشستوں کا استحقاق ہے' فہرست ہائے (ب)' (ج) کو ایک ایک جگہ کا استحقاق ہے' اور فہرست (د) کو کسی جگہ کا استحقاق نہیں ہے' پس آزی' اوبیاش' اولسٹ' اور آرتھر' منتخب شدہ قرار پا جائیں گے لیکن اب بھی ایک جگہ پر کرنے کو باقی رہے گی اور قانون نے یہ طے کر دیا ہے کہ اس صورت میں یہ جگہ اس فہرست میں جارہے گی جسے سب سے زیادہ اوسط حاصل ہوا ہو بشرطیکہ اس فہرست میں اب بھی کوئی امیدوار ایسا موجود ہو جس کی انفرادی رائیں فہرست کے اوسط کے نصف سے زیادہ ہوں ورنہ یہ جگہ اس شرط کے ساتھ اس فہرست کی طرف منتقل ہو جائے گی جس کا اوسط دوسرے درجہ پر ہو۔ پس تھیوڈیل چھٹا نائب ہوگا۔

اگرچہ تناسبی نمایندگی کا مقصد ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ قلیل التعداد جماعتوں کی نمائندگی کا تعین ہو جائے مگر اس اصول کا اطلاق نہایت ہی مختلف طریقوں سے ہو سکتا ہے۔ فرانسیسی قانون کے واضعین کے دلوں میں سب سے زیادہ جو طریق جاگزیں تھا وہ وہی طریق تھا جس سے بلجیمی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ارکان کے انتخاب میں کام لیا جاتا ہے[1] تاہم اس نظم کو اور بہتر بنانے کے لئے اس سے مختلف تبدیلیاں بھی کی گئی تھیں بلجیمی طریق کی طرح فرانسیسی طریق بھی اصولاً

---

[1] بلجیمی نظم کے مختصر حالات کے لئے اوگ کی کتاب "حکومتہائے یورپ" (Governments of Europe) طبع اول صفحات ۲۴۵ - ۲۵۴ ملاحظہ ہو نیز ہمفریز کا مضمون "بلجیم میں تناسبی نمایندگی" (Humpbreys Proportional Representation in Belgum) مطبوعہ کانٹمپریری ریویو بابت اکتوبر ۱۹۰۸ء۔ ہمفریز کی کتاب "تناسبی نمایندگی" (Proportional Representation) میں اس موضوع پر زیادہ وسعت سے بحث کی گئی ہے' اور فرانسیسی تحریک کے تعلق سے اسپر لاشاپیل نے فرانس اور بلجیم میں تناسبی نمایندگی (La Representation Proportionnelle en France et en Belgique) میں بحث کی ہے۔ مطبوعہ پیرس ۱۹۱۱ء۔

فہرستی طریق ہے جسے ابتداً دارالعوام گننگ کے وکٹر ڈی ہونٹ نے اختراع کیا تھا۔ مجموعی طریق کے برخلاف جس کا استعمال راس امید کی مجلس مقننہ کے انتخاب میں ہوتا ہے اس طریق میں یہ اجازت نہیں ہے کہ کوئی انتخاب کنندہ کسی امیدوار کو ایک سے زاید رائے دے۔ یہ اس طریق کے بھی برخلاف ہے جسے ایک انگریز ہیر نے ۱۸۵۹ء میں شایع کیا تھا اور جان اسٹوارٹ مل نے اس کی تائید و توثیق کی تھی[۱] اور جو ان و نون سوئیزرستان، ناروے اور دوسری جگہوں میں مستعمل ہے (ہیر کے طریق کے مانند) اس میں یہ اجازت نہیں ہے کہ دوسری اور تیسری ترجیح کا بھی اظہار کیا جائے کیونکہ رائے دہندہ صرف اتنے ہی امیدواروں کو رائے دے سکتا ہے جتنے منتخب ہونے والے ہیں اس لئے یہ ترجیحی طریق نہیں ہے۔ مگر اس طریق میں متعدد مسلمہ فوائد موجود ہیں، مثلاً، سادگی، وسیع حلقہائے انتخاب کے ساتھ موزونیت، اسٹریلوی رائے دہی کے ساتھ مناسبت، اس طریق کو تمام دنیا میں نہایت ہی عام پسندیدگی حاصل ہوگئی ہے۔ فرانس میں اس کے نتائج کا حسن و قبح ایک کافی امتحان کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے[۲]

---

[۱] "نیابتی حکومت" (Representative Government) صفحہ ۱۳۶۔ لیکی "عمومیت و حریت" (Lecky : Democracy and Liberty) جلد اول صفحہ ۲۲۳۔ ۲۲۵۔

[۲] ۱۹۱۹ء کے فرانسیسی قانون کا متن (Rev. Pol. et Parl. میں طبع ہوا ہے، صفحات ۲۰۵۔ ۲۰۷۔ لاشاپیل کی کتاب "۱۶۔ نومبر ۱۹۱۹ء کے انتخابات" (La-Chapelle Les elections generales du 16 November 1919) میں عمدہ تشریح موجود ہے۔ نیابتی نمایندگی کے مختلف اشکال کے متعلق گارنر کی کتاب "تقریب علم السیاست" (Garner Introduction to Political Sciances) صفحات ۴۵۸۔ ۴۶۹ دیکھنا چاہیے۔

**ایوانوں کے میقات**

۱۸۴۸ء کے دستور کے واضعین کا یقین یہ تھا کہ پیرس میں حکومت کا مستقر قایم کرنا خطرناک ہوگا کمیون کا خیال ان کے ذہنوں میں ابھی تازہ تھا' ان پر ممالک متحدہ امریکہ کے اس فیصلے کا بھی اثر تھا کہ دار الصدر آبادی کے بڑے بڑے مرکزوں سے باہر قایم ہونا چاہیے اور روبس پی ایر کے اس خیال کے ساتھ انھیں اتفاق نہیں تھا کہ جماعت مقننہ کو شہریوں کی بڑی سے بڑی ممکن تعداد کی نظروں کے سامنے مباحثہ کرنا چاہیے؛ اس کے بجائے ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اس قسم کی جماعت کو چاہیے کہ وہ اپنا کام ان اثرات سے بالکلیہ آزاد ہوکر انجام دے جو اس کے قریبی ماحول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہوں۔ لہذا انھوں نے ۲۵ فروری ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون میں یہ شرط لکھ دی کہ اختیار عاملہ اور ایوانوں کا مستقر ورسائی میں ہونا چاہیے[1] لیکن چند برس کے تجربہ سے

---

[1] دفعہ ۹، ۱۸۷۵ء "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۲۰۸

یہ ظاہر ہوگیا کہ یہ احتیاط غیر ضروری تھی اور اس سے بعض صریحی خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ پیرس میں بدنظمی کے میلانات برابر کم ہوتے گئے۔ مزید براں کوئی شہر ایسا نہیں تھا جو قوم کے تاریخی وطبعی سرگروہ ومرکز ہونے کی حیثیت سے ہمیشہ کے لئے دارالصدر کی جگہ لیلے اور ساتھ ہی اس کے وزرا اور ہر وریسائی اور اوہر ان دفتروں میں برابر آتے جاتے رہیں جہاں انھیں انتظامی کاموں کی ہدایت کرنا پڑتی تھی کیونکہ یہ دفاتر پیرس سے کسی وقت بھی منتقل نہیں کئے گئے تھے۔ لہذا جون ۱۸۷۹ء میں وہ دفعہ جس نے حکومت کا مستقر وریسائی میں قرار دیا تھا منسوخ کر دی گئی اور تین ہفتہ بعد ایک قانون کے رو سے اختیار عاملہ اور ایوانات دونوں پیرس کو منتقل کر دئے گئے[1] اس دن سے دارالنائبین کے اجلاس محل بوربون میں ہوتے رہے ہیں۔ محل بولوارڈ سنٹ جرمین کے کنارے پلاس دولا کونکورڈ سے دریائے سین کے عین دوسری جانب متعدد وزارتی عمارتوں کے قرب میں واقع ہے۔ سینیٹ کے اجلاس محل لکسمبرگ میں ہوتے ہیں جو انقلاب کے وقت سے فرانسیسی ایوان بالائی کا مستقر رہا ہے اور باغ لکسمبرگ کے بالمقابل سڑک دوژیرارڈ میں واقع ہے۔

پارلمنٹی میقاتوں کی کثرت ومدت کا انضباط کچھ تو دستور سلطنت کے ذریعہ سے کچھ خود ایوان کی جانب سے ہوتا ہے اور کچھ صدر جمہوریہ یا اس کے نام سے وزرا کی جانب سے ہوتا ہے۔ ۱۶ جولائی ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون کے بموجب یہ ضروری ہے کہ ہر سال ایوانوں کا اجتماع جنوری کے دوسرے سہ شنبہ کو ہوا کرے بشرطیکہ صدر جمہوریہ اس سے قبل کسی تاریخ میں انھیں منعقد نہ کرے۔ اجلاسوں کی میعاد سال میں کم از کم پانچ مہینے ضرور ہو اور دونوں ایوانوں کے میقات ایک ساتھ شروع اور ایک ساتھ ختم ہوں[2] ان میں سے دوسری

---

[1] ۔ دیوگی ومونیر "دساتیر" (Les Constitutions) صفحات ۲۳۶-۲۳۷۔

[2] ۔ دفعہ ۱۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) جلد اول

شرط کا یہ منشا نہیں ہے کہ سرکاری کاموں کی ضرورت ہو یا نہ ہو، ایوان واقعتاً پانچ ماہ تک نشست کرتے رہیں بلکہ اس کا منشا یہ ہے کہ سال میں کم از کم اتنی مدت کے لئے اجلاس کرنے کا انھیں دستوری حق حاصل ہے اور صدر انھیں اس حق سے محروم کرنے کے لئے اپنے حق التوا سے کام نہیں لے سکتا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ گرمیوں کی کسی قدر وسیع تعطیل اور دوسرے موسموں میں دو یا تین مختصر وقفوں کے سوا یہ ایوان تمام سال اجلاس کرتے رہتے ہیں۔ ایوانوں کو اپنے میقاتوں کے ختم کر دینے کا آزادانہ اختیار نہیں حاصل ہے مگر کچھ زمانہ کے وقفے کے لئے وہ رائے دے سکتے ہیں۔ اگر دونوں جماعتوں کی کثرت ارکان صدر جمہوریہ کے سامنے اپنی خواہش پیش کرے، تو وہ غیر معمولی اجلاس بھی طلب کرا سکتے ہیں۔ باضابطہ میقاتوں کا اعلان خطوط اجتماع سے ہوتا ہے جو دونوں ایوانوں کے صدر ارکان کو بھیجتے ہیں (اگرچہ اس طلبی کے بغیر بھی از خود اجلاس ہو سکتے ہیں) مگر تمام غیر معمولی میقاتوں کا انعقاد صدر جمہوریہ کی جانب سے ہوتا ہے، وہی تمام میقاتوں کو ختم کرتا اور قید مذکورۂ بالا کے ساتھ ہی ایوانوں کو ملتوی کرتا ہے۔ اس دستور کے لئے یہ مزید شرط بھی لگی ہوئی ہے کہ وہ ایک ہی میقات کے اندر ایوانوں کو دو مرتبہ سے زائد ملتوی نہیں کر سکتا اور یہ التوا کبھی ایک ماہ سے زیادہ کا نہیں ہو سکتا۔ التوا ایک معینہ تاریخ کے لئے ہوتا ہے یعنی ایک غیر معین زمانہ تک کے لئے برخاست اجلاس کا اختیار نہیں ہے۔ آخری امر یہ ہے کہ صدر جمہوریہ کو سینیٹ کے اتفاق رائے کے ساتھ دار النائبین کو منتشر کر دینے کا

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ صفحات ۲۹۰-۲۹۱ کسی اتفاقی صورت کے پیش آجانے کے مدنظر دستور میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اگر کسی ایسے وقت میں جب کہ دار النائبین منتشر کر دیا گیا ہو عہدہ صدارت خالی ہو جائے تو تنہا سینیٹ کا اجلاس فوراً منعقد ہو جائیگا (۱۶ جولائی ۱۸۷۵ء کا قانون، دفعہ ۳) ایسی صورت میں مجلس وزرا جماعت عاملہ کی حیثیت سے کام کریگی تاآنکہ نئے ایوان کا انتخاب ہو جائے اور نیا صدر منتخب ہو جائے اور مجلس وزرا اپنے کاموں کے لئے سینیٹ کے روبرو جوابدہ ہوگی۔ سینیٹ اس وقت بھی آزادانہ اجلاس کرتی ہے جب اس کا انعقاد اعلیٰ عدالت کی حیثیت سے ہوتا ہے،

اختیار حاصل ہے مگر یہ ایسا حق ہے کہ اس کا استعمال صرف ایک مرتبہ ۱۸۷۱ء میں ہوا ہے۔[1]

جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے "انگلستان کی پارلیمنٹ نے بہت ہی آہستگی اور ناگواری کے ساتھ اپنی کارروایوں کے شیوع کے اصول کو قبول کیا خواہ اس کا تعلق اجلاسوں میں بیرونی ناظرین کی آمد سے ہو یا مباحثوں کی اشاعت سے ہو۔ لیکن فرانس میں ۱۷۸۹ء کے بعد سے بار بار یہ اعلان کیا گیا ہے کہ سیاسی آزادی کی حقیقی ضمانت کے طور پر قانون سازی کی کارروایوں کی اشاعت ضروری ہے اور ۱۶ر جولائی ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایوانوں کی نشستیں علانیہ ہونگی' مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی اجازت ہے کہ اگر ارکان کی ایک خاص تعداد کی درخواست پر کثرت مطلق سے اس مقصد کی تجویز منظور ہو جائے تو ہر ایک ایوان کے دروازے بند ہو سکتے ہیں۔ اس قسم کی درخواست کے لیے ارکان کی جس تعداد کی ضرورت ہے وہ سینیٹ میں پانچ اور دارالعامین میں بیس ہے لیکن یہ اختیار تقریباً بالکلیہ غیر مستعمل ہو گیا ہے۔ دوانوں میں جب تک جگہیں خالی ہوتی ہیں عوام کو آنے کی اجازت ہوتی ہے اور مطابع میں مباحثوں کی کارروایوں کی اشاعت عملاً غیر محدود ہے۔

**ارکان کی حیثیت** فرانسیسی نظریہ نیابت کے تحت میں قوم اپنی مرضی کا اظہار جماعت انتخاب کنندگان کے ذریعہ سے کرتی ہے' منتخب شدہ ایوان ذی اقتدار قوم کے حصہ قوم کا گویا ایک جزو بن جاتے ہیں اور ہر ایک نمایندہ یا

---

[1] ایوانوں کے میثاقوں کے انضباط کے متعلق دیوگی "کتابچۂ قانون دستوری" (Dugeit Manual de droit Constitutionnel) طبع دوم صفحات ۳۴۳-۳۴۰ اور ایزمین "مبادی قانون دستوری" (Esmcin Elements de droit Constitutionnel) طبع چہارم، صفحات ۶۰۷-۶۲۲ دیکھنا چاہیے۔

نیابتی اس قومی اقتدار اعلیٰ کا اظہار بہ حیثیت مجموعی کرتا ہے نہ کہ محض حلقہ انتخاب کے نمایندے کی حیثیت سے۔ سنہ ۱۹۱۹ میں ضلع کو صوبوں کے بجائے جو حلقہ انتخاب مقرر کیا گیا اسکے جو خاص دلائل دیئے گئے تھے ان میں سے ایک دلیل یہ تھی کہ جو ارکان چھوٹے حلقوں سے منتخب ہوتے ہیں ان میں ضرورت سے زیادہ یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ مسائل عامہ کو وسیع قومی نظر سے دیکھنے کے بجائے تنگ مقامی نظر سے دیکھتے ہیں ممالک متحدہ امریکہ کی طرح یہاں بھی ہر ایک ایوان اپنے ارکان کے اوصاف کا خود فیصلہ کن ہوتا ہے اور ہر ایوان کو کامل اختیار اس امر کا حاصل ہوتا ہے کہ ہر ایک رکن کو اس کی پوری مدت انتخاب تک اپنی صف میں رکھے۔ اگر کوئی رکن مستعفی ہونا چاہتا ہے تو وہ صرف اپنے متعلقہ ایوان کی اجازت ہی سے ایسا کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنے ملکی حقوق زائل کر دیتا ہے یا دوسری طرح پر اپنے اوصاف ضروریہ کو کھو بیٹھتا ہے تو یہ کام اس کے ایوان کا ہوتا ہے کہ وہ بتائے کہ کب اسے کنارہ کش ہو جانا چاہیئے یا یہ کہ اسے کنارہ کش ہونا بھی چاہیئے یا نہیں۔ ایوان اوصاف کی بحث کے بغیر بھی ایسے وجوہ سے جو اسے کافی معلوم ہوں کسی رکن کو خارج کر سکتا ہے لیکن یہاں یہ بھی اضافہ کر دینا چاہیئے کہ دارالنائبین کا جو رکن کوئی تنخواہ دار سرکاری خدمت قبول کر لیتا ہے وہ از خود اپنی جگہ کو خالی کر دیتا ہے البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ جو عہدہ اس نے قبول کیا ہے اگر رکنیت کے ساتھ اس کا جمع کرنا ممکن ہو تو اس رکن کا دوبارہ انتخاب ہوسکتا ہے مگر عام طور پر تنخواہ دار عہدے ایسے نہیں ہوتے۔ جو ارکان وزیر یا نائب معتمد ہو جاتے ہیں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ درحقیقت ان کو دوبارہ انتخاب کی بھی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ اس حالت میں انگلستان کے دارالعوام کے ارکان کے لئے ہوتی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ بدقسمتی سے پارلیمنٹی رکنیت کے ساتھ ہی ساتھ تنخواہ دار سرکاری عہدہ پر فیونز کے خلاف جو عام قاعدہ ہے وہ سینات کے ارکان پر عاید نہیں ہوتا[1]۔

---

[1] ۔ قانون دربارہ انتخاب نائبان (۳۰ نومبر ۱۸۷۵ء) دفعہ ۱۱۔ ڈاڈ کے "دساتیر جدیدہ"

نیابتی حکومت کا ایک نہایت ہی اہم قاعدہ جو انگلستان سے براعظم میں پہنچا ہے یہ ہے کہ جماعت مقننہ کے ارکان کو اس مجلس کے ایوانوں کے اندر تقریر رائے دہی اور کارروائی کی پوری آزادی حاصل ہو گی[۱] ۱۷۹۱ء کے فرانسیسی دستور میں اسی نوعیت کی ایک دفعہ شامل کی گئی تھی اور ازمنہ مابعد کے تمام تبدیلیوں میں ہمیشہ اس قسم کی شرط رہتی آئی ہے خواہ دستور سیاسی میں ہو یا قانون تحریری میں ۱۸۷۵ء کے قانون میں یہ درج ہے کہ "دونوں ایوانوں میں سے کسی ایوان کے کسی رکن پر اس کی کسی اظہار رائے یا اپنے ادائے فرائض میں اس کی کسی رائے دہی کے لیے نہ اس پر مقدمہ چلایا جائے گا اور نہ وہ ذمہ دار گردانا جائے گا"[۲] لیکن اس طرح پر ارکان جس ذمہ داری سے بری کیے گئے ہیں وہ سیاسی ہونے کے بجائے زیادہ تر قانونی ہے اس شرط کا منشا یہ ہے کہ کوئی نمائندہ یا سینا تی اپنی حکم برداری کے عملدرآمد میں کچھ الفاظ ایسے کہے یا کچھ افعال ایسے کرے جن پر قانون تعزیری عاید ہو سکتا ہو تو یہ قانون اس کے حق میں معطل رہے گا لیکن ایک دوسری حیثیت میں یہ بریت اور بھی آگے بڑھ جاتی ہے کیونکہ دستور میں یہ بھی لکھا ہے کہ "زمانہ اجلاس کے دوران میں دونوں ایوانوں میں سے کسی ایوان کے کسی رکن پر کسی طرح جرم یا بداعمالی کے لیے نہ مقدمہ چلے گا نہ وہ گرفتار کیا جائے گا بجز اس کے کہ جس ایوان کا وہ رکن ہے وہ ایوان اس کا اختیار دے سوا اس کے کہ وہ رکن عین اس فعل کے ارتکاب میں پکڑ لیا جائے۔ دونوں ایوانوں میں کسی ایوان کا کوئی رکن اگر زیر حراست ہو

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ (Dodd Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۳۰۵،
ملاحظہ ہو ڈیوگٹ کی کتاب "قانون دستوری" (Duguid Manual de droit Constitutionnel) طبع دوم صفحات ۳۳۷ - ۳۳۸۔

[۱] یہ بریت ۱۶۸۹ء - قانون حقوق میں صراحتاً رکھی گئی تھی۔

[۲] ۱۶ - جولائی ۱۸۷۵ء کا قانون دفعہ ۱۳۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" Modern Ponstitu tions جلد اول صفحہ ۲۹۳۔

یا اس پر مقدمہ چل رہا ہو تو دوران اجلاس کے لئے اور اگر ایوان چاہے تو کل میعاد کے لئے اس کارروائی کو معلق کر دیا جائے گا[۱]" اس شرط کا مقصود وہی ہے جو مذکورہ بالا دفعہ کا ہے یعنی مداخلت، تہدید اور دوسرے اقسام کے سیاسی دار و گیر سے ارکان کو زیادہ سے زیادہ آزادی و طمانیت دی جائے۔ مملکت کے وسیع تر مقاصد و اغراض کے خیال سے جن کی بہترین انجام وہی ایک آزاد و بے خوف جماعت مقننہ سے ہی ہو سکتی ہے، زمانِ اجلاس میں ارکان تعزیری قانون کے معمولی عملدرآمد سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں، بجز اس کے کہ خود ان کا ایوان ان کے خلاف کارروائی کیے جانے پر رضامند ہو۔ اس ملک کے سابقہ جمہوری ساتیر کے تحت میں یہ بریت کل دورانِ رکنیت کے لئے ہوتی تھی مگر بصورتِ موجودہ میثاقوں کے درمیان میں یہ بریت نہیں رہتی۔ آخر میں، یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیئے کہ یہ بریت صرف جرائم اور بداعمالیوں تک وسیع ہے۔ پولیس کے ضوابط کی خلاف ورزی اس میں داخل نہیں ہے نیز یہ کہ اگر کسی رکن کا جرم اس قدر صاف و صریح طور پر مسلم ہو جائے کہ قانون کا نفاذ بغیر اس شک و شبہ کے ہو سکتا ہو کہ اس رکن کو ظلم و زیادتی کا شکار بنایا گیا ہے تو پھر کسی قسم کی بریت نہیں ہے[۲]۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ انگلستان میں مدتوں تک یہ رواج تھا کہ دارالعوام کے ارکان کو ان کے حلقے کے رائے دہندگان وہ اخراجات ادا کرتے تھے جو ان کے نمائندے کی حیثیت سے پارلیمنٹ کے اجلاسوں

---

[۱] ایضاً، دفعہ ۱۴۔ ڈاڈ حسب بالا، جلد اول صفحات ۲۹۳-۲۹۴۔

[۲] پارلیمنٹی بریتوں کے نسبت ایزمین کی کتاب "مبادی قانون دستوری" (Esmein Elements de droit Constitutionnel طبع چہارم صفحات ۸۰۳-۸۱۶۔ دیوگی کی "کتاب قانون دستوری" (Duguit Manual de droit Constitutionnel) طبع دوم صفحات ۳۳۸-۳۴۴ دیکھنا چاہیئے۔

میں شریک ہونے کے لیے انھیں برداشت کرنا پڑتے تھے۔ اٹھارھویں صدی تک فرانس میں بھی اس قسم کا عمل رائج تھا۔ ہر طبقہ (یعنی امرا، پادری اور عوام یعنی طبقہ سوم) مجلس طبقات میں اپنے وکلا کے اخراجات کے لیے جو انتظام مناسب سمجھتا تھا کرتا تھا لیکن انقلاب کی وجہ سے یہ اصول قائم ہوا کہ قومی تشریعی جماعت یا جماعتوں کے ارکان کے مصارف قومی خزانہ سے ادا ہونا چاہیے تاکہ پارلیمنٹی نشستوں کے حصول کا امکان سب کے لیے یکساں ہو جائے۔ ۱۷۹۵ء کے دستور میں اس قسم کی شرط قرار دی گئی اور ۱۸۱۴-۴۸ء کے دور کے سوا یہ اصول مسلسل برقرار رہا۔[1] ۱۸۷۵ء کے دستوری قوانین اس مبحث پر خاموش ہیں مگر ۲ ر اگست ۱۸۷۵ء کے عضوی قانون نے یہ قرار دیا کہ سیناٹیوں کو وہی معاوضہ ملے گا جو نائبین کو ملے گا اور ۳۰ ر نومبر کے قانون نے نائبین کے لیے یہ رقم نو ہزار فرینک سالانہ مقرر کی۔ ۱۹۰۶ء میں رقم پندرہ ہزار فرینک تک بڑھا دی گئی۔ اس کے علاوہ ایک برائے نام رقم ادا کر دینے سے تمام فرانسیسی ریلوں پر مفت سفر کرنے کا حق ہے۔[2]

**تنظیم وطریق کار** ہر باقاعدہ میقات کے آغاز کے وقت خواہ وہ میقات کسی نئی پارلیمنٹ کا ہو یا نہ ہو، ہر ایوان اپنا "دفتر" منتخب کرتا اور آئندہ سال کے لیے قواعد منظور کرتا ہے۔[3] "دفتر" عہدہ داروں کا وہ عملہ ہوتا ہے جو دوران سال میں ایوان کے معاملات کا انصرام کرے گا۔ اس کی ترکیب کا انضباط نہ دستور ریاسی سے ہوتا نہ کسی قانون سے

---

[1] یہ صحیح ہے کہ ۱۸۵۲ء کے دستور نے تمام مشاہروں کو خارج کر دیا تھا مگر اسی سال ایک قرار داد سینات نے انھیں بحال کر دیا۔

[2] ایزمین "مبادی قانون دستوری" طبع چہارم صفحہ ۸۱۷-۸۲۰۔

[3] ۱۶ ر جولائی ۱۸۷۵ء کا قانون، دفعہ ۱۱۔ ڈاڈ۔ دساتیر جدید (Dodd Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۲۹۳۔

بلکہ ان قواعد سے ہوتا ہے جو ہر ایک ایوان خود اپنی ضرورتوں کے مطابق اختیار کر لیتا ہے۔ مگر دونوں ایوانوں میں اس عملہ میں ایک صدر، ایک یا زائد نائب صدر، متعدد معتمدین اور ایک کثیر تعداد مالی عہدہ داروں کی ہوتی ہے۔ یہ سب عہدہ دار ایوان کے ارکان میں سے خفیہ رائے دہی کے ذریعہ سے منتخب ہوتے ہیں۔ نائبانِ صدر، معتمدین اور مالی عہدہ دار فہرست واری انتخاب کے ذریعہ سے منتخب ہوتے ہیں اور سب غیر معین طور پر دوبارہ منتخب ہو سکتے ہیں۔ علی العموم ہر ایوان میں چار نائبِ صدر، چھ یا آٹھ معتمدین، اور تین مالی عہدہ دار ہوتے ہیں۔

مجموعی حیثیت میں یہ دفتر چند چھوٹے چھوٹے فرائض انجام دیتا ہے، اور زود نویس، محرر، کتابدار، دربان وغیرہ کثیر التعداد ملازمین کا تقرر کرتا ہے جو ان مقررہ فرائض کو انجام دیتے ہیں جو ہر ایک تشریعی جماعت کا لازمہ ہیں۔ لیکن دفتر کے بیشتر فرائض عہدہ داروں کے علحدہ علحدہ گروہوں کو سپرد ہوتے ہیں۔ صدر جب غیر حاضر ہو یا اس کا انتقال ہو جائے یا وہ استعفا دیدے اس وقت نائبان صدر میں سے کوئی ایک اس کی جگہ پر صدارت کرتا ہے۔ معتمدین (جن میں سے اجلاس کے وقت کم از کم چار کو اپنی خدمت پر حاضر رہنا چاہیئے) محرروں کی رودادوں کی تیاری کی نگرانی کرتے ہیں، اور جب تقسیم آرا ہوتی ہے تو آرا ایوان کا شمار کرتے ہیں۔ مالی عہدہ داروں کے ذمہ ایوان کی تنظیم اور کام سے متعلق حسابات، ادائیاں اور دوسرے مالی معاملات ہوتے ہیں۔ نائبان صدر اور معتمدین کو اپنے عہدوں کی تنخواہ نہیں ملتی مگر مالی عہدہ داروں کو معمولی ارکان کی تنخواہ سے دو چند دیا جاتا ہے۔

لیکن سب سے زیادہ اہم عہدہ دار صدر ہے۔ درحقیقت سنات کے صدر کا درجہ صدر جمہوریہ کے بعد ہی ہے اور دار النائبین کا صدر مملکت کے اعلیٰ منصب والوں میں تیسرا شخص ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں جب کوئی نیا وزیر اعظم مقرر ہونے کو ہوتا ہے تو سب سے پہلے یہی

لوگ اطلاع و صلاح کے لئے الیزے میں بلائے جاتے ہیں۔ صدر کے اختیارات و فرائض کا انضباط کچھ تو قانون کے رو سے ہوتا ہے اور کچھ اس ایوان کے قواعد کے ذریعہ سے ہوتا ہے جس پر وہ صدارت کرتا ہے۔ مختصر الفاظ میں یہ کہ مباحثہ کے دوران میں وہ کرسی صدارت پر ہوتا ہے، تقریر کرنے والوں کو اجازت دیتا ہے، تحریکات پیش کرتا ہے اور رایوں کے نتیجہ کا اعلان کرتا ہے۔ ایوان کی کارروائیوں کی رودادوں پر وہی دستخط کرتا ہے، ایوان کے نام جو درخواستیں، رودادیں، محضر اور دستاویزیں آتی ہیں، وہ سب اسی کے سامنے پیش ہوتی ہیں وہ نہ صرف رسمی مواقع پر بلکہ دوسرے ایوان اور حکام عالیہ کے ساتھ معاملت کرتے ہیں ایوان کی نمائندگی کرتا ہے۔ نظم کے برقرار رکھنے اور ایوان کی خودمختاری کو محفوظ رکھنے کے لئے جو کارروائی ضروری ہو اسے وہ اختیار کرسکتا ہے یہاں تک کہ حکومت کی مسلح افواج بھی طلب کرسکتا ہے۔ انگلستان کے دارالعوام کے صدر کے برخلاف وہ ایوان کے اندر محض ایک معدل کے فرائض تک محدود نہیں ہے۔ اس سے توقع یہ کی جاتی ہے کہ وہ اپنے عہدے کے فرائض کو بغیر جانبداری کے انجام دے گا لیکن صدر رہ کر بھی مباحثہ میں شرکت کرنا چاہے تو کوئی امر اس کا مانع نہیں ہے۔ پس اس کی حیثیت امریکہ کے دارالنائبین کے صدر کی حیثیت کے ساتھ دلچسپ مشابہت رکھتی ہے۔[۱]

جس دفتر کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ ایک ایسا دفتر ہے کہ انگریزی زبان بولنے والی دنیا کی پارلیمنٹی تنظیم میں اس کا مثل نہیں ملتا۔ لیکن اس دفتر کے تصور نے ایک اور صورت بھی اختیار کی ہے جس نے فرانسیسی پارلیمنٹی تنظیم کو انگریزی وامریکی طریق سے اور بھی جدا کر دیا ہے۔ قدیم مجلس طبقات کے اجلاسوں میں

---

[۱] باڈلی: "فرانس" (Borley : Erance) ایزمین "مبادی قانون دستوری" (Esmein . Elements de droit Constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۴۸۶ – ۴۸۹

مختلف طبقات کی عادت یہ تھی کہ وہ اپنے ارکان کو مختلف حصوں یا محکموں میں تقسیم کردیتے تھے جو تجاویز کے عام غور و بحث کے لئے پیش ہونے کے قبل ان پر ابتدائی طریق سے غور کرتے تھے[1] ۱۸۱۴ء کے دستور میں اس طریقے کی تجدید کی گئی اور اس کے بعد سے یہ طریقہ نہ صرف فرانس بلکہ ایک بڑی حد تک براعظم کے ان دوسرے ممالک میں بھی (جن میں اطالیہ بلجیم اور جرمانیہ بھی شامل ہیں) رائج ہوگیا جن کے نظمہائے حکومت پر فرانسیسی رواج و خیالات کا بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ ۱۸۷۶ء میں جو قواعد بنے ان کے تحت میں ۱۸۴۸ء کی جمعیت قومی کے قواعد کے نمونہ پر دارالنائبین کے ارکان گیارہ شعبوں میں تقسیم کردئے گئے جن میں ہر ایک میں تقریباً ستاون ارکان ہیں اور سینیٹ کو نو شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے جن میں سے ہر ایک میں تینتیس یا چونتیس ارکان ہیں۔ یہ تقسیم قرعہ کے ذریعے سے ہر میقات کے آغاز میں کی جاتی ہے اور دوران میقات کے ہر مہینے نئی تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ ہر شعبہ اپنے صدر اور معتمد کو نامزد کرتا ہے، اور صدر جب ضرورت سمجھتا ہے جلسہ طلب کرتا ہے۔

کسی نئی پارلیمنٹ کے آغاز کے وقت یہی شعبے ارکان کے اسناد کی جانچ کرتے ہیں اور یہ خود ایوان کی مختتم تصدیق کے لئے راستہ تیار کرتے ہیں۔ اس کے سوا ان شعبوں کا فرض خاص یہ ہے کہ مسودات قوانین اور دوسرے تجاویز جو ایوان میں پیش ہوں ان پر ابتدائی حیثیت سے غور کریں۔ ابتداءً یہ شعبے اس خدمت کو براہ راست انجام دیتے تھے جب کوئی مسودۂ قانون پیش ہوتا تھا تو وہ ان شعبوں میں بھیج دیا جاتا تھا اور ایوان میں عام مباحثہ کے قبل یہ شعبے ان کی جانچ کرتے تھے مگر ان شعبوں کی وارستگانہ ترکیب اور ان کی تغیر پذیر حالت سخت دقتیں حایل کردیتی تھیں اور رفتہ رفتہ یہ رواج ہوگیا کہ تجاویز کی تدقیقی جانچ دوسری جماعتوں کو سپرد کی جائے جو ماموریات یعنی مجالس ذیلی کے نام سے معروف و مشہور ہیں، اور ان کا

[1] فرانس کی کلیسائی جمعیتوں کا یہی طرز عمل تھا۔

انتخاب شعبوں کی کل تعداد کی نمائندگی کے لئے ہوتا تھا۔ اس طریق کے مطابق جب کوئی مسودۂ قانون یا کوئی دوسری تجویز کسی شعبے کے پاس جاتی ہے تو وہ اس کے عام اصول پر مختصراً بحث کرتا ہے اور اس کے بعد اپنے ارکان میں سے ایک شخص کو منتخب کر دیتا ہے جو دوسرے شعبوں کے اسی طرح کے منتخب شدہ نمائندگان کے ساتھ مل کر ایک مجلس ذیلی مرتب کر لیتا ہے جس میں اس تجویز پر زیادہ تفصیل کے ساتھ تنقید و تنقیح ہوتی ہے۔ کسی نہایت اہم تجویز کی صورت میں ایوان شعبوں کو یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ وہ دو یا تین نمائندے مقرر کریں۔ پس یہ مجالس ذیلی ہمیشہ گیارہ (سینات میں نو) یا اس کے مضروب علیہ تعداد پر مشتمل ہوتی ہیں۔ مزید براں مجالس ذیلی مخصوص ہوتی ہیں یعنی وہ اسی خاص معاملہ پر غور کر سکتی ہیں جو ان کے سامنے پیش ہو اور اس معنی کر کے عارضی ہوتی ہیں کہ جب اس معاملے کا تصفیہ ہو جاتا ہے تو ان کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

سینات کام چلانے کے اس طریقے پر استقلال کے ساتھ قائم رہا ہے مگر اس طریق میں بہت سے صریحی نقصانات ہیں۔ اس طریق کی وجہ سے اہم مسودات و مسائل کے متعلق مجلس ذیلی میں طولانی و باقاعدہ تفتیش و تحقیق نہیں ہو سکتی۔ اس سے کابینی طریق کے عملدرآمد میں اس طرح خلل پڑتا ہے کہ مجالس ذیلی کی ترکیب وزرا کے اقتدار سے نکل جاتی ہے۔ اس سے وزارت میں بایں طور عدم استقامت پیدا ہو جاتی ہے کہ حکومتی مسودات میں غیر ذمہ دارانہ ترمیمیں ایسی ہو جاتی ہیں کہ حکومت مجبور ہو جاتی ہے کہ وہ خود اپنی تجویزوں کے خلاف عمل کرے یا استعفا دیدے۔ سینات میں تو یہ امور چنداں اہمیت نہیں رکھتے مگر دارالعوام میں جہاں قانون سازی کے کام کا خاص بار پڑتا ہے یہ طریقہ مدتوں سے ناقابل برداشت ہو گیا ہے اور وہاں اس طریقے میں اہم تغیرات ہو گئے ہیں۔ ۱۸۶۳ء ہی میں افواج سے متعلق ایوان کے اندر ایک مستقل مجلس ذیلی قائم کر دی گئی اور ۱۸۶۹ء میں اسی قسم کی ایک مجلس تجارت سے متعلق بھی قائم ہو گئی ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء کے

درمیان مختلف اوقات میں، دس مستقل مجالسِ ذیلی کا اضافہ دیا گیا اور آخرالذکر سنہ میں سولہ مستقل مجالسِ ذیلی نے ۱۲۱۹ تجاویز پر غور کیا۔ اکثر مجالس خاص نے ۱۳۷ تجویزوں پر غور کیا۔[1] پس اس طرح، خاص مسودات پر بحث کرنے کے بجائے قانون سازی کے بعض اصناف پر غور کرنے کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے مستقل مجالسِ ذیلی نے صاف طور پر قدم جما لیا ہے۔ سنہ ۱۹۰۲ء میں قواعد پر نظر ثانی ہوئی تو اس قسم کے سولہ مجالسِ ذیلی کا انتظام کیا گیا جن میں سے ہر ایک میں تینتیس ۳۳ ارکان قرار پائے جو پارلیمنٹ کے دوران قیام تک کے لیے شعبوں کی جانب سے (بحساب تین ارکان فی شعبہ) منتخب ہوتے ہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں قواعد کی مزید نظر ثانی میں یہ قرار دیا گیا کہ مستقل مجالسِ ذیلی کے ارکان کا انتخاب، فہرست داری اور تناسبی نمائندگی کے اصولوں کے تحت میں خود ایوان کی طرف سے ہوا کرے، ارکان کی تعداد بڑھا کر اڑتالیس کر دی گئی، اور یہ شرط لگا دی گئی کہ ہر مجلسِ ذیلی میں فریقوں کے نمائندے اسی تناسب سے نامزد ہونگے جو تناسب ان فریقوں کا ایوان میں ہوگا۔[2] جزوی ترمیموں کے ساتھ اسی صورت میں مجلسِ ذیلی کا اسی طریق پر اب تک عمل ہوتا ہے۔

**وضع قوانین کا طریق کار**

پارلیمنٹ کے فرائض بیشمار ہیں مگر وہ تین خاص عنوانات کے تحت جمع کئے جا سکتے ہیں، یعنی وضع قوانین، مالی اقتدار، اور حکومت کی عاملانہ و انتظامی شاخوں کی نگرانی۔[3] ایک

[1] دارالنائبین، پارلیمنٹی کاغذات اکتوبر تا دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء" Chambre des Deputes Documents Parlementaires Oct. Dec. 1902. صفحہ ۲۷۰۔

[2] ایم بر بونارڈ؛ "دارالنائبین کے قواعد میں تبدیلیاں" M. B. R. Bonnard: "Les modifications du reglement de la Chambre des Deputes," "جریدۂ قانون عام" In Rev. du Droit public اکتوبر تا دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء۔

[3] اس میں انتخاب اور دستور سازی کے فرائض کا شمار نہیں ہے مگر ان کا تعلق پارلیمنٹ کے ساتھ پارلیمنٹ کی حیثیت سے نہیں ہے بلکہ سیناتیوں اور نائبوں کو ایک دوسری حیثیت و شکل کے ساتھ تسلیم کئے جانے سے ہے یعنی ان کا تعلق جمعیت قومی سے ہے۔

انگریز صاحب قلم نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ۱۷۸۹ء اور ۱۸۷۵ء کے درمیان فرانس کی سیاسی ترتیب جدید کے حد کمال کو پہنچ جانے اور ضوابط نپولینی کے احتوا و دوام کی وجہ سے انگلستان اور اکثر دوسرے ممالک کے بہ نسبت فرانس میں قانون سازی کا میدان صریحاً تنگ ہے[۱] لیکن اگرچہ دوسرے مقامات کے بہ نسبت یہاں مختلف جہات میں وضع قوانین کی ضرورت کم پڑی لیکن گذشتہ چالیس برس کی ترقیوں سے جو معاشری و حرفی اصلاحیں ہر ملک میں لازم آگئی ہیں، ان سے فرانس کی پارلیمنٹی کاروبار میں ایک نیا زور پیدا ہوگیا ہے اور اس سے قوانین کے بنتے رہنے میں کسی قسم کا ظاہری اضمحلال نہیں معلوم ہوتا اور پارلیمنٹی فرائض میں سے وضع قوانین ہی کے فرض کو سب سے زیادہ اہم فرض کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے وضع قوانین کے طریق کار کی بعض خصوصیتوں پر توجہ کرنا ضروری ہے۔

دستوری یا قانونی تحدید کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر ایوان میقات کے آغاز میں قرار داد کے ذریعے سے ان قواعد کو قبول کرتا ہے جن کے تحت میں وہ اس میقات میں کام کرنا چاہتا ہے۔ ۱۸۴۸ء کی جمعیت قومی کے قواعد کے نمونے پر ۱۸۷۶ء میں ایوانوں نے جو ضوابط اختیار کیے وہ زیادہ تر برقرار ہیں مگر اہم ترمیمات اور اضافے جیسے کہ ایوان زیریں میں مستقل مجلس ذیلی کے نظم کا جاری ہونا، اکثر وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔[۲]

---

[۱] باڈلی: "فرانس" (Bodley: France,) جلد دوم صفحات ۲۱۳ - ۲۱۶ -

[۲] قوانین کے موضوع پر ملاحظہ ہو، اے - پی - اشر "فرانسیسی دار النائبین میں طریق کار کی اصلاح" (A. P. Usher; The Reform of procedure in the French Chambers of Deputies) مطبوعۂ پولٹیکل سائنس کوارٹری ستمبر ۱۹۰۶ء - ایزمین "مبادی قانون دستوری" (Esmein, Element de droit Constitutionnel) صفحات ۷۹۰ - ۷۹۳، دیگوئی "کتابچہ قانون دستوری" (Diguit ; Manuel de droit Constitutionnel) طبع دوم صفحات ۳۵۳ - ۳۵۸ -

۲۵ر فروری ۱۸۷۵ء کے دستوری قانون کے ذریعہ سے دونوں ایوانوں کے ارکان کے ساتھ ہی ساتھ صدر جمہوریہ کو بھی ابتدائی حیثیت میں قانون کے پیش کرنے کا حق حاصل ہے[1] قانوناً جن تجاویز کی ابتدا صدر جمہوریہ کی طرف سے ہوتی ہے حقیقۃً ان تجاویز کا آغاز بالعموم وزرا کی طرف سے ہوتا ہے۔ بہر نوع صدر جمہوریہ کی موجودگی میں مجلس وزرا سے منظور ہوجانے کے بعد یہ تجاویز وزیر اعظم یا کسی اور وزیر کے ذریعہ سے "تجاویز قانونی" کے طور پر پارلیمنٹ کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ قانونی حیثیت سے "تجویز قانونی" "فیصلہ عاملہ" کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے کوئی وزیر اسے خود اپنی ذمہ داری پر یا صدر کے دستخط کے بغیر پیش نہیں کرسکتا۔ کوئی وزیر اگر چاہے تو محض ایوان کے رکن کی حیثیت سے اور بالکل ایک غیر وزارتی رکن کے طور پر کوئی مسودۂ قانون پیش کرسکتا ہے گر اس قسم کا مسودۂ قانون "حکومتی مسودۂ قانون" نہیں ہوتا' اور حقیقت یہ ہے کہ وزرا اپنے ان قانونی حقوق کو کبھی عمل میں نہیں لاتے۔ خانگی ارکان کے مسودات "مسودات خانگی" کہلاتے ہیں۔ ان مسودات کو تحریراً اور ایک مشخصہ صورت میں پیش ہونا چاہئے' اور قواعد میں وہ طریق کار صراحۃً منضبط کردئے گئے ہیں' جن کے بموجب ان پر غور ہوسکتا ہے۔ حکومتی تجاویز کے برخلاف' خانگی ارکان کے مسودوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک "ماموریۂ ہدایت" کی تنقیح سے ہوکر گزریں' اس ماموریہ کی روداد ایوان کے اس فیصلہ کی بنیاد پر ہوتی ہے کہ "آیا ایوان اس تجویز پر غور کرے" یا نہ کرے۔ اگر فیصلہ نفی میں ہوتا ہے تو وہ مسودۂ قانون پھر چھ ماہ کے اندر پیش نہیں ہوسکتا۔ اگر فیصلہ اثبات میں ہوتا ہے تو اس مسودے کے متعلق وہی طریق کار عمل میں آتا ہے جو حکومتی تجویز کے متعلق عمل میں آتا۔

خانگی ارکان کی ہدایت میں غیر محدود حق اس امر کا شامل ہے کہ وہ مسودات سرکاری اور مسودات خانگی دونوں کے متعلق ترمیمات پیش کریں۔

[1] دفعہ ۳۔ ڈاڈ' "دساتیر جدیدہ" (Dodd; Modern constitutions) جلد اول صفحہ ۲۸۶۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر رکن کو مسودے قرار دادیں اور ترمیمیں پیش کرنے ایسی تجویزیں کرنے جن سے موازنہ میں ترمیم ہو جائے اور تقریر بازی اور دوسرے پارلیمنٹی داؤ پیچ سے ایوان کے وقت ضائع کرنے کا بہت بڑا موقع حاصل ہے۔ ۱۸۹۰ء میں ایک ذیلی مجلس نے اس موضوع پر غور کیا تھا، اس نے لکھا تھا کہ "کسی دو اداروں میں اس سے زیادہ نمایاں تخالف کا پایا جانا ناممکن ہے جو (انگریزی) دارالعوام اور (فرانسیسی) دارالنائبین کے درمیان آخر الذکر کی انفرادی ہدایت اور سابق الذکر کی وزارتی ہدایت میں پایا جاتا ہے۔ انگلستان میں اگر وزارتی ہدایت کی خرابیاں موجود ہیں، تو بھی ہمیں انفرادی ہدایت کی ان خرابیوں کو رفع کرنا چاہیے جو خود ہمارے ایوان میں ضرورت سے زیادہ نمایاں ہیں"[1] گزشتہ بیس برس کے اندر قواعد کے ترمیمات نے انفرادی ہدایت پر سابق کے بہ نسبت بہت زیادہ قیود عاید کردیے ہیں مگر پھر بھی صورتِ حال انگلستان کی حالت سے بہت زیادہ مغائر ہے اور کسی صحیح مفہوم میں یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ وزرا پارلیمنٹ کے آقا ہیں[2]

جن حکومتی مسودات اور جن انفرادی مسودات پر غور کرنے کی ایوان رضامندی دیدیتا ہے وہ سینات میں شعبوں کے اور ان کے توسط سے خاص مجالس ذیلی کے حوالہ کردیے جاتے ہیں۔ دارالنائبین میں بھی مسودات اسی طریق پر حوالے کیے جاسکتے ہیں، لیکن اگر ان کا تعلق وضع قوانین کے ایسے اصناف سے ہوتا ہے جو مستقل مجالس کے تحت میں آتے ہوں تو وہ براہ راست مناسب مجلس ذیلی کے پاس بھیجدیے جاتے ہیں، اور

---

[1] دارالنائبین، پارلیمنٹی کاغذات، ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء، صفحہ ۱۴۹۳۔

[2] وضع قوانین کی ہدایت کے متعلق لاحظہ ہو، شر کی کتاب متذکرۂ سابقہ صفحات ۴۸۸-۴۹۷ مستعد کتابیں حسب ذیل ہیں:- لارشے فرانس میں پارلیمنٹی ہدایت کا طریقہ" (Larcher: L'initiative parliamentaire en France (پیرس ۱۸۹۶ء) میشون "پارلیمنٹی ہدایت" (Michon, L'initiative parlementaire) پیرس ۱۸۹۸ء

چونکہ ان اصناف میں درآمد و برآمد، مزدوری، زراعت، تجارت و حرفت، تعمیرات عامہ، فوج، بیڑہ، معاملاتِ خارجہ، تعلیمات، اور صحت عامہ کے مانند اہم موضوع داخل ہیں اس لئے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر و بیشتر مسودات قانون کسی نہ کسی مجلسِ ذیلی کے ذریعے سے طے ہوتے ہیں۔ شعبوں اور مجالسِ ذیلی کی روئداد میں چھپتی اور تقسیم ہوتی ہیں، اور ایوان میں جب عام مباحثہ ہوتا ہے تو یہ روداد میں عملاً تمام ارکان کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں جن ایوانوں میں نشست ہوتی ہے وہ نیم دائرہ کی شکل کے ہیں اور جتنے ارکان ایوان کے بیٹھنے والے ہوتے ہیں اتنی ہی نشستگاہیں اور میزیں ہوتی ہیں۔ مرکز میں ایک بلند ہستے وار کرسی صدر کے لئے ہوتی ہے اور اس کے سامنے ایک اونچا چبوترہ ہوتا ہے اور جو رکن تقریر کرنا چاہتا ہے وہ اس پر چڑھ کر تقریر کرتا ہے۔ چبوترے کے دونوں جانب زود نویس بیٹھے ہوتے ہیں جن کی مرتب کردہ روئداد میں ہر صبح کو جریدۂ سرکاری، میں طبع ہوتی ہیں نشستوں کی پہلی قطار جو چبوترے کے سامنے ہوتی ہے وہ حکومت یعنی ارکانِ وزارت کے لئے مخصوص ہوتی ہے، ان کے پیچھے ایوان کے دوسرے ارکان ہوتے ہیں، صدر کے بائیں جانب استیصالی ہوتے ہیں اور داہنے جانب مستحفظین کسی تجویز کے قانون ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایوان میں وہ دو خواندگیوں میں منظور ہو اور دونوں خواندگیوں میں پانچ دن کا وقفہ ہو الا یہ کہ کثرت رائے سے اس کے خلاف حکم دیا جائے۔ جو رکن مباحثہ میں شرکت کرنا چاہتا ہے وہ اپنے منشا کا اظہار اس طرح کر دیتا ہے کہ معتمدین کے پاس جو فہرستیں ہوتی ہیں ان پر اپنا نام لکھ دیتا ہے۔ کسی رکن کی تحریک پر قطع بحث عمل میں آسکتی ہے اور اس کے لئے رائے دہی کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ تقسیم آرا ہاتھوں کے اٹھانے یا کھڑے ہو جانے یا تحریری رائے کے ذریعے سے ظاہر ہو سکتی ہے جس میں سفید کاغذ اثبات کی اور نیلا کاغذ انکار کی نشانی ہوتا ہے۔ کوئی فیصلا اس وقت تک ناطق نہیں ہوتا جب تک ارکان کی کثرت مطلق (یعنی سینات میں ۱۵۱، اور دارالنائبین ۳۱۴، ارکان) کی

شرکت نہ ہو[1] ایوانِ بالائی میں کارروائی سست رفتار اور باوقار ہوتی ہے اور ایوانِ زیریں میں زیادہ پرجوش اور اکثر شور انگیز ہوا کرتی ہے۔ نظم کے قائم رکھنے کی ذمہ داری صدر پر عاید ہوتی ہے۔ شدید صورتوں میں اسے یہ اختیار ہے کہ ایوان کی کثرت رائے سے کسی رکن کو سزا دے جس سے لازم آتا ہے کہ عارضی طور پر وہ مباحثوں کی شرکت سے خارج کر دیا جائے[2]۔
دونوں ایوانوں کے تعلقات نہ دستور کے زیر اثر ہیں نہ قوانین تحریری کے بلکہ رواج کے زیر اثر ہیں جو ایک معقول حد تک ۱۸۱۴ء-۱۸۴۸ء کی دو ایوانی پارلیمنٹ سے ورثہ میں ملے ہیں۔ اساسی اصول یہ ہے کہ دونوں ایوان اعزاز و اختیار اور نیز فرائض میں مساوی الحیثیت ہیں بجز اس کے کہ دستور یا قانون کی رو سے کسی ایوان کو خاص فرائض تفویض ہو گئے ہوں[3] اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے

---

[1] ڈیوگی: "کتابچۂ قانون دستوری" (Dugnit:Manuel de droit constitutionnel) طبع دوم صفحات ۳۷۳-۳۷۵۔

[2] دارالنائبین کی کارروائی کے جو اثرات ایک انگریز پر پڑ سکتے ہیں ان کے متعلق باڈلی کی کتاب "فرانس" جلد دوم صفحات ۲۰۲-۲۰۹، ۲۳۱-۲۴۵ دیکھنا چاہیے۔ مقابلہ کیجئے:
ایوبولٹ: "پارلیمنٹی کارفرمائی" "قوانین کے منظوری کا طریق" (P. Hubault: Le travail parlementaire: comment se fabriquent les lois; Rev. Hebdom. Nov. 1, 1919.
جے۔ ایس۔ کرافورڈ: "دارالنائبین میں ایک دن" مطبوعہ گنٹنس میگزین اکتوبر ۱۹۰۱ء J. S. Crawford: "A day in the Chamber of Deputies:" Gunton's Magazine, Oct. 1901.)
فرانسیسی پارلیمنٹی طرز کار کی تاریخ حسب ذیل کتاب میں مل سکتی ہے:۔ پودرا دپی ایر "پارلیمنٹی قانون کا عملی رسالہ"
دیساقی ۱۸۷۸ء۔ آر۔ ڈکنسن "غیر ملکی پارلیمنٹوں کی ترتیب اور انکے طریق کار کا خلاصہ" Summary of the Constitution and proceoure of Foreign Parliaments طبع لندن سنہ ۱۸۹۰ء کسی قدر کارآمد ہے۔

[3] مثلاً سینیٹ کا عدالتی فرض اور دارالنائبین کا یہ حق کہ مالی مسودات پر اسے پہلے غور کرنے کا موقع دیا جائے۔

کہ ایک ایوان دوسرے ایوان کی کارروایوں میں دخل نہیں دے سکتا، اور ہر ایک ایوان اُس تجویز کو جو دوسرے ایوان سے اس کے پاس آتی ہے اسی آزادی سے قبول اور ترمیم کرسکتا ہے جس آزادی سے خود اپنے وہاں کی تجویز کے متعلق وہ یہ عمل کرتا۔ کسی تجویز کے قانون ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں ایوانوں میں وہ ایک ہی صورت سے منظور ہو اسی لئے اگر کوئی تجویز کسی قدر مختلف صورت میں منظور ہوتی ہے تو دونوں ایوانوں کو متفق الرائے کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ تجویز سرکاری مسودات قانون میں سے ہوتی ہے تو جس وزیر کو وہ تجویز تفویض ہوتی ہے وہ فوراً ایک ایوان سے دوسرے ایوان میں پہنچ جاتا ہے کہیں کچھ رعایت حاصل کرلیتا ہے کہیں قدرے دست برداری پر راغب کرلیتا ہے تا آنکہ اختلافات باقی نہیں رہتے۔ لیکن اگر تجویز کی ابتدا کسی ایک ایوان میں ہوتی ہے اور وزرا اس کے متعلق کوئی خاص ذمہ داری محسوس نہیں کرتے تو دونوں ایوانوں کے اختلاف کی صورت میں اغلب یہ ہے کہ اسے انگلستان اور امریکہ کی طرح ایک خاص مشترکہ مجلس ذیلی کے سپرد کر دیا جائے حکومتی مسودات قانون بھی گاہ بگاہ اسی طرح حوالہ کئے جاتے ہیں جس کی ایک نمایاں مثال ۱۸۸۹ء کا لازمت فوجی کا قانون ہے[1]

**مالی اختیار**

انقلاب کے بعد سرکاری مالیہ سے متعلق متعدد اصول رائج ہوگئے، اور ۱۸۷۵ء کے دستور میں اگرچہ تخصیص کے ساتھ ان اصول کی توثیق ثانی نہیں ہوئی مگر پھر بھی اکثر فرانسیسی اصحاب استناد ان اصول کو قانون ملک کا لازمی جزو سمجھتے ہیں، ان میں اصول ذیل داخل ہیں:۔ قوم

[1] ایزمین "مبادی قانون دستوری" (Esmein : Elements de droit constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۲۵ء ۳۲۳ مع گیوٹ "فرانسیسی سینٹ اور دار النائبین کے درمیان تعلقات" Guyot ; Relation between the French Senate and Chamber of Deputies) مطبوعہ "انلز" کا ڈمیری ریویو فروری ۱۹۱۰ء۔

یا قوم کے نمایندوں کی منظوری کے بغیر کسی اور طرح پر کوئی محصول منظور نہ ہوگا، محصولوں کا اختیار ایک وقت میں صرف ایک برس کے لئے دیا جائے گا، سرمایہائے عامہ صرف قوم کی منظوری سے صرف ہونگے قوم کے نمایندے حکومت کی مدد سے ہر سال مداخل و مخارج کا ایک نقشہ یعنی موازنہ تیار کرینگے اس میں سے بعض اصول ۱۸۱۵ء سے بعد کے وضع شدہ قوانین میں باقاعدہ ثبت ہوگئے ہیں مگر ثبت ہوں یا نہ ہوں حکومت کی تمام مالیاتی کارروائیوں کی بنیاد انھیں پر ہے[1] یہ قاعدہ کہ مالی مسووات پر پہلے ایوان زیریں میں غور کیا جائے گا ۱۸۱۴ء میں انگلستان سے لیا گیا اور ۱۸۷۵ء کے دستور میں یہ صراحتہً موجود ہے[2] اس کا اطلاق نہ صرف سالانہ موازنہ پر ہوتا ہے بلکہ رقوم کی خاص منظوریوں، قرضوں کے اختیارات، اور درحقیقت ہر نوعیت کے مالی تجاویز پر ہوتا ہے۔ لیکن اس موقع پر اتنا یہ بھی کہدینا چاہیئے کہ ایسے تجاویز جو اصلاً مالی تجاویز نہ ہوں تاہم ان سے خرچ لازم آتا ہو جیسے وظیفہ پیرانہ سالی کا قانون، اس قسم کے تجاویز گاہ بگاہ اولاً سینات میں بھی پیش ہوجاتے ہیں ہر سال میں موازنہ آیندہ برس کے لئے منظور ہوتا ہے اور انگلستان کے طرز عمل کے خلاف، جہاں بہت اہم محصول مستقل قوانین کی بنیاد پر وصول کئے جاتے ہیں، اور جہاں بہت سے اخراجات (مثلاً قومی قرضہ کے سود) کا اختیار غیر معین زمانہ کے لئے دیدیا جاتا ہے، فرانس میں موازنہ کا مقصود یہ ہوتا ہے

---

[1] اس مسئلے پر اتفاق کامل نہیں ہے، چنانچہ دیگوئی یہ کہتا ہے کہ ایک وقت میں ایک برس سے زاید کے لئے پارلیمنٹ کا محصولوں کے لئے رائے دینا غیر دستوری ہوگا (کتابچہ قانون دستوری، طبع دوم صفحہ ۸۰۰) مگر ایزمین اس کے برخلاف رائے رکھتا ہے (مبادی قانون دستوری، طبع چہارم صفحہ ۸۳۶)

[2] ۲۴ فروری کا قانون، دفعہ ۸۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۲۹۰، ملاحظہ ہو ایزمین: "مبادی قانون دستوری" (Elements de droit constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۸۴۲-۸۵۰۔

کہ وہ ہر قسم کے مداخل ومخارج پر حاوی ہو۔ علاوہ ازیں یہ موازنۂ تخصیصی ہوتا ہے یعنی وہ تفصیل کے ساتھ متوقع آمدنیوں کو خاص خاص خدمتوں کے ساتھ مخصوص کر دیتا ہے اور عاملانہ وانتظامی حکام کو اس معاملہ میں اختیار تمیزی باقی رہ جاتا ہے۔

موازنہ ابتدائً وزرا تیار کرتے ہیں۔ ہر محکمہ کا سرِ دفتر اپنے انتظامی دفاتر کی مدد سے خود اپنے محکمہ کے اخراجات کا تخمینہ مرتب کرتا ہے اور وزیر خزانہ ان سب کو ایک مجموعہ موازنہ کی شکل میں لاتا ہے اور اس کے علاوہ مداخل کے تخمینے بھی تیار کرتا ہے۔ مالی سال یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے، اور جس سال کا موازنہ مدنظر ہوتا ہے اس سے ایک سال قبل کے اکتوبر یا نومبر میں اس کی تیاری شروع ہو جاتی ہے مثلاً ۱۹۲۲ء کی موازنہ کی تیاری ۱۹۲۰ء کے موسم خزاں میں شروع ہو گئی ہوگی۔ مکمل ہو کر یہ طومار تین ہزار صفحات سے زیادہ کا ہوتا ہے اور وزیر خزانہ اسے دارالنائبین میں پیش کرتا ہے اور فوراً وہ موازنہ کی مجلسِ ذیلی کی جانب منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس جماعت میں چوالیس ارکان ہوتے ہیں جو گیارہ شعبے بحساب چار رکن فی شعبہ منتخب کرتے ہیں۔ ان کا انتخاب رسماً ایک برس کے لئے ہوتا ہے گر واقعاً اس مدت کے لئے ہوتا ہے جو ان کے فرائض کی تکمیل کے لئے ضروری ہو[1]۔ مجلس ذیلی خفیہ طور پر دروازے بند کر کے کام کرتی اور تخمینوں پر غور کرتی ہے، طولانی روداد تیار کرتی اور آخرالامر تین چار ماہ کے بعد ایک بہت بڑے مسودۂ مالی کی اصل تحریر کرتی جس میں نظرثانی کی ہوئی تجویزیں داخل ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ایوان میں بحث ہوتی ہے، پہلے بہ حیثیت مجموعی کل مسودے پر

---

[1] ۔ اسٹورم؛ "موازنہ" (The Budget) صفحہ ۲۰۔ یہ یاد ہوگا کہ انگلستان میں موازنہ لازماً پورے ایوان کی مجلس میں زیر غور آتا ہے تاآنکہ ۱۹۱۹ء میں دارالعوام نے صرف ایک میقات کے لئے ایک قاعدہ یہ اختیار کیا کہ تخمینہ جات کو ایک مستقل مجلس کی جانب رجوع کرنے کی اجازت دی جائے۔

بحث ہوتی ہے اس کے بعد مختلف دفعات پر ایک ایک کرکے غور کیا جاتا ہے۔ بحث کی کامل آزادی ہوتی ہے بعض خفیف قیود کے ساتھ ارکان ترمیمیں پیش کر سکتے ہیں اور ایوان جس قدر اور جس قسم کے تغیرات چاہے کر سکتا ہے۔ اس لیے موازنہ جب جماعت مقننہ کے سامنے ہوتا ہے تو وہ حکومت کے اقتدار سے اس درجہ باہر ہو جاتا ہے کہ انگریزی تنظیم میں اس کا امکان نہیں ہے اور دارالعوام کے سنہ ۱۹۱۹ء والے نئے قواعد کے قبول کرنے کے قبل تو بہر نوع اس کا قطعی امکان نہیں تھا۔ مزید براں یہاں اس اہم انگریزی قاعدہ کے مثل کوئی روک نہیں ہے کہ حکام عاملہ نے جس خرچ کا مطالبہ نہ کیا ہو اس خرچ کا اختیار نہیں دیا جا سکتا۔ درحقیقت پارلیمنٹ جو تغیرات کرتی ہے وہ اغلباً خرچ کے وزارتی تخمینہ کو گھٹانے کے بجائے بڑھا دیتے ہیں۔

جو دفعہ طے ہوتی جاتی ہے اس پر رائے لی جاتی ہے اور آخر میں قانون پر مجموعتہً رائے لی جاتی ہے۔ علی العموم ایسا ہوتا ہے کہ مجلس ذیلی سے موصول ہونے کے بعد موازنہ تین چار ماہ تک دارالنائبین کے روبرو رہتا ہے۔ یہاں سے مختتم طور پر منظور ہو جانے کے بعد تجویز وزیر خزانہ کے پاس واپس بھیجدی جاتی ہے جو فوراً ہی اسے سینات کے روبرو پیش کر دیتا ہے۔ اس وقت تک اس قانون کے نافذ ہونے میں صرف چند ہفتے رہ جاتے ہیں اس لیے ایوان بالائی کے غور و فکر میں عجلت سے کام لیا جانا اغلب ہوتا ہے مگر یہاں بھی ٹھیک وہی طریق کار اختیار کیا جاتا ہے جو ایوان زیریں میں اختیار کیا گیا تھا اور اکثر اہم تغیرات داخل کر دیے جاتے ہیں۔ اگر اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں تو موازنہ دونوں ایوانوں میں آتا جاتا رہتا ہے اور مشاورتی مجالس کسی مفاہمت پر پہنچنے کی سعی کرتے ہیں۔ صرف انھیں امور پر دوبارہ غور کیا جاتا ہے جو متنازعہ فیہ ہوتے ہیں اور آخرالامر پوری طرح اتفاق باہمی ہو جاتا ہے۔ تکمیل یافتہ قانون، جریدہٴ سرکاری میں کل کا کل شایع کر دیا جاتا ہے اور صدر جمہوریہ کی طرف سے اعلان ہو جانے کے بعد اس کا نفاذ نئے سال کی پہلی تاریخ سے ہو جاتا ہے۔ اس کا کوئی سوال ہی نہیں ہے کہ ایوانوں کو

موازنہ کے بالکلیہ مسترد کر دینے کا اختیار حاصل ہے اس لئے کہ صرف ایک موقع یعنی ۱۸۷۷ء کی ۱۶ مئی کے سوا اور کبھی ایوانوں نے سختی کے ساتھ اس کی دھمکی بھی نہیں دی ہے[1]

**حکومت پر اقتدار پارلیمنٹی تنظیم**

پارلیمنٹ کا تیسرا اہم فرض وزارتی ذمہ داری کو نفاذ میں لانا ہے جس کے کم سے کم معنی یہ ہیں کہ عاملانہ اور انتظامی عہدہ داروں کی روش پر عام نظر رکھی جائے اور جیسا کہ فرانس میں ہے انتہائی اور کامل طور پر اس کے عمل میں لانے کے معنی یہ ہیں کہ نظم ونسق کے روزمرہ کے کاموں پر مسلسل نگرانی رکھی جائے اور اس میں برابر دخل دیا جائے۔ اس اقتدار کی نوعیت اور اس کے اثرات بہترین طریقے پر اس طرح واضح ہو سکتے ہیں کہ فرانسیسی کابینی یا پارلیمنٹی نظم کے عملدرآمد پر کسی قدر غور کیا جائے[2]۔ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرانس میں حکومت کا وہ پارلیمنٹی نظم رائج ہے جسے برطانیہ عظمیٰ سے نقل کیا گیا ہے اور بیشتر وہ اسی کے مثل ہے۔ عاملانہ اختیار کا ایک صاحب خطاب موجود رہتا ہے جو

[1]۔ انگریزی، امریکی اور دوسری نظموں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے فرانسیسی موازنہ کی کارروائی، اور مالیاتی وضع قوانین کا بہترین بیان آر اسٹورم کے "موازنہ" (R. Stourm; Le budget) میں ہے جس کا ترجمہ اسی نام سے پلازنسکی نے کیا ہے (مطبوعہ نیویارک، ۱۹۱۷ء)۔ مختصر بیان کے لئے (مگر جو اس وقت تک کے زمانے کا نہیں ہے) بادگلی کی کتاب "فرانس" جلد دوم صفحہ ۲۲۵ – ۲۳۳۔ اور ایزمین کی کتاب "مبادی قانون دستوری" طبع چہارم صفحات ۸۲۲ – ۸۵۷ پر دیکھنا چاہیئے قومی آمد وخرچ کی جانچ ایک عدالت حسابات کرتی ہے جو ہر سال اپنی روداد صدر جمہوریہ اور دارالنائبین کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اس عدالت کے ارکان صدر کی جانب سے تاحیات مقرر ہوتے ہیں۔ اس کا کام برطانیہ عظمیٰ کے صدر ناظم حسابات کے دفتر کے مشابہ ہے۔

[2]۔ انگلستان میں کابینی نظم کی اصطلاح نہایت ہی کثرت سے استعمال ہوتی ہے، فرانس میں "پارلیمنٹی نظم" کی اصطلاح۔

سیاسی طور پر غیر ذمہ دار ہے؛ واقعی کام کرنے والی جماعت عاملہ وزراپر مشتمل ہے۔ وزرا عام معاملات میں مجموعی طور پر اور خاص معاملات میں انفرادی طور پر ایوانوں اور خاص کر وار النمائیندگان کے روبرو ذمہ دار ہیں۔ جب کسی اہم تجویز کے متعلق انھیں شکست ہوجاتی ہے تو وہ کل کے کل مستعفی ہوجاتے ہیں۔ عاملانہ اور تشریعی صیغوں میں تصادمات کے ختم کرنے کے لیے ذرایع مناسب طور پر مہیا کر دیئے گئے ہیں۔

لیکن عملاً، فرانس میں پارلیمنٹی حکومت کے اس سے کچھ مختلف ہی معنی ہیں جو آبنائے کی دوسری جانب ہیں۔ ظاہرا یہ حکومت ایسی معلوم ہوتی ہے کہ بعض مبصرین اس جانب گئے ہیں کہ اس پر پارلیمنٹی نراج کے وصف کا اطلاق کریں۔ اس کے عیاں خصوصیات میں وزارتوں کی عدم استقامت، وزارتی بحرانوں کی کثرت اور ایوانات اور حکومت کے درمیان متواتر تصادمات داخل ہیں۔ انیسویں صدی کے وسط سے ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کے شروع ہوتے وقت تک انگلستان میں صرف بارہ وزیراعظم ہوئے ہیں۔ درآں حالیکہ فرانس میں اتنے ہی وزیراعظم ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان ہوئے ۱۸۷۳ء سے ۱۹۱۴ء تک انگلستان میں صرف گیارہ مختلف وزارتیں ہوئی ہیں فرانس میں پچاس ہوئی ہیں۔ ۱۸۸۱ء اور ۱۹۰۰ء کے درمیان موخرالذکر ملک میں صرف چار برس ایسے گزرے ہیں جن میں وزارت کا کم از کم ایک تغیر نہ ہوا ہو فرانس میں ۱۸۷۳ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیانی زمانہ کی پچاس وزارتوں میں سے صرف چار وزارتیں ایسی ہوئی ہیں جو دو برس سے زائد برسراقتدار رہی ہیں، ورنہ اکثر وزارتیں صرف چھ ماہ برسرکار رہیں۔ اس تمام دور کے لئے اوسط مدت آٹھ ماہ سے بھی کم ہوتی ہے۔[1] پارلیمنٹی حکومت کے جوہر اصلیہ میں سے ہے کہ حکمراں وزارت کی میعاد کا انحصار بالکلیہ اس پر ہونا چاہئے کہ عمومی ایوان

---

[1] دیکھو گارنر: "فرانس میں کابینی حکومت" (Cabinet Government in France) مطبوعۂ "امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو" اگست ۱۹۱۴ء صفحات ۳۶۸ - ۳۶۹۔

کے ساتھ وزارت کے تعلقات اچھے رہیں۔ انگلستان تک میں کسی وزارت کو اپنی مدتِ حیات کا قطعی یقین نہیں ہوتا لیکن مذکورۂ بالا شمار و اعداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انگلستان میں وزارت کو چند برس کی زندگی کی معقول توقع ہوتی ہے جس میں وہ اپنی حکمت عملی کو عمل میں لا سکے۔ فرانس میں وزارت کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ وہ زیادہ دنوں قائم نہیں رہے گی۔ رواج کے مطابق اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ وہ ایک اعلان شایع کرتی ہے جس میں اصلاحات کا وسیع لائحہ عمل پیش کیا جاتا ہے، مگر دل میں جانتی ہے کہ اس کی بقا اتنی نہ ہوگی کہ وہ اپنے وعدوں کا کوئی بڑا حصہ پورا کر سکے۔ حکومت کا کام بڑھنے اور رکنے کا ایک پریشان کن سلسلہ بن جاتا ہے، بڑی بڑی تجویزیں برسوں معلق پڑی رہتی ہیں، اوسط درجہ کی قابلیت کے مدبرین بعض انگلستان میں وزارتی عہدوں کے قابل نہ سمجھا جائے گا، بڑے بڑے عہدوں پر یکے بعد دیگرے جلد جلد آتے جاتے رہتے ہیں۔

**وزارتی عدم استقامت کے اسباب**

اس کے وجوہ دریافت کرنا کچھ دشوار نہیں ہیں کہ انگلستان کے بہ نسبت یہاں پارلیمنٹی نظم کیوں اس قدر کم سہولت کے ساتھ چلتا ہے۔ اس کی تہ میں یہ واقعہ ضرور ہے کہ ایک ملک (یعنی انگلستان) میں یہ نظم طولانی ارتقا اور موزونیت کا نتیجہ ہے اور دوسرے ملک (فرانس) میں یہ باہر سے لائی ہوئی شئے ہے جسے ان لوگوں نے پوری طرح سمجھا نہیں تھا جو ایک صدی قبل اسے لائے تھے اور نہ یہ اپنے جدید ماحول سے پوری طرح مطابقت رکھتی تھی۔ لیکن انگلستان کے مانند یہاں اس نظم کے کارگزار نہ ہونے کے تحقیقی وجوہ میں بلاشک وشبہ سب سے زیادہ اہم وجہ سیاسی فریقوں کی حالت ہے۔ رودبار کی دوسری جانب اگرچہ ۱۹۱۴ء کے پہلے ہی ایسے چھوٹے چھوٹے سیاسی گروہ پیدا ہو گئے تھے جن سے صورت حالات میں پیچیدگی پیدا ہو جاتی تھی مگر پھر بھی قوم کی سیاسی زندگی زیادہ تر دو بڑے فریقوں میں محدود تھی جن میں سے ہر ایک کو اتنی کافی قوت حاصل تھی کہ اگر اسے

با اقتدار بنا دیا جائے تو ایک ہم رنگ و ہمدرد وزارت کی تائید حاصل کر سکتی تھی۔ اس کے برعکس فرانس میں فریقوں کی کثرت ہے اور ان میں سے کسی کی بھی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ تنہا حکومت کا کام چلا سکے سنہ ۱۹۱۰ء کے انتخاب میں نو مختلف سیاسی گروہوں سے کم کے پیرو دار الناظمین میں موجود نہ تھے۔ وزارت کے ارکان میں جب تک متعدد فریقوں کے ارکان کی نمائندگی نہ ہوتی ہو اس وقت تک کوئی وزارت ایسی بن ہی نہیں سکتی کہ ایوان میں اسے کام کے بقدر کثرت حاصل ہو جائے، لیکن اس طرح پر جو حکومت بنے گی اس کی نسبت یہ قریب یقینی ہے کہ وہ تذبذب کی حالت میں رہے گی اور اس کی زندگی تھوڑی ہوگی۔ جن گروہوں اور جن مقاصد پر حکومت کا انحصار ہوتا ہے یہ ممکن نہیں کہ وہ ان سب کو خوش رکھ سکے۔ وہ کسی کو ناخوش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی اور عام طور پر اس کا خاتمہ سب کی ناخوشی پر ہوتا ہے۔ وزارتی عدم استقامت کا ایک دوسرا سبب یہ ہے کہ پارلیمنٹ وزرا پر گہری اور مسلسل نگرانی رکھنے پر مصر ہوتی ہے اور یہ نگرانی نہ صرف حکمت عملی کے قائم کرنے کے متعلق ہوتی ہے بلکہ جزوی انتظامی معاملات میں بھی ہوتی ہے انگلستان میں (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) کابینہ وضع قوانین اور نظم ونسق دونوں میں رہبری کرتا اور دونوں پر حاوی ہوتا ہے۔ پارلیمنٹ اس پر عمومی ذمہ داری عاید کرتی ہے مگر عمل اور خاص کر انتظامی معاملات میں اسے آزادانہ وسعت دیتی ہے [1] مگر فرانسیسی پارلیمنٹ اس قسم کے عاقلانہ ومعتمدانہ روش پر چلنے کے لئے رضامند نہیں ہوتی؛ وہ تقررات وترقیات کے آمرانہ حکم دینے، احکام جاری کرنے اور عام طور پر ایسے معاملات میں دخل در معقولات کے لئے قابل افسوس ہوس کا اظہار کرتی ہے جو

---

[1] ولوبی؛ "جدید سلطنتوں کی حکومت" (Willoughby Government of Modern States) صفحات ۲۴۷، ۲۳۷-۲۴۱-۲۔ ایزمین؛ "مبادی قانون دستوری" (Elements de droit constitutionnel) طبع چہارم صفحات ۸۴-۸۸-۸۷-۸۸۔

مناسب معنی میں اس سے تعلق نہیں رکھتے۔" فرانسیسی پارلیمنٹ صرف اسی پر قانع نہیں ہے کہ صدر جمہوریہ کو اس کے دستوری امتیازات خاص سے محروم کر دیا اور محض شاہ شطرنج بنا دیا ہے بلکہ وہ اس پر بھی مصر ہے کہ وزرا کو خفیف خفیف معاملات پر خارج کر دے اور یہ اس دستوری شرط کے ہوتے ہوئے کہ وزرا صرف اپنی عام حکمت عملیوں کے متعلق ذمہ دار ہونگے۔"[1]

فرانسیسی وزرا کی حیثیت استیضاح کی ترکیب سے اور بھی زیادہ خطرے میں پڑی رہتی ہے انگریزی پارلیمنٹ کی طرح دونوں ایوانوں کے ہر رکن کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایوانوں کی موجودگی میں کسی وزیر سے کوئی ایسا سوال کرے جس سے کوئی اطلاع ملتی ہو بشرطیکہ وزیر اس پر رضامند ہو۔ معمولاً یہ ہوتا ہے کہ سوال پوچھا جاتا ہے، جواب دیا جاتا ہے، سوال کنندہ اگر چاہے تو مزید سوال بھی کر سکتا ہے (البتہ کوئی دوسرا شخص ایسا نہیں کر سکتا) اور یہ معاملہ بغیر کسی بحث مباحثہ کے گزر جاتا ہے اور رائے کسی صورت میں نہیں لی جاتی۔ لیکن فرانسیسی رواج ایک دوسرے ہی طریق کار کی اجازت دیتا ہے جن کے نتائج بہت دور تک پہنچتے ہیں۔ یہ استیضاح ہے۔ اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ کوئی رکن یا گروہ ارکان کسی وزیر سے حصول اطلاع کا مطالبہ کرے، مگر اس صورت میں وزیر کی رضامندی نہیں دریافت کیجاتی، مطالبہ ضبط تحریر میں آجاتا ہے، ایوان اس کے پیش ہونے کے لئے ایک دن مقرر کرتا ہے۔[2] اس کے بعد مباحثہ ہوتا ہے، اس میں تحریکیں پیش ہوتی ہیں جس سے وزارت کی عام حکمت عملی یا بہر نوع کسی ایک وزیر کے فعل یا حکمت عملی کے متعلق مبارزت نامہ کا کام لیا جاتا ہے۔ اکثر یہ حصول اطلاع محض ایک حیلہ ہوا کرتی ہے، اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کو مدافعانہ حالت میں لایا جائے اور اسے ایسے چکر میں ڈال دیا جائے کہ وہ شکست کھا کر استعفا دینے پر

---

[1] گارنر حسب متذکرۂ بالا صفحہ ۳۶۶۔

[2] یہ مدت ایک ماہ سے زائد نہیں ہوتی بشرطیکہ سوال کا تعلق غیر ملکی معاملات سے نہ ہو۔

مجبور ہو جائے۔ مختصر یہ کہ جیسا کہ بیان ہوا ہے استیضاح ایک مبارزت نامہ ہوتا ہے وہ ایک عام مباحثہ کا موضوع بن جاتا ہے اور تقریباً لابدی طور پر یہ پیش نامے پر رائے لئے جانے کی جانب منتج ہوتا ہے جس کے معنے سادہ ترین شکل میں یہ ہیں کہ اس سوال پر رائے لیجائے کہ آیا ایوان حکومت کے اعلانات کی تصدیق کر کے ان دوسرے مسائل کے غور کی طرف متوجہ ہوگا جو پیش نامے میں مذکور ہیں[۱]۔ اگر یہ رائے اثبات میں ہوتی ہے تو وزارت طوفان سے نکل آتی ہے اور کچھ پیش نہیں آتا، لیکن اگر رائے نفی میں ہوتی ہے تو یہ رائے نقدان اعتماد کے اظہار کے ہم معنی سمجھی جاتی ہے اور معمولی حالت میں وزرا کو استعفا دینے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ استیضاح ایک ایسا طریق عمل ہے جس سے بہت آسانی کے ساتھ غلط کام لیا جا سکتا ہے اور وزارتوں کو اکثر محض ضابطہ پیمائیوں یا اصلاً غیر اہم امور کے وجہ سے مستعفی ہونا پڑتا ہے ایوانوں کو کامل اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے قواعد میں ترمیم کر کے اس طریق کو محدود کر دیں یا اسے بالکلیہ حذف کر دیں، گو فرانسیسی علمائے ذی امتیاز وزارتی ذمہ داری کو نافذ کرنے کے لیئے استیضاح کو ایک لابدی ذریعہ خیال کرتے ہیں اور اس پر قیود عاید نہیں کرنا چاہتے۔ استیضاح کا استعمال جس طرح فرانس میں ہوتا ہے یہ انگلستان میں نامعلوم ہے۔ یہاں دارالعوام میں کسی وزیر کے بیانات جو کسی تفتیش کے جواب میں ہوتے ہیں انھیں مباحثہ کا موضوع اور رائے کا موقع ضرور بنایا جا سکتا ہے مگر صرف اس طرح کہ چالیس ارکان اس کے متعلق درخواست کریں اور اس قسم کی درخواست شاذ و نادر ہی ہوتی ہے[۲]۔ فرانسیسی وزارت کے عدم استقامت

---

[۱] ۔ پیش نامے سے جن کثیر التعداد طریقوں سے مدح یا ذم کے اظہار کا کام لیا جا سکتا ہے اس کے متعلق لوول کی کتاب "حکومتہا و فریقہا" (Lowell: Government and parties) جلد اول صفحات ۱۲۰۔۱۲۱ دیکھنا چاہیئے۔

[۲] ۔ گارنر: حسب متذکرہ بالا صفحات ۳۶۰۔۳۶۲، لوول "حکومتہا و فریقہا"

کا ایک آخری سبب پارلیمنٹ کے منتشر کرنے کے لئے دستوری قاعدہ کی عملی کمزوری
ہے۔ دارالنائبین کو منتشر کرنے کا اختیار ضابطہ کی رُو سے صدر کو حاصل ہے اور
معمولاً اس کا نفاذ حکماً اس کابینہ کے ذریعہ سے ہوگا لیکن یہ ایک ایسی قید سے
مشروط ہے جس کی کوئی نظیر انگلستان میں نہیں ملتی یعنی انتشار صرف
ایوان بالائی کی رضامندی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں ۱۸۷۷ء میں جو
انتشار عمل میں آیا وہ اگر واقعاً غیر آئینی نہیں تو اس قدر نادانشمندانہ ضرور تھا
جس سے یہ طریقۂ کار ہمیشہ کے لئے بدنام ہو گیا[1] نتیجہ اس کا یہ ہے کہ اس
تاریخ کے بعد سے ایک مرتبہ بھی پارلیمنٹ منتشر نہیں کی گئی اور عملی اغراض کے
لئے یہ اختیار متروک ہے۔ اس کا اثر ظاہر ہے۔ انگلستان میں جب کابینہ
اور پارلیمنٹ کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے تو وزرا استعفا دے سکتے ہیں
مگر دوسری طرف وہ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ پارلیمنٹ کو منتشر کر دیں، انتخاب کا
حکم دیں، پارلیمنٹ میں کثرت حاصل کر لیں اور برسرکار رہیں سنہ ۱۹۱۰ء کے دو قومی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (Lowell : Gavernment and Parties) جلد اول صفحات ۱۱۹، ۱۲۶ ایزمین
"مبادی قانون دستوری" Esmein , Eelements de droit Constitutionnel.
طبع چہارم صفحات ۸۵۸-۸۹۰ - دیوپری اے "وزرا" (Dupricz ; Les Mininistres) جلد دوم
صفحات ۴۳۹-۴۴۵ -

[1] صورت حالات کے لئے ملاحظہ ہو باڈلی؛ "فرانس" (Bodley ; France)
جلد اول؛ صفحات ۲۸۶-۲۸۹ اور زیادہ تفصیلی بیان کے لئے آنوتو؛ "ہمعصر فرانس"
(Hanotaux ; Contemporary France) جلد سوم باب ۹، جلد چہارم باب ۱ صدر میک ماہون
نے (جو خود شاہ پرست تھا) جمہوری وزیر اعظم ژیول سیمون کو خود رایانہ طور پر برطرف کر دیا تھا
اور شاہ پرست ڈیوک بروگلی کو اس کا جانشین مقرر کیا اور دارالنائبین کو مخالف پا کر اس کی
برطرفی کے لئے شاہ پرست سینیٹ کی منظوری حاصل کر لی۔ آئندہ کے قومی انتخابات میں رجعت
پسند حکومت نے تمام ان طریقوں سے باقاعدہ کام لیا جنھیں نپولین سوم تشریعی کثرت حاصل کرنے
کے لئے کام میں لایا کرتا تھا مگر جدید ایوان جمہوری رہا اور دیوفور کے جمہوری کابینہ بنانے سے
۱۶ مئی والے بحران کا خاتمہ ہو گیا۔

انتخابات میں جو کچھ ہوا وہ ٹھیک یہی ہوا اگر فرانس میں پارلیمنٹ کے ساتھ جب تصادم ہو تو ہر حال میں وزارت ہی کو جگہ سے ہٹنا پڑتا ہے۔ وزارتی تائید کے لئے پارلیمنٹ کے انتشار سے عملاً کام نہیں لیا جا سکتا۔ بالفاظ دیگر یہ کہ وزارت صرف پارلیمنٹ کے روبرو جوابدہ ہے قوم کے سامنے جوابدہ نہیں ہے۔ وہ پارلیمنٹ سے گزر کر انتخاب کنندگان کے روبرو مرافعہ نہیں کر سکتی یعنی قوم سے یہ درخواست نہیں کر سکتی کہ وہ ایک دوسرے مزاج دطبیعت کی پارلیمنٹ منتخب کر کے وزارت کو برقرار رکھے۔ جیسا کہ تشریح ہو چکی ہے انگلستان میں یہ ارتقا بالکل ہی مخالف جانب میں ہوا۔ وہاں جب تک کہ صورت حالات بہت ہی غیر سلمہ نہو، وزارت مخالف پارلیمنٹی کثرت کے سامنے سر جھکانے سے اس وقت تک منکر رہتی ہے جب تک کہ قوم انتخاب میں اس کثرت کی تائید نہ کر دے۔[1]

**تسلسل اور استقامت کے عناصر**

ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ" دو فرقی تنظیم پیدا کرنے کے متعلق فرانسیسیوں کی مزمن نا قابلیت بجائے خود ایک یقینی علامت اس امر کی ہے کہ وہ پارلیمنٹی حکومت کی قابلیت نہیں رکھتے"[2] یہ فیصلہ ضرورت سے زیادہ سخت ہے دو فرقی تنظیم کے ترقی پانے کی عدم کامیابی کے معنی بلاشک وشبہ یہ ہیں کہ فرانس میں" انگریزی طرز کی پارلیمنٹی حکومت" نہیں ہو سکتی۔ (اور اس کا اظہار کسی چیز سے نہیں ہوتا کہ اس قسم کا نظم وہاں ترقی

---

[1] فرانس میں ایوانوں کے وزراء پر اقتدار رکھنے کے عام مبحث کو کتب ذیل میں دیکھنا چاہئیں
ڈیوپریز: "معہ وزرا" (Dupriez: Les Ministres) جلد دوم صفحات ۴۳۲ - ۴۲۱
ایزمین: "مبادی قانون دستوری" (Esmein; Elements de droit Constitutionnel)
صفحات ۷۰۵ - ۶۰۸ - پودرا و پی ایر: "پارلیمنٹی قانون کا عمل" (Poudra et Pierre : Traite pratique de droit parlementarie) جلد ۲ باب ۴۔

[2] باڈلی: "فرانس" Bodley: France جلد دوم صفحہ ۱۷۶۔

کرے گا) اس کے معنی ایک معقول حد تک یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ فرانس
کی حکومت بعض اعتبارات سے انگریزی حکومت سے کمتر درجہ میں
رہے گی مگر اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ فرانسیسی نظم غیر ممکن قابل
اعتراض یا ناکارہ ہے یا یہ کہ وہ پارلیمنٹی حکومت کہلانے کا
مستحق نہیں ہے۔ امر واقعی یہ ہے کہ فرانسیسی حکومت غیر معمولی
طور پر عمومیت پسند بغایت کفایت شعار اور کارگزار ہے۔
نیز وہ اس سے زیادہ با استقامت و باتسلسل ہے جیسا کہ وزارتوں
کے سیماب وار الٹ پلٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے دو خاص
اسباب ہیں، اول یہ کہ انگلستان کی طرح یہاں بھی ہر ایک
عاملانہ صیغہ میں اعلیٰ درجہ کے تربیت یافتہ عہدہ داروں
کی ایک جماعت ہوتی ہے جو نظم ونسق کے واقعی کام کو چلاتے
ہیں اور جو اپنے سرانِ محکمہ کے عروج وزوال کے ساتھ تبدیل
نہیں ہوتے۔ دوسرے یہ کہ کسی وزارتی بحران سے لازماً کوئی
ہیجان عظیم نہیں برپا ہوتا۔ دارالنائبین میں شکست کھا کر یا کام نہ
چلنے کی وجہ سے وزارت بہ حیثیت ایک جماعت کے
استعفا دے دیتی ہے مگر اغلب یہی ہے کہ وزارت کے متعدد
ارکان پھر دوبارہ مقرر ہو جائیں گو شاید ان کے عہدے
بدل جائینگے۔ (اس کے برخلاف) انگلستان میں وزارت
کے تغیر کے معنی علی العموم نہ صرف اشخاص کے تغیر کے ہوتے
ہیں بلکہ حکمت عملی میں بھی ایک عام تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔
فرانس میں بہت سے سابق اشخاص پھر آجاتے ہیں اور
حکمت عملی کا تغیر تو ایسا ہوتا ہے کہ خوردبین ہی سے نظر آسکے گا۔
فرانس کا طریقہ لازماً بہترین طریقہ نہیں ہے مگر نظر بحالات اس کے
لئے صرف یہی ایک طریقہ ہے اور اپنے اس طریقہ پر وہ پارلیمنٹی حکومت
کے اعلیٰ فوائد میں سے بیش از بیش فوائد حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے۔

اگر سیاسی سطح غیر معمولی طور پر متہیج معلوم ہوتی ہو تو یہ صرف اوپر کی لہریں ہیں اصل دھارا بہت گہرا ہے اور وہ نیچے ہی نیچے ایک ہی رو میں بہتا رہتا ہے[1]

---

[1] ۔ فرانسیسی پارلیمنٹی نظم کے مختلف اندازوں کے متعلق ملاحظہ ہو ا ے بوڈلی "فرانس" Bodley : France
جلد اول صفحات ۱۲۸-۱۴۶ Lowell : Governments and Parties لوول "حکومتہا و فرقہ" جلد دوم باب ۵
ای ۔ ایس بریڈفرڈ "عمومی حکومت سے سبق" (Bradford : The Lesson of Popular Government)
مطبوعہ نیویارک ۱۸۹۹ء جلد اول باب ۱۵ ۔ کتب ذیل بھی ملاحظہ ہوں: دلیو پرسے! "وزرا" (Les Ministres)
دارد وم صفحات ۳۰-۲۷-۱۳۱ اپریل ۔ ڈیگوئی "فرانس میں حکومت پارلیمنٹی کا عمل" L. Duguit . Le funotiannement
du regime parlementair en France. مطبوعہ Rev. Polit et part بابت اگست ۱۹۰۰ء
سی ۔ بنائیس "پارلیمنٹیں اور پارلیمنٹی طریق" Benoist ; Parlements et Parlementisme.
مطبوعہ Rev. des Denn Mindes. بابت یکم اگست ۱۹۰۰ء ایضاً "پارلیمنٹی اصلاح
(La reform parlementaire) مطبوعہ پیرس ۱۹۰۲ء ہے ۔ برتے کیمی "فرانس میں پارلیمنٹی حکومت کی تقریب
(L' introduction du regime Parlementaire en France) مطبوعہ پیرس ۱۹۰۴ء ۔
الف مورو! "پارلیمنٹی دور حکومت" (Pour le regime parlementaire) مطبوعہ پیرس ۱۹۰۳ء
ایچ ۔ لیرے! حکومت و پارلیمنٹ (Le Gouvernement et la parlement) مطبوعہ پیرس ۱۹۱۹ء ۔
اس سلسلہ میں ایک دلچسپ قابل مطالعہ ٹکڑا جے بی تساٹول کے مضمون "فرانسیسیوں کی سیاسی قابلیت"
(The Political Capacity of the France. مطبوعہ پولیٹیکل سائنس کوارٹرلی، مارچ ۱۹۰۹ء میں ہے۔

# باب بست و پنجم

## قانون و انصاف

انگلستان کے قانون کے مانند فرانس کے قانون کی جڑیں بھی ازمنۂ گزشتہ میں بہت دور تک پہنچی ہوئی ہیں اور اس میں ایسے عناصر شامل ہیں جو مختلف منابع سے حاصل کیے گئے ہیں۔ اس کے معتدبہ حصص قطعی طور پر جدید ہیں جو ۱۷۸۹ء اور زمانۂ موجودہ کے درمیانی متواتر قومی جمعیتوں کے توضیع قوانین سے پیدا ہوئے ہیں مگر ان کے سوا دوسرے اہم حصص ایسے ہیں جن سے ان قانونی اصولوں اور قاعدوں کے ضوابط کا اظہار ہوتا ہے جن کے آغاز کا سراغ ازمنۂ وسطیٰ میں بلکہ اور بھی زیادہ بعید قدامت میں ملتا ہے۔ مذہبی قوانین سے کچھ اضافے ہوئے ہیں ان کے علاوہ فرانسیسی قانون ازمنۂ وسطیٰ اور اوائل ازمنۂ جدیدہ میں زیادہ تر (۱) رومانی قانون کے باقیات (۲) مقامی رواج اور (۳) شاہی قانون سازی پر مشتمل تھا۔ رومانی قانون جس کا شہنشاہی مابعد کے دور میں تمام ملک غالیہ میں نفاذ کر دیا گیا تھا، وہ جرمانی قبضہ کی وجہ سے نہ تو بالکلیہ دب گیا اور نہ فراموش کر دیا گیا، اور گیارھویں اور بارھویں صدیوں میں اس میں ایک

نمایاں تجدید ہوئی خاص کر ملک کے جنوبی حصص میں۔ اسی زمانے سے بادشاہی کے دو حصوں میں منقسم ہونے کی تاریخ کا آغاز ہوا، ایک جنوبی (یعنی سرزمین قانون تحریری) کا حصہ تھا جہاں رومانی قانون ضابطۂ یوستی نیان کے موافق معمولی قانون کے طور پر مقبول تھا، اور دوسرا شمالی (یعنی سرزمین قانون رواجی) کا حصہ تھا، جہاں رومانی قانون رواج سے بہت کچھ دبا ہوا تھا۔ ادھر سولھویں صدی جیسے قریب زمانے تک میں معاہدوں اور ذمہ داریوں وغیرہ کے ایسے معاملات میں رومانی قانون نے قانونی رواج کے ارتقا پر تمام ملک میں تا آنکہ شمال میں بھی گہرا اثر ڈالا۔

رواجی قانون کچھ تو قدیم جرمانی معمولات سے کچھ جاگیری رواج سے اور کچھ نہایت ہی مختلف النوع سرکاری و خانگی عدالتوں کے فیصلوں سے پیدا ہوا۔ یہ مقامی قانون تھا، کیونکہ چھوٹے چھوٹے حدود و اختیارات کے "رواج" اگرچہ قانون کے ایسے مجموعے کی صورت اختیار کر لیتے تھے جن کا اثر بہت بڑے قطعات ملک پر ہوتا تھا، تاہم یہ ارتقا کبھی اس حد تک نہیں بڑھا جس سے بہ حیثیت مجموعی تمام بادشاہی میں معقول حد تک قانون کی یکسانی پیدا ہو جاتی۔ انگریزی قانون عامہ کہ وہ بھی رواج ہی کی پیداوار تھا، اس کا کوئی ہم مثل فرانس میں نہ ہوا۔ اٹھارھویں صدی کے وسط تک میں والٹیر نے یہ کہا ہے کہ فرانس میں مسافر کو قوانین اسی کثرت سے بدلنا پڑتے ہیں، جس کثرت سے اپنے گھوڑے بدلنا پڑتے ہیں۔ ابتداءً رواجی قانون غیر تحریری تھا لیکن مقننین نے گاہ بگاہ ان کے مجموعے مرتب کئے جنھیں کتب قوانین رواجی کہتے تھے اور ججوں کے محرروں نے کبھی کبھی مشہور فیصلوں کے سجل ترتیب دئیے۔ سولھویں صدی تک سرزمین قانونِ رواجی کے صوبوں اور ضلعوں کے عام رواج اکثر صورتوں میں باضابطہ طور پر ثبت ہو گئے تھے۔ درحقیقت، ان کا ضابطہ کی صورت میں مرتب کرنا عہدہ داروں کا کام ہو گیا تھا۔ اضلاع میں بادشاہ کے عدالتی گماشتے جو مسودات تیار کرتے تھے وہ حکومت کے سامنے پیش ہوتے تھے، پھر خاص طور پر بنائی ہوئی مقامی جمعیتوں کے

پاس بھیجے جاتے تھے اور اس کے بعد سے ان کے متن صرف اسی طریق عمل کے ذریعہ سے بدلے جا سکتے تھے۔

شاہی قوانین، احکام، اعلانات یا احکام انتظامی کی صورت اختیار کرتے تھے، جو بعض اوقات کل ملک پر قابل الطلاق ہوتے تھے اور بعض اوقات صرف مخصوص حصص پر۔ چودھویں پندرھویں اور سولھویں کے "احکام عظمیٰ" عام طور پر مجلس طبقات عامہ کے اجلاسوں کے بعد شایع کیئے جاتے تھے، اور چونکہ وہ اس امر کو مد نظر رکھ کر تیار کیئے جاتے تھے کہ نائبین کے تجاویز کو پورے کر سکیں اس لیئے غالب طور پر وہ نئے قوانین پر محتوی ہوتے تھے یا کم از کم یہ کہ قدیم قوانین میں اہم تغیرات کرتے تھے۔ لیکن ۱۶۱۴ء سے ۱۷۸۹ء میں مجلس طبقات عامہ کا کوئی اجلاس نہیں ہوا اور اس دوران میں احکام نے اکثر کسی خاص شاخ قانون کے ضابطہ کی صورت اختیار کی۔ لوئی چہار دہم کے عہد میں ۱۶۶۷ء میں کولبیرٹ کے زیر ہدایت کارروائی دیوانی کا ایک ضابطہ شایع ہوا، ۱۶۶۹ء میں ضابطۂ جنگلات، ۱۶۷۰ء میں ضابطۂ فوجداری، ۱۶۷۳ء میں بری تجارت کا ضابطہ اور ۱۶۸۱ء میں بحری تجارت کا ضابطہ شایع ہوا۔ اسی طرح لوئی پانزدہم کے عہد میں چانسلر داگیوسیو کی توجہ سے، وصایا، املاک امانتی اور دوسرے معاملات سے متعلق ضوابط شایع ہوئے۔[1]

**مجموعہائے ضوابط جلیلہ** فرانسیسی قانون کی تاریخ میں انقلاب دو خاص وجہوں سے اوّل درجہ کی اہمیت کا واقعہ تھا۔ اولاً یہ کہ متواتر جمعیتوں نے موجود الوقت قوانین کے ایک بہت بڑے حصہ پر نظر ثانی کی اور ان کی ترمیم و تنسیخ کی اور مناکحت، طلاق، وراثت، قبضۂ اراضی، کارروائی فوجداری اور متعدد دوسرے امور سے متعلق نہایت کثرت و وسعت سے یکساں قوانین بنائے۔ دوسرے یہ کہ جمعیت دستور ساز اور اجتماع ملی نے فرانسیسی قانون کے قدیم و جدید، دیوانی و فوجداری کل مجموعے کو ضابطہ کی صورت میں لانے یا از سر نو ترتیب و دینے کے کام کی ابتدا کی اگرچہ وہ

---

[1] ایسمین "تشریعی طرق و اشکال" Legislative Methods and forms صفحات ۵-۱۵

اسے زیادہ آگے نہ بڑھا سکی۔ ۱۷۹۱ء میں جمعیت دستور ساز نے ملک کو پہلا ضابطۂ تعزیرات دیا۔ چار برس بعد مجلسِ اجتماع ملی نے ملک کو کارروائی فوجداری کا ایک نیا ضابطہ دیا۔ سب سے بڑی ضرورت ضابطۂ دیوانی کی تھی جس سے مختلف اقطاع ملک کے بہترین قوانین یکجا ہو جائیں، ان میں نئے قوانین کا اضافہ ہو جائے اور اس طرح کل قوم پر حاوی اور یکساں قانونی نظم مہیا ہو جائے۔ ۱۷۸۹ء کے "بیاضوں" میں اس قسم کے ضابطہ کا بشدت مطالبہ کیا گیا تھا اور ۱۷۹۱ء کے دستور سلطنت میں قطعی حیثیت سے اس کا وعدہ کیا گیا تھا۔

انقلابی جمعیتوں میں سے پہلی دو جمعیتوں نے اس جانب کچھ قدم اٹھائے مگر بولا تجویز کا آغاز صرف ۱۷۹۳ء کی مجلسِ اجتماع ملی میں ہوا۔ لے قنصلیہ (۱۷۹۹ء تا ۱۸۰۴ء) کے دور میں یہ کام جاری رہا اور اس میں سریع ترقی ہوئی۔ ضابطہ کا مسودہ تیار کرنے کا کام ایک خاص ماموریہ کو تفویض ہوا جسے قنصل اول نپولین نے مقرر کیا تھا اور وقت طلب واختلافی مسائل کا آخری فیصلہ مجلس مملکت کے ہاتھ میں رہا جس کے مباحث کی صدارت اکثر نپولین خود بذات خاص کرتا تھا۔ ۳۱ مارچ ۱۸۰۴ء کو (یعنی شہنشاہی کے اعلان کے دو مہینہ قبل کے اندر ہی اندر) فرانس میں "جدید ضابطہ دیوانی" کا مکمل اعلان ہو گیا۔ لے

ترتیب میں یہ ضابطہ یوسٹی نیاں کے خلاصۂ قوانین سے اور نیز بلیکسٹن

---

لے۔ کووی ایر "ضابطہ دیوانی سے پہلے فرانس میں ضابطہ سازی کا خیال"
(Cauviere: L'idee de codification en France avant la redaction du Code Civil　پیرس ۱۹۱۱ء

لے ۱۸۰۷ء میں اس توضیع کا نام "ضابطۂ نپولینی" (Code Napoleon) رکھا گیا۔ ۱۸۱۴ء میں پھر ابتدائی نام بحال کر دیا گیا، اور ۱۸۵۲ء میں دوبارہ یہی مرمہ نام قرار دیا گیا۔ ۱۸۷۰ء سے اس کا سرکاری نام "ضابطۂ دیوانی" Code Civil. ہے۔

کے شروح سے مشابہ ہے، مطالب کے اعتبار سے اس میں ان دو عناصر عظمیٰ کا نہایت کامیاب اجتماع موجود ہے جن سے اس ضابطہ کے واضعین کو سابقہ پڑا تھا، ان میں سے ایک فرانسیسی صوبوں کے مختلف النوع قوانین تھے اور دوسرا وہ جدید یکساں قانون تھا جو انقلابی جمعیتوں کے غور و فکر سے پیدا ہوا تھا۔ نپولین اس ضابطۂ دیوانی کو بجا طور پر اپنے دور حکومت کا قابل فخر کارنامہ تصور کرتا تھا۔

بامتداد ایام کچھ نقائص ظاہر ہوئے اور انیسویں صدی کے وسط سے اس ضابطہ میں پے بہ پے ترمیم و توسیع ہوئی، مگر باعتبار اصول کے وہ حقیقۃً و اصلاً وہی ہے جو واضعین اول کے ہاتھ سے بنا تھا۔ آخری اہم نظرثانی اس ضابطہ کی صد سالہ برسی کے موقع پر ۱۹۰۴ء میں ایک بیرون پارلیمنٹی ماموریہ کے ذریعہ سے انجام پائی۔ جن نقائص کی اصلاح درکار تھی وہ زیادہ تر وہ تھے جو جدید اغراض و حالات کے ارتقا سے خاص کر حرفت و محنت کے حدود میں پیدا ہوئے تھے[1]۔ ایک باقاعدہ ترتیب کے مجموعۂ قانون کی حیثیت سے اس ضابطے نے عالمگیر اثر پیدا کر لیا ہے۔ بلجیم میں جو نپولینی ایام میں فرانس اعظم کا جزو تھا، یہ ضابطہ عملاً علیٰ حالہا باقی ہے۔ رائن کے صوبوں نے اس ضابطہ کو صرف اس وقت ترک کیا ہے جب ۱۹۰۰ء میں جرمانی شہنشاہی کے ضابطۂ دیوانی کا اعلان ہوا ہے۔ پشتستان، اطالیہ، اسپین، پرتگال، اور بیشتر لاطینی امریکی جمہوریتوں کے دیوانی قانون اسی ضابطہ کے اصول پر ڈھالے گئے ہیں۔

۱۹۰۴ء کے نظرثانی کیے ہوئے ضابطہ دیوانی کے علاوہ جس کے ۲۲۸۱ دفعات ہیں، اس وقت فرانس کا شخصی قانون زیادہ تر چار بڑے مجموعہائے

---

[1] دیکھو "ضابطۂ دیوانی کے صد سالہ جشن کی کتاب La Code Civil livre du oentenaire پیرس ۱۹۰۴ء، جس میں فرانسیسی اور غیر فرانسیسی قانون دانوں کے قیمتی مضامین ہیں۔ نیز دیکھو لورآ "ضابطۂ فوجداری صد سالہ جشن" (Leroy : Le centenaire du code penal) جریدۂ پیرس Rev. de Paris یکم فروری ۱۹۱۱ء۔

ضوابط میں پایا جاتا ہے اور اولیں صورت پذیری کی تاریخ کا آغاز بھی قنصلیہ اور شہنشاہی کے دور سے ہوتا ہے۔ یہ چار مجموعے حسب ذیل ہیں:۔ (۱) ضابطۂ دیوانی جس میں ۲۲۸۱ دفعات ہیں، اس کا اعلان ۱۸۰۶ء میں ہوا تھا، اور یہ زیادہ تر ۱۶۶۷ء کے "احکام جلیلہ" پر مبنی ہے۔ (۲) ضابطۂ تجارت: اس میں ۶۴۸ دفعات ہیں، اس کی اشاعت ۱۸۰۷ء میں ہوئی اور یہ عملاً ۱۶۷۳ء اور ۱۶۸۱ء کے "احکام" کی نظر ثانی ہے، (۳) ضابطۂ فوجداری: اس میں ۶۴۸ دفعات ہیں، اس کی اشاعت ۱۸۰۸ء میں ہوئی اور اگرچہ اس میں بہت سے نئے طریق کارروائی پیش کئے گئے ہیں اور قدیم نظم کی سختی کو نرم کیا گیا ہے مگر ۱۶۷۰ء کے احکام اور دوسرے سابق تر قوانین کی اکثر صورتوں کو بحال رکھا گیا ہے۔ (۴) ضابطۂ تعزیرات، اس میں ۴۸۴ دفعات ہیں، اس کی اشاعت ۱۸۱۰ء میں ہوئی اور اس میں معینہ تعزیرات کے قدیم طریق کے بجائے ججوں کے اختیار تمیزی کی ہدایت کے واسطے زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم سزائیں قرار دی گئی ہیں[1]۔ آخری مجموعہائے ضوابط اور ان کے ساتھ تجارت کا وہ حصہ جو دیوالہ سے متعلق ہے، ان پر ۱۸۳۲ء میں نظر ثانی ہوئی اور دوسری شہنشاہی کے زمانہ میں فوجداری اور تعزیری قانون کے تمام حصص اس نظر سے دوبارہ ڈھالے گئے کہ وہ اصول کانون کی اعلیٰ ترقی یافتہ شکل اور انسانیت کے اصول کے موافق ہو جائیں۔ چنانچہ ۱۸۶۳ء کے قوانین نے سرسری اختیارات کی عدالتوں کے لئے وہ سادہ اور زود عمل طریق کارروائی جاری کیا جو انگلستان کی پولیس کی عدالتوں سے ماخوذ تھا، اور ضابطۂ تعزیرات میں اس طرح ترمیم کی کہ بہت سی سزائیں ہلکی ہوگئیں اور بعض جرائم کو بداطواری کی صنف میں شامل کر دیا گیا۔ ۱۸۷۰ء کے بعد سے فوجداری کے قانون اور طریق کارروائی میں متعدد دوسرے نمایاں تغیرات ہوئے ہیں جن میں ۱۸۹۷ء کا ایک نہایت ہی خوشگوار تغیر وہ ہے جس کے بموجب

---

[1] چھوٹے اور ضمنی ضوابط میں ۲۲۶ دفعات کا "ضابطۂ جنگلات" (Forest Code) ۱۸۲۷ء میں شائع کیا گیا۔

حاکم تحقیقات ابتدائی کے سامنے ابتدائی تحقیق ضروری قرار دی گئی ہے۔ درحقیقت یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون کی یہ شاخیں بالکلیہ نئے سر سے ڈھالی گئی ہیں[1]

فوجداری قانون اور طریق کارروائی کے سوا دیگر مجموعہائے ضوابط میں نپولین کے زمانہ کے بعد سے جو تغیرات ہوئے ہیں، وہ بشکل جزئیات سے آگے بڑھے ہیں، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایسے امور کا اضافہ ہوا ہے جو ابتداً داخل نہ تھے ان مجموعہائے ضوابط میں سے کوئی مجموعہ بھی ایسا نہیں تھا جو بالکلیہ یا بیشتر جدید مجموعۂ قوانین پر مشتمل ہو۔ برخلاف ازیں، یہ تمام ضوابط اور خاصکر ضابطۂ دیوانی موجود الوقت قانون کو محض باقاعدہ اور تحریری شکل میں لے آئے۔ لیکن جہاں تخالف بلکہ ابتری تھی وہاں انھوں نے ترتیب و یکسانی جاری کی۔ اس طرح ملک کے قانون میں ایسی یکسانی اور ایسی قطعیت پیدا ہو گئی جو اس سے قبل نہیں تھی مگر اس کے ساتھ ہی یہ نقصان بھی ہوا کہ وہ بست و کشاد کی گنجائش اور سحر کا نہ زور جو کسی وقت میں اس کی خصوصیت تھے جاتے رہے گزشتہ سو برس کے زمانے میں کل فرانس واحد تحریری قانون کا ملک رہا ہے۔ یہ قانون اصول اور تفصیلات دونوں اعتبارات سے اس قدر وسیع الاحتوا تھا کہ زمانۂ حال کے عظیم الشان معاشری و اقتصادی تغیرات کے بغیر اس کے بدلنے کی بہت ہی کم کوئی وجہ نظر آئی۔ جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے ملک کے قانون کی اس تکمیل نے وضع قوانین کے میدان کو معقول حد تک تنگ کر دیا ہے اور بریں وجہ تیسرے جمہوریہ کی پارلیمنٹ کی مشقت اور کارفرمائی کو گھٹا دیا ہے[2]

---

[1] ان سب تبدیلیوں کا ذکر گاراں کی کتاب "قانون تعزیرات فرانساوی کا نظریہ اور عمل" (Garrand : Traite theoretique et pratique dus droit penal francais) اشاعت سوم ماین ۱۹۱۳ء

[2] فرانسیسی قانون پر بہترین مختصر رسالہ جے بریسو کا رسالہ ہے "فرانسیسی خانگی قانون و قانون عامہ کی تاریخ" (J. Brissaud: Cours d' historie generale du droit francais public et prive پیرس ۱۹۰۴ء جو حصص نجی قانون سے متعلق ہیں، وہ بترجمہ ہاول "فرانسیسی خانگی قانون کی تاریخ" (R. Howell: History of French Private Law) کے نام سے (بوسٹن ۱۹۱۲ء) شایع ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں قانون پر عنوان بہ عنوان بحث ہوئی ہے اور

**عدالتی نظم۔ عام حیثیت**

۱۷۸۹ء میں جب اسٹیٹس جنرل (مجلس طبقات عامہ) کا انعقاد ہوا، اس وقت فرانسیسی حکومتی نظم میں عدالتوں سے زیادہ طور پر کوئی نظم اصلاح کا طلبگار نہیں تھا۔ اپنی ترکیب میں عدالتی انتظام کی ابتدا زیادہ تر ازمنۂ وسطیٰ میں ہوئی تھی۔ جاگیری اور کلیسائی عدالتیں کسی حد تک باقی تھیں مگر ان کے اختیارات محدود تھے اور بیشتر ایسا تھا کہ اس میدان پر وہ عدالتیں قابض تھیں جنہیں براہ راست بادشاہ سے اختیار حاصل ہوا تھا اور جو بادشاہی کے روبرو ذمہ دار تھیں۔ شاہی عدالتوں میں سب سے زیادہ اہم پیرس کی پارلماں تھی جو بارھویں اور تیرھویں صدیوں میں شاہی عدالت سے ترقی کرکے پیدا ہوئی تھی اور اپنی متعدد شاخوں کے

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ عام حیثیت سے قانون کے ارتقا اور اس کی نوعیت پر مجتمعہ نظر نہیں ڈالی گئی ہے۔ لہذا طالب علم کے لئے زیادہ مفید اے۔ ڈبلیو۔ اسپنسر کی مرتبہ کتاب "جدید فرانسیسی فلسفۂ قانون" (A.W. Spencer Modern French Legal Philosophy) طبع بوسٹن ۱۹۱۶ء ہے۔ اس میں دیگوئی، فوئی لے، ڈیموغ (Duguit, Fouillee Demogne) اور دوسرے سربرآوردہ فرانسیسی مصنفان مضامین قانونی کے تحریرات کے اقتباسات شامل ہیں۔ دیوانی قانون کی ایک کتاب کولین، کاپی تاں "مبادیات قانون دیوانی فرانسیسی" (Coline and Capitant : Cours elementaire de droit civil Francais) ہے اور فوجداری قانون کے ارتقا کو سی۔ ایل فون بار نے "براعظم کے قانون فوجداری کی تاریخ" (C. L. Von Bar History of Continental Criminal Law) میں بیان کیا ہے، مترجمہ ٹی۔ ایس۔ بل، طبع بوسٹن ۱۹۱۶ء۔ ایک اہم کتاب سے دیگوئی کی کتاب "ضابطۂ نپولین کے زمانے سے فرانسیسی خانگی قانون میں تبدیلیاں" (Duguit : Les transformations generales du droit prive depuis le code Napoleon) پیرس ۱۹۱۲ء ہے جس کا ترجمہ ایل۔ بی رجسٹر نے "انیسویں صدی میں ارتقائے قانون خانگی انیسویں صدی میں" (L. B. Register: Evolution of Private Law in the Nineteenth Century) کے نام سے کیا ہے۔ طبع بوسٹن ۱۹۱۸ء۔

ذریعہ سے اعلیٰ ترین عدالت مرافعہ کا کام دیتی تھی[1]۔ ایک ورجن کے قریب صوبوں میں خود ان کے پارلمانیں تھیں جنھوں نے مرکزی پارلماں کے نمونے پر ترقی کی تھی۔ ان کے علاوہ مخصوص و مقامی عدالتوں کی ایک بہت بڑی تعداد تھی جن میں متعدد عدالتیں ایسی تھیں کہ انھیں ایک دوسرے کے ساتھ یا مجموعۃً نظم عدالت کے ساتھ کوئی منطقی تعلق نہیں تھا۔ وکیل سرکار عدالتوں میں بادشاہ کی نمایندگی کرتے تھے خواہ مدعی کی حیثیت سے ہو یا مدعیٰ علیہ کی حیثیت سے اور عام طور پر وہ اس امر پر نظر رکھنے کے ذمہ دار تھے کہ کسی خاص مقام میں جو قانون بھی جاری ہو اس کا اطلاق واجبی طور پر ہو۔ عدالتی خوبی کار اور دیانت کا معیار بلند نہیں تھا۔ حکومت ججوں کے عہدے اور دوسرے مناصب اکثر سب سے زیادہ بولی بولنے والے کو دیدی تھی۔ بعض عہدے موروثی ہو گئے تھے۔ اکثر یہ عہدے خود عہدہ داراں اپنے جانشینوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ چونکہ ججوں کو اپنے مناصب کے لیے معقول قیمت دینا پڑتی تھی اس لیے وہ اس جانب مایل رہتے تھے کہ فریقین مقدمات سے تحایف قبول کر کے جو اکثر نقد کی صورت میں ہوتے تھے اپنے خرچ کی تلافی کرلیں۔

جمعیت دستور ساز نے یہ فیصلہ کیا کہ عدالتی نظم کی کاملاً نئی تنظیم ہو۔ یہ تنظیم ایسے سادے اور اعلیٰ طریق پر عمل میں آئی کہ اس کے بعد سے بہت ہی کم ترمیمی تغیرات کی ضرورت ہوئی ہے۔ اس تنظیم کے بموجب ہر پرگنے میں ایک ناظم امن مقرر کیا گیا اور ہر ضلع میں ایک دیوانی عدالت قایم کی گئی جس میں پانچ جج ہوتے تھے۔ ہر صوبے میں ایک فوجداری عدالت قایم کی گئی جو ان ججوں پر مشتمل تھی جو اضلاع سے لیے جاتے تھے اور اس کا کام یہ تھا کہ وہ جوری کی مدد سے جرایم کا فیصلہ کرے۔ آخر درجہ میں دارالصدر میں ایک عدالت تنسیخ تھی

---

[1] گلاسوں، "پیرس کی پارلماں"؛ شاہ چارلس ہفتم سے انقلاب تک اسکا سیاسی طرز کار
(Glasson : Le Parlement de Paris : Son role politique depuis le regne de Charles VII Jusqu a la revolution) ۲ جلد پیرس، سنہ ۱۹۰۱ء۔

جس کا کام یہ تھا کہ مسایل قانونی پر مرافعات کی سماعت کرے اور اصول قانون
کے جدید اتحاد کے قایم رکھنے میں اپنا اثر کام میں لائے ۔ تمام جج چند برسوں
کی میعاد معین کے لئے منتخب ہونے لگے اور ججوں کی رشوت ستانی اور
بداطواری کی دوسری صورتوں کے خلاف معقول تحفظات قرار دیئے گئے ۔
پہلی شہنشاہی کے تحت میں انتخاب کا اصول برطرف کر کے مرکزی حکومت
کی جانب سے تقرر کا طریق جاری ہوا اور جداگانہ فوجداری عدالتیں
منسوخ کر دی گئیں ۔ ورنہ دیگر اعتبارات سے جو نظم اولاً قایم کیا گیا وہ
اس وقت تک بحال ہے ۔

عدالتوں کے نام یا ان کے حالات بیان کرنے کے قبل ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ عدالتی تنظیم کی تین چار عام کیفیتوں کی کچھ تشریح کر دی جائے ۔
اولاً یہ امر ہے کہ اس ایک قاعدے کے علاوہ کہ غداری کے مقدمات
اور تحفظ مملکت کے خلاف سوغشوں کے مقدمات کی سماعت کے لئے سینیٹ
عدالت العالیہ کی صورت میں مبدل کی جا سکتی ہے ، دستور مملکت میں عدالتی نظم
کا اور کوئی ذکر نہیں ہے اور اس لئے اس نظم کی بنیاد تمام تر تحریری قانون
پر ہے ۔ یہ امر اس وجہ سے زیادہ قابل لحاظ معلوم ہوتا ہے کہ سابق فرانسیسی
دساتیر میں علی العموم ایک باب یا ایک عنوان اس موضوع کے لئے وقف
ہوا کرتا تھا ۔ ۱۸۷۵ء میں اسے حذف کیوں کیا گیا اور اس حذف کے ساتھ
کیا اہمیت وابستہ ہو سکتی ہے ؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے متعلق فرانسیسی اہل قانون
اور ارباب قلم مختلف الرائے ہیں مگر بعض واقعات صاف عیاں ہیں :- اولاً یہ کہ
براعظمی ملکوں میں یہ امر کلیتہً خلاف معمول نہیں ہے کہ تحریری دستور میں
نظم عدالت کا کوئی انتظام نہ کیا جائے ۔ دوسرے یہ کہ جیسے اور ممالک میں
ویسے ہی فرانس میں بھی بہت سے لوگ اس خیال کی طرف راجع ہیں کہ نظم عدالت
عاملانہ اختیار کی ایک شاخ ہے [۱] ۔ تیسرے یہ کہ جن مخصوص ماحول کے اندر ۱۸۷۵ء کے

---

[۱] بہت سے فرانسیسی مصنفین اب بھی یہی رائے رکھتے ہیں ملاحظہ ہو برتھلیمی : "رسالۂ قانون انتظامی"
(Berthelemy: Traite de droit administratif) اشاعت چہارم پیرس ۱۹۰۶ء

دستوری قوانین وضع کئے گئے تھے' انھوں نے جمعیت کو اس جانب مائل کر دیا کہ وہ اپنی محنتوں کو تشریعی و عاملانہ تنظیم تک محدود کر دے۔ اگر عدالتی نظم کا انتظام دستور سلطنت میں کیا گیا ہوتا تو وہ اس سے زیادہ خود مختار رہتا جتنا اس وقت ہے' شاید اسے جماعت مقننہ کے غیر دستوری افعال کو کالعدم قرار دینے کا اقتدار بھی حاصل ہو جاتا[1]

[1] جے۔ ڈبلیو گارنر: "فرانسیسی نظم عدالت" مطبوعہ "ییل لاجرنل" مطبوعہ مارچ ۱۹۱۷ء

J. W. Garner; "The French Judiciary" in yale Law Journal, March., 1917.

صفحہ ۴۴۹-۱ یہ قاعدہ کہ جج قوانین کے دستور کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے سوال میں نہ پڑے ۱۸۳۳ء سے بہت سختی کے ساتھ ملحوظ رہا ہے جب عدالت تنسیخ نے ۱۸۳۳ء کے ایک قانون کے خلاف ایک اخبار نویس کی ایسی بحث کو قطعی طور پر رد کر دیا کہ یہ قانون غیر دستوری تھا۔ لیکن یہ بھی مد نظر رہے کہ قانونی مضامین پر فرانسیسی اہل قلم کی روز افزوں تعداد کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر کوئی قانون تحریری دستور کی خلاف ورزی کرتا ہے تو عدالتیں اسے عاید نہیں کر سکتیں اور اس پر یہ اضافہ ہو سکتا ہے کہ عدالتی نظر ثانی کا اصول جو اس وقت نارو ے' رومانیہ اور دو ایک دوسری سلطنتوں میں پوری طرح مقبول ہو چکا ہے' وہ اصول براعظم میں برابر ترقی کرتا جا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ایل۔ ڈگوئی: "مملکت جدیدہ میں قانون" مترجمہ الیف و ایچ لاسکی۔ L. Duguit; Law in the Modern State) (F. & H. Laski) طبع نیویارک ۱۹۱۹ء صفحات ۸۹-۹۳۔ ایم ڈگوئی کی رائے ہے کہ "اگر یورپی اصول قانون اب تک یہ تسلیم نہیں کرتا کہ عدالت اس قانون تحریری کو کالعدم کر سکتی ہے جو قانون کے ایک بالاتر قاعدے کی خلاف ورزی کرتا ہو تو اس کا صاف میلان اس جانب ہے کہ کسی باغرض فریق کی غیر دستوریت کے عذر کو قبول کرے۔" وہ اس پر یہ اضافہ کرتا ہے کہ "واقعات و حالات کے باعث فرانسیسی اصول قانون بالیقین اسی نتیجہ پر پہنچ جائے گا۔" اس موضوع کی عمدہ مختصر بحث کے لئے جے۔ ڈبلیو گارنر کا مضمون "فرانس میں انتظامی و تشریعی قوانین پر عدالتی اقتدار" مطبوعہ "امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو" بابت نومبر ۱۹۱۵ء

J. W. Garner: "Judicial Control of Administrative and Legislative Acts in France" in Amer. polit. Sci. Rev. Nov. 1915. صفحات ۶۵۰-۶۶۵ دیکھنا چاہیئے

ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ عدالتوں کی دو بالکل جداگانہ جماعتیں قایم رکھی گئی ہیں، ایک عمولی دیوانی و فوجداری مقدمات کی سماعت کے لیئے اور دوسری انتظامی عہدہ داروں اور خانگی افراد کے باہمی اختلافات کے طے کرنے کے لیئے۔ براعظم یورپ میں اگرچہ یہ طریق کافی طور پر عام ہے مگر انگریزی بولنے والی دنیا کے عدالتی نظم کے اندر اس قسم کی تفریق نہیں پائی جاتی۔ ایک تیسری خصوصیت "دیوانی اور فوجداری انصاف کا اتحاد" ہے جس کا منشا یہ ہے کہ اگرچہ کارروائی کے قاعدے مختلف ہیں مگر دیوانی کے معاملات اور فوجداری کے مقدمات کی سماعت اور اس کا تصفیہ ایک ہی عدالت میں ہوتا ہے نہ کہ مختلف عدالتوں میں یہ انگلستان اور ممالک متحدہ امریکہ میں بھی عام ہے، لیکن اتنا اضافہ مناسب ہے کہ اعلیٰ عدالتیں عام طور پر دیوانی اور فوجداری کے مختلف ایوانوں میں منقسم ہوتی ہیں۔ ایک چوتھی خصوصیت عدالتوں کا استقرار مقامی ہے۔ دورہ کرنے والے ججوں کا انگریزی اور امریکی طریق فرانس میں کبھی اختیار نہیں کیا گیا[1] حالانکہ اٹھارھویں صدی کے اختتام میں اور پھر عشرۂ گذشتہ میں اس کی وکالت و حمایت بڑی سرگرمی سے ہوئی۔ ہر عدالت ایک مخصوص مقام پر اور صرف اسی مقام پر نشست کرتی ہے۔

آخری امر قابل ذکر یہ ہے کہ ناظمان امن کی عدالتوں کے سوا باقی تمام فرانسیسی عدالتیں اپنی تنظیم میں اجتماعی ہیں۔ انمیں سے ہر ایک متعدد ججوں سے مرکب ہے[2] اور ناظمان امن کی عدالتوں کو چھوڑ کر اور کسی عدالت کا کوئی فیصلہ اس وقت تک درست نہیں سمجھا جاتا جبتک کہ کم از کم تین رکن اس سے اتفاق نہ کریں۔ انگریزی اور امریکی عدالتی نظم کے مطابق نہایت ہی وزنی معاملات ایک جج کی دانش و تمیز پر چھوڑ دئے جاتے ہیں مگر فرانسیسیوں کو یہ خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ ججوں کی کثرت ایک معینہ قاعدہ رہا ہے۔ "واحد عادل، واحد عادل فاسد" ایک مثل ہے۔ اس مقصود کے مسودات قانون پارلیمنٹ میں پیش ہوئے کہ ابتدائی نوعیت کی تمام عدالتوں میں صرف ایک جج ہوا کرے

---

[1] انتظامی عدالتوں کا ذکر آگے آتا ہے۔

[2] اس کا استثنا عدالتہائے گشتی میں پایا جاتا ہے۔

گران سودات کو کبھی بھی زیادہ تائید حاصل نہیں ہوئی [1] فرانس میں عدالتی عہدہ داروں کی جماعت غیر معمولی طور پر زیادہ ہے اور تیس برس سے عدالتی مصلحین وارباب قلم اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ اس میں تخفیف کی جائے۔ مختلف اعتراضات کے سبب ہمیشہ اس اصلاح میں رخنہ اندازی ہوتی رہی اور ان اعتراضات میں ایک سب سے زیادہ اہم اعتراض یہ ہے کہ لوگ اجتماعی اصول کے ترک پر رضامند نہیں ہیں [2]

**ججوں کا تقرر اور انکی میعاد**

یہ تشریح ہو چکی ہے کہ ۱۷۹۰ء میں انقلابی مصلحین نے یہ قرار دیا کہ تمام جج قوم کی طرف سے منتخب ہوں جیسا کہ عام طور پر امریکی ریاستوں میں ہوتا ہے، لیکن تجربہ نے یہ ثابت کر دیا کہ عام انتخاب میں بعض نقائص ہیں خاص کر رائے دہندوں کی لاپروائی اور یہ خطرہ کہ جج سیاسیات میں مبتلا ہو جائیں گے۔ لہذا یہ طریق اختیار کیا گیا کہ ججوں کا تقرر عاملانہ اختیار کے ذریعہ سے ہو مگر نیک چلنی تک ان کی میعاد کی ضمانت کر کے انھیں خود رایانہ برطرفی سے محفوظ کر دیا جائے۔ نپولین نے انتخابی طریق کے آخری بقیہ کو ۱۸۰۲ء میں رفع کر دیا اور عاملانہ اختیار کی جانب سے تقرر اس وقت تک بغیر کسی خلل کے جاری رہا ہے۔ فرانس کا ایک سابق رئیس جمہوریہ کہتا ہے کہ "اس طرح جبری برطرفی کے ایک خطرے سے محفوظ ہو کر اور کسی طرح کی تذلیل یا کسی خود رایانہ کارروائی کے خوف کی کوئی وجہ نہ ہونے سے انھیں اپنے ضمیر کے موافق ان معاملات کا فیصلہ کرنے کی زیادہ آزادی حاصل ہوتی ہے جو ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں [3]" مختلف اوقات میں انتخابی اصول کی تجدید کی تحریکوں کو معقول تائید حاصل ہوتی رہی ہے اور ۱۸۸۲ء میں

---

[1] ۔ مثلاً، کروپی نے ۱۹۰۰ء میں اور دیو پائی نے ۱۹۱۰ء میں ایسے سودات پیش کئے۔

[2] ۔ گارنر "فرانسیسی نظم عدالت" (French Judiciary) مطبوعہ "ایل لا جرنل" مارچ ۱۹۱۷ء، صفحہ ۳۵۸

[3] ۔ پواں کارے "فرانس پر حکمرانی کس طرح ہوتی ہے" Poincaré: How France is Governed صفحہ ۲۲۵۔

دارالنائبین نے ایک مسودۂ قانون اس تغیر کے لئے منظور بھی کیا۔ لیکن اس تجویز پر فوراً ہی غور مکرر ہوا اور بعد کے زمانہ میں اس معاملہ سے دلچسپی تقریباً مفقود ہوگئی ہے۔ ایک سربرآوردہ فرانسیسی صاحب استنادیہ لکھتا ہے کہ "یہ امر کہ عام انتخاب سوئیزرستان اور ممالک متحدہ امریکہ میں اچھی طرح کام دیتا ہے فرانس میں اس طریق کے جاری کرنے کے لئے حجت نہیں ہوسکتا۔ فرانسیسیوں میں نہ تو سوئیزرستان والوں کی سی دانشمندانہ روا داری ہے اور نہ اہل امریکہ کی سی عملی روح ہے۔ ہم بہت آسانی کے ساتھ ایک انتہائی امر سے دوسرے انتہائی امر کی طرف بہ جاتے ہیں اور ہم اکثر ان اوارات اور ان اشخاص سے دل برداشتہ ہوجاتے ہیں جن پر ہم غایت اعتماد کا اظہار کرچکے ہوتے ہیں"[1]

الحال، معمولی عدالتوں سے متعلقہ تمام جج وزیر عدالت کی سفارش اور اسی کے تحت ذمہ داری صدر جمہوریہ کی جانب سے (بعض مستثنیات کے سوا) ان امیدواروں میں سے مقرر ہوتے ہیں جو ایک نہایت تحقیق طلب امتحان میں کامیاب ہو جائیں۔ فرانس میں ناظمانِ امن اور الجزائر میں ہر درجہ کے ججوں کو مستثنیٰ کر کے باقی تمام عدالتی عہدہ دار اس وقت تک برابر اپنے عہدوں پر فائز رہتے ہیں جب تک وہ نیک چلن رہیں، اور مذکورہ اصناف کے علاوہ کوئی جج عدالت تنسیخ کی رضامندی کے بغیر برطرف نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن عمر کی ایک حد مقرر ہے جس حد پر پہنچکر یہ توقع کی جاتی ہے کہ جج کنارہ کش ہوجائے گا اور اس کا مطالبہ کیا جاتا ہے یہ حد مختلف عدالتی عہدوں کے لئے مختلف ہے۔ ناظمانِ امن، اور الجزائر اور نوآبادیوں کے ججوں کو اعلیٰ عاملانہ ارباب اقتدار اپنے طور پر برطرف کرسکتے ہیں۔ تنخواہیں نہایت ہی کم ہیں۔ ناظمانِ امن کی تنخواہیں سولہ سو فرانک سالانہ ہیں اور درجہ بدرجہ صدر عدالت تنسیخ کی تنخواہ تیس ہزار فرانک سالانہ ہے۔ ظاہر ہے کہ جو جج اہل مقدمہ سے نقد یا کوئی تحفہ قبول کرتا ہے وہ سخت سزاؤں کا مستوجب سمجھا جاتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ ایک جماعت کی حیثیت سے عہدہ داران عدالت

---

[1] Marchand Le recrutement de la magistrature en France 95.

کی دیانت و عدم رشوت ستانی نہایت ہی نمایاں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تنخواہ کی کمی، ترقی کے عدم یقین، تقررات میں سیاسیات کے داخل ہو جانے کے امکانات کے باوجود، فرانسیسی جج اور عدالتیں آزادی، قابلیت، بے لوثی میں ہر دوسرے ملک کے ججوں اور عدالتوں کے بالمقابل مرجح ہیں [1]

**معمولی عدالتیں** یہ بیان ہو چکا ہے کہ فرانس میں عدالتوں کے دو مجموعے ہیں، معمولی اور انتظامی، اور ان میں سے ہر ایک مجموعہ اپنے اپنے آزادانہ حدود کے اندر عملاً جامع و مانع اختیار رکھتا ہے۔ معمولی عدالتیں،

---

[1] گارنر "فرانسیسی نظم عدالت" The French Judiciary مطبوعہ "ییل لا جرنل" بابت مارچ ۱۹۱۹ء میں عدالتی انتظام کا ایک نہایت ہی سلیس اور وسیع المعلومات بیان موجود ہے مقابلہ کیجئے اسی مصنف کا مضمون "فرانس میں فوجداری طریق کارروائی" (Garner: Criminal procedure in, France) مطبوعہ "ییل لا جرنل" بابت فروری ۱۹۱۶ء اور "انتظامی تشریعی قوانین پر عدالتی اقتدار" (Judicial Control of Administrative and Legislative acts) مطبوعہ امیرکن پولیٹیکل سائنس ریویو" بابت نومبر ۱۹۱۵ء۔ ایک عام خاکہ ایل اروِل کا مضمون "فرانس کا عدالتی نظم" (L. Irwell: The Judicial System of France) مطبوعہ گرین بیگ بابت نومبر ۱۹۰۲ء ہے مضامین ذیل پر بھی توجہ دلائی جا سکتی ہے بی۔ تلز: "فرانسیسی گروہ وکلا" Brench and Bar. مطبوعہ "ییل لا جرنل" بابت دسمبر ۱۹۱۳ء۔ ایف۔ آلین "فرانس کی عدالتوں میں کارروائی مقدمات" (Trials in the Courts of France; in Bench and Bar. مطبوعہ "بینچ اینڈ بار" بابت فروری ۱۹۱۲ء فوجداری کے طریق کارروائی پر یادگار زمانہ تصنیف A. Esmein; Histoire de la procedure criminelle en France et specialement de la procedure inquiritoire depuis le xiii e siecle Jusqua nos jours. پیرس ۱۸۸۱ء ہے۔ اس کے بڑے حصص کا ترجمہ جے سیمپسن نے کیا ہے اور اس کا نام فرانس کے خاص حوالہ کے ساتھ براعظم کے فوجداری طریق کار کی تاریخ History of Continental Criminal Procedure with special refrenwce to France طبع بوسٹن ۱۹۱۳ء

دیوانی اور فوجداری کی عدالتوں اور بعض خاص عدالتوں پر مشتمل ہیں جیسے عدالتِ تجارت۔ ان میں سب سے نیچے پرگنہ کے ناظمِ امن کی عدالت ہے۔ یہ عدالت اولاً ۱۷۹۰ء میں قایم کی گئی اور اس وقت تک برابر قایم رہی ہے۔ ناظمِ امن ان تنازعات کی سماعت کرتا ہے جن میں مقدار متنازعہ چھ سو فرانک سے زاید نہ ہو اور نیز قانون کی ان خلاف ورزیوں کی سماعت کرتا ہے جن میں پندرہ فرانک جرمانہ یا پانچ دن سے زاید کے قید کی سزا نہ ہو۔ دیوانی کے ان مقدمات میں جو تین سو فرانک سے زاید پر مشتمل ہوں اور فوجداری کے ان مقدمات میں جن میں قید یا پانچ فرانک سے زاید جرمانہ ہوا ہو، مرافعہ دوسری بلند تر عدالت یعنی "عدالت مراتب ابتدائی" میں ہوتا ہے۔ لیکن اتنا اضافہ کرنا چاہئے کہ ناظم کا قدیم ترین اور غالباً اس وقت تک سب سے زیادہ اہم فرض مقدمات کی نوبت کا روکنا ہے نہ کہ ان کی سماعت کرنا۔ اس سے توقع یہ کی جاتی ہے کہ فریقین جو اس کے روبرو حاضر ہوں ان کو یہ ترغیب دے کہ وہ معاملہ کو دوستانہ طور پر طے کرلیں اور چونکہ یہ لوگ اکثر ناظمِ امن ہی کے ہمسایہ ہوتے ہیں اس لئے یہ غیر اغلب نہیں ہے کہ ناظم اگر ہوشیار و قابل شخص ہو تو اس نازک کام میں اس کا کامیاب ہو جانا غیر اغلب نہیں ہے۔

ناظمِ امن کی عدالت سے بالاتر دوسرے درجہ میں "عدالت مراتبِ ابتدائی" یا "عدالت ضلع" ہے۔ چند مستثنیات کے سوا اس قسم کی عدالت ہر ضلع میں ایک ایک ہے۔ ہر عدالت ایک صدر اور کم از کم ایک نائب صدر اور مختلف التعداد ججوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ تین ججوں سے کامل الاختیار عدالت مرتب ہوتی ہے۔ ہر عدالت کے ساتھ ایک وکیل سرکار ہوتا ہے۔ یہ عدالت جملہ اقسام کے دیوانی مقدمات سماعت کرتی ہے۔ ناظمانِ امن کے فیصلوں کے جو مرافعات اس عدالت میں ہوتے ہیں ان میں سے پندرہ سو فرانک کی قیمت کی شخصی ملک اور

ساٹھ فرانک سالانہ قیمت کی زمین سے متعلق تمام کارروائی اور رجسٹری سے متعلق تمام مقدمات کے جو فیصلے اس عدالت میں ہو جاتے ہیں، پھر ان کا مرافعہ نہیں ہوتا۔ تعزیری مقدمات میں اس عدالت کا اختیار ان خطاکاریوں پر حاوی ہے جنہیں بداعمالی کہا جاتا ہے یعنی وہ خطاکاریاں جن کی سزائیں ان غلط کاریوں سے سخت تر ہیں جن کا تصفیہ ناظمانِ امن کی عدالت سے ہوتا ہے "عدالت مراتب ابتدائی" جب عدالت فوجداری کی حیثیت سے نشست کرتی ہے تو وہ "عدالت اصلاح" کہلاتی ہے۔ فوجداری کے مقدمات میں اس کے تمام فیصلوں کا مرافعہ ہو سکتا ہے۔

"عدالتہائے مراتب ابتدائی" سے بالاتر پچیس عدالتہائے مرافعہ ہیں، اور ان میں سے ہر ایک اپنے قطعۂ ملک پر اپنا اختیار نافذ کرتی ہیں جو ایک سے لے کر پانچ صوبوں تک پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہر عدالت کا میر کردہ ایک صدر ہوتا ہے اور ہر عدالت میں عہدہ داروں کا ایک وسیع مشتمل گروہ ہوتا ہے جن میں متعدد صدر و وکیل سرکار بھی شامل ہوتے ہیں۔ اجرائے کار کے لئے یہ عدالت مرافعہ ایوانوں یا حصوں میں منقسم ہے جن میں سے ہر ایک ایک صدر اور چار ججوں پر مشتمل ہے۔ اس عدالت کا خاص فرض یہ ہے کہ "عدالتہائے مراتب ابتدائی" کے دیوانی و فوجداری دونوں قسم کے مقدمات کے مرافعات کی سماعت کرے۔ خود اس عدالت کا ابتدائی اختیار محدود اور اتفاقی نوعیت کا ہے۔ اس عدالت کے فیصلے تجاویز کہلاتے ہیں۔

عدالتہائے مرافعہ سے نہایت ہی قریبی تعلق رکھنے والی عدالتہائے موقت ہیں یہ جداگانہ مستقل عدالتیں نہیں ہیں۔ ہر تیسرے مہینے ہر ایک صوبے میں اور عام طور پر خاص شہر میں ایک عدالت موقت قائم کی جاتی ہے جو عدالتِ مرافعہ کے ایک مخصوص رکن اور دوسرے حکام پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب عدالتِ مرافعہ کے بقیہ ججوں میں سے یا مقامی عدالت ابتدائی کے ججوں میں ہو سکتا ہے۔ عدالتہائے موقت ان شدید خطاکاریوں سے متعلق مقدمات کی سماعت کرتی ہیں جنہیں ضابطۂ تعزیرات میں "جرائم" کی صنف میں قرار دیا گیا ہے۔

فرانسیسی عدالتوں میں صرف یہی عدالتیں ہیں جن میں باقاعدہ طور پر جوری سے کام لیا جاتا ہے۔ جوری بارہ اشخاص پر مشتمل ہوتی ہے اور ان کا فیصلہ کثرت محض پر ہوتا ہے۔ برطانیۂ عظمیٰ اور ممالکِ متحدہ امریکہ کی طرح یہاں بھی جوری واقعہ کا تعین کر دینے میں قانون کا اطلاق نہیں کرتے۔ مقدمات حسبِ معمول کھلی عدالت میں ہوتے ہیں اور تمام فیصلوں کا کھلی عدالت میں سنایا جانا ضروری ہے۔ نہ صرف یہ کہ عدالتیں سب کے لئے کھلی ہوتی ہیں بلکہ ۱۸۵۱ء سے ایسا سامان کر دیا گیا ہے کہ غربا اپنے حقوق قانونی کے ثابت کرنے کے لئے قانونی مدد پا سکیں۔

معمولی عدالتوں کا مرکز عدالتِ تنسیخ ہے جو ۱۷۹۰ء میں قایم ہوئی۔ یہ عدالت پیرس میں نشست کرتی ہے اور معمولی شخصی قانون کے تمام معاملات میں یہ ملک کی سب سے اعلیٰ عدالت ہے۔ اس میں ایک صدر اول تین صدر اجزائی اور پینتالیس جج ہیں۔ اس سے متعلق ایک صدر وکیل سرکار اور چھ وکلائے سرکار ہوتے ہیں۔ اعلیٰ اغراض کے لئے یہ عدالت تین حصوں میں منقسم ہے؛ عدالتِ عرائض جو دیوانی مقدمات کی ابتدائی سماعت کرتی ہے۔ عدالتِ دیوانی جو ان مقدمات پر آخری غور کرتی ہے۔ فوجداری عدالت جو مرافعہ ہونے پر فوجداری کے مقدمات کا فیصلہ کرتی ہے۔ عدالتِ تنسیخ انتظامی نوعیت کے فیصلوں کے علاوہ ملک کی ہر ایک عدالت کے فیصلوں پر نظر ثانی کر سکتی ہے۔ یہ عدالت واقعہ پر حکم نہیں لگاتی بلکہ جو اصول اس واقعہ میں شامل ہوں ان پر اور ابتدائی فیصلہ کرنے والی عدالت کی حد اختیار پر حکم لگاتی ہے۔ جو فیصلہ رد کر دیا جاتا ہے اسے "منسوخ" کہتے ہیں۔ اس کے بجائے کوئی دوسرا فیصلہ نہیں کیا جاتا بلکہ وہ مقدمہ مع بیان قانون اسی درجہ کی عدالت کے پاس واپس کر دیا جاتا ہے جس درجہ کی عدالت کا فیصلہ خارج کیا گیا ہے۔ اس عدالت کی تجویزیں عام ججوں کے لئے بہت باوزن ہوتی ہیں اور اسی نوعیت کے مقدمات کی کارروائی کے لئے ایک عام بنیاد قایم کرنے میں اہم اثر ڈالتی ہیں۔ اس طرح یہ عدالت نہ صرف اغراض انصاف

کو ترقی دیتی ہے بلکہ فرانسیسی اصول قانون کے قیام و ارتقا میں معاون ہوتی ہے۔[1]

**انتظامی قانون اور انتظامی عدالتیں**

حکومت کی تمام مشکلوں کے اندر خانگی شہریوں کے ساتھ انتظامی عہدہ داروں کے معاملات کی وجہ سے بیشمار مناقشات پیدا ہوتے ہیں۔ پولیس کا ایک سپاہی یا حکومت کا کوئی دوسرا نمایندہ کسی شہری کے مکان کو گھیر لیتا ہے اور اس شہری کو کاروبار سے روک دیتا ہے کسی اخبار کی اشاعت کو جس پر باغی ہونے کا الزام ہوتا ہے بند کر دیتا ہے یا مجرم کا تعاقب کرتے ہوئے کسی بیگناہ آدمی کو روند ڈالتا ہے اور ان سب صورتوں میں شہری تدارک کا مطالبہ کرتا ہے ممکن ہے کہ وہ منفرد عہدہ دار یا جس حکومت کی وہ نمائندگی کرتا ہے وہ جوابدہ ہو یا نہ ہو، اور جو معاوضہ حاصل

[1] فرانسیسی عدالتی طریق کار اور اسکی ضرورت کے متعلق جے کتول کی کتاب "عدلیہ اسکی دستوری اہمیت اور اسکی بنیادی اصلاح" (Coumoul; Traite du pouvoir Judiciare; de son role Constitutionnel et de sa reforme organique.) کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس میں عام معلومات یکجا کر دی گئی ہیں طبع ثانی پیرس ۱۹۱۱ء) ایم دلسدین نے اپنی کتاب "عاملین کی بھرتی اور انکی ترقی" (Dehesdin: Le recrutement et l'avancement des magistrats میں ارکان عدلیہ کے متعلق بحث کی ہے (مطبوعہ پیرس ۱۹۱۰ء)۔ اے فاگرے نے اپنی کتاب "ذمہ داری کی دہشت" (The Dread of Responsibility) میں عدلیہ کی پابندی اور فقدان اجتہاد پر تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ اس کتاب کا انگریزی میں ٹیم نے ترجمہ کیا ہے (مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۱ء) لیکن اس کتاب میں فرانسیسی عدلیہ پر جو الزامات قائم کئے گئے ہیں انکی تصدیق واقعات سے نہیں ہوتی ان الزامات کا جواب لوبائے اپنے مضمون "ایمل فاگرے کے خیالات عہد جدید طریق عدل کے متعلق" (W. Loubat: Les idees de M. Emite Faguet sur la Justice moderne.) میں دیا ہے جو "مجلۂ سیاسی و پارلیمنٹی" ۱۹۱۲ء میں طبع ہو چکا ہے اور جیمس برگارنر نے امریکی مجلۂ علم السیاست مورخہ مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۵۰۰ میں تنقید کی ہے۔ اصلاحی تجاویز کے متعلق اے تیسئے نے اپنے مضمون "عدالتی اصلاح کی تجاویز" (R. Tissier; Le projet de reforme Judiciaire) میں بحث کی ہے جو "مجلۂ سیاسی و پارلیمنٹی" مورخہ جون ۱۹۱۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ دموبین نے بھی اس مسئلے پر قلم اٹھایا ہے۔ اس کا مضمون "عدالتی اصلاح" (Demombynes "La reform Judiciaire") "مجلۂ سیاسی و پارلیمنٹی" مورخہ جولائی ۱۹۱۸ء میں شائع ہوا ہے۔ اپلتون کا مضمون "عدالتی اصلاح" (Appleton; La reform Judiciaire) اگست ۱۹۱۹ء کے "مجلۂ اعظم" میں شائع ہو چکا ہے۔

ہوسکتا ہے وہ کم ہو یا زیادہ ہو یا کچھ بھی نہ ہو، بہرحال یہ سب انتظامی قانون کے معین کردہ یا اجازت دادہ قواعد کے مطابق ہوتا ہے۔ انتظامی قانون کی تعریف مختصراً اس طرح کی جاتی ہے کہ یہ ان قانونی اصول کا مجموعہ ہے جس کے ذریعہ سے سرکاری عہدہ داروں کی حیثیت اور ذمہ داریوں، ان عہدہ داروں کے بالمقابل خانگی اشخاص کے حقوق اور جس طریق کارروائی سے ان حقوق اور ذمہ داریوں کا نفاذ ہوسکتا ہے[1] اس کی تہ میں یہ خیال مضمر ہے کہ حکومت اور حکومت کا ہر ایک گماشتہ ایسے حقوق، امتیازات اور تحفظات رکھتا ہے جو خانگی شہریوں کے حقوق وغیرہا سے مختلف ہیں اور ان حقوق و امتیازات کی نوعیت اور وسعت کا تعین ایسے اصول پر ہونا چاہیے جو حقیقتاً ان اصول سے مختلف ہوں جو شہریوں کے حقوق و امتیازات کے تعین پر حاوی ہوتے ہیں۔ تمام متمدن سلطنتوں میں انتظامی قانون کے کم و بیش مشرح و مفصل نظم موجود ہیں جو کسی حد تک قانون سازی اور کسی حد تک عدالتی فیصلوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

انگریزی بولنے والے ممالک میں ہمیشہ یہ فرض کرلیا گیا ہے کہ افراد کو حد سے بڑھے ہوئے یا دوسرے ناواجب انتظامی افعال سے محفوظ رکھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ معمولی عدالتوں کو وسیع اختیارات اور قومی تنظیم عطا کی جائے۔ لیکن جن قوموں کے اصول قانون کی بنا رومانی قانون پر ہے ان میں اکثر نے اس مسئلہ کو ایک دوسرے طریق پر حل کیا ہے یعنی عدالتوں کا ایک جداگانہ نظم قرار دیا ہے جنھیں انتظامی نوعیت کے مقدمات کا تصفیہ سپرد ہوتا ہے اور ان عدالتوں کو وزارت انصاف کے تحت میں نہیں بلکہ وزارت داخلہ کے تحت میں رکھا ہے۔ اس طریق کے تحت میں تمام انتظامی معاملات جن میں اختلاف کے معاملات بھی داخل ہیں خود محکمۂ نظم و نسق کے ذریعہ سے

---

[1] مقابلہ کیجیے "گڈنو" "مقابلتی انتظامی قانون" Goodnow: Comparative Administrative Law جلد اول صفحہ ۸-۹۔

متعین ہوتے ہیں۔ معمولی عدالتوں کو کسی نہج سے بھی نظم و نسق میں دخل نہ دینا چاہیئے تاآنکہ نظم و نسق اور افراد کے درمیان مقدمات کا فیصلہ کرکے بھی ایسا نہ کرنا چاہیئے انتظامی عدالتوں کے ضبط عمل کی اہمیت فرانس سے زیادہ کہیں نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ انتظامی اختیار عدالتی کا نظریہ جس طرح ۱۷۹۰ء کے قریب فرانس میں پیدا ہوا، وہ انقلابیوں کی اس خواہش پر مبنی تھا کہ انتظامی حکام عدالتوں کی نگرانی سے آزاد ہو جائیں کیونکہ عدالتوں کی نسبت یہ بدگمانی تھی کہ وہ جدید اصلاحات کے خلاف ہیں[۱] اور اس لئے یہ نظم شہریوں کے نفع سے زیادہ حکومت کے نفع کے مد نظر تجویز ہوا تھا۔ ایک امریکی صاحب قلم کے قول کے بموجب یہ بھی صحیح ہے کہ اس وقت فرانس میں "ایک قانون شہریوں کے لئے اور دوسرا قانون سرکاری عہدہ داروں کے لئے ہے اور اس طرح جماعت عاملہ درحقیقت عدالتی صیغہ سے آزاد ہے کیونکہ حکومت کو ہمیشہ آزادی حاصل رہتی ہے اور اگر وہ چاہے تو معمولی عدالتوں کے کسی قسم کے خوف کے بغیر قانون کی خلاف ورزی کرسکتی ہے"[۲] مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی صحیح ہے کہ ابتدائی مقصود غایب ہوگیا ہے اور اس وقت انتظامی عدالتوں کا اولین مقصد یہ ہوتا ہے کہ خود رایانہ یا غیر قانونی انتظامی افعال کے بالمقابل افراد کی حفاظت کریں۔ انتظامی عدالتوں کے موجودہ نظم کی تاریخ کا آغاز زیادہ تر نپولین کے دور سے ہوتا ہے۔ انتظامی قانون کے اطلاق سے جو تنازعات پیدا ہوں ان سب کے لئے "عدالت مراتب ابتدائی" صوبہ دار کی مجلس ہے جو ۱۷۹۹ء میں قایم کی گئی تھی۔ اس قسم کی ایک مجلس صوبہ دار کے تحت ہر صوبہ میں ہوتی ہے۔ صوبہ دار کی اس مجلس کو صوبہ کی مجلس عامہ

---

[۱] گارنر "فرانسیسی نظم عدالت" مطبوعہ "ییل لا جرنل" Garner: The French Judiciary, in yale Law Jour مارچ ۱۹۱۷ء صفحات ۳۵۰-۳۵۱۔

[۲] لوول "براعظم یورپ میں حکومتیں اور فرقے" Lowell: Governments and Parties in Continental Europe. جلد اول صفحہ ۵۸۔

بخوبی ممیز کر لینا چاہئے۔ آخر الذکر کا انتخاب صوبہ کے رائے دہندگان کی طرف سے ہوتا ہے اور وہ اولاً و اقداماً واضع احکام جماعت ہے۔ اول الذکر کا تقرر صدر جمہوریہ کی طرف سے ہوتا ہے اور انتظامی تنازعات کا تصفیہ کرنے کے علاوہ، عاملانہ و انتظامی معاملات میں صوبہ دار کو مشورہ بھی دیتی ہے مگر واقعاً انتظامی فیصلے زیادہ تر صوبہ دار ہی کے زیر اقتدار ہوتے ہیں۔

صوبہ دار کی مجلسوں سے بالاتر مجلس مملکت ہے، یہ مجلس بھی [۱۷۹۹] سنہ میں قایم کی گئی تھی اور اسے وسیع اختیارات حاصل ہیں جس میں "ان مشکلات کا تصفیہ بھی شامل ہے جو انتظامی معاملات سے پیدا ہوتے ہیں"۔ اس جماعت کے قانون سازی کے اختیارات جو پہلے اسے حاصل تھے اس سے نکال لئے گئے ہیں اور مجلس مملکت کی عدالتی حیثیت اور انتظامی حیثیت میں قطعی طور پر فرق کر دیا گیا ہے۔ یہ مجلس پینتیس "معمولی" مشیروں، اکیس "غیر معمولی" مشیروں اور سینتیس "امرائے عرائض" اور چالیس تنقیح سازوں پر مشتمل ہے (ملازمانِ غیر معمولی وہ سرکاری عہدہ دار ہیں جو مختلف عاملانہ محکموں کے اغراض کی حفاظت کے لئے متعین کئے جاتے ہیں[1]) ارکان کا تقرر مجلسِ وزرا کی رائے اور منظوری سے عاملانہ حکم کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور اسی طریق پر وہ علیحدہ بھی کئے جا سکتے ہیں۔ مجلس کا کام یہ ہے کہ عاملانہ معاملات سے متعلق جو مسائل حکومت اس کے سامنے پیش کرے ان پر غور کرے اور ان کے جواب دے، اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے تمام انتظامی مقدمات میں وہ رجوع آخری کی عدالت ہے۔

---

[1] ان تعدادوں میں وقتاً فوقتاً خفیف تغیر ہوتا رہتا ہے۔

[2] کونسل آف اسٹیٹ کی تاریخ ای۔ بے لافریئر نے "انتظامی اختیارات اور ان کے متعلق اختلاف آراء" Laferriere; Traite de la jurisdiction administrative et des recours contentieux. میں بیان کی ہے۔ یہ کتاب پیرس میں ۱۸۸۷ء میں طبع ہوئی تھی (دیکھو جلد ۱ صفحہ ۱۳۷-۳۰۱)۔ کونسل آف اسٹیٹ کی تنظیم کے متعلق ملاحظہ ہو برتلمی کی کتاب "مبادیات قانون نظم و نسق" Traite elementaire de droit administratif صفحہ ۱۲۲-۱۲۸۔ اس موضوع پر اہم مضامین و کتب یہ ہیں۔ اور ریو کی کتاب "قانون نظم و نسق کا

اس عدالت نے جس طرح گزشتہ نصف صدی میں کام کیا ہے اس کے اعتبار سے انتظامی عدالتوں کے فرانسیسی نظم کے حق میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ انگلستان میں افراد کے حقوق ایک دوسرے طریق پر محفوظ کئے گئے ہیں مگر اتنا دعویٰ تو ضرور کیا جا سکتا ہے کہ فرانسیسی نظم کے تحت میں افراد ایسی متعدد صورتوں میں امداد حاصل کر سکتے ہیں جن میں انگلستان میں کوئی چارہ کار نہیں مل سکتا اور (متعدد مستثنیات کے ساتھ) انتظامی عہدہ داروں سے جو عدالتیں مرکب ہوتی ہیں وہ انتظامی مسائل سے متعلقہ قانون کا تصفیہ کرنے کے لئے معمولی عدالتوں کی بہ نسبت زیادہ موزوں ہوتی ہے[1]۔ بظاہر یہ ممکن ہے کہ حکومت انتظامی عدالتوں پر زیادہ دباؤ ڈال دے۔ درحقیقت وہ حکومت ہی کا جزو اور وزارت داخلہ کے زیر اقتدار ہیں۔ اگر معاملۂ زیر بحث سیاسی نوعیت کا ہو تو یہ میلان فی الواقع بہت شدید ہو سکتا ہے مگر تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انتظامی عدالتیں آزادی کا بلند درجہ قائم رکھتی ہیں۔ حکومت بزور اپنے حق میں فیصلہ کرانے کی سعی نہیں کرتی اور جس قدر فیصلے حکومت کے حق میں ہوتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خلاصہ (Hauriou: Precis do droit administratif) طبع ہشتم صفحہ ۲۲۹، ۹۶۸ اے ڈبلو گارنر کا مضمون "فرانس میں انتظام ملکی اور وضع قوانین پر عدالتی اختیار" (Judicial Control of Administrative and Legislative Acts in France) "جامعہ امریکی مجلہ علم السیاست" میں شائع ہو چکا ہے (نومبر ۱۹۱۵ء)۔ جے جز کا مضمون "کونسل آف اسٹیٹ کے متعلق اختلاف آرا" (G. Jeze; Le conseil d'etat an contentieux) مطبوعہ "مجلۂ قانونی دستور علم السیاست" اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۱۰ء وارانگ کے مضمون "کونسل آف اسٹیٹ اور تجاویز اصلاح" (Varagnac; Le conseil d'Etat et les projerts de reforme) میں مختلف اصلاحی تجاویز پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ یہ مضمون ۱۵ اگست اور ۱۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کے "مجلۂ دو جہاں" میں طبع ہوا ہے۔ پے دے پریساک کا مضمون "کونسل آف اسٹیٹ اور اسکی ضروری تجدید" (Pressæ; Le conceil d'elat et les innovations necessaires) مطبوعہ "مجلۂ نظم و نسق" مئی و جون ۱۹۱۶ء؛ نیز ملاحظہ ہو ڈیگوئی کی کتاب "جدید مملکت میں قانون کی حیثیت" (Law in the Modern State.) باب ۵۔

[1] ان مسائل پر لاول کی کتاب "حکومت انگلستان" (Lowell; Government of England) جلد دوم صفحات ۵۰۱-۵۰۴ میں مختصر بحث ہوئی ہے۔

اسی کثرت سے حکومت کے خلاف اور خانگی فریق کے موافق ہوتے ہیں۔
ایک خاص فرانسیسی صاحب استناد کہتا ہے کہ فرانسیسی مجلس مملکت "نظائر قانونی کا ایک ایسا مجموعہ تیار کرتی رہی ہے جس سے افراد کو خود رایانہ انتظامی عمل کے بالمقابل تقریباً کامل تحفظ حاصل ہوگیا ہے۔ میں اپنے خیال کے بموجب تو یہ دعوی کرسکتا ہوں کہ ہرایک دوسرے ملک کے بہ نسبت زیادہ تحفظ حاصل ہے"۔[1] خاندان آرلینز کی شاہی اور دوسری شہنشاہی کے تحت میں، آزاد خیالوں نے انتظامی اختیار عدالتی کی منسوخی پر زور دیا مگر ۱۸۷۲ء میں مجلس مملکت کے قطعی عدالتی بنیاد پر از سرنو مرتب ہوجانے سے یہ تحریک فرو ہوگئی۔ انتظامی عدالتوں کی آزادی اور صاف معاملگی کی نسبت اعتماد برابر بڑھتا گیا اور موجودہ زمانہ میں لوگ اسے پسند کرتے ہیں کہ ایسے مقدمات ان عدالتوں کے سامنے پیش کریں جنھیں سابقاً وہ معمولی عدالتوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے۔

بہت سے تنازعات ایسے پیدا ہوتے ہیں جن میں یہ صاف واضح نہیں ہوتا کہ دونوں میں سے کس نوع عدالت سے ان کا تعلق ہے۔ علاوہ بریں، یہ بھی مناسب ہے کہ کوئی اقتدار عمل ایسا ہو جو اس صورت میں حکومت پر روک قایم کرسکے جب حکومت مقدمات کو بزور انتظامی عدالتوں میں لانا چاہے۔ لہذا ۱۸۷۲ء میں ایک عدالت اختلافات تنازعات قایم کی گئی جو افراد ذیل پر مشتمل ہے، وزیر عدالت جو اپنے عہدے کی حیثیت سے صدر ہوتا ہے، عدالت تنسیخ کے تین جج جن کا انتخاب انھیں کے رفقا کرتے ہیں، مجلس مملکت کے تین رکن جن کا انتخاب خود مجلس کرتی ہے اور وہ جج جنھیں یہ سب ارکان منتخب کرتے ہیں۔ انتظامی عدالتوں اور دوسری عدالتوں کے درمیان اقتدار کی نسبت جو اختلافات ہوتے ہیں ان کا فیصلہ

---

[1] ایل۔ ڈیگوئی "فرانسیسی انتظامی عدالتیں" **Duguit: The French Administrative Courts** مطبوعہ پولیٹیکل سائنس کوارٹرلی ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۳۹۲۔

یہی جماعت کرتی ہے اور چونکہ یہ جماعت نہ معمولی عدالتی تنظیم کا جزو ہوتی ہے اور نہ انتظامی نظم کا اس لئے یہ اس فرض کو اعلیٰ درجہ کی بے لوثی اور کامیابی کے ساتھ ادا کرتی ہے[1]

[1] فرانسیسی انتظامی عدالتوں کے مختصر بیانات لوول کی کتاب "حکومت انگلستان" Lowell: Government of England میں ملیں گے جلد دوم صفحات ۴۹۴-۵۰۴۔ نیز دیگوئی "فرانسیسی انتظامی عدالتیں" (Duguit, "The French Admiaistrative Courts) مطبوعہ پولٹیکل سائنس کوارٹرلی بابت ستمبر ۱۹۱۳ء۔ الیف۔ پی والٹن: "عہدہ داروں کی غلطیوں کے لئے سلطنت کی ذمہ داری کے متعلق فرانسیسی انتظامی عدالتیں اور جدید فرانسیسی قانون" (Walton: The French Administrative Courts and the Modern French Laws as to the Respobility of the state for the Faults of its Officials مطبوعہ ییل لاریویو بابت اکتوبر و نومبر ۱۹۱۲ء۔ جے۔ ڈبلیو گارنر کا مضمون "فرانس میں انتظامی و تشریعی قوانین کی عدالتی نگرانی" (Garner; Judicial control of Administrative and Legislative Acts in France) مطبوعہ امریکن پولٹیکل سائنس ریویو بابت نومبر ۱۹۱۵ء بھی ملاحظہ ہو۔ انتظامی افعال کی نوعیت انتظامی قانون کی حدود وسعت اور انتظامی حدود اختیار کے فرانسیسی نظم سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان پر دیگوئی کی کتاب "حکمت جدید میں قانون" Duguit; Law in the Modern State کے اندر از سر نو اور سلاست کے ساتھ تبصرہ کیا گیا ہے۔ ایشلی کی "مقامی اور مرکزی حکومت" Ashley; Local and Central Government باب ہشتم ایک عمدہ مختصر بحث ہے۔

برتھیلیمی: "مبادیات قانون انتظامی" Berthelemy: Traite elementaire de droit administratif ژیز "قانون انتظامی کے اصول عامہ" (Jeze; Principes Generaux du droit administratif) لافیری ایر "انتظامی حدود اختیار" (Laferriere; Traite de la Jucrisdaction administrative) فرانسیسی زبان میں قابل قدر تصانیف ہیں۔ ملاحظہ ہو ژیز کے طبع ثانی پر گارنر کا تبصرہ مطبوعہ امریکن پولٹیکل سائنس ریویو بابت اگست ۱۹۱۵ء صفحات ۶۰۸-۶۱۲۔ فرانسیسی انتظامی عدالتوں کی نوعیت کو غلط سمجھ کر ڈائسی نے اپنے "قانون و رواج دستور سلطنت" Dicey; Law and Custom of the Constitution کے سابق اشاعتوں میں ان پر سخت و ناواجب فیصلہ صادر کیا۔ ڈائسی کی بعد کی اور زیادہ منصفانہ رایوں کے لئے آٹھویں اشاعت (۱۹۱۵ء) کا دیباچہ دیکھئے۔

**سینات بہ حیثیت عدالتِ عالیہ**

یہ بیان ہو چکا ہے کہ دارالامرا برطانی عدالتی نظم کا سرتاج ہے کیونکہ وہ (کم از کم نظریاتی طور پر) نہ صرف امرا اور امرا کی بیگمات کے مقدمات کے لئے واحد عدالت ہے بلکہ کلیسا و مستعمری عدالتوں کے سوا اور ہر طرح کی عدالتی کارروائیوں کے لئے سب سے اعلےٰ عدالتِ مرافعہ ہے۔ براعظم میں بھی ایوان بالائی کو بالعموم عدالتی اختیارات حاصل ہیں، مگر وہاں مرافعائی نوعیت کے مقدمات بہت کم آتے ہیں اور ایوان بعض اقسام مقدمات خاص کر سیاسی قسم کے مقدمات اور بعض طبقات قوم کے مقدمات کے لئے واحد اور غیر معمولی عدالت بن گئے ہیں۔ ۱۸۷۵ء کے فرانسیسی دستور میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ سینات صدر جمہوریہ اور وزرا پر مقدمہ چلانے کے لئے اور تحفظ مملکت کے خلاف کوششوں کو زیر نظر لانے کے لئے عدالت کی صورت میں مبدل ہو سکتی ہے۔[1] صدر جمہوریہ پر مقدمہ صرف سینات کے روبرو چل سکتا ہے اور صرف "دارالنائبین کے نقل سے ایسا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح، جن وزرا پر" دارالنائبین کی جانب سے ایسے جرایم کا الزام لگایا جائے جو ان کے ادائے فرائض میں سرزد ہوئے ہوں" ان کے مقدمات کا تنہا اختیار بھی سینات ہی کو حاصل ہے۔[2] جو جرایم سرکاری فرائض کی ادائی میں سرزد نہ ہوئے ہوں ان کے لئے وزرا معمولی عدالتوں میں قابل مواخذہ ہیں، اس میں صرف اسی حد تک وہ مستثنیٰ ہیں جس حد تک پارلیمنٹ کے رکن کی حیثیت سے وہ بری الذمہ ہوں۔

جن مقدمات میں تحفظ مملکت پر حملے کے الزام عاید ہوں انکی سماعت کے لئے سینات صدر جمہوریہ کے حکم سے (جس کی اشاعت وزارتی مجلس سے ہوتی ہے) عدالتِ عالیہ بنادی جاتی ہے اور اس کے حدود اختیار سرکاری عہدہ داروں اور ذاتی افراد دونوں پر یکساں وسیع ہوتے ہیں مگر سینات

---

[1] ۔ سینات کی تنظیم کا قانون دفعہ ۹۔

[2] ۔ سرکاری اختیارات کے تعلقات کا قانون دفعہ ۱۲۔

کو عدالت عالیہ بنانے کا حکم خالصتہً اختیاری ہے اور اس سے معمولی عدالتوں کے اختیار پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سینات جب عدالت کے طور پر مرتب ہوتی ہے تو اسے گواہوں کے طلب کرنے، حاضری سے انکار کرنے والوں کو سزا دینے، حلف دینے، اور ہر اس ذریعہ سے جنھیں معمولی عدالتیں قانوناً استعمال کرسکتی ہیں شہادت حاصل کرنے کے کامل اختیارات ہوتے ہیں۔ بہ حیثیت عدالت کے سینات کی خالص سیاسی نوعیت صاف عیاں ہے۔ یہ ایوان خود ایک سیاسی جماعت ہے، اس کی عدالتی سرگرمیوں کا مقصود اگرچہ ایک جایز مقصد عامہ ہے مگر ہے کم و بیش سیاسی۔ حکومت برابر اس خیال میں پڑی رہتی ہے کہ ناجایز سیاسی اغراض کے لئے عدالتِ عالیہ سے کام لے۔ اس قسم کی بیشمار تجویزوں کے باوجود کہ موجودہ انتظامات میں بیخ و بن سے ترمیم کی جائے بیشتر فرانسیسی مقنن اور ارباب اشاعت کی اب بھی یہی رائے ہے کہ اس نظم سے غلط کام نہیں لیا گیا ہے اور یہ بہبودِ عامہ کے لئے ایک خاطر خواہ تحفظ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عدالت کی حیثیت سے سینات کے اجلاس بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ ادھر حال کے زمانہ میں اس جماعت کے سامنے جو سب سے زیادہ نمایاں مقدمات چلے وہ ۱۹۱۸ء میں وزیر داخلہ مالوی کا مقدمہ اور ۱۹۲۰ء میں سابق صدر کائیو کے مقدمات تھے؛ اس سے قبل کے زمانہ میں شاید سب سے زیادہ نمایاں مقدمہ ۱۸۸۹ء میں بولانژیر اور اس کے شرکائے جرم کا مقدمہ تھا[1]۔

[1] عدالت عالیہ کا مختصر بیان ازمین کی کتاب "مبادی قانون دستوری" Esmein; Elements de droit Constitutionnel اشاعت چہارم صفحہ ۸۸ ـ ۹۔ برا اور بارڈو روبری کی کتاب "دستور فرانس" ۱۸۷۵ء Bard et Robriquet; Constitution francaise de 1875 صفحہ ۲۵۸-۲۷۴ میں ہے۔ دیکھو اے رو "معاملہ مالوی" A. Roux L'Affaire Malvvet le pouvoir souverain du senate comme Haute- courde Justice in Rev. Polit. et Parl. دسمبر ۱۹۱۸ء میں۔ ڈیگوئی "تجویز سینات مقدمہ مالوی میں" Duguit; L'Arret du sendat ans l'affaire Malvy ۱ اگست ۱۹۱۹ء ورجی "معاملہ کائیو" Vergent, L'Affaire Caillaux پیرس ۱۹۱۹ء۔

# باب بست و ششم

## مقامی حکومت اور نظم ونسق

**۱۷۸۹ء سے قبل کے حالات**

علم سیاسیات کے مطالعہ کرنے والے اس واقعہ سے واقف ہیں کہ حکومتی نظم علی العموم چوٹی پر اس قدر قرار گرفتہ نہیں ہوتے جس قدر تہ میں ہوتے ہیں۔ مقامی ادارات جو قوم کے مقاصد واغراض کے اندر سرایت کئے ہوتے ہیں اور جن کی پشتیبانی معمولی اشخاص کی وطنی اشتغالیت سے ہوتی ہے، وہ بہت گہرائی تک پہنچے ہوتے ہیں۔ قانون سازی اور نظم ونسق مرکزی وقومی ذرائع کار پر زیادہ وسیع اور زیادہ غیر مستقل قوتوں کا عمل ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تغیر کے امکانات معقول حد تک بڑھ جاتے ہیں۔ جدید فرانس کی تاریخ سے اس اصول کی نمایاں مثال ملتی ہے ۱۷۸۹ء اور ۱۸۷۵ء کے درمیان فرانس کی قومی حکومت میں نمایاں عدم استقامت موجود تھی۔ لیکن اس دور کے بیشتر حصوں میں مقامی حکومت اور نظم ونسق کے ادارات میں بہت ہی خفیف تغیر ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت جو نظم جاری ہے وہ اپنی ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے اس نظم سے بہت ہی کم مغائر ہے جو سوا صدی قبل قائم ہوا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ نظم کے بد و آغاز کا سراغ انقلاب میں

ملتا ہے۔ اس کے بیشتر حقائق اصلیہ ۱۷۸۹ء کی جمعیت قومی اور نپولین کے پیدا کردہ
ہیں، اور اس کی عمارت اس نظم کے ملبہ پر کھڑی کی گئی ہے جو خاندان کاپے
اور خاندان بوربون کی کئی صدیوں کی حکمرانی کے دوران میں قائم رہا تھا۔
بہر حال یہ نظم ایک مرتبہ قائم ہو جانے کے بعد، اس قدر کافی العمل ثابت ہوا کہ
اُن تمام حکومتی دوروں کے تحت میں برقرار رہا جو ۱۸۰۰ء اور زمانۂ موجودہ کے
درمیان اس قوم کی تاریخ میں مسلسل قائم ہوتے رہے ہیں۔

انقلاب سے قبل فرانسیسی طرز انتظام مرکزی، دفتریاتی، مسرفانہ اور ناکارہ
حیثیت کا تھا۔ قدیم صوبوں کی اور خاص کر ان صوبوں کی مرکزی اہمیت بہت کچھ
زائل ہوگئی تھی جو ملک کے اسی تین ربع پر مشتمل تھے جنھیں صوبجات بلا مجالس طبقات
کہتے تھے اور جہاں صوبجاتی جمعیتیں یا تو کبھی تھی ہی نہیں یا اب ان کا انعقاد نہیں ہوتا
تھا۔ بادشاہی کے باقی حصص کے صوبے جو صوبجات با مجالسی طبقات کہلاتے تھے
انھیں نسبتۃً زیادہ تفرد اور زیادہ اہمیت حاصل تھی کیونکہ جمعیتیں محصولوں کی منظوری
دیتیں اور کسی حد تک اخراجات پر بھی نگرانی رکھتی تھیں۔ لیکن یہاں بھی قدیم زور
بالکلیہ مفقود تھا۔ مقامی فوجی قائدین اور مختلف اغراض کے لئے بادشاہ کے
نمائندے ہونے کے بجائے صوبہ دار بے عمل وظیفہ خوار ہو گئے تھے۔ انتظامی اغراض
کے لئے قدیم صوبوں کے بجائے اب شاہی اضلاع تھے۔ یہ حدود و اختیارات
سولھویں صدی ہی میں قائم ہو گئے تھے، یہ اختیارات اولاً خالص مالیاتی تھے
مگر بعد میں عدالتی اور انتظامی بھی ہو گئے۔ اٹھارھویں صدی میں ان رقبوں
کی تعداد تیس سے چالیس تک ہو گئی ۱۷۸۹ء میں تینتیس ایسے رقبے تھے ہر رقبہ میں
ایک ناظر انصاف ایک ناظر پولیس ایک ناظر مالیات ہوا کرتا تھا جو بادشاہ کے
نام سے عملاً ہر شے پر خواہ براہ راست خواہ اپنے عمیلوں یا نائب عاملوں کے
ذریعہ سے نگرانی رکھتا تھا۔ جس مقامی تقسیم نے کسی نوع کی حقیقی تفرد کو برقرار
رکھا وہ کمیون یا بلدیہ تھا۔ اٹھارھویں صدی میں کمیونی نظام درحقیقت عمومی
معلوم ہوتا ہے، یہ ایک بلدیہ میں ایک ابتدائی جمعیت ہوا کرتی تھی جو ان تمام
افراد پر مشتمل ہوتی تھی جن پر محصول عاید ہو سکتا تھا، اور یہ جماعت کمیونی

عہدہ داروں کا انتخاب کرتی، کمیون کے املاک کی فکر رکھتی اور مقامی املاک کا انضباط کرتی تھی۔ لیکن نفس الامر میں اس جمعیت کی خود مختاری علی العموم خیالی تھی۔ عامل یا اس کے قائم مقام، تقریباً ہر امر کا حکم دیتے یا اس پر نگرانی رکھتے تھے جس کے معنی یہ تھے کہ انقلاب سے قبل کے فرانس میں واقعی مقامی حکومت بہت کم تھی یا بالکل نہ تھی۔[1]

**انقلابی اور نپولینی تغیرات**

۱۷۸۹ء میں جب قومی جمعیت نے مقامی حکومت کی اصلاح کی طرف توجہ کی تو اس نے مذبذب طور پر ایسا نہیں کیا۔ وہ وہ نیم سیاسی و نیم معاشری ملکی مجموعے جو صدیوں میں پیدا ہوئی تھی یعنی کمیون، انھیں کسی قدر دوبارہ ترتیب دیا گیا مگر علی العموم انھیں بحال خود رہنے دیا گیا، ان کی تعداد چوالیس ہزار تھی مگر قدیم صوبے اور شاہی اضلاع منسوخ کردئے گئے، اور ان کے بجائے صوبوں، ضلعوں اور پرگنوں کا ایک نظم قائم کیا گیا۔ تراسی صوبے قائم کئے گئے جن میں سے ہر ایک کم و بیش چھ ضلعوں میں منقسم تھا (کل ضلعے ۵۴۴ تھے)، ہر ضلع دس یا بارہ پرگنوں میں تقسیم کیا گیا تھا (جن کی کل تعداد ۴۷۶۰ تھی) اور یہ پرگنے اپنی باری میں مختلف تعداد کی کمیونوں پر مشتمل تھے۔ اس نظم کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت اس کی ترتیب اور تاریخ و روایت سے اس کی علحدگی تھی۔ صوبے اس طرح قرار دئے گئے تھے کہ وہ معقول حد تک وسعت میں برابر برابر ہوں، اور قدیم حدود معاشری تفریق اور طبعی تغیرات پر بہت کم توجہ کی گئی تھی۔ جدید صوبوں، ضلعوں اور پرگنوں کی کوئی تاریخ نہیں تھی، ان کے کسی قسم کے روابط نہیں تھے ان میں کوئی

---

[1] انقلاب سے قبل فرانس میں مقامی حکومت کے مختصر بیان کے لئے کیمبرج کی تاریخ دور حالیہ" (Cambridge Modern History) جلد ہشتم صفحات ۲۷۔۴۶ دیکھنا چاہئیں۔ اور اہم کتابیں حسب ذیل ہیں:- بابو (Babeau : La ville sous l' ancien regine مطبوعہ پیرس ۱۸۸۴ء۔ لیوشیر فرانسیسی کمیون (Luchaire ; Les Communes Francais) مطبوعہ پیرس ۱۸۹۰ء۔

اندرونی زندگی یا احساس عام کا رابطہ نہیں تھا، اور وہ ایک ہموار مساوی سطح پیش کرتے تھے جن پر واضع قوانین جو نمونہ چاہے منقوش کرسکتا تھا۔[1] مقامی حکومت کے قدیم رقبات کا اس طرح بالقصد محو کردینا ایک ایسا امر تھا جس کا انگلستان میں پیش آنا بہت ہی غیر متوقع ہے، حالانکہ وہاں بھی جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۴ء کے قوانین حکومت مقامی نے بعض قاطع تغیرات جاری کردئے تھے۔ لیکن فرانس میں ۱۷۸۹ء میں جن عناصر کو اقتدار حاصل ہوگیا تھا وہ نیار تھے کہ ہر اس نام اور شکل پر قلم پھیر دیں جو مطلق العنان دور سے متعلق عوام کے دلوں سے جدا نہ ہوسکتی ہو۔

مزید براں اس وقت میں حد سے بڑھے ہوئے عمومی خیالات کو غلبہ حاصل تھا اور ۱۷۸۹ء کے تجاویز نے (جنھیں ۱۷۹۱ء کے دستور سلطنت سے تقویت مزید حاصل ہوگئی تھی) ایک گردش قلم میں مقامی معاملات کے تقریباً تمام اختیارات کو تاج کے عمیلوں کے ہاتھوں سے نکال کر نئے رقبوں کے منتخب شدہ نائندوں کے ہاتھوں میں دیدیا۔ نئے صوبوں کے حکمراں اصحاب اقتدار حسب ذیل ہوگئے۔ (۱) چھتیس اشخاص کی ایک مجلس مباحثہ جس کا انتخاب دو برس کے لئے ہر بالغ شخص کی رائے سے ہوتا تھا، (۲) ایک عاملانہ نظامت جس میں نو ارکان مجلس شامل تھے۔ (۳) اور ایک وکیل عام تھا جس کا انتخاب قوم کی طرف سے چار برس کے لئے ہوتا تھا مگر اس کے اختیارات بہت کم تھے۔ ضلع کو بھی اسی قسم کی مگر اس سے چھوٹی مجلس و نظامت عطا کی گئی تھی اور کمیون کے لئے ایک انتخاب شدہ میر بلد اور مجلس کا انتظام کیا گیا تھا۔[2]

تجربہ نے یہ ثابت کردیا کہ مصلحین عمومیت اور لامرکزیت دونو جانب حد سے زیادہ آگے بڑھ گئے تھے۔ روبسپیر کے زوال کے بعد نظم و امن کے دوبارہ

---

[1] کیمبرج کی تاریخ حالیہ" (Cambridge Modern History) جلد ہشتم صفحہ ۱۹۰
[2] احکام متعلق بلدیات بابت ۱۴ دسمبر ۱۷۸۹ء اس مضمون کی نسبت دیکھو ہیلی کے دساتیر صفحات ۵۹۔۷۰۔ انگریزی ترجمہ اینڈرسن کے "دساتیر" (Constitution) صفحات ۲۴۔۳۳ میں ملے گا۔

قائم ہو جانے پر سپر عہدہ داروں کی حکمرانی پھر قائم ہوگئی اور مرکزی نگرانی و اقتدار میں بھی بہت کچھ اضافہ ہوا۔ سنہ انقلابی (۱۷۹۵ء) کے دستور نے انتخابی اصول کو برقرار رکھا، مگر ضلعوں کو منسوخ کر دیا، پرگنوں کی تجدید کی (جنھیں دو برس قبل منسوخ کر دیا گیا تھا) اور انھی کو بنیادی انتظامی قسمتیں قرار دیا۔ "ورکینٹنی بلدیات" کو قائم کیا اور دوسرے طریقوں پر مقامی حکومت اور نظم و نسق کی کل کو دوبارہ بنایا، جس میں زیادہ تر یہ امر مدنظر تھا کہ پیرس کی قومی منتظم کی عام سودمند نگرانی ان پر قائم ہو سکے[1]۔ جن قصبوں کی آبادی پانچ ہزار یا زائد کی تھی صرف انھیں کو جداگانہ کمیونی تنظیم کے قائم رکھنے کا اختیار دیا گیا۔ جو قصبے اس سے کم آبادی کے تھے انھیں جدید التنظیم پرگنوں میں ضم کر دیا گیا اور ان کی حکمراں جماعت مددگاروں سے مرکب کر دی گئی جو چھوٹے چھوٹے کمیونوں کی نمائندگی کرتے تھے۔ دوسری طرف جن شہروں کی آبادی ایک لاکھ سے زائد کی تھی، ان میں کم از کم تین بلدئے قائم کر دئے گئے۔

نپولینی دور میں ملک پھر مکمل مرکزیت کے طریق کے تحت میں آگیا۔ کمیون کو پھر بنیادی انتظامی اکائی بنا دیا گیا اور پرگنہ عدالتی ضلع بن گیا[2]۔ مگر اب کمیونی مجلس کے میر بلد، مددگاران، اور ارکان انتخاب سے نہیں ہوتے تھے بلکہ حکومت مرکزی براہ راست یا صوبے کے قائم مقاموں کے ذریعہ سے ان کا تقرر کرتی تھی، ۱۷ فروری سنہ ۱۸۰۰ء کے ایک قانون عظیم نے ہر صوبے میں ایک صوبہ دار قائم کیا جس کا تقرر قنصل اول کرتا تھا اور جو صرف اسی کے سامنے جوابدہ ہوتا تھا، اور اس کے اختیارات کی وسعت کسی طرح اس سے کم نہ تھی جو قدیم دور میں عامل کو حاصل تھی۔ صوبہ دار کے لئے "پریفکٹ" "Prefect" کا لفظ استعمال

---

[1] اینڈرسن: دساتیر (Anderson Constitution) صفحات ۲۲۳-۲۲۶

[2] اب کمیونوں کی تعداد چوالیس۴۴ ہزار سے گھٹا کر کم و بیش چھتیس ہزار کر دی گئی ہے۔

ہوتا تھا اور یہ لفظ رومانی ہے جس سے مقصود یہ تھا کہ نپولینی اور رومانی انتظامی نظموں کے تعلق قریبہ کا اظہار ہو۔ صوبہ کی مجلس عام برقرار رکھی گئی تھی مگر اب اس کے ارکان (جو سولہ سے چوبیس تک ہوتے تھے) تین برس کی میعاد کے لیئے قنصل اول کی جانب سے نامزد ہونے لگے۔ مزید براں ہر صوبہ انتظامی اغراض کے لیئے ضلعوں میں تقسیم کیا گیا، جو ان اضلاع سے مشابہ تھے جو ۱۷۹۰ء میں قائم کیئے گئے تھے، اور ان میں سے ہر ضلع میں ایک نائب صوبہ دار اور گیارہ ارکان کی مجلس قائم کی گئی تھی اور یہ گیارہ ارکان بھی حسب بالا مقرر شدہ ہوتے تھے۔ یہ نائب صوبہ دار کے مقامی مددگار کے طور پر کام کرتا تھا اور اس کے خاص فرائض میں سے ایک فرض یہ تھا کہ اپنے حدود واختیار کے اندر کمیونوں کے معاملات پر مسلسل اور گہری نظر رکھے[1]۔

**نپولین کے زمانے سے جمہوریۂ سوم تک**

نپولین کے انتظامی طرز جو سادہ، باترتیب، دفتری اور غایت درجہ مرکزی تھا، اپنے کیفیات میں اس وقت تک قائم ہے[2]۔ اس کارسیکی کے زوال اقتدار کے بعد کسی طرح کا معتد بہ تغیر وقوع میں نہیں آیا اور ۱۸۳۰ء کے انقلاب کے بعد تک کوئی

[1] اینڈرسن: دساتیر (Constitution) ص ۲۸۳؛ G. Alix "Les origines du systeme administratif francaise" in Ann des Sci Polit, July-Nov. 1899.

[2] بلجیم، اطالیہ، ہسپانیہ بلکہ یونان، جاپان اور متعدد لاطینی امریکی ملکتوں کے مانند دیگر ممالک کے انتظامی طریقوں پر اسکا اثر بہت وسیع پڑا ہے۔ ۱۸۰۰ء کے قانون کو اگر اسکے اوصاف و دوام اور بیرونی ممالک پر اس کے اثر کے اعتبار سے دیکھا جائے تو وہ نپولین کے تخلیقانہ تدبر کی ایک بہتری مثال پیش کرتا ہے۔ نپولین کے باقی رہنے والے غیر فوجی اکتسابات میں اس کا درجہ مجموعۂ ضوابط اور معاہدۂ جاپانی کے برابر ہے۔ انیسویں صدی میں انگلستان دوسری پارلیمنٹوں کے لیئے ایک مثال بنا رہا ہے اور قومی حکومتوں کے ارتقا پر اس نے قومی اثر ڈالا ہے۔ تو فرانس نے بھی قوموں کے مقامی نظم و نسق کے بنانے میں برابر کی اہمیت حاصل کی ہے" منرو:۔ یورپی شہروں کی حکومت"

(Government of European Cities)

تغیر نہیں ہوا۔ لیکن دی توکویل کے امریکی عمومیت کے مطالعات سے صوبوں اور کمیونوں کے وسیع تر تفرد کی جانب میں قوی احساس پیدا ہو گیا۔ اور آرلینی بادشاہی کے تحت میں نپولینی نظم کی سختی کسی قدر نرم کر دی گئی۔ ۱۸۳۱ء کے ایک قانون نے بلدی مجالس کو انتخابی بنا دیا، اور ۱۸۳۳ء کے ایک قانون نے صوبوں اور ضلعوں کی مجالس کے لیئے بھی یہی کیا، اور دونوں قوانین میں معقول حد تک آزادانہ حق رائے دہی قائم کیا گیا۔ ۱۸۳۴ء میں دونوں مجلسوں کے اختیارات بڑھا دیئے گئے۔[۱]

۱۸۴۸ء میں دوسرے جمہوریہ کے قائم ہونے پر جو طرز انتظام رائج تھا اس کے بنیادی اصول قائم رکھے گئے۔ صرف یہ تبدیلی کی گئی کہ مختلف مجالس تمام بالغوں کے رائے دہی کے ذریعہ سے منتخب کیئے جا سکتے اور جن کمیونوں کی آبادی چھ ہزار سے کم ہوگی وہ اپنے میر بلد اور مددگاروں کا انتخاب کرینگے اور بڑے کمیونوں میں تقرر حسب سابق مرکزی حکام کی طرف سے ہوگا۔ ۱۸۵۲-۱۸۵۱ء میں جمہوریہ دوم کے شہنشاہی دوم میں بدل جانے کے بعد مرکزیت کا میلان پھر رک گیا۔ نپولین سوم کے تمام دوران عہد میں کمیونی مجلسوں کا انتخاب (کم از کم رسماً) تمام بالغوں کے الحق رائے دہی کے اصول کے بموجب ہوتا رہا مگر صوبہ داروں کی نگرانی اس قدر قوی تھی کہ ان مجلسوں کو بہت کم ہدایت یا آزادی عمل حاصل ہوئی۔ چھوٹے کمیونوں کو خود اپنے میر بلد کے انتخاب کی جو آزادی حاصل تھی وہ بھی جاتی رہی، اور ۲۵ مارچ ۱۸۵۲ء کے ایک فرمان سے کمیونوں کے معاملات میں صوبہ داروں کے اختیارات بہت بڑھا دیئے گئے۔ دوسری شہنشاہی کے دور میں صوبہ دار ہمیشہ سے زیادہ انتظامی نظم کے محور بن گئے، اور صوبوں، ضلعوں اور کمیونوں میں انتخابی مجلسوں کے باقی رہنے کے باوجود مقامی تفرد عملاً پھر ناپدید ہو گیا۔

---

[۱] ان قوانین کے متن ہیلی کے "دساتیر" (Constitutions) صفحات ۱۰۸-۱۱۰ میں ہیں۔

**۱۸۷۱ء سے بعد کی عام ہیئتیں۔**

تیسرے جمہوریہ کے قیام سے فوری تغیرات بہت ہی کم ہوئے۔ انتہائی سیاسی بے چینی کے وقت میں بھی جب کہ آزاد خیال عناصر تقریباً ہر جانب کلیۃً جدید تنظیمات جدیدہ کی تجویزیں سوچ رہے تھے، مقامی حکومت کے کسی کلی نو ترتیب نظم کا مطالبہ بہت ہی کم تھا بلکہ اس کے بجائے یہ خیال کر لیا گیا تھا کہ موجودہ نظم ہی قائم رہے اور اس کی ہیئت ترکیبی کے متعلق تو بہر حال یہی سمجھ لیا گیا تھا۔ لیکن ایک شئے کا مطالبہ وسعت کے ساتھ ہوا تھا اور وہ کمیونوں کی زیادہ وسیع آزادی تھی۔ جمعیت قومی نے اس مسئلہ پر توجہ کرنی شروع کی مگر نہایت محتاط انداز میں اور فوراً جو کچھ ہو سکتا تھا وہ صرف اتنا ہی تھا کہ ۱۸۴۸ء کے طریق کی تجدید کر دی جائے جس کے بموجب چھوٹے کمیونوں کو اجازت تھی کہ وہ خود اپنے میر بلدا ور مددگار منتخب کریں۔ یہ اختیار بھی ۱۸۷۴ء میں واپس لے لیا گیا مگر پھر ۱۸۷۶ء کی منتخب شدہ پارلیمنٹ نے اسے بحال کر دیا۔ بہر نوع شورانگیزی جاری رہی اور آخر الامر مارچ ۱۸۸۲ء میں ایک قانون منظور ہوا جس کے ذریعہ سے یہ اجازت دی گئی کہ پیرس کے سوا اور تمام کمیون بلا لحاظ وسعت کے اپنے میران بلدا ور مددگاروں کا انتخاب بغیر کسی بیرونی مداخلت کے کیا کریں[1]۔ اس وقت سے قبل بھی مقامی حکومتی قانون کی ویسی ہی نظر ثانی اور انضباط کی شدید ضرورت تھی جیسی ۱۸۳۷ء میں ہوئی تھی، اور ۱۸۸۴ء کا قانون جب کتاب قانون پر ثبت ہو گیا تو اس مسئلہ پر از سر نو پارلیمنٹ کی توجہ منعطف کی گئی۔ کچھ تاخیر اس اختلاف رائے کی وجہ سے ہوئی کہ مجوزہ ضابطہ میں کس حد تک "حکومتِ خود اختیاری" کا اصول داخل کیا جائے لیکن تھوڑے ہی زمانہ بعد (۱۸۸۲ء کے ختم ہونے کے قبل) بلدی قانون کے کل مجموعہ کی نظر ثانی و یکسانی کا کام تو ارکان کے ایک خاص ماموریہ کو تفویض کیا گیا۔ اس ماموریے نے اوائل ۱۸۸۲ء میں اپنی رائے پیش کر دی اور جو ضابطہ

---

[1] ۔ دیو ورژئے: "قوانین کا مکمل مجموعہ" Duvergier : Collection complete des lois ۸۲، ۱۱۶-۱۱۸-

اس نے تیار کیا تھا پارلیمنٹ نے بعض تغیرات کے ساتھ اسے قبول کر لیا اور ۵ اپریل کو قانون کی حیثیت سے اس کی اشاعت کر دی گئی۔ اس قانون تنظیم بلدیہ کے ۱۶۸ دفعات ہیں، یہ خصوصیت کے ساتھ ایک وسیع و حاوی قانون ہے مگر اس کے ساتھ ہی سادہ و سلیس ہے[1] اس کا اطلاق پیرس پر نہیں ہوتا اگر فرانس میں اور تمام جگہ نہایت ہی ضروری ترمیمات کے ساتھ یہی ضابطہ اس وقت تک تمام دیہاتی قصباتی اور شہری حکومت کی بنیاد ہے[2]

ملک کی متعدد جغرافی تقسیمیں جو حکومتی اغراض کے لئے کام میں لائی جاتی ہیں وہ ہمیشہ دو بالکل ہی مختلف ہیئتوں میں ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ ایک طرف یہ ایسے رقبات ہیں جن سے قومی حکومت اپنے انتظامی کام کے مقاصد کا فائدہ اٹھاتی ہے۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے خود امریکہ کے ملک میں کرور گیری کے ضلعے یا اندرونی مالی ضلعے ہیں، جو ان عہدہ داروں کے سپرد ہیں جو مرکزی حکومت کے عہدہ دار ہیں، اور جو صرف انھیں اختیارات کو عمل میں لاتے ہیں جو مرکزی حکومت کے اختیارات ہیں دوسری طرف یہ قسمیں (خاص کر صوبے اور کمیون) ایسے رقبے ہیں جن کی خود اپنی حکومتیں ہیں، ان میں تشریعی مجلسیں ہیں جو مقامی قوانین بناتی ہیں، انتظامی عہدہ دار ہیں جو ان قوانین کا نفاذ کرتے ہیں، مختصر یہ کہ یہ ایسے رقبات ہیں جنھیں سلطنت نے معتد بہ خود مختاری عطا کر دی ہے عملی نقطۂ نظر سے صوبوں اور کمیونوں میں مرکزی حکومت کی نمائندگی کرنے اور اس کے لئے کام کرنے کا فرض انھیں اشخاص پر پڑتا ہے جو اس رقبے کی جداگانہ و مقامی حکومتی کام کو انجام دیتے ہیں مگر صورت حال کی دوگونہ ہیئت بدستور باقی رہتی ہے۔ درحقیقت، صوبہ دار اور میر بلد کے عہدے کی تمام نوعیت اسی محور پر چکر لگاتی ہے کہ ان عہدہ داروں کے فرائض دو ممیز اصناف کے

---

[1] ڈیوورژیے: قوانین کا مکمل مجموعہ (Duvergier ; Collection Complete des lois) ۱۸۸۴ء - ۹۹ - ۱۴۸

[2] منرو: یورپی شہروں کی حکومت Munro: Government of European cities.

ہوتے ہیں جو بسا اوقات ایک دوسرے سے کم وبیش مغائر ہوجاتے ہیں۔

جو شخص فرانس کے مقامی حکومتی ارتقا کے متواتر مدارج پر نظر کرے گا اسے یہ معلوم ہوجائے گا کہ نپولین کے حد سے زیادہ مرکزی نظم میں تین خاص ذرائع سے آزادی پیدا کی گئی اور قوم کی مختلف جماعتوں کی نگرانی انھی ذرائع سے اس پر بڑھ گئی۔ (۱) مرکزی حکام کی جانب سے تقرر کے بجائے مقامی عہدہ داروں کا تقرر ایک تدریجی وسعت پذیر حق رائے دہی کے بموجب عام انتخاب سے ہونے لگا۔ (۲) مقامی منتخب شدہ جماعتوں کے اختیارات خاص کر صوبوں اور کمیوں کی مجلسوں کے تشریعی اختیارات کی وسعت، (۳) حکام پیرس کی مشورت کے بغیر مرکزی حکومت کے نسبتہً آزاد مقامی گماشتوں کے کارروائی کے حدود میں اضافہ پہلی دو کارروائیوں سے حقیقی لامرکزیت لازم آتی ہے یعنی مرکزی حکومت نے اختیارات مقامی جماعتوں اور ان کے توسط سے قوم کو تفویض کردئے، اور تیسری کارروائی سے فرانسیسیوں کے الفاظ میں لامرکزیت لازم آتی ہے۔ اس طریق میں اختیارات بدستور مرکزی حکومت کے نمائندوں ہی کے قبضے میں رہتے ہیں مگر سابق کے بہ نسبت ان کا استعمال زیادہ آزادانہ اور شاید مقامی جذبات اور خواہشوں سے زیادہ مطابق ہوسکتا ہے۔ اس وقت تک لامرکزیت کا اعلان خصوصیت کے ساتھ کمیونوں پر ہوا ہے جن میں خود اپنی پرزور سیاسی زندگی موجود ہے۔ صوبے اور ان کی انتظامی زیریں تقسیمیں یعنی ضلعے "لاتمرکزیت" کے زیرعمل آگئے ہیں مگر وہ اولیں حیثیت سے قومی نظم ونسق کے حلقے رہتے ہیں یعنی وہ ایسے رقبے ہیں جن کے اندر عام حکومت، اپنے ہی قائم مقاموں کے ذریعہ سے عمل کرکے اپنے اقتدار کی قوت ومنفعت کو قوم تک پہنچاتی ہے۔ پس فرانس ایک ایسی قوم کا نظارہ پیش کرتا ہے جو اپنے دستوراہی مرکزی حکومت، اور اپنے قانون سازی کے مقامی اعضا کے اعتبار سے غایت درجہ عمومی ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی مغربی یورپ کی ہر ایک دوسری بڑی سلطنت کے مقابلہ میں اپنی انتظامی ترتیب میں سب سے زیادہ مرکزی ہے۔ نہ صرف یہ کہ مرکزی نگرانی انگلستان سے بہت بڑھی ہوئی ہے بلکہ وہ انگلستان کی طرح قومی حکومت کی نصف درجن

متفرق شاخوں میں منتشر نہیں ہے بلکہ پیرس کی ایک بڑے رہنما ذریعہ کار یعنی وزارت داخلہ کے ہاتھوں میں مجتمع ہے[1]۔

نظم و نسق کی اس مرکزیت کا ایک نمایاں نتیجہ حکومت کی کل اور اس کے طریقوں کی یکسانی ہے۔ دوسری جانب یکسانی و موزونیت کے جوش سے مرکزیت کی قائم رکھنے والی قوتوں میں زور پیدا ہوتا ہے۔ اہل فرانس ملک پر تمام حصص میں مقامی حکومت اور انتظام کے ایک ہی نظم کے تحت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایک ہی قسم کی مقامی مجلسوں کا انتخاب کرتے ہیں، ایک ہی طرح کے مقامی عہدہ داروں کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں، پیرس کی حکومت کے ایک ہی قسم کے قائم مقاموں سے انھیں سروکار پڑتا ہے اور ایک بڑی حد تک ایک ہی سے محصول دیتے اور ایک ہی قانون کی اطاعت کرتے ہیں۔ ضلعوں اور پرگنوں کے لئے یکساں تنظیم اور یکساں نظم و نسق ایک طبعی امر ہو گیا ہے۔ وہ سیاسی سوا راجی قسمتیں نہیں ہیں۔ گر صوبوں کی تنظیم ان کے طبعی عدم مشابہت اور ان کی قلیل گر ناقابلِ نظر انداز سیاسی اختیارات کے باوجود عام قوانین کے تحت میں بھی ہوئی ہے اس سے بھی زیادہ غیر معمولی امر یہ ہے کہ ہزاروں کمیون چھوٹے اور بڑے بلدی اور دیہاتی حرفی و زرعی ایسے نظم کے زیر حکومت ہیں جن میں باعتبار سیاسیات عملاً کچھ بھی اختلاف نہیں ہے۔ تمام کمیونوں کی تنظیم ۱۸۸۴ء کے ضابطہ کے بموجب ہوئی ہے اور جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوگا اس نظم میں بابت دکشاد کی گنجائش صرف اتنی ہے جو ایک حد کے اندر کمیون کی آبادی اور مددگاران صوبہ دار (اور ان کے ماتحتوں) اور ارکانِ مجلس کی تعداد کے مناسبت کے گھٹنے بڑھنے از خود پیدا ہو جاتی ہے۔ حکومت کے اعضا ان کے فرائض اور تعلقات باہمی، ہر جگہ ایک ہی ہیں۔ ایک امریکی مصنف یہ خیال ظاہر کرتا ہے کہ "امریکہ میں اس امر کے عدم امکان کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے کہ ایک عام قانون کے ذریعہ سے

---

[1] برتھیلمی: "مبادیات قانون انتظامی" Berthelemy: Traite elementaire de droit administratif اشاعت چہارم "۹۲"۔

تمام اقسام کے شہروں کے لئے قابل اطمینان نظم و نسق کا انتظام کر دیا جائے پس کسی امریکی ریاست کے قانون ساز ایک ایسی تجویز کے نسبت کیا خیال کرینگے کہ نظم و نسق کا ایک ایسا قالب قائم کیا جائے جو نہ صرف تمام شہروں پر عاید ہوسکے بلکہ قصبوں اور دیہاتوں پر بھی عاید ہو لیکن یہ وہی شئے ہے جسے فرانسیسی بلدی ضابطہ نے پورا کر دکھایا ہے اور اس کے نتائج بھی کچھ خراب نہیں رہے ہیں[1] لیکن یہ ملحوظ رہنا چاہیئے کہ فرانس کے حالات اس قسم کے نظم کے کامیاب عمل درآمد کے لئے ممالک متحدہ امریکہ اور شاید تمام دوسری جگہ کے بہ نسبت زیادہ موزوں ہیں۔ ملک میں دیہی حالت کا غلبہ ہے آبادی میں بہت آہستگی کے ساتھ ترقی ہوئی ہے اور یہ آبادی غیر معمولی طور پر ہمجنس ہے اور مرکزی حکومت کی زبردست یکساں نگرانی کی تائید ایک ایسے روایات سے ہوتی ہے جس کا انگریزی بولنے والے ممالک میں کہیں پتہ بھی نہیں ہے[2]

**زمانہ حال کی مقامی حکومت صوبہ، ضلع اور پرگنہ**

انتظامی اغراض کے لئے جمہوریہ فرانس کی اولیں تقسیم جنگ عظیم کے ختم ہونے تک ۸۶ صوبوں میں تھی۔ ان صوبوں کے علاوہ ایک علاقہ بل فورٹ کا تھا۔ یہ بالائی رائن کے اس صوبے کا بقیہ حصہ ہے جس کا ۱۸۷۱ء میں جرمانیہ نے

---

[1] منرو "یورپی شہروں کی حکومت" Munro: Government of European Cities ۱۴-۱۸۔

[2] فرانسیسی طرز انتظام کی ایک کارآمد تاریخ مونے کی "تاریخ انتظام صوبہ جات وغیرہ" Monnet: Historic de l'admistration Provincial, departementale et communale in France (پیرس ۱۸۸۵ء)۔ اسی طریقہ کا دوسرے طریقوں سے مقابلہ لیروا بولیو نے اپنی کتاب "انگلستان و فرانس میں مقامی انتظام" Leroy-Beaulieu: Administration locale en France et en Augleterre میں کیا ہے۔ پی۔ ایشلی "مقامی و مرکزی حکومت" P. Ashley: Local and Central Government (لندن ۱۹۰۶ء)۔ ایف جی۔ گڈ نو "متقابلتی انتظامی قانون" F.G. Goodnow: Comparative Administration Law. طبع دوم نیویارک ۱۹۰۳ء بہترین کتاب سلسلہ وار تصنیف بہ طور تعلیمی کی ہے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

الحاق کرلیا تھا[1]۔ ۱۸۸۱ء سے الجزائر کے تین صوبے بیشتر اغراض کے لیے خاص فرانس کے جزو سمجھے جاتے ہیں۔ ہر صوبے کا سرگروہ ایک صوبہ دار ہوتا ہے' جس کا تقرر کسی معینہ زمانہ کے لیے نہیں ہوتا اور رسماً رئیس جمہوریہ گو حقیقۃً وزیر داخلہ اسے برطرف کرسکتا ہے۔ صوبہ دار تمام مقامی عہدہ داروں میں سب سے زیادہ اہم عہدہ دار ہے' اور اس کے ساتھ ہی مرکزی حکومت کا قائم مقام اور مقامی معاملات کے انتظام میں صوبے کا عاملانہ سرگروہ بھی وہی ہوتا ہے۔ حکومت عامہ کے قائم مقام کی حیثیت سے وہ بعض مواقع پر تفصیلی ہدایات کے بموجب عمل کرتا ہے اور بعض مواقع پر اسے وسیع اختیار تمیزی حاصل ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات تقریباً ان تمام معاملات عامہ پر حاوی ہوتے ہیں جن کا اثر صوبے پر پڑتا ہے۔ وہ قومی قوانین کے عملدرآمد کی نگرانی کرتا ہے' وہ صوبے کے تمام قومی انتظامی عہدہ داروں پر شدید نگرانی رکھتا ہے' تا آنکہ ان کے کاموں کو منسوخ بھی کرسکتا ہے' وہ پیرس کے حکام کو صوبے کے معاملات سے متعلق اطلاع و صلاح دیتا ہے' وہ مختلف ماتحت عہدوں کی نامزدگی کرتا ہے' وہ کمیونوں پر نظر رکھتا ہے اور ان کمیونوں کی کارروائیاں اس کی منظوری حاصل ہونے کے بعد ہی موثر ہوتی ہیں وہ قوانین ذیلی یعنی احکام جاری کرتا ہے۔ اس کا اختیار تمیزی مختلف جہات میں وسیع کردیا گیا ہے اور اب کسی ملک میں کم ہی ایسے حکام ہونگے جن کا اقتدار اس سے زیادہ ہو۔ چونکہ دراصل وہ ایک سیاسی عہدہ دار ہوتا ہے' اس لیے پیرس کی وزارتوں کے تبدیلی سے وقعۃً اس کی میعاد کے ختم ہوجانے کا امکان رہتا ہے مگر عام طور پر اس قسم کے تغیرات کا اثر دارالصدر سے باہر بہت ہی کم ہوتا ہے۔

صوبہ دار کی مدد ایک صدر معتمد' مختلف دفاتر عمال' اور ایک مجلس صوبہ کرتے ہیں

---

[1] صوبوں کی یہ تعداد انیسویں صدی کے گاہ بگاہ کے خفیف تغیرات کے نتیجے کے طور پر پیدا ہوئی۔ یہاں جو بیان دیا گیا ہے اسمیں جنگ عظیم کے بعد فرانس کے الساس لورین کو واپس لے لینے کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ بروقت تحریر (۱۹۲۰ء) بازیافتہ قطعات میں مقامی حکومت کے انتظامات ناکمل تھے۔

جن کا انتظام مرکزی حکومت کرتی ہے۔ یہ صوبجاتی مجلس علی العموم تین اشخاص پر مشتمل ہوتی ہے۔ وہ حسابات کی تنقیح کرتی، صوبہ دار کو مشورہ دیتی ہے اور انتظامی قانون کے تحت میں جو مقدمات پیش ہوتے ہیں ان کی سماعت میں عدالت اول کا کام کرتی ہے۔ صوبہ دار اس مجلس سے مشورہ لینے پر مجبور نہیں ہے، اور اس کے باوجود کہ انتظامی مقدمات میں وہ اکثر خود ایک فریق ہوتا ہے، وہ ان مقدمات کی کارروائی میں عملی حصہ لیتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی صوبہ کے خاص شہر میں وارد ہوتا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ اس کی نظر ایک شاندار و آراستہ عمارت پر نہ پڑے جسکے سامنے سہ رنگی علم لہرا رہا ہو اور بڑے بڑے حرفوں میں "صوبہ داری" لکھا ہو۔ اس صوبجاتی دفتر میں صوبہ دار کی اقامت گاہ اور صوبہ داری سے متعلق مختلف دفاتر ملیں گے۔

صوبہ کے عاملانہ سرگروہ کی حیثیت سے، صوبہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک مجلس عام یا نمائندہ جمعیت کے ساتھ مل کر کام کرے۔ اس جمعیت کے اجلاس کی جگہ بھی اسی صوبہ داری عمارت میں ہوتی ہے۔ اس حیثیت میں صوبہ دار کا خاص فرض یہ ہے کہ مجلس کے احکام کی تعمیل کی نگرانی کرے۔ اس مجلس کا انتخاب تمام بالغوں کی رائے دہی کے ذریعہ سے ایک ایسی تجویز کے تحت میں ہوتا ہے جس سے ہر پرگنہ کو ایک نمائندہ ملجاتا ہے۔ ارکان کی میعاد چھ برس کی ہے اور ان میں سے نصف ہر تیسرے برس کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ اس قسم کے معاملات میں فرانس کی روایات کے بموجب یہ سب ارکان بلا معاوضہ ہوتے ہیں۔ جمعیت کے اختیارات زیادہ وسیع نہیں ہوتے۔ براہ راست محصولوں کو ضلعوں کے اوپر حصہ رسدی تقسیم کرنے کے علاوہ ان اختیارات کا تعلق زیادہ تر راستوں، پلوں، نہروں، مدرسوں کی عمارتوں اور صحت گاہوں کے بنانے اور ان کے قائم رکھنے سے ہوتا ہے۔ ۱۸۷۱ء کے قانون کے بموجب، یہ مجلس سیاسی نوعیت کے کسی مسئلہ پر رائے نہیں دے سکتی، اور اگر ارکان کے مباحثوں سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ اس امر کو بھول گئے ہیں تو صوبہ دار انھیں اس کی یاد دلا سکتا ہے۔ سال میں صرف دو باقاعدہ میقات ہوتے ہیں۔ پہلے میقات کا انعقاد عید الفصح کے بعد ہی جلد تر ہوتا ہے اور یہ میقات

عام معاملات کے لئے وقف ہوتا ہے اور صرف پندرہ دن کے لئے محدود ہوتا ہے۔ دوسری میقات کا انعقاد اوائل خزاں میں ہوتا ہے اور وہ موازنہ کے لئے وقف ہوتا ہے (جسے صوبہ دار تیار کرتا ہے) اور اس کی مدت ایک ماہ تک ہوسکتی ہے میقاتوں کے درمیانی وقفوں میں اس مجلس کی نمایندگی ایک "صوبجاتی ماموریہ" یا توفید مستقل کے ذریعہ سے ہوتی ہے اسمیں چار سے سات تک ارکان ہوتے ہیں۔ اسکا انعقاد مہینے میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اور وہ معاملات حاضرہ سے بحث کرتی ہے۔ اس مجلس اور اس ماموریہ دونوں کی کارروائیوں کو مرکزی حکومت محو کرسکتی ہے اور بعض شرائط کے تحت میں حکومت مذکورہ مجلس کو منتشر بھی کرسکتی ہے۔ اس مجلس کی حیثیت سے وافر طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ صوبہ دراصل ایک مصنوعی اکائی ہے اور اس کا خاص نفع یہ ہے کہ وہ مرکزی نظم ونسق کا ضمنی طور پر ممد ہو۔ اپنی سوا صدی کی مدت میں صوبہ پرزور وخود مختار حکومتی سرگرمیوں کا محور نہیں بنا اور درحقیقت ایسا ہونے سے اسے بالقصد روکا گیا ہے[1]۔

صوبوں کے بعد ضلعوں کا درجہ ہے جنکی تعداد جنگ عظیم کے شروع ہونے کے وقت ۳۶۲ تھی یہ ضلعے سین کے صوبے میں واقع ہیں اور نیز وہ ضلعے جن میں صوبوں کے دارالصدر ہیں؛ ان کے سوا اور ضلعوں کے خاص شہر میں ایک نائب صوبہ دار رہتا ہے جس کا تقرر صدر جمہوریہ کرتا ہے اور صوبہ دار کے قائم مقام ضلع کا کام دیتا ہے۔ ہر ایک میں ایک مجلس ضلع ہوتی ہے جس میں کم سے کم نو ارکان ہوتے ہیں جن کا انتخاب تمام بالغوں کی رائے دہی کے اصول پر چھ برس کے لئے ہوتا ہے مگر چونکہ ضلع کی کوئی مشخصہ شخصیت نہیں ہوتی نہ اس کی کوئی جائداد ہوتی اور نہ اسکا کوئی موازنہ ہوتا اس لئے اس مجلس کے پاس ایک اہم فرض ہوتا ہے

[1] The monumental treatise on the department is G. Bouffet et L. Pericr, Traite du department 2 vols. Paris 1894-95 See also G. Dethan De l'organisation conceils generaux (Paris 1889) A. Nectoux ; Des attributions des de concceillers generaux (Paris 1895) and P. Chardenet Les elections departementales (Paris 1895) Excellent brief statements will be found in Berthelemy Traite elementaire de droit administratif (4th ed) 132-1752 and M. Block ; Dictionnaire de l'administration Francaise (5th ed) (Paris and Nancy 1905) 1938-1948, 1101-1116.

یعنی صوبہ کی مجلسِ عام اس ضلع کے لیے جو محصول معین کرے اسے یہ مجلس کمیونوں پر حصہ رسدی تقسیم کر دے۔ قطعی لفظوں میں یہ کہ اضلاع مقامی خود اختیاری حکومت کے رقبے نہیں ہیں۔ ان کی کوئی سیاسی نوعیت نہیں ہے بلکہ وہ مرکزی حکومت کے محض انتظامی رقبۂ اختیارات ہیں، تاہم انھیں اہمیت اس وجہ سے حاصل ہے کہ وہ بالعموم ایک ابتدائی اول درجہ کی عدالت کا مستقر بھی ہوتے ہیں۔ ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۵ء تک اور پھر ۱۸۸۹ء سے ۱۹۱۱ء تک ضلعے دار النائبین کے لئے حلقہائے انتخاب بھی رہے ہیں، لیکن اب اس مقصد کے لیے جس رقبہ سے کام لیا جاتا ہے وہ صوبے ہیں[1]

پرگنہ انتخابی اور عدالتی اکائی ہے گر قطعی معنوں میں انتظامی اکائی نہیں ہے۔ یہ وہ رقبہ ہے جس سے صوبہ کی مجلس عام اور مجلس ضلع دونوں کے ارکان منتخب ہوتے ہیں اور پرگنہ ہی تک ناظمِ امن کا حدِ اختیار محدود ہوتا ہے ۱۹۱۴ء میں پرگنوں کی مجموعی تعداد ۲۹۱۱ تھی۔ ان میں اکثر وہ ہیں جن میں کم وبیش دس بارہ کمیون ہوتے ہیں گر چند بڑے کمیون ایسے بھی ہیں جو خود متعدد پرگنوں میں تقسیم کر دیے گئے ہیں۔

**زمانۂ حال کی مقامی حکومت کمیون۔**

عمومی حکومتِ خود اختیاری کے نقطۂ نظر سے فرانس کی مقامی تقسیم میں سب سے زیادہ اہم تقسیم اور وہ واحد قسمت جس کی ابتدا انقلاب سے بھی قبل ہوئی تھی، وہ کمیون ہے۔ کمیون جغرافی رقبہ بھی ہے اور مشخصہ شخصیت بھی ہے۔ حال کا ایک مصنف یہ لکھتا ہے کہ ایک جانب یہ ایسا قطعۂ ملک ہے جس کے قطعی حدود کی تعریف ۲۲ دسمبر ۱۷۸۹ء کے قانون یا بعد کے کسی قانون یا حکم میں کر دی گئی تھی کیونکہ ۱۷۸۹ء کے قانون کے بموجب ان تمام مقامی اکائیوں کو جنھیں دورِ قدیم میں جداگانہ حیثیت

[1] بلوک: قاموس انتظام فرانس Block; Dictionnaire de l'administration francaise جلد صفحہ ۵۶۴–۲۶۰؛ برتھیلمی: مبادیات قانون انتظامی (Birthelemy Traite elementaire de droit administratif. اشاعت چہارم ۱۴۴–۱۶۴–۱۶۵–۱۶۷۔

حاصل تھی مستند طور پر کمیون تسلیم کر لیا گیا تھا اور اس قانون کے بننے کے بعد کمیونی اکائیوں کی متعدد مرتبہ تنسیخ، تقسیم، تجمیع اور تخلیق عمل میں آئی۔ دوسری جانب کمیون ان شہریوں کا اجتماع ہے جو اپنی اماندہ بود کی وجہ سے ایک مشترک مقام میں متحد ہو گئے ہیں اور کمیونی املاک میں انھیں مشترک اغراض حاصل ہیں۔ کمیون کا درجہ ایک قانونی شخص کا سا ہے، وہ مقدمے دائر کر سکتا ہے اور اس پر مقدمہ دائر ہو سکتا ہے، وہ معاہدہ کر سکتا ہے، املاک حاصل کر سکتا ہے، غرض کہ وہ شخصیہ کے تمام حقوق عمل میں لا سکتا ہے۔[1]

۱۹۱۱ء میں جملہ کمیون ۳۶۲۴۱ تھے، وسعت و آبادی دونوں اعتبار سے وہ ایک دوسرے سے بے انتہا مختلف ہیں، بعض ایسے ہیں جن میں صرف بیس تیس آدمیوں کے چھوٹے چھوٹے مکانات ہیں اور بعض بورڈو، لائنز، مارسیلز کے ایسے پورے پورے شہروں کو گھیرے ہوئے ہیں جن کی آبادی ڈھائی ڈھائی لاکھ سے اوپر ہے۔ پیرس خود جس کی آبادی تیس لاکھ سے زاید ہے صرف ایک کمیون ہی ہے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں ستائیس ہزار کمیون ایسے تھے جن کی آبادی ایک ہزار سے کم تھی۔ نو ہزار ایسے تھے جن کی آبادی تین سو سے کم تھی، ایک سو سینتیس ایسے تھے جن کی آبادی پچاس سے کم تھی۔ دوسرے ڈھائی سو ایسے تھے جن کی آبادی دس ہزار سے زائد تھی اور چودہ ایسے تھے جن کی آبادی ایک لاکھ سے زائد تھی۔ رقبہ کے اعتبار سے بھی ان میں ایسا ہی فرق ہے کہ ان کے رقبہ چند ایکڑ سے لیکر ۲۵۴۰۰ ایکڑ تک ہیں جو آرل کے کمیون کا رقبہ ہے۔[2]

پیرس اور لائنز کے سوا اور تمام کمیونوں کی تنظیم و حکومت ایک ہی طریقہ کی ہے ہر ایک میں ایک مجلس ہوتی ہے جس کے ارکان کا انتخاب تمام بالغوں کی رائے دہی سے (بالعموم فہرست واری انتخاب کے ذریعہ سے) چار برس کے لئے

[1] منرو: یورپی شہروں کی حکومت" Munro: Government of European Cities.

[2] پورش: چھوٹے بڑے کمیونوں کا مسئلہ" A. Porche: La question des grandes et petits communes پیرس ۱۹۱۰ء۔

ہوتا ہے۔ تمام ارکان کا انتخاب ایک ہی وقت میں یعنی چوتھے سال مئی کے پہلے اتوار کو ہوتا ہے [1]۔ جن کمیونوں کی آبادی پانچسو سے کم ہے ان میں ارکانِ مجلس کی تعداد دس ہوتی ہے، جن کمیونوں کی آبادی پانچسو سے زائد ہوتی ہے ان میں یہ تعداد بتدریج ایسے اصول سے بڑھتی جاتی ہے کہ ساٹھ ہزار آبادی والے کمیون کی مجلس میں چھتیس ارکان ہوتے ہیں جو انتہائی تعداد ہے۔ سال میں مجلس کے چار معمولی میقات فروری، مئی، اگست اور نومبر میں ہوتے ہیں۔ صوبہ دار نائب صوبہ دار یا میر بلد خاص جلسوں کا انعقاد جس وقت چاہے کرسکتا ہے۔ اجلاس عمارتِ بلدیہ میں ہوتے ہیں اور عوام کے لئے کھلے ہوتے ہیں۔ مئی کے میقات کے سوا جس میں موازنہ پر غور ہوتا ہے کوئی باقاعدہ اجلاس نائب صوبہ دار کی منظوری کے بغیر پندرہ روز سے زائد نہیں ہوسکتا۔ مئی کے اجلاس کی انتہائی مدت چھ ہفتے کی ہے۔ انگریزی اور امریکی دونوں کے رواج کے خلاف (جس میں اس قسم کے مجالس کے اجلاس بکثرت مگر مختصر زمانوں کے لئے ہوا کرتے ہیں) فرانسیسی طریق کا اقتضا یہ ہے کہ میقات طویل وقفوں کے بعد ہوں مگر علی العموم کئی کئی دنوں تک ہوتے رہیں۔

اجمالاً یہ کہنا چاہئے کہ اس مجلس کے فرائض کمیون کے خالص مقامی نظم ونسق اور مقامی ضروریات ومطالبات کے ترتیب واظہار پر مشتمل ہیں۔ ۱۸۸۴ء کے ضابطۂ بلدیات میں اس جماعت کے اختیارات کی تعریف نہایت تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے۔ بعض اختیارات خالص مشاورتی ہیں اور ان کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب اعلیٰ انتظامی عہدہ دار کسی خاص مقامی مقصد یا کسی مخصوص مسئلہ کی بابت مقامی خواہش کے متعلق مجلس سے اظہار رائے چاہے۔ اس طرح پر جو صلاح دی جاتی ہے اس پر لحاظ کا ہونا نہ ہونا اختیاری امر ہے۔ دوسرے

[1] ۔ انتخابی طریق کا منرو کی کتاب "یورپی شہروں کی حکومت" Munro: Government of European Cities میں تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ ۱۷-۴۴۔

اختیارات میں وہ اختیارات شامل ہیں جن میں بعض کارروایوں کے متعلق مجلس خود ابتدا کرسکتی ہے مگر یہ کارروائیاں نافذالعمل اسی وقت ہوں گی جب اعلیٰ عہدہ دار انھیں منظور کریں۔ اس قسم کی تیرہ کارروائیاں ہیں جن کا شمار اس ضابطہ میں کیا گیا ہے۔ ان میں سب سے اہم کارروائی کمیون کے ملوکہ املاک کے خرید و فروخت یا کسی اور طرح پر اس املاک کے قانونی علیحدگی سے متعلق ہے۔ آخر میں ایک مجموعہ ان اختیارات کا ہے جو کمیونی حکام (یعنی مجلس و میر بلد) کو آزادانہ تفویض کر دئے گئے ہیں۔ ان اختیارات کا تعلق مختلف کمیونی خدمات سے ہے جیسے باغات، تحفظ آتش زدگی وغیرہ مگر سب سے اہم امر یہ ہے کہ آج کل بھی کمیون کے اختیارات ہر جانب سے محدود ہیں۔ بہت سی کمیونی کارروائیاں ایسی ہیں کہ وہ صوبہ دار کی منظوری کے بعد ہی جائز قرار پاتی ہیں، اور تقریباً تمام ہی کارروائیاں ایسی ہیں کہ یہ عہدہ دار انھیں معطل یا منسوخ کرسکتا ہے۔ بعض کارروائیوں کے لئے صوبجاتی مجلس بلکہ صدر جمہوریہ تک کی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے اور صدر جمہوریہ کے حکم سے خود مجلس بھی ہمہ وقت منتشر کی جاسکتی ہے۔[1]

کمیون کا عاملانہ سرکردہ میر بلد ہے، جس کا انتخاب مجلس بلدیہ کی جانب سے خود اسی کے ارکان میں سے خفیہ رائے دہی کے ذریعہ سے چار برس کے لئے ہوتا ہے۔ ڈھائی ہزار یا اس سے کم کی آبادی والے کمیونوں میں صدر بلدہ کا ایک مددگار بھی ہوتا ہے جس کا انتخاب بھی اسی طریق پر ہوتا ہے۔ ڈھائی ہزار سے دس ہزار تک کی آبادی والے کمیونوں میں دو مددگار ہوتے ہیں، اور دس ہزار سے زائد آبادی والے کمیون میں تعداد مذکورہ سے ہر پچیس ہزار زائد نفوس کے لئے ایک مددگار ہوتا ہے مگر یہ تعداد بارہ سے زائد نہیں ہو سکتی، ایک لائنز اس سے مستثنیٰ ہے جہاں سترہ مددگار ہیں۔ صدر بلدہ دو حیثیتوں سے کام کرتا ہے، وہ کمیون کا عاملانہ سرگروہ بھی ہوتا ہے اور مرکزی حکومت کا نمائندہ بھی ہوتا ہے (مگر وہ مرکزی حکومت کا

---

[1] مجلس کے اختیارات کے متعلق ملاحظہ ہو منرو: "یورپی شہروں کی حکومت"
Munro: Government of European Cities. ۴۶-۶۱

مقرر کردہ نہیں ہوتا)۔ جو اختیارات وہ عمل میں لاتا ہے وہ کمیون کی وسعت و اہمیت کے لحاظ سے نہایت مختلف ہوتے ہیں، مگر عام الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ وہ اکثر بلدی عہدوں پر تقرریات کرتا ہے، قوانین و فرامین کی اشاعت کرتا ہے، احکام جاری کرتا ہے، مالیات کی نگرانی کرتا ہے، نفاستی پولیس کا انضباط کرتا اور اس پر نگرانی رکھتا ہے، صحت و تحفظ عامہ کی کارروائیوں کو عمل میں لاتا ہے، قانونی مقدمات میں اور رسمی مواقع پر کمیون کی نمائندگی کرتا ہے اور مردم شماری کی نگرانی، انتخابی فہرستوں کی تیاری، فوجی خدمت کے علاوہ آمد اور ولادت، موت اور عقد کی مکمل روئداد رکھنے میں، مرکزی حکومت کی نمائندگی کرتا ہے۔

میر بلد کے عہدے کے فرائض عملاً صدر کی جانب سے مددگاروں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک مددگار کو شاہراہ، حفظان صحت، تحفظ آتش زدگی وغیرہ کے ایسے صیغوں میں سے کوئی ایک صیغہ تفویض ہوجاتا ہے، علی العموم میر بلد خود اپنے لئے پولیس کی نگرانی کا صیغہ محفوظ رکھتا ہے لیکن اپنے مددگاروں کے کام کے لئے وہ براہ راست ذمہ دار ہے، اور ایسے تمام کام جن کا تعلق عام حکومت کے اغراض و مفاد سے ہوتا ہے خواہ وہ کام خود میر بلد کے ہوں یا اس کے مددگاروں کے سب کے سب صوبہ داری عہدہ داروں کی شدید ترین نگرانی میں انجام پاتے ہیں، صوبہ دار ایک ماہ تک کے لئے میر بلد کو اس کے عہدے سے معطل کر سکتا ہے اور وزیر داخلہ تین مہینے کے لئے۔ مددگار چونکہ نوآموز اشخاص ہوتے ہیں اور ان کو تنخواہ بھی نہیں ملتی اس لئے ان سے یہ توقع نہیں کی جاتی کہ وہ اپنا تمام وقت کمیون کے معاملات میں صرف کریں گے۔ نظم و نسق کے متعلق روزمرہ کے مقررہ کام تنخواہ دار ملازمین کے ذریعہ سے انجام پاتے ہیں جو معتمد، میر بلد، خازن بلدیہ، ناظر پولیس اور دوسرے ایسے اہل فن و تنخواہ دار سرکردگان صیغہ جات کے تحت ہوتے ہیں جو کمیون کی وسعت کے مطابق ہوتے ہیں (معتمد صدر بلدیہ کے فرائض ایسے ہی ہیں جیسے انگلستان کے محرر قصبہ کے فرائض ہوتے ہیں)۔ بالعموم ان ماتحتوں کا

تقرر مقامی طور پر ہوتا ہے مگر ناظر پولیس کی نگرانی صدر جمہوریہ کرتا ہے اور بڑے کمیونوں میں خازن کا تقرر بھی ان تین شخصوں کی فہرست میں سے ہوتا ہے جنھیں مجلس نامزد کرتی ہے [۱]

کمیون جن نیتو دمیں گھرے ہوئے ہیں ان نیتود کے باوجود بھی مقامی زندگی کے اصلی مرکز وہی ہیں۔ ان کی سرگرمیاں اگرچہ اکثر چھوٹے پیمانہ پر ہوتی ہیں مگر مالیات، تجارت، حرفت، تعلیم اور سیاسیات سب کی تان یہیں آکر ٹوٹتی ہے۔ کمیونی جذبہ اس قدر قوی ہے کہ احساس عامہ شاید ہی اسے روا رکھے کہ کمیون بند کر دئیے جائیں یا یہ کہ دو یا زاید چھوٹے چھوٹے کمیون ایک میں ملا دئیے جائیں اور حق یہ ہے کہ ۱۸۸۴ء کے ضابطہ نے کمیونوں کی تعیین اس طرح پر تسلیم کر لی کہ کمیونی حدود کے تغیرات کو صرف اس صورت میں روا رکھا کہ صوبجاتی حکام تحقیقات کے بعد اس مسئلہ کے متعلق مقامی احساس کا تعین کریں۔ صدر جمہوریہ کے خاص حکم کے بغیر کسی کمیون کا نام تک نہیں بدلا جا سکتا اور اس قسم کے تغیرات اب اندنوں میں شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں۔ [۲]

---

۱۔ پولیس کی تنظیم کے متعلق ملاحظہ ہو:۔ آر۔ بی۔ فاسڈک "یورپی پولیس کا نظم" European Police Systems طبع نیویارک ۱۹۱۵ء) صفحات ۲۳۔ ۲۸ و مابعد۔

۲۔ انگریزی زبان میں فرانسیسی کمیون کا بہترین بیان منرو کی کتاب "یورپی شہروں کی حکومت" Munro: Government of European Cities صفحات ۱۔۱۰۸ میں ہے۔ (صفحات ۳۸۰۔۳۸۹ میں فہرست کتب بھی ملاحظہ ہو)۔ ایک نسبتہً قدیم مگر پھر بھی مفید بیان اے۔ شا کی کتاب "براعظمی یورپ میں بلدی حکومت" A. Shaw; Municipal Government in Continental Europe. طبع نیویارک ۱۸۹۵ء صفحات ۱۴۲۔۲۰۹ میں ہے۔ فرانسیسی زبان میں اس موضوع پر حسب ذیل تصانیف قابل لحاظ ہیں:۔۔۔

"فرانسیسی نظم و نسق کی لغت" (Dictionnaire de l' administration francaise) مصنفہ بلوک باب ا۔ صفحہ ۳۸۶۔۴۵۲ "قانون انتظامی کے مبادیات" (Traite elementaire de droit administraty) مصنفہ بارتے لمی طبع چہارم صفحہ ۱۸۴۔۲۱۴ "نظم و نسق کے متعلق ملاحظات؛ کمیون" (Entretiens sur l' administration; la Commune) مصنفہ ایم بلوک طبع پیرس ۱۸۸۴ء

**حکومت پیرس** دنیا کے عظیم الشان پایۂ تختوں میں سے اکثروں میں ایسے نظمہائے حکومت ہیں جو خاص انھیں کے ساتھ مخصوص ہیں اور پیرس اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ ۱۸۸۴ء کا قانونِ بلدی اس پر عاید نہیں ہوتا اور یہ شہر اگرچہ قانوناً ایک کمیون ہے مگر فرانس کے ہر ایک دوسری بلدیہ کے بہ نسبت اس میں دوسرے ہی قسم کے عہدہ دار اور دوسرے ہی طرح کے اختیارات ہیں۔ ایک ایسے نظم سے جو کل قوم پر حاوی ہو سکے اس کے مستثنیٰ رکھے جانے کے وجوہ کا دریافت کر لینا کچھ دشوار نہیں ہے۔ تمام ازمنہ جدیدہ میں خاص کر ۱۷۸۹ء کے بعد سے پیرس تہیج آفریں اثرات کا دائمی سرچشمہ بنا رہا ہے اور یہی وہ نقطہ رہا ہے جہاں سے طویل وقفوں کے انقلابات پے در پے سر اٹھاتے رہے ہیں۔ خانہ براندازقوتوں اور میلانوں کے خلاف قوم کو محفوظ رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ دارالصدر کے معاملات پر مرکزی حکومت کا خاص اقتدار قائم رہے۔ علاوہ ازیں یہ شہر ایسی عمارتوں، یادگاروں اور دوسری قومی مملوکات سے بھرا ہوا ہے جس کے تحفظ کا معاملہ تمام ملک کے لوگوں سے تعلق رکھتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ " رسالہ کمیون (Traite de la commune) مصنفہ ایل۔ پیکے مطبوعہ پیرس ۱۸۸۴ء
" بلدیاتی نظم و نسق کے متعلق ۱۵ اپریل ۱۸۸۴ء کا قانون (La loi sur l' organisation
municipal du 5 avril 1884) مصنفہ پے اندرے اور ایف ماریں مطبوعہ پیرس ۱۸۸۴ء "۱۵ ا
اپریل والا قانون" (Loidu 5 avril 1884) مصنفہ ایف گریلے مطبوعہ پیرس ۱۸۸۹ء " قانون بلدیات"
(La loi municipale) مصنفہ موروگان ۲ جلد مطبوعہ پیرس ۱۹۰۶ء۔ طبع ہشتم یہ کتاب بہترین مفصل
اور جدید ترین ہے۔ "بلدیاتی انتخاب" (elections municipales) مصنفہ جے۔ سین لاجے
مطبوعہ پیرس ۱۹۰۲ء طبع ششم۔ بلدیاتی انتخابات کے متعلق یہ کتاب بہترین ہے۔ "مرکزی قوت
اور مجالس بلدیات" (Du pouvoir central et des conseils munipaux) پے لادرن
مضمون مطبوعہ "مجلہ نظم و نسق" ۱۹۰۰ء اس موضوع پر نیز ملاحظہ کیجیے تنظیم پولیس (Le budget
"پولیس کی تنظیم کے متعلق" (De l' municipal مصنفہ اے۔ جے۔ دیبا (مطبوعہ پیرس ۱۸۹۵ء)
organisation de la police مصنفہ ایم پتیلان (مطبوعہ دیجون ۱۸۹۹ء) "فرانس میں کمیونوں کی
املاک" (Les biens communaux en France) مصنفہ آر گرینین (مطبوعہ پیرس ۱۸۹۹ء)

جن قوانین کے تحت دار الصدر پر حکومت ہوتی ہے وہ سنہ ۱۸۳۷ء سنہ ۱۸۶۷ء اور سنہ ۱۸۷۱ء کے ہیں۔ پہلے دو قوانین میں صوبہ داروں کے اختیارات و فرائض کی تحدید کی گئی ہے اور آخر الذکر میں مجلس کی تنظیم کا انضباط ہے۔ کل شہر کا بہ حیثیت مجموعی کوئی میرِ بلد نہیں ہے۔ اس کے بجائے، اعلیٰ عاملانہ کام دو مساوی الاختیار صوبہ داروں کے سپرد ہیں، ایک سین کا صوبہ دار اور دوسرا کوتوال پیرس۔ دونوں کا تقرر صدر جمہوریہ کرتا ہے، اور دونوں کو وہ جس وقت چاہے علیحدہ کر سکتا ہے، دونوں براہِ راست وزیر داخلہ کے روبرو جواب دہ ہیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہ دونوں صوبہ سین کے عہدہ دار ہیں جس میں نہ صرف شہر پیرس داخل ہے بلکہ اردگرد کے ملک کا ایک معتدبہ حصہ بھی اس میں داخل ہے[1]۔ پس دونوں کے کل کردہ تمام اختیارات و فرائض ہیں جو کسی صوبہ کے صوبہ دار کو حاصل ہوں لیکن اس کے علاوہ پیرس میں انھیں وہ اختیارات و فرائض بھی حاصل ہیں جو کسی میرِ بلد کے ہونے کی صورت میں اسے حاصل ہوتے۔ اپنے بے شمار فرائض کے ساتھ سین کا صوبہ دار معاملات شہر کے اس عام نظم و نسق کی بھی نگرانی کرتا ہے جو شہر کے بیس حلقوں میں انجام پاتے ہیں، یہ حلقے وہ زیر تقسیمیں ہیں جن میں ایک میرِ بلد، مددگاروں کی ایک جماعت اور مستقل انتظامی عملہ معمولی کمیونوں کے مثل ہوتا ہے (گو کوئی انتخابی مجلس نہیں ہوتی) کوتوال شہر (وزیر داخلہ کے تحت میں)، انتظامی حدود اختیار کی اس شاخ پر آزادانہ اقتدار رکھتا ہے جسے اہلِ فرانس "پولیس" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ گو یہ ملحوظ رہے کہ یہ وہ حدود اختیارات ہیں جن میں نہ صرف قانون و امن و امان کا قائم رکھنا داخل ہے بلکہ صحت عامہ کے ضوابط کا نفاذ، کارخانوں کی نگرانی، اور بہت سے اسی قسم کے کام داخل ہیں۔

---

[1] در حقیقت کوتوال پیرس کے حدود اختیار میں سین دا دُاز کے متصلہ صوبے کے بعض حصص بھی شامل ہیں۔

دارالصدر کی بلدی مجلس اسی ارکان پر مشتمل ہے جن کا انتخاب عمومی رائے دہی سے یک رکنی حلقوں سے چار برس کے لیئے ہوتا ہے۔ تنظیم، میقات اور طریق کار میں یہ مجلس معمولی کمیونی مجلسوں سے نمایاں طور پر مختلف نہیں ہے، البتہ اس کا اجلاس گاہ بگاہ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ سان دونی ( St. Denis ) اور سو ( Scaeux ) کے مضافاتی ضلعوں کے اکیس ارکان کو ملا کر یہ صوبہ سین کی مجلس کی حیثیت سے نشست کرتی ہے۔ بلدی مجلس کو اس سے بہت کم اختیار حاصل ہے جتنا بالعموم کمیونی مجلسوں کو حاصل ہے۔ وہ نہ انتظامی عہدہ داروں کا انتخاب کرتی ہے اور نہ ان پر موثر طور پر اقتدار قائم رکھ سکتی ہے۔ بلدی املاک کے متعلق بھی جو معتدل کارروائیاں وہ کرتی ہے ان کے لیئے بار بار صوبہ دار سین کی تصدیق کی ضرورت ہوتی ہے، اس کا معتد بہ اختیار جو کچھ بھی ہے وہ کم و بیش یہی ہے کہ وہ موازنہ پر رائے دے[۱]۔

**انتظامی اصلاح کا مسئلہ** جس انتظامی طریق کا بیان اوپر ہوا ہے، وہ بہت کچھ نکتہ چینی کا ہدف بنا رہا ہے اور اس کی ترتیب جدید ایک ممتاز مسئلہ عامہ بن گئی ہے۔ اس میں جو خرابیاں پائی جاتی ہیں، ان کا خلاصہ بطریق ذیل ہو سکتا ہے:- (۱) یہ نظم زیادہ تر شہنشاہی دفتریت سے پیدا ہوا اور اب فرانسیسی ملت اور قومی دستور کی عمومی نوعیت سے اصولاً مناسبت نہیں رکھتا۔ (۲) میر بلد اور چند دوسرے عہدہ داروں کے سوا جن کا انتخاب مقامی مجلسیں کرتی ہیں، اور تمام مقامی انتظامی عہدہ داروں کا تقرر مرکزی حکومت براہ راست یا بالواسطہ کرتی ہے

[۱] حکومت پیرس کے زیادہ تفصیلی بیان کے لئے کتب ذیل ملاحظہ ہوں:- منرو "یورپی شہروں کی حکومت" Munro; Government of European Cities صفحات ۹۱-۱۰۸۔ "قانون انتظامی کے مبادیات" مصنفہ بارتے لیمی Berthelemy ; Traite elementaire de droit administratif) طبع چہارم صفحہ ۲۱۴-۲۲۱۔ "بلدیہ پیرس کے بلدیاتی انتظامات" مصنفہ ج اریگو۔ (Artignes ; Le regime municipal de la ville de Paris) مطبوعہ پیرس ۱۸۹۸ء۔ "بلدیہ پیرس اور حلقہ ـــــ کا نظم و نسق" مصنفہ ایم بلوک (Block ; L'Administration de la ville de paris et du departement de la seine (Paris 1898) مطبوعہ پیرس ۱۸۹۸ء۔

اور اہل قوم نہ براہِ راست ان عہدہ داروں کا انتخاب کرتے ہیں نہ ان پر اقتدار رکھتے ہیں۔ (۳) انتخابی مجالس کو کچھ زیادہ وسیع اختیارات نہیں حاصل ہیں بلکہ اس کے برخلاف تقریباً ہر موقع پر پیرس کے اس نگرانی سے ان پر روک رہا کرتی ہے جو یہ حکومت ان مجالس اور تمام مقامی حکام پر عمل میں لاتی ہے (۴) بالتخصیص صوبہ دار کے اختیارات و فرائض اس نوعیت کے ہیں کہ جب تک یہ عہدہ منسوخ نہ کر دیا جائے یا کم از کم یہ کہ اس میں کامل تغیر نہ کیا جائے حقیقی مقامی آزادی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ (۵) ضلعوں میں نائب صوبہ دار کوئی ایسا ضروری کام نہیں دیتے ہیں، جن کا انصرام دوسری طرح پر نہ ہو سکے، اور پھر اس کے ساتھ وہ ہر سال ملک پر ایک بہت بڑے خرچ کا بار ڈال دیتے ہیں۔ (۶) درحقیقت موجودہ نظم سے عہدہ داروں کی غیر واجبی کثرت کی تائید ہوتی ہے جس سے محصول دینے والوں پر ناروا بار پڑتا ہے۔ (۷) اس نظم سے حکومت کو ضرورت سے زیادہ قائم مقام ایسے مل جاتے ہیں جن کے ذریعہ سے وہ پارلیمنٹی انتخابات میں رائے دہندوں پر اثر ڈال سکے۔ (۸) قومی پارلیمنٹ پر ایسے تشریعی و انتظامی کاموں کا زائد از ضرورت بار پڑ گیا ہے جن کا سرانجام مقامی طور پر ہونا چاہیے۔ اس سے ایک طرف قومی مسائل میں تساہل لازم آتا ہے دوسری طرف صوبجاتی اور کمیونی معاملات کے سرانجام میں ناقابلِ برداشت تعویق لاحق ہوتی ہے[1]

لیکن جوابی دلیلیں بھی موجود ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقامی مجلسوں اور بالخصوص کمیونی مجلسوں کی فضول خرچیوں کے خلاف محصول دینے والوں کے تحفظ کے لئے مرکزی حکومت کی جانب سے شدید نگرانی ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ قومی قوانین کے نفاذ کے لئے مرکزی حکومت کو بہت کچھ مقامی

---

[1] مقابلہ کیجئے اہل عہدہ کے حالات کے وہ تنقیدات جو قبل از یں باب ۲۲ میں پیش ہو چکے ہیں۔ (بالخصوص ان اشخاص کے متعلق خالصتہً قومی عاملانہ محکموں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔)

حکام پر انحصار کرنا چاہیئے اور اس لیئے ان حکام کا مرکزی نگرانی کے تحت میں رہنا ضروری ہے۔ اس سے بھی قطعاً انکار کیا جاتا ہے کہ موجودہ نظم سے جو عہدہ دار متعلق ہیں ان میں کوئی معتدبہ طبقہ ایسا ہے جو غیر ضروری ہو۔ نائب صوبہ وار وں کے نسبت یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ لازمی انتظامی کارکن ہیں اور ان کے ذریعہ سے طرح طرح کی اطلاعیں ملتی رہتی ہیں۔ خصوصاً بڑے صوبوں میں تو یہ حرف بحرف صحیح ہے۔

۱۹۰۱ء میں ایک غیر پارلیمنٹی ماموریہ تحقیقات مقرر کیا گیا اور اس وقت سے یہ مسئلہ تقریباً برابر زیر بحث رہا ہے۔ پارلیمنٹی اور غیر پارلیمنٹی ماموریوں نے اس مسئلہ کے متعلق بڑی بڑی ضخیم روداویں تیار کیں ایوانوں نے انکے متعلق قرار دادوں اور تجویزوں پر بحثیں کیں بیسیوں کتابوں اور رسالوں میں اسی پر ہر پہلو سے غور کیا گیا اس مسئلہ کے متعلق کارروائی کو ترقی دینے کے لیئے انجمنیں قائم کی گئیں۔ سیاسی فریقوں اور آنے والی وزارتوں نے اس کے متعلق پے در پے اعلانات شایع کیئے ۱۹۱۰ء کے پارلیمنٹی انتخاب میں انتخابی اصلاح کے سوا اسے تمام مسائل پر تفوق حاصل رہا[1] دوران جنگ میں اگرچہ یہ مسئلہ گمنامی میں پڑ گیا مگر التوائے جنگ کے بعد ہی اس کی تجدید شروع ہوگئی اور اب پھر یہ مسئلہ ذی اثر اشخاص کی ایک بڑی تعداد کی توجہ کو جذب کیئے ہوئے ہے۔ اصلاح کی تجاویز مختلف روشوں پر چل رہی ہیں اور ان میں لامرکزیت کے درجوں میں باہم نہایت ہی فرق ہے۔ غالباً سب سے زیادہ عام مطالبہ یہ ہے کہ نائب صوبہ دار کے عہدے کو توڑ دیا جائے اگرچہ محض اس سے کچھ زیادہ تغیر واقع نہ ہوگا بعض اس کے ساتھ ہی صوبہ دار کے عہدے کے اڑا دینے کا بھی مطالبہ کرتے ہیں جس سے بہت بڑی تنظیم جدید کی ضرورت پیش آئے گی کیونکہ یہی عہدہ اس وقت تمام عمارت کا سنگ وصل ہے[2]

---

[1] ۔ ۵۹۷ منتخب شدہ ارا کین دارالنائبین میں سے ۳۴۶ نے انتظامی اصلاح کو اپنے اعلانات میں جگہ دی ہے۔

[2] This plan is advocated in H. Charden Le pouvoir administratif (new ed Paris 1912) Chap. iv.

یہ مطالبہ بھی ہے کہ صوبہ واری مجلسیں یا ساقط کر دی جائیں یا زیادہ عمومی روشوں پر ازسر نو ترتیب دی جائیں۔ انتظامی عدالتوں کی حیثیت سے ان مجالس کے اختیارات کو دوسری مختلف الترکیب عدالتوں کی طرف منتقل کر دینے کے متعلق ۱۸۹۵ء، ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۹ء میں قطعی تجاویز پیش کئے گئے تھے جن سے خالی ایرز، بارتھو اور کلیمانسو کے نام علی الترتیب وابستہ ہیں۔

ادھر حال کے زمانے میں جس تجویز پر سب سے زیادہ توجہ ہوئی ہے اور جو غالباً مقصد زیر نظر کے سب سے قریب پہنچ جاتی ہے، یہ وہ تجویز ہے جس کا ملخص نظریہ ہے کہ ملک کو بڑے بڑے خود حکومتی صوبوں یا قطعوں میں از سر نو مرتب کیا جائے۔ یہ کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ فلسفی کونت نے سترہ ایسے قطعات کے لئے ۱۸۵۴ء میں ایک تجویز مرتب کی تھی اور دس برس بعد لوپلے ( Le Play ) نے اسی قسم کی ایک تجویز ملک کو تیرہ سیاسی رقبوں میں منقسم کرنے کی کی تھی۔ بعد کے بعض مصلحین نے اسے جس طرح ترقی دی اس کے لحاظ سے اس تجویز کے معنی یہ ہونگے کہ صوبوں کو بالکلیہ حذف کر دیا جائے، دوسروں نے اسے ترقی دیکر اس کے یہ معنی قرار دئے کہ بعض انتظامی اغراض کے لئے صوبوں کو قائم رکھا جائے مگر انھیں ملا کر ان سے بڑی اکائیاں بنادی جائیں اور مقامی حکومت کے بیشتر اختیارات انھیں کی طرف منتقل کر دئے جائیں۔ بہر حال دونوں صورتوں میں ان قطعات کو اس سے بہت زیادہ خود مختاری حاصل ہوگی جو فرانس میں کسی مقامی حکومت کے رقبہ کو اس وقت حاصل ہے۔ ان میں معقول اختیارات کے ساتھ انتخاب شدہ مجالس مقننہ بھی ہونگی اور پر زور مقامی حکام عاملانہ بھی ہونگے اور غالباً یہ بھی مقامی طور پر منتخب شدہ ہونگے۔ یہ مقصد بھی ہوگا کہ نئے قطعات اس طرح قائم کئے جائیں کہ ان میں تاریخی روابط اور طبعی اتحاد کا لحاظ ہو جس سے توقع یہ ہو کہ ان میں وہ احساس ذات اور قوت حیات موجود ہو جو خالص مصنوعی صوبوں میں مفقود ہے۔ بعض صورتوں میں یہ ہوگا کہ ۱۷۸۹ء میں جو صوبے مٹا دئے گئے وہی غالباً پھر قائم ہو جائینگے یا انھیں کے قریب قریب رقبات بن جائینگے[1]

[1] چنانچہ اس موضوع سے متعلق مختصر تجاویز میں جو تقسیمیں قرار دی گئی ہیں۔ اس میں برٹینی، نارمنڈی

۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۶ء کے دو تجاویز جن پر بہت توجہ ہوئی ان میں پچیس قطعاتی حکومتوں کا انتظام کیا گیا تھا جن میں سے ہر ایک کا مستقر ایک ایسے شہر میں ہوتا جو کسی ایسے علاقے کا مرکز ہو جس میں ممیز اتحاد اغراض موجود ہوں۔

اکثر اطراف میں اس تجویز قطعہ جات کی مخالفت کی گئی ہے، کبھی اس بنا پر کہ اس سے اس قدیم صوبجاتی جذبہ کی تجدید ہوگی جو قومی اتحاد میں حایل تھا، کبھی اس بنا پر کہ اس سے بد دلی کے حقیقی اسباب نہ رفع ہونگے مگر زیادہ تر اس کی مخالفت اس بنا پر کی گئی ہے کہ جو انتظامی طریق اس وقت قایم ہے وہ اس قابل ہے کہ حسب خواہ اطراف وجوانب میں اس میں اس طرح اصلاح کی جائے کہ محدود اختیارات کے وہ رقبے نہ ٹوٹیں جن کے لوگ عادی ہو گئے ہیں۔ یہ کسی نہج سے متیقن نہیں ہے کہ قطعاتی تجویز کبھی اختیار کی جائے گی لیکن بحث مباحثہ کی وجہ سے ایک دلچسپ انداز سے ان تجاویز کی یاد آجاتی ہے جو انگلستان میں تشریعی و انتظامی تحول کی نسبت جاری ہیں، اور دونوں تجربوں سے کم از کم ان ممالک میں وفاقیت کی جانب ایک طرح کا میلان مترشح ہوتا ہے۔ لیکن اس اصطلاح کے صحیح معنی میں کوئی ایسی تجویز جس سے واقعی متفقیت کا خیال ہو فرانس میں کبھی سنجیدگی کے ساتھ پیش نہیں ہوئی، اور اگرچہ یہ پیشین گوئی کرنا محفوظ ہے کہ آئندہ برسوں میں توسیع قوانین اور نظم ونسق دونوں میں مزید انتشار مرکزیت عمل میں آئے گی مگر یہ اس سے بھی زیادہ متیقن ہے کہ فرانس ایک وحدانی سلطنت رہے گا اور نیز یہ کہ انگلستان کی طرح یہاں بھی مرکزی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) لموسین، پواٹو، پرووانس، لانگ ڈوک وغیرہ داخل ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ ان کے نام بھی تاریخی ہی ہوں۔ دیکھو "روداد امور یہ عامہ متعلق انتظامات صوبہ جات وکمیونجات" Commission de l'administration generale departementale et communale مقرر کردہ دارالنائبین وپیش کردہ ۶ام فروری ۱۹۱۸ء مطبوعہ Rew. gen. Admin. جولائی واگست ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۶۱ - ۱۹۲ -

اقتدار ہمیشہ ایک ایسی سطح پر رہے گا جو ان سلطنتوں میں نامعلوم ہے جن کی تنظیم متفق اصول پر ہے۔[1]

[1] - فرانس میں انتظامی لامرکزیت کے مسئلہ پر لطیف طرق پر ڈیگوئی کی کتاب "جدید مملکت کے اندر قانون" (Duguit ; Law in the Balengpite) باب چہارم میں بحث ہوئی ہے۔ انتظامی اصلاح کا بہترین مختصر بیان گارنر کے مضمون "فرانس میں انتظامی اصلاح" (Garner ; Administrative Reform in France.) مطبوعہ "امریکن پولٹیکل سائنس ریویو" بابت فروری ۱۹۱۱ء میں ہے۔ اس موضوع کے متعلق تحریری مواد بہت کثیر ہے جس میں سے چند بہترین کے نام حسب ذیل ہیں:-
M. Hauriou; La decentralisation (Paris 1893) P. Deschanel La de la decentralisation (Paris 1895). ibid l' organisation de la democrati (Paris 1916). C. Maurres et P. Boncour Un nouveudebat sur la de centralisation (Paris 1908). M. Lallemand, Reorganisation administrative (Paris 1909); H. Chardon, Le pouvoir administratif newed Paris 1912). and J. Barthelemy. Le problem de la competence dans la deme cratie (Paris 1918). The files of the Rev Gen, d' Admin should be con sulted for documentry materials and for numerous articles, notably J. Hennessy "La reorganisation administrative de la France" in the issues of May-June & July-August 1919. see also J. T. Young "Administrative centralization and Decentralezation in France" in Ann of Amer. Acad. of polit. and soc. sci. Jan 1898 C. Beauquier, Project de reforme administrative l' organisation regionale en France" in Rev. pol. et parl Nov. 1909, vidal de la Blache, "Region francaises" in Rev. de paris Dec. 1910. and L. Boucheron La reforme administrative apres la guerrele regionalisme" in Rev. polit. et parl. Aug. 1918. The ssa isfactory condition of the function aries is stressed in A. Lefas L' etat et les functionaries (Paris 1913).

**آغاز: جمہوریین۔ مستحفظین استبعاد پسند**

انقلاب فرانس کے ابتدائی مدارج میں ایک فریق ایسا پیدا ہوا تھا جس کا مقصد اعظم یہ تھا کہ شاہی کو مٹا کر اس کے بجائے حکومت کی جمہوری شکل قائم کر دے اور اجمالی طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ۱۸۱۵ء سے فرانسیسی سیاسی گروہوں کی تفریق اسی شدید رقابت کا نتیجہ ہے جو اٹھارہویں صدی سے تیسرے جمہوریہ کے قطعی طور پر مستحکم ہو جانے کے بعد تک شاہی اور جمہوری خیالات کے درمیان غیر منفصل طور پر چلی آرہی تھی مگر نہ جمہوریت پسندوں سے یہ ہو سکا اور نہ شاہ پرستوں سے کہ وہ کوئی واحد مربوط اور دیرپا فریق ایسا بنا لیتے جو انگلستان کے بڑے فریقوں کے مشابہ ہوتا۔ زیادہ تر یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے اندر بھی اور باہر بھی جن مسائل پر معرکہ آرائی ہوئی وہ یا تو براہِ راست شکل حکومت کے مسئلے سے متعلق تھے یا یہ ہوا کہ ان سے ایسے عناد و دلائل بروئے کار آئے جن کی بنا شاہی یا جمہوری تصورات میں تھی۔ جمہوریت پسندوں کو ۱۷۹۲ء اور ۱۸۴۸ء میں نمایاں فتح حاصل ہوئی۔ ان دونوں وقتوں میں شاہی نظم دفعۃً منسوخ کر دیا گیا اور اگرچہ ان مواقع پر جو جمہوریتیں قائم ہوئیں انھوں نے مضبوط جڑ نہ پکڑی تاہم ایک عقیدے کے طور پر جمہوریت کے اثر اور اس کے بے شمار پیروؤں میں بونا پارٹی، بوربونی اور

آر لینی کسی دور میں کبھی کمی نہیں آئی۔

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، ۱۸۷۱ء میں جو قومی جمعیت منتخب ہوئی وہ اس اعتبار سے شاہ پرست تھی کہ اس کا اوسط تناسب پانچ شاہ پرستوں کے مقابلہ میں دو جمہوریت پسندوں کا تھا مگر شاہ پرستوں اور جمہوریت پسندوں دونوں میں سے کوئی بھی دو حاسدانہ گروہوں کے ناقص التنظیم مجموعوں سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں شاہ پرست، اما میانِ حقِ وراثت بوربونیوں اور حامیانِ بونا پارٹ میں منقسم تھے۔ جمہوریت پسندوں میں اگرچہ یہ قابلیت زیادہ تھی کہ وہ بڑے مواقع پر اپنے باہمی اختلافات کو بھول جائیں اور مل کر کام کریں مگر پائدار ارتباط کی قابلیت ان میں بھی نہ تھی۔ شاہ پرستوں کی طرح وہ بھی تین خاص گروہوں میں منقسم تھے، ایک فریق ارکان یسار انتہائی تھا، جس کا سرگروہ گامبیتا تھا، دوسرا فریق ارکان یسار تھا جس کے سرگروہ گریوی فریسی نے اور لوبے تھے، تیسرا فریق ارکان یسار مرکزی تھا جو تی آیر اور ژیول سیموں کا پیرو تھا۔ شاہ پرستوں کی بظاہر مغلوب کن مخالفت کے باوجود یہ گروہ مل کر کام کرنے میں ناکام رہے، مثلاً ارکان یسار انتہائی کی بیوفائی ہی کی وجہ سے یہ ہوا کہ ۱۸۷۳ء میں شاہ پرستوں کو تی آیر کے خارج کرنے اور شاہی پسند مارشل ماک ماہوں کو اسکی جگہ نامزد کرنے کا موقع مل گیا۔

جن حالات کا ذکر ایک سابق باب میں ہو چکا ہے ان کے تحت میں ۱۸۷۵ء کا جمہوری دستور آخر الامر قبول کر لیا گیا۔ ۱۸۷۶ء کے انتخابات میں شاہ پرستوں کو سینات میں کثرت حاصل ہو گئی اور اس کثرت کو انھوں نے ۱۸۷۹ء تک قائم رکھا مگر دار النائبین میں جمہوریت پسند ابتدا ہی سے اپنے مخالفین سے ایک کے مقابلہ میں دو کے تناسب سے بھی زائد تھے۔ پارلیمنٹی رواج میں شاہ پرست عام طور پر فریق یمین کہلاتے تھے مگر بعض وقت وہ رجعت پسند بھی کہے جاتے تھے۔ یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ جمہوریہ کو الٹ دینے کے درپے ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ ابتدا میں ان میں سے بہت یہ سمجھتے تھے کہ آخر میں یہی ہونا ہے، مگر بتدریج نئے دورِ حکومت کو تمام قوم کی وفاداری بلکہ الفت سے استحکام ہوتا گیا جس کا نتیجہ

یہ ہوا کہ شاہی کی تجدید کا گمان روز بروز کم ہوتا گیا مگر بہت سے اشخاص جنھوں نے شاہی کے معاملہ میں سرگرمی سے کام کیا تھا اب صرف خیالی موئدین میں سے رہ گئے اور ان میں سے بہتوں نے اس مثال کی نقل کی جو تی آیر نے ابتدا میں قائم کردی تھی اور علانیہ جمہوریہ کا دم بھرنے لگے تھے۔ اگرچہ اس کی کوئی قطعی تاریخ نہیں متعین کی جا سکتی مگر آخرالامر یہ ہوا کہ شاہ پرستوں اور جمہوریت پسندوں کی مغائرت کو عملی اہمیت نہیں حاصل رہی، اور رجعت پسند فریق کے درشت نام کے بجائے نرم نام مستحفظین کا رائج ہو گیا۔

اسی اثنا میں جمہوریت پسندوں کی صفوں میں بھی اہم تغیرات ہوئے، اگر انتخابات ۱۸۷۶ء کے بعد کی کثرت دارالنائبین کو ہم یہ سمجھیں کہ یہی جمہوری فریق تھا تو کم از کم اتنا یہ بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ جمہوریت پسند نائبین سات گروہوں سے کم میں منقسم نہ تھے اور ان میں سے ہر ایک خود اپنے خیالات اور اپنے سرگروہوں کے ساتھ وابستہ تھا اور یہ سب اس کے ناقابل تھے کہ جب تک کوئی شدید دباؤ نہ پڑے (جیسا کہ ۱۸۷۷ء میں صدر ماک ماہوں کے مقابلہ میں رونما ہوا) وہ ملکر سہولت کے ساتھ کام کریں۔ جب تک گامبیٹا زندہ رہا اس کے پیرؤں نے عام جمہوری فریق کے ساتھ برائے نام وفاداری قائم رکھی مگر ۱۸۸۱ء میں اس کے انتقال کر جانے کے بعد یہ گروہ کٹ کر بالکل الگ ہو گیا اور استیصالی فریق بن گیا اور ۱۸۸۵ء کے انتخابات میں اس فریق کو ایوان میں اتنی کافی (یعنی ڈیڑھ سو) جگہیں مل گئیں کہ وہ جمہوریت پسندوں کے لئے تنہا اقتدار قائم رکھنے کو ناممکن بنا دے۔ پس اس کے بعد سے تین خاص سیاسی فریق بن گئے۔ مستحفظین، جمہوریئین، اور استیصالیین۔ ان میں سے کوئی بھی کبھی اس قابل نہ ہوا کہ تنہا ایوان کی کثرت پر قابض ہو جاتا، اور اس لئے ایک مدت دراز تک سیاسیات کا مدار اس پر رہا کہ دو تدبیروں میں ایک ایک تدبیر اختیار کی جائے۔ ایک یہ کہ دونوں جمہوری صفوں کو اس غرض سے ملا لیا جائے کہ وہ مستحفظی ثلث کے مقابلہ میں حکمرانی کر سکیں (یہ جمہوری اجتماع کی حکمت عملی کہلاتی تھی) دوسری تدبیر یہ تھی کہ ان گروہوں میں سے

ایک گروہ دوسرے جمہوری گروہ کے بالمقابل متحفظین سے مل جائے (اسے بالعموم "صلح پسندی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں) پہلی تمرکزی وزارت بریسوں کی تھی جو ۱۸۸۵ء میں قائم ہوئی اور پہلی "صلح پسند" وزارت رووئے کی تھی جو ۱۸۸۷ء میں قائم ہوئی۔ صدی کے دسویں عشرے کے وسط میں کچھ کوششیں اس امر کی کی گئی تھیں کہ یک رنگ وزارتیں قائم کی جائیں اور برقرار رکھی جائیں۔ ۹۶-۱۸۹۵ء کی بورژوا کی وزارت بالکلیہ استیصالیوں سے مرکب تھی اور ۹۸-۱۸۹۶ء کی میلین کی وزارت جمہوریوں سے مرکب تھی مگر ۱۸۹۸ء میں جمہوری حیثیت پست ہوگئی اور دیو تو کی کی وزارت کے ساتھ یہ ضروری ہوگیا کہ تمرکزی حکمت عملی پھر اختیار کی جائے۔[1]

فریقانہ صورت حال ۱۴-۱۹۰۰ء یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ تیسرے جمہوریہ کے تحت میں جس طرح فریقانہ صف آرائیاں ہوئی ہیں ان کی صبر آزما داستان کے تمام مدارج کو قدم بقدم بیان کیا جائے؛ اس سے یہ زیادہ سود مند ہوگا کہ حال کے زمانہ کی فریقانہ جماعت بندیوں پر تبصرہ کیا جائے' احراریت و استیصالیت کی ترقی پر توجہ دلائی جائے خاص کر اس وجہ سے کہ ان سیاسی روشوں کا اظہار منتظم اجتماعیت میں ہوتا ہے اور آخر میں' فرانس کی فریقانہ زندگی کے بعض خصوصیات کو جمع کیا جائے اور ان کے ساتھ ان کے وجوہ بھی دیئے جائیں۔ پہلی بات تو یہ ملحوظ رکھنا چاہیے کہ متحفظین اور جمہوریئین کا وجود اگر اب بھی تسلیم کیا جائے تو ان کی قدیم صف بندی کے معنی اس سے بالکل ہی مختلف تھے جو اس (جمہوریہ کے تکوینی دور میں سمجھے جاتے تھے۔ اب کوئی ایک فریق ایسا نہیں ہے جو اس نام سے پکارا جاتا ہو۔ متحفظین ضرور ہیں مگر ان میں سے بہت کم شاہ پرست ہیں' جمہوریئین بھی ہیں اور ان میں اکثر متحفظین اور درحقیقت ہر طرح کے لوگ شامل ہیں۔ ۱۹۰۰ء کے بعد سے فریقانہ صورت کا

---

[1] تیسری جمہوریہ کے عشرہ اول کی فریقانہ تاریخ نہایت مکمل و مستند طور پر آنوتو کی کتاب "ہمعصر فرانس" Hanotaux; contemporary France. خاص کر جلد چہارم دور ۸۲-۱۸۷۷ء میں بیان ہوئی ہے۔

بہترین مظہر اس سے خیال میں آسکتا ہے کہ اسے ارکان کے ان مختلف گروہوں کے نام سے سمجھا جائے جو دار النائبین کے صدر کے روبرو بیٹھتے ہیں کیونکہ براعظم کے دستور کے مطابق ان کی وہاں کی نشست سے ان کے عقائد کی عام نوعیت کا بھی اظہار ہوجاتا ہے اور دوسرے سیاسی عناصر سے ان کے جو تعلقات ہیں وہ بھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔ صدر کے انتہائی داہنے جانب انتہائی مستحفظین بیٹھتے ہیں اور اس کے انتہائی بائیں جانب انتہائی استیصالی اور یہیں سے "یمین" و "یسار" کے الفاظ نکلتے ہیں جن سے ارکان کے ان حصص کا اظہار مقصود ہوتا ہے جو بالترتیب استحفاظی اور استیصالی خصائل کے ہوتے ہیں جن گروہوں کے خیالات درمیانی ہوتے ہیں وہ ایوان کے وسط میں نشست کرتے ہیں۔

دو عشروں سے زیادہ صورت حال جس طرح رہی ہے۔ اس میں انتہائی داہنے جانب شاہ پرست بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کے بعد گروہ "حامیان عمل احرار" کے ارکان بیٹھتے ہیں۔ جنگ کے آغاز کے وقت شاہ پرست ارکان کی تعداد صرف چھبیس تھی، بعض ایک بوربوں مدعی تخت وتاج کی تائید کرتے تھے، بعض ایک بوناپارٹ دعویدار کے حامی تھے مگر ان کی اہمیت نہ ایوان کے اندر تھی نہ باہر[1]۔ "حامیان عمل" کی تنظیم ۱۹۰۱ء میں ہوئی جب کہ کلیسا اور مملکت کے تعلقات کے درمیان تصادم عظیم کا نہایت ہی نازک وقت آگیا تھا اور اس کا مقصود یہ تھا کہ طبقہ قسیس یعنی بالعموم کیتھولک کلیسا کے مقاصد کو جمہوریہ کے ساتھ ہموار کیا جائے۔ اس کے ارکان زیادہ تر شہریوں کے بالائی طبقہ کے لوگ ہیں اور اس لئے وہ موجودہ حکومت کی پوری پوری تائید کرتے ہیں، مگر ۱۹۰۱ء کے مخالف قسیس قوانین کے ترمیم کا مطالبہ کرتے ہیں اور

---

[1] تقریباً بیس برس قبل تک شاہ پرستانہ اثرات جو کچھ بھی باقی تھے ان کے متعلق باڈلی کی کتاب "فرانس" ( Bodley France ) جلد دوم صفحات ۳۵۳-۴۰۳ دیکھنا چاہیئیں۔

وہ دستور کی اس طرح کی نظر ثانی پر زور دیتے ہیں جس سے حامیانِ املاک کے حقوق اور زیادہ محفوظ ہو جائیں۔ سابق انتخابی نظم ان کے خلاف مطلب تھا، اس لیے وہ فہرست واری انتخاب اور تناسبی نمائندگی کے پرزور حامی رہے۔ وہ اس فکر میں بھی لگے ہوئے ہیں کہ مزدوری پیشہ طبقات کی رایوں کے حاصل کرنے میں اجتماعیین کا مقابلہ اس طرح کریں کہ اقلِ اجرت اور دوسرے مزدوری قوانین کی حمایت کریں اور اتحادِ مزدوراں اور معاشری بیمہ کی تائید کریں۔ ان کی اس درخواست کا بے ثمر رہنا اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ۱۹۱۴ء میں انھوں نے ۰۰۰،۱۲۰،۵ رائیں حاصل کیں مگر یہ رائیں تمام ملک میں اس قدر منتشر تھیں کہ اس فریق کے صرف چونتیس امیدوار منتخب ہو سکے۔ جب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ متحدہ اجتماعی فریق نے اس انتخاب میں ایک سو دو جگہیں لی ہیں حالانکہ ان کی رائیں ایک لاکھ سے کم تھیں، تو پھر اس کے سمجھنے میں کوئی دشواری باقی نہیں رہتی کہ کیوں حامی عمل فریق تناسبی نمائندگی کا جانب دار ہے اور اشتراکی گروہ اس کے خلاف ہے۔

ایوان کے انتہائی بائیں جانب اشتراکی بیٹھتے ہیں جن کے عروج کا ذکر ابھی ابھی ہوگا۔ سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد سے شاذ و نادر ہی حامیانِ عمل اور اشتراکیوں کے درمیان میں چند گروہ بیٹھتے ہیں جنھوں نے اپنی ایک جماعت بنا لی ہے۔ جن حالات کی وجہ سے یہ عناصر پہلی مرتبہ یک جا ہوئے وہ ڈریفیوس کا مسئلہ متنازعہ تھا اور اس اتحاد کا مقصود اولیں یہ تھا کہ جمہوریہ کو رجعت پسندی اور انتشار کی ان قوتوں سے بچایا جائے جو اس مقدمہ کی وجہ سے برپا ہوگئی تھیں۔ ایک مضبوط تنظیم بنائی گئی اور پندرہ برس سے زائد تک یہ جماعت اس قابل رہی کہ وزارتوں پر اقتدار رکھے، ایوان پر حاوی رہے اور جمہوریہ کی حکمت عملیوں کی تشکیل کرے۔ حال کے ایک مصنف کے بیان کے مطابق یمین سے یسار تک شمار کیا جائے تو اس جماعت میں حسب ذیل گروہ شامل تھے، (۱) ترقی پسند جمہوریین بسر گردگی پال دے شانیل یہ بالائی طبقہ متوسط اور چھوٹے چھوٹے صاحب جائداد طبقہ کے لوگوں میں سے تھے، اور یہ انفرادی حقوق و آزادی اور خاص کر شخصی جائداد

کے بنیادی حق کے جن کا اعلان انقلاب میں ہوا تھا، زائد سے موئد تھے (۲) مختلف ناموں کے استیصالی یہ گروہ اس جماعت کی اصل بنیاد اور تعداد میں سب سے زیادہ تھے۔ یہ گامبتا کے پیچھے پیرو، شہری حکمت عملیوں کے واضع ذہین استیصالی نہایت ہی پرزور مخالفانہ قسمیں جن میں سنہ ۱۹۰۱ میں سیناتی کلیمانسو اور کومب اور رکن دارالعامین کا ئیو کے ایسے زبردست مدبرین شامل تھے۔ (۳) استیصالی اشتراکی یا زیادہ صحیح تعریف کے اعتبار سے "اشتراکی میلان رکھنے والے استیصالی" یہ ایک نمایاں گروہ تھا جن میں ان کے مخالف قسیس ہونے کے ساتھ یہ عزم بھی تھا کہ وہ اپنے کم وبیش نارضامند رفقا کو کشاں کشاں معاشری اصلاح کے راستہ پر لے جائیں اور مزدوری پیشہ طبقات کے لئے وہی کام کریں جو فرانسیسی انقلاب نے متوسط طبقہ کے لئے کیا گویا۔ یہ ایک ایسا متوسط طبقہ تھا جس میں عمومی روح تھی"۔ یہ نہ صرف حرفیت کے متعلق شدید حکومتی انضباط پر زور دیتے ہیں بلکہ تمام ذرائع آمد ورفت اور نقل وحرکت نیز معادن، جنگلات، تیل کے چشموں روغن وغیرہ ذرائع پیداوار کے حکومت کی ملک ہوجانے پر بھی زور دیتے ہیں۔ بریاں، میل راں، دیویانی وغیرہ کے ایسے متعدد درخشاں اصحاب جو اپنے کو محض اشتراکی کہتے تھے ان کا شمار استیصالی اشتراکی جماعت میں ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ باقاعدہ اشتراکی لشکرگاہ سے اس وجہ سے خارج سمجھے جاتے تھے کہ وہ غیر اشتراکی گروہوں کے ساتھ متحدہ وزارتوں میں شامل ہونے کے لئے تیار تھے"۔[1]

جس مسئلۂ عظیم کی وجہ سے یہ جماعت متحد رہی وہ مخالفت قسیسیت کا مسئلہ تھا، اور اس صدی کے پہلے عشرے میں مخالف قسیس لائحۂ عمل بہت سرعت کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ مذہبی طبقات ملک سے نکال دئے گئے، مذہب اور مملکت جدا ہوگئے اور بنیادی تعلیم کے لئے زیادہ وسیع انتظام کیا گیا۔ اس کے بعد نئے

---

[1] ہیز: "جدید یورپ کی سیاسی ومعاشری تاریخ" (Hayes; Political and Social History of Modern Europe) جلد دوم صفحہ ۳۶۵۔

مسائل سامنے آگئے مثلاً آمدنی کا محصول، انتخابی اصلاح، فوجی خدمت کے لئے تین برس کی میعاد اور ان کے سوا مزید معاشری ترکیب جدید کی اور متعدد صورتیں اس جماعت کے اندر جتنے گروہ تھے سب ان معاملات کے نسبت یکساں رائے نہیں رکھتے تھے اور ۱۹۱۰ء کے بعد سے یہ اتحاد بتدریج ٹوٹتا گیا۔ اپریل مئی ۱۹۱۴ء کے انتخابات میں ایک جانب حامیان عمل نے اور دوسری جانب اشتراکیوں نے متعدد نشستوں پر قبضہ کیا مگر وہ متوسط طبقے کے گروہ جنھوں نے "جماعت متذکرہ بنائی تھی" ان کا حال بالفاظ مصنف مذکورۂ بالا یہ ہوا کہ "ترقی پسند اپنے سابقہ اصول پر قائم رہے اور اپنی قوت کو عملاً غیر متاثر برقرار رکھا، لیکن استیصالی اور استیصالی اشتراکی پارلیمنٹ اور ملک دونوں جگہ متعدد گروہوں میں متفرق ہو گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دو جدید اور ایک دوسرے سے مخالف مجموعوں میں ایک نہ ایک جانب کھنچ گئے۔ ان میں سے پہلا گروہ متحدہ استیصالیین کا اجتماع تھا جس میں کائیو، کومب اور کلیمانسو کے ایسے لوگ داخل تھے۔ یہ لوگ زیادہ انتہائی مخالف قسیس قوانین خاص کر خانگی کلیسائی مدرسوں کے خلاف قوانین کے پرزور نفاذ پر تلے ہوئے تھے، انتخابی اصلاح کے یہ لوگ مخالف تھے، اور حربی قوانین کے معاملہ میں کچھ نیم گرم سے تھے۔ دوسرا نیا اتحاد "ذو نافیۂ یسار" کا تھا جس کے اصولوں کے مرد میدان بریاں اور پوانکارے تھے اور ۱۹۱۳ء میں پوانکارے ہی صدارت کے لئے منتخب ہو گیا تھا۔ یہ گروہ حربی قوانین اور پارلیمنٹی اصلاح دونوں کے لئے زور دیتا تھا، اور اگرچہ مخالف قسیس قوانین کی کسی قسم کی تنسیخ کو وہ پسند نہیں کرتا تھا مگر اس کے ساتھ ہی کیتھولکوں اور غیر کیتھولکوں میں مزید تصادم کا بھی وہ خواہاں نہیں تھا۔"[1] انتخاب کے بعد کابینے جلد جلد بنتے بگڑتے رہے۔ اختلاف کا خاص باعث اشتراکیوں اور دوسرے استیصالی عناصر کا یہ مطالبہ تھا کہ تین برس کی (فوجی)

[1] ہیز: جدید یورپ کی سیاسی و معاشری تاریخ" Hayes: Political and Social History of Modern Europe جلد دوم، صفحہ ۳۶۷۔

**اشتراکیت قبل از سنہ ۱۹۰۵**

خدمت کا قانون فوراً منسوخ کر دیا ہے۔ یہ بھی سبق آموز اتفاق ہے کہ جنگ عظیم نے اس اختلاف آرا کو قطع کر دیا، اور ہر ایک اہم سیاسی گروہ نے معاً اپنی پوری قوت کو قومی مدافعت کے راستوں پر لگا دیا۔[1] ایک فرانسیسی عالم یہ لکھتا ہے کہ جمہوریہ کے بعد سے فرانس کی سیاسی تاریخ میں بلجیم یا انگلستان کے مانند یہ نہیں نظر آتا کہ مخالف الاصول کے دو فریق یکے بعد دیگرے برسر اقتدار آتے رہیں بلکہ اس کے بجائے ایک خاص روش پر مسلسل ارتقا ہوتا رہا ہے یعنی جو فریق عمومی مخالف قسیس میلان کی نمائندگی کرتے ہیں وہ برابر ترقی کرتے جا رہے ہیں"[2] اس وقت تک ارتقا کی یہ صورت متحدہ اشتراکی فریق کے عروج کی صورت میں اپنے اوج کمال کو پہنچ گئی ہے اور ملک کی سیاسیات، وضع قوانین اور نظم و نسق میں اس فریق نے جو مضبوط حیثیت حاصل کر لی ہے اس کے لحاظ سے اس کی ترقی و نوعیت کی کسی قدر تشریح کی ضرورت ہے۔ درحقیقت فرانس ہی وہ ملک ہے جہاں جدید اشتراکیت کی ولادت ہوئی ہے۔ اٹھارھویں صدی کے حریت پسندوں کے خیالات میں اشتراکیت کے علامات پائے جاتے تھے اگرچہ اہل مذہب نے مورلی اور دوسرے مصنفین کے خیالات اشتراکیت کی بہ نسبت زیادہ تر اشتمالی تھے[3] اور بابوف جو سنہ ۱۷۹۷ء میں منتظم حکومت کے خلاف ایک سازش میں حصہ لینے کی علت میں قتل کیا گیا، وہ پورا اشتراکی تھا۔ انیسویں صدی کے نصف اول میں اشتراکی

---

[1] فریقانہ صورت حالات پر جنگ کے اثرات کا بیان آگے چل کر پڑھئے۔

[2] سیفیو بو "فرانس کے سیاسی فریق" (The Political parties of France) مطبوعہ انٹرنیشنل نقلی اگست سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵۰۔ ایل ژاک کی کتاب "جمہوریت ثالث میں سیاسی فرقہ بندیاں" (Jacques; Les partis politiques sous la iie republique) مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۱۳ء

The subject is covered less satisfactorily in H. Lagardelle "Die politischen Partein in Frank reich von 1871-1902 in Zeitschrift for Politik, v. B.D. Hf. 4.1912. Janet: Histore de la science politique

[3] ژانے کی "تاریخ علم سیاسیات" اشاعت سوم جلد ۲، ۵۰ تا ۶۷۱۔

عقیدے کو اور سین سیمون، فوریئر آئے، اور لوئی بلاں کے اثر و سرگرمی کے تحت
میں ایک ایسے اشتراکی فریق کو برابر ترقی ہوتی گئی جس میں کافی ارتباط و قوت
موجود تھی۔ ۱۸۴۸ء کے انقلاب میں عملی قوتیں اشتراکیت اور جمہوریت کی تھیں مگر
بادشاہی کے سقوط کے بعد اشتراکی اور جمہوریت پسند یک ساتھ کام کرنے کے
ناقابل ثابت ہوئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمہوریت کو ناکامی ہوئی اور اشتراکی
عقیدہ ساقط الاعتبار ہوگیا[1] اس کے بعد اشتراکی نشر و اشاعت عملاً ایک نسل
کے لئے رک گئی۔ اشتراکیوں کا وجود بدستور قائم رہا اور کسی حد تک اشتراکی
مباحث و تحریرات بھی ہوتے رہے مگر کسی اشتراکی فریق یا "تحریک" کا وجود
نہیں تھا۔ ۱۸۶۴ء کے ایک قانون سے جس میں ہڑتالوں کو قانوناً جائز قرار
دیا گیا تھا، اور ۱۸۶۸ء کے ایک دوسرے قانون سے جس میں انجمنہائے
مزدوراں کو روا رکھا گیا تھا، مزدی گروہوں کی بےچینی عملاً فرو کردی گئی،
اور اگرچہ ۱۸۷۰ء میں پروشیا کے جنگ کے باعث مزدوری پیشہ لوگوں میں

---

[1] فرانسیسی اشتراکیت کے آغاز کے مختصر تبصرے کے لئے ملاحظہ ہو:۔ اوگ "جدید یورپ کا
اقتصادی ارتقا" Ogg; Economic Development of Modern Europe۔
باب ۲۱۔ نیز، آر۔ ٹی۔ ایلی: "جدید زمانہ میں فرانسیسی و جرمانی اشتراکیت" R. T Ely French and
German Socialism in Modern Times. مطبوعہ نیویارک ۱۸۸۳ء صفحات ۱-۲-۴-۶
ڈبلیو۔ بی۔ گتھری "اشتراکیت قبل از انقلاب فرانس" W. B. Guthric Socialism before
The French Revolution مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۷ء۔ پکزوٹو: "انقلاب فرانس اور جدید
فرانسیسی اشتراکیت" Pexotto The French Revolution and Modern French
Socialism. طبع نیویارک ۱۹۰۱ء لوئی: "تاریخ اشتراکیت فرانسیسی" Louis Histoire
du Socialism francaisi پیرس ۱۹۰۱ء ایزامبرٹ: ۱۸۱۵ء سے ۱۸۴۸ء تک فرانس میں اشتراکی
خیالات" Isambert: Les dees Socialiste on France de 1815 a 1848 پیرس ۱۹۰۵ء:
میریٹ: "۱۸۴۸ء کا انقلاب فرانس اور اس کی معاشی حیثیت" J. A. H. Marreott
The French Revolution of 1848 in its Economic جلد دوم آکسفورڈ ۱۹۱۳ء۔

سخت تحرک پیدا ہو گیا تھا، تاہم پیرس کی اس بغاوت کے باعث جو "کیمون" کے نام سے مشہور رہے اشتراکی عقیدے کے بیشتر موضحین کو ملک سے نکل جانا پڑا اور یہ معاملہ بے سر رہ گیا۔

اس کے احیاء کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا آغاز ۱۸۷۶ء میں سیاسی جلاوطن ژیول گیڈ (Jules Guesde) کی واپسی وطن کے وقت ہوا، یہ شخص ایک قابل اخبار نویس تھا اور اس نے اپنے کام کی ابتدا ایک نئے اور وسیع الاشاعت اجتماعی اخبار "لیگالیتے" (L'Egalite) سے کی اور تیسری فرانسیسی مزدوری موتمر منعقدہ مارسیلز ۱۸۷۹ء سے اشتراکی اصول تسلیم کرا دیا اور یہ طے کرا دیا کہ آئندہ اس کا نام "اشتراکی مزدوری موتمر" ہو۔ اس کے بعد سے اتحاد مزدوران کی تحریک پر اشتراکی تنظیم کاروں اور سرگروہوں کا غلبہ ہو گیا، گر یہ لوگ خود آپس میں متفق نہ ہو سکے تا آنکہ اشتراکیت پسند اور اتحاد مزدوراں کے ارکان چھوٹے چھوٹے متخالف فرقوں میں منقسم ہو گئے جس کے طوفان بے تمیزی کا بیان پریشان کن ثابت ہو گا۔ ۱۸۹۰ء تک پانچ قطعی مغائر اشتراکی گروہ پیدا ہو گئے اور ان کے ارکان میں ملک کے بعض نہایت ہی نمایاں و درخشاں اخبار نویس، علما، اور قانون پیشہ اشخاص شریک تھے۔ ۱۸۹۳ء کے انتخابات میں تقریباً پانچ لاکھ رائیں اشتراکیوں کی تھیں اور چالیس اشتراکی ارکان دارالنائبین کے لئے منتخب ہو گئے۔ اس کے بعد سے عالم و مقرر ژورس (Jaures) کی سرگرمی میں یہ گروہ اس قابل ہو گیا کہ اپنی ایک قابل العمل تنظیم مکمل کرے اور ہم پارلیمنٹی کارروائیوں میں اشتراکیت کے ایک عنصر کی حیثیت سے آغاز ہونے کی تاریخ اسی نقطہ سے قرار دے سکتے ہیں۔ اس گروہ کو نئے ایوان میں پیش کرتے وقت ژورس نے یہ اعلان کیا کہ اس گروہ کے نمایاں خیالات "جمہوریت کے ساتھ وفاداری اور بنی نوع انسان کے ساتھ فداکاری کے ہوں گے"۔ اس پارلیمنٹ کے تمام دوران میں (یعنی ۱۸۹۳ء سے ۱۸۹۸ء تک)، اشتراکیت کا لائحہ عمل پہلی مرتبہ مستند طور پر پارلیمنٹ میں واضح کیا گیا اور ملک کے سامنے صراحت اور زور کے ساتھ پیش کیا گیا

لیکن پھر بھی تفریق کی قوتیں اپنا زور دکھاتی رہیں اور حقیقی فریقانہ اتحاد کے بنانے کے لئے بہت شدید کوشش کی ضرورت پڑی۔ عین اس وقت (یعنی ۹۹-۱۸۹۸ء) میں جب کہ اتحاد کی توقع روشن نظر آرہی تھی ڈرےفیوس کے مقدمے میں کسی انداز کے اختیار کرنے اور اس فریق کے سرگروہوں میں سے ایک سرگروہ میل راں (Millerand) کے والڈیک روسو کی وزارت میں وزیر تجارت کا عہدہ قبول کرنے کی وجہ سے نئے اختلافات پیدا ہو گئے۔ پارلیمنٹی گروہ بالکل ہی پارہ پارہ ہوگیا اس کی وجہ سے جو حالت پیدا ہوی اس کے باعث ۱۹۰۰ء کی بین الاقوامی موتمر اجتماعی اپنا وقت خاص معاملۂ میل راں پر غور کرنے میں صرف کرنے پر مجبور ہوئی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔

۱۹۰۵ء کے تمام دوران میں اجتماعی قوتوں میں محض ظاہرداری کے طور پر بھی کچھ اتحاد نہ رہا۔ اس کے برخلاف مختلف گروہوں کے اختلافات کو ملک اور دنیا کے سامنے برابر رکھا جاتا رہا جس سے دوسرے ممالک کے اجتماعی سرگروہوں کو سخت تنغض ہوتا تھا۔ اب دو خاص فریق بندیاں یا گروہ تھے۔ ایک "فریق اشتراکیہ فرانس" تھا جو زیادہ تر گید (Guesde) کے پیروؤں پر مشتمل تھا، دوسرا "فرانسیسی فریق اشتراکیہ" تھا، جو زیادہ تر ژوریس کے پیروؤں سے بنا تھا۔ ایک کی حکمتِ عملی یہ تھی کہ کارل مارکس کے عقیدے پر قائم رہا جائے اور ہر ایسے گروہ کے ساتھ مصالحت یا اتحادِ عمل سے انکار کر دیا جائے جس کے خیالات خود اس فریق سے کم مستحکم یا اس کے مقاصد اس فریق سے کم متعین ہوں۔ دوسرے کی حکمت عملی یہ تھی کہ "عمومیت کو اشتراکیت کے خیالات سے بھر دیا جائے" اور بالفاظ ژوریس اسے اس طرح انجام دیا جائے کہ "تمام عمومی اشخاص کے ساتھ توافقِ عمل کیا جائے مگر اپنے کو پرزور طور پر اس سے ممیز رکھا جائے۔"

بورڈو کی ۱۹۰۳ء کی کانگریس میں ایک نمایاں تقریر میں ژوریس نے اسے صاف طور پر تسلیم کر لیا کہ ابن الوقتی کی حکمت عملی پیچیدہ و بدنما ہوا اور ہر موقع پر شدید مشکلات کے پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہم صرف اسی میں

اشتراکی مقصد کے حصول کی امید ہو سکتی ہے۔ اس نے بالا علان یہ کہا کہ "گیسدیہ خیال کرنے میں بر سر غلط ہے کہ مملکت خالصۃً ایک طبقاتی مملکت ہے جس پر طبقۂ ادنےٰ کا نہایت کمزور ہاتھ ابھی اپنی مرضی کا خفیف ترین جزو بھی نقش نہیں کر سکتا۔ ایک عمومیت میں، ایک جمہوریہ میں جہاں ہمہ گیر حق رائے وہی ہو وہاں مملکت طبقۂ ادنےٰ کے لیے ایک ناشکستنی، شدید قطعی ناقابل اثر چٹان کے مماثل نہیں ہے۔ نفوذ شروع ہو چکا ہے، بلدیات میں، پارلیمنٹ میں، مرکزی حکومت میں، اشتراکیوں اور طبقۂ ادنےٰ کے اثر کا نفوذ شروع ہو گیا ہے۔ مملکت اس عمومی و عوامی اور اشتراکی قوت سے کسی حد تک اثر پذیر ہو چکی ہے اور ہم معقول طور پر یہ توقع کر سکتے ہیں کہ تنظیم، تعلیم، اور نشر و اشاعت کے ذریعہ سے یہ نفوذ اتنا کامل، عمیق اور قطعی ہو جائے گا کہ اپنے وقت پر مجتمعہ قوتوں کے ذریعہ سے ہم یہ دیکھیں گے کہ طبقۂ ادنےٰ کے اشتراکیوں کی مملکت نے عہدیدی و طبقہ اوسط کی مملکت کی جگہ لے لی ہے، شاید اُس وقت ہمیں یہ معلوم ہو جائیگا کہ ہم اشتراکیت کے منطقہ میں داخل ہو گئے ہیں جس طرح جہاز رانوں کو نصف کرۂ ارض کے خط پر سے گزرنے کا وقوف ہوتا ہے، یہ وقوف اس طرح نہیں ہوتا کہ جب وہ اس خط سے گزرتے ہیں تو سمندر پر کوئی رسّا کھنچا رہتا ہے جس سے انھیں اپنے گزرنے کا انتباہ ہو جاتا ہے بلکہ اپنے جہاز کی رفتار سے وہ آہستہ آہستہ ایک نئے نصف کرہ میں پہنچ جاتے ہیں"[1]

یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ ارتقائی اشتراکیت تھی نہ کہ انقلابی، اور فرانس میں یہ پیروانِ مارکس کی اشتراکیت سے اسی قدر مختلف تھی جس قدر جرمانیہ میں "تصحیحیوں" کی اشتراکیت پیروانِ مارکس کی اشتراکیت سے مختلف تھی۔ ایمسٹرڈیم کی بین الاقوامی اجتماعی کانگریس منعقدہ ۱۹۰۴ء میں ژورس کو اپنے خیالات کی تائید میں مجبور ہو کر آگسٹ بیبل کے مخالفوں کی فہرست میں شامل ہونا پڑا،

---

[1] آر۔ ہنٹر کی کتاب "اشتراکیین بر سرِ عمل" R. Hunter : Socialists at Work مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۸ء، صفحہ ۴۷۔

اور اشتراکی تحریک کی تاریخ کے نہایت ہی یادگار مباحثوں میں سے ایک مباحثہ واقع ہوا جسے بہت بجا طور پر "عظیم الشان بین الاقوامی جنگ" کہا گیا ہے فرانسیسی سرگروہ کی دلیل کا لب لباب یہ تھا کہ اس کے باوجود کہ جرمانیہ کے اشتراکیوں نے ڈرلیسڈن کے کانگریس منعقدہ ۱۹۰۳ء میں بہت بڑی کثرت کے ساتھ تعصبیت کے خلاف رائے دی ہے مگر یہ ممکن نہیں تھا کہ تمام ممالک میں ایک ہی سی حکمت عملی کی پیروی کی جائے، اور فرانس کے حالات کے اعتبار سے جہاں طبقۂ ادنےٰ نے یہ حیثیت پیدا کر لی تھی کہ وہ حکومت پر اقتدار عمل میں لا سکیں وہاں ابن الوقتی کی حکمت عملی نہ صرف قابل جواز تھی بلکہ اصولاً ضروری تھی۔ لیکن ببیل کی منطق غالب آگئی اور کانگریس نے ابن الوقتی کے خلاف مکرر قرار داد پر رائے دی جس کی بنا اس قرار داد پر تھی جسے جرمانیوں نے ڈرلیسڈن میں منظور کیا تھا۔

**متحدہ اجتماعی فریق** ایمسٹرڈیم کے جلسہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس میں اشتراکی اتحاد کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ درحقیقت کانگریس نے تمام ممالک کے اشتراکیوں کی خواہش کو ظاہر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا بلکہ اس کا حکم دیا کہ فرانس کے گروہ اپنے مناقشات ختم کر دیں اور ایک فریق میں متحد ہو جائیں۔ پیروان گیسڈ کا عنصر ببیل اور "غیر تعصبی" قوتوں کے ساتھ تھا۔ ژورِیس اور اس کے پیروؤں نے اپنی بہترین کوشش صرف کر دی مگر انھیں شکست ہو گئی اور انھوں نے اب وفاداری کے ساتھ فیصلہ کو قبول کر لیا۔ ۱۹۰۵ء میں روآن کی کانگریس دونوں گروہوں کا اتحاد متحدہ اشتراکی فریق کی صورت میں واقع ہوا اور باضابطہ حیثیت سے اس کا نام "مزدوروں کی بین الاقوامی انجمن کی فرانسیسی شاخ" قرار پایا۔

متعاہد گروہوں کے درمیان اقرار نامہ میں نمایاں اعلانات حسب ذیل شامل تھے۔ (۱) "اشتراکی فریق ایک طبقاتی فریق ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ پیداوار اور مبادلہ کے ذرائع میں اشتراکیت پیدا کی جائے یعنی طبقۂ ادنےٰ کی سیاسی و معاشی تنظیم کے ذریعہ سے موجودہ سرمایہ داران معاشرہ کو اشتراکی

یا اشتمالی معاشرے میں بدل دیا جائے۔ اجتماعی فریق جو اپنے مقاصد اپنے خیالات اپنی مستقل قوت کے ذریعہ سے ہمیشہ اس فکر میں لگا رہتا ہے کہ مزدوری پیشہ طبقہ جن اختلافات کا خواہاں ہے انھیں بلا توقف حاصل کیا جائے مگر ان وجوہ سے یہ فریق اصلاحات کا فریق نہیں ہے بلکہ طبقاتی جنگ و انقلاب کا فریق ہے۔

(۲) اس فریق کی طرف سے پارلیمنٹ کے جو ارکان منتخب ہوتے ہیں وہ ایک واحد گروہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور شہری فریقوں کی تمام گروہ بندیوں کے مخالف ہیں۔ پارلیمنٹ کے اندر اشتراکی گروہ کو ان تمام ذرائع کی تائید سے انکار کرنا چاہیئے جن سے حکومت میں طبقۂ اوسط کے تسلط اور ان کے اختیار کی برقراری کا تیقن ہوتا ہو۔ اور اس لئے اسے تمام فوجی مصارف، نوآبادیات کی تسخیر کے مصارف، خفیہ سرمایہ اور موازنہ کی منظوری سے انکار کرنا چاہیئے۔ پارلیمنٹ کے اندر اشتراکی گروہ کو چاہیئے کہ وہ مزدوری پیشہ طبقوں کی سیاسی آزادی اور ان کے حقوق کی مدافعت و وسعت اور مزدوری پیشہ طبقے کی تنازع للبقا کے لئے زندگی کے جن حالات سے سہولت پیدا ہوتی ہو ان کے حصول کے لئے خود کو وقف کر دے (۳) اصول اور حکمت عملی کے مسائل سے متعلق بحث میں پوری آزادی ہو مگر تمام اشتراکی کتابوں وغیرہ کا طرز بیان قومی کانگریس کے فیصلوں کے اسی طرح مطابق ہونا چاہیئے جس طرح اس فریق کی مجلس عاملہ ان فیصلوں کی تاویل کرے"[1]

یہ متحدہ فریق تعداد ارکان اور اثر میں سرعت کے ساتھ ترقی کر گیا۔ اگرچہ اس کی بنا ابن الوقتی کی مخالف دلدل میں پڑی تھی مگر اس نے استقامت کے ساتھ ایک سیاسی حکمت عملی کی پیروی کی۔ اس نے برابر یہ سعی کی کہ ایوان میں اپنی قوت کو بڑھائے، اور اس کے ارکان نے جلدی، صوبجاتی اور

---

[1] ایس۔ پی۔ اورتھ! "یورپ میں اشتراکیت و عمومیت" S. P. Orth : Socialism and Democracy in Europe مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۳ء صفحات ۲۸۱-۲۹۱۔

قومی عہدوں کے قبول کرنے میں کبھی تذبذب نہیں کیا۔ لیکن اس میں یہ اضافہ کرنا ضروری ہے کہ بعض عناصر طبقۂ اوسط کے ساتھ خاص کر وزارت میں اتحاد عمل کرنے کے متعلق کبھی ہموار نہیں ہوئے۔ ۱۸۸۵ء میں جب اشتراکیوں نے پارلیمنٹی انتخاب پر اثر ڈالنے کی متفقہ کوشش کی تو اس وقت انکے امیدواروں کو جو رائیں ملیں ان کی مجموعی تعداد صرف تیس ہزار تھی ۱۸۸۹ء میں ان کی عمومی رائے ۱،۲۰،۰۰۰ ہوگئی اور ۱۸۹۸ء میں ۰۰۰،۰۰۰، یعنی مجموعی رایوں کا تقریباً بیس فیصدی۔ ۱۹۱۰ء میں رایوں کی تعداد ۱۲،۰۰،۰۰۰ اور اجتماعی نائبین کی تعداد بڑھ کر ایک سو پانچ ہوگئی جس میں سے پچھتر متحدہ فریق کے ہمخیال تھے ۱۹۱۴ء کے انتخابات میں اشتراکیوں کا حصہ ایک سو بتیس کا ہوگیا۔ ان ارکان میں سے ایک سو دو متحدہ فریق سے تعلق رکھتے تھے جنھیں تنہا ۱۲،۵۰،۰۰۰ رائیں حاصل ہوئی تھیں۔ بقیہ تیس "خود مختار اشتراکی" تھے۔ ۱۹۱۰ء کے بعد سے تمام ملک کے اکثر شہروں اور بڑے قصبوں میں انھیں باکثرت حاصل رہی ہے یا اس کثرت میں بہت ہی خفیف کمی ہوی ہے۔

پیروان گیسد اور پیروان ژورس کے اختلافات کی یادگار فوراً فراموش نہیں کی جا سکتی بلکہ ابھی تک بالکلیہ فنا نہیں ہوی مگر ۱۹۰۵ء کے بعد سے اگرچہ اس فریق کو بارہا سخت امتحان میں پڑنا پڑا مگر اس کا اتحاد ہر ایک دباؤ کے مقابلہ میں قائم رہا۔ جنگ عظیم نے بھی کوئی بڑا اختلاف نہیں پیدا کیا۔ آزاد اجتماعی بھی ہیں استیصالی اجتماعی بھی ہیں، ان میں بریاں، ویویانی، اور میلراں کے ایسے لوگ بھی تھے جن کی نسبت یہ کہا جا چکا ہے کہ وہ اپنے کو اجتماعی خیال کرتے تھے، اور دوسرے ممالک میں یہ ان ادارات سے عین متفق سمجھے جاتے تھے، جو قطعی اشتراکی نوعیت کی تھے مگر فرانس میں منتظم اشتراکیت کے توقعات متحدہ فریق کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جو امر "جرمانی اشتراکی عمومیت" پر صادق آتا ہے وہی اس پر بھی صادق آتا ہے کہ اس فریق کے واقعی چندہ دینے والے ارکان کی تعداد ان رایوں کی تعداد سے بہت کم ہے جو ان امیدواروں کو حاصل ہوتی ہیں جنھیں یہ فریق مقابلہ میں لاتا ہے ۱۹۰۵ء میں جو اتحاد کا سال ہے،

چندہ دینے والے ارکان کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی ۱۹۰۱ء میں یہ تعداد باون ہزار تک بڑھ گئی اور ۱۹۱۴ء میں اڑسٹھ ہزار نو سو ہو گئی ۔ ترقی کی اس سست رفتاری کی خاص وجہ اتحادات مزدوراں کی حکمت عملی میں مل سکتی ہے ۔ یہ اتحادات اگرچہ اس میں مانع نہیں ہیں کہ ان کے ارکان اشتراکی امیدواروں کو رائیں دیں مگر وہ عام طور پر اشتراکی تنظیموں سے الگ رہتے ہیں ۔ اس فریق کا کام ایک کانگریس کے ذریعہ سے چلتا ہے جس کا سالانہ اجلاس کسی اہم شہر میں ہوتا ہے اور اجلاسوں کے درمیانی زمانہ میں معاملات کے انصرام کے لیے ایک مجلسِ ذیلی ہے ۔

فریقانہ لائحۂ عمل میں، پیداوار اور مبادلہ کے ذرائع کو اجتماعی بنانے پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے، جس میں یہ مستلزم ہے کہ مملکت کی سرمایہ دارانہ تنظیم کے بجائے ایک اجتماعی تنظیم قائم ہو جائے، اور اس مقصد کے لیے جس وسیلہ کا استعمال کرنا منظور ہے وہ یہ ہے کہ اس فریق کے سیاسیات کی تائید میں حرفی طبقات کو متحد کر کے مملکت پر اقتدار حاصل کر لیا جائے ۔ یہ کہ اپنی ابن الوقتی کے باوجود، یہ فریق اپنے روایتی مطمحِ نظر پر قائم ہے یہ اس قرارداد سے ظاہر ہے جو ۱۹۰۸ء میں لیموژ کی کانگریس میں منظور ہوئی تھی ۔ اس میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ یہ خیال کرتے ہوئے کہ سرمایہ دارانہ حکومت کے افراد میں کسی قسم کے تغیر سے اس فریق کی اساسی حکمت عملی میں کوئی فرق نہیں آسکتا، یہ کانگریس طبقۂ ادنیٰ کو "عمومی طبقۂ اوسط" کے لائحۂ عمل کے ناکافی ہونے سے متنبہ کرتی ہے، خواہ یہ لائحۂ عمل کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو ۔ یہ کانگریس مزدوری کرنے والوں کو یاد دلاتی ہے کہ ان کی آزادی کا امکان صرف اسی طرح ہے کہ سرمایہ کی ملکیت اشتراکی ہو جائے، یہ کہ منتظمہ و متحدہ اجتماعی فریق کے سوا اور کسی صورت میں اشتراکیت نہیں ہے اور یہ کہ پارلیمنٹ میں اس فریق کے نمائندے اگرچہ ان اصلاحات کے حصول کی کوشش کریں گے جن سے طبقۂ ادنیٰ کی قوتِ عمل اور ان کے مطالبات کو ترقی ہوتی ہو مگر اس کے ساتھ ہی تمام محدود اور اکثر خیالی لائحاتِ عمل کی مسلسل مخالفت کریں گے ۔

فرانس میں اشتراکیت کی ایک نمایاں ہیئت اس عقیدے کا وہ اثر ہے جو تمام طبقوں اور پیشوں میں نظر آرہا ہے۔ انگلستان میں تعلیم یافتہ طبقات کے ارکان زیادہ تر دو جلیل الشان تاریخی سیاسی گروہوں میں کسی ایک نہ ایک سے تعلق رکھتے ہیں اور جرمانیہ میں ۱۹۱۸ء سے قبل حکمراں طبقے میں اشتراکیوں کا دخل نہیں تھا اور اہل پیشہ میں بھی نسبتہً بہت کم اشتراکی تھے۔ اس کے برخلاف فرانس میں بہت سے تعلیم یافتہ، دولتمند اور ذی وجاہت اشخاص بخوشی عوام کے رفیق بن گئے اور یہ رفاقت نہ صرف بہ حیثیت سرگروہ کے ہے بلکہ عام قوم کو حکمراں بنانے کے لئے ذاتی مؤیدین کی حیثیت سے ہے، گو سرگروہ زیادہ تر شہری اشخاص میں سے ہی ہیں۔ ایک مصنف نے یہ دکھایا ہے کہ ۱۹۱۰ء کے انتخابات کے بعد دارالنائبین میں متحد فریق کے جو نمائندے تھے ان میں سے صرف تیس مزدوری پیشہ اشخاص یا اتحادی مزدوران کے عہدہ دار تھے اور گیارہ پروفیسر اور معلم، سات اخبار نویس، سات قانون پیشہ، سات کاشتکار، چھ طبیب اور دو مہندس تھے[1]۔ اس تحریک کی اس ہمہ گیری سے یہ شک ہوتا ہے کہ آیا یہ موقع کبھی آسکتا ہے کہ اس فریق کے لائحۂ عمل کے زیادہ استیصالی حصص پورے ہوسکیں۔ یہ یقینی ہے کہ بہت سے لوگ جو اس وقت اس فریق کی تائید میں ہیں وہ اس کے انتہائے مطمح نظر سے صرف ایک عام اور اصولی طریق کی ہمدردی رکھتے ہیں۔ یہاں یہ اضافہ ہوسکتا ہے کہ بہ حیثیت مجموعی فرانسیسی قوم کی افتاد طبیعت اشتراکی حوصلہ مندی کی مخالف روش پر چل رہی ہے کیونکہ متعدد تاریخی مواقع پر اس کا ثبوت مل چکا ہے کہ جس طرح اصول بنانے اور استیصالیت کے متعلق قیل وقال کرنے کے لئے کوئی قوم فرانسیسیوں سے زیادہ آمادہ نہیں رہتی اسی طرح یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ اپنے املاک اور اپنے املاک کی حقوق کے ساتھ

[1] آدرتھ: "یورپ میں اشتراکیت وعمومیت" Orth: Socialism and Democracy in Europe صفحہ ۱۱۶

ان سے زیادہ شدت کے ساتھ لپٹی ہوئی نہیں ہے۔ فرانسیسی چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں اور دکانداروں کی قوم ہیں اور اگرچہ وہ اس خیال کے پیرو ہو گئے ہیں کہ ریلوں کو قومی بنانے اور اجتماعیت کی دوسری مختلف شکلوں کو قبول کر لیا جائے مگر وہ اسے گوارا نہ کریں گے کہ شخصی املاک کے متعلق اپنے روایتی حقوق سے دست بردار ہو جائیں [۱]

**جنگ عظیم کے دوران کے فریق اور وزارتیں**

جنگ نے لامحالہ فریقانہ سیاسیات کو ان کے عادتی راستوں سے ہٹا دیا تاہم اس کا اثر اتنا قطعی نہیں پڑا جتنا انگلستان میں ہوا جس کی وجہ یہ تھی کہ معمولی اور غیر معمولی دونوں حالتوں میں فرانس کی فریقانہ صف بندیوں میں لوچ نسبتۃً زیادہ رہتا ہے۔ مثلاً انگلستان کے بہ نسبت فرانس کے لئے یہ زیادہ آسان تھا کہ وہ متحدہ جنگی وزارت کی حکمت عملی اختیار کر لے۔ جنگ اور صلح ہر زمانہ میں تمام فرانسیسی کابینے متحدہ کابینے ہوتے ہیں۔ جب جنگ کا آغاز ہوا ہے اس وقت وہ وزارت برسرکار تھی جسے استیصالی اجتماعی ددیویانی نے جون ۱۹۱۴ء میں مرتب کیا تھا، اور جو مسائل عوام کی دلچسپی کو جذب کئے ہوئے تھے وہ سہ سالہ

---

[۱] ۱۸۷۱ء کے بعد سے فرانسیسی اشتراکیت کے متعلق کتب ذیل ملاحظہ ہوں: اورتھ: "یورپ میں اشتراکیت اور عمومیت" (Orth; Socialism and Democracy in Europe) باب پنجم آر۔ ہنٹر "اجتماعیین برسرعمل باب سوم" (R. Hunter; Socialists at work) باڈلی: "فرانس" (Bodley; France) جلد دوم صفحات ۴۶۲ - ۴۸۶ - ایم - پیز: "ژان ژورس" (Pease; Jean Ja ures) نیویارک ۱۹۱۶ء وایل: فرانس میں اشتراکی تحریک کی تاریخ" (Weill; Histoire du mouvement social en France) اشاعت دوم پیرس ۱۹۱۱ء۔ ۲۱۰ - ۴۳۴۔ لاگارڈیل "اشتراکیت مزدوران" (Logardelle; Le socialisme ouvrier. پیرس ۱۹۱۱ء ۱ تا ۴۱۳۔ میل راں: "فرانسیسی اشتراکیت" (Millerand; Le Socialisme francaise پیرس ۱۹۱۰ء لوئی: "فرانسیسی اشتراکیت کی تاریخ" (Louis; Histoire du (Socialisme francaise

خدمت کے قانون کی منسوخی اور ایک گرانبار محصول آمدنی لگانے کے متعلق تھے۔ جنگ کے شروع ہو جانے سے احساس عامہ اسی پر مجتمع ہو گیا کہ جو مسائل بین الاقوامی حالت سے تعلق نہیں رکھتے وہ سب خارج از بحث کئے جائیں اور تمام فرقے اور گروہ کارروائی جنگ کے متعلق حکومت کی سرگرم تائید پر متحد ہو گئے۔ ایسے مشکل وقت میں اشتراکیوں کی روش کی بابت شک وشبہ بہت جلد دفع ہو گیا کیونکہ اگرچہ ژورس نے اپنے ملک کے جنگ میں داخل ہونے کی مخالفت کی اور احتجاجی ہڑتال کا انتظام کرنا چاہا[1] مگر اس فریق کے اکثر سرگروہ وارکان جس میں استیصالی مخالف عسکریت غروبھی شامل تھا، یہ معلوم ہوتے ہی بلاتذبذب حکومت کے ساتھ ہو گئے کہ فرانسیسی حکومت نے جنگ کو روک دینے کی ہر ایک کوشش کی ہے اور یہ کہ جرمانی بلجیم اور فرانس پر حملہ کرنے والے ہیں۔ جنگ میں ابتدائی شدید ہزیمتوں کے بعد (اواخر اگست ۱۹۱۴ء میں) دیویانی نے وزارت کی تنظیم جدید قومی مدافعتی خدمت کی حیثیت سے کی۔ ڈلکاسے بریاں اور ریل راں کے ایسے جلیل القدر اشخاص وزارت میں داخل کر لئے گئے،[2] اور متحدہ اشتراکی فریق نے مخالف عسکریت گیدا اور ساسبا کو اپنی نمایندگی تفویض کر دی۔ گو یہ صاف واضح کر دیا کہ یہ کارروائی کسی سیاسی اتحاد کو مدنظر رکھ کر نہیں کی گئی بلکہ محض ملک کی مدافعت کو ترقی دینے کے لئے کی گئی ہے[3] پس اس طرح فرانس میں ایک وسیع جنگی کابینہ جس میں تمام فریقوں کی نمائندگی ہوتی تھی انگلستان کے اس درجہ پر پہنچنے سے نو مہینے پہلے ہی بن گیا۔

---

[1] ۳۱ر جولائی کو ایک مجنون جنگ نے اسے قتل کر دیا۔

[2] والنگ: اجتماعیین اور جنگ (Walling; The Socialists and the war)

[3] باب ۱۴-اس وقت ویویانی مجلس وزارت کی صدارت پر فائز رہا، یعنی وہ وزیر اعظم رہا لیکن کوئی خاص صیغہ اس کے سپرد نہیں تھا اور اسی طرح گید بھی بغیر کسی خاص صیغہ کے وزیر رہا، گویا کہ ایک ایسا طرز عمل دوبارہ جاری کیا جس کی پیروی دوسری شہنشاہی کے بعد سے نہیں ہوئی تھی۔

"شمولیت" کی حکمت عملی بقیہ دوران جنگ میں جاری رہی لیکن پھر بھی سیاسی افتراق ہمیشہ پے درپے سر اٹھاتے رہے اور جیسا کہ انگلستان میں ہوا' یہاں بھی بتدریج ایک ممیز پارلیمنٹی فریق مخالف قائم ہو گیا۔ اس فریق مخالف میں خاص عنصر متحدہ اور آزاد اشتراکیوں کا تھا۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء ہی میں یہ ہوا کہ اشتراکی نائبین نے اپنی تائید کو روک کر دیویانی کی وزارت کو مجبور کر دیا کہ خود ہٹ کر "جملہ گروہوں کی وزارت" قایم ہونے دے جس کا صدر بریاں ہو۔ اس وزارت میں تیس ارکان تھے جو تیسری جمہوریہ کی تاریخ میں سب سے بڑی تعداد ہے اور اس میں کل فریقوں کی نمایندگی ہوئی تھی جن میں چھ سابق وزرائے اعظم نہ تھے[1] اس وزارت پر اشتراکی اور استیصالی نائبین برابر آتشباری کرتے رہے اور یہ مقابلہ وزرا اور ارکان حرب کے اس میلان کی وجہ سے تھا کہ وہ فوجی کارروائیوں کی حالت سے متعلق پارلیمنٹ کو تاریکی میں رکھتے تھے' اور اس سے یہ توقع کرتے تھے کہ وہ ان کے ہر قسم کے مطالبہ پر فوراً سر جھکا دے۔ کثرت استیضاحات اور آرائے اعتماد سے تنگ آکر بریاں کی یہ وزارت اگلے دسمبر میں شکست ہو گئی مگر اس کے بعد جو نئی وزارت بنی اس کا سرگروہ بھی بریاں ہی رہا اور اس کی یہ دوسری جنگی وزارت کسی نہ کسی طرح موسم بہار ۱۹۱۷ء تک برسر اقتدار رہی۔

یہ معلوم کرنا خالی از دلچسپی نہیں ہے کہ دسمبر ۱۹۱۶ء کی تنظیم جدید سے انگلستان کو جس انٹے قسم کا جنگی کابینہ میسر آیا تھا اس میں تعداد ارکان بہت گھٹی ہوئی تھی اور فرانس میں بھی بڑی حد تک ایسا ہی ہوا۔ بریاں نے جب ماہ مذکور میں اپنی وزارت کی ترتیب جدید کی تو اس نے ارکان کی تعداد بائیس سے گھٹا کر دس کر دی۔ بغیر قلمدان کے وزرا کو ساقط کر دیا' بعض وزارتیں حذف کر دیں اور بعض کو ملا دیا' اور جنگ کے انتظام کی آخری ذمہ داری کابینہ کی ایک چھوٹی سی مجلس پر رکھی جو "مجلس جنگ" کے نام سے موسوم تھی

---

[1] بریاں نے معاملات خارجہ کا عہدہ قبول کیا؛ پانچ وزرا بغیر قلمدان وزارت کے تھے۔

اور جس میں وزیر اعظم اور وزرائے معاملات خارجہ، مالیات، جنگ، بحر، سامان حرب و صنعتہائے حرب داخل تھے۔ یہ تجربہ نمایاں طور پر کامیاب نہیں ہوا مگر اس کی ناکامی کی وجہ خود اس نظم کے کسی نقص کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ تر نئے وزیر جنگ سپہ سالار لیوتے کی اس بلے تمیزی کی وجہ سے ہوئی جو وہ پارلیمنٹ کے ساتھ معاملت کرنے میں برتتا تھا۔

تحدو تائید کے فقدان کے باعث، بریاں کی دوسری وزارت مارچ ۱۹۱۷ء میں مستعفی ہوگئی اور اس کے بجائے وہ وزارت قائم ہوئی جس کا صدر کار آزمودہ کابینی عہدہ دار ریبو Ribot تھا اسمیں فریق "یمین" کے بعض حصوں کے سوا تمام عناصر کی نمایندگی ہوتی تھی مگر اس پر بھی وہ لعنت ملامت سے نہ بچی اور ۱۹۱۷ء کے موسم خزاں میں کابینوں کے زیر و زبر ہونے کا پھر ایک نیا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پہلے ستمبر میں ریبو کی وزارت کا تختہ الٹا، اور یہ نتیجہ تھا ان انکشافات کا جن میں استیصالی اشتراکی وزیر داخلہ مالوی ملوث تھا۔ اسی طرح دو ماہ بعد جنگی بداعمالیوں کے مباحث میں وہ وزارت بھی درہم برہم ہوگئی جسے سابق وزیر جنگ پین لیوے Painbr نے ترتیب دیا تھا، اور جس میں اجتماعی نائب طامس نے داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا[1] اس نازک موقع پر کلیمانسو کی وزارت کے برسر اقتدار آ جانے سے سیاسی توازن پھر بحال ہوگیا مگر اس میں متعدد اہم عناصر کی نمایندگی نہیں ہوئی تھی اور اس کے باوجود کہ اس پر بھی برابر حملے ہوتے رہے یہ وزارت، جنگ، التوائے جنگ، گفتگوئے صلح، کے بعد تک قائم رہی اور جنوری

[1] یہ اضافہ کرنا ضروری ہے کہ دوران جنگ میں جن وزارتوں نے استعفا دیا انھیں سے چند ہی ایسی تھیں جن کے استعفے کی وجہ یہ رہی ہو کہ وہ دار النائبین میں کثرت پر قدرت نہیں رکھ سکتیں۔ بالعموم ہوا یہ کہ جب انھوں نے دیکھا کہ مخالفت اس قدر قوی ہوگئی کہ حکومت کو انصرام و اہتمام جنگ میں دقت کا سامنا ہونے لگا تو ایوان کی باضابطہ تنسیخ سے پہلے ہی وہ وزارتیں کنارہ کش ہوگئیں۔

۱۹۲۰ء میں اس وقت کنارہ کش ہوئی جب پارلیمنٹی اور صدارتی انتخابات نے یہ واضح کر دیا کہ اس کی سود مندی کے دن گزر گئے ہیں۔ اس طرح یہ تیسرے جمہوریہ کی دو یا تین طویل العمر وزارتوں میں سے ایک تھی۔ تاریخ تحریر (جون ۱۹۲۰ء) میں اس کا جانشین کابینہ جس میں وزیر اعظم میل راں ہے برسر اقتدار تھی[1]۔

**فریقانہ تنظیم جدید ۱۹۱۹ء کے انتخابات**

تمام فریقانہ سرگرمیوں کو معلق کر دینے اور تمام عناصر کو ایک اتحاد مقدس میں مربوط کر دینے سے جنگ نے ان فریقانہ صف بندیوں کو جو ۱۹۱۴ء میں موجود تھیں بجتہ و مستقل کر دیا۔ بہر صورت نئے فریقوں کا بننا ناجائز قرار پا گیا اور یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ جنگ و جدل کے ختم ہو جانے کے بعد حامیان عمل، اشتعالی اشتراکی اور متحدہ اشتراکی اپنے اپنے لوائح عمل اور تصادمات کو حسب معمول روشوں پر پھر اختیار کریں گے۔ اگر جنگ چند دنوں کی بات ہوتی تو غالباً اس گمان کی بنیاد درست ثابت ہوتی، تاہم یقین اس حالت میں بھی ناممکن ہوتا، مگر مخاصمت کے طول اور سختی نے عوام کے دلوں کی ایسی حالت کر دی جو قدیم فریقانہ حالت کے عود کرنے کے بالکل ناموافق ہو گئی تھی۔ جنگ کے مصیبت ناک تجربوں اور صلح کے محیر العقول مسائل نے سابق فریقانہ جنگ و جدل کو ایک لغو اور مبتذل شے بنا دیا۔ قابل وزارتوں کے زوال اور فریقانہ جوش و خروش کی وجہ سے اہم معاملات عامہ کے خلل نے تنفر پیدا کر دیا۔ ناکامیوں، تاخیروں اور افراپردازیوں نے سابق سیاسی زندگی اور پیشہ ور مدبروں کی وقعت کھو دی اور ایک جدید، آزاد تر اور بلند تر سیاسی عملی خواہش کو تیز کر دیا۔ جب تک مخاصمات جاری رہے اس وقت تک اس کا ظہور بہت کم یا کچھ بھی نہیں ہوا مگر جب التوائے جنگ کے بعد پارلیمنٹ، صوبجاتی اور کمیونی انتخابات کا ایک چکر کل قوم میں پیدا ہو چلا تو نئی افتاد طبیعت نے اپنے

---

[1] زمانہ جنگ کی وزارتوں کا حال لوراں کے مضمون "ہماری وزارت ہائے جنگ" Laurent; "Nos gouvernements de guerre" میں مرقوم ہے جو Grand Rev. جولائی، اگست، ستمبر ۱۹۱۹ء میں چھپا ہے۔

اظہار کی فوری و عملی صورتیں اختیار کریں۔
سب سے پہلے تو قدیم فریقوں نے جب یہ دیکھا کہ ان کی بے وقعتی ہو گئی ہے تو انھوں نے اپنے قدیم لائحات عمل پر نئے رنگ و روغن چڑھانے کی فکر کی اور طبیعت عامہ کی نئی حالت کے مطابق اپنے کو ڈھالنا چاہا جس سے انھیں امید یہ تھی کہ آنے والے انتخابات میں وہ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ اس میں کچھ یوں ہی سی کامیابی ہوئی" اور ان میں سے کم از کم ایک فریق یعنی استیصالی اشتراکی فریق اس کارروائی میں اس طرح سے تحلیل ہوا کہ عملاً غائب ہی ہو گیا۔ یہ فریق ایک اہم اصول یعنی مخالفت قسیس کے سوا اور کسی اصول پر کبھی بھی متفق نہیں رہا تھا۔ اس کے ارکان جب اس قابل ہوئے کہ کسی زیادہ امید افزا جماعت میں سب مجتمع ہو جاتے تو ان کا شیرازہ بکھر گیا اور ہر طرف منتشر ہو گئے[1] متحدہ اجتماعی اپنی قدیم حیثیت کے قائم رکھنے اور ایک موثر اخلاقی قوت کے بنانے میں اوروں کے بہ نسبت زیادہ کامیاب ہوئے مگر اس فریق کے انتہا پسندوں کا بوشویکی اصول کے ساتھ ہمدردی کے اعلانات اور مسلسل ہڑتالیں جن کے وسیلے سے اتحاد مزدوراں یہ چاہتا تھا کہ طبقہ ادنیٰ کی آمریت قائم کریں۔ ان دونوں باتوں سے اس فریق کو اپنی تائید کا بہت نقصان اٹھانا پڑا۔
التوائے جنگ کے بعد مختلف نئے فریقوں اور اتحادوں کی تنظیم اہمیت میں کسی طرح ان کوششوں سے کم نہ تھی جو قدیم فریقوں نے اپنے نئے قالب میں ڈھالنے کی بابت کیں۔ ان میں سے چار نے کسی قدر امتیاز حاصل کیا۔ ایک "عمومیت جدیدہ" جس نے رئیس جمہوریہ اور وزرا کے اقتدار پر پارلیمنٹ کے مداخلات بیجا پر بھی حملہ کیا، تشریعی اور عاملانہ اختیارات کی کامل علیحدگی کا مطالبہ کیا، بوشویکی اصول کی تردید کی اور عمومی قوت کے ایک نئے اظہار کا وعظ کہا۔

---

[1] یہ انتشار اسی بدنامی کی وجہ سے اور بھی زیادہ کامل ہو گیا جو دوران جنگ میں اس فریق کے دو خاص سرگروہوں یعنی کائیو اور مالوی کے زوال اور ذلت کی وجہ سے اس فریق کو برداشت کرنا پڑی۔

دوسرا فریق وہ تھا جو اپنے کو "جمہوریۂ چہارم" کہتا تھا اور جس کا بنیادی اصول "انقطاعیت" تھا، یعنی حکومت اور نظم ونسق، ضوابط رسل ورسائل اور آمد ورفت مال، اور درحقیقت تمام ہی سیاسی واقتصادی زندگی ایک مرکزی وانقطاعی بنیاد پر از سرِ نو مرتب کی جائے۔ دوسرے دو نئے فریقوں کی حیثیت انجمنوں یا عہدیتوں کی تھی، ان کی تنظیم سست سی تھی اور مقصود یہ تھا کہ نہایت مختلف ذرائع سے جو عناصر کھینچ سکیں انھیں ایک جگہ متحد کر دیا جائے۔ ان میں سے ایک یعنی "قومی جمہوری فریق" جمہوریت پسندوں کا ایک ایسا اجتماع ہے جس میں استحفاظیت کے اعتبار سے استیصالی اشتراکیوں سے لیکر (جن میں سے بہتوں نے اپنے کو اس جماعت سے متحد کر لیا تھا) حامیان عمل تک کے لوگ درجہ بدرجہ داخل ہیں اور یہ اجتماع بولشویت کی مخالفت ترتیب وتحفظ، تعلیم کے دنیاوی بنانے "اتحاد مقدس" کے برقرار رکھنے اور انجمن اقوام کی تائید کرنے پر زور دیتا ہے۔ دوسرے گروہ یعنی "اتحاد جمہوریین واشتراکیین" کا مقصود اس کے بانیوں نے صرف اتنا ہی رکھا کہ وہ محض "یسار" کے فریقوں کی ایک شترکیت نہ ہو بلکہ ایک عظیم الشان قومی عمومی جماعت ہو جو بولشوی اصول اور رجعت پسندی دونوں کی یکساں مخالف ہو۔ اس گروہ نے جب یہ دیکھا کہ اس کے میدان عمل کے ایک حصہ پر "قومی فریق" نے پہلے ہی سے قبضہ کر لیا ہے تو اس نے اپنے مرکز ثقل کی نسبت "انتہائی یسار" کی جانب اور آگے بڑھا دی۔ "یہ متحدہ اشتراکی فریق سے جداگانہ ہے مگر وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ متحدہ اشتراکیوں اور "مجموعۂ" قومی کے درمیان میں جو جگہ اس کے قبضہ کے لئے باقی رہ گئی ہے وہ بہت ہی تنگ ہے۔

نیا قانونِ انتخاب جولائی ۱۹۱۹ء میں منظور ہوا، اور بریاں اور دوسرے سیاسی اشخاص کے اس مطالبہ کے باوجود کہ قوم کو رائے دہی کے نئے طریق سے مانوس ہوتے اور جو مسائل ملک کے سامنے پیش ہیں ان کے سمجھنے کے لئے زائد وقت ملنا چاہیے، نئے دارالنائبین کے انتخابات کی تاریخ ۱۶ نومبر مقرر کر دی گئی۔ نئے اور پرانے فریقوں کی کثرت اور ان کے خلط ملط ہو سنے

کے باعث اس مخاصمت میں کسی ایک صاف مسئلہ کا معلوم کرنا مشکل ہو گیا تھا بجز اس کے کہ ایک عمومی حیثیت سے بولشوی رنگ لئے ہوئے انقلابی اشتراکیت کے موئدین اور مخالفین میں فرق نظر آتا تھا۔ اس سیاسی مسئلہ پر قوم نے کسی غیر متیقن آواز کے ساتھ کلام نہیں کیا۔ اس نے ہر رنگ کے اشتراکیوں کو اور انقلابی متحدہ فریق کو سخت شکست دی اور اسی نسبت سے ارکانِ ایوان کے استحفاظی اجزا کو تقویت مزید پہنچائی۔ اشتراکی اس معرکہ میں خود باہم منقسم ہو کر داخل ہوئے اور اگرچہ انھیں ۱۹۱۴ء کی ...،۰۰،۴۰،۱۴ رایوں کے بجائے ...،۰۰،۰۰،۱۷ رائیں ملیں مگر فی الجملہ انھیں تقریباً چالیس نشستوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔ کہا جاتا ہے کہ طبقۂ ادنیٰ کے ایک بڑے حصہ نے پارلیمنٹ کے مخالفت کے اصول کے مطابق رائے دہی میں کسی قسم کا حصہ لینے سے اجتناب کیا۔ یہ کچھ بھی ہو مگر اشتراکیوں کے اس نقصان کی کافی وجہ استحفاظی عناصر کے بے نظیر اتحاد عمل میں پائی جاتی ہے جو زیادہ تر "قومی فریق" کے وسیلہ سے عمل میں آئی۔ یہ صحیح ہے کہ اشتراکیت کے مخالفین اکثر حلقوں میں اس ہدایت کی پیروی کرنے میں ناکام رہے جو پیرس سے بایں مفہوم بھیجی گئی تھی کہ امیدواروں کی صرف ایک ہی فہرست پیش کریں اور اپنی ساری قوت اسی فہرست پر صرف کر دیں۔ علی العموم ایک ایک صوبہ میں مختلف جمہوری گروہوں نے دو یا تین فہرستیں پیش کیں مگر بایں ہمہ اس امر پر اتفاق عام ہے کہ جدید طریق رائے دہی کے تحت میں اشتراکیوں کو اس سے بدتر صورت دیکھنا پڑی جو یک رکنی انتخاب کے تحت میں پیش آتی۔ پیرس جن چار حلقوں میں تقسیم کیا گیا ان کی چودہ نشستوں میں سے اشتراکیوں کو صرف دس نشستیں مل سکیں [1]۔

---

[1] پی بیورو "انتخابات" (Bureau; Les elections) مطبوعۂ (Rev. Hebdon; یکم نومبر ۱۹۱۹ء۔ ٹی بینس "فرانسیسی انتخابات" (Baines; The French Elections) مطبوعہ نیو یورپ" ۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء۔ اے پوفی ٹے "فرانسیسی اشتراکی" (Pauphihet; The French Socialists) ایضاً ۱۲ فروری ۱۹۲۰ء۔ پورے اعداد و شمار کی کیفیت اور نتائج

خلاصہ یہ ہے کہ تاریخ تحریر (سنہ ۱۹۲۰ء) کے وقت فریقانہ حالت کے اہم واقعات حسب ذیل تھے:- (۱) سنہ ۱۹۱۴ء کی فریقانہ تقسیموں پر ان نئی جماعت بندیوں کا غلبہ ہو گیا تھا جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ان نئی جماعت بندیوں نے ان فریق بندیوں کو بالکلیہ مٹائے بغیر یا ہر صورت میں لازماً ان پر غالب آئے بغیر انھیں دھندلا سا بنا دیا تھا۔ (۲) استیصالی اشتراکی فریق عملاً یا کم از کم عارضی طور پر غائب ہو گیا۔ (۳) منظم اشتراکیت کا انقلاب کی جانب جس میں بولشوی اصول بھی شامل تھا پہلے سے زیادہ زوردار میلان (۴) جو لوگ موجودہ سیاسی و معاشری نظم کو الٹ دینا چاہتے تھے ان کے مقابلہ میں اس نظم کی مدافعت کے خیال سے نسبتہً کم استیصالی عناصر کے اتحاد میں روز افزوں سرگرمی۔ آئندہ دس برس بلکہ ایک ہی برس میں کیا مزید ترقیاں وقوع میں آئیں گی ان کے نسبت پیشین گوئی کرنے کی کوشش بیکار محض ہوگی۔

**فرانسیسی فریقانہ سیاسیات کے عام ہیئات**

مذکورۂ بالا بیان سے یہ عیاں ہے کہ اہالی امریکہ و انگلستان جس قسم کے سیاسی فریقوں سے مانوس ہیں اس قسم کے فریقوں کا وجود فرانس میں نہیں ہے۔ بعض اساسی میلان پائے جاتے ہیں جیسے انقلابی، اعتدالی، استیصالی اشتراکی، اتحادی، اور باضابطہ فریقانہ تنظیموں کے بجائے زیادہ تر یہی میلان سال بہ سال عشرہ بہ عشرہ باقی رہتے ہیں۔ جو گروہ کسی اثر انگیز سرگروہ کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ایک وقت کے لئے ان میلانات کے لئے اظہار کی صورت پیدا کر دیتے ہیں، وہ جس سرعت کے ساتھ بنتے ہیں تقریباً اسی سرعت کے ساتھ فنا ہو جاتے ہیں۔ ان کا وجود قوم کے بہ نسبت زیادہ تر پارلیمنٹ کے اندر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) انتخابی قانون کی تشریح لاشاپیل کی کتاب "۱۶ نومبر سنہ ۱۹۱۹ء کے انتخابات عام" (Lachapelle; Les elections generaies du 16 Nov-mber 1919.) مطبوعہ پیرس سنہ ۱۹۲۰ء میں ملے گی۔ یہ اضافہ کرنا ضروری ہے کہ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کے سیناتی انتخابات میں اشتراکیوں نے ایوان بالائی میں پہلی مرتبہ نشست حاصل کی۔

ہوتا ہے اور پارلیمنٹ کے اجلاس کے ماقبل نہیں بلکہ اس کے شروع ہو جانے کے
بعد وہ تحویی صورت اختیار کرتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ میقاتوں کے درمیان (اور اس
سے زیادہ یہ کہ پنج سالہ انتخابوں کے درمیان) سیاسی منظر بالکلیہ بدل جائے۔
نائبین اور سیناٹی برابر ایک گروہ سے دوسرے گروہ میں جاتے رہتے ہیں بلکہ
بعض اوقات وہ ایک ہی ساتھ دو گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں، اور مختلف
گروہ اپنی اندرونی ترکیب و تنظیم میں جس درجہ ارتباط کا اظہار کرتے ہیں اس
سے زیادہ استقامت کا اظہار وہ باہمی تعلقات میں نہیں کرتے۔ متحدہ اشتراکیوں
اور شاید "حامیان عمل" کے سوا یہ کہنا دشوار ہے کہ ملک بھر میں کہیں بھی سیاسی تنظیم
اور سیاسی انضباط کا وجود پایا جاتا ہے۔ پارلیمنٹ کے لئے امیدوار خود اپنا
اعلان کرتے ہیں یا ان کے دوست ان کا اعلان کرتے ہیں، وہ خود اپنے اصول
عمل بناتے اور اپنی مہموں کا انتظام کرتے ہیں۔ گاہ بگاہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی
بڑا مسئلہ جیسے قسیسیت کا مسئلہ انتخابی جنگ پر اس درجہ حاوی ہو جاتا ہے
کہ قوم کی مرضی کا صاف طور پر تجزیہ ہو سکے مگر بالعموم مسائل اس قدر کثیر التعداد،
مقامی، شخصی، اور منتشر ہوتے ہیں کہ انتخابات کے نتیجوں کے مطالعہ سے ہمارے
دماغ پر محض ایک مبہم سا اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ ۱۹۱۰ء کے انتخابات کے متعلق
یہ امر نمایاں طور پر صحیح ہے اور ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۹ء کے انتخابات کے متعلق بھی
کچھ کم صحیح نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فرانس کے کسی امر سے اس کا اظہار نہیں ہوتا کہ
فریقانہ تنظیم و اخلاق کی انگریزی یا امریکی شکل بھی ترقی کرے گی۔

فرانس کی فریقانہ صف بندیوں کی سحاب آسا اور تغیر پذیر نوعیت
کی کامل تشریح و توضیح کہیں مرتب نہیں ہوی ہے مگر اس کے بعض وجوہ
نہایت ہی صاف عیاں ہیں۔ پہلی وجہ تو وہ تاریخی حالت ہے جس کے تحت
میں تیسرے جمہوریہ کے فریقانہ نظم کا آغاز ہوا۔ اب سے بیس برس پہلے کی
تحریر میں جب کہ وہ حالت جس کا وجود اب نہیں ہے، ایک حقیقت تھی اس وقت
مورخ سینیوبو نے یہ کہا تھا کہ "انگلستان اور ممالک متحدہ امریکہ کی طرح یہ
نہیں ہو سکتا کہ اختیار ایک جانب کے فریق سے دوسری جانب کے فریق مخالف

کی طرف منتقل ہوتا رہے۔ دو مخالف فریقوں کے درمیان تبدل باہمی یہ آنکھ مچولی جس کے نسبت بعض اصولیین نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہر ایک پارلیمنٹی حکمرانی کے لئے یہ ایک شرط ہے، وہ فرانس میں نہ اب ہے اور نہ کبھی تھی۔ یہ سوال ایسا کیوں ہے بہت ہی سادہ سوال ہے۔ اگر فریق "دیمین" جو جمہوریہ کا دشمن ہے برسر اقتدار ہو جائے تو اسے یہ طمع دامنگیر ہو جائے گی کہ ایک مطلق العنان حکومت قائم کر کے ۱۸۵۱ء کی طرح پارلیمنٹی حکمرانی کا خاتمہ کر دے اور خود مستخلفین کے اس میلان سے انتخاب کنندگان واقف ہیں اور وہ جمہوریہ کو انہیں تفویض کر دینے کے خطرے میں کبھی نہ پڑیں گے۔ انتخاب کنندگان جب ذی اقتدار جمہوریت پسندوں سے بددل ہوتے ہیں تو وہ دوسرے جمہوریت پسندوں کے لئے رائے دیتے ہیں اس طرح نئے جمہوری گروہ برابر بنتے رہتے اور پرانے گروہ منتشر ہوتے رہتے ہیں۔"[1]

ایک دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ سیاسیات میں فرانسیسیوں کا میلان عملی ہونے سے زیادہ علمی ہے۔ لوئل نے لکھا ہے کہ "وہ خیال کے درپے رہنے کی طرف مائل ہوتے ہیں، معاشرے کی تکمیل شکل کے متعلق اپنے تصور کے حصول کی سعی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے دسترس کے اندر ہوتا ہے اسے عملاً حاصل کرنے کے لئے اپنے تصور کے کسی جزو کو ترک کرنا پسند نہیں کرتے اس قسم کے میلان سے بالطبع متعدد گروہ پیدا ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک کا ایک جداگانہ مطمح نظر ہوتا ہے اور کوئی بھی اس پر رضامند نہیں ہوتا کہ ایک بڑے فریق میں ممزوج ہونے کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے اسے گوارا کرے۔ مختصر یہ کہ سیاسی جذبات کی سختی حقیقی سیاسی مسائل کی ترقی کی مانع ہے فرانسیسیوں کے نزدیک مسائل عامہ تنا ہی یا عملی نوعیت کے بجائے زیادہ تر تجریدی نوعیت کے ہوتے ہیں اور اس لئے وہ واقعات سے زیادہ اصولوں اور رایوں کی فکر کرتے ہیں۔ یہ میلان امیدواروں کے لائحات عمل

[1] "فرانس کے سیاسی فریق" (The Political Parties of France) مطبوعہ "انٹرنیشنل منتھلی" اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۵۵۔

ہیں صاف واضح ہوتا ہے جو واقعی حکمت عملی کے بیانات کے بجائے فلسفیانہ تحریریں ہوتی ہیں اور اگرچہ یہ لائحات عمل بہت طول وطویل ہوتے ہیں مگر ان سے اہم مسئلہ وقت پر مصنف کے خیال کا نسبتہً بہت کم اظہار ہوتا ہے۔ سیاسیات ایں سرعت کے ساتھ منظم ہو جانے کی ناقابلیت کا نمایاں نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بعض گروہوں کے نہایت پرشور ہونے اور اپنے عقاید کے ساتھ ان کے پرجوش تعلق کے باوجود وہ بہت کم کوشش اس امر کی کرتے ہیں کہ متحدہ کارروائی کے لئے اپنے مویدین کو تمام ملک میں مربوط کر کے اپنے مقاصد کے حصول کی سعی کریں"[1]

آخر میں یہ بھی جتا دینا چاہیے کہ انتخابی اور پارلیمنٹی طریق کار کی بعض خصوصیتوں نے مستحکم فریقوں کی ترقی کو ہمیشہ روکا ہے یا کم از کم یہ کہ انھیں ترقی نہیں دی ہے۔ پرچہ اندازی کا جو طریق ۱۹۱۹ء کے قبل استعمال ہوتا تھا اس سے براہ راست امیدواریوں اور اس لئے فریقانہ مجموعوں کی کثرت کی ہمت افزائی ہوتی تھی۔ جس حد تک ہر دو ایوان کے منتخب کردہ مجالس ذیلی ابھی تک قائم نہیں ہوئیں وہاں تک ذیلی جماعتوں کے انتخاب سے قانون سازی پر کابینہ کی جو نگرانی ہونی چاہیے اس میں خلل پڑتا رہا ہے اور فریقانہ ذمہ داری کی ترقی میں دقت حائل ہوتی رہی ہے۔ استیضاح کا طریق وزارتی استقامت اور فریقانہ توازن کے لئے تباہ کن ہے[2]

---

[1] براعظمی یورپ میں حکومتیں اور فریق (Government and parties in Continental Europe) جلد اول صفحات ۱۰۵-۱۰۷

[2] انگریزی میں فرانسیسی فریقوں اور فریقانہ حالات کے بہترین بیانات کتب ذیل میں ہیں اگرچہ یہ کتابیں بہت دنوں قبل کی لکھی ہوئی ہیں:- لوئل حکومتیں و فریق (Lowell, Government and parties) جلد اول باب دوم باڈلی؛ فرانس" (Bodely; France) جلد دوم مقالہ چہارم ابواب ۱-۸ فرانسیسی میں خاص رسالہ ژاک کا ہے "تیسرے جمہوریہ میں سیاسی گروہ" (Jacques; Les partis politiques sous la iiie republique) اس کے ساتھ ایک ضمیمہ ہے جس میں سرکاری

# اطالیہ

## باب بست و ہشتم

## انیسویں صدی میں دستوری ارتقا

**نپولینی تبدیلیاں** فرانسیسی انقلاب کے بعد سے یورپ کے سیاسیات میں جو قوتیں حاوی رہی ہیں وہ قومیت اور جمہوریت کے دو توام اصول ہیں اور یہ اصول کہیں بھی اس سے زیادہ بارور نہیں ہوئے جتنا کہ اطالیہ کے مدت دراز تک منتشر، سست، کاہل الوجود اور ناقص الحکومت جزیرہ نما میں ہوئے۔ اہل اطالیہ میں اتحاد و قوت کے نئے احساس اور نئے حوصلے اور امیدیں پیدا ہونیکی تاریخ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ قواعد اور گروہوں کے شعار اعلامی کے مضامین شامل ہیں جو بوقت اشاعت (۱۹۱۳ء) تھے سودمند مضامین میں حسب ذیل مضامین داخل ہیں سینیو "فرانس میں سیاسی فریق" (Seignobos; The political parties of France) مطبوعہ "انٹرنیشنل منتھلی" سی۔ ڈابارن "فرانس میں حب الوطنی و فریق" (Dawbarn; Patriotism and party in France) مطبوعہ "فورٹ نائٹلی ریویو" میلین "جمہوریہ میں فریق" (J Meline; " Les partis dans la republique) in Rev. Polit. et parl M. H. Doniol Les rdees politiques et les partis en France durantle XIX sieele in Rev du Droit Public May-June 1902. A. Char- penteir " Radicauxet socialistes de 1902 a 1912" in la Nou velle Rev. May 1, 1912 and J. Reinach " Political Parties in France" in N. Y. Nation Dec 14, 1918

کا آغاز ۱۷۹۶ء کے نپولینی حملہ کے وقت سے کیا جا سکتا ہے اور "حیات ثانیہ" کے اولیں مدارج کا تعلق فرانسیسی تسلط کے زمانہ سے ہے جو ۱۸۱۴ء میں نپولین کے اقتدار کے درہم و برہم ہو جانے کے وقت تک کم و بیش قائم رہا۔ اس دور کے آغاز کے وقت دو غیر ملکی خاندانوں کے زبردست ہاتھ ملک کے بیشتر حصص پر قابض تھے۔ آسٹریائی خاندان ہاپسبرگ (بشمول مان توا ملان اور ٹسکنی کی زرخیز امارتوں پر حکمراں تھا اور مودینا میں بھی اس کا اثر غالب تھا۔ اسپین کا بوربونی خاندان (جو یورپی بادشاہیوں کے جنگل میں سب سے زیادہ بوسیدہ تنے کی بوسیدہ شاخ تھا) پارما کی امارت اور نیپلز کی اہم بادشاہی پر قبضہ کئے ہوئے تھا جس میں سسلی بھی شامل تھا۔ آزاد مملکتیں چھ تھیں۔ شاہی سردانیہ (جس میں پیڈمنٹ، جزیرہ سردانیہ اور برائے نام سیوائے ونیس بھی داخل تھے) اور تمام اطالیہ میں یہی ایک مقام تھا جہاں کسی قدر وطنی سیاسی جانداری باقی چلی آ رہی تھی[1] (۲) پاپائی ریاستیں (۳) لوکا اور سان ماریو کی چھوٹی چھوٹی بادشاہیاں (۴) ونیس اور جنوا کی دو قدیم جمہوریتیں، جن پر اب شدید عدیدیت کی حکمرانی تھی اور مدتوں سے ان کی سلطنت، ان کی بحری قوت، ان کی اقتصادی و سیاسی اہمیت ان سے زائل ہو چکی تھی، ہر جگہ مطلق العنانی کا دور دورہ تھا اور اکثر مملکتوں میں

---

[1] "یہاں البتہ ایک قومی بادشاہی اور قومی جماعت امرا تھی، مگر ان کے سوا کوئی اور ایسی شے نہ تھی جو تہذیب و تمدن کے پلڑوں میں کچھ وزن رکھتی ہوتی۔ علم و فن، موسیقی، ادب، اور کسی ایسی شے کا پتہ نہ تھا جس نے اطالیہ کے علم و تمدن کے شاندار مجموعہ میں کوئی مدد دی ہو۔ یہ سپاہیانہ قیسی اور توہم پرستی کی سرزمین ہے" "سرزمین میں فرانسیسی زبان استعمال ہوتی ہے اور لوگوں کی عام بول چال میں ایسی مقامی زبان استعمال ہوتی ہے جو اطالوی زبان کی بہ نسبت (فرانس کے) صوبۂ پرووانس کی زبان سے زیادہ مشابہ ہے" "یہ ایک بوڑھا ملک ہے اور ایسا ہی سست ہے جیسا خود مستطیل ٹیورن ہے مگر اس میں وہ وصف موجود ہے جو ایک سادگی پسند، تنومند اور وفادار ملت میں ہوتا ہے" فشر "یورپ میں جمہوری روایت" (Fisher; Republican Tradition in Europe) صفحہ ۱۴۴۔

مطلق العنانی کے معنی تباہ کاری اور ظلم و تعدی کے تھے۔

جو دو عشرے نپولین کی زندگی عامہ پر محتوی تھے، ان میں یہ کام فرانس کے حصہ میں آیا کہ وہ اس دقیانوسی سیاسی نظم کو گرا کر زمین کے برابر کردے، آسٹریا کی گرفت کا خاتمہ کر کے اس کے بجائے فرانس کا اقتدار قائم کرے، اس جزیرہ نما میں سیاسی و قانونی ادارات کا ایک بالکل ہی جدید و انقلابی مجموعہ قائم کرے اور حب الوطنی کا جو جوش کئی نسلوں سے تقریباً غیر مرئی طور پر اندر ہی اندر سلگ رہا تھا اسے بھڑکا دے۔ ان تقلیبات کا آغاز نپولین کی ۱۷۹۶ء والی یورش کے راست نتیجہ کے طور پر ہوا۔ فتح مند فرانسیسیوں کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ، وہ حکمراں جو انگریزی اور آسٹروی سرپرستی کے تحت میں فرانسیسیوں کے خلاف متحد ہوئے تھے، ایک ایک کر کے علٰحدہ کئے گئے۔ شاہ نیپلز نے التوائے جنگ کی درخواست کی، پوپ نے صلح کرلی، آرکول اور ریولی میں آسٹروی طاقت پاش پاش ہوگئی۔ فاتح کی رضامندی سے ۱۶ اکتوبر ۱۷۹۶ء کو ایک "جمہوریہ این روئے پو" کا اعلان کیا گیا جسمیں موڈینا، ریجیو، فرارا، اور بولونیا شامل تھے۔ پانچ ماہ بعد ایک دستور شایع کیا گیا اور ان چاروں ضلعوں کے نمائندوں کے جانب سے قبول کئے جانے کے بعد، قوم کی رائے سے بھی اس کی توثیق کی گئی۔ یہ دستور جو "اطالیہ جدیدہ" کی تاریخ میں پہلا دستور ہے، ۱۷۹۵ء کے فرانسیسی نمونے پر مرتب کیا گیا تھا۔ اس میں یہ انتظام کیا گیا تھا کہ ایک مجلس ساٹھ ارکان کی ہو جسے صرف تجاویز کے پیش کرنے کا اختیار ہو، دوسری مجلس تیس ارکان کی ہو جسے یہ اختیار ہو کہ وہ ان تجاویز کو قبول یا رد کردے، تین شخصوں کی ایک عاملانہ نظامت ہو، جس کا انتخاب جماعتہائے مقننہ کرے۔

لومبارڈی میں بھی تقریباً ایسا ہی ہوا۔ اوائل ۱۷۹۷ء میں نپولین کے مقرر کردہ چار ماموریوں نے ایک دستور مرتب کیا اور اس دستور میں فرانسیسی نمونہ کے تمام اصلی خصوصیات پیدا کئے گئے اور وسط گرما میں شاندار رسوم کے ساتھ ملان میں "جمہوریہ ماورائے پو" کی بنیاد رکھی گئی۔ ایک نظامت اور دو تشریعی مجلسوں کا انتظام کیا گیا تھا جس میں سے ایک مجلس میں ایک سو ساٹھ اور دوسری میں اسی ارکان تھے۔

پہلے نظماء، نمائندگان اور دوسرے عہدہ دار نپولین کے نامزد کردہ تھے لیکن اس کے بعد ہی "جنوب پو" کے لوگوں کی التجا پر دونوں جمہوریتیں متحد کردی گئیں اور متحدہ دولت عامہ کو "جمہوریہ ایں روئے آلپ" کا لقب دیا گیا[1] اس سے قبل ہی بے یار و مددگار جمہوریہ وینس پامال کی جاچکی تھی، اور جب (۱۷ اکتوبر ۱۷۹۷ء کے) کامپو فورمیو کے معاہدے میں آسٹریا اس نوبت پر آگئی کہ نئی "مملکت ایں روئے آلپ" کو تسلیم کرلے تو اس کی تلافی ایک حد تک اس طرح پر کردی گئی کہ وینس کے ممالک کا ایک بڑا حصہ جس میں خود شہر وینس بھی داخل تھا اسے دے دیا گیا[2]

اس دوران میں جنوا کی بھی تنظیم جدید ہوئی۔ حکمراں عدیدیت کے بجائے جسے نپولین کی قوت نے خارج کردیا تھا، ایک معتدل عمومی حکومت قائم ہوگئی۔ تشریعی فرائض دو عمومی ایوانوں کو تفویض کئے گئے، اور عاملانہ اختیار ایک دوجے اور بارہ سیناتیوں کو سپرد ہوا۔ یہ جدید دولت عامہ جو نام کے سوا اور ہر طرح پر فرانسیسی تھی "جمہوریہ لگوریہ" کے نام سے موسوم ہوئی۔ فرانسیسی نظامت اب پاپائیت کی علانیہ مخالف ہوچکی تھی پس اگلے موسم سرما میں اس نے نہایت سرگرمی کے ساتھ روما کے جمہوری فریق کی ہمت افزائی کی کہ وہ پوپ کی دنیاوی طاقت کو الٹ دیں اور ایک آزاد جمہوریہ قائم کریں اور فروری میں فرانسیسی اسلحہ کی مدد سے عمومیت پسندوں نے غلبہ حاصل کرلیا، اور انھوں نے "فورم" یعنی چوک میں جمع ہوکر قدیم رومانی جمہوریہ کی بحالی کا اعلان کردیا، اور سات قنصلوں کی ایک جماعت کو مملکت کے سرکردگان کی حیثیت سے منتخب کیا۔ معمر پیشوائے مذہب پیوس ششم کی توہین و تذلیل کی گئی اور آخر الامر اسے فرانس کو منتقل کردیا گیا۔ اس جدید "ٹی بیری یا رومانی جمہوریہ" کے لئے ایک دستور شایع کیا گیا جس میں حسب معمول

---

[1] اس جمہوریہ کے دستور کی یکم ستمبر ۱۷۹۸ء کو ترمیم کردی گئی اور انتظامی قسمتوں کا فرانسیسی نظم رائج کیا گیا

[2] بونال دوگانز "ایک جمہوریہ کا زوال" (E. Bonnal de Ganges; La chute d'une republique (Paris 1885)

دو مجلسوں اور ایک نظامت کا انتظام کیا گیا تھا، ایک مجلس سینات تھی جس میں تیس ارکان تھے اور دوسری ساٹھ ارکان کی مجلس ٹریبیونی تھی۔ نظامت کو قنصلیت کے نام سے تبرکیب عطا کی گئی تھی جس میں پانچ قنصل تھے جن کا انتخاب مجلسوں کی جانب سے ہوا تھا۔ دوسرے ایک برس سے کم ہی میں (یعنی ۲۳ فروری ۱۷۹۹ء کو) فرانسیسیوں اور فرمانروائے نیپلز شاہ فرڈیننڈ چہارم کی معرکہ آرائی کے بعد نیپلز پر بھی قبضہ ہو گیا اور اس جنوبی بادشاہی کو "جمہوریہ پارتھینوپیہ" میں بدل دیا گیا۔ یہاں بھی ایک دستور کا اعلان کیا گیا جس میں پانچ ارکان کی ایک منتظمہ جماعت پچاس ارکان کی ایک سینات (جسے تشریعی ہدایت کے وسیع اختیارات حاصل تھے) اور ایک سو تیس ارکان کی ایک مجلس ٹریبیون تھی۔[1]

**شاہی رجعت**

نپولین جس زمانے میں مصر کی مہم میں مشغول تھا، اسی زمانے میں اطالیہ میں فرانس کی فوجوں کو متواتر ہزیمتیں نصیب ہوئیں اور ۱۷۹۹ء کے آخر تک یہ معلوم ہونے لگا کہ سب کچھ ہاتھ سے نکلا چاہتا ہے لیکن جس مہم کا انجام مارنگو میں ہوا، اس میں فاتح نے نہ صرف فرانس میں اپنی نئی حیثیت پر اپنی گرفت کو مضبوط کر لیا بلکہ اطالیہ کو پھر اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیا۔ ۹ فروری ۱۸۰۱ء کے معاہدہ لیونے ویل کے شرائط کے بموجب آسٹریا نے این روئے الپ اور لیگوریہ کی جدید جمہوریتوں کو تسلیم کر لیا، موڈینا اور ٹسکنی پھر فرانسیسی اقتدار میں آ گئے اور دوسری جگہ بھی فرانسیسی اقتدار مستحکم طور پر قائم ہو گیا۔ اور ۱۸۰۲ء میں پیڈمنٹ کو چھ صوبوں میں ترتیب دیا گیا اور اسے فرانسیسی جمہوریہ میں ملحق کر لیا گیا۔ ۱۸۰۱-۰۲ء کے موسم سرما میں "جمہوریہ این روئے الپ و لیگوریا" کے دساتیر اس مطلق العنانہ

---

[1] جمہوریہ نیپلز میں جمہوری تصور کے عملیات کے دلچسپ بیان کے لئے فشر کی کتاب "یورپ میں جمہوری روایت" (Fisher : Republican Tradition in Europe) صفحات ۱۵۰۔۱۵۷ ملاحظہ ہوں۔

تسلط کے مقصد سے نئے سانچے میں ڈھالے گئے جو فرانس میں بسرعت تمام پختگی حاصل کرتا جا رہا تھا۔ ان دونوں میں سے ہر ایک جمہوریہ میں پہلے تین جماعتیں قائم ہوئی تھیں ایک مجلس شورائے عالمانہ[1] دوسرے ایک سو پچاس ارکان کی مجلس مقننہ تیسرے ایک عدالت۔ ان کا انتخاب تین حسب ذیل انتخابی حلقوں سے ہوتا تھا (۱) مالکان اراضی (۲) علما و قسیس (۳) تاجران و سوداگران۔ مگر مجلس مقننہ پر مجلس شوریٰ ہر طرح سے غالب تھی اور مجلس شوریٰ نپولین کے آلۂ کار سے زیادہ کچھ نہیں تھی لہٰذا ایک برس کے اندر ہی اندر یہ نئے دساتیر مقصود سے زیادہ عمومی ثابت ہوئے اور ہر دو صورت میں مجلس مقننہ کے بجائے تیس ارکان کی ایک سینات قائم کردی گئی جس کا صدر ایک دوجے ہونے لگا۔

معاہدۂ لیونے ویل کی اس صریحی شرط کا عملاً کچھ لحاظ نہ کیا گیا کہ اطالوی جمہوریتیں فرانس سے آزاد رہیں گی۔ عملی اور تجارتی دونوں معنوں میں وہ واقعی توابع تھے، اور ۱۸ مئی ۱۸۰۴ء کے فرانسیسی شہنشاہی کے اعلان کے بعد اس کیفیت کو علانیہ تسلیم کرلیا گیا۔ مزید براں نپولین کو یہ امر بے جوڑ سا معلوم ہوتا تھا کہ فرانسیسیوں کا شہنشاہ جمہوریتوں کا سرپرست ہو۔ اطالیہ کی آزادی سے اسے کچھ گہرا تعلق نہیں تھا علاوہ ازیں وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اطالوی حکومت خود اختیاری کے لئے کس قدر کم تیار تھے۔ ایک موقع پر اس نے منتظمہ جماعت کے سامنے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اطالیہ میں جمہوریتوں کے قیام کے لئے اس سے کم سامان موجود ہے جتنا فرانس میں ہے۔ پس بتدریج ایک تجویز ایسی بنائی گئی جس سے اطالوی جمہوریہ ایک باجگزار سلطنت میں بدل جائے۔ نپولین کا پہلا خیال یہ تھا کہ اس کا سب سے بڑا بھائی جوزف اس سلطنت کے تخت پر متمکن ہو مگر جوزف کو فکر یہ ہوئی کہ کہیں وہ اس طرح فرانس میں اپنی جانشینی کے مواقع کو خطرے میں نہ ڈالے چنانچہ اس نے انکار کردیا۔ یہی حال چھوٹے بھائی لوئی کا بھی تھا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا

---

[1] صلاح دینے والی مجلس سلطنت تھی جو آٹھ ارکان پر مشتمل تھی۔

[2] اب جمہوریہ این روئے الپ[2] کا نام "جمہوریہ اطالیہ" رکھا گیا۔

۱۷ مارچ ۱۹۰۵ء کے دستوری قانون کے رو سے اطالیہ کا تخت خود اپنے سامنے پیش کرا دیا، اور چند ہفتے بعد ملان کے بڑے گرجا میں قدیم شاہان لومبارڈی کا تاج آہنی خود اپنے سر پر رکھ لیا۔ بادشاہ کا سوتیلا بیٹا ایوژین بو آرنے متولی سلطنت مقرر ہوا۔ اسی سال جون میں ایک درخواست کے جواب میں (جس کے لئے خود نپولین نے اشارہ کیا تھا) جمہوریہ لیگوریا شہنشاہی فرانس کا جزو قرار دے دی گئی، اور پارما اور پیاسنزا کا الحاق بھی کر دیا گیا۔

لیگوریا کے الحاق کی وجہ سے برطانیہ عظمیٰ، روس، آسٹریا اور نیپلز میں جو اتحاد قائم ہوا، اس کے خلاف نپولین کو پوری کامیابی ہوئی۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۰۵ء کے معاہدۂ پریسبرگ میں آسٹریا نے وینیشیہ کا حصہ مع صوبجات آسٹریا اور ڈالمیشیہ کے اطالوی بادشاہی کے حوالہ کر دیا۔ جوزف بوناپارٹ کی سرکردگی میں ایک پرزور مہم کے بعد، بحال شدہ بوربون خاندان پھر نیپلز سے نکال دیا گیا، اور اس کے بعد جوزف نے آخرکار وہاں کا بادشاہ بننا منظور کر لیا۔ ۱۸۰۸ء میں نپولین کا پرحوصلہ مارشل اور برادر نسبتی میورا (Murat) اس کا جانشین ہوا۔ مقام بایون سے جوزف نے اپنی سابق رعایا کے لئے ایک دستور شایع کیا جس میں چھبیس سے چھتیس ارکان تک کی ایک مجلس مملکت اور سو ارکان کے ایک ایوان مقننہ کا انتظام کیا گیا۔ ان سو ارکان میں سے اسیّ تو بادشاہ کے نامزد کردہ ہوتے اور بیس انتخابی حلقوں سے منتخب ہوتے۔ لیکن ۱۸۱۵ء تک یہ توتیع واقعاً عمل میں نہیں آئی اور اس وقت بھی صرف چند ہفتوں کے لئے اس پر عمل ہوا۔ آخر میں پاپائی ریاستیں پورے طور پر مغلوب ہوگئیں پوپ کے ساتھ طولانی تصادم کے بعد، نپولین نے سب سے اول (۲ اپریل ۱۸۰۸ء کو) پاپائی سرحد انکونا اور امارات اربینو، ماچراتا اور کامے رینا کو اطالیہ کی بادشاہی کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اور پھر اس کے بعد (۱۷ مئی ۱۸۰۹ء اور ۱۷ فروری ۱۸۱۰ء کے فرامین کے رو سے) خود روما اور "جاگیرات پطرس" کو فرانسیسی شہنشاہی میں ملحق کر لیا۔

پس اس طرح یونی نیان کے زمانے کے بعد سے، اب پہلی مرتبہ اطالیہ اسماً نہیں تو واقعاً ایک حکمراں طاقت کے تحت میں آ گئی۔ کل جزیرے پر ضابطۂ نپولینی اور نیا فرانسیسی انتظامی طریق رائج کیا گیا اور تعمیراتِ عامہ، ابتدائی و اعلیٰ تعلیم کی کارروائیاں اور معاشری اصلاحات جو خود فرانس میں دورِ نپولین کی سب سے زیادہ پائیدار و سودمند خصوصیتیں ثابت ہو چکی ہیں، وہ یہاں بھی اختیار کی گئیں اور جب فرانسیسی فتح کی موجیں پلٹیں تو ایک ایسی رجعت قہقری رونما ہوئی جس نے بہت سے نئے ادارات اور حوصلہ مندیوں کو مغلوب کر دیا باایں ہمہ، ضابطۂ نپولین اس وقت تک اطالوی قانون کی بنا ہے۔ حکومت مقامی اور نظم و نسق کا اطالوی نظم فرانسیسی مقامی حکومت اور نظم و نسق کا تقریباً مثنیٰ ہے۔ فرانسیسی نقش تمام سیاسی نظم میں ہویدا ہے گو یہ ضرور ہے کہ اس کی تاریخ خاص نپولینی تسلط کے وقت سے نہیں ہے۔ سب سے اہم امر یہ تھا کہ اطالیوں کی آنکھوں کے سامنے ایک نیا سیاسی منظر آ گیا تھا۔ ایک سربرآوردہ انگریز عالم نے آزاد ادارات کے متعلق کہا ہے کہ "جب کوئی سیاسی تنظیم امتدادِ زمانہ سے سخت ہو جائے تو اس میں معمولی سے معمولی خلل کی بھی کافی اہمیت ہوتی ہے۔ وہ روایتی تصورات کو جگہ سے بے جگہ کر دیتا اور رسم و رواج کی سخت تہ کو توڑ دیتا ہے اگر قدیم نظم بحال بھی کر دیا جائے تو یہ بحالی کبھی بالکل قطعی نہیں ہوتی۔ اس سے حسیات کی وہ حالت نہیں پیدا ہو سکتی جس کے لازمی شرائط میں سے ایک شرط غیر منقطع تسلسل کا صریح واقعہ ہے۔ پرانا سامان پھر اپنی جگہ پر رکھا جا سکتا ہے مگر اب وہ جما ہوا سامان نہیں سمجھا جاتا بلکہ قابلِ نقل سمجھا جاتا ہے، اور سوالات یہ پیدا ہوتے ہیں کہ آیا یہ سامان اپنی سابق جگہ پر موزوں بھی معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔ یہی حال مختصر العمر اطالوی جمہوریتوں کا تھا۔ یہ جمہوریتیں اگرچہ ایک آنی شے کے مثل تھیں اور فوجی تحدید اور مالی حرص کی وجہ سے وجود میں آئی تھیں مگر انھوں نے قدیم روایت کو توڑ دیا اور ایک نئی روایت کا آغاز کر دیا۔"[1]

---

[1] نشر؛ حسب بالا صفحات ۱۴۹-۱۵۰ اطالیہ میں نپولینی دور کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں۔

**اطالیہ ۱۸۱۵ء میں**

اطالیہ میں فرانسیسی طاقت کا عروج اگرچہ ایک تابناک عروج تھا مگر (نپولین کی روسی مہم اور شکست لائپزگ کے بعد ہی) اس کا انہدام بھی سریع و مکمل ہوا۔ آخرکار ۱۶ اپریل ۱۸۱۴ء کو نائب سلطنت بوآرنے نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس کے بعد آسٹریوں نے شمال میں اور بوربونیوں نے جنوب میں پھر اپنا اپنا قبضہ کر لیا اور مستقل تسویے کا کام وائنا کی کانگریس کے ذمے رہا۔ اس اجتماع کے "قرار داد آخری" مورخہ ۹ جون ۱۸۱۵ء نے ملک کو اس حالت میں چھوڑا کہ مترنخ صحیح طور پر اطالیہ کے نام کے نسبت یہ اشارہ کر سکتا تھا کہ وہ محض ایک "جغرافی مظہر" ہے۔ سیاسی نقشہ پھر اس طرح کھینچا گیا کہ ہر ایک جزدی تفصیل میں تو نہیں مگر عملاً وہ وہی تھا جو ۱۷۹۶ء میں تھا حسب ذیل دس مملکتیں پھر نمایاں ہو گئیں۔ بادشاہی سردانیہ لومبارڈی، وینیشیا، پارما، موڈینا لوکا، ٹسکنی، موناکو، سان مارینو، بادشاہی نیپلز، ریاستہائے کلیسا۔ فرانس نے نیس اور سیوائے، بادشاہی سردانیہ کو واپس دیدیا جواب وکٹر عمانویل اول کے تحت میں از سر نو مرتب ہوئی تھی، اور جنوا کی سابق جمہوریہ بھی اسی بادشاہی میں شامل کر دی گئی۔ لومبارڈی و وینیشیا جس میں ملان کی امارت اور سابق جمہوریہ وینس کے تمام بر اعظمی مقبوضات مع استریا اور ڈلمیشیہ شامل تھے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) "کیمبرج کی تاریخ حالیہ" (Cambridge Modern History) جلد نہم باب ۱۴۔ بی۔ کنگ: "اتحاد اطالوی کی تاریخ" (B King History of Italian Unity) طبع لندن ۱۸۹۹ء۔ باب ا۔ مخصوص تصانیف میں کتب ذیل داخل ہیں۔ گافاریل: "بوناپارٹ اور اطالوی جمہوریتیں" (Gaffarel. Buonaparte et lesrepubliques italianne 1796-1809) پیرس ۱۸۹۵ء؛ دیوفورک: "جیکوبن حکومت اطالیہ میں" (Dugourcq Le regime Jacobin en Italie.) پیرس ۱۹۰۰ء؛ لیمی: اطالیہ کے حیات جدیدہ کی ابتدا" (Lemmi. Le orginic del rsorgimento Italiano) میلان ۱۹۰۶ء؛ ساوینی: اطالیہ میں پہلے دستوری تجربے ۱۷۹۷ء تا ۱۸۱۵ء (Savini : I primi esperimenti constituzonali in Italia 1797-1815.) ٹیورن ۱۹۱۱ء؛ جونسٹن جنوبی اطالیہ میں نپولیونی سلطنت" (Johnston The Napoliönic Empire in South Italy) لندن ۱۹۰۹ء۔

سب آسٹریا کو دیدیے گئے۔[1] ٹسکنی خاندان ہاپسبرگ لورین کے گرینڈ ڈیوک فرڈیننڈ کو واپس دیدی گئی۔ موڈینا کی امارت آسٹروی آرچ ڈیوک فرڈیننڈ کے لڑکے فرانسس چہارم کو ملی۔ پارما اور پیاسنزا شہنشاہ آسٹریا کی بیٹی اور نپولین کی بیوی ماریا لوئی زا کو ملے۔ لوکا کی امارت خاندان بوربون پارما کی ماریا لوئی زا کے حصے میں آئی۔ جنوب میں فرڈیننڈ ششم فرڈیننڈ اول کے نئے لقب کیساتھ نیپلز کا بادشاہ تسلیم کر لیا گیا۔ آخری امر یہ ہے کہ پوپ پیئوس ہفتم کی تمام دنیاوی مملکت واپس مل گئی۔[2]

نپولین نے اپنی سنٹ ہلینا کی جلاوطنی کے کچھ دنوں بعد یہ لکھا تھا کہ اطالیہ اپنے طبعی حدود کے اندر منفرد ہے اور اسی لیئے ایک عظیم الشان و پرزور قوم بن جانا اس کی قسمت میں ہے۔ اطالیہ ایک قوم ہے، اس کی زبان، رسم و رواج اور علم و ادب کا اتحاد اس کے باشندوں کو ایک مدت کے اندر جلد یا بدیر ایک واحد حکومت کے تحت میں متحد کر دیگا، اور اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اہل اطالیہ، روما کو اپنا دار الصدر بنانا پسند کریں گے۔[3] جس وقت یہ پیشین گوئی سپرد قلم کی گئی تھی اس وقت اطالیہ کا اتحاد نہایت ہی غیر اغلب واقعات میں سے معلوم ہوتا تھا، گو تھا یہ شدنی امر اور خود نپولین نے اس کے وجود میں لانے میں بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ حال کے ایک مصنف کے الفاظ یہ ہیں کہ "شمال میں آسٹریا کے سفید کوٹ والوں کی سفاکیاں، اس وقت کے خاندان سیوائے کی خلاف عقل دار و گیر، ڈیوک موڈینا کا حقد و کینہ توزی، جزیرہ نما کے وسط میں پوپ اور کارڈنلوں کی ازمنہ وسطیٰ کی سی استبدادیت، جنوب میں فرڈیننڈ کی جاہلانہ زیادتیاں، یہ تمام وہ باتیں ہیں جو اطالیوں کے دل سے

---

[1] ۲۴۔ اپریل ۱۸۱۹ء کے ایک فرمان کے بموجب آسٹریا کے زیر اقتدار ان ممالک کی ایک بادشاہی بنا دی گئی مگر اس کا نظم و نسق علٰحدہ رہا۔

[2] تھی ایر: "اطالوی خود مختاری کا طلوع" Theyer: Dawn of Italion Independence) (بوسٹن ۱۸۹۳ء) جلد اول ۱۱۶۔ ۱۱۸۔

[3] سیزارےسکو: "اطالیہ کی آزادی" Caesaresco; The Liberation of Italy مطبوعہ لندن ۱۸۹۵ء ص ۳۔

ان فوائد کی یاد کو محو نہیں کرسکیں جو اس شہنشاہ کے عادلانہ قوانین، پرزور انتظام اور روشن خیال مقاصد سے حاصل ہوئے تھے۔ شہنشاہ کے ہاتھوں سے انھیں جو پرصعب مگر سودمند تربیت حاصل ہوئی تھی، اس نے انھیں یہ سکھا دیا تھا کہ وہ ایوانِ مجلس اور میدانِ جنگ دونوں میں شمالی قوموں کے مساوی ہیں۔ اس ترتیب نے ان پر وہ صداقت بھی منکشف کردی جو ایک مرتبہ دل نشین ہوجانے کے بعد پھر فراموش نہیں ہوسکتی، وہ یہ کہ آب و ہوا، طبائع اور بول چال کے اختلافات کے باوجود اہلِ اطالیہ جملہ اعتبارات اصلیہ کی رو سے ایک قوم ہیں۔[1] یہ کہنا بالکل درست ہے کہ نپولین ہی نے اطالوی اتحاد کا بیج بو دیا تھا

**وسط صدی کے انقلابات اور دستوریت (پسندی)**

۱۸۱۵ء سے ۱۸۴۸ء تک آسٹروی اثر (جو زیادہ تر مٹرنخ کا ساختہ پرداختہ تھا) ہر جگہ رجعت پسندانہ تھا، اور اس طولانی دور میں اطالیہ کے اندر ایک حکومت بھی ایسی نہیں تھی جو مطلق العنانیہ طرز کی نہ رہی ہو۔ کسی سلطنت میں کوئی دستور، کوئی پارلیمنٹ، کسی قسم کی عمومی سیاسی کارروائی کچھ نہ تھی۔

۱۸۲۰ء میں ایک انقلاب کے ذریعہ سے فرڈینینڈ شاہ نیپلز کو مجبور کیا گیا کہ وہ اس قسم کے ایک دستور کا اعلان کرے جس کے اعلان پر اسی سال میں فرڈینینڈ ہفتم شاہ اسپین مجبور ہوا تھا۔ اس حاضر الوجود دستور سے یہ قرار پایا کہ ایک عمومی یک ایوانی پارلیمنٹ ہو جسے بہت وسیع اختیارات عطا کیے جائیں، بادشاہ کو صلاح دینے کے لیے ایک مجلس مملکت ہو جس میں چوبیس ارکان ہوں، ایک آزاد نظم عدالت ہو، اور سات ارکان کا ایک پارلیمنٹی وفد ہو جس کا انتخاب پارلیمنٹ کرے اور اس کا فرض یہ ہو کہ پارلیمنٹ کی برخاستگی کے زمانے میں وہ یہ دیکھے کہ دستور کے شرائط کی مناسب پابندی ہوتی ہے یا نہیں۔ ۱۸۲۱ء میں

---

[1] ہالینڈ روز، "انسائکلوپیڈیا برٹینیکا" (دائرۃ المعارف برطانوی) طبع یازدہم جلد ۱۸، صفحہ ۴۸۔ نیز فشر، "یورپ میں جمہوری روایت" (Republican tradition in Euroqe) صفحات ۱۵۸۔۱۵۹۔

پیڈمنٹ میں بھی بغاوت پھوٹ پڑی اور جب نرم مزاج بادشاہ وکٹر عمانویل نے اپنے بھائی چارلس البرٹ کے حق میں انخلاع کر دیا تو اس کے بعد شہزادہ کاری نیانو نے (جو عارضی متولی مقرر ہوا تھا) دباؤ کی وجہ سے ہسپینی اساسی قانون کا مثنیٰ قوم کو عطا کر دیا۔ لیکن نیپلز اور پیڈمنٹ دونوں جگہوں میں حریت کی تحریک کو بالکلیہ ناکامی ہوئی۔ طالبانِ اصلاح میں اتحادِ مقصد کی کمی تھی اور جب براعظمی طاقتوں کے مفوضہ اختیار کے رو سے آسٹریا نے مداخلت کی تو دستوریت کی تمام شعاعیں فوراً ہی ماند پڑ گئیں۔ اسی طرح ۳۲-۱۸۳۱ء میں بھی موڈینا، پارما، اور پاپائی ریاستوں میں وسیع شورشیں برپا ہوئیں اور ان میں ترقی پذیر قومی جذبات کا کچھ زائد ثبوت ملا مگر اس مرتبہ بھی آسٹریوں کی مدد سے یہ شورشیں دبا دی گئیں [1]۔

انقلاب کے سالِ عظیم یعنی ۱۸۴۸ء کے ساتھ نقطۂ گشت نمایاں ہوا اور درمیانی زمانے میں اس اطالوی "نشاۂ ثانیہ" کے لئے جس پر محبانِ وطن اور پیشین گوئی کرنے والوں نے دل و جان کو وقف کر رکھا تھا، نشر و اشاعت کے ذریعے سے باقاعدہ زمین تیار کی گئی۔ اس نشر و اشاعت میں مزینی کا اخبار "نوجوان اٹلی" سب کا پیشرو تھا۔ ۱۸۴۶ء میں ایک آزاد طبیعت پوپ نے اصلاحوں کا ایک سلسلہ قائم کیا اور پیڈمنٹ (سردانیہ) اور ٹسکنی کے حکمرانوں نے فوراً ہی اس کی تقلید میں قدم بڑھائے۔ جنوری ۱۸۴۸ء میں، نیپلز میں از سرِ نو بغاوت پھوٹ پڑی اور ایک مہینے کے اندر اندر فرڈی نینڈ دوم، دستور کے عام مطالبے کے سامنے اسی طرح سر جھکانے پر مجبور ہو گیا جس طرح ۱۸۲۰ء میں اس کا باپ مجبور ہوا تھا۔ نئے دستور میں جس کی اشاعت ۱۰ فروری

---

[1] "کیمبرج کی تاریخ حالیہ" (Cambridge Modern History) جلد دہم باب ۴۔
"جنوبی اطالیہ میں نپولینی شہنشاہی" (Johnston: Napoleonie Empire in Southern Italy) جلد دوم باب ۴۔
تی ایر: "اطالوی خود مختاری کا طلوع" (Theyer: Daun of Italian Independence) جلد اول صفحات ۲۱۵-۲۷۸۔

کو ہوئی، ایک جماعت مقننہ قائم کی گئی جس میں ایک ایوانِ امرا بھی رکھا گیا جس کے ارکان کا تقرر زندگی بھر کے لیئے بادشاہ کی جانب سے ہونا قرار پایا اور ایک ایوان دارالنائبین تھا جس کا انتخاب قوم کی جانب سے ہونا قرار پایا۔ پانچ دن بعد ٹسکنی کے فرمانروا لیوپولڈ دوم نے بھی اسی نوعیت کا ایک دستور اپنی رعایا کو عطا کیا، جس میں کامل نیابتی نظم کا انتظام کیا گیا تھا۔

اس اثنا میں ٹیورن کی بلدیہ نے ایک مطالبے کی ہم نوائی کرتے ہوئے جس کی تائید متعدد امرا اور سلطنت کے اعلیٰ عہدہ داروں نے کی تھی، چارلس البرٹ، شاہِ پیڈمنٹ کو ایک درخواست دستور عطا کرنے کے متعلق دی۔ اس معاملے پر سنجیدگی کے ساتھ غور کیا گیا اور ۷ فروری کو وزرا و حکام کے ایک اجتماع کے سامنے ایک طولانی مقالے میں اپنے اس یقین کا اعلان کیا کہ سلطنت، بادشاہی اور مذہب کے تحفظ کا اقتضا یہ ہے کہ حکومت کی شکل زیادہ عمومی ہو۔ دوسرے روز ایک اعلان شایع کیا گیا اور دستور کا مسودہ تیار کرنے کے لیئے ایک ماموریہ کا تقرر عمل میں آیا جس نے ۱۸۳۰ء کے فرانسیسی منشور کو نمونہ قرار دیا۔ کام بہت جلد ختم ہوگیا، اور ۴ مارچ کو بادشاہ نے ایک اساسی قانونِ سلطنت کی اشاعت کر دی، جس کے اصل متن میں اس کتاب کی تحریر تک کسی قسم کے تغیرات نہیں ہوئے اور وہ آج تک متحدہ اطالوی سلطنت کے دستور کے طور پر باقی ہے[۱]۔ اس کے قبل ہی لوئی فلپ کے زوال، جرمانیہ کی بغاوت اور مٹرنخ کے سقوط کی خبروں سے تمام ملک میں شورش و ہیجان برپا ہو چکا تھا۔ عمومی دباؤ کی وجہ سے پوپ اور شاہِ نیپلز نے فوجیں روانہ کیں کہ وہ اس جزیرہ نما کو آسٹریوں کی مطلق العنانی سے آزاد کرنے میں مدد دیں، اور ایک وقت کے لیئے یہ معلوم ہونے لگا کہ چارلس البرٹ (شاہِ پیڈمنٹ) کی سرکردگی میں تمام اطالیہ ایک وسیع قومی تحریک میں متحد ہو گئی ہے۔ ۱۰ جولائی کو نیپلز میں ایک مجلس دستور ساز نے ایک نیا اور نہایت ہی آزاد خیال دستور مرتب کیا اور بعد ازاں پوپ اور حال ہی کی بنی ہوئی رومنی

---

[۱] اس دستور میں جس نوع کا حکومتی نظم قائم کیا گیا تھا اس کی تشریح آیندہ باب میں ہو گی۔

پالیمنٹ کے درمیان تصادم ہو جانے کے باعث ۹ فروری ۱۸۴۹ء کو پاپائیت کے دنیاوی اختیار پھر سلب کر لئے گئے اور ایک موزوں دستور کے تحت میں روما کے جمہوریہ ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔[1]

لیکن رجعت قہقری بھی بہت جلد ہوئی اور بظاہر اس کے مکمل ہونے میں کوئی کسر نہیں معلوم ہوتی تھی۔ پہلا ہی موقع ملنے پر شاہ نیپلز جنگ سے علیحدہ ہو گیا؛ اس نے اپنے عطا کردہ دستور کو منسوخ کر دیا اور حریت کی فوجوں کو منتشر کر دیا۔ فرانس، آسٹریا اور نیپلز کی مدد سے پوپ نے رومن جمہوریہ کو فنا کر دیا اور اپنے دنیاوی اقتدار کو پورے زوروں کے ساتھ پھر قائم کر لیا۔ آسٹروی فوجوں نے شمال اور وسط کی تمام سرکش سلطنتوں کو یکے بعد دیگرے پامال کر ڈالا، اور اس نواح میں آسٹروی اثر اپنے سابقہ درجۂ عروج پر پہنچ گیا۔ دستوریت کے بجائے مطلق العنانی قائم ہو گئی اور آزاد بدول و غیر متحد ہو کر روپوش ہو گئے۔ صرف پیڈمنٹ میں جہاں کے فرمانروا نے نووارا میں سخت شکست کھانے کے بعد (۲۳ مارچ ۱۸۴۹ء کو) اپنے بیٹے وکٹر عمانویل دوم کے حق میں انخلاع کر دیا تھا، صرف وہیں سیاسی خود مختاری یا خفیف سی آزادی کے کسی قدر نشان باقی رہ گئے۔[2]

---

[1] کاراوینی: "رومن جمہوریہ کے ۱۷۹۸ء اور ۱۸۴۹ء والے دساتیر"
Caravine: La costituzeoncdella republica romana nel 1798 e nel 1849.
فرمو ۱۹۱۰ء۔

[2] اطالیہ میں ۱۸۴۸ء کے انقلاب کی مفصل کیفیت کتب ذیل میں دی گئی ہے: کنگ: "اتحاد اطالوی کی تاریخ" (History of Italian Unity) جلد اول، ابواب ۹-۱۹ تی ایر: "اطالوی خود مختاری کا طلوع" (Dawn of Italian Independence) جلد دوم مقالات ۴-۵، ایک عمدہ مختصر تبصرہ کیمبرج کی تاریخ حالیہ (Cambridge Modern Historv) جلد یازدہم باب ۲ میں ہے (فہرست کتب صفحات ۹۰۸-۹۱۲)۔ ایک خیال آخر میں خاکہ فشر کی کتاب "یورپ میں جمہوری روایت" (Republican tradition in Europe) کے باب نہم میں ہے۔

**قومی اتحاد کا حصول**

اپنے باپ کے عطا کردہ دستور کے منسوخ کرنے کے تمام ترغیبات کے متعلق وکٹر عمانوئیل نے کان بند کر لئے تھے اور صورت حالات کا اقتضا یہ ہوا کہ محب الوطنی کے معاملے کی امید کے متعلق بلا شک و شبہ پیڈمنٹ کی طرف نظریں اٹھنے لگیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۴۸ء کے بعد اطالوی قوم کی تکوین فی الاصل پیڈمنٹی تنظیم، سرگروہی، فتح اور توسع کی تاریخ ہے۔ دیانتدار و آزاد خیال وکٹر عمانوئیل کوئی اول درجہ کا مدبر نہیں تھا مگر اس میں اتنی دانائی تھی کہ اس نے یورپ جدید کی تاریخ کے ایک سب سے زیادہ نمایاں مدبر کو پہچان لیا اور اس پر اعتماد کیا۔ یہ مدبر کاؤنٹ کاوؤر تھا۔ ۱۸۵۰ء میں جب کاوؤر پیڈمنٹ کی وزارت میں داخل ہوا ہے اس وقت وہ اس باب میں مشہور ہو چکا تھا کہ وہ دستوریت اور قومی اتحاد کا پرجوش حامی ہے۔ اور بعد ازاں جب ۱۸۵۲ء میں وزارت عظمیٰ کی باگ اپنے ہاتھ میں لی تو اسے واقعاً یہ آزادی مل گئی تھی کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے جو کارروائیاں مناسب سمجھی جائیں انھیں عمل میں لائے۔ بادشاہ اور اس کے وزیر کا اولین مقصد یہ تھا کہ اس جزیرہ نما سے آسٹریوں کے اثر کو خارج کیا جائے اور پوپ کی برائے نام سرگروہی اور شاہ پیڈمنٹ کی حقیقی سرکردگی میں مختلف مملکتوں کو ایک عہدیت میں منتظم کیا جائے۔ لیکن انجام کار میں اس کا مقصد یہ ہو گیا کہ تمام ملک کو ایک مرکزی، قومی اور دنیاوی حکومت کے زیر اقتدار متحد کر دیا جائے۔ کاوؤر نے ۱۸۵۸ء میں فرانس کے ساتھ ایک جارحانہ و دفاعی معاہدہ پر دستخط کر دیئے اور ۱۸۵۹ء میں اس کے ملک نے فرانس کے اشارے سے آسٹریا سے جنگ شروع کر دی۔ ۲۰ جون ۱۸۵۸ء کو مقام پلومبی ایرز میں کاوؤر اور نپولین سوم سے جو مفاہمت ہوئی اس میں یہ قرار پایا کہ آسٹریا کو اطالوی سرزمین سے بالکلیہ خارج کر دیا جائے، لومبارڈی اور وینیشیا، شمال کی چھوٹی چھوٹی امارتیں، پاپائی ممالک اور شاید پاپائی سرحدی علاقے یہ سب پیڈمنٹ میں شامل کر دیئے جائیں اور سب مل کر بالائے اطالیہ کی ایک سلطنت بن جائیں، امبیریا اور ٹسکنی کو وسطی اطالیہ کی ایک بادشاہی بنا دیا جائے، پوپ بدستور روما میں برقرار رہے اور فرڈینینڈ، نیپلز میں، اور اس طرح جو چار سلطنتیں

بنیں ان کی ایک اطالوی عہدیت بنادی جائے پیش آمدہ جنگ میں آسٹریوں کو شکست ہو گئی مگر فی الحال انھیں جو کچھ نقصان ہوا وہ لومبارڈی کی قدیم امارت کا تھا اور یہ امارت معاہدہ زیورش کے رو سے پیڈمنٹ میں ملحق کر دی گئی۔[1] کئی برس پہلے یعنی ۱۰ر جون ۱۸۴۸ء کو اہل لومبارڈی سے اس قسم کے الحاق کے متعلق استشارہ لیا گیا تھا اس میں ۵۶۱۰۰۲ رائیں موافق اور ۶۸۱ مخالف تھیں۔

لومبارڈی کے الحاق سے جو نفع ہوا تھا وہ اس کارروائی سے جاتا رہا کہ جنگ سے قبل ایک قرارداد کے بموجب سیوائے اور نیس، فرانس کو دیدئے گئے۔ بایں ہمہ، اسٹروی جنگ سے پیڈمنٹ کو جو منافع حاصل ہوئے وہ بہت کثیر تھے۔ پیڈمنٹی سرگروہی کی پشت گرمی اور وعدے سے جوش میں آکر وسطی اطالیہ کے ایک بڑے حصے نے بغاوت کر دی اور وکٹر عمانویل کی مملکت کے ساتھ اتحاد کا اعلان کر دیا۔ ستمبر ۱۸۵۹ء میں چار جمعیتیں جو امارت عظمیٰ ٹسکنی امارت موڈینا اور پارما اور رومانیا (یعنی پاپائی ممالک کے شمالی حصے) کی نمائندگی کرتی تھیں علی الترتیب فلارنس، موڈینا، پارما اور بولونیا میں جمع ہوئیں اور پیڈمنٹ کے ساتھ شامل کئے جانے کے متعلق بالاتفاق رائے دیدی۔ اگلے مارچ میں الحاق یا خود مختاری دو میں سے ایک امر کے اختیار کرنے کا مسئلہ ہر ضلع کے باشندوں کے سامنے پیش کیا گیا تمام بالغ مردوں کو رائے دہی کی اجازت دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جملہ ۸۰۷۵۰۲ رایوں میں، ۷۹۲۵۷۷ رائیں اثبات میں (یعنی الحاق کے حق میں) آئین اور پیڈمنٹی پارلیمنٹ کے عطا کردہ اختیار کے بموجب بادشاہ نے الحاقات کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ صوبوں کی نمایندگی کے لئے نائبین کا فوراً ہی انتخاب ہو گیا اور ۲ر اپریل ۱۸۶۰ء کو وسعت یافتہ پارلیمنٹ کا اجلاس ٹیورن میں منعقد ہوا جس کی وجہ سے ایک برس کے اندر اندر بادشاہی کی آبادی ایک کروڑ دس لاکھ یعنی دوچند سے زیادہ یعنی کل جزیرہ نما کی آبادی کا کم و بیش نصف ہو گئی

اس دوران میں پیڈمنٹی لائحۂ عمل کو اس طرح وسعت دی گئی کہ کل ملک کا اتحاد اس میں شامل ہو جائے۔ حیرت انگیز سرعت کے ساتھ یہ کام تکمیل کو پہنچ گیا کاریبالڈی اور اس کے مشہور "ہزارہ" کی مدد سے سسلی اور نیپلز کے لوگوں نے اپنے بوربون فرمانرواؤں کو نکال دیا، اور ۲۱ر اکتوبر ۱۸۶۰ء کے ایک استشارے میں انھوں نے ۱۰۹۷۹۰۰ رایوں کے مقابلے

[1] کنگ، "اطالوی اتحاد کی تاریخ" (King; History of Italian Unity) جلد دوم باب ۲۷۔

میں ۱۷۳۱۱۷، رایوں سے امبریا اور سرحدات پر قبضہ کرلیا اور پوپ
کے لئے صرف "ابدی شہر" اور گرد و نواح کی ایک چٹ چھوڑ دی۔ ان اضلاع
نے علی الترتیب ۲۸۰۰ کے مقابلے میں ۴۰، ۹۷، اور ۲۱۲۱ کے مقابلے میں ۱۳۳۰۷۷
رایوں سے الحاق کا اعلان کردیا، اور ۱۷ دسمبر ۱۸۶۰ء کو ایک شاہی فرمان نے
نیپلز کے ساتھ ان اضلاع کے بھی قطعی الحاق کا اعلان کردیا۔ ۲۷ جنوری ۱۸۶۱ء کو
عام انتخابات عمل میں آئے اور تین ہفتے بعد جدید و وسعت یافتہ پارلیمنٹ کے
اجلاس کا انعقاد ٹیورن میں ہوا۔ اس پارلیمنٹ نے مدتوں کی آرزو اور محنت سے
حاصل کی ہوئی "متحدہ سلطنت اطالیہ" کا اعلان کردیا۔ نئے ممالک پر اس آزادانہ
قانون کو وسعت دی گئی جو تیرہ برس قبل چارلس البرٹ نے پیدمنٹ کو عطا کیا تھا،
وکٹر عمانوئیل رحمت خداوندی اور مرضی قوم سے "شاہ اطالیہ" تسلیم کرلیا گیا۔[۱]

اب صرف یہ باقی رہ گیا کہ بادشاہی کو مجتمع کرلیا جائے اور اطالوی اضلاع میں
دو اہم ضلعوں یعنی وینشیا اور روما کو جو اب تک غیروں کے ہاتھوں میں تھے ملحق کرلیا جائے
وینشیا کا حصول خود اس محالفے کے براہ راست نتیجہ کے طور پر ہوا جو ۱۸۶۶ء میں اطالیہ نے
پروشیا کے ساتھ بمقابلہ آسٹریا کیا تھا۔ جبری آسٹروی حوالگی کے بعد ایک استشارہ لیا گیا۔
جس میں ۶۹ رایوں کے مقابلے میں ۶۴۷۲۴۶ رائیں الحاق کے حق میں آئیں۔ ۴ نومبر ۱۸۶۶ء
کے ایک فرمان کی رو سے اتحاد کی منظوری صادر ہوگئی اور ۱۸ جولائی ۱۸۶۷ء کے قانون سے
اس کی توثیق ہوگئی۔ روما کے حصول کا امکان چار برس بعد فرانس و جرمانیہ کی جنگ کی وجہ
سے پیدا ہوا۔ یہ یقین پختہ ہوتا جاتا تھا کہ آخر الامر روما بادشاہی کا دارالصدر بنا دیا
جائے گا اور جب ۱۸۷۰ء میں وہ قلعہ نشین فوج واپس کرلی گئی جسے فرانس نے ۱۸۴۹ء
سے پاپائیت کے تحفظ کے لئے اطالیہ میں متعین کر رکھا تھا، تو اس موقع سے نفع اٹھاکر
لاحاصل سیاسی تدابیر کے بجائے فوجی مظاہروں سے کام کیا گیا۔ ۲۰ ستمبر کو سپہ سالار
کاڈورنا کی فوجیں بجبر شہر میں داخل ہوگئیں اور پوپ کو شہر کی حوالگی پر مجبور کیا گیا۔
۲ اکتوبر کو اہل شہر نے ۴۶ کے مقابلے ۱۳۳۶۸۱ رایوں سے الحاق کے حق میں
اعلان کردیا، اور ۹ اکتوبر کو الحاق کا اعلان ہوگیا۔ ۳۱ دسمبر کو پارلیمنٹی
قانون نے اس کی توثیق کردی۔ پاپائی کی خودمختاری کی ضمانتوں کو بالفعل آئندہ

[۱] کنگ، "اطالوی اتحاد کی تاریخ" (History of Italian Unity) جلد دوم ابواب ۲۹-۳۲۔

قانون میں متعین کئے جانے کے لئے چھوڑ دیا گیا[1]۔ بادشاہی کا دارالصدر اس سے پہلے ۱۸۶۵ء میں ٹیورن سے فلورنس کو تبدیل ہو چکا تھا؛ اب ۳ فروری ۱۸۷۱ء کے قانون کے بموجب وہ روما کو منتقل کر دیا گیا اور اس ''ابدی شہر'' کے اندر آیندہ نومبر میں پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا جو ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے بعد سے گیارھویں پارلیمنٹ تھی۔ بادشاہی اطالیہ کے اعلان کے بعد سے چوتھی اور اتحاد اطالوی کے تکمیل کے بعد سے پہلی پارلیمنٹ تھی[2]۔

**دستور سلطنت**

اطالیہ کی بادشاہی کا تحریری دستور اس وقت وہ اساسی قانون مملکت ہے جو ۴ مارچ ۱۸۴۸ء کو چارلس البرٹ نے اپنی پیڈمنٹی رعایا کو عطا کیا تھا۔ پس ابتدا کے اعتبار سے وہ وسط صدی کے دساتیر کے اس بڑے مجموعے سے تعلق رکھتا ہے جنھیں عمومی جماعتوں نے نہیں بلکہ فرمانرواؤں نے بنایا اور رعایا کو عطا کیا تھا لیکن اس کی اشاعت عمومی مطالبہ کے جواب میں ہوئی تھی اور اس کی ترتیب غیر معمولی طور پر روشن خیال اور آزاد ہوں[؟]

[1] اس کے متعلق جو کارروائی ہوئی یعنی قانون ضمانتہائے پاپائی کی منظوری اسکی توضیح ۱۳ مئی ۱۸۷۱ء کو ہوئی۔

[2] اطالیہ کے اتحاد کے آخری مراحل کے مختصر بیان کے متعلق ''کیمبرج کی تاریخ حالیہ'' Cambridge Modera History) جلد یازدہم ابواب ۱۶، ۱۹ دیکھنا چاہئیں کل بحث کا بہترین بیان کنگ: ''اطالوی اتحاد کی تاریخ ۱۸۱۴ء۔۱۸۷۱ء'' (History of Italian unity 1814-1871) میں ملیگا۔

دوسری مفید کتابیں حسب ذیل ہیں:۔

ڈبلیو۔ جے۔ اسٹلمین: ''اتحاد اطالیہ ۱۸۱۵ء۔۱۸۹۵ء'' (The Union of Italy 1815-1895) مطبوعہ کیمبرج ۱۸۹۸ء۔ جے۔ بروین ''اطالیہ (Italy 1895-1818) (مطبوعہ لندن ۱۸۸۴ء)۔

ایم بیسیر سکو: ''اطالیہ کی آزادی'' (The Liberation of Italy) (مطبوعہ لندن ۱۸۹۵ء)۔

*P. Orsi L. Italia moderna (Miian 1901) and E. Sorin. Histoire de l' Italis depuis 1815 Jusque a la mort de V. Emm (Paris 1910)*

سوانح حیات میں حسب ذیل کتب کا ذکر کیا جاسکتا ہے:۔ جی۔ گاڈکن: ''سوانح وکٹر عمانویل دوم'' (Life of Victor Emmanuel II) (اڈیشن دوم لندن ۱۸۸۰ء)۔ ایم بیسارسکو۔ ''کیور'' (Cavour) (لندن ۱۸۹۸ء)۔ زینیلی شلی ''کیور'' (Cavour) (فلورنس ۱۹۰۵ء) کنگ: ''مزینی'' (Mazzini) (لندن ۱۹۰۲ء)۔ ایک نہایت قابل قدر سوانح حیات جو ۱۸۲۰ء۔۱۸۶۱ء کے دور کی تاریخ ہے۔ ڈبلیو۔ آر۔ تھائر کی کتاب ''کاؤنٹ کیور'' (Count Cavour) ہے (مطبوعہ بوسٹن ۱۹۱۱ء)۔

تھی۔ مزید براں جب وہ وقت آیا کہ جنوب و شرق کی وسیع اطالوی سرزمین کو پیڈمنٹ کے ساتھ ملحق کیا جائے تو اس قانون کو ان اقطاع ملک پر صرف اس وقت وسعت دی گئی جب وہاں کے اہل ملک کو اس اظہار خیال کا موقع دے دیا گیا کہ وہ اس حکومت کے تحت میں آنا چاہتے ہیں یا نہیں جس کا انتظام اس توقیع کے بموجب ہوا ہے۔ ۱۸۵۹ء میں لومبارڈی میں ۱۸۶۰ء میں امیلیا، ٹسکنی صوبجات، نیپلز، سسلی امبریا، اور سرحدات میں ۱۸۶۶ء میں وینیشیا اور ۱۸۷۰ء میں روما میں استشارات کی کارروائیوں سے اس دستور سلطنت کو حقیقی عمومی بنیاد حاصل ہو گئی۔

چونکہ یہ قانون اولاً ایک شاہی منشور کے طور پر عطا ہوا تھا اس وجہ سے خود اس قانون کی ترمیم کا کوئی انتظام اس میں نہیں رکھا گیا تھا۔ ایک مفہوم میں کسی ترمیم کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ جس قوت نے اسے عطا کیا تھا وہ اس میں ترمیم بھی کر سکتی تھی بلکہ اسے واپس بھی لے سکتی تھی۔ اصولاً تو ہر حال میں یہ مسلم تھا لیکن عملاً صورت حال کچھ دوسری ہی تھی ۱۸۴۸ء کے قبل تمام اطالوی فرمانرواؤں کی طرح شاہِ پیڈمنٹ بھی ایک غیر محدود اختیار کا حکمران تھا مگر اس قانون کے عطا کرنے سے اس نے اپنے اختیار کے ایک بڑے حصے سے دست برداری کر لی۔ وہ ایک ایسا بادشاہ ہو گیا جو ایک تحریری دستور، ایک قومی پارلیمنٹ، اور ایک کابینی نظم کے قیود کے تحت میں آ گیا۔ یہ قانون بادشاہ اور قوم کے درمیان ایک موثر معاہدہ بن گیا، یہ ضرور ہے کہ بادشاہ نے از خود اسے قائم کیا مگر اس سے اس کی پابندی اور عدیم الانفساخ ہونے کے قبول کرنے میں کسی طرح کمی نہیں آئی۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے (اور اسے فوراً تسلیم کر لیا گیا) کہ اس دستور کا بدل دینا بادشاہ کے اختیار سے باہر ہے بلکہ ۱۸۴۸ء ہی میں یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ تغیرات صرف جمعیت دستور ساز کے ذریعہ سے ہونا چاہیے، اور اس سال کے ختم ہونے کے قبل ہی ایک قانون اس قسم کے اجتماع کے انتظام کیلئے منظور ہو گیا، اگرچہ آسٹروی جنگ کے تباہ کن نتیجہ کی وجہ سے اس جماعت کا انعقاد نہ ہو سکا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) C. Tivaroni *Sloria* اہم اطالوی تصنیف *critica del ri-sorgiments italians* I Volms (Turin 1888 1897 خاص ہمعصر مجموعہ

N. Bianchi. *Storia documentata della diplomazia* Euro-pea in Italia dall' anno 1861 18 vols (Turin 1865-72 نہایت قابل قدر تصانیف

Chiala *Lettere del Conte di Cavour*, 7 vols (Murin 1883-87) and D. Zanichelli *Scritti del Conte di Covour* (*Bologna, 1892*)

اس کتاب کے لکھے جانے تک) کسی ترمیمی دفعہ کا اضافہ نہیں ہوا اور یہ توقع ۱۹۲۰ء میں بھی بعینہ اسی طرح قائم تھی جس طرح ۱۸۴۸ء میں تیار کی گئی تھی۔ اس سے یہ منشا نہیں ہے کہ اس دستوری تحریر میں کسی قسم کے تغیر کا امکان نہیں ہے۔ دساتیر قوم کے لئے بنتے ہیں، قوم دساتیر کے لئے نہیں ہے اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی تغیر ہر دو ایوانوں کے اتفاق عمل اور توم کی توثیق سے وجود میں آئے تو اس کے جواز کے متعلق کوئی کلام نہیں ہو سکتا[1] ایک سے زاید مرتبہ باضابطہ ترمیمات پر بحثیں ہو چکی ہیں لیکن چونکہ اس قسم کی کسی ترمیم کی قطعی ضرورت نہیں ثابت ہوئی، اس لئے کوئی ترمیم اختیار نہیں کی گئی۔ کسی ترمیم کے ضروری ثابت نہ ہونے کے دو وجہیں ہیں۔ اول یہ کہ توقیع کے دفعات شہریوں کے حقوق وغیرہ کے ایسے مستقل نوعیت کے معاملات پر کافی قطعیت رکھتے ہیں۔ ایوانہائے مقننہ کی ترکیب وغیرہ کے ایسے معاملات کے متعلق جن میں کم و بیش وقت معینہ پر ترتیب جدید کی ضرورت لاحق ہوتی رہتی ہے۔ یہ دفعات وسیع و عام ہیں۔ بعض دیگر ممالک کے دساتیر کے بہ نسبت حکومتی نظم کا خاکہ دیدیا گیا لیکن خود رنگ و روغن کی تکمیل زیادہ تر رسم و رواج اور معمولی وضع قوانین سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ انگلستان میں نمایاں طور پر صحیح ہے اطالیہ کے مقنن بھی اب ایک معقول حد تک اس امر پر متفق ہیں کہ رسم و رواج بھی دستوری قانون کا ایک منبع ہے۔ ابتدائی زمانہ میں یہ کوشش کی گئی تھی کہ اساسی قانون اور دوسرے قوانین میں فرق ہو مگر اب یہ فرق کچھ بھی مسلم نہیں ہے اور یہاں کی پارلیمنٹ عملاً ایسا ہی اختیار مطلق رکھتی ہے جیسی کہ انگلستان کی پارلیمنٹ۔ اس وقت جو رائے عام طور پر قائم ہے اسے کرسپی نے ۱۸۸۱ء ہی میں اسے بیان کر دیا تھا۔ "میں اس کا قائل نہیں ہوں کہ قانون (اساسی) ناقابل لمس ہے، یہ قوانین اس لئے بنتے ہیں کہ حکومتیں پیچھے نہ ہٹ سکیں نہ یہ کہ آگے نہ بڑھ سکیں۔ ہمارے سامنے ترقی کے سوا اور کوئی شئے نہیں ہو سکتی اگر ہم سلطنت کے قانون اساسی ساکت و صامت بنادیں تو ہم بے حرکتی کے خواہاں ہونگے اور آئینی احکام اس وقت تک جتنی ترقی میں مدد ہوئے ہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ کامل فہرست کتب کے لئے کیمبرج کی تاریخ حالیہ (Cambridge Modern History) جلد یازدہم صفحات ۹۰۸-۹۱۳ دیکھنا چاہیے۔

[1] فاشستی فوج کے روما میں داخلے کے بعد عملاً یہ دستور کالعدم ہو گیا ہے۔ (مترجم)

ہم ان سب کو الگ پھینک دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چارلس البرٹ کے قانون اساسی میں نظر ثانی کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا ہے اور یہ دانشمندی تھی مگر اس سکوت کی تعبیر کس طرح ہونا چاہیے۔ اس کی تعبیر اس معنی میں ہونا چاہیے کہ اطالوی دستور کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی دستور ساز جمعیت خاص طور پر منعقد کی جائے بلکہ پارلیمنٹ اپنے معمولی طریق کار کے رو سے ہمیشہ ایسی جمعیت ہے اور (اس غرض سے) ترکیب دادہ ہے۔ جب کسی اصلاح کا خیال رائے عامہ میں پختہ ہو جائے تو پارلیمنٹ کا یہ فرض ہے کہ وہ اسے قبول کرے خواہ اس اصلاح سے خود قانون اساسی" کے کسی دفعہ کی ترمیم لازم آتی ہو۔[1]

اس اصول کی متابعت میں پارلیمنٹ آزادانہ طور پر ایسے قوانین وضع کرتی ہے جو صاف مقصد کے ساتھ دستوری نظم کے جس خصوص میں چاہتے ہیں، اضافہ کر دیتے ہیں، کمی کر دیتے ہیں یا اور طرح پر انھیں بدل دیتے ہیں۔ جو مثالیں فوراً نظر کے سامنے آجاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں، ۱۸۶۵ء کا قانون دربارۂ انضباط نظم عدالت، ۱۸۷۱ء کا قانون دربارۂ ضمان پاپائی، اور ۱۸۸۲ء، ۱۸۹۵ء اور ۱۹۱۲ء کے قوانین متعلقہ انتخاب۔ یہ خیال ہمیشہ رکھا گیا ہے کہ اس قسم کی وضع قوانین مرضی عامہ کی مطابقت میں ہونا چاہیے اور عملاً یہ ہوتا ہے کہ اکثر ان پر اختتامی رائے اس وقت تک نہیں لی جاتی جب تک کہ کسی انتخاب عام میں اس پر اظہار خیال کا موقع نہ دیدیا جائے۔ ظاہر ہے کہ یہ طریق اس عمومی بنیاد کے مطابق ہے جس پر اس زمانے میں دستور کی بنیاد ہونا چاہیے مگر حکومتی نظم کی ترمیم کے متعلق پارلیمنٹ آزادانہ طور پر جس حد تک بھی جانا چاہے اس کے لئے کوئی قانونی روک نہیں ہے۔ وہ اگر چاہے تو خود اس قانون اساسی کی اصل کو بدل دے۔

---

[1] منقولہ اے۔ روئیز "اطالوی دستور کے ترمیمات" (A. Ruiz: The Amendment of the Italian constitution) مطبوعہ "رسالہ امریکی بزم سیاسیات و عمرانیات" (Amer. Acad. of Pol. and Soc. Sc.) ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳۰۔

تحریری دساتیر میں یہ قانون اساسی خاص طور پر مختصر ہے۔ طوالت میں یہ ممالک متحدہ امریکہ دستور سے تقریباً ٹھیک نصف ہے۔ یہ چوراسی دفعات میں مدون ہے اور اس میں علی الترتیب تاج، حقوق و فرائض باشندگان ملک، سینات، دارالنائبین، وزرا، نظم عدالت، اور معاملات متفرقہ سے بحث ہوئی ہے۔ قانونِ حقوق جو دفعات ۲۴ - ۳۲ میں مندرج ہے اس میں قانون کے روبرو مساوات، ذات کی آزادی، املاک و طنیت میں عدم مداخلت، مطابع کی آزادی، غیر پارلیمنٹی محصولوں سے استثنا اور بعض شرائط کے ساتھ مجالس کی آزادی، شامل ہیں۔ لیکن اس پر جس قدر بھی زور دیا جائے کم ہے کہ یہ قانون اساسی رواج اور تشریعی قوانین سے اس قدر دب گیا ہے کہ اصول یا عمل کسی اعتبار سے بھی کوئی شخص محض اس قانون کے مطالعے سے پوری طرح نہیں سمجھ سکتا کہ اسوقت اس بادشاہی کا زیر عمل دستور کیا ہے۔ اس بارے میں ایک اطالوی صاحب اشاعت کے الفاظ یہ ہیں "اطالوی دستور اب چارلس البرٹ کے قانون پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اس قانون سے محض ایک نئے دور حالات کا آغاز ہوتا ہے۔ متعدد ادارات، قوانین، فیصلہ جات، رسوم ورواج، حذف و ترک سے بالکل مبدل ہو گئے ہیں اور اس لئے دستور ایک مجموعہ ہے اور وہ قانون کے ایک ایسے عضویہ پر مشتمل ہے جو ایک ابتدائی تخم قانونِ اساسی کے گرداگرد جمع ہو گیا ہے۔" [1]

---

[1] - روتیز "اطالوی دستور کے ترمیمات" حسب بالا صفحہ ۸۰۔ اس قانون کا متن لوئل کی کتاب "حکومتہا و فرق" (Governments and Parties) جلد دوم صفحات ۳۴۶ - ۳۸۴ میں طبع ہوا ہے۔ فرانسیسی ترجمہ ایف۔ آر ڈارسٹ کی کتاب "دساتیر جدیدہ" (Dareste: Les Constitions Modernes) مطبوعہ پیرس ۱۹۰۳ء جلد اول صفحات ۵۰۸ - ۶۰۸ میں ہے۔ انگریزی ترجمہ ڈاڈ کی کتاب "دساتیر جدیدہ" (Dodd: Modern Constitution) جلد دوم صفحات ۸ - ۱۶ میں اور دوسرا ترجمہ اس۔ ایم لینڈزے اور ای ایس زہ کا رسالہ امریکی بزم سیاسیات و عمرانیات" نومبر ۱۸۹۴ء میں ہے۔ اطالوی دستوری قانون کی سب سے مکمل

## تاج

اطالیہ میں دستور کی ابتدا شاہان پیڈمنٹ کی حریت پسند روشوں سے ہوئی، اور انھیں حکمرانوں میں سے ایک حکمران اور اس کے وزیر باتدبیر کاوؤر کی زبردست قیادت کے تحت میں ملک میں توحد پیدا ہوا وینس، جنوآ اور دوسرے مقامات میں جمہوریت ایک زندہ روایت تھی؛ درحقیقت، وہ انقلابی جن کے افکار و اعمال نے احیاء جدیدہ (Resorgmedts) کی تاریخ میں چار چاند لگا دئے تھے، وہ تقریباً سب کے سب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تصنیف راچیوپی و برونیلی کی کتاب "تفسیر قانون دستوری" (Racioppi e Brunelli : Commento allo Statuodel regno) سہ جلد ثیورن ۱۹۰۹ء ہے۔ اسکے علاوہ دوسری وقیع تصانیف: روئیز: "سلطنت اطالیہ کی دستوری تاریخ (Ruiz: Storia Constituzioale del regno di Italia 1848-98 فلورنس ۱۸۹۸ء؛ بروسہ؛ "سلطنت اطالیہ کا قانون مملکت" Brusa ; Das Staatsrecht des Konigreichs- Itali in مارکوادسن کتا بچہ، Marquardsen's Handbuch میں؛ گوئیرا: اطالیہ کا انتظام عامہ Guerra ; L., Amministrazione Publica in Italia فلورنس ۱۸۹۳ء and for brieger-treatment, G. Mosca, Appunti di diritto Constituzionale (Milan 1908) and I. Tambaro, Jl diritto Costituzionale italiano (Milan 1909)

ے۔ جو کچھ اس باب میں مذکور ہے وہ سب فاشست انقلاب سے پہلے کے حالات پر مبنی ہے۔

جمہوری خیالات کے لوگ تھے۔ لیکن اس مملکت کے عالمِ وجود میں آنے کے حالات نے یہ فیصلا کر دیا کہ یہ نئی مملکت ایک بادشاہی ہوگی، اور ملک کی ترقی ما بعد کے تمام مدارج میں تاجدار ایک پر زور و لازمی قوت متحدہ رہا ہے۔
تاج و تخت خاندان سیوائے میں موروثی ہے، اور یہ خاندان جنگ عظیم کے قبل بھی یورپ کے حکمراں خاندانوں میں سب سے زیادہ قدیم تھا[1]۔ اس کا سلسلۂ وراثت سیلک قانون کے تابع ہے یعنی وراثت مردوں کے لئے یا ان کے وسیلے سے ہے۔ بادشاہ کی ذات مقدس اور ناقابلِ دست اندازی قرار دی گئی ہے اور اس کے لئے ۰۰۰،۰۵،۱۶۰ لیرے (تقریباً سوا کروڑ روپیہ) سالانہ کا صرف خاص ہے۔ لیکن اس میں سے دس لاکھ سالانہ سلطنت کو واپس دیدیا جاتا ہے۔ ۱۸۷۱ء سے شاہی اقامت گاہ "محل کوئی رینال" رہا ہے۔ اس کے مرتفع اور صحت بخش موقع کے خیال سے سابق میں پوپ یہاں اکثر جا کر رہا کرتے تھے۔
کاغذ پر، تاجدار کے اختیارات نہایت وسیع ہیں، لیکن جس حد تک فرمانروا انھیں بذاتِ خاص عمل میں لاتا ہے وہ نہایت ہی محدود ہیں اور یہ صورت ہر ایسی جگہ لابدی ہے جہاں شاہی، پارلیمنٹی طریق کے ساتھ آمیز کی ہوئی ہو۔ انگریزی کابینی نظم کی تہ میں جو اصول مختفی ہیں، وہ کسی براعظمی ملک میں اس قدر بالارادہ اور اسقدر مکمل طور پر نہیں اختیار کیئے گئے ہیں، جیسے یہاں اختیار کیئے گئے ہیں خاصکر یہ قاعدہ کہ وزارت جماعت عاملہ پر مشتمل ہوگی اور وہ مسلسل ایوان وکلا کے روبرو جواب دہ رہے گی، اتنی مدت سے اور اس صداقت کے ساتھ مرعی رہا ہے کہ اب یہ دستور کا ایک ناقابلِ تغیر قانون سمجھا جانے لگا ہے۔ پس قطعی معنی میں بادشاہ نہیں

---

[1] سیوائے کا وُنٹ ہمبرٹ شہنشاہ کونراڈ کی زیرِ سرپرستی، گیارھویں صدی میں یورپ وسطی کے سیاسیات میں داخل ہوا۔ موجودہ شاہی خاندان کے متعلق انڈر وڈ کی کتاب "متحدہ اطالیہ" (Underwood:United Italy) باب دہم دیکھنا چاہیئے۔

بلکہ وزارت، قوانین کو منظور کرتی اور شایع کرتی ہے، سزاؤں کو معاف و تبدیل کرتی ہے، جنگ کا اعلان کرتی ہے، معاہدات طے کرتی ہے، احکام جاری کرتی ہے، ارکان سینات کا تقرر کرتی ہے اور سلطنت کے عہدوں پر تقرر عمل میں لاتی ہے[1] حق امتناع رسماً موجود ہے مگر دوسرے کابینی حکومت والے ممالک کی طرح یہاں بھی اس کا استعمال شاذ و نادر بلکہ کبھی بھی نہیں ہوتا ہے۔ اگر کوئی کابینہ پارلیمنٹ کو اس طرح قابو میں نہیں رکھ سکتا کہ جس تجویز سے اسے مخالفت ہو اُس کو قانون بننے سے روک سکے، تو وہ مستعفی ہو جاتا ہے اور دوسرا کابینہ مرتب ہو جاتا ہے جو تشریعی کثرت سے متفق الرائے ہوتا ہے اور اس طرح امتناع کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ جن معاہدات سے مالی ذمہ داری لازم آتی ہو یا سلطنت کے ارضی حدود میں تغیر ہوتا ہو، ان کے لئے ازروئے دستور تشریعی ایوانوں کی منظوری درکار ہوتی ہے۔ عملاً یہ ہوتا ہے کہ تمام اقسام کی بین الاقوامی قراردادیں منظوری کے لئے پیش ہوتی ہیں صرف فوجی معاہدات اور غیر ملکی مخالفات اس سے مستثنیٰ ہیں۔

لیکن یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ بادشاہ کو کوئی واقعی اثر یا اقتدار نہیں حاصل ہے۔ غیر ملکی معاملات میں اُس کی رائے بہت وزن رکھتی ہے، وہ بذاتِ خاص افواج کا سپہ سالار ہے، اور نہ صرف یہ کہ وہ سرلشکر کی حیثیت سے میدان میں جا سکتا ہے بلکہ واقعاً گیا ہے؛ وہ وزیر اعظم کا تقرر کرتا ہے اور اس معاملے میں اسے اپنی رائے سے کام لینے کی علی العموم بہت وسعت حاصل ہوتی ہے؛ وہ گاہ بگاہ کابینے کے جلسوں میں شامل ہوتا اور اس کی صدارت کرتا ہے، اور وزرا پر اسے آخری اقتدار اس حد تک حاصل ہے کہ ایوانہائے مقننہ کے ساتھ وزرا کے تعلقات کا لحاظ کئے بغیر وہ انھیں برطرف

---

[1] دفعات ۵-۹-ڈاڈی دساتیر جدیدہ (Modern Constituti on) جلد دوم صفحہ ۵. دیوپری دے وزرا" (Dupriez ; Les ministres) جلد اوّل صفحات ۲۹۳-۲۹۷۔

کر سکتا ہے اور چند مواقع پر ایسا کیا بھی ہے۔ یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ کابینی نظم کے تحت میں دوسرے بادشاہوں کی طرح "صلاح دینے، تادیب کرنے اور تنبیہ کرنے" کے پورے حقوق حاصل ہیں اور وہ اس کا پابند نہیں ہے کہ وزرا جو رائے دیں تمام معاملات میں انھیں رایوں پر عمل کرے۔ پس اس کا واقعی اختیار شاہ انگلستان سے بہت بڑھا ہوا ہے اور اس کا زیادہ قریبی مقابلہ شاہ بلجیم یا صدر فرانس کے اختیار کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جو تین اشخاص اب تک اس "متحدہ بادشاہی" کے تخت پر بیٹھے ہیں ان میں سے کسی نے بھی شخصی حکومت قایم کرنے کی فکر نہیں کی مگران کے دلیدیر اوصاف، ان کی تدبیر و معاملہ فہمی، ان کے خاندان کے امتیاز، اور پارلیمنٹی زندگی کی ابتری کے باعث شاہی اثر کے مواقع کی وجہ سے ان سب نے مستعدانہ اور اہم حصہ لیا ہے۔ موجودہ بادشاہ وکٹر عمانوئیل سوم کی وقعت سب طبقے کرتے ہیں۔ ایک جمہوری عنصر ضرور موجود ہے مگر نہ اس کی تنظیم اچھی ہے اور نہ وہ قوی ہے۔ یہی باعث ہے دوران جنگ عظیم میں جن طوفانوں نے اکثر ممالک میں شاہی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا ہے، انھیں فرو کرکے اطالوی شاہی خاندان نئے دور میں بھی اغلباً برقرار رہے گا۔

**وزارت: ترکیب و تنظیم**

رسماً وزارت محکمہ جات مالانہ کے سرگروہوں پر مشتمل ہے۔ اختتام جنگ کے وقت حسب ذیل چودہ محکمے تھے: معاملات خارجہ، جنگ، بحر، مالیات، خزانہ[1]، نو آبادیاں، تعلیمات، تعمیرات عامہ، ڈاک اور تار، عدالت اور کلیسائی معاملات، تجارت اور مزدوری، زراعت، امداد عامہ اور وظائف، نقل و حمل اور سامان حرب۔ جنگ سے قبل گاہ بگاہ ایسا ہوتا تھا

---

[1] دو مالی وزارتوں کی تفریق کی ابتدا ۱۸۹۹ء سے ہوتی ہے۔ یہی دوگانگی ۱۸۰۱ء سے ۱۸۱۵ء تک نپولین کی حکومت میں بھی تھی۔ اس انتظام میں جو نقائص مضمر ہیں وہ اطالیہ میں اکثر اس طرح رفع کردئے جاتے ہیں کہ دونوں محکموں کو ایک ہی وزیر کے تفویض کر دیا جاتا ہے
اسٹورم "موازنہ" ( Stourm The Budget ) صفحہ ۴۷۶-۴۷۸۔

کہ کوئی وزیر بغیر قلمدانِ وزارت کے شامل کر لیا جاتا تھا اور دورانِ جنگ میں اس قسم کے ارکان زیادہ آزادی کے ساتھ شامل کئے جاتے رہے۔ وزیراعظم کی نامزدگی بادشاہ کرتا ہے اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے بالعموم بادشاہ کو انتخاب میں معقول وسعت حاصل رہتی ہے۔ علی العموم کوئی مسلمہ سرگروہ مخالف نہیں ہوتا کہ جب وزارت کے بنانے کی ضرورت ہو فوراً اسے نامزد کر دیا جائے اور اس کا پورا یقین ہو کہ وہ اس عہدے کو قبول کرے گا اور اس میں اس کی قابلیت ہے کہ وہ ایک حکومت کی تنظیم کر لے گا۔ اس کے برخلاف صورت حال ایسی ہی ہوتی ہے جس سے صدر فرانس کو اس فرض کے انجام دہی کے وقت سابقہ پڑتا ہے۔ بہت سے فریق اور فریقانہ گروہ ہیں ان میں سے کوئی بھی تنہا پارلیمنٹی کثرت پر قادر نہیں ہو سکتا ہر وزارت کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرکب وزارت ہو نصف درجن بلکہ زائد سیاسی سرگروہ ایسے ہو سکتے ہیں جن کے نسبت نئی حکومت کے سرگروہ بننے کا خیال ہو سکتا ہے۔ ان میں سے جب کسی ایک کو یہ کام سپرد ہوتا ہے تو یہ ممکن ہے کہ اسے ایک ایسے گروہ کے مربوط کرنے میں کامیابی نہ ہو جس پر ایوان کو اعتماد ہو۔ اس صورت میں کوئی دوسرا شخص نامزد ہو گا کہ وہ اپنی سعی کر کے دیکھے۔ وزیراعظم اپنے رفقا کی نامزدگی بادشاہ کے حضور میں پیش کرتا ہے اور بادشاہ سرکاری طور پر ان کے تقررات عمل میں لاتا ہے۔ وزیر مقرر ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ شخص دونوں ایوانوں میں سے کسی ایوان کا رکن ہو لیکن اگر کوئی مقرر شدہ شخص رکن نہ ہو تو رواج کا اقتضا یہ ہے کہ اس کے تقرر کے بعد ایوانِ وکلا میں جو جگہ خالی ہو اس کے لئے وہ سعی کرے بشرطیکہ اس درمیان میں وہ سیناٹی نہ بنا دیا گیا ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ وزرا تقریباً لابدی طور پر پارلیمنٹ اور زیادہ تر ایوانِ وکلا کے ارکان ہی میں سے منتخب ہوتے ہیں، شاذ و نادر ایسا ہوا ہے کہ وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ کسی سیناٹی کو ملا ہو۔ وزرائے جنگ و بحر چونکہ زیادہ تر اپنے فنی اوصاف کی وجہ سے منتخب ہوتے ہیں اس لئے وہ اکثر خاص تقرر کے ذریعے سے سینات کے رکن ہوا کرتے ہیں جیسا کہ سابق میں

فرانس میں رواج تھا۔ ۱۸۸۱ء کے ایک قانون کے بموجب ہر وزیر کی مدد ایک نائب معتمد کرتا ہے، جس کا تقرر اسی طریق سے عمل میں آتا ہے جس طرح خود وزیر کا تقرر ہوتا ہے۔ اندرونی تنظیم، جس میں مختلف محکموں کے باہمی تعلقات اور وزیر اعظم کے ساتھ ہر ایک وزیر کے تعلقات داخل ہیں، اس کا انضباط ۱۸۶۷ء کے ایک فرمان کے بموجب ہوتا ہے جو ۱۸۷۶ء میں بعض جزوی تغیرات کے ساتھ دوبارہ رائج کیا گیا تھا۔

**وزارت: فرائض اور حیثیت**

وزرا کا کام انفرادی طور پر یہ ہے کہ وہ اپنے اپنے محکمے کے معاملات کا انتظام کریں اور مجموعی طور پر یہ کہ حکومت کی روشوں کا تعین کریں، قانون سازی کے ابتدائی تحریکات پیش کریں اور مختصراً یہ کہ حکومت کے کابینی نظم کے تحت میں جو اعلیٰ فرائض وزرا سے متعلق ہوتے ہیں انھیں انجام دیں[1]۔ قانون کے رو سے جن معاملات کا ہر حال میں وزارتی مجلس کے سامنے آنا ضروری ہے ان میں معاملات ذیل داخل ہیں: مسودات قوانین جو حکومت کے نام سے ایوانوں کے سامنے پیش ہونے والے ہوں، معاہدات، انتظامی حدود و اختیار کے تقادمات، کلیسا کی حیثیت سے متعلقہ تجاویز، ایوانوں کے معروضات، سینیٹیوں، سفارتی نمایندوں اور بہت سے انتظامی و عدالتی عہدوں کی نامزدگیاں۔ قانون میں اور بھی ایسے بہت سے مسایل گنائے گئے ہیں جن پر وزارت کو توجہ دلانا چاہیے اگرچہ ان پر کارروائی لازمی نہیں قرار دی گئی ہے۔ وزیر اعظم یا دوسرے وزرا جن معاملات کو غور کے لیے پیش کرسکتے ہیں انھیں بالارادہ بلاتعین چھوڑ دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کا یہ فرض ہے کہ وزرا کا اجلاس منعقد کرے، ان کے مباحث کی صدارت کرے، جہاں تک ہوسکے انتظامی طریق اور سیاسی روش دونوں سے متعلق وزارتی یکسانی و استحکام کو قایم رکھے اور وقتاً فوقتاً مختلف محکموں کے معاملات کے

---

[1] یہ ملحوظ رہے کہ فرانس کی طرح اطالیہ میں بھی وزارت اور کابینہ شخصیت کے اعتبار سے ایک ہے، البتہ برطانیہ عظمیٰ کے متعلق یہ صحیح نہیں ہے۔

متعلق مکمل کیفیت طلب کرے۔

دستور ریاسی کے رو سے تمام وزرا اور نائب معتمدین کو یہ اختیار ہے کہ وہ دونوں مجالس مقننہ میں شامل ہو سکیں اور اپنا خیال ظاہر کر سکیں البتہ رائے وہ اسی ایوان میں دے سکتے ہیں جس سے ان کا تعلق ہو۔ ایوانوں کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ان عہدہ داروں کو ایوان کی حاضری پر مجبور کریں، گر کسی معینہ دن پر کسی خاص وزیر کی موجودگی کی باضابطہ استدعا اکثر کی جاتی ہے اور جب تک کہ کوئی شدید وجہ مانع نہ ہو، اغلب یہی ہے کہ اس استدعا کو قبول کیا جائے گا۔ درحقیقت پارلیمنٹ وزرا پر بہت گہری نظر رکھتی ہے اور نظم ونسق کے طریقوں اور نہجوں سے اسے اتنا ہی تعلق ہوتا ہے جتنا فرانس کی پارلیمنٹ کو ہوتا ہے۔ وزراسے آزادانہ طور پر سوالات ہوتے ہیں، اور استیضاح کے حق سے اسی وسعت کے ساتھ کام لیا جاتا اور اسے اسی طرح خراب کیا جاتا ہے جیسا فرانس میں ہوتا ہے، اور میلان بھی وہی ہوتا ہے کہ ان حکومتوں کو الٹ دیا جائے جو بصورت دیگر کسی قدر استقامت پیدا کر لیتیں سرکاری کاغذات طلب کئے جاتے ہیں، اور انکی پیشی روکی جاسکتی ہے لیکن وزیر اگر دوراندیش ہے تو وہ انکار کے خطرے میں پڑنے کے قبل ایک نہیں دومرتبہ سوچ لے گا۔ کسی انتظامی کارروائی یا حکمت عملی کی تحقیقات کرنے کی غرض سے ایوانِ مقننہ کے ماموریوں کا تقرر بھی ہو سکتا ہے۔ پس اس طرح، وزارت کے راستے میں بہت سد راہ واقع ہیں؛ اعتماد کی رائیں بہت جلد جلد پیش ہوا کرتی ہیں، اور اکثر نہایت ہی غیر متوقع اور نامناسب اوقات میں ایسا ہوتا ہے۔ جب یہ خیال کیا جائے کہ فریقانہ صورتِ حال یہاں بھی ویسی ہی غیر مستقل ہے جیسی فرانس میں ہے جس سے ہر ایک وزارت، مرکب وزارت بن جاتی ہے اور تائید کے لئے اس کا انحصار ایوان کے اندر ایک پر خطر کام چلانے والے اتحاد پر ہوتا ہے تو پھر یہ سمجھنا دشوار نہیں ہے کہ کیوں "سیاسی بحران" اس قدر کثرت سے برپا ہوتے رہتے اور وزارت میں اس کثرت سے تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ فرانس کی طرح، یہاں کے متعلق بھی یہ کہنا بجا ہے کہ واقعی عدم استقامت جس قدر سمجھی جاسکتی ہے اس سے کم ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض وزرا یکے بعد دیگر متعدد کابینوں میں شامل

ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کابینے درحقیقت صرف سابق کابینوں کی جدید تنظیم ہوتے ہیں۔

بہرحال یہ جو کچھ بھی ہو' معمولاً اطالوی وزارت بارعب توت نہیں معلوم ہوتی۔ اسی بارے میں ایک قابل فرانسیسی مصنف کے الفاظ یہ ہیں کہ "یہ وزارت پارلیمنٹی کابینے کے سہ گونہ اغراض کو موثر طور پر انجام دینے کے صریحاً ناقابل ہے یہ عاملانہ اختیار کو بادشاہ کے نام سے اور بادشاہ کے زیر اقتدار عمل میں لاتی ہے' مگر وہ ہمیشہ یہ نہیں جانتی کہ کس طرح پارلیمنٹ کو اپنی مناسب نگرانی کے اندر رکھے' اور وہ مجبور رہے کہ نظم ونسق کے معاملے میں وکلا کی مداخلت کو برداشت کرے۔ ہدایت کے استعمال اور پارلیمنٹ کے قوانین پر اثر رکھنے کی وجہ سے وزارت ہی وہ طاقت ہے جو (پارلیمنٹ) سے قانون بنواتی ہے مگر ایسا ہونا بھی کمتر نہیں ہے کہ اس میں اس اقتدار کی کمی پائی جائے جو ان اصلاحات کو آگے بڑھانے کے لیئے لازمی ہیں جنھیں وزارت نے اپنے ہاتھ میں لیا ہو' اور ایوان بہت آسانی سے اس کی نگرانی سے گریز کرجاتا ہے' وزارت یہ کوشش کرتی ہے کہ عاملانہ وتشریعی اختیارات کے درمیان ہم آہنگی قایم رکھے مگر اسے پے در پے جو شکستیں برداشت کرنا پڑتی ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مختلف گروہوں کی بدنظمی کی وجہ سے اس کے کام میں کس حد تک خلل واقع ہوتا ہے"۔[1]

کارکن جماعت کی حیثیت سے' وزرا کے ایک فرض کے متعلق قدرے مزید تشریح کی ضرورت ہے' یہ فرض اختیار احکام کا عمل میں لانا ہے' اطالیہ کا انتظامی نظم فرانس کے نمونے پر بنا ہے' اور اس کے عاملانہ حکام کی جانب سے احکام کی اشاعت و نفاذ کو غیر معمولی طور پر زیادہ جگہ دی گئی ہے' دستور میں یہ درج ہے کہ "حکام عاملانہ ایسے احکام وضوابط وضع کریں گے جو قوانین کے نفاذ کو معلق کیئے یا ان سے کسی امر کو مستثنیٰ کیئے بغیر قوانین کے نفاذ کے لیئے ضروری ہوں گے۔"[2] عملاً اس

[1] ڈیوپری اے "وزرا" (Dupriez: Les ministres) جلد اول صفحہ ۲۹۱۔

[2] دفعہ ۶۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" (Dodd: Modern Constitutions) جلد دوم صفحہ ۵۔

اختیار سے اس سے زیادہ کام لیا جاتا ہے جتنا اس قسم کے اختیار احکام عاملانہ سے فرانس میں کام لیا جاتا ہے اور یہ اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ اس سے بعض اوقات ایک عارضی قانون پیدا ہو جاتا ہے بلکہ پارلیمنٹی قوانین کی عملاً نفی تک ہو جاتی ہے۔ اس معاملے میں پارلیمنٹ کا میلان بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے حقوق پر زیادہ سختی سے قایم رہے۔ درحقیقت وہ بعض وقت نہایت وسیع الاثر تشریعی اختیار صراحةً عطا کر دیتی ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ۱۸۸۲ء کے جلیل الشان انتخابی قانون کے آخری مسودے پر ایوانوں میں کسی وقت غور ہی نہیں ہوا۔ اس موضوع پر اپنے حسب اطمینان مباحثہ کرنے کے بعد دونوں ایوانوں نے سرسری طور پر حکومت کو یہ کام سپرد کر دیا کہ وہ اس تجویز کا ایک مختتم مسودہ تیار کرے اور عاملانہ حکم کے ذریعے سے اسے شایع کر دے۔ یہی کارروائی بعد میں دوسرے اہم تجاویز کے متعلق بھی ہوئی ہے۔ نہ صرف پائے تخت روما کے وزرا بلکہ مقامی انتظامی کارکن بھی وضع احکام کے حق خاص کا آزادی سے استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ لول نے خیال ظاہر کیا ہے، "حقیقت یہی ہے کہ لاطینی قوم کے دلوں میں ان انتظامی احکام کی ترجیح، جنھیں حکومت جس وقت چاہے بدل سکتی ہے، مستحکم قوانین کے مقابلے میں جمی ہوئی ہے اور اطالیہ میں خصوصیت کے ساتھ نمایاں ہے"[1]۔

**سینات** ازروئے دستور تشریعی فرائض بادشاہ اور پارلیمنٹ کے اندر مرکوز ہیں۔ پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہے، ایوان بالائی یا سینات اور ایوان زیریں یا دار النائبین۔ شاہی نسل کے شہزادوں کے علاوہ جو اکیس برس کی عمر سے استحقاقاً سینات میں نشست کرتے ہیں اور پچیس برس کی عمر سے رائے دہندہ

---

[1] لوئل "حکومت و فرق" (Lowell: Government and Parties) جلد اول صفحہ ۱۶۶۔ عمومی حیثیت میں اطالوی جماعت عاملانہ کے متعلق ڈیوپرئے کی کتاب "وزارت" Dupriez: Les ministres جلد اول صفحہ ۲۰۱-۲۲۹ دیکھنا چاہیئے۔ ایک مضمون کو ویل کا لکھا ہوا ہے "اطالوی طریق پارلیمنٹی" Parlementarisme Italien جو Ann. des Sci. Pol ستمبر ۱۹۰۱ء میں طبع ہوا ہے۔

رکن ہو جاتے ہیں، باقی سینات خالصتہً ایسے اشخاص پر مشتمل ہے جن کا تقرر تاحیات بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ کناڈا کے سینات کے ساتھ ساتھ یہ سینات، نامزد شدہ ایوانِ بالائی کی بہترین مثال ہے۔ اس طرح پر یہ برطانی دارالامرا اور فرانسیسی سینات کے بین بین واقع ہے کیونکہ اول الذکر زیادہ تر ایک ایسا ایوان امرا ہے جس کی رکنیت موروثی حق پر مبنی ہے اور ثانی الذکر کے ارکان، بالواسطہ عمومی انتخاب سے لیئے جاتے ہیں سینات کے تقررات کے بارے میں بادشاہ پر تعداد سے متعلق کوئی قید نہیں عاید ہوتی مگر یہ ضروری ہے کہ اپنے تمام متقرر کردہ اشخاص کو اکیس مختص طبقات میں سے کسی ایک نہ ایک طبقے سے متقرر کرے اور اس دستوری شرط کا لحاظ رکھے کہ سیناتی کم از کم چالیس برس کی عمر کے ہوں۔ جن اصناف میں سے تقررات ہوسکتے ہیں (اور جن میں، اعلی کلیسائی، وزرائے سلطنت، سفرا، مدید الخدمت نائبین ایوان زیرین، قانونی اور انتظامی عہدہ داراں اور شاہی مجلس علوم اور تعلیمات عامہ کی مجلس اعلی کے وہ ارکان شامل ہیں جو سات برس ان مجلسوں کے رکن رہے ہوں) وہ اصناف وسیع معنی میں تین اصناف میں آسکتے ہیں۔ (۱) کلیسا اور مملکت کے اعلی عہدہ دار، (۲) علم وادب میں شہرہ آفاق اشخاص یا وہ لوگ جنھوں نے اپنی کسی قسم کی خدمت یا قابلیت سے ملک کی وقعت کو بڑھایا ہو، (۳) وہ اشخاص جنھوں نے کم از کم تین برس تک تین ہزار لیرے کی راست ملک یا آمدنی پر محصول دیا ہو۔ موت، استعفا، اور جدید تقرر سے تعداد رکنیت میں بہت کمی بیشی ہوتی رہتی ہے ۱۸۴۸ء میں جب اس قانون کا اجرا ہوا ہے اس وقت اراکین کی تعداد اٹھتر تھی۔ اب یہ تعداد تقریباً تین سو نوے ہے ۱۹۱۰ء میں اس جماعت کی جو ترتیب تھی اس کے بموجب اس میں افراد ذیل شامل تھے۔ صدر دارالنائبین، ایک سو سینتالیس ایسے سابق نائبین ایوان زیرین جنھوں نے چھ برس خدمت کی تھی، اور دوسرے وہ لوگ جو تین پارلیمنٹوں میں منتخب ہوے تھے، ایک وزیر سلطنت، چھ (نائب) معتمدین، پانچ سفرا، دو سفیران غیر معمولی، عیتیس عہدہ داران عدالتہائے تنسیخ وعدالتہائے دیگر، تینتیس بری وبحری افواج کے عہدہ دار، آٹھ مشیرانِ سلطنت، اکیس صوبجاتی عہدہ داران، اکیس ارکان مجالس

علوم شاہی، تین ارکان مجلس اعلیٰ تعلیمات عامہ، دو ملک کے ممتاز الخدمت اشخاص اکھتر اشخاص تین ہزار کی رقم پر راست محصول ادا کرنے والے، اور اکیس مختلف اصناف کے متفرق نمایندگان۔ کلیسائی عہدہ داروں کی عدم موجودگی کا باعث پوپ کے ساتھ مناقشہ تھا، اس طبقے کے جو آخری اشخاص نامزد ہوئے ان کا تقرر ۱۸۶۶ء میں ہوا تھا[1]

لہذا اپنی ترتیب کے لحاظ سے سینات بارعب معلوم ہوتی ہے۔ اس کے ارکان خالصتہً سرکاری حیثیت کے ممتاز اشخاص، علوم و فنون کے مسلمہ قابلیت کے اشخاص اور اصحاب ثروت میں سے لئے جاتے ہیں جس کا اظہار ادائے محصول سے ہوتا ہے۔ یہ پختہ عمر کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک انگریز صاحب قلم نے یہ لکھا ہے کہ "اگر تاحیات نامزد شدہ ارکان کا کوئی ایوان کبھی اقتدار حاصل کر سکتا تو اطالوی سینات ضرور یہ اقتدار حاصل کر لیتی اور اپنی استقامت و قابلیت کے اعتبار سے شہرہ آفاق ہو جاتی"[2] با ایں ہمہ، ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہ ایک ایسا ایوان بالائی ہے جو حکومت کی گاڑی میں، پانچویں پہیے کے مماثل ہے۔ عملاً بادشاہ کی جانب سے تقرر کے معنی یہ ہیں کہ وزارت کی جانب سے تقرر ہو اور وزارت ایوان زیریں کی کثرت پر قابض ہوگی، لہذا وقت کی سیاسی صورت حال کو مدنظر رکھ کر تقرر ہوگا۔ اس تدبیر سے بارہا کام لیا جا چکا ہے کہ نئے سیناتی مقرر کر کے فریق مخالف کو پست کر دیا گیا ہے ۱۸۸۶ء میں اس غرض کے لئے ایک جنبش قلم سے اکتالیس تقررات عمل میں آ گئے ۱۸۹۰ء میں چھہتر ۱۸۴۲ء میں بیالیس۔ سینات اپنے اس حق کی پوری حفاظت کرتی ہے کہ وہ یہ تنقیح کرے کہ آیا مقرر شدہ شخص اکیس مشروط اصناف میں سے صحیح طور پر کسی

---

[1] ۱۹۱۷ء میں سیناتیوں کی مجموعی تعداد میں کوئی تغیر نہیں ہوا تھا۔ البتہ گروہوں کی تقسیم مختلف تھی۔

[2] ٹمپرلی "سینائیں اور ایوانہائے اعلیٰ" Temperley; Senates and Upper Chambers صفحہ ۹۳۔

صنف سے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے یا نہیں، اور اگر وہ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ وہ ناقابل انجذاب ہے تو اسے شکست دینے سے انکار کر دیتی ہے، لیکن جس حد تک حکومت صاف طور پر معینہ طبقات کے اندر رہتی ہے، اختیار تقرر پر کسی قسم کی تحدید نہیں قائم ہو سکتی، لہ نتیجہ یہ ہے کہ اس ایوان کی تشریعی آزادی بمنزلہ نفی کے ہو گئی ہے۔

ٹمبرلی کہتا ہے کہ "وزیر اعظم کی سیاسی ہستی چند برس میں ختم ہو جاتی ہے مگر ایوان اعلیٰ میں اس کے ذریات اس کے بعد باقی رہ جاتے ہیں اور سینات کے اوام الحیات امرا کو وزیر اعظم اور نئے ایوان ادنیٰ سے سابقہ پڑتا ہے۔ گویا جو فرعون انھیں جانتا نہیں ہے وہ نمودار ہوتا ہے اور وہ ان سے یہ کہتا ہے کہ وہ نہایت درجہ کی شدید مخالفت یا نہایت ہی مکمل اطاعت میں سے ایک کو پسند کریں۔ صورت اول میں سینات پارلیمنٹی مشین کو اس وقت کے لیے بیکار کر دیتی ہے، صورت دوم میں وہ آیندہ کے لیے خود اپنے اختیار کو رہن و بیع کر دیتی ہے۔ اس پس و پیش میں سینات رہبری کے قابل نہیں رہتی۔ لہ بیس برس ہوئے کہ اس ایوان نے حقیقی اختیار کی جد و جہد کو ترک کر دیا۔ اس وقت نظر ثانی کرنے والے ایوان کی حیثیت سے یہ مفید ہے اور کبھی کبھی مجوزہ قوانین کے جزئیات میں اہم تغیرات کرا دیتی ہے، مگر اب یہ روک پیدا کرنے والی یا ابتدا کرنے والی شاخ نہیں رہی ہے اور یہ ایک قاعدہ سا ہو گیا ہے کہ ایوان زیریں کے اہم تجاویز کی یہ مطلق مخالفت نہیں کرتی۔ ۱۸۹۶ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان حکومت نے ایوان نائبین میں مجموعۃً ۵۶۹ تشریعی تجاویز پیش کیے اور سینات میں صرف ۹۸، اور اسی دوران میں خود سینات نے جن تجاویز قانون کی ابتدا کی ان کی تعداد صرف انتالیس تھی۔ قانون سازی کی سرگرمی کی مقدار و وسعت کے اعتبار سے مادام الحیات نامزد شدہ سینات فرانس کے انتخابی ایوانِ بالائی سے سخت مغایر ہے اور کناڈا کے اسی نوعیت

لہ ۱۸۹۶ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان ۱۵۲۰ تقررات ہوئے ان میں سے صرف ۶۳ کی توثیق سے سینات نے انکار کیا۔

لہ "سینات اور ایوانہائے اعلیٰ"۔ Senate and Upper Chambers صفحہ ۹۴۔

کے ایوانِ بالائی کے تجربے سے بہت زیادہ موافق ہے۔[1]

اطالیہ ان متعدد ممالک میں سے ہے جن میں موجودہ صدی کے عشرۂ اول میں ایوان ثانی کی اصلاح ایک اہم مسئلۂ عام بن گیا تھا۔ یہ محسوس ہونے لگا تھا کہ سینات کا قوم سے زیادہ قریبی ربط پیدا کرنا چاہیئے اور اسے صحیح معنی میں اگر ایک متوازی ایوان مقننہ نہیں تو بھی ایک پُرزور ایوان مقننہ بنا دینا چاہیئے۔ ۱۹۱۰ء میں خود سینات کے اندر اس موضوع پر بحث ہوئی تھی اور وزارت کے انتماء سے نو ارکان کی ایک ماموریہ بنائی گئی کہ وہ مختلف مجوزہ اصلاحوں کی موزونیت، وقت، طرز کار اور وسعت" پر غور کرے۔ اسی سال کے آخر میں اس ماموریہ نے ایک مشرح و مبسوط رودادپیش کی۔ یہ ظاہر کرنے کے بعد کہ یورپی اقوام میں ایوانہائے بالائی کی ترکیب جدید اور حالات جدیدہ سے اس کا توافق بہت ہی مناسب موضوع ہے، اس ماموریہ نے اس سیناتی جماعت کو ہر دلعزیز بنانے کے لئے نہایت غور و فکر سے ایک تجویز پیش کی۔ اس تجویز کا ماحصل یہ تھا کہ (۱) آیندہ سے یہ ایوان ۳۵۰ ارکان پر شامل ہو (۲) رکنیت تین اصناف میں منقسم ہو جو عہدہ داران، اہلِ علوم و اصحاب تعلیم اور سیاسی و اقتصادی حیثیت کے اشخاص کے اصناف کہلائیں (۳) صنف اول کے اشخاص جن کی تعداد ایک سو پچاس سے زیادہ نہ ہو، تاج کی جانب سے مقرر ہوں جیسا کہ عملاً اس وقت کل ارکان کا تقرر ہوتا ہے، مگر دوسرے دو اصناف کے ارکان پندرہ خاص حلقوں کی جانب سے منتخب ہوں اور یہ حلقے اس طرح بنائے جائیں کہ ان کی رکنیت تمام قوم کی واقعی و مختلف جماعتہائے اغراض کی نمایندگی کرے۔ مثلاً جامعات کے پروفیسر جو اس غرض کے لئے ایک انتخابی حلقے میں منظم ہوں، انھیں تیس نمایندوں کے انتخاب کا اختیار ہو۔ ان انتخابات میں جن دوسرے عناصر کو شرکت کی اجازت ہو ان میں سابق نائبین، زیادہ محصول ادا کرنے والے، صوبجاتی اور فرقہ واری جمعیتیں، ایوان ہائے تجارت، زراعتی انجمنیں، اور کارکنوں کی انجمنیں داخل ہوں۔ جن لوگوں نے اس تجویز کو پیش کیا، ان کا اولین خیال یہ تھا کہ اس کے قبول ہو جانے سے سینات

---

[1] یہ دیکھنا دلچسپ ہے کہ حکومتی توازن اور استقامت کے نقطۂ نظر کا دوسرا انتخابی ایوان اعلیٰ کا طرز قرار تھا۔ سینات کی کمزوری کی مثالوں کے لئے دیکھو موریزو تیبو "ایوان ہائے بالائی یا سیناتوں کے اختیارات قوانین مالیہ کے متعلق" Morizot- Thibault ; Des droits des chambres hautes ou senats en raatiere des lois de finance. پیرس ۱۸۹۱ء ص ۱۵۶ تا ۱۷۱۔ کناڈی سینات کے متعلق رپورٹ کی کتاب "قلمرو کناڈا کا ارتقا" (Porritt ; Evolution of the Dominion of Canada-) باب یازدہم دیکھنا چاہئے

اور ان مختلف قوتوں کے درمیان جو قوم کی زندگی کی معاون ہیں ایک زیادہ پُر زور واسطہ قایم ہو جائے گا۔ بدقسمتی سے سینات نے اپنی ذیلی مجلس کی تجویز کی تائید نہیں کی۔ اس کے بجائے وہ اس پر مطمئن ہو گئی کہ شہریوں کے ان طبقات کو وسیع کر دے جن سے بادشاہ سیناتی تقرر کر سکے۔ لیکن فروری ۱۹۱۱ء میں سینات اس حد تک بڑھی کہ وزارت سے یہ درخواست کرے کہ وہ نئے تجاویز اور خاص کر ایک ایسا طریقہ پیش کرے جس سے صدر کے انتخاب کا حق خود سینات کو حاصل ہو جائے۔ اس مسئلے کے حل کی جانب یہ کتاب لکھتے وقت ۱۹۱۲ء تک مزید ترقی نہیں ہوئی ہے لیکن یہ اغلب معلوم ہوتا ہے کہ انجام کار میں کسی ایسی تجویز پر اتفاق ہو جائیگا جیسی تجویز ۱۹۱۰ء کی ماموریہ نے تیار کی تھی۔[1]

**دارالنائبین ۱۹۱۲ء تک کے انتخابی انتظامات**

پارلیمنٹ کی شاخ زیرین ۵۰۸ ارکان پر مشتمل ہے جو ایک ساتھ براہ راست رائے اور خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے یک رکنی حلقوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ میعاد پانچ برس کی ہے لیکن پوری مدت کے ختم ہونے کے قبل ہی انتشار کا واقع ہونا عملاً یقینی ہے، اور انتخابات کا اوسط درمیانی زمانہ پانچ برس کے بجائے تین برس سے قریب تر ہے۔ دارالنائبین کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اسی شہر کے رہنے والے ہوں جس کی وہ نمائندگی کرتے ہوں، مگر یہ ضروری ہے کہ وہ ایسے شہری ہوں جن کی عمر تیس برس سے کم نہ ہو انھیں پورے ملکی و سیاسی حقوق حاصل ہوں اور چند ایسے طبقات کے رکن نہ ہوں جو تخصیصاً ممنوع قرار دے گئے ہیں (جن میں

[1] E. Pagliano, Il Senato e la nomina dei senatori (Rome 1906) L. A. Magro, L. aristocrazia il senato (Catania 1909) I. Tambaro La refome du senat italien in Rev du Droit pub, July-Sept. 1910 and Les debats sur la reforme du Senat italien ibid July-Sept 1911. M. Scelle "Reforme du senat italian" ibid Oct-Dec. 1911. Nazzareno "La reforma del Senato" in Rivista di dirtto pubblica III 171 The report of the Commission of 1910 is in per la riforma del senato relazione della Commission (Rome 1911).

اہل کلیسا اور تنخواہ یاب حکومتی عہدہ دار شامل ہیں)۔ حال کے زمانے میں درخواست کے ذریعے سے پارلیمنٹی امیدواروں کی نامزدگی کا طریقہ جاری ہوا ہے اور ۱۹۱۲ء میں پہلی مرتبہ یہ انتظام ہوا کہ ارکان کو تنخواہ دی جائے جس کی مقدار چھ ہزار لیرہ سالانہ تک ہے۔

انتخاب کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ امیدوار کے حلقے میں جتنے انتخاب کنندگان درج ہوں ان کی مجموعی تعداد کے چھٹے حصے سے زیادہ وہ رائیں حاصل کرے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ جس قدر رائیں دی گئی ہوں ان میں اسے کثرت مطلق حاصل ہو۔ اگر رائے لینے کے بعد یہ پایا گیا کہ کوئی امیدوار اس شرط کو پوری نہیں کرتا تو ایک ہفتہ بعد دوسری رائے دہی ہوتی ہے[1] ہر ایک رائے دہی کے مقام میں صدر عہدہ دار اور دو تنقیح سازوں کا انتخاب موجود الوقت رائے دہندے کرتے ہیں۔

رائے دہی کا طریقہ سادہ ہے۔ رائے دہی کے کمرے میں ایک میز رہتی ہے جس پر دو مربع شیشے کے صندوق رکھے ہوتے ہیں، ایک خالی ہوتا ہے اور دوسرے میں رائے دہی کے کاغذات ہوتے ہیں۔ جب درج شدہ رائے دہندوں کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے پڑھی جاتی ہے تو ایک ایک شخص آگے بڑھتا ہے، اسے رائے دہی کا کاغذ ملتا ہے، وہ اس کاغذ کو ایک قریب کی میز پر لیجاتا ہے، اس پر اس امیدوار کا نام لکھتا ہے جسے وہ رائے دینا چاہتا ہے اور اس صندوق میں ڈال دیتا ہے جو اس غرض کے لئے محفوظ ہوتا ہے۔ جب پوری فہرست پڑھی جا چکی ہے تو کوئی رائے دہندہ جو بروقت خواندگی موجود نہیں رہتا اسی طریق پر

[1] مارچ ۱۹۰۹ء کے انتخاب میں ۵۰۸ حلقوں میں سے ۱۰۵ حلقے میں کسی امیدوار کو کافی کثرت حاصل نہیں ہوئی۔ ان میں سے ۷۵ حلقوں میں ایسا ہوا کہ جس امیدوار کو پہلی رائے دہی میں سب سے زیادہ رائیں ملی تھیں دوسری رائے دہی میں اسی کا انتخاب ہوگیا۔ دوسری رائے دہی کا سیاسی اثر خفیف ہے۔ ۱۹۰۴ء کے انتخاب میں ۷۷ دوسری رائے دہی ہوئی ۱۹۰۰ء کے انتخاب میں ۳۹۔ ہالکوم "راست ابتدائی اور دوسری رائے دہی" A. N. Hol combe; Direct Primaries and the Second Ballot. مطبوعہ امریکن پولیٹکل سائنس ریویو" نومبر ۱۹۱۱ء A. F. Locatelli, "Considerazioni intornolall' opportunita di abolire il ballottaggio" in La Riforma Sociale, July-Aug. 1910.

رائے دے سکتا ہے۔ رائے دہی کے گھنٹے علی العموم نو بجے سے چار بجے تک ہوتے ہیں[1]

گزشتہ پچاس برس کے دوران میں اطالوی داخلی سیاسیات کا ایک خاص مسئلہ پارلیمنٹی حق رائے دہی رہا ہے اور حکومت کی تاریخ حالیہ کے نہایت نمایاں واقعات میں ایک واقعہ یہ تھا کہ اطالیہ میں ۳۰ جون ۱۹۱۲ء کے انتخابی قانون کے رو سے تمام بالغ مردوں کی حق رائے دہی کا اجرا ہوا جس سے بیک گردش قلم رائے دہندوں کی تعداد سہ چند ہو گئی۔ موجودہ بادشاہی کے قیام کے وقت سے رائے دہی کی تاریخ تین ادواروں میں منقسم ہو جاتی ہے جن کی توثیق ۱۸۸۲ء اور ۱۹۱۲ء کے قوانین سے ہوتی ہے۔ ۱۸۸۱ء کے قانون کے بموجب حق رائے دہی ان مرد اصحاب جائداد تک محدود تھا جن میں لکھنے پڑھنے کی قابلیت تھی، جو پچیس برس کی عمر کو پہنچ گئے تھے اور سالانہ کم از کم چالیس لیرہ محصول دیتے تھے۔ یہ اوصاف ایسے تھے جنھیں آبادی کے ڈھائی فیصد اشخاص سے زیادہ پورا نہیں کر سکتے تھے۔ ۱۸۸۱ء میں اس مسئلے پر طولانی غور و فکر کے بعد وزارت نے پارلیمنٹ میں ایک سلسلۂ تجاویز منظور کر دیا جس سے جائداد کی شرط کو چالیس لیرہ سے گھٹا کر ۱۹ لیرہ (تقریباً ۱۴ روپیہ) کر دیا اور عمر کی قید کو اکیس برس تک کم کر دیا۔ ناخواندگی کی عدم قابلیت باقی رکھی گئی، اور خواندگی کا صلہ اس طرح دیا گیا کہ بلالحاظ جائداد کے حق رائے دہی اکیس برس سے زائد عمر کے ان تمام مردوں کو دیدیا گیا جنھوں نے مدرسے میں ابتدائی تعلیم حاصل کی ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رائے دہندوں کی تعداد ۶,۲۰,۰۳۸ سے بڑھ کر ۲۰,۴۹,۴۶۱ ہو گئی اور جدید رائے دہندگان میں سے تقریباً دو ثلث کو حق رائے دہی تعلیمی اوصاف کے پورا کرنے کی قابلیت کی وجہ سے ملا۔ اس اصلاح کی وجہ سے شہروں کا سیاسی اثر بڑھ گیا کیونکہ دیہاتی حلقوں کے بجائے شہروں میں ناخواندوں کا تناسب کم تھا، چھوٹے زمیندار اگرچہ زیادہ استحفاظی طبیعت کے لوگ تھے اور اکثر ان کی اقتصادی حیثیت بھی نسبتہً بہتر تھی مگر وہ بالعموم تعلیمی معیار کے پورا کرنے کے ناقابل تھے۔

---

[1] کنگ و اوکے۔ اطالیہ امروزہ Italy To-day صفحہ ۱۴۔

ابتداءً نائبین کا انتخاب یک رکنی حلقوں سے ہوتا تھا۔ نائبین کو مقامی اثر کے جوڑ بیسے آزاد کرنے کے خیال سے ۱۸۸۲ء کے قانون نے ۵۰۸ نشستوں کو ۱۳۵ حلقوں میں تقسیم کر دیا جن میں سے ایک ایک حلقے میں دو سے پانچ نائبین تک منتخب ہوتے تھے؛ اور قلتوں کے لئے کچھ نمایندگی محفوظ کرنے کی غرض سے یہ شرط مزید قرار دی گئی کہ کوئی انتخاب کنندہ چار سے زائد رائے نہ دے لیکن فہرست واری انتخاب سے قابلِ اطمینان نتائج نہ پیدا ہوئے اور ۵ مئی ۱۸۹۱ء کے ایک قانون نے ایک ماموریہ مقرر کی جس نے ملک کو ۵۰۸ یک رکنی حلقوں میں تقسیم کر دیا اور گزشتہ ربع صدی میں بلا خلل اس انتظام کی پابندی کی گئی ہے۔

۱۹۱۲ء کے انتخابی قانون سے قبل یہ نظم جس طرح قایم تھا اس میں رائے دہندوں کے لئے عام طور پر اوصاف ذیل کی ضرورت ہوتی تھی۔ (۱) اطالوی شہریت (۲) کم از کم اکیس برس کی عمر (۳) لکھنے پڑھنے کی قابلیت (۴) لازمی ابتدائی تعلیم کے نصاب میں جو مضامین شامل ہیں ان میں کامیاب ہونا۔ لیکن اس آخری شرط کا مطالبہ افراد ذیل سے نہیں کیا جاتا، عہدہ داران سرکاری کلیات کے طیلسانین، پیشہ ور اشخاص، فوج میں دو برس خدمت کئے ہوئے لوگ، ۱۹⅘ لیرہ سے کم راست محصول نہ دینے والے شہری، پانچ سو لیرہ سالانہ زرعی لگان دینے والے، ڈھائی ہزار آبادی کے کسبوں میں ڈیڑھ سو لیرہ کرایہ مکان دینے والوں سے لیکر ڈیڑھ لاکھ سے اوپر کی آبادی میں چار سو لیرہ تک کرایہ دینے والے اور ان کے علاوہ چند کم اہم طبقات؛ خواندگی کے معیار کے عمل درآمد کی وجہ سے اس نظم نے رائے دہندوں کی تعداد میں بے اندازہ اضافہ کا راستہ کھول دیا، اگرچہ عام ابتدائی تعلیم کے مواقع اس قدر گراں رہے کہ سلطنت میں عمومیت کا پیدا ہونا نہایت ہی سست رفتار سے چلتا رہا۔ ۱۹۱۱ء میں درج شدہ انتخاب کنندگان کی تعداد ۳،۳۲۰،۴۰۲ تھی، مگر اس میں وہ ۱۳۶،۵۰۶ اشخاص شامل نہیں تھے جو فوجی خدمت میں برسرکار تھے۔ یہ تعداد اکیس برس سے زاید عمر کی مرد آبادی کی انتیس فی صدی تھی اور کل آبادی کی ۹،۶۷ فیصدی کل بالغوں کی رائے دہی کے وضع قانون کے عین ماقبل جون ۱۹۱۲ء میں رائے دہندوں

کی تعداد ۳،۷۷،۱،۶۹۴،۳ کی آبادی میں ۴،۰۰،۲،۷۷،۳۲ تھی۔ مزید براں یہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ درج شدہ انتخاب کنندگاں میں جو لوگ واقعی رائے دیتے تھے عموماً ان کا تناسب حیرت انگیز طور پر کم تھا۔ نومبر ۱۹۰۸ء کے انتخابات میں جن لوگوں نے رائے دی ان کی تعداد ۴،۹۴۰،۰۸۸،۱۵ تھی جو ذی استحقاق رائے دہندگاں کی تعداد کا ۷۰ء۶۲ فیصدی تھی۔ فرداً فرداً بعض شہروں اور صوبوں میں یہ تناسب بعض اوقات تیس بلکہ بیس فیصد تک گرا ہوا تھا۔

**۱۹۱۲ء کا انتخابی قانون**

ناخواندگی کا خطرہ اس قدر عظیم تھا کہ ادھر حال کے زمانے ہی میں کل بالغوں کی رائے کے جاری کرنے پر سنجیدگی سے غور کیا گیا ہے ۱۹۰۰ء کے بعد اس جانب میں تحریک زور پکڑنے لگی۔ اسے نہ صرف اشتراکیوں اور استیصالیوں کی تائید حاصل ہوئی بلکہ ان لوگوں کی تائید بھی حاصل ہوگئی جو یہ محسوس کرتے تھے کہ موجودہ حق رائے دہی کی عدم وسعت قوم کو دنیا کی نظروں میں درماندہ و پست بناتی ہے۔ فریقانہ سیاسیات میں انتخابی اصلاح کا سوال سب پر بالا ہوگیا تھا بلکہ اسی مسئلے کی نسبت مختلف وزارتوں کی روش کے لحاظ سے وزارتوں کا عروج و زوال ہوتا رہا۔ سرکاری علمی اور عمومی حیثیتوں سے اس مسئلے پر بہت بحثیں ہوئیں مگر مجوزہ تغیر کے نفع نقصان پر اندازہ اس قدر صفائی کے ساتھ نہیں کیا گیا جیسا ہونا چاہئے تھا۔ آخر الامر جون ۱۹۱۱ء میں جیولیتی کی تیسری وزارت نے پارلیمنٹ کے سامنے ایک تجویز پیش کی جس میں حق رائے دہی کے وسعت چاہنے والوں کے مطالبات سابقہ تجویزوں کے بہ نسبت زیادہ قابل اطمینان طور پر پورے کئے گئے تھے اور ۲۹ مئی ۱۹۱۲ء کو یہ مسودہ قانون دار النائبین میں ۶۲ کے مقابلے میں ۲۸۴ کی فیصلہ کن رائے سے منظور ہوگیا۔ چند ہفتوں بعد سینات نے اسے منظور کرلیا اور ۳۰ جون کو یہ قانون باضابطہ منظور ہوگیا۔

اس تجویز سے تقریباً تمام بالغ مرد شہریوں کو حق رائے دہی عطا ہوجاتا ہے[1]۔

[1] ایک کوشش اس ترمیم کے لئے کی گئی کہ تعلیم یافتہ اور با فنون عورتوں کو بھی حق رائے دہی

اور اس غرض کیلئے یہ لوگ تین اصناف میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ ایک صنف میں تمام خواندہ اشخاص داخل ہیں جو کم از کم اکیس برس کی عمر کے ہوں، اس میں جائداد یا کسی دوسرے معیار کا کوئی خیال نہیں ہے۔ اسی طرح دوسری صنف میں ناخواندہ اشخاص داخل ہیں جو کم از کم تیس برس کی عمر کے ہوں۔ تیسری صنف میں وہ لوگ داخل ہیں جنھوں نے بری یا بحری فوج میں خدمت کی ہو، اس میں تعلیم جائداد یا عمر کا کچھ لحاظ نہیں ہے۔ اس طرح انتخاب کنندگاں کی تعداد ۲۲،۲۷،۲۲ سے بڑھ کر ۸۶،۳۵،۱۴۸ کو پہنچ گئی اور اندازہ یہ ہے کہ ان میں سے نصف سے زائد لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ نئے انتظامات کی جانچ کا موقع ۱۹۱۳ء کی پارلیمنٹی انتخابات سے ملا، پر جوش لوگوں نے ان انتخابات کو اس اعتبار سے مرحبا کہا کہ اطالوی تاریخ میں صحیح قومی نوعیت کے یہ پہلے انتخابات تھے۔ نتیجہ کلیتہً یقین افزا نہ ہوا، جن پچاس لاکھ ناخواندہ اشخاص کو حق رائے دہی عطا ہوا تھا، انھوں نے اپنے اس نئے اور غیر مانوس حق سے بہت کم کام لیا۔ باوجود آنکہ مختلف فریقوں نے تاحد امکان نئے رائے دہندگان سے رائے دلانے کی کوشش کی مگر جو لوگ رائے دینے گئے ان کا فیصد اکثر ۱۹۰۹ء کے انتخابات سے کم تھا۔ روما میں ۱۹۰۹ء میں فیصد پچاس تھا، مگر ۱۹۱۳ء میں صرف پینتیس نئے حق یافتہ عامۃ الناس کے کاملانہ طور پر یہ سمجھ لینے سے کہ انتخابی طریق کار کی پیچیدگیوں پر قابو نہیں حاصل ہو سکتا یا وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر قابو حاصل کیا جائے، نمایاں ثبوت اس امر کا ملتا تھا کہ قوم تمام بالغوں کی حق رائے دہی کے لئے تیار نہیں ہے اور اس لئے اس سے اس قانون کے مشتبہ ہونے کا بھی ثبوت ملتا تھا جس سے یہ جدت جاری کی گئی تھی۔ تیس برس میں، اطالیہ نے اقتصادی نشو و نما اور معاشرتی اصلاح کا وہ کارنامہ دکھایا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) عطا کیا جائے۔ اشتراکیوں نے درحقیقت کل بالغ عورتوں کے لئے حق رائے دہی کا مطالبہ کیا۔ اس موضوع پر کوئی تجویز منظور نہیں کی گئی اگرچہ ان مباحث کے نتیجے کے طور پر زنانہ تحریک نے نئی قوت حاصل کر لی۔

جس پر کوئی قوم فخر کر سکتی ہے لیکن باقاعدہ سیاسیات کے لئے اطالیوں کے ذوق نے ناکمل ترقی کی ہے اور انگریزوں یا فرانسیسیوں کے ایسے سیاسی اخلاق کی تعمیر کے لئے بہت زمانہ درکار ہوگا۔ مگر بہ حیثیت مجموعی یہ امر غیر نافع نہ ہوگا کہ امیر و غریب خواندہ و ناخواندہ غرض تمام قوم کے لئے مشترک حقوق اور ذمہ داریوں کے عمل میں لانے کے ذریعے سے سیاسی تجربہ اور سیاسی دور بینی حاصل کرنے کا موقع مہیا کیا گیا ہے[۱]

**پارلیمنٹی تنظیم و طریق کار**

دستور کے شرائط کے بموجب پارلیمنٹ کی کوئی ایک شاخ دوسری شاخ کے بغیر طلب نہیں کی جا سکتی، اور دونوں ایوانوں کے میقات ایک ساتھ شروع اور ختم ہونا چاہیے[۲]۔ سالانہ میقات کی کوئی شرط نہیں ہے مگر خزانہ اور نظم ونسق کی دوسری ضرورتوں کا اقتضا یہ ہے کہ کم از کم ایک میقات سال میں ضرور ہو۔ کبھی کبھی ایک میقات گاہ بگاہ کے دو وقفوں کے ساتھ پورے سال تک بلکہ دو سال تک رہتی ہے۔ سینیٹ میں صدر اور نائب صدر کی نامزدگی بادشاہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ معتمدین کا انتخاب ارکان خود اپنی تعداد میں سے کرتے ہیں۔

---

۱؎ - انتخابی اصلاح کے لئے دیکھو پیبے بانتونی: قانون انتخاب کی اصلاح (Pieban toni;
نیپلز ۱۹۰۹ء باندینی "انتخابی اصلاح و نیابت متناسبہ" La riforma della legge elettorale)
(Bandi, La riforma elettorale con la rappresentanza proporzion ale nelle
روما ۱۹۱۱ء سابینی "اطالیہ میں طرز نیابت کی اصلاح" (Sabini; La elezioni politich)
ٹیورن ۱۹۱۰ء - سیوتو پنتور "توسیع riforma del sistema elettorale in Italia)
حق رائے دہی و انتشار حق نیابت" (Siotto-Pintor "Estensione del suffragio e distri-
جریدہ قانون عامہ Rivista di Dritto buzione della rappresentanza)
دسمبر ۱۹۱۱ء "اصلاح انتخاب اصول نیابت سیاسیہ و انتخابات بیسویں صدی
میں" (La riforma del regime elettorale e le dottrine della rappresentanza
روما ۱۹۱۳ء بسنہ ۱۹۱۲ء کا قانونی تجزیہ Politica e dell' elettorato nel secolo xx )
چیلنتانو اپنی کتاب "نئے قانون انتخابات کا تنقیدی مطالعہ" (Celentano; Studio critico della
روما ۱۹۱۴ء - And the results of the First nuova legge elettorale Politica)
elections held under ih(1913) are consideied in A. Ruiz I resultati del
primo esperimen- to dell' allargato suffragio politico in Riv di Diritto
Publico Nov-Dec 1913.

۲؎ - دفعہ ۴۸۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Modern Constitution جلد دوم صفحہ ۱۲۔

دارالنائبین میں کل عہدہ دار دوران میقات کے لئے ارکان کی جانب سے منتخب ہوتے ہیں۔ دارالنائبین کے صدر کو اگرچہ بعض اہم مجالسِ ذیلی کے تقرر کا اختیار ہوتا ہے جیسے قواعد کی مجلس یا متنازعہ انتخابات کی مجلس، مگر صدر جب تک کام کرنے کے لئے راضی ہوتا ہے، فریقانہ تعلقات کے لحاظ کے بغیر عام طور پر اس کا کرر انتخاب ہوتا رہتا ہے جس طرح کہ برطانی دارالعوام کے صدر کا انتخاب ہوا کرتا ہے۔ دارالنائبین کے ارکان نو اجزا میں منقسم ہیں اور سینات کے پانچ اجزا ہیں۔ ہر دو ماہ کے بعد قرعے کے ذریعے سے نئی تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ ان اجزا کا فرض خاص یہ ہے کہ وہ ان مجالس ذیلی کا انتخاب کریں جن کے انتخاب کے لئے کوئی دوسرا قاعدہ نہ قرار دیا گیا ہو۔ ہر ایک ایوان میں تمام مجالسِ ذیلی میں سب سے زیادہ اہم مجلس یعنی موازنے کی مجلس کل ارکان کی طرف سے براہِ راست منتخب ہوتی ہے۔ ایوانِ زیریں میں بعض دوسرے ذیلی مجالس بھی اسی طریق پر منتخب ہوتے ہیں اور جیسا کہا جا چکا ہے، قواعد اور انتخابات سے متعلقہ مجلسوں کا تقرر صدر کی جانب سے ہوتا ہے مگر مختص تجویزوں پر غور کرنے کے لئے خاص طور پر جو مجالس ذیلی بنائے جاتے ہیں، وہ مختلف حصوں کے ارکان سے مرکب ہوتے ہیں بشرطیکہ ایوان کوئی دوسرا طریقہ معین نہ کردے۔

ہر ایوان طریق کار کے متعلق خود اپنے قواعد بناتا ہے۔ دستور میں یہ شرط ہے کہ اجلاس علانیہ ہونگے (مگر اس میں یہ بھی شرط ہے کہ دس ارکان کی تحریک پر خفیہ اجلاس ہو سکتے ہیں)۔ اطالوی سرکاری زبان ہوگی۔ کسی ایوان کا کوئی اجلاس یا اس کا کوئی فیصلہ اس وقت تک جائز نہ ہوگا جب تک کہ ارکان موجودہ کی کثرتِ مطلق سے ایسا نہ ہو۔ اور کوئی ایوان کسی وفد کو باریاب نہ کرے گا اور نہ قانون ساز ارکان، وزرا، اور ماموران حکومت کے سوا کسی اور شخص کا کوئی بیان سنے گا۔[1] شرط

---

[1] دفعات ۵۲۔۶۴، ۵۹ تا ۶۲۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitution) جلد دوم صفحات ۱۲۔۱۳۔ عملاً ارکان کی کثرتِ مطلق کی موجودگی کی شرط بعض اوقات نظر انداز کردی جاتی ہے۔

مزید یہ بھی ہے کہ نائبین بہ حیثیتِ مجموعی قوم کی نمایندگی کریں گے نہ کہ ان حلقوں کی جن سے ان کا انتخاب ہوا ہو اور اس غرض کے لئے انتخاب کنندگان پر کوئی پابندکن ہدایت نہیں عاید کر سکتے۔ رائیں کھڑے ہو کر یا منقسم ہو کر یا خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے دی جاتی ہیں؛ یہ آخری طریق مسودات قوانین کے تمام آخری فیصلوں کے لئے اور شخصی نوعیت کے تجاویز کے لئے لازمی ہے۔

دونوں ایوانوں کو متوازی اختیارات حاصل ہیں یعنی قانون بننے کے لئے تمام تجاویز کے واسطے یہ ضروری ہے کہ دونوں ایوان ان پر غور کریں اور انھیں منظور کریں۔ سینات کو نیم عدالتی نوعیت بھی حاصل ہے اور یہ دستور کی ایک شرط کے بموجب جس سے تاج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ سینات کو ان مقدمات کی سماعت کے لئے عدالتِ عالیہ بنادے جن میں غداری یا تحفظ سلطنت کے خلاف کوششوں کا الزام عاید ہو، اور یہی حال ان وزرا کے خلاف مقدمے کا ہے جن پر ایوانِ ادنیٰ مقدمہ چلانے کی کارروائی کرے۔ انگلستان کی طرح، جو مسودات قوانین صریح عدالتی نوعیت کے ہوتے ہیں وہ اولاً ایوانِ بالائی میں پیش ہوتے ہیں لیکن تمام رقمی مسوداتِ قوانین اولاً دارالنائبین میں پیش ہونا چاہئیں اور جیسا کہ ظاہر کیا جاچکا ہے کہ متفرق نوعیت کے تجاویز کا بہت بڑا حصہ اولاً دارالنائبین ہی میں نمودار ہوتا ہے۔ بالطبع اکثر مسوداتِ قوانین خاصکر اہم مسودات، وزیرِ اعظم یا کوئی دوسرا وزیر یا معتمد پیش کرتا ہے مگر غیر وزارتی ارکان انگلستان کے بہ نسبت یہاں زیادہ کثرت سے مسودات پیش کرتے ہیں۔ یہاں کے ارکان فریقانہ انضباط سے اس قدر مقید نہیں ہیں، جس قدر انگریزی پارلیمنٹ کے ارکان مقید ہیں۔ علاوہ ازیں، وزارت عام طور پر اپنی میعاد کے متعلق اس قدر غیر متیقن ہوتی ہے کہ وہ اپنے کو اس قدر آزاد نہیں سمجھتی کہ جو ارکان تجاویز پیش کرنے کے خواہاں ہوں انھیں روک دے۔ جو رکن ذاتی طور پر کوئی مسودہ پیش کرنے کی خواہش کرتا ہے اسے پہلے منظوری لینا ہوتی ہے؛ سینات میں یہ منظوری رائے دینے والے ارکان کے دو خمس سے حاصل ہوتی ہے اور دارالنائبین میں نو اجزاء میں سے تین کی منظوری سے

وزارت جب کسی مسودۂ قانون کے نسبت ناموافق میلان رکھتی ہو اس وقت بھی کسی خانگی رکن کو ایوانوں کے سامنے اپنے مسودات کے پیش کرنے سے روکنے کی سعی مناسب نہیں ہوتی پس کمتر ایسا ہوتا ہے کہ ضروری منظوری نہ دی جائے، ضوابط کارروائی اور عضوی قوانین کی ابتدا تقریباً لابدی طور پر حکومت کی جانب سے ہوتی ہے مگر بہت سے معمولی قوانین کا آغاز ان تجاویز سے ہوتا ہے جو ایسے نائبین یا سینائی پیش کرتے ہیں جن کا تعلق وزارتی گروہ سے نہیں ہوتا[1]

**نظمِ عدالت** دستورِ سلطنت میں عدالتی نظم و نسق سے متعلق وسیع شرائط موجود ہیں جن سے شہریوں کے حقوق اچھی طرح محفوظ ہو جاتے ہیں یہ جلیل القدر مجموعہائے ضوابط جو قانونِ دیوانی، قانونِ فوجداری قانونِ تجارتی، ضابطۂ دیوانی اور ضابطۂ فوجداری پر مشتمل ہیں ۱۸۶۵ء اور ۱۸۸۹ء کے درمیان مختلف اوقات میں وضع ہوئے ہیں۔ انہیں ملک کے مختلف حصص کے قوانین میں یکسانی پیدا کرنے کی سعی کی گئی ہے، اور جو مختلف عدالتیں ۱۸۶۱ء سے قبل کے دور کی چلی آرہی ہیں ان میں (زیادہ تر فرانسیسی نمونے کے بموجب) ایسی عدالتوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے جو ملک کو پوری عدالتی نظموں میں ایک نہایت ہی مبسوط نظم عطا کرنے کے لئے کافی ہے۔

سب سے پہلے، ملک ۱۵۲۰ حلقوں ۱۶۲، عدالتی اضلاع اور ۲۰ مرافعتی حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، ہر ایک حلقے میں ایک نظامت ہے جو مقدماتِ دیوانی میں مقدمات بداطواری میں اور ان جرایم میں اختیار عدالتی عمل میں لاتی ہے جن کی سزا تین ماہ کی قید ایک برس سے زائد

---

[1] ۔ اطالوی قانون سازی کی تاریخ سب سے بہتر طور پر کاپوتسیو اور ماکولان نے پیش کی ہے :۔ اطالوی قوانین ۱۸۶۱ء تا ۱۹۱۷ء کا سنہ وار اشاریہ"

Capuzio e Maculan: Indice sistamatico cronologico della Legislazione Italiana 1861-1917. روما ۱۹۱۸ء۔

جلا وطنی یا ہزار لیرہ جرمانہ سے زیادہ نہیں ہے۔ چھوٹے چھوٹے دیوانی مقدمات ہیں جن میں رقم سو لیرہ سے زیادہ نہیں ہوتی اختیار سماعت ناظمان ان کو حاصل ہے جو درخواست پر ہر رقم کے مقدمے میں حکم بھی بن سکتے ہیں۔ تیرہ بڑے شہروں میں سے ہر ایک شہر میں ایک نظامت ہے جو خالصتہً تعزیری اختیارات عمل میں لاتی ہے۔ نظامت سے بالاتر تعزیری عدالتیں ہیں جو ۱۶۲ عدالتی ضلعوں میں سے ہر ایک ضلع میں ایک ایک ہیں۔ یہ ان جرموں کے لئے سماعت اول کی عدالت ہیں جن میں زیادہ سے زیادہ دس برس قید کی سزا یا ہزار لیرہ تک جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے اور یہ عدالتیں نظامت کے فیصلوں کے مرافعات کی سماعت کرتی ہیں۔ اس سے قریبی تعلق رکھنے والی موقتی عدالتیں (Assizes) ہیں جنھیں ان مقدمات میں ابتدائی اختیار حاصل ہے جن میں جنھم قید یا کم سے کم پانچ برس سے زیادہ اور انتہائی دس برس سے زیادہ قید ہو۔ اس حالت کے سوا جبکہ سینات بہ حیثیت عدالت عالیہ کے منظم ہو ان عدالتوں کو مطابع کے تمام جرائم اور تحفظ سلطنت پر حملے سے متعلقہ تمام مقدمات میں خالصتہً اختیار حاصل ہے۔ عام طور پر موقتی عدالتیں جوری سے کام لیتی ہیں۔ محض رسمی طرز کار کے سوا اور کسی بنا پر ان کے فیصلوں کا کوئی مرافعہ نہیں ہو سکتا اور مرافعہ ہو تو یہ مرافعہ صرف روما کی عدالت تنسیخ میں ہوتا ہے۔ ان مقدمات کے علاوہ جن کا فیصلہ موقتی عدالتوں میں ہوا ہو، تعزیری عدالتوں کا مرافعہ بس عدالتہائے مرافعہ میں ہوتا ہے۔

اس نظم کے چوٹی پر پانچ عدالتہائے تنسیخ ہیں جو عملاً خودمختار ہیں اور تاریخی صدر مقامات ٹیورن، فلورنس، نیپلز، پالرمو اور روما میں واقع ہیں۔ ان میں سے ہر ایک عدالت اپنے اپنے حدود کے اندر ان تمام مقدمات میں آخری اختیار عمل میں لاتی ہے جن میں معمولی قانون دیوانی کے انطباق میں غلطی کا سوال پیدا ہو گیا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ روما کی عدالت تنسیخ کو مختلف عدالتوں کی اہلیت کے تصادمات، عدالتوں اور انتظامی حکام کے تصادمات، ایک عدالت سے

دوسری عدالت میں مقدمات کے انتقال، فوجداری کے مقدمات میں غلطی احکام اور مختلف دوسرے خاص معاملات سے متعلق خالصتہً اختیار حاصل ہے، مگر اس کے علاوہ اور طرح پر یہ پانچوں عدالتیں رتبے اور فرائض میں برابر ہیں۔ ان میں سے ایک عدالت سے دوسری عدالت میں مرافعہ نہیں ہوتا اور ایک عدالت جو فیصلے کرتی ہے ان سے ایسے نظائر نہیں قائم ہوتے جنھیں تسلیم کرنے پر دوسری عدالتیں مجبور ہوں۔ درحقیقت، اطالوی عدالتی نظم کی ایک نہایت ہی نمایاں ہیئت مرکزیت کی کمی ہے، لیکن اتنا اضافہ کر دینا کیا ہے کہ ۱۹۲۲ء کے بعد سے مرکزیت کا جو اصول صریح طور پر حکومت کے تمام دوسرے محکموں میں سرایت کرتا جا رہا ہے اسے بتدریج نظم عدالت پر بھی فتح حاصل ہوتی جا رہی ہے۔

براعظم کے دوسرے ممالک کی طرح، اطالیہ میں بھی عام اور خاص قانون میں شدید فرق برقرار ہے، لیکن معمولی اور انتظامی عدالتوں کے درمیان تفریق فرائض اس قدر صریح التعین نہیں ہے جس قدر فرانس اور دوسرے ملکوں میں ہے۔ درحقیقت، ۱۸۶۵ء میں ان ریاستوں کی بقیہ انتظامی عدالتیں منسوخ کر دی گئی تھیں جو بادشاہی کے اندر شامل کر لی گئی تھیں اور یہ انتظام ہوا تھا کہ معمولی عدالتیں فوجداری کے تمام مقدمات میں اور دیوانی کے ان مقدمات میں جنھیں حسب فیصلہ مجلس مملکت کوئی دیوانی یا سیاسی حق داخل ہو غیر محدود اختیار عمل میں لائیں گی۔ اس نظم کا عمل کمزور رہا اور ۲ جون ۱۸۸۹ء اور یکم مئی ۱۸۹۰ء کے قوانین کے رو سے مجلس مملکت کا حصہ انتظامی عدالت کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے علیحدہ کر دیا گیا (یہ حصہ صدر اور آٹھ مشیروں پر مشتمل تھا جنھیں بادشاہ نے نامزد کیا ہو) اس کے ساتھ ہی صوبہ دار اور اس کے بعض مددگاروں کی مجلس کو کمتر درجہ کے کچھ انتظامی اختیار سماعت عطا کئے گئے۔ اب عملاً صورت حال یہ ہے کہ انتظامی عہدہ داروں کے افعال کا جواز قانونی اگر زیر بحث ہوتا ہے تو اگر سوال خانگی حق کا ہوتا ہے تو معمولی عدالتیں اپنا اختیار عمل میں لاتی ہیں اور اگر یہ سوال محض خانگی مفاد سے متعلق ہوتا ہے

تو اس کا فیصلہ عدالت انتظامی کرتی ہے۔ برِاعظم کے اکثر ممالک میں وہ تمام مقدمات جن میں عہدہ داروں کے افعال کا جواز قانونی زیرِ بحث ہوتا ہے سب کے سب انتظامی عدالتوں کے حدود میں آجاتے ہیں۔

عدالتی نظم خاص طور پر قابلِ اطمینان نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فرانس کے نظم سے صاف طور پر کمزور درجے کا ہے۔ ایک اعلیٰ عدالت کے یکسان اثر کا نہ ہونا ایک بیّن وقت ہے۔ ججوں کے بنائے ہوئے قانون کے خلاف قومی تعصب عدالتی رواج کی ترقی میں مانع ہے۔ اس سے بھی اہم یہ ہے کہ جج حکومت کے حکم سے ایک عہدے سے دوسرے عہدے پر منتقل کیے جا سکتے ہیں، اور اس لئے وہ عاملانہ اقتدار سے اس درجہ آزاد نہیں ہیں جس درجہ ہونا چاہیئے تھا۔ (اگرچہ یہ ضرور ہے کہ دستورِ سلطنت کے شرائط کے بموجب تین برس کی خدمت کے بعد (سب سے نیچے درجہ کی عدالتوں کے ججوں کے علاوہ) وہ ہٹائے نہیں جا سکتے، اور قانون تحریری کے رو سے وہ صرف جرم یا ادائے فرض کی غفلت کی وجہ سے ہٹائے جا سکتے ہیں اور یہ بھی صرف رومائی عدالت تنسیخ کی رضامندی سے)[1]

**مقامی حکومت صوبہ:** ایک زمانہ تھا کہ اپنے تاریخی ملکی نفسیات میں اطالیہ کی بنیاد مقامی حکومت کی فطری اور سودمند غیر مرکزیت پر تھی لیکن اس سے نفع حاصل کرنے کے بجائے موجودہ بادشاہی کے بانیوں نے مملکت کو ایک ڈھوئی ہوئی تختی کے مماثل بنا دیا اور ملکی نفسیات اور حکومتی اعضا کا ایک جدید و باقاعدہ سلسلۂ مدارج قائم کیا۔ ۲۰ مارچ ۱۸۶۵ء کے ایک جلیل القدر قانون نے صوبے اور کمیون کی تنظیم کا ایک نظم جاری کیا جس کے خصائص اصلیہ کچھ تو بلجیم سے لیئے گئے تھے مگر زیادہ تر فرانس سے ماخوذ تھے۔ مختلف مقامی کارکنوں کے فرائض و تعلقات کو ۳۰ دسمبر ۱۸۸۸ء کے

---

[1] لوئل: "حکومتیں اور فرق" Governments and Parties جلد اول، صفحہ ۱۷۰-۱۷۸۔

قانون کے بموجب وسعت دی گئی اور واقعاً انھیں موجودہ شکل میں لایا گیا، جولائی ۱۹۰۹ء اور ۱۱ر جولائی ۱۸۹۴ء کے قوانین سے ان میں اضافہ و ترمیم ہوئی۔ چونکہ فرانسیسی نظم کی پیروی اس درجہ تک کی گئی ہے کہ دونوں نظموں کی مشابہت تقریباً مثنیٰ ہونے کی حد تک پہنچ گئی ہے اس لئے اطالوی نظم کے طولانی بیان کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

مقامی حکومت کے رقبات تعداد میں چار ہیں، صوبہ، ضلع، اور حلقہ اور کمیون۔ ان میں سے صرف اول اور آخر و تحجیب ہیں اور انھیں کسی حد تک خود مختاری حاصل ہے جس کی وجہ سے یہ ذی اقتدار بھی ہیں ضلع (جو ورژمل) فرانسیسی ضلع کے مماثل ہے، واقعاً ایک انتخابی قسمت ہے ملک کے اندر ۱۹۷ اضلاع ہیں مگر ان کے علاوہ صوبہ مانتوآ کے ۷۸ صوبے اور وینیشیا کے آٹھ صوبے کو نام کے سوا اور ہر طرح پر ضلع ہی ضلع سمجھنے چاہئیں۔ ۱۸۰۵ حلقے انتظامی اغراض کے لئے محض صوبوں کی زیر تقسیمیں ہیں۔

صوبے ۶۹ ہیں۔ ان کے رقبے بہت کچھ مختلف ہیں مگر اوسط آبادی ساڑھے چار لاکھ سے پانچ لاکھ تک ہے[1]۔ اطالوی صوبہ فرانسیسی صوبے سے بہت ہی مشابہ ہے۔ صوبے کا سرگروہ ایک صوبہ دار ہوتا ہے جس کا تقرر تاج کی طرف سے ہوتا ہے۔ فرانسیسی صوبہ دار کی طرح اطالوی صوبہ دار بھی ایک سیاسی عہدہ دار ہوتا ہے اور یہ امر واقعہ نہ صرف اس کے تقرر پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ اس کے عہدے کے کام پر بھی بہت کچھ اثر ڈالتا ہے۔ مرکزی حکومت کے نمایندے اور کارکن کی حیثیت سے وہ قوانین کی اشاعت اور ان کا نفاذ کرتا، صوبے کے نظم ونسق کی نگرانی کرتا، صوبجاتی مجلس کے میقاتوں کا افتتاح و اختتام کرتا، اس جماعت کے تجاویز کو منظور یا رد کرتا اور عام طور پر صوبے کے اندر حکومت

---

[1] اس بیان میں اس قطعہ ارض کا لحاظ نہیں کیا گیا ہے جو جنگ عظیم کے بعد اطالیہ کو حاصل ہوا ہے۔ ان مقامات میں مقامی حکومت کے انتظامات ۱۹۲۰ء تک نامکمل تھے۔

کے مفاد کا تحفظ کرتا ہے۔

ہر صوبے میں ایک مجلس میں سے ساٹھ ارکان تک کی ہوتی ہے جن کے انتخابات رائے دہی کے ایک ایسے نظم کے بموجب جو عملاً پارلیمنٹی انتخابات کے نظم کے مماثل ہوتا ہے، چھ برس کے لئے ہوتے ہیں، نصف ارکان کی ہر تیسرے برس تجدید ہوتی رہتی ہے۔ مجلس باقاعدہ طور پر سال میں ایک مرتبہ منعقد ہوتی ہے۔ رسماً ایک مہینے کا میقات ہوتا ہے مگر صوبہ دار کی جانب سے یا ایک وفد کی جانب سے یا ایک ثلث ارکان کی درخواست پر غیر معمولی اجلاس کسی وقت بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ صوبے کے معاملات پر رائے دینے کے علاوہ مجلس کے اختیارات بہت کم ہیں۔ کچھ حصہ اختیارات کا لازمی ہے، مثلاً شاہراہوں کا قایم رکھنا، ثانوی اور صنعتی تعلیم کی نگرانی، اور خیرات کی نگرانی میں شرکت؛ اور کچھ حصہ محض اختیاری ہے۔ چھ سے دس اشخاص تک کا ایک وفد یا ماموریہ ہے جس کا انتخاب مجلس کی جانب سے خود اسی کے ارکان میں سے ہوتا ہے اجلاسوں کے درمیانی زمانے میں مجلس کی نمایندگی ہوتی اور کار مفوضہ انجام پاتا ہے۔ صوبہ دار کی ایک مجلس جس میں حکومت کے مقرر کردہ تین ارکان ہوتے ہیں صوبہ دار کو مشورہ دیتی ہے، اس کے علاوہ چھ ارکان کی ایک ذیلی مجلس بھی اس کی مدد کرتی ہے جن میں سے چار کا انتخاب صوبے کی مجلس کی طرف سے ہوتا ہے اور بقیہ صوبہ دار کی مجلس سے لئے جاتے ہیں۔ اس ذیلی مجلس کا کام یہ ہے کہ صوبہ دار اور نائب صوبہ دار کو مقامی نظم ونسق کی نگرانی میں مدد دے اور انتظامی قانون کے تحت میں جو مقدمات پیدا ہوں ان کی سماعت کے لئے عدالت کا کام کرے۔ مجلس کی کارروائیوں کی نگرانی کا صوبہ دار کو اور ذیلی مجلس کو وسیع اور ایک معقول حد تک تمیزی اختیار حاصل ہے، اور صوبہ دار چونکہ خاصتہً مرکزی حکومت کا قائم مقام ہوتا ہے اس لئے اس سے بازپرس صرف اس کے رو ملکے بالادست کرسکتے ہیں [1]

**مقامی حکومت کمیون**

جس طرح فرانس میں ہے، اسی طرح یہاں بھی کمیون مقامی حکومتی تقسیمات میں سب سے زیادہ کم مصنوعی اور سب سے زیادہ پرزور رہے ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں ۸۳۲۳ کمیون تھیں، ان کے علاوہ سسرداینیہ

[1] Lowell; Governments & parties I, 170 178, Brusa Italien, in Marquardsen's Handbuch, 231-238; E. Pessina Manualider diritto penale italiano) (Naples, 1916).

میں چار برو تھے جو کمیونی تنظیم میں داخل نہیں تھے۔ آبادی کے لحاظ سے ہر کمیون میں پندرہ سے اسی ارکان تک کی ایک مجلس ہوتی ہے جن کا انتخاب چھ سال کے لئے ہوتا ہے، جن میں سے نصف ارکان ہر تیسرے سال کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔ یہ مجلس سال میں دو باقاعدہ اجلاس کرتی ہے مگر واقعاً بڑے شہروں میں اس سے زیادہ کثرت کے ساتھ اس کا اجتماع ہوتا رہتا ہے۔ نشستوں کے درمیانی زمانے میں اس کا کام ایک ذیلی مجلس کے ذریعے سے انجام پاتا ہے جو مجلس کی قراردادوں کو عمل میں لاتی، اس کے موازنے اور قوانین ضمنی کا مسودہ تیار کرتی ہے۔ مجلس کے اختیارات میں جو نہایت وسیع ہیں، سڑکوں، راستوں اور بازاروں کا قائم رکھنا، ابتدائی تعلیم کا بندوبست کرنا، غریبوں کی امداد کے انتظامات کرنا، پیدائش، موت اور انتخاب کنندگان کا درج کرنا، پولیس کے ضوابط اور قید خانوں کا قایم کرنا، اور مختلف حالات کے تحت میں دوسرے نہایت مختلف مسایل پر توجہ کرنا۔ اس کی اختیاری سرگرمیوں کی وسعت تقریباً نامحدود ہے، یہ مجلس تماشہ گاہیں جاری کر سکتی، نوادرخانے قایم کر سکتی، عام تفریحات میں مدد دے سکتی اور درحقیقت مقامی معاملات اور مقامی سرمائے کے خرچ میں ہر ایک حد تک جا سکتی ہے[1]۔ خاص عہدہ دار کے طور پر ہر کمیون میں ایک میرلد ہوتا ہے۔ ۱۸۹۶ء تک یہ تھا کہ کمیون کی آبادی اگر دس ہزار سے زیادہ ہو یا وہ صوبے کا دارالصدر ہو تو کمیون کی مجلس خود اپنے ہی ارکان میں سے میرلد منتخب کرتی تھی، بصورت دیگر اس کا تقرر ارکان مجلس میں سے بادشاہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ کمیونوں کی زیادہ تعداد میں یہی آخرالذکر طریق کار جاری تھا۔ ۱۸۹۶ء کے بعد سے میرلد کا انتخاب تمام کمیونوں میں مجلس کی طرف سے ہونے لگا ہے، یہ انتخاب تین برس کے لئے ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک معتمد ہوتا ہے جو اولاً دو برس کے لئے ہوتا ہے مگر بعد میں چھ برس سے کم مدت کے لئے نہیں ہوتا۔ اس امر واقعہ

---

[1] مقامی ارباب اقتدار کے فضول خرچیوں کے متعلق کنگ اور اوکے کی کتاب "آج کی اطالیہ" King and Okey: Itaiy today صفحہ ۲۶۷ دیکھنا چاہیے۔

کے باوجود کہ میر بلد کا انتخاب اب لابدی طور پر کمیون کی مجلس کی طرف سے ہوتا ہے مگر وہ اب مقامی جماعت کے عاملانہ سرگروہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ صوبہ دار کے مانند وہ بھی قومی حکومت کا ایک کارکن سمجھا جاتا ہے اور نہایت غیر معمولی حالات کے سوا، اس کی علیحدگی صرف صوبہ دار کی منظوری سے ہو سکتی ہے اس سے بازپرس صرف اس کے بالادست کر سکتے ہیں اور اس پر مقدمہ صرف تاج کی منظوری سے چل سکتا ہے۔[1]

---

[1] اطالیہ کی مقامی حکومت کے مختصر حالات کے لیے لوئل کی کتاب "حکومتیں اور فرق" (Governments and Parties) جلد اول صفحہ ۱۶۸-۱۷۰، اور کنگ اور آوکے کی کتاب آج کی اطالیہ Italy today باب چہاردہم دیکھنا چاہیے۔ مفصل کیفیت کے لیے گویرا: اطالیہ میں انتظام عامہ" Guerra: L' Amm strazione publica in italia فلورنس ۱۸۹۲ء؛ گریکو: "اطالیہ کا جدید انتظامی قانون" (Greco: Lanuova diritto amministrative italiano) نیپلز، ۱۸۹۶ء؛ بعد کے ارتقا اور مزید تبدیلیوں کی ضرورت کو ابی گینتو نے اپنی کتاب "اطالیہ میں انتظامات عامہ کی اصلاح" Abigncnto; La riforma dell' amministrazione Publica in Italia پادوی ۱۹۱۵ء میں واضح کی ہے۔ And G. Valenti: "Unita politica e decentramento anninistrativo" in Rivista d' Italia jnly 1914.

# باب سی ام

## گروہ بندی و سیاسیات

**کوئی رینال[1] اور ویٹیکان**

جو شخص اطالیہ کی سیاسی زندگی کو سمجھنا چاہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ابتدا ہی میں اس صورت حالات پر غور کرے جو اس ملک میں موجود ہے اور جس کی کوئی نظیر کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ کلیسا اور مملکت کے تعلقات کی وجہ سے دوسرے ممالک میں یہی مشکلات پیش آئے ہیں مگر اطالیہ کے سوا کوئی اور ملک ایسا نہیں ہے جس کے حدود کے اندر ایک جداگانہ رقیبانہ اور صاحب اقتدار کلیسائی حکومت موجود ہو۔ اطالوی بادشاہی کا دارالسلطنت کینیولگی بادشاہی کا بھی دارالسلطنت ہے، وہ ایک ایسی حکومت کا مستقر ہے جو نہ صرف سلطنت اطالیہ کی حکومت سے

[1] ۔ یہ محل شاہی خاندان کی جائے اقامت ہے۔ پہلے یہ پاپائی مسکن تھا۔ یہ نام اکثر استعارةً (جیسا کہ اس موقع پر ہے) پاپائی اختیار سے ممیز اطالیہ کے اندر ملکی و دنیوی اختیار کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

آزاد ہے بلکہ روایتاً اس کی معاندہے۔ یہ صورت حالات ۱۸۷۰ء سے قائم ہے جب کہ وکٹر عمانوئیل دوم کی مسلح فوجیں روما کے گرد اگرد کی چھوٹی سی پاپائی مملکت کے حدود سے گزر کر شہر میں داخل ہوگئیں اور چند واریں متحدہ اطالوی قوم کے اقتدار اعلیٰ کی مخالفت کو زیر کرلیا۔ اس کا مقصد پوپ کو اس ابدی شہر سے خارج کرنا نہیں تھا اور نہ اس کے روحانی فرائض کے آزادانہ عملدرآمد میں مداخلت کرنا اس کا مقصود تھا، بلکہ غرض صرف یہ تھی کہ اس نئی بادشاہی میں اس قطعہ ارض کو شامل کرلیا جائے جو اس کی وحدت کے لئے شرط لازمی تھی، اور مستقر کو اس کے صحیح و لازمی مقام یعنی روما میں لایا جائے۔

سرگروہ کلیسا کے نقصانات کی تلافی کرنے اور اسے آئندہ کی خود مختاری و تحفظ کا یقین دلانے کے لئے، پارلیمنٹ نے اوائل ۱۸۷۱ء میں ایک "وسیع قانون ضمانت ہائے پاپائی" منظور کیا جو کتاب قوانین پر آج تک ثبت ہے[1]۔ اس قانون کے بموجب پوپ کو بادشاہ سے مساوی درجہ پر پورا اقتدار اعلیٰ حاصل رہتا اور اس کی ذات ناقابل تعرض ہوتی۔ (مستقر پوپ) اور لیٹرن کے محلات دائماً اس کے قبضے میں رہتے، اور تمام ملحقہ عمارات، نوادر خانے، کتب خانے، باغ اور اراضی (جن میں کلیسائے سنت پطرس بھی شامل تھا۔ اسی میں شامل ہوتے، اس کے ساتھ روما کے سترہ میل جنوب مغرب البنو کے قریب گاندولفو کی گڑھی بھی شریک ہوتی۔ یہ جائیداد محصول اور سرکاری اغراض کے لئے حاصل کئے جانے سے بری ہوتی، اور پاپائی اجازت کے بغیر سلطنت کا کوئی عہدہ دار یا گماشتہ سرکاری حیثیت سے ان مخصوص محلات اور ان کی زمینوں یا کسی ایسی جگہ پر جہاں تخلیہ کی مجلس مذہبی ہورہی ہو قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ دنیاوی مملکت فنا ہو جانے سے جو مالی نقصان ہوتا اسے رفع کرنے کے لئے سوا پینتیس لاکھ لیرہ سالانہ سرکاری قرضے کی کتاب میں مسندِ مقدس

---

[1] انگریزی ترجمہ ڈاڈ کے "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) جلد دوم صفحات ۱۷-۲۱ میں طبع ہوا ہے۔ اس تحریر کا پورا نام فرمانروا امام اور مسند مقدس کے امتیازات کی ضمانت اور کلیسا اور سلطنت کے تعلقات کا قانون ہے۔

کی دائمی و ناقابلِ انفکاک آمدنی کے طور پر داخل کیا جاتا۔ یعنی قومی خزانے سے پوپ کو دائماً یہ سالانہ مدد ملتی رہتی۔ آخری امر یہ ہے کہ پوپ اپنی روحانی سرگرمیوں کے معاملے میں حکومت اور ان کے گماشتوں کی ہر طرح کی مداخلت سے بری ہوتا۔ پوپ اپنے جداگانہ ڈاک خانے اور تار گھر رکھ سکتا تھا، یا پائی ٹکٹ کے ساتھ مراسلات کے مہر شدہ پلندے بھیج سکتا تھا خواہ براہ راست خواہ اطالوی ڈاک کے ذریعے سے اپنے قاصد روانہ کر سکتا تھا جو اطالوی بادشاہی کے اندر غیر ملکی حکومتوں کے قاصدوں سے مساوی درجہ پر ہوتے۔

مزید براں کلیسا کی حیثیت کی تعریف عام طور پر اس طرح کی گئی تھی کہ وہ کاوؤر کے اس انتہائے خیال کو پہنچ جائے کہ ایک آزاد سلطنت کے اندر ایک آزاد کلیسا ہو۔ کلیسائی اغراض کے لئے جمع ہونے کے متعلق کیتھولک پادریوں پر سے تمام قیود اٹھا دیئے گئے۔ مشروط استثنا کے ساتھ اساقفہ کے تقررات اور منظوری اور مذہبی کارروائیوں کے لئے ملکی اجازت کی تمام صورتیں ساقط کر دی گئی تھیں[1]۔ سلطنت نے اسقفوں کی نامزدگی کے قدیمی حق سے دست برداری کر دی اور اب اسقفوں سے بادشاہ کی وفاداری کا تقاضا نہیں کیا جاتا تھا۔ مذہبی انضباط کے معاملے میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ کلیسائی حکام کے فیصلوں کے مرافعہ ملکی عدالتوں میں نہ ہونگے لیکن اگر کلیسائی فیصلہ یا عمل سے سلطنت کے قانون کی خلاف ورزی ہوتی ہو، یا نظم عامہ بدل جاتا ہو یا افراد کے حقوق میں مداخلت ہوتی ہو تو وہ فیصلہ یا فعل از خود بے اثر ہو جاتا۔ درحقیقت کلیسا کے لئے بہت بڑی حد تک آزادی اور تفرد کی ضمانت کر دی گئی تھی مگر اس کے ساتھ ہی اسے اتنا حق نہیں دیا گیا تھا کہ وہ قانون عامہ کی حد سے باہر ہو جائے۔ اگر اس کے افعال یا تجاویز سے قابل تعزیر جرم پیدا ہوتا ہو تو وہ افعال و تجاویز معمولی ضابطۂ فوجداری کے شرائط کے تابع تھے[2]۔

---

[1] ۱۸۷۱ء کے بعد سے حکومت نے اساقفہ کے تقررات کا جس طرح استعمال کیا، اس کے متعلق کنگ اور اوکی کی کتاب۔ آج کی اطالیہ (Italy Today) صفحہ ۲۵۲ دیکھنا چاہئے۔

[2] ۱۳ جولائی ۱۸۹۴ء کے ایک قانون نے اطالوی ضابطۂ فوجداری کے دفعات ۱۸۲۔۲۷۰ میں اس طرح ترمیم کر دی کہ کلیسائی ارکان سلطنت پر تحریری یا تقریری حملوں کے لئے یا بدنظمی کے اشتعال پر چھ ماہ سے پانچ برس تک کی قید یا ایک ہزار سے تین ہزار لیرتک کے جرمانہ کے مستوجب ہوں گے۔

وکٹر عمانوئل اور اس کے مشیروں کو یہ ایک معقول قرار داد معلوم ہوئی مگر پوپ پیوس نہم نے اسے قبول کرنے سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ اپنے جائز مقبوضات اور اپنی حقیقی آزادی سے محروم کر دیا گیا ہے اور اگرچہ وہ خود اپنی کوششوں سے انھیں واپس لینے کے قابل نہیں تھا مگر اسے امید یہ تھی اور ایک معقول زمانے تک وہ اس کا متوقع رہا کہ وہ کسی کیتھولک سلطنت (اغلباً فرانس) کی مدد سے انھیں واپس لے لیگا۔ ضمانتوں کے قانون کو قبول کر لینا غارت گری کو تسلیم کر لینے کے مرادف تھا۔ لہذا پیشوائے مذہب (پوپ) نے کسی قسم کی رقم لینے سے انکار کر دیا اور خود کو ایک قیدی کی طرح مستقر پاپائی میں بند کر دیا تا آنکہ وہ اتنا بھی نہیں کرنا چاہتا تھا کہ جس زمین پر بادشاہ کی حکمرانی ہو اس پر قدم رکھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جسے تسویہ باہمی پر مبنی دو فریقی قرار داد سمجھا گیا تھا وہ ایک طرفہ حالت معلقہ ہو گئی جس پر حکومت بدستور قایم رہی مگر پاپائی حکام جہاں کہیں ممکن ہوا اسے نظر انداز کرتے رہے۔ جب کیتھولک دول کی متواتر التجائیں، ناکام رہیں تو مستقر پاپائی نے آخر الامر وقت اندازی کی روش اختیار کی اور ۱۸۸۳ء میں پوپ لیو سیزدہم نے ایک حکم شایع کیا جس میں یہ اعلان کیا تھا کہ پارلیمنٹی انتخابات میں رائے دینا یا شاہی حکومت کے تحت میں کوئی عہدہ حاصل کرنا کیتھولکوں کے لئے نامناسب ہے۔ بارہ برس بعد اسی پوپ کے ایک دوسرے حکم نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور جن سیاسی سرگرمیوں کو پہلے محض "ناموزوں" کہا گیا تھا انھیں صاف طور پر ممنوع قرار دیدیا گیا۔ مقصد لازماً یہی تھا کہ حکومت میں دقت ڈالی جائے اور اس کی عمومی تائید کو کمزور کیا جائے لیکن اثر اتنا زیادہ نہیں ہوا جتنی خواہش کی گئی تھی۔ بہت سے وفادار کیتھولکوں نے ان احکام سے سخت بیزاری کا اظہار کیا اور عام طور پر ان احکام کی پابندی نہیں کی گئی۔ تاہم وہ اس جانب راجع ہو گئے کہ محبان وطن اور وفادار کیتھولکوں کے درمیان ایک خط کھینچ دیں ایک جانب جہاں اطالیوں کا بیشتر حصہ اپنے کو کیتھولک کہتا رہا، وہاں کلیسا نے قومیت کی مخالفت کر کے ان لوگوں پر اپنے اقتدار کو کمزور کر دیا۔ دوسری جانب بہت سے اچھے اور ایماندار اشخاص کے عقیدۃً

سیاسیات سے کنارہ کش رہنے کی وجہ سے اطالوی حکومت ایسے لوگوں کے قبضے میں آگئی جو اگر مذہب کے مخالف نہیں تھے تو اس کی جانب سے بے پروا ضرور تھے اور اس طرح سلطنت کمزور ہوگئی[1]

جیساکہ تشریح کیجاچکی ہے سیاسی سرگرمی پر سے پاپائی لعنت اٹھالیگئی ہے اور سقر شاہی کیجانب مستقر پاپائی کا احساس سابق کے بہ نسبت کم تلخ ہوگیا ہے مگر بااین ہمہ اس انشقاق کا اندمال نہیں ہوا۔ ان دونوں ارباب اقتدار میں کسی قسم کے براہ راست تعلقات نہیں ہیں۔ پوپ بظاہر بادشاہ کی حفاظت قبول کرنے سے اس طرح انکار کرتا ہے کہ شاہی سرزمین میں داخل نہیں ہوتا اگرچہ واقعاً وہ ہمہ وقت سلطنت کے اس وسیع وعام تحفظ کے تحت میں زندگی بسر کرتا ہے جو ضمانتوں کے قانون میں قرار دی گئی ہے امداد سالانہ کی ایک پائی بھی قبول نہیں کی گئی ہے اور بازگشت کے قاعدے کے بموجب حکومت ہر پانچویں سال پاپائی مد کی جمع شدہ رقم کو اپنے صرف میں لے آتی ہے۔ اگر پوپ بینڈیکٹ نے سنہ ۱۹۲۰ء کے ایک عام گشتی کے خط میں اس حکم کو منسوخ کردیا کہ کوئی کیتھولک حکمران شاہ اطالیہ سے روما میں ملاقات کرے مگر اس خط میں اسے یہ موقع بھی مل گیا کہ دنیاوی اقتدار سے متعلق مسند مقدس کے دعاوی کو مکرر بیان کرے اور یہ استدعا کرے کہ جب بین الاقوامی امن ایک مرتبہ پوری طرح قایم ہوجائے تو ان "غیر معمولی حالات" کا خاتمہ کردیا جائے جو سرگروہ کلیسا پر اثر انداز ہیں۔ اس صورت حال نے اطالیہ کے سیاسی خیالات کو خراب کردیا اور قوم کے سیاسی ارتقاء کو روک دیا ہے اور کلیسا کے لئے یہ اس سے کم مضر ثابت نہیں ہوا جتنا سلطنت کے لئے مضر ثابت ہوا ہے[2]۔

---

[1] ہیز "جدید یورپ کی سیاسی و معاشرتی تاریخ" (Hayes : Political and Social History of Modern Europe,) جلد دوم صفحہ ۳۰۲۔

[2] یہ حالت اس عہد نامہ سے بدل گئی جو مسولینی اور پوپ کے درمیان سنہ ۱۹۳۱ء میں ہوا۔ دیکھو (Annual Report ? سنہ ۱۹۳۱ء (Statesman's year Book) سنہ ۱۹۳۱ء۔

[3] اطالیہ میں کلیسا اور سلطنت سے متعلق مختصر مباحث کے لئے کتب ذیل دیکھنا چاہئیں

**۱۹۱۴ء تک کا فرقیانہ ارتقاء**

ملوکیت اور پاپائیت کا تصادم حکومت کے عادتی عمل کو باطل کر دینے کے لئے آخر الذکر کی کوشش اور اس کے ساتھ اطالوی قوم کی سیاسی ناتجربہ کاری مقامی روایات، فرقہ بندی کے میلانات ان سب کا ماحصل یہ ہوا ہے کہ فرانس کی طرح اطالوی بادشاہی میں اس وقت کثیر التعداد سیاسی فرقے ہیں اور انکی رکنیت اور لائحۂ عمل عاجلانہ حیرت انگیز تغیرات کے تابع ہیں سنہ ۱۸۷۰ء سے جب کہ ملک کا اتحاد مکمل ہوا سنہ ۱۸۷۶ء تک قوم کے معالات استحفاظیوں کے گروہ کے زیر اقتدار رہے جو اس وقت تک معین نہیں تھے یہ گروہ "ارکان یمین" پر مشتمل تھا جن کی قوت ٹسکنی اور شمالی اقطاع میں پھیلی ہوئی تھی اور ان کے پرزور اور بعض اوقات خودسرانہ انتظام سے عمومیت کی بد اعتقادی کا اظہار ہو گیا جس کی تمام تر ذمہ داری عامۃ الناس کی بیعلمی اور پستی ہی پر نہیں تھی۔ آئندہ بیس برس تک ارکان یسار بر سر اقتدار تھے ان کے سر گروہ دپریس کریسپی وغیرہ جنوب کے اشخاص تھے وہ عمومیت کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کنگ اوراوکے "آج کی اطالیہ" (King & Okey . Italy of Today) باب دوم و باب سیزدہم ایف۔ ایم انڈر ووڈ "متحدہ اطالیہ" (F. M. Underwood United Italy) ابواب یازدہم و دوازدہم۔ جے بین ویل = اطالیہ و جنگ (Bainville : Italy and the War) مطبوعہ لندن سنہ ۱۹۱۶ء باب پنجم۔ ایک مفید کتاب سیزارے کی "روما اور پاپائی ریاست پوپ پیوس نہم کی واپسی تک (Casare : Roma e lo stats del papa dal ritorns Pio IX. دوجلد، روما سنہ ۱۹۰۷ء ہے جس کا ایک مختصر ترجمہ ایچ۔ زیمرن نے۔ پاپائی روما کے آخری ایام سنہ ۱۸۰۰-۱۸۷۰ (Zummern The Last Days of Papal Rome) (مطبوعہ بوسٹن سنہ ۱۹۰۹ء) کے نام سے کیا ہے کتب ذیل کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے:۔ ایف نیلسن انیسویں صدی کی تاریخ پاپائیت" (F. Nielson : History of the Papacy in the Nineteenth Century مطبوعہ لندن سنہ ۱۹۰۵ء پیرنو۔ پیوس نہم کی سیاست Pernot La Politique de Pie IX G. Berzellotli; برونیالتو، اطالیہ میں مملکت و کلیسا Brinielto State et la Chiesa Italie تیورن سنہ ۱۸۹۲ء Le Italiaeil in Nuova Antoligia پاؤل کی بینڈکٹ پانزدہم کے انتخاب کی اہمیت Paol; Benedict VX The Significance of his election اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ء میں چھپا ہے Contemp Rev 9. of his election in Contemp Rev. Oct. 1914 and A. Fawkes The Pontificate of Piws in Quar. Rev Apr 1917.

طرف دار تھے، اور اس لئے وہ ۱۸۹۲ء کے انتخابی قانون کے واضع بن گئے، اور جب کہ وزارتیں یکے بعد دیگرے صحیح معنی میں کسی فریق کی تائید کے بجائے زیادہ تر چھوٹے چھوٹے فرقوں کے نامربوط مجموعوں کی تائید سے حکومت کرتی رہیں اس وقت ان لوگوں کو اس امر میں کامیابی ہوگئی کہ وہ قوم کی روش کا قطعی میلان عمومیت اور زیادہ دلیرانہ بین الاقوامی حکمت عملی کی جانب پھیر دیں۔ ۱۸۹۶ء کے بعد ایک دور آیا (جو تحریر کتاب تک قایم تھا) جس میں فریقوں کے ترقی پذیر تعداد کا ثمرہ حیرت انگیز مرکب نوعیت کے کابینوں میں ظاہر ہوا یہاں ان کابینوں کا قصہ بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا[1] لیکن بہت ہی حال کے زمانے کے دو تین اہم ارتقائی کیفیت کے ذکر کی تمہید کے طور پر خود ہمارے زمانے میں جو فریقانہ صورت حال رہی ہے اس کی بعض ہیئتوں کا بیان کر دینا مناسب ہے۔

ایک اطالوی صاحب قلم یہ کہتا ہے کہ ابتدا ہی سے ہمارے فریقوں کا نظام ترکیبی بڑے بڑے تاریخی و سیاسی ملحوظات سے نہیں بلکہ خالص شخصی نوعیت کے ملحوظات سے معین ہوا ہے اور دستوری ارتقا میں ہم جس قدر آگے بڑھتے گئے ہیں اسی قدر اس ہیئت کی شدت بڑھتی گئی ہے نئی قوم کی پیدائش اور نشوونما جن طبعی حالات میں گھری ہوئی تھی، انھوں نے کوئی ایسا صحیح استحفاظی فریق بننے نہیں دیا جو آزاد خیال فریق کے مقابلے میں قدم جما سکتا۔ لہذا آزاد خیال فریق نے سارے میدان کو گھیر لیا اور محض مدارج و اشکال کے فرق کے بموجب اور شاید طبعی میلان کے لحاظ سے بھی ایسے گروہوں میں منقسم ہو گیا جو اکثر کسی اصول کے بغیر ارکان یمین اور ارکان یسار کہلاتے ہیں[2] مختصر یہ کہ اطالیہ

---

[1] ۱۸۶۱ء سے ۱۹۱۲ء تک کی اطالوی وزارتوں کی تاریخ اس کتاب کی طبع اول صفحہ ۳۹۱ - ۳۹۸ میں بیان ہوئی ہے۔ سیمور و فریری "دنیا کس طرح راے دیتی ہے" Seymour & Frary : How the World Votes) جلد ۲ باب ۲۵؛ انڈر ووڈ "متحدہ اطالیہ" باب ۵ و ۶ (Underwood : United Italy)

[2] کاردن: "دستوری ملوکیت میں حکومت" (Carden : Del goveno nella monarchi Cashtigronde) ۱۲۵۔

کے سیاسی فریقوں سے متعلق سب سے اہم واقعات دو ہیں: (۱) کسی ایسے حقیقی استحفاظی فریق کا فقدان جیسا برا عظم کے اکثر دوسرے ملکوں میں پایا جاتا ہے (کم سے کم ۱۹۱۹ء میں فریق خلق کی تنظیم کے قبل تک جس کا ذکر نیچے آتا ہے ایسا ضرور تھا)۔ (۲) آزاد خیال قوتیں جو دوسرے ممالک میں استحفاظیوں کے بالمقابل کسی حد تک اتحاد عمل پر مجبور ہیں یہاں ان کا متعدد فرقہ وارانہ گروہوں میں منتشر ہونا، جن پر زیادہ حوصلہ مند سرگروہوں کا تسلط ہوتا ہے اور وقتی نفع کے لئے گاہ بگاہ کے اتفاق باہمی کے سوا متحد ہونے پر ان کا رضامند نہ ہونا۔ کسی تاریخی استحفاظی فریق کے فقدان کی وجہ زیادہ تر یہ ہو سکتی ہے کہ ۱۸۷۰ء کے بعد سے کلیسا اور سلطنت کے اعتبار سے حالت عجیب وغریب رہی ہے۔ ابھی چھ برس قبل تک وہ اہم عنصر یعنی پادری جس سے فرانس کے مثل یہاں بھی معمولاً استحفاظی فریق کی پشت پناہی ہوتی وہ عنصر قومی معاملات سے قطعی علیحدگی کی روش پر مصر تھا۔ فریقانہ گروہوں کے ارتقا میں اس طبقے کا کوئی حصہ نہیں تھا اور پارلیمنٹ میں وہ عملاً بغیر نمایندگی کے تھا۔ تمام سرگرم عمل سیاسی فریق حقیقتاً آزاد خیال تھے اور شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا کہ ان میں سے کوئی گروہ کوئی ایسا لائحہ عمل پیش کرتا جو قطعی طور پر اسے اس کے رقیبوں سے ممیز کر دیتا۔ مزید برآں مستحکم فریقانہ تنظیم اور باضابطہ فریقانہ کل تقریباً معدوم رہی ہیں۔ فریقانہ انضباط ایک قصۂ پارینہ رہا ہے لوگ بہت کم دشواری اور اکثر بہت ہی کم وجہ سے ایک فریقانہ گروہ سے دوسرے فریقانہ گروہ میں جاتے رہے ہیں، اور اگرچہ انتخابات کے وقت فریقانہ سرگروہوں نے معین اصولوں اور روشوں کی تائید کا اظہار کیا ہے مگر عام طور پر معاملات عامہ کی واقعی کارروائی پر کسی خاص فریق یا فریقوں کے کسی خاص گروہ کی فتح یا شکست سے بہت کم اثر پڑا ہے۔

فریقانہ سیاسیات کی یہ بیرنگ کیفیت صرف استحفاظیت اور آزاد خیال کے اس اساسی تفرقہ کے فقدان ہی کی وجہ سے نہیں پیدا ہوئی جو جرمانیہ، بلجیم، ولندستان اور کمتر درجے میں برطانیہ عظمیٰ میں بھی موجود ہے بلکہ اس فقدان کی ایک وجہ یہ ہے کہ مقامی اغراض و مباحث سے

قومی اغراض و مباحث ماند پڑ گئے ہیں۔ رائے دہندہ کی وسعت نظر تنگ ہے اور راس کے قائم مقام کی نظر بھی کچھ زیادہ وسیع نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ ایوان اور کل ملک کے اندر سیاسی فریقوں کے خصائص محض تخیلات اور پیش ناموں کے بہ نسبت بہت زیادہ تخالفات، روایات اور رجحانات سے پیدا ہوتے ہیں۔ جنگ عظیم کے وقت جدید اطالیہ کو کبھی کسی ایسی سیاسی یا مذہبی کشمکش کا تجربہ نہیں ہوا جس سے مقامی خطوط فصل شکست ہوکر وسیع قومی بنیاد پر فریقانہ روشوں کی روایتیں قائم ہو جائیں۔ اطالوی سیاسیات کی ایک مختصر ہئیت یہ بھی رہی ہے کہ لوگ کسی زوردار شخصیت کے ساتھ وابستہ ہو جانے کے لئے طیار رہتے ہیں اور عام طور پر لوگوں کا میلان یہ ہے کہ روشوں اور تجویزوں پر توجہ مرکوز کرنے کے بجائے کسی انسان پر توجہ مرکوز کردیں۔ ایک زمانہ تھا کہ ڈیپریس اس منظر پر چھایا ہوا تھا پھر کرسپی کا زمانہ آیا اور اس کے بعد جیولتی کا ۔ ۱۸۷۶ء سے ۱۹۱۴ء تک کی مدت میں وزارت انھیں تینوں شخصوں میں سے کسی ایک نہ ایک کے ہاتھ میں رہی جیولتی کو جو حیثیت بہت دنوں تک حاصل رہی اس سے اس نکتہ کی تشریح ہو جاتی ہے اس میں کرسپی کے پر زور اوصاف کی کمی تھی مگر اس کی ذات کرسپی سے زیادہ کامل طور پر اطالوی سیاسیات کا مجسمہ تھی، وہ ایک استیصالی عمومیت کی سرگروہی کا خواب دیکھتا تھا لیکن جب عملی ضرورت پیش آتی تو استحفاظیت کے راستے پر کسی حد تک بھی چلنے کے لئے آمادہ ہو جاتا تھا۔ اسے دور از کار اور وسیع مسائل سے بہت کم مسرت ہوتی تھی وہ بیک وقت خیال پرست بھی تھا اور موقع سے کام نکالنے والا بھی تھا۔ قوم پرست بھی تھا اور تخصیصی بھی وہ ملک کے سیاسیات میں لابدی نظر آتا تھا۔ اور سنہ ۱۹۱۴ء میں لوگ عام طور پر اس کی قدر اس سے کم زور و شور سے نہیں کرنے تھے جس زور و شور سے بیس برس پہلے بنک روما کی بدنامیوں کے بعد اس سے نفرت کیا کرتے تھے۔ اس کے اقتدار کے رازوں میں سے ایک راز یہ تھا کہ اگرچہ وقت پر وہ عملاً آمر مطلق بن جاتا تھا مگر وہ غیر معمولی طور پر عہدے سے چمٹا نہیں رہتا تھا لوگوں کی بہت بڑی تعداد کلیتہً شخصی بناؤں پر اس کی تائید کرتی تھی اور جو

مبصرین اس امر پر ماتم کرتے ہیں کہ اہل اطالیہ اصول کو ترک کر دینے اور کورانہ طور پر کسی سرگروہ کی پیروی کرنے کے جانب مائل ہوتے ہیں وہ اس حالت کا بیشک و شبہ نمونہ اس اقتدار سے بہتر نہیں پیش کر سکتے جو جیولتی کے طریق کو حاصل ہو گیا تھا[۱]

**اشتراکیت کی ترقی** پس وسیع الفاظ میں اطالوی گروہ چھوٹے چھوٹے فرقوں سے زیادہ نہیں رہے ہیں جو شخصی روابط سے متحد ہیں جن کی ترکیب اور سرگروہی بدلتی رہتی ہے وہ ایسے ذرایع سے ایک دوسرے کی مخالفت کرتے ہیں جو وزارت کے حصول کے لیے بروقت مناسب معلوم ہوں۔ وسیع قومی سیاسی مباحث کا ہمیشہ فقدان رہا ہے اور حقیقی معنے میں تو کبھی کوئی قومی فریق نہیں رہا۔ لیکن ادھر بعد کے زمانے میں قومی فریقوں اور مستحکم فریقانہ پیش ناموں کی جانب کچھ قدم آگے بڑھے ہیں۔ یہ صورت حال اولاً انتہائی ارکان یسار اور خاصکر اشتراکی گروہ کی ترقی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اگرچہ ہنوز اس کے موثرات ایسے نہیں ہیں کہ فرقہ بندی سے پیدا ہونے والے غیر مستقل حالات سے ملک کو بچالیں تاہم فریق عمومی کی ترقی جو انتہائی ارکان یسار (یعنی جمہوریت پسندوں استیصالیوں اور اشتراکیوں) پر مشتمل ہے ایک دلچسپ سیاسی واقعہ ہے۔

[۱] انیسویں صدی کے موخر حصہ میں اطالیہ کے سیاسی فریقوں کی مختصر کیفیت لوئل کی کتاب حکومتہا و فرق (Government and Parties) جلد دوم باب چہار دہم میں بیان ہوئی ہے اور زیادہ تفصیلی کیفیت کتب ذیل میں:۔ کنگ اور اوکے آج کی اطالیہ (King & Okely : Italy Today) باب ۱ تا ۳ انڈر وڈ: متحد اطالیہ (Underwood : United Italy) باب پنجم و ششم ایم منگتی کی کتاب "سیاسی پارٹیاں اور ان کا دخل عدالت اور نظم و نسق میں (M. Minghetti ; I partiti politici e la ingerenza loro nella giustizia nell' ammistrazione) بونفادینی کا مضمون "پارلیمنٹی فریق بندیاں (Bonafadini; I partiti parlamentari) (مطبوعہ مجموعۂ جدید)" اے تورسین کا مضمون عام سیاسی انتخابات کے اعداد و شمار" (A. Torresin ; Statistica delle elezioni generali politiche) (مطبوعہ "عمرانی اصلاح") ایک کارآمد سوانح عمری ڈبلیو۔ جے اسٹلمین کی کتاب "فرانسسکو کرسپی" (Francesco Crispi) (مطبوعہ لندن ۱۸۹۶ء) ہے اور ایک بے بہا ذخیرہ اطلاعات ایم پریچرڈ ایگنٹی کا ترجمہ "یادگار فرانسسکو کرسپی" (The Memoirs of Francesco Crispi) دو جلد مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۲ء ہے پنچیولیلی کی تصنیف "پارلیمنٹی حکومت اور اٹلی میں سیاسی پارٹیوں کی آویزش" (penciolelli ; La Government parlementair et la lutte des partis en Italia)

جمہوریت پسندوں کی ایک روشن تاریخ ہے اور انھوں نے ملک کی بڑی خدمت کی ہے مگر اب نہ ان کی کثرت ہے اور نہ ان کی تنظیم اچھی ہے۔ ۱۸۸۱ء اور ۱۸۹۰ء کے درمیان وہ بالکل کمزور رہے مگر کرسپی کی پرشور وزارتوں کے دوران میں انھوں نے بہت کچھ قدم جما لئے۔ اب اشتراکیت کی ترقی نے انھیں کمزور کر دیا ہے اور اس وقت فراشیوں اور دوسرے مخصوص حلقوں میں محدود ہیں شاہی خاندان تمام ملک میں ہر دلعزیز ہے شاہی کی تنظیم جس طرح ہے وہ عمومیت کے کامل ترین ارتقا میں کسی طرح مخل نہیں ہے، اور اس توقع کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ملک جمہوریہ بن جائے گا اس لئے کہ جمہوری حکومت کے اعلیٰ عناصر اب بھی اس میں موجود ہیں۔ خود اطالیوں کے ایک موثر فقرے میں "جمہوریت پسند چار اخروٹ ہیں جو ایک تھیلی میں پڑے کھڑکھڑا رہے ہیں"۔ استیصالی زیادہ قوی ہیں اور ان کی توقع زیادہ امید افزا ہے۔ یہ ملوکیت پرست ہیں جو قدیم گروہوں کی حکومت سے بددل ہوں لیکن پھر بھی اشتراکیت سے بداعتقاد ہیں وہ خصوصیت کے ساتھ اہل حرفہ اور نیچے درجے کے طبقۂ متوسط کے لوگ ہیں اور لمبارڈی وینشیا اور ٹسکنی میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں۔

اشتراکیوں کی اہمیت نسبتہً بہت زیادہ ہے اطالوی اشتراکیت کے آغاز کا پتہ انیسویں صدی کے نصف اول تک چل سکتا ہے۔ لیکن آلپس سے جنوبی جانب اشتراکی عقیدے کے سب سے پہلے پرزور اشاعت کنندگان ۱۸۷۱ء میں پیرس کے کمیون کے بند کر دیئے جانے کے بعد فرانس کے پناہ گزیں اور ان کے ساتھ بین الاقوامیہ کے کچھ نمایندے تھے کچھ زمانے تک اس جزیرہ نما میں اشتراکیت باکونن کے نراج سے کچھ زیادہ ممیز نہیں تھی مگر جو اختلافات انگلستان، بلجیم، فرانس اور جرمانیہ میں وقوع پذیر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پیرس ۱۹۱۱ء۔ اس سکھیل کی کتاب "قومیت اور سیاسی پارٹیاں" (S. Sighele : Il nazionalism e i partiti politici) میلان ۱۹۱۱ء۔

ہوئے تھے وہی اطالیہ میں بھی پیدا ہوئے اور ایک انشقاق نے جس کی بنیاد تدابیر اور اصول دونوں سے متعلق تھی مزاج کے ان عناصر کو جن کی سرگروہی مالاتیستا اور مرلینو کرتے تھے ان معتدل عناصر سے کاٹ کر علیحدہ کر دیا جن کا سرگروہ کوستا تھا۔ کوستا اور اس کا فریق پارلیمنٹ کے نظم کو قبول کرتا، معاشری اصلاحات کا خیر مقدم کرتا اور ایک خاص حد تک مختلف طبقات کے اتحاد عمل کو پسند کرتا تھا۔ سنہ ۱۸۸۲ء کے قانون حق رائے دہی نے رائے دہندگان کی تعداد کو سہ چند کر کے بہت سے مزاجیوں پر یہ اثر ڈالا کہ انھوں نے پارلیمنٹی طریق اصلاح کو قبول کر لیا اور سادے اشتراکی بن گئے۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں بمقام ملان مزدوری کرنے والوں کے ایک اشتراکی فریق کی تنظیم ہوئی اور اس کے ارکان کی تعداد بہت جلد چالیس ہزار تک پہنچ گئی مگر مزاجیوں نے اس تنظیم پر قبضہ کر لیا اور آئندہ سال وہ دبا دی گئی۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں ایک چہاردہ روزہ جریدہ بنام اشتراکی نقاد (Critica Sociale) ملان میں جاری کیا گیا اور اسی سال اسی شہر میں وہ پہلی اطالوی کانگریس منعقد ہوئی جو ممیز طور پر اشتراکی تھی اس کانگریس نے جس میں مزدوروں کی ڈیڑھ سو انجمنوں کے نمایندے شامل تھے ایک فریق کی تنظیم کی جسے اس وقت کے اطالوی اشتراکی فریق کا پیشرو خیال کر سکتے ہیں سنہ ۱۸۹۲ء میں جینوا کی کانگریس کے موقع پر مزاجیوں میں آخری انفراق واقع ہوا اور اس تاریخ سے اطالیہ کی اشتراکیت فرانس، جرمانیہ اور دوسرے ملکوں کی اشتراکیت سے کسی حقیقی اعتبار سے مختلف نہیں رہی ہے۔

سنہ ۱۸۹۱ء اور سنہ ۱۸۹۳ء کے درمیانی زمانے میں نئے فریق نے ارکان یمین کے ساتھ مل کر کام کیا مگر سنہ ۹۵-۱۸۹۴ء میں کرسپی نے اور سنہ ۹۹-۱۸۹۸ء میں رودینی اور پیلو Pellaux نے دار و گیر کی جو روش اختیار کی اس کا اثر یہ ہوا کہ استیصالی گروہ یعنی جمہوریت پسند استیصالی اور اشتراکی بتدریج باہم متفق ہوتے گئے اور اس زمانے کے انتہائی ارکان یسار کے گروہوں کے اتحاد کی ابتدا کا پتہ اسی دور میں چلتا ہے سنہ ۱۸۹۵ء کے دوران میں اثر آ اشتراکی ایک

جلیل القدر پارلیمنٹی فریق کے ترقی یافتہ بازو بن گئے اور سیاسی و معاشری اصلاح کا ایک معینہ لائحہ عمل بنا لیا "اس اقل قلیل پیش نامے" کے نہایت ہی حقیقی خصوصیات میں دونوں جنسوں کے بالغوں کے لئے ہمہ گیر حق رائے دہی، پارلیمنٹ کے نائبین اور بلدی مجلسوں کے ارکان کے لئے تنخواہ، ایک زیادہ قرین انسانیت تعزیری ضابطہ، مستقل فوج کے بجائے قومی محافظ ملک فوج کا قیام تھا، ترقی دادہ قوانین کارخانہ جات بیماری کے لئے جبری بیمہ زمینداروں اور کاشتکاروں کے تعلقات کو منضبط کرنے والے قوانین کی اصلاح، ریلوں اور کانوں کا قومی بنا لینا، جبری تعلیم کی توسیع، غذا سے محصولوں کی برطرفی۔ اور ایک ترقی پذیر محصول آمدنی اور محصول وراثت، یہ تمام امور اس لائحہ عمل میں داخل ہیں۔

قدیم فریقوں سے اطالیوں کی وسیع بداطمینانی اشتراکی لائحہ عمل کی عملی خصوصیت، اور اجتماعی قوتوں کی نسبتہً زیادہ قابلانہ سرگروہی ان تمام امور کی وجہ سے جنگ عظیم سے عین ماقبل کے دو عشرات میں اشتراکیت کو غیر معمولی ترقی ہوئی ۱۸۹۵ء میں اسے ۳۵۰۰۰ رائیں ملیں اور دارالنائبین کے لئے بارہ ارکان اشتراکیوں میں سے منتخب ہوئے؛ ۱۸۹۷ء میں اسے ۰۰۰,۱۰۰ رائیں ملیں اور سولہ ارکان کا انتخاب ہوا؛ ۱۹۰۴ء میں اسے ۳۰۱۰۰۰ (یعنی کل تعداد کی ایک خمس) رائیں حاصل ہوئیں اور ۲۶، ارکان کا انتخاب ہوا؛ آخر الامر ۱۹۱۳ء کے انتخابات میں ۶، ۳، ۱ اجتماعی امیدوار تھے اور عمومی رائیں تقریباً دس لاکھ تک پہنچ گئیں، اور ایوان میں اس فریق کے قائم مقاموں کے حصہ ۴۴ تک[1] پہنچ گیا، اگرچہ اس فریق کے جو ارکان چندہ دیتے تھے ان کی تعداد صرف ۵۸ ہزار تھی اس فریق کی رائے دہی کی طاقت زیادہ تر ریلوے میں کام کرنے والوں اور شمال کے شہروں کی حرفی آبادیوں سے حاصل ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیئے کہ کسی یورپی ملک میں اشتراکیت کے ان

[1] بہر خیال ورائے کے اشتراکی نائبین کی تعداد ۸۰ تھی۔

عمومی عناصر پر جو عام طور پر اس سے متاثر ہوتے ہیں یعنی زرعی مزدوروں پر یہاں سے بہت زیادہ اثر ہوا ہے۔ اشتراکی امیدواروں کے لئے جو رائیں دی گئی ہیں وہ خصوصیت کے ساتھ وادی پو میں زیادہ ہیں اور دوسرے زرعی اقطاع خصوصاً ٹسکنی اور رومانیہ میں اسے ترقی ہو رہی ہے فرانس کی طرح یہاں بھی اجتماعیت نے اپنے صفوف میں متعدد ممتاز علماء و ادبا کو کھینچ لیا ہے جس میں ماہر علم جبہ ایم لامبروسو مورخ فریرو افسانہ نویس ڈی امی چس اور مشاعر انتسیو شامل ہیں اسی فریق میں اہل قانون، اطباء اور پروفیسروں کا تناسب زیادہ ہے

فرانس جرمانیہ اور دوسرے ممالک کی اشتراکیت کے ساتھ اطالوی اشتراکیت کے خصوصیات میں جو امر مشترک ہے وہ یہ ہے کہ مختلف میلان رکھنے والے بازوؤں یا فرقوں میں ایک تصادم برپا ہے اور یہ تصادم اعتدال پسند ارتقائی یعنی اصلاحی گروہ (جس کی قیادت تورانی کرتا ہے) اور غیر مصالحت پسند انقلابی گروہ کے درمیان (جس کی قیادت انریکو فیری اور انجمنی لیبر یولا کرتے ہیں) سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ انقلابیت کے بالمقابل اصلاحیت، کے سوال پر ۱۹۰۲ء میں ایمولا کی کانگریس میں بحث ہو چکی تھی اور دونوں میلانات کا تصادم اس وقت خصوصیت کے ساتھ سخت ہو گیا جب ۱۹۰۴ء میں انقلابیوں نے ایک عام ہڑتال کا انتظام کیا اور اس میں ناکامی ہوئی ۱۹۰۲ء میں اصلاحی فریق بازی لے گیا مگر ۱۹۰۴-۸ء کے دوران میں زیادہ تر یہ فیری کی فصاحت و سرگرمی کی وجہ سے انقلابیوں کو غلبہ حاصل ہو گیا۔ ۱۹۰۸ء میں فلورنس کی کانگریس میں اصلاحیوں کو پھر اقتدار حاصل ہو گیا اور مختصر وقفوں کے ساتھ وہ ۱۹۱۳ء تک اس فریق کی مجلسوں میں حاوی رہے۔ اس سال اصلاح پسند بیسولاتی الگ ہو گیا اور اس نے اجتماعی اصلاحی فریق مرتب کیا جو اس وقت تک میدان میں قائم ہے۔ اسی سال کے انتخابات میں انقلابیوں کو ایوان کے اندر منتظم اشتراکی فریق کی نشستوں میں معقول کثرت حاصل ہو گئی۔[1]

**کیتھولکوں کا سیاسیات میں دوبارہ داخلہ**

اشتراکیت اور دیگر اشکال استیصالیت کے برابر ترقی کرتے جانے کا ایک انتہائی اہم نتیجہ یہ ہوا کہ مسند مقدس نے سیاسیات میں کیتھولکوں کی کثرت کے متعلق ایک نئی روش

[1] انتہائی ارکان یسار کے فریقوں کے متعلق کتب ذیل سے فائدہ ہو سکتا ہے:- انڈرووڈ

اختیار کرلی ہے جو لوگ اب تک رائے دینے سے مجتنب تھے، وہ ۱۹۰۴ء کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "متحدہ اطالیہ" (Underwood United Italy) باب ہفتم
ایف ایس نتی کی کتاب "انتہا پسند پارٹی" مطبوعہ تورن اور روما ۱۹۰۷ء (Nitti; Il partito radicale)
پی ولاری کی کتاب "اطالیہ میں مسئلہ معاشری کے متعلق ایک تحریر" (مطبوعہ فلارنس ۱۹۰۲ء) (Villari:
Scritti sulla questione sociale in Italia) آر بونگی کا مضمون "پارلیمنٹ کے اہم مسائل"
(مطبوعہ مجموعہ جدید") (Bonghi; Gli ultimi fatti parlamentari) جی الیسیو کی کتاب
"پارٹیاں اور ان کے لائحہ ہائے عمل" (Alessio; Partiti e programmi) جی لوئی جارے کا
مضمون "اطالیہ میں بلدیاتی اشتراکیت" (مطبوعہ "سالنامہ علوم سیاسیہ") (G. Loius-Jaray "Le
socialisme municipal en Italie" in Ann. des Sci. polit. May 1904.)
آر مینادئے کا مضمون "انتہا پسند پارٹیاں اور اطالیہ کی بادشاہی" (مطبوعہ) مسائل سیاسیہ و استعماری"
(R. Meynadier; "Les partis d' extreme gaiche et la monarchie en Italie"
in Quest. Dipl. et colon April, 1908) ایف ماگری کا مضمون "اطالوی اشتراکی پارٹی کی اصلاح و
تبدیلی" (مطبوعہ "معلومات قومی") (F. Magri; "Reformisti e rivoluzionari nel partito
socialista italiano" in Ressegna Naz. Nov. 16, 1906 & April 1, 1907.)
آر سولڈی کا مضمون "اطالوی اشتراکی پارٹی کا صحیح رجحان" (مطبوعہ مجلہ معاشی" (R. Soldi; "Le varie
correnti nel partito socialista italiano" in Giornale de gli Econ, June 1903)
جی جدل کا مضمون "۱۹۰۴ء کے اطالیہ کے عام انتخابات" (مطبوعہ "سالنامہ علوم سیاسیہ") (G. Gidel,
"Les elections generales italiennes de november 1904" in Ann. des
Sci. Polit Jan 1905 پی کنتن بورکار کا مضمون "مارچ ۱۹۰۹ء کے اطالوی انتخابات" (مطبوعہ ایضاً)
(P. Qventin-Bauchart; "Les elections italiennes de mars 1909"
ibid July 1909. ای لیمونون کا مضمون "۱۹۱۳ء کے اطالوی انتخابات" (مطبوعہ
مجلہ سیاسی و پارلیمنٹی (E. Lemonon; "Les elections italiennes [of 1913]" in Ray
Polit. et parl Dec. 10, 1913. پارلیمنٹی انتخابات کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں۔
اے۔ ایچ۔ ہرشی "حال کے اطالوی انتخابات Hershey · The Recent Italian Election.
مطبوعہ امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو، فروری ۱۹۱۴ء۔ ٹی او کی، "اطالیہ کے عام انتخابات" O. Key.
The Government Elections in Italy. مطبوعہ نائنٹینتھ سنچری ریویو دسمبر ۱۹۱۳ء
علہ۔ اطالوی سیاسیات کے اعتبار سے لفظ کیتھولک جس طرح استعمال ہوا ہے اس کے معنی ایک حد تک

انتخابات میں استیصالی گروہوں کے ترقی پذیر اثر کو رد کرنے کی کوشش میں
حکومت کے مویدین کے ساتھ شریک ہو گئے، اور وہ اپنے اس فعل کو اس دلیل
سے بجا ثابت کرنے کے لئے کہ اشتراکیت کی مقاومت ایک اساسی کیتھولکی
ذمہ داری ہے۔ پوپ پیوس دہم اس استدلال کی قوت کو تسلیم کرنے کے لئے
طیار تھا اور آئندہ سال کے جون میں ایک گشتی جاری کی جس میں لشمول اطالیہ ہر جگہ
کے کیتھولکوں کا یہ فرض قرار دیا گیا کہ وہ معاشری نظم کے برقرار رکھنے میں شرکت
کریں، اور اس کی اجازت دی گئی بلکہ اس کا حکم دیا گیا کہ جہاں کہیں اور جب
کبھی معاشری نظم کو صریح خطرہ ہو تو وہ اس نظم کی حمایت میں سیاسی مقابلوں
میں حصہ لیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی حکم تھا کہ اس قسم کی کثرت بے ربط و بے ترتیب
نہ ہو بلکہ منضبط ہو اور اس انتظام کو کلیسائی جماعت حکمران کے زیر ہدایت
اور مستقر پاپائی کی صریح منظوری سے عمل میں آنا چاہئے۔ اصولاً اور عام قاعدے
کے طور پر حکم امتناع برقرار رہا، لیکن جہاں اس قانون کے شدید اطلاق سے معاشری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مختلف ہیں۔ پروٹسٹنٹ نہ ہونے کے مفہوم میں اطالوی قوم کل کی کل کیتھولک ہے۔
لیکن وسیع عناصر ایسے ہیں (اور خاص کر فری میسن) کہ کلیسا کو ان پر کوئی موثر اقتدار حاصل نہیں ہے۔ اور ان سے
بھی زیادہ وسیع تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو روحانی معاملات میں کلیسا کے وفادار ضرور ہیں مگر اور تمام معاملات
میں اپنی روش پر چلتے ہیں۔ مجملاً اب کل اطالوی قوم کی یہی کیفیت ہے اور زمانہ حال کے ایک قابل
لکھنے والے نے اس کی توضیح اس طرح کی ہے کہ: اطالوی قوم بحیثیت مجموعی خود اپنے طریق پر کیتھولک ہے
پوپ یا پیرش کے قسیس میں وہ کلیسائی عہدہ دار اور شہری کی حیثیتوں کو ایک دوسرے سے ممیز سمجھتے ہیں۔ جب
اس قسم کا شخص اپنا مقدس لباس پہن کر منبر پر چڑھتا ہے یا خدا کا نام لینے کے لیے قربان گاہ کے پاس جاتا ہے تو
اطالوی سر جھکا دیتے گھٹنے ٹیک دیتے دعا کرتے اور اس پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ مگر قسیس جب اپنا جبہ و دستار اتار کر معمولی
آدمی بن جاتا ہے تو پھر اطالوی اپنے کو اس امر پر مجبور نہیں سمجھتے کہ وہ اس پر اعتقاد کریں اور جو کچھ وہ کہے اسے آنکھ
بند کر کے قبول کر لیں۔ اطالوی قسیس سے گفتگو کریں گے بحث کریں گے اور اگر دونوں میں اتفاق ہو جائے تو بہت اچھا
ورنہ خرابی قسیس کی ہے اور اطالوی اپنی ہی روش پر چلیں گے" ایچ زمرن اور ایچ اگرستی:۔ اطالیہ جدیدہ
Zumniern & Agresti; New Italy مطبوعہ نیو یارک سنہ ۱۹۲۰ء صفحات ۲۷ - ۲۸۔

اور مذہب کے دشمنوں کی کامیابی کا راستہ کھلتا تھا وہاں اسقف کی درخواست
اور مسند مقدس کی منظوری سے یہ قاعدہ ترک کر دیا جائے۔ اس نئی روش کا ایک
ضمنی نتیجہ یہ نکلا کہ ان حالات کے تحت میں کیتھولک نہ صرف رائے دے سکتے تھے
بلکہ پارلیمنٹی نشستوں کے لئے مقابلہ کرنے لگے۔ گشتی میں یہ قرار
دیا گیا تھا کہ اس قسم کے امیدواریوں کی اجازت صرف وہیں دی جائے گی
جہاں کلیسا کے مسلمہ مخالف کے انتخابات کا روکنا قطعاً ضرور ہو اور جہاں کامیابی
کا واقعی موقع ہو اور یہ صرف مناسب مذہبی حکام کی منظوری سے ہوگا اور اس وقت
بھی امیدوار اس عہدے کا خواہاں بہ حیثیت کیتھولک کے نہیں ہوگا بلکہ باوجود کیتھولک ہونے کے ہوگا۔
۱۹۱۴ء تک حکم امتناع کی اس جزوی منسوخی کے دو صاف اثرات
ظاہر ہوئے۔ اولاً یہ کہ اس سے کیتھولکوں کی سیاسی سرگرمیوں میں معتد بہ حرکت
پیدا ہو گئی۔ اس سے قبل ہی ایک چھوٹا سا کیتھولک فریق میدان میں آچکا تھا
جو اشتراکیت، سلطنت کے محض دنیاوی بنانے، طلاق اور تمام خالص
غیر مذہبی تنظیمات کے مخالف تھا مگر پھر بھی وہ اطالوی حکومت کا دشمن نہ تھا۔ ۱۹۰۹ء
اور ۱۹۱۳ء سے کیتھولک رائے دہندگان اور کیتھولک امیدواروں کی تعداد
میں صریح اضافہ ہوا۔ ۱۹۱۳ء میں دارالنائبین میں پادریوں کا گروہ بڑھ کر
پینتیس تک پہنچ گیا اور اس کے آثار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ معتد بہ باہمی ارتباط
و اثر حاصل کرلے گا۔ مذکورۂ بالا اصول پر قائم ہونے کے علاوہ وہ معاشری
اصلاح پر بھی زور دیتا تھا۔ کارخانہ کے قوانین، کام کرنے والوں کا بیمہ، اتحاد باہمی
کے مساعی اور اراضی کی وسیع تر تقسیم، ان مطالبات میں اگر اشتراکیوں کی سی
شدت نہیں تھی تو بھی دلایل تمام تر وہی تھے۔ دوسری جانب پاپائی لعنت کے
نرم ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادریوں کے مخالف جذبات متغیر ہو گئے اور استیصالی
جمہوری اشتراکی جماعت میں علانیہ تقویت آنے لگی۔ درحقیقت یہ غیر اغلب
نہیں معلوم ہوتا کہ ارکان یسار کے لئے ایک مستحکم مبحث پیدا کر کے پاپائیت
نے انھیں عناصر کی خدمت انجام دی جنھیں برباد کرنے کے لئے اس نے قدم اٹھائے تھے۔

The idea is expressed in the phrase "Cattolici deputati, deputati cattolici, no.

جنگ عظیم کے دوران میں اچھے کیتھولکوں کی سیاسی سرگرمی پر سے قیود اور بھی زیادہ ہٹا دیئے گئے بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دوران میں یہ قیود بالکل ناپدید ہو گئے ہیں اور اب صاف سوال یہ ہے کہ آیا پھر کبھی ان کی تجدید ہو گی یا نہیں۔ اشتراکیوں کے برخلاف جو اطالیہ کے تاخیر شدہ فیصلہ کے بعد تک اس کی شرکت جنگ کے خلاف رہے کیتھولک اپنی حب الوطنی میں متفق اللفظ تھے۔ پادریوں تک نے صورت حالات کو قبول کر لیا اور بحیثیت طبقہ کے اطالوی فتح کی جانب پورا اثر ڈال دیا۔ ان کا ارادہ صرف یہی نہیں تھا کہ جب تک جنگ جاری رہے اس وقت تک قومی معاملے کی تائید کی جائے بلکہ قومی اور بین الاقوامی تعمیر جدید کے نئے دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کیتھولکوں کے خیال وعمل کے لئے اس کا مطالبہ کچھ کم اصرار کے ساتھ نہ ہو گا اور یہ دور آئندہ کی اطالیہ اور آئندہ کی دنیا کے بنانے میں کیتھولکوں کو اور زیادہ موقع ملنے کی امید دلاتا تھا۔ الغرض ۱۹ جنوری ۱۹۱۹ء کو (یعنی التوائے جنگ کے دو ماہ بعد اور تقریباً اسی زمانے میں کہ پیرس میں صلح کانفرنس کا انعقاد ہوا)، ایک جدید کیتھولکی فریق کا اعلان کیا گیا اور اگر حقیقتاً اس کی بنا مستقر پاپائی میں نہیں ہوئی تو بھی اعلان بہر نوع مستقر پاپائی کی منظوری سے ہوا تھا۔ اس اعلان میں، "ان تمام آزاد و پر زور اشخاص کو مخاطب کیا گیا تھا جو اس اہم موقع پر تعصب یا خیال سابق کے بغیر اپنے ملک کے اعلیٰ نفع رسانی کے کام کو اپنا فرض سمجھتے ہوں، تاکہ وہ لوگ متحد ہو کر عدل و حریت کے تصورات کے حصول میں مدد دیں"۔ اس ضرورت پر زور دیا گیا کہ ہر جگہ سیاسی انجمنوں کو یہ چاہیئے کہ ادھر فاتح قوموں کے نمایندے پیرس میں شرائط صلح کے طے کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں، ادھر یہ انجمنیں تا حد قوت ہر جگہ ان اصولوں کے نفاذ کی کوشش کریں جن سے جنگ کا اندیشہ ہم سے دور رہے، قومیں مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائیں اور معاشری انصاف ایک حقیقی شئے بن جائے"۔ پس یہ اعلان ہمعصر جذبے سے پر تھا اور اس میں صلح کانگریس انجمن اقوام اور چودہ اصولہائے

اصول نظر آتے تھے۔

خالص اطالوی مسائل پر یہ اعلان شعاری غیر معمولی طور پر واضح تھا۔ اس میں نظم ونسق کی لامرکزیت کا مطالبہ کیا گیا تھا اور ایسی سلطنت کی طرفداری کی گئی تھی جو بخیال تمام، خاندان، طبقہ، کمیون، شخصی خودداری اور انفرادی ہدایت کی وقعت کرے۔ اس میں تناسبی نمایندگی، عورتوں کے حق راے دہی، اور ایک ایسے انتخابی سینات کی حمایت کی گئی تھی جو قوم کی علمی، انتظامی اور بلدی جماعتوں کی راست نمایندگی کرے۔ اس میں عدالتی نظم اور قانون سازی کے طریقوں کی اصلاح پر زور دیا گیا تھا۔ سب سے زیادہ نمایاں امر یہ ہے کہ اس میں کلیسا کی دنیاوی قوت کی تجدید کا کوئی ذکر نہیں تھا، اور کلیسا کے لئے خالص روحانی نوعیت کے حقوق و اغراض کا مطالبہ کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ سلطنت کا بحیثیت سلطنت کوئی قصور نہیں تھا بلکہ پادریوں کی مخالف اور متشککین یا دہریوں کی چند تنظیمات خاص کر فری میسن کا قصور تھا جنھوں نے مختلف طریقوں سے وفادار کیتھولکوں کا استہزا کیا اور انھیں ستایا۔

نیا فریق جسے فریق خلق یا فریق عوامی کا نام دیا گیا تھا، وہ اتحادوں، ارتباطوں اور معاقدوں کا ایک مجموعۂ مرکب تھا۔ اس میں کہیں استحفاظی روایت تھی کہیں عمومی میلانات تھے، اور اس میں ایک فریق یسار تھا جو اکثر مسائل پر اشتراکیوں سے بہت ہی کم فرق رکھتا تھا۔ تاہم اس نے بسرعت تمام جڑ پکڑ لی اور ۱۶ نومبر ۱۹۱۹ء کے پارلیمنٹی انتخاب میں ایک سو ایک جگھیں حاصل کرلیں، اور نئے ایوان میں صرف دو گروہ ایسے تھے جن کا حصہ اس سے زیادہ تھا۔ پارلیمنٹ اور سیاسیات کی سابقہ مخالفت قسیسیت کو خیال کرتے ہوئے درحقیقت یہ ایک نمایاں کامیابی تھی۔ اس کے وجوہ پوری طرح واضح نہیں ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ دائمی امن کی عام خواہش کے لئے پوپ بینڈیکٹ پانزدہم اور دوسرے کیتھولک ارباب اقتدار کی درخواستوں کا زور، اکثر لوگوں کا یہ احساس کہ نیا فریق بیشتر وہ امور پیش کرتا ہے جو اشتراکی اعلان شعاری میں دلکش ہیں مگر اس کے ساتھ بعض وہ خصوصیات نہیں ہیں جن پر ان لوگوں کو اعتراض

تھا اور کیتھولکی لائحہ عمل کو دلوں میں جمے ہوئے تصورات و روایات اور روحانی امور سے تعلق اطالیوں کے گہرے شغف کے دوش بدوش قایم کر دینے کی ماہرانہ تدبیر یہی امور اس کے اہم عناصر تھے۔

ان کیتھولکوں کا نیا گروہ جو ۱۹۱۹ء میں دار النائبین میں داخل ہوا، وہ حکومت کا کامل وفادار تھا اور اس سے توقع یہ کی جاتی تھی کہ قومی بحالی اور تعمیر جدید کے ڈانواڈول زمانے میں وہ قانون و نظم کا پشت پناہ ثابت ہوگا طبعاً استحفاظی عنصر ہونے کی وجہ سے اغلب یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ فریق اشتراکیوں کا خاص مقابل ثابت ہوگا مگر یہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ ۱۹۱۹ء میں اشتراکیوں کی کامیابی کیتھولکوں سے کم نہیں تھی۔ انھوں نے ایوان کے اندر اپنا حصہ چالیس سے بڑھا کر ایک سو چھپن تک پہنچا دیا تھا اور فریقانہ گروہوں میں یہی گروہ سب سے بڑا تھا۔ کیتھولکوں کو چھوڑ کر صرف یہی گروہ تھا جو ایک معینہ لائحہ عمل کے ساتھ اس مہم میں داخل ہوا، اور قومی تکان بعد از جنگ اور عسکریت کے خلاف عام طبایع کی رجعت سے اس فریق نے بھی کیتھولکوں کے برابر فائدہ حاصل کیا۔ انھوں نے جنوب میں بہت ہی کم جگہیں حاصل کیں، سسلی سے ایک اشتراکی بھی منتخب نہیں ہوا، مگر وسطی حصص ملک اور شمال کے مراکز کو وہ گویا بہالے گئے لیکن ایسا بہت کم ہوا ہے کہ اس قدر رائے دہندگان رائے دہی سے باز رہے ہوں، نیپلز میں صرف پینتیس فی صد رائے دہندگان نے رائے دی۔ روما میں صرف انتیس فی صد اور کل ملک میں بمشکل پچاس فی صد۔ اس سے نہ صرف یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اطالوی اپنے نئے انتخابی حقوق کی قدر بہت کم کرتے ہیں بلکہ ۱۹۱۹ء میں کیتھولکوں اور اشتراکیوں دونوں کی کامیابیوں کی وجہ کسی حد تک یہ قرار دی

---

عـلـہ۔ ۱۹۱۹ء کے فریقانہ ناموں کو ملحوظ رکھ کر کامل فریقانہ نمایندگی حسب ذیل تھی:۔ اشتراکی ۱۵۶، آزاد خیال اور استحفاظی ۱۳۲، کیتھولک ۱۰۱، عمومی ۸۰، معاشری مصلحین ۱۶۰۔ جمہوری ۱۵، پیروان جیولتی ۸۔ بیسولاتی کی سرگردگی میں معاشری مصلحین کا ایک جداگانہ اشتراکی فریق تھا۔

جاسکتی ہے کہ انتخاب کنندگان غائب رہے۔ ارباب بصیرت کی شہادت سے اس گمان کو تقویت ہوتی ہے کہ کیتھولک اور اشتراکی رائے دہندگان سب سے زیادہ آزادی کے ساتھ رائے دینے اس وجہ سے گئے کہ صرف انھیں کے فریق اس قابل تھے کہ وہ ایک معینہ لائحہ عمل کے مطابق قطعی درخواست پیش کریں جیسا کہ بیان ہوچکا ہے ۱۹۱۹ء کے فرانسیسی انتخابات میں اشتراکیوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور یہ نہ صرف اس وجہ سے کہ تناسبی نمایندگی کا جدید نظم ان کے خلاف پڑتا تھا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ قوم اب بھی حب الوطنی کی اس بلند سطح پر قائم تھی جو اس نے دوران جنگ میں اختیار کی تھی اور اب بھی "مقدس اتحاد" کے جذبے سے مملو تھی۔ اس کے برخلاف اطالوی انتخابات اس وقت ہوئے جب قوم مایوس اور بست ہمت ہوچکی تھی، پس کوئی مبصر کتنا ہی ماہر و قابل کیوں نہ ہو کسی حد اعتماد کے ساتھ یہ فیصلہ نہیں کرسکتا کہ ان دونوں صورتوں کے سیاسی نتائج سے رائے کے حقیقی توازن ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے آیندہ کی فریقانہ تاریخ کی روشوں کی داغ بیل ڈالی جاتی ہے۔ [۱]

---

[۱] اطالیہ میں فریقانہ ارتقاؤں اور خاص کر ۱۹۱۴ء کے بعد کے ارتقاؤں کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:۔ ایچ زمرن و اے۔ ایگرسٹی؛ اطالیہ جدید · H. Zurnmern & A. Agresti New Italy طبع نیویارک، باب ۲-۳۔

ای لیمونوں کا مضمون "اطالیہ میں کیتھولک پارٹی کی حیثیت" ("Le parti catholique en Italie") (مطبوعہ "مجلہ سیاسی و پارلیمنٹی")

ای لیمونون کا مضمون اطالیہ کے اشتراکی اور جنگ عظیم ("Les socialistes Italiens et la guerre") (مطبوعہ "مجلہ سیاسی و پارلیمنٹی")

آر۔ مری "اطالیہ میں مذہبی مسئلے کی سیاسی ہیئت" (Political Aspect of the Religious problemin Italy) مطبوعہ کانٹمپوریری ریویو مئی ۱۹۱۰ء۔

پانتالیونی کا مضمون "بعد جنگ کے اطالوی مسائل" (Problemes italiens d' apres guerre) (مطبوعہ مجلہ معاشیات")

ای کرسپولتی کا مضمون "اطالیہ کی عمومی پارٹی" (Ilpartito popolare italiano) (مطبوعہ در مجموعہ جدید")

# ۳۔ سوئیزرستان

## باب سی ویکم

### دستوری نظم

سرزمین و اہل ملک — سوئیزرستان کا وفاقی جمہوریہ صدہا برس تک نظری وعملی سیاسیات کا نتیجہ خیز معمل بنا رہا ہے جدید یورپ کی سرزمین پر سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مکمل طور پر حکومت کے وفاقی طریق کا تجربہ نہیں ہوا۔ عمومی مراجعہ اور استشارے کے توام اصول یہیں پیدا ہوئے زیادہ حال کے زمانے میں یہیں پر سب سے پہلے یہ ہوا کہ جس طرح کی وحدانی عاملہ ممالک متحدہ امریکہ میں رائج ہے اس کے مقابلے میں غیر کابینی طرز کی مرکب عاملہ بالقصد رائج

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اے یونگسٹن "اطالیہ میں اجتماعی مزدوری تنظیم" Lungstone : Socialist Labor Organization in Italy

مطبوعہ نیو یارک نیشن" ۲۲ فروری ۱۹۱۹ء۔ پوفی لیسٹ "جدید اطالوی ایوان" A. Pauphilet The New Italien Chamber مطبوعہ نیو یورپ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۹ء۔

اے کوراد ینی۔ روم میں جدید پارلیمنٹ A. Corradni : The New Parliament at Rome مطبوعہ نائن ٹینتھ سینچری" جنوری ۱۹۲۰ء۔ اوت کور کی کتاب "اورلاندو کی وزارت کے زمانے میں اطالیہ کی حالت" L, Italie sous le ministere Orlando (Paris 1920.)

جنگ عظیم کے دوران میں اطالیہ کے اطوار وجذبات کا بیان کتب ذیل میں ہوا ہے۔ کو" اطالیہ بدوران جنگ عظیم" S. Love; Italy in the War طبع لندن ۱۹۱۶ء۔ بین ویل "اطالیہ اور جنگ" (J. Bainoille Italy and the War. لندن ۱۹۱۶ء

کی گئی۔ تشریعی جماعتوں میں تناسبی نمائندگی کے طریقے نے یہیں اپنی بعض سب سے اول کامیابیاں حاصل کیں۔ خود نیو انگلینڈ کے قصبوں کے باہر یہی وہ مقام ہے جہاں حکومت کے کارپرواز آلے کی حیثیت سے ابتدائی جمعیت نہایت ممتاز آثار باقیہ کے طور پر قایم و برقرار ہے۔

وفاقیہ، راست حکومت اور تناسبی نمائندگی سے لوگ اب بہت مانوس ہو گئے ہیں اور سوئیزرستان کے سیاسی افادات و تجربات پر اتنی توجہ نہیں ہوتی جتنی ایک نسل قبل ہوتی تھی گر مناسب طور پر خیال کیا جائے تو ان افادات و تجربات نے حکومت کے طالب علم کے لیئے اس ملک کو اب بھی وہ اہمیت دے رکھی ہے جو اس کی وسعت و آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ ہے۔ باوجودیکہ گزشتہ جنگ سے بہت سے ممالک میں حکومت پر زیادہ آزادانہ رنگ چڑھ گیا ہے گر عمومی ادارات کے ایک انگریز عالم نے پچیس برس سے بھی قبل جیسا لکھا تھا ویسا ہی اب بھی صحیح ہے کہ، قوم کا اقتدار اعلیٰ جو تمام بالغ مرد شہریوں کے مساویانہ سیاسی و ملکی حقوق پر مبنی ہو" وہ کہیں بھی ایسے مکمل طور پر عمل میں نہیں آیا ہے جیساکہ حکومتی رقبات کے اس وسعت پذیر سلسلے میں عمل میں آیا ہے جس میں سوئیزرستان کے باشندے اپنے حقوق و فرائض کو کمیون، کینٹن اور وفاقیہ کے رکن کی حیثیت سے انجام دیتے ہیں۔ عمومیت کے بڑے اور چھوٹے رقبوں کے باہمی تعلقات نے کہیں بھی ایسے توازن اور ایسے اُمید افزا استقامت کے حالات کے تحت میں ترقی نہیں کی ہے، اور کوئی دوسری مملکت ایسی نہیں ہے جس کے وفاقی صوبجاتی اور کمیونی دستوروں سے اکثریت کی موجودہ مرضی کے ایسے پختہ اعتماد کا اظہار ہوتا ہو اور نئے حالات کے مطابق اساسی تغیرات کی ایسی آسانی کو قبول کیا گیا ہو۔ اگرچہ زمانۂ جدید کی مملکتوں میں دو ایک ایسی ہیں جہاں صنعت و حرفت کی سرکاری نگرانی اور وضع قوانین اور نظم و نسق کی دوسری اشتراکیت آمیز صورتیں سوئیزرستان سے زیادہ آگے بڑھ گئی ہیں مگر یہ معلوم ہو جائے گا کہ واقعی آزادی اور سیاسی، حرفی، تعلیمی اور معاشرتی مواقع کی مساوات جس قدر سوئیزرستان کے ترقی یافتہ کینٹنوں میں شہریوں کو حاصل ہیں اس معقولیت کے ساتھ کہیں دوسری جگہ

میسر نہیں۔ نہ صرف سیاسی حکومت ہی میں متعدد اچھے تجربے اس امر کے ملتے ہیں کہ اکثریت کی حکومت کے ساتھ افراد کی آزادی کو کس طرح ہموار کرنا چاہیئے بلکہ سیاسیات سے باہر بھی مزدوری تنظیموں، اتحاد باہمی کی انجمنوں، خریداروں کے معاقدوں اور معاشی خبر رسانی، تعلیمی اور تفریحی اتحادوں کی بیشمار گوناگونی میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عمومی جذبات کو معاشرتی شکلوں میں آزادانہ اظہار کا کس حد تک موقع ملتا ہے۔"[1]

یہ غیر معمولی معاشرتی وسیاسی ارتقا محض کسی اتفاق کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک بڑی حد تک یہ خود ملک کی فطری نوعیت سے پیدا ہوتا ہے۔ سوئیزرستان صرف ۱۵۹۷۶ مربع میل پر مشتمل ہے جو فرانس کے رقبے کا تیرھواں حصہ اور ریاست نیویارک کے رقبے کا صرف ایک تہائی حصہ ہے۔ اس قدر چھوٹے ہونے کی وجہ سے یہ ملک جمہوریت کی تکمیل از قبل ترقی کے لئے خصوصیت کے ساتھ موزوں واقع ہوا ہے۔ علاوہ ازیں پہاڑی سلسلوں نے اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں منقسم کر دیا ہے جس سے مقامی اختلافات بڑھ جاتے ہیں اور حکومت کی وفاقی شکل اگر ناگزیر نہیں تو طبعی ضرور ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ چھوٹی چھوٹی تقسیمیں سیاسی تجربے اور خاص کر ایسی حکومت کے قیام کے لئے مناسب ہوتی ہیں جو نہایت ہی سادہ اور راست شکل کی ہو مثلاً ابتدائی جمعیت کے ذریعے سے حکومت ایسے مقام پر ممکن ہو جاتی ہے جہاں کوئی رائے دہندہ صبح کو اپنے گھر سے نکلے اور چاہے تو پیدل چل کر دوپہر تک مرکزی مقام اجتماع پر پہنچ جائے۔ آخری امر یہ ہے کہ سوئیزرستان کے ایسے ناہموار ملک کی زمین اور آب و ہوا بھی ایسی ہے جہاں آزادی، مساوات اور عمومیت کے خیالات از خود پیدا ہو سکتے ہیں اور اس کی کیفیت وہی ہے جو قدیم زمانے میں یونان اور جدید صدیوں میں انگلینڈ کی نظر آتی ہے۔

[1] ایچ۔ ڈی۔ لائیڈ "ایک صاحب اقتدار قوم، سوئیزرستانی عمومیت کا مطالعہ"
**H. D. Lloyed : A. Sovereign People, a Study of Swiss Democracy**
مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۷ء صفحات ۱-۲۔

ان طبعی حالات کے ساتھ جو علیحدگی اور عمومیت کے موید ہیں ان اثرات کو بھی شامل کر لینا چاہیے جو قوم کی خصلت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بہت کم آبادیاں ایسی ہونگی جو اتنے محدود حلقے کے اندر رہتی ہوں اور یہاں کی آبادی سے زیادہ مغایر یکدگر ہوں۔ سب سے اول نسل کے اختلافات ہیں جو ایک عام حیثیت میں زبان کے شمار و اعداد سے عیاں ہوتے ہیں۔ یکم دسمبر ۱۹۱۰ء کو کل آبادی ۳۷۵۳۲۹۳ تھی۔ ان میں ۶۹ فی صدی جرمانی بولتے تھے، ۲۱ فی صدی فرانسیسی، آٹھ فی صدی اطالوی تقریباً ایک فیصدی وہیں کی ایک ملکی زبان بولتے تھے جو روماش کے نام سے مشہور رہے۔ ملک کے وسطی و مغربی حصص کے بائیس کینٹنوں میں سے پندرہ کینٹن میں جرمانی زبان کا غلبہ تھا، پانچ انتہائی مغربی کینٹنوں میں فرانسیسی کا غلبہ تھا اور اطالوی زبان کا غلبہ صرف ایک کینٹن تی چینو میں تھا۔ اس کے بعد مذہب کے اختلافات ہیں ۱۹۱۰ء میں ۵۶٫۷ فیصدی لوگ پروٹسٹنٹ تھے۔ ۴۲٫۰ فیصدی رومن کیتھولک اور ۰٫۵ فیصدی یہودی تھے۔ عملاً تمام اطالوی رومن کیتھولکوں میں شمار ہوتے ہیں مگر جرمانیوں اور فرانسیسیوں میں نسل اور مذہب کے خطوط کسی جہت سے متحد نہیں ہوتے۔ ۱۹۱۰ء میں بارہ کینٹنوں میں پروٹسٹنٹوں کو کثرت حاصل تھی اور دس کینٹنوں میں کیتھولکوں کو۔ آخر میں اہم اقتصادی انشقاقات ہی ہیں۔ سوئیزرستان ایک ایسا ملک ہے جہاں سب سے زیادہ غلبہ کاشتکاری اور مویشی پالنے کے کام کو حاصل ہے مگر صنعتی حرفتیں بھی بہت ترقی کر گئی ہیں خاصکر شمالی اور مغربی کینٹنوں میں اور زرعی اور حرفی طبقوں کے مختلف اغراض بعض اوقات عملی سیاسیات کے اہم مسائل بن جاتے ہیں مگر یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ حرفی زرعی دونوں حالات عمومیت کے حق میں مفید ہیں۔ کارخانے بالعموم چھوٹے ہیں، صنعت کا بہت سا کام گھروں میں ہوتا ہے اور یہاں سرمایہ داری کو حرفت پر وہ گرفت نہیں حاصل ہے جو دوسرے ممالک میں ہے اسی طرح، زمین بھی بڑے بڑے علاقہ داروں کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ عوام الناس کے قبضے میں ہے۔ تین لاکھ سے زاید ایسے چھوٹے چھوٹے اراضی دار ہیں جن کے پاس بالاوسط دس ایکڑ سے کم زمین ہے اور ان کے ذریعے سے بیس لاکھ (یعنی جمہوریہ کی آبادی کے نصف سے زاید) آدمیوں کی پرورش

ہوتی ہے۔

**۱۸۱۵ء تک کا سیاسی ارتقا۔**

سوئیزرستان کا وفاقیہ اس وقت جس حالت میں قایم ہے وہ انیسویں صدی کے وسط و موخر حصے کی پیداوار ہے لیکن اس کی ابتدا کا پتہ بہت زیادہ بعیدی دور میں چلانا چاہیئے ۱۲۹۱ء میں تین جنگلی کینٹن اُوری، شوئیتز، اور انٹروالڈن کے محالفے سے آغاز ہو کر[1]، یہ وفاقیہ بتدریج نئے کینٹنوں کے قیام، پرانے کینٹنوں کی شکست تابع اضلاع کی تنظیم جدید اور ایک ایسے ڈھیلے ڈھالے اتحاد کے ارتقا سے پیدا ہوئی جو تقریباً بالکلیہ ایک مشترک دشمن یعنی خاندان ہاپسبرگ کے خلاف مدافعت کی غرض سے قایم ہوئی تھی۔ جب ۱۷۹۸ء میں نظامیہ فرانس نے نپولین کے کہنے سے سوئیزرستان میں انقلاب پیدا کرنا چاہا، اس وقت اس وفاقیہ میں تیرہ کینٹن شامل تھے[2] لیکن اس کے ساتھ بعض محالفی اضلاع بھی شامل ہوگئے جن میں سے بعض بعد میں کینٹن ہوگئے اور کچھ ماتحت علاقے بھی اس میں داخل ہوگئے۔ اس وفاقیہ نے اس وقت تک اعلیٰ درجے کے اتحاد تک ترقی نہیں کی تھی اور اٹھارھویں صدی کے اختتام کے قریب یہ ایک خالص عہدیت بن گئی تھی جس کے اجزا کو بہت کافی اندرونی اختیارات حاصل تھے۔ اس کے مشترک عمل کا واحد عضو ایک مجلس ملی تھی جس میں ہر کینٹن کو ایک رائے کا حق حاصل تھا۔ اس جماعت کے انعقاد کا کوئی باقاعدہ وقت مقرر نہیں تھا، اس کے ارکان صرف اپنی اپنی حکومتوں کی ہدایت کے مطابق عمل کرسکتے تھے اور کوئی ذریعہ ایسا نہیں تھا جس سے اکثریت کی مرضی کو اقلیت پر بزور عاید کیا جاسکتا۔ ایک مصنف کے خیال کے بموجب، اس زمانے میں سوئیزرستان

---

[1] اس "استمراری محالفہ" کے انگریزی ترجمہ کے لئے جے۔ ایم۔ ونسینٹ کی کتاب "سوئیزرستان میں حکومت" J. M. Vincent: Government in Switzerland (طبع نیویارک ۱۹۰۰ء) صفحات ۲۰۵ – ۲۰۸ دیکھنا چاہئیں۔

[2] لوسرن اس محالفے میں ۱۳۳۲ء میں داخل ہوا، زیورخ ۱۳۵۱ء میں، گلاروس اور زوگ ۱۳۵۲ء میں، برن ۱۳۵۳ء میں، فریبرگ اور سولوتھرن ۱۴۸۱ء میں، باسل اور شافہاؤزن ۱۵۰۱ء، اپنزل ۱۵۱۳ء میں۔

کی مرکزی حکومت اس سے بھی زیادہ کمزور تھی جتنی دفعات عہدیت کے تحت میں ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت کمزور تھی[1] خود کینٹنوں کی حکومتیں نہایت ہی مختلف اقسام کی تھیں۔ قدیم تر دیہی اقطاع میں سے چھ قطعات (یعنی اوری، شوئتز، انٹر والڈن، گلاروس، زوگ، اور اپنزل) میں خالص عمومیتیں تھیں، اور ان میں جمعیتوں کے ذریعے سے حکمرانی ہوتی تھی۔ سات بلدی ریاستوں میں (زیورش، بازل اور شافہاؤزن) میں نیابتی حکومتیں تھیں جو ایک معقول حد تک وسیع حق رائے دہی پر مبنی تھیں۔ بقیہ چار (یعنی برن، الوزرن، فریبرگ، اور سلوتھرن) تنگ عادیدیں تھیں۔ ان سب کے سیاسی ادارات بیشتر اعتبارات سے ویسی ہی تھے جیسے ازمنۂ وسطی سے چلے آرہے تھے۔[2]

فرانسیسی مداخلت کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ضعیف التنظیم وفاقیہ گویا راتوں رات مرکزی وحدانی "جمہوریۂ ہلویتیہ" میں مبدل ہوگئی جو رسماً خودمختار مگر واقعاً فرانس کی باجگزار تھی۔ ایک تحریری دستور کے دفعات کے بموجب، جو سنہ ۳ انقلابی (یعنی ۱۷۹۵ء) کے فرانسیسی دستور کے بالکل مطابق تھا، اس ملک کو ایک فردی حکومت دی گئی جس میں ایک دو ایوانی مجلس مقننہ اور ایک مرکب جماعت عاملہ تھی۔ مجلس مقننہ میں ایک ایوان نائبین کی مجلس اعظم کا تھا جو تناسب آبادی کے اعتبار سے کینٹنوں سے بالواسطہ منتخب ہوتے تھے اور دوسرا ایوان سنیات

---

[1] آر۔ سی بروک، "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Government and Politics of Switzerland (مانگرس، ۱۹۱۱ء) صفحہ ۴۳۔

[2] متفقیت کی ابتداؤں کا بیان مختصر طور پر کتب ذیل میں ہوا ہے:۔ بروکس: "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Government and Politics of Switzerland صفحات ۱۲-۳۵۔ ونسنٹ: "سوئیزرستان میں حکومت" Government in Switzerland صفحات ۳-۲۲، زیادہ تفصیل کے ساتھ ڈبلیو۔ ڈی، میک کریکن کی کتاب "سوئیس جمہوریت کا عروج" Rise of the Swis Republic طبع دوم، نیویارک، ۱۹۰۱ء) اہم تصانیف میں کتب ذیل شامل ہیں۔

A. Rilliet; Les orgines de la confedration Suisse (Geneva 1868)

P. Vauchier; Les commencements de la confenderation suisse (Lansanne, 1891). and W. Oechsli, Die Anfange der schweizerischen Eidschaft (Zurich 1891)

کا تھا جس میں ہر کینٹن سے چار ارکان منتخب ہوتے تھے۔ حکومت عاملہ فرانس کی طرح نظامت کی شکل میں تھی اور سیناتی اور ارکان مجلس اعظم اس کا انتخاب کرتے تھے[1] انتظامی کاموں کے لیئے پانچ ناظموں کے ساتھ چار سر دفتران محکمہ جات بھی شامل کیئے گئے۔ مقامی حکومت کے اغراض کے لیئے ملک تیئیس[۲۳] ضلعوں میں منقسم کیا گیا تھا جو کینٹن[2] کہلاتے تھے مگر اس نام کی جو سابق تقسیمیں تھیں ان کے ساتھ ان کینٹنوں کا توافق صرف چند ہی صورتوں میں تھا۔ چونکہ ان کی تنظیم جدید فرانسیسی صوبوں کے نمونے پر ہوئی تھی، اس لیئے ہر ایک کینٹن میں ایک انتخابی مجلس مقننہ تھی اور ایک مقرر شدہ صوبہ دار تھا جس کا کام یہ تھا کہ وہ کینٹن کے حاکم عاملہ کی خدمت انجام دے اور مرکزی حکومت کے اغراض و مفاد پر نظر رکھے۔ علی العموم ملک میں بہت سے ضروری اصلاحات رائج کئے گئے جن میں یکساں حق شہریت، عام حق رائے دہی، تقریر و مطابع کی آزادی، اور قانون تعزیرات سکہ، اور ریتہ کا اتحاد شامل تھے۔

لیکن فرانسیسی اقتدار و نگرانی سے لوگوں کو نفرت تھی اور جدید حکومتی نظم استحکام حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ مسلسل شورشوں اور بدنظمیوں کے بعد ۲ جولائی سنہ ۱۸۰۲ کو سنہ ۱۷۹۰ کے دستور کی جگہ ایک جدید مگر ہم شکل دستاویز نے لی جسے معززین کی ایک جمعیت منعقدہ برن نے تیار کیا تھا۔ عامۃ الناس نے بیس ہزار کی کثرت رائے سے اس دستاویز کے ناموافق فیصلہ صادر کیا۔ لیکن ان آرا کی تعداد نسبتۃً کم تھی اور اس عذر کے ساتھ کہ غیر حاضری رضامندی کے ہم معنی ہے اس دستور کامل کو جامہ پہنا دیا گیا، اس کا طبعی نتیجہ یہ ہوا کہ بددلی فروزں ہوئی[3]

Les origines de la confedration suisse (Bern 1891).

J. R. Kopp: Urkunden zur Geschichte der eidgenossischen Bunde (Leipzig and Berlin 1835) and Geschichte der eidgenossischen Bunde (Leipzig and Berlin 1845-52.

J. Von Ah, Die Bundesbriefe der alten Eidgenossen (Einsiedeln 1891)

[1] اس دستور کو بازل کے ایک عامل پیٹر اوخس نے (جو اس وقت فرانسیسی حکومت کے پاس ایک مہم پر آیا ہوا تھا) بمقام پیرس نپولین کے اشارے سے مرتب کیا تھا۔ اس کے بعد سوئیزرستان کے دوسرے نمایندوں سے بھی شورہ کیا گیا اور آخری تغیرات فرانسیسی نظامت نے کیئے۔

[2] یہ اصطلاح سرکاری طور پر اب پہلی مرتبہ استعمال ہوئی۔

[3] میک کریکن "سوئیزرستانی جمہوریت کی ترقی" [illegible] ackan: Rise of the Swiss Repubiic

نپولین نے عقلمندی سے یہ سمجھ لیا کہ وسیع مراعات کرنا پڑیں گی، چنانچہ اس نے پیرس میں سوئیزرستانی نمایندوں کے ایک وفد کو طلب کیا اور ان کے ساتھ مل کر ایک نئی تجویز مرتب کی جو ۱۹ فروری ۱۸۰۳ء کو "دستاویز توسط" کے نام سے شائع کی گئی۔ اس قرار داد کے دفعات کے بموجب ملک ایک مرتبہ پھر خود حکومتی کینٹنوں کی وفاقیہ بن گیا، البتہ مرکزی حکومت کو قطعی طور پر ۱۷۹۸ء سے پہلے سے زیادہ اختیار مل گئے[۱] مثلاً جنگ کرنے، صلح ناموں کی توثیق کرنے کا حق خالصتہً نئی وفاقی مجلس ملی کو تفویض کر دیا گیا۔ تیرہ بنیادی کینٹنوں کے ساتھ چھ اور نئے کینٹن ملائے گئے جن کے نام آرگاؤ، تھرگاؤ، وو، ٹیچینو اور گریزون (یعنی سنٹ گال اور گراؤ بنڈن) تھے۔ ان میں سے پہلے چار تو ان اضلاع سے بنے تھے جو سابق دور حکومت میں انقطاع ما تحت تھے اور دو سابق میں "ریاست ہائے محالف" تھے۔ مجلس ملی میں (برن، زیورش، وو، آرگاؤ، سنٹ گال اور گراؤ بنڈن کے) چھ کینٹن جن کی آبادی ایک لاکھ سے اوپر تھی، ان میں سے ہر ایک کو دو دو رایوں کا حق دیا گیا باقی تمام کینٹنوں کو صرف ایک ایک رائے کا حق دیا گیا۔ اس مملکت کا عاملانہ اقتدار باری باری سے برن، فرائیبرگ، لیوسرن، زیورش، بازل، اور سولوتھرن کے چھ کینٹنوں کو تفویض ہوا۔ جس سال میں جس کینٹن کو عاملانہ اختیارات حاصل ہوتے اسے (Vorort) یا "ممتاز کینٹن" کہتے تھے اور اس کا عامل اعلیٰ وفاقیہ کا "عامل اعلیٰ" کہلاتا تھا۔ مرکزیت کا اصول ایک بڑی حد تک ترک کر دیا گیا تھا مگر ملکی حقوق کی جو مساوات حال میں قایم ہوئی تھی اس سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی گئی۔ نئے قایم شدہ کینٹنوں کے شمول سے (جہاں کے لوگ زیادہ تر فرانسیسی، اطالوی اور رومانش زبان بولتے تھے) یہ اثر پیدا ہوا کہ اب اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) صفحات ۲۹۵-۳۱۲ سے مقابلہ کیجئے۔

[۱] یہی دستاویز ہے جس میں مشترکیت اول بار بطور "سوئیزرستان" بیان ہوئی تھی۔

معاقدے میں جرمانیوں کا غلبہ سابق کی بہ نسبت کم ہو گیا۔[1]

قانون توسط جو بہ حیثیت مجموعی سوئیزرستان کے باشندوں کے حصۂ کثیر کے لئے ناپسندیدہ نہیں تھا (سوائے اس کے کہ ایک غیر طاقت نے اسے عاید کیا تھا) وہ ۱۸۱۳ء تک نافذ رہا۔ اس عشرے کے اندر سوئیزرستان عملاً فرانس کی تولیت میں تھا۔ نپولین کی طاقت کے انحطاط کے ساتھ صورت حال بدل گئی، اور ۲۹ دسمبر ۱۸۱۳ء کو چودہ کینٹنوں نے اپنے نمایندگان مجتمعۂ زیورش کے توسط سے یہ اعلان کر دیا کہ یہ دستور اب نافذ نہیں رہا۔ برن کی سرکردگی میں پرانے کینٹنوں میں سے آٹھ کینٹنوں نے یہ عزم کر لیا کہ جو نظم ۱۷۹۸ء سے پہلے نافذ تھا، اسی کی تجدید کریں جس سے یہ بھی لازم آتا تھا کہ چھ جدید ترین کینٹنوں کو ان کی سابقہ پست حیثیت میں پلٹ دیں؛ لیکن زار الگزنڈر اول کے حلفا نے اس تجویز کو منظور کرنے سے انکار کر دیا، اور موتمر وائنا سے کے یہ انتظام کر دینے کے بعد کر والے، جنوآ اور نیوشاتل کے تین مخالف اضلاع عہدیت میں داخل کر لئے جائیں۔ اہل سوئیزرستان نے خود ایک دستور مرتب کیا جو "میثاق وفاقی" کے نام سے مشہور ہے اور ۷ اگست ۱۸۱۵ء کو بائیس کینٹنوں نے بمقام زیورش اسے باضابطہ منظور کر لیا۔[2]

اس توقیع نے ان روابط کو اور بھی ڈھیلا کر دیا جنھوں نے وفاقیہ کو باہم وابستہ کر رکھا تھا۔ درحقیقت کینٹنوں نے تقریباً وہ تمام خودمختاری دوبارہ حاصل کر لی جو ۱۷۹۸ء میں کھو بیٹھے تھے۔ ایک مجلس ملی پھر قایم کی گئی جس میں ہر ایک

---

[1] "کیمبرج کی تاریخ جدید" Cambridge Modern History جلد نہم باب چہارم (فہرست کتب صفحات ۰۰۰۰۰۰ ۱۷۹۸ء تا ۱۸۱۳ء کے دور پر بہترین عام کتاب ڈبلیو۔ اوخسلی W. Oechsli "تاریخ سوئیزرستان انیسویں صدی میں" Geschobte der schweiz in xix Jahrtundent لائپزگ ۱۹۰۳ء جلد ا ہے۔

[2] اس بیان میں اتنی قید لگانے کی ضرورت ہے کہ شبی انٹروالڈن کے نصف کینٹن نے اس دستور کو ۳۰ اگست کو منظور کیا اور وہ بھی صرف اس وقت جب بزور ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا۔

کینٹن کو بلحاظ آبادی ایک ایک رائے دی گئی[1] کینٹنوں کی مجالس مقننہ کی طرح اس کے اجلاس بھی بند دروازوں کے اندر ہونا قرار پائے اور نیا اختیار اسے جو کچھ دیا گیا وہ صرف اس قدر تھا کہ جس کینٹن میں بدنظمی کا اندیشہ ہو وہاں وہ فوجیں بھیج سکتی تھی۔ وہ جنگ اور صلح کا اعلان کر سکتی تھی مگر یہ صرف اس صورت میں کہ مین چوتھائی کینٹنیں اسے منظور کریں۔ وفاقی عاملانہ اقتدار باری باری سے زیورش لیوسرن، اور برن کے کینٹنوں کی جماعت ہائے عاملہ کو تفویض ہوا اور ہر ایک کی خدمت کا زمانہ دو برس قرار پایا۔ فرانسیسیوں نے مشترک حق شہریت، مذہبی رواداری اور انفرادی آزادی کی جو ذمہ واریاں رائج کی تھیں، وہ عملاً ساقط کر دی گئیں اور ۱۸۱۵ء کے بعد کے عشرے میں زیادہ اہم کینٹنوں میں سے بیشتر کینٹنوں میں میلان اختصاصیت ہی کی طرف نہیں بلکہ صریحی رجعت قہقری کی طرف تھا۔ اور نسبتہً چھوٹے اور نادار کینٹنوں نے اپنے مجموعی ادارات خاص کر اپنے ابتدائی مجالس کو برقرار رکھا۔ آخرکار ۱۸۳۰ء کے بعد اور اسی سال کی انقلابی تحریکات کے دور کی وجہ اکثر کینٹنو ں کی حکومتوں نے حق رائے دہی اور حیثیت انفرادی کے متعلق اس احیاء جدید کو قبول کیا جو ۱۸۴۸ء کے منقلب کن تغیرات کی گویا بنیاد تھا[2]۔

---

[1] - انٹرواالڈن، بازل، اور اپینزل کے تین کینٹن نصف کینٹنوں میں تقسیم کر دیے گئے، جن میں سے ہر ایک میں خود اپنی حکومتیں تھیں۔ مگر ان میں سے ہر ایک کو مجلس ملی میں صرف نصف رائے حاصل تھی۔

[2] - فان موئیڈن: "سوئیزرستان ۱۸۱۵ء کے میثاق کے بعد" B. Van Muyden : La Suisse sons la pacte de 1815 دو جلد لوزان و پیرس ۱۸۹۰-۹۲ء۔ فون ٹلر "تاریخ عہدیت بزمانہ بحالی ۱۸۱۴ء تا ۱۸۳۱ء" Von Tiller Geschictte der Eidgenossenschaft wachrend der sogen. Reolaurahœposhe ۳ جلد، برن و زیورش ۱۸۴۸ء تا ۱۸۵۰ء کینٹنوں میں عمومی تحریک کی نسبت بورژو کی کتاب "دساتیر کی منظوری اور ان کی ترمیم" Borgeand : Adoption and Amendment of Constitutions صفحات ۲۶۴-۲۷۲۔

**۱۸۴۸ء کا دستور اور ۱۸۷۴ء کی ترمیم**

۱۸۳۰ء سے ۱۸۴۸ء کا زمانہ اس اعتبار سے نمایاں ہے کہ اس دوران میں کینٹونی دساتیر کی نظرثانی تیس مرتبہ سے کم نہیں ہوئی اور یہ تمام نظرثانیاں عمومیت کی جانب مائل تھیں[1] لیکن آزاد خیال سرگروہوں کے مقاصد انفرادی کینٹن میں عمومیت پیدا کرنے سے کچھ زاید تھے اور جس امر پر ان کی نظر جمی ہوئی تھی وہ قریب تر اتحاد اور اس لئے ایک قوی تر قوم کا قایم کرنا تھا۔ کینٹن ٹھورگاؤ کی تحریک پر ۱۸۳۲ء میں ایک مجلس ذیلی کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ میثاق کی ترمیم کا مسودہ تیار کرے۔ اس پر جو دستاویز تیار ہوئی اس میں مملکت کی وفاقی نوعیت برقرار رکھی گئی مگر ایک دائمی قومی جماعت عاملہ ایک قومی عدالت اور کروڑگیری، ٹپہ خانہ، ضرب سکہ جات اور فوجی ترتیب کے مرکزی بنانے کا انتظام کیا گیا۔ ایک خفیف کثرت سے ۱۸۳۳ء میں اس تجویز کو شکست ہوگئی۔ استحفاظیوں کے قبول کرنے کے لئے یہ زیادہ ازضرورت استیصالی تھی، لیکن بڑھے ہوئے آزاد خیالوں کو خوش کرنے کے لئے کافی نہیں تھی۔

دیسی استحفاظیت کینٹنوں کی باہمی رقابت اور کلیسائی تفریق وغیرہ کے ایسے جن مشکلات کا رفع کرنا تھا وہ نہایت ہی مہیب تھے۔ ایک سے زاید مرتبہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عہدیت شکست ہو جانے کی حد پر پہنچ گئی ہے۔ آخر ستمبر ۱۸۴۳ء میں سات کیتھولکی کینٹنوں نے[2] بعض دوسرے گروہوں کی مثالوں کی تقلید کرتے ہوئے اپنا ایک مخالفہ قرار دیا زوندر بنڈ ("عہدیت منفصلہ") کے نام سے مشہور ہوا اس عہدیت کی غرض یہ تھی کہ وہ اپنے مخصوص اغراض کی مدافعت کریں اور خاص کر اتحاد کی ایسی تنظیم میں حائل رہیں جس سے کیتھولکوں کا اثر واقعیاً زکم ہوتا ہو۔ دسمبر ۱۸۴۵ء میں یہ ارتباط ایک مسلح معاقدہ میں بدل دیا گیا

---

[1] میک کریکن "سوئیزرستانی جمہوریت کی ترقی" McCrackan : Rise of the Swiss Republic صفحات ۳۲۵ - ۳۳۵ -

[2] لیوسرن، اوری، شویتز، انٹروالڈن، زوگ، فریبرگ، اور والے۔

نومبر ۱۸۴۷ء میں مجلس ملی نے (جس کا اجلاس اس وقت برن میں ہو رہا تھا) یہ فیصلہ کیا کہ اس "عہدیت منفصلہ" کو شکست کر دیا جائے مگر مخالف کینٹنوں نے اطاعت سے انکار کر دیا اور انیس روز کے مسلح تصادم کے بعد ہی یہ سرتاب اتحاد منسوخ ہو سکا[1]۔

اس جنگ کا ہونا سزاوار ثابت ہوا کیونکہ اس سے جو نازک حالت پیدا ہوئی اس سے آزاد خیالوں کو یہ موقع مل گیا کہ وہ ایک بالکل نیا دستور منظور کرا دیں۔ کچھ دنوں تک غیر ملکی مداخلت کے امکان سے مستقبل تاریک معلوم ہوتا رہا مگر ۱۸۴۸ء میں پیرس میں انقلاب برپا ہو جانے سے یہ خطرہ حقیقۃً رفع ہو گیا[2] اور انجام کار یورپ جس رستخیز میں مبتلا ہو گیا تھا وہ اس معاملے میں مضر ہونے کی بجائے مفید ثابت ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس ملی کی ایک مجلس ذیلی کے توسط سے جو چودہ اشخاص پر مشتمل تھی اور جو ۱۷ فروری ۱۸۴۸ء کو یعنی لوئی فلپ کے زوال سے صرف ایک ہفتہ قبل مقرر کی گئی تھی، قوم پرستوں نے دستوری تجویزیں اپنے حسب خواہ اصلاحات شامل کرا لئے اور مجلس ملی نے فوراً ہی اس تجویز پر کچھ خفیف سی نظر ثانی کر کے اسے منظوری کے لئے قوم کے سامنے پیش کر دیا۔ ۱/۲ ۱۵ کینٹنوں کے مقابلہ میں (جن کی آبادی ۱،۸۹۷،۸۸۷ تھی) ۱/۲ ۶ کینٹنوں کی رائے سے (جن کی آبادی ۲۹۲،۳۷۱ تھی) جدید دستور منظور ہو گیا۔

اس عضوی قانون کا قبول ہو جانا آزاد خیال یعنی مرکزی فریق کے لئے ایک نمایاں فتح تھی۔ آیندہ کے دو عشرات میں اس عنصر نے وفاقی حکومت پر کامل اقتدار قایم رکھا اور بہت سے مرکزیت پیدا کرنے والے اصلاحات رائج کئے۔

---

[1] شٹرن: "تاریخ عہدیت منفصلہ" Stern : Zur Geschichte des Sonderbundes جریدہ Historische Zeitschrift ۱۸۶۹ء: ڈفیلڈ، جنگ عہدیت منفصلہ" W. B. Duffield : The War of the Sonderbund مطبوعہ انگلش ہسٹاریکل ریویو ۱۰ اکتوبر ۱۸۹۵ء؛ ماٹر، عہدیت منفصلہ P. Matter, "Le Sonderbund in Ann de l'Ecole Libre des Sci Polit ۱۰ جنوری ۱۸۹۶ء

[2] آسٹریا، پرشیا اور فرانس عہدیت منفصلہ کی جانب سے مداخلت پر مائل تھے مگر برطانی وزیر خارجہ لارڈ پامرسٹن اعتدال کی طرف مائل تھا۔

ٹپہ کا ایک وفاقی نظم جاری کیا گیا، برقیات کو قومی بنا لیا گیا، یکساں اوزان و مقادیر قایم کیے گئے اور ایک پرزور خارجی حکمت عملی قایم رکھی گئی۔ آخرالامر ۱۸۷۲ء میں اس فریق کے زیادہ استیصالی بازو نے ایک جدید دستور پیش کیا جس میں اس اعتدال پسندی کی توثیق و تصدیق مدنظر تھی پہلی کوشش ناکام رہی [1] لیکن ایک نیا مسودہ تیار کیا گیا اور ۱۹ اپریل ۱۸۷۴ء کو ½ ۷ کینٹنوں کے مقابلے میں ½ ۱۴ کینٹنوں کی رائے سے قبول کر لیا گیا۔ عام رائے ۱۲ ۰ ۱۹۰ کے مقابلے میں ۳۴۰۱۹۹ تھی۔ متعدد مواقع پر ترمیم ہو کر ۱۸۷۴ء کی توقیع آج سوئیزرستانی وفاقیہ کا اساسی قانون ہے [2] لیکن یہ ملحوظ رکھنا لازمی ہے کہ اس دستور سے صرف ۱۸۴۸ء کے دستور کی ترمیم کا اظہار ہوتا ہے۔ حال کے ایک صاحب تصنیف کے قول کے بموجب "براعظم کا وہ واحد قطعہ ارض جسے ۱۸۴۸ء کے طوفان سے بلا واسطہ نفع پہنچا وہ سوئیزرستان ہے کیونکہ اس ملک کا ایک کامل التنظیم وفاقیہ میں بدل جانا اسی طوفان کا زیر بار احسان ہے" [3]

اس دستور کا متن اس وقت جس طرح سے قایم ہے اس کی ترتیب تین بابوں میں ہے اور پھر یہ ابواب ۱۲۳ دفعات میں منقسم ہیں۔ ترمیمیں آخر میں شامل

---

[1] بورژو، "دساتیر کا قبول اور انکی ترمیم" Borgeand : Adoption and Amendment of Constitution صفحات ۲۹۷، ۲۹۹۔

[2] دستوری ترمیم کے طریقوں کے متعلق دیکھو صفحات ۵۹۳ - ۵۹۴۔

[3] ڈبلیو، اوخسلی، "کیمبرج کی تاریخ جدید" W. Oechsli in Cambridge Modern History جلد یازدہم، صفحہ ۲۳۴۔ ۱۸۴۸ء سے ۱۸۷۴ء تک اس ملک کی دستوری تاریخ کا ایک مختصر تبصرہ اسی جلد کے باب ششم میں موجود ہے، (فہرست کتب صفحات ۹۱۴ - ۹۱۸)۔ اس موضوع پر دو نہایت نفیس تصانیف حسب ذیل ہیں:۔ ہلٹی: "وفاقیہ سوئیزرستان کے مرکزی دساتیر" Helty : Les Constitutions federalesdela Confederation suisse نیوشاتل ۱۸۹۱ء؛ کرتی: سوئیزرستان کی تاریخ انیسویں صدی میں" Curti ; Geschichte der Schweiz im xix Jahrhundert نیوشاتل ۱۹۰۴ء

نہیں کی گئی ہیں جیسا کہ ممالک متحدہ امریکہ کے دستور سلطنت میں ہے بلکہ اصل دستاویز
میں مناسب موقعوں پر داخل کر دی گئی ہیں[1]۔ لیکن ایک ضمیمہ لگا ہوا ہے جس میں عارضی
نوعیت کے نصف درجن دفعات ہیں۔ "شرائط عامہ" کے زیر عنوان سب سے پہلے
اور سب سے طولانی باب میں زیادہ تر شخصی حقوق، شہریت، وفاقیہ کی ترکیب اور
اس کے اختیارات اور کینٹنوں کی حیثیت پر بحث ہوئی ہے، دوسرا باب جس کا
عنوان ہے "وفاقی ارباب اقتدار" اس میں مجلس وفاقیہ، وفاقی عدالت،
اور وفاقی جمعیت کی دونوں شاخوں کے قواعد مذکور ہیں۔ تیسرے باب میں
وہ مختلف طریق بیان ہوئے ہیں جن کے بموجب دستور میں ترمیم ہوسکتی ہے۔
یہ دستاویز ممالک متحدہ امریکہ کے دستور سے تقریباً دوچند ہے اور اس میں
کثرت کے ساتھ ایسے امور کے قواعد بنائے گئے ہیں جو عام طور پر معمولی
وضع قوانین کے لئے چھوڑ دئے جاتے ہیں مثلاً، شکار و ماہی گیری کے حقوق،
پیشوں کے معیار، دباؤں کی روک، جوئے کا انسداد اور اسی قسم کے امور۔
چند صورتوں میں ان قواعد کی قدر و قیمت مشتبہ ہے یا وہ صریحاً غیر ضروری ہیں۔
چنانچہ ۱۸۹۳ء کی ایک ترمیم "خون نکالنے کے قبل بیہوش کئے بغیر" جانوروں کے
مارنے کو ممنوع قرار دینا مسلّمہ طور پر یہودیوں کے مخالف تعصب کا اظہار
ہے۔ لیکن دستور کی یہ ظاہری وسعت اس عملی ضرورت سے پیدا ہوئی ہے کہ حکومت
کی وفاقی شکل کے تحت میں مختلف اقتدارات کے حدود و اختیارات کی تعریف
معقول طور پر کر دی جائے۔ سوئیزرستان کے مدبروں کے ذہن میں یہ خیال
نہ صرف اپنے ملک کے سابقہ تجربہ سے پیدا ہوا بلکہ ممالک متحدہ امریکہ میں
ایک عضوی قانون کے اختصار کی وجہ سے ایک سے زائد موقع پر جو مشکلیں پیدا
ہو چکی تھیں اور ان مشکلات کا اچھی طرح علم تھا اس سے بھی یہ خیال پیدا ہوا۔
تفصیل کا یہی میلان سابق جرمانی شہنشاہی کے دستور میں بھی پایا جاتا ہے،

---

[1] ۔ ترتیب مطالب کے لحاظ سے امریکی دستور کے بہ نسبت سوئیزرستان کے دستور کا نسبتہً کم
قابلِ اطمینان ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے۔

اگرچہ اس صورت میں بعض دوسرے اور خاص اغراض شامل تھے[1]

**وفاقی حکومت کی نوعیت۔**

ہم نے جن ممالک کا مطالعہ کیا ہے اس میں سوئیزرستان وہ پہلا ملک ہے جس میں وفاقی شکل کی حکومت ہے اور اس کے سیاسی نظم کا بیان شروع کرنے کے قبل بہتر ہوگا کہ ہم مختصر طور پر غور کرلیں کہ وفاقی حکومت کیا شے ہے۔ اس کہنے کی کوئی حاجت نہیں کہ ہر ایک مملکت میں حکومت کے اختیار اس قدر کثیر التعداد پیچیدہ اور زحمت طلب ہوتے ہیں کہ ان کا انصرام صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ وہ متعدد مختلف اشخاص کو تفویض کئے جائیں تقسیم کی دو خاص بنیادیں از خود ذہن میں آتی ہیں ایک اقطاعی اور دوسری فرائضی۔ اقطاعی طور پر تقسیم اس وقت ہوتی ہے جب مملکت اضلاع کے ایک یا زائد مجموعوں میں ترتیب دی جاتی ہے اور ہر ضلع کو ضروری ساز و سامان سے آراستہ کر کے بعض اختیارات کا نفاذ تفویض کر دیا جاتا ہے۔ فرائضی طور پر تقسیم اس وقت ہوتی ہے جب تشریعی کام ایک صاحب اقتدار یا جماعت ارباب اقتدار کو سپرد ہو، عاملانہ فرائض دوسرے کو اور عدالتانہ فرائض تیسرے کو صورت واقعہ یہ ہے کہ عملاً تمام مملکتوں میں تقسیم کی انھی دونوں صورتوں سے کام لیا جاتا ہے۔

بظاہر وفاقی حکومت اقطاعی بنیاد کی تقسیم کی بنا پر پیدا ہوتی ہے مگر جس قطعی طریق پر وہ پیدا ہوتی ہے اس کا سمجھنا اتنا آسان نہیں۔ ہم جب

---

[1] سوئیزرستان کے دستور کا متن لوئل کی کتاب حکومتہا و فرق Lowell: Governmentsand Parties جلد دوم صفحات ۴۰۵۔۲۱۵ میں ملے گا۔ انگریزی ترجمے کتب ذیل میں طبع ہوئے ہیں :- "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد دوم صفحات ۲۵۷۔۲۹۰، میک کریکن McCrackan "سوئیزرستانی جمہوریت کی ترقی" Rise of the Swiss Republic صفحات ۴۰۲۔۳۷۲ و نسنٹ "سوئیزرستان میں حکومت" Vincent : Government in Switzerland صفحات ۳۷۹۔۳۳۲۔ "قدیم جنوبی اوراق" Old South Leaflets سلسلہ عام شمارہ ۱۸۔

حکومتی فرائض کی اقطاعی تقسیم کا ذکر کرتے ہیں جو کچھ ہمارے ذہن میں ہوتا ہے وہ کسی خاص اختیار کا یکساں نفاذ نہیں ہوتا بلکہ سیاسی نوعیت کی اکائیوں یا رقبوں کو حکومتی اقتدار کے ایک مجموعے کا تفویض کردینا ہوتا ہے کہ وہ اپنے صوابدید سے بیشتر یا کلاً اس کا استعمال کریں (اوراس لیئے یہ استعمال یکساں نہیں ہوتا) اور یہ استعمال ان اعضا کے ذریعے سے ہو جن کا تعلق مرکزی حکومت کے بجائے انھیں کی حکومت سے ہو۔ اس قسم کی تقسیمیں ممالک متحدہ امریکہ میں ریاستیں اور ضلعے ہیں؛ انگلستان میں ضلعے اور بروہیں؛ فرانس میں صوبے اور کمیون؛ سوئیزرستان میں کینٹن ہیں؛ حکومتی اختیار کو ان اصناف کی تقسیموں میں قرار دینے کے وجوہ کا سمجھنا کچھ دشوار نہیں ہے۔ ایک مقصد تو یہ ہے کہ مرکزی حکومت کو کام کے ناقابل برداشت بوجھ اور ذمہ داری سے آزادی دیجائے مگر خاص لحاظ یہ ہے کہ حکومت کے بہت سے کام جو خالصتہً ملک کے انفرادی اجزا سے تعلق رکھتے ہیں اس لیئے عقلاً ان کاموں کی خاص ذمہ داری انھیں اجزا پر ڈالنا چاہیئے اور وہی اجزا یہ نگرانی کرسکتے ہیں کہ یہ کام مقامی حالات وضروریات کے بموجب انجام پاتے ہیں یا نہیں۔

کسی حکومتی نظام کی واقعی ترکیب کا تعین زیادہ تر اسی طریق کی بنا پر ہوتا ہے جو اس اقطاعی تقسیم اختیارات میں کام میں لایا جاتا ہے۔ اس کام کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ حکومت کے تقسیمی رقبات کیا ہونگے اور انھیں کیا فرائض تفویض ہونگے؛ ان امور کے متعلق تقسیم کی ایک تجویز دستور میں داخل کردیجاتی ہے۔ اس صورت میں یہ تقسیم سیاسی مقتدر اعلیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور نتیجتہً جو حکومتی ذرائع کار (مرکزی و مقامی) وجود میں آتے ہیں وہ اس مفہوم میں متوازی الاختیار ہوتے ہیں کہ دونوں اپنا اختیار براہِ راست صاحب اقتدار اعلیٰ سے حاصل کرتے ہیں اور دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے حدود میں مداخلت نہیں کرسکتا جب تک کہ صاحب اقتدار اعلیٰ اسے منظور نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ دستور صرف ایک واحد تنظیم قایم کردے جسے پورے حکومتی اختیارات حاصل ہوں اور یہ کام اس پہ چھوڑدیا جائے کہ جیسی ضرورت سمجھی جائے اس کے بموجب

مقامی تقسیم کر دیجائے۔ پس انھیں دونوں طریقوں کے بموجب ایک کا نتیجہ وفاقی حکومت ہے اور دوسرے کا نتیجہ فردی حکومت۔ یہ فرق اختیارات کی محض قطاعی تقسیم کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اس قسم کی تقسیم تمام جدید حکومتوں میں ہے، اور نہ یہ فرق اختیارات کی اس مقدار یا اقسام کی وجہ سے ہے جو مقامی اختیارات کو تفویض کئے جائیں بلکہ اس فرق کی بنیاد وہ اقتدار ہے جس کے ذریعے سے تقسیم عمل میں آتی ہے۔ مادی طور پر ممالک متحدہ امریکہ کی حکومت وفاقی ہے کیونکہ ذی اقتدار قوم نے دستور میں مرکزی یعنی قومی حکومت کے لئے اور اہم قسمتی رقبات یعنی ریاستوں کی حکومتوں کے لئے یکساں طور پر انتظام کیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ مرکزی یا وفاقی کارکنان یہ کہہ سکیں کہ ریاستوں کے کیا اختیارات یا ان کی کیا تنظیم ہونا چاہیے۔ اس کے برخلاف، فرانس کی حکومت فردی ہے کیونکہ وہاں ایک ہی حکومت ہے، جس کا مستقر پیرس میں ہے۔ اس حکومت نے اپنے اغراض کے لئے صوبے، ضلعے اور دوسرے مقامی، سیاسی وانتظامی رقبات قایم کئے ہیں اور اسے یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ جس وقت چاہے ان ماتحت اقطاع کی تنظیم یا اختیارات کو بدل دے بلکہ انھیں بالکلیہ منسوخ بھی کردے۔

ان دونوں طرزوں کے تناسبی فواید پر بہت کچھ قیل وقال ہوئی ہے۔ وفاقی طریق سے ان دو حالتوں میں ایک فطری مصالحت پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک طرف مقامی تفرد بالکلیہ ترک کر دیا جائے اور دوسری طرف ایک اس طرح کی ڈھیل اور کمزور عہدیت ہو جس کا ناگوار تجربہ اٹھارھویں صدی میں سوئیزرستان کو اور ۱۷۸۹ء میں ممالک متحدہ امریکہ کو ہو چکا ہے، اور جیساکہ ان دونوں مثالوں میں ہوا، جہاں صحیح وفاقیت کا قیام اسی حد تک ہو سکتا ہے جس حد تک جانے کے لئے شامل ریاستوں کو راغب کیا جاسکتا ہے، وہاں فردی نظم کی فوقیت محض ایک علمی بحث بن جاتی ہے۔ مزید براں، جیساکہ برائیس نے ظاہر کیا ہے وفاقیہ سے مقامی قانون سازی اور نظم ونسق کے ایسے تجربات کا موقع ملتا ہے جو فردی نظم حکومت رکھنے والے وسیع ملک میں محفوظ

طور پر عمل میں نہیں لائے جا سکتے۔ اس کے ساتھ ہی خاص مقامی رقبات کو خود اپنی سمجھ کے بموجب اپنے خاص ضروریات کو ترقی دینے کی اجازت دیکر ایک جدید و وسیع ملک کی ترقی کا سامان ہو جاتا ہے[1] اس کے برعکس وفاقی حکومت نہایت درجہ پیچیدہ ہو جاتی ہے، اس میں اتحاد کی کمی ہوتی ہے اور اپنے اختیارات و فرائض کو تغیر پذیر معاشرتی و اقتصادی حالات سے بسہولت مناسب بنانے کی قابلیت نہیں ہوتی۔ فی الجملہ یہ طرز حکومت اس درجہ پسندیدہ نہیں ہے جس درجہ پہلے تھی اور یہ قابل لحاظ امر ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جنوبی افریقہ نے اور ۱۹۱۱ء میں جمہوریہ چین نے ارادۃً فردی طرز کو پسند کیا حالانکہ دونوں صورتوں میں ایسے حالات موجود تھے جو وفاقی نظم کے لئے فطری بنیاد پیدا کرتے ہیں[2]

**قوم اور ریاستیں**

سوئیزرستان کی حکومت وفاقی طرز کی ایک صحیح مثال ہے[3]۔ جیسا کہ ممالک متحدۂ امریکہ میں ہے، جملہ حالات پر نظر کرتے ہوئے

---

[1] "امریکی دولت عامہ" Bryce : American Commonwealth جلد اول صفحہ ۳۵۱۔

[2] ۔ وفاقی حکومت کی نوعیت کے زیادہ تفصیلی بیان کے لئے ولوبی کی "جدید سلطنتوں کی حکومت" Willoughby :Government of Modern States باب دہم دیکھنا چاہیئے۔ مقابلہ کیجئے: آر جی گٹل "تقریب علم سیاسیات" Gettell: introduction to Political Science طبع بوسٹن، ۱۹۱۰ء۔ باب چہاردہم اور ڈبلیو ڈبلیو ولوبی، سلطنت کی نوعیت" W. W. Willonghly : The Nature of the State طبع نیویارک ۱۸۹۶ء، باب دہم۔

[3] ۔ سوئیزرستان کے دستوری نظم کے متعلق خاص تصانیف حسب ذیل ہیں:۔

J. J, Blumer, Handbuck des schweizerischen Bundesstaatsrechtes 2nd ed.ff Schaffhausen, 1877-87 ; J. Schollenberger, Bundesverfassung der Schweizerischen Eidgenchtenschaft (Berlin, 1905), ibid., Das Bundesstaatsrecht der Schweiz Geschichte und System (Berlin, 1902) ;

قوم یا بہر نوع انتخاب کنندگان، صاحب اقتدار اعلیٰ ہیں۔ اس صاحب اقتدار قوم نے بعض اغراض کے لئے ریاستی یا کینٹونی حکومتوں کے ایک سلسلے پر ایک قومی حکومت کو مستولی کر دیا ہے۔ اس نے اس قومی حکومت کو متعدد فرائض تفویض کئے ہیں۔ اور بہت سے فرائض کو کینٹونی ارباب اقتدار کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا ہے اور ممالک متحدۂ امریکہ کی طرح یہاں قومی اور کینٹونی حکومتوں کا انحصار قوم ہی پر ہے۔ خود امریکہ میں بہت دنوں تک ایک گہرا اختلاف رائے یہ رہا ہے کہ

---

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) and W. Burckhardt, Kommentar der schweizerischen Bundesverfassung (2nd ed., Bern., 1914). دو بہترین و مختصر ترین کتابیں حسب ذیل ہیں:۔ N. Droz, Instruction civique (Lausaime, 1884), and A. von Orelli Das Staatsrecht der schweizerischen Eidgenossenschaft (Freiburg 1885) in Marquardsen's Handbuck.

سوئیزرستان کے حکومتی نظم کے متعلق انگریزی میں بہترین کتابیں حسب ذیل ہیں:۔ "بروکس: سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks: Government and Politics of Switzerland بونژور: "حقیقی عمومیت بصورت عمل" Bonjour: Real Democracy in Operation طبع نیویارک ۱۹۲۰ء ونسنٹ کی کتاب "سوئیزرستان میں حکومت" Vincent: Government in Switzerland اگرچہ ذرا قدیم ہے مگر اچھی کتاب ہے۔ دوسری قدیم کتابوں میں کتب ذیل داخل ہیں:۔ بی۔ موزز: "سوئیزرستان کی وفاقی حکومت" B.Moses: The Federal Government of Switzerland طبع اوکلینڈ، ۱۸۸۹ء۔ بی۔ ونچیسٹر: "سوئیس جمہوریت" Winchester: The Swiss Republic فلاڈلفیہ ۱۸۹۱ء۔ اے۔ بی ہارٹ کی کتاب "تقریب مطالعۂ حکومت وفاقی" A. B. Hart: Introduction to the Study of Federal Government طبع بوسٹن ۱۸۹۱ء کا ذکر بھی ہونا چاہئے۔ سوئیزرستان کے دستوری ارتقا اور حکومتی تنظیم سے متعلق ایک اچھی تنقیدی فہرست کتب بروکس کی کتاب مذکورۂ بالا میں طبع ہوی ہے۔ صفحات ۳۸۶ - ۴۱۶ -

ریاستیں "ذی اقتدار" ہیں یا نہیں؟ خانہ جنگی جس حد تک غلامی کے مسئلہ کے اختلاف کا نتیجہ تھی اسی حد تک اس مسئلے کے مناقشات کا نتیجہ بھی تھی۔ اب ہم زیادہ وضوح کے ساتھ یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی اقتدار اعلیٰ کا تعلق قوم سے ہے اور یہ کہ امریکی قوم یا ریاستوں کی حکومتیں یا دوسری سیاسی اکائیوں یا قسمتوں کی نسبت یہ صرف سمجھا جا سکتا ہے کہ انھیں اقتدار اعلیٰ کے صرف بعض اختیارات عمل میں لانے کا حق حاصل ہے۔ جب اس نکتے کو ہم ملحوظ خاطر رکھیں صرف اسی وقت ہم سوئیزرستان کے دستور کی اس دلچسپ شرط کو سمجھ سکیں گے کہ کینٹن اس حد تک صاحب اقتدار ہے جس حد تک اس کا اقتدار وفاقی دستور سے محدود نہیں ہے اور اس حیثیت سے وہ ان تمام حقوق کو عمل میں لاتا ہے جو وفاقی حکومت کو تفویض نہیں کیے گئے ہیں"[1] اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ ممالک متحدہ امریکہ کی طرح قومی حکومت معینہ ومفوضہ اختیارات کی حکومت ہے، برخلاف ازیں ریاستی حکومتیں مابقی اختیارات کی حکومت ہیں یعنی ان حکومتوں کو وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو ان کے تحت میں رہنے والی قوم نے انھیں عطا کیے ہوں جو وفاقی دستور میں ان سے نکال نہ لئے گئے ہوں یا ممنوع نہ قرار دئے گئے ہوں۔ جو اعلیٰ اقتدار تفویض کئے گئے ہوں ان کے محافظ ہونے کے سوا اور کسی مفہوم میں قومی حکومت صاحب اقتدار نہیں ہے اور نہ ریاستی حکومت، اس کے برعکس مفوضہ اختیارات کے مفہوم میں دونوں صاحب اقتدار ہیں جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے، سوئیزرستان کے دستور میں اختیارات (خاصکر تشریعی نوعیت کے اختیارات) کی حد بندی، امریکی دستور کے بہ نسبت زیادہ دقیقہ رسی کے ساتھ کی گئی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ تاویل کے متعلق شدید اختلافات بہت کم پیدا ہوئے ہیں۔

ممالک متحدہ امریکہ کی طرح جہاں قوم نے ہر ریاست کے لئے حکومت

---

[1] دفعہ ۳۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" Dodd : Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۵۷۔

کی جمہوری شکل کی ضمانت کی ہے، سوئیزرستان کے وفاقی مملکت کے کینٹنوں کے لیئے ان کے قطعۂ ملک (مذکورۂ بالا دفعہ ۳ کے مقررکردہ حدود کے بموجب) ان کے "اقتدارات" ان کے دساتیر، ان کی قوم کی آزادی اور ان کے حقوق اور قوم نے اپنے ارباب اقتدار کو جو امتیازات و اختیارات عطا کیئے ہوں ان سب کی ضمانت کی ہے۔ کینٹنوں کو یہ اختیار حاصل ہے اور درحقیقت ان سے یہ چاہا گیا ہے کہ اپنے دساتیر کے تحفظ کے لیئے وفاقیہ سے مطالبہ کریں اور شرط قرار دی گئی ہے کہ اس قسم کا تحفظ ان تمام صورتوں پر حاوی ہوگا جہاں یہ ظاہر کیا جاسکے کہ دستور زیر بحث میں کوئی امر وفاقی دستور کے شرائط کے خلاف تو نہیں ہے، یہ کہ اس دستور سے جمہوری شکلوں کے بموجب سیاسی حقوق کے عملدرآمد کا تیقن ہوتا ہے، یہ کہ قوم نے اس کی توثیق کی ہے اور یہ کہ شہریوں کی کثرت رائے سے ہمیشہ اس کی ترمیم ہوسکتی ہے[1] ان شرائط کے تحت میں ہر ایک کینٹونی دستور کے عمل میں آنے کے قبل اور اس کی ہر ایک ترمیم کے لیئے یہ ضروری ہے کہ وفاقی جمعیت کی دونوں شاخیں اسے منظور کریں۔ جب نئی ریاستوں کو اتحاد میں داخل کیا جاتا ہے تو امریکی کانگریس ان کے عضوی قوانین کی تنقید کرتی ہے اور جب تک ان قوانین میں مخصوص تغیرات نہ کر دیئے جائیں اس وقت تک وہ داخلے سے انکار کرسکتی ہے لیکن جب کوئی ریاست ایک مرتبہ اتحاد میں داخل ہوگئی تو پھر کانگریس کا یہ اقتدار عملاً ختم ہو جاتا ہے۔ ریاست کانگریس یا کسی دوسرے وفاقی صاحب اقتدار سے مشورہ کیئے بغیر کسی تعداد میں دستوری تغیرات بلکہ ایک بالکلیہ نیا دستور قبول کرسکتی ہے۔ جس صورت میں کہ کانگریس یہ فیصلہ کرے کہ کسی ریاست میں جمہوری شکل باقی نہیں رہی ہے، صرف اسی صورت میں کانگریس دستوری تغیر پر مجبور کرے گی اور کانگریس اس کی صورت یہ اختیار کرے گی کہ اس ریاست کے سیناٹیوں اور نمایندوں کو نشست دینے سے انکار کردے۔ اس کے علاوہ کسی ایسی ریاست کے دستور کی نوعیت و مفہوم پر اقتدار حاصل کرنے کے لیئے

---

[1] دفعات ۵-۶، حسب بالا، صفحہ ۲۵۸۔

جو پہلے سے اتحاد میں داخل ہو وفاقی حکومت کے پاس صرف یہی ذریعہ ہے کہ وہ عدالتوں میں کارروائی کرے۔ سوئیزرستان میں کوئی عدالت ایسی نہیں ہے جسے کسی کینٹن کے کسی دستوری قاعدے کو باطل قرار دینے کا اختیار ہو مگر وفاقی مجلس مقننہ کو یہ اختیار کاملاً و دائماً حاصل ہے۔

دوسرا معاملہ ریاستوں کے اندر بغاوت اور دوسری بدنظمیوں کے تدارک کے متعلق وفاقی حکومت کے اختیار کا مسئلہ ہے۔ ممالک متحدۂ امریکہ میں صدر کو ریاستوں کی اندرونی بدنظمی کے فرو کرنے کا اختیار صرف اسی صورت میں حاصل ہے جبکہ وفاقی اقتدار یا وفاقی املاک کو خطرہ ہو یا ریاستی مجلس مقننہ یا وہاں کا والی درخواست کرے۔ اس کے برخلاف سوئیزرستان کی وفاقی حکومت کو بحالی نظم و امن کے لئے مداخلت کا ہمہ وقت اختیار ہے، کینٹونی ارباب اقتدار درخواست کریں یا نہ کریں ۱۸۴۸ء کے بعد سے اس قسم کی گیارہ مداخلتیں وقوع میں آ چکی ہیں۔ اس میں سب سے زیادہ مشہور مداخلت ۹۱-۱۸۹۰ء میں اطالوی زبان بولنے والے کینٹن تی چینو میں ہوئی[1] بعض اوقات وفاقی حکومتوں کے نیک مشورے کافی ثابت ہوئے ہیں مگر دوسرے مواقع پر فوج کے استعمال کی ضرورت پڑی ہے۔ خانہ جنگیوں کو بچانے کی غرض سے کینٹنوں کے لئے یہ ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ آپس میں سیاسی نوعیت کے محالفات یا معاہدات کریں مگر وہ تشریعی، انتظامی اور عدالتی مسایل میں باہمی مواثیق کر سکتے ہیں بشرطیکہ وفاقی عہدہ داروں کے معائنہ سے یہ نہ پایا جائے کہ ان مواثیق میں وفاقی دستور کے خلاف یا کسی کینٹن کے حقوق کے معاندانہ شرائط شامل ہیں کینٹنوں میں اگر مناقشہ ہو جائے تو مسایل زیر بحث فیصلے کے لئے وفاقی حکومت کو سپرد کئے جائینگے اور انفرادی کینٹنوں کو شدت عمل ہی میں نہیں بلکہ فوجی تیاریوں سے بھی محترز رہنا پڑے گا۔

---

[1] بروکس، "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks : Government and Politics of Switzerland

**تقسیم اختیارات** جیسا کہ بیان ہو چکا ہے حکومت کے اختیارات اسی اصول پر مبنی ہیں جو ممالک متحدہ امریکہ کا ہے یعنی وفاقی حکومت کو وہی اختیارات حاصل ہیں جو صریح طور پر اسے تفویض کئے گئے ہیں اور کینٹنونی حکومتوں کو وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو ان کے لئے ممنوع نہیں قرار دئے گئے ہیں۔

جو اختیارات خالصۃً وفاقی حکومت کو دئے گئے ہیں ان کے چار اصناف ہیں یعنی معاملات خارجہ، فوجی معاملات، مالیات اور مفاد عامہ کے دیگر خدمات۔ داخلہ چند قیود کے ساتھ، کینٹنوں کو یہ اجازت ہے کہ وہ روابط سرحد و پولیس اور املاک عامہ کے انتظام کے متعلق غیر سلطنتوں سے معاہدات کریں[1] ورنہ اور ہر طرح پر خارجی تعلقات کی کامل نگرانی قومی حکومت کو تفویض ہے۔ صرف وہی حکومت سفارتی نمایندے روانہ کرسکتی اور سفارتی نمایندوں کو قبول کرسکتی، جنگ کا اعلان کرسکتی، صلح کرسکتی اور محصول درآمد و برآمد، تجارت، اور اکثر دوسرے معاملات کے متعلق معاہدات کرسکتی ہے۔

سوئیزرستان کا فوجی نظم بعض اعتبارات میں نادر ہے ۱۸۴۸ء کے دستور نے قومی خدمت کی انجام دہی کے لئے ہمہ گیر ذمہ داری قایم کی گر امن کے زمانے میں فوجی انتظام کو زیادہ تر کینٹنوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا۔ یہ نظم ناقابل اطمینان ثابت ہوا اور ۱۸۷۴ء کی دستوری نظر ثانی میں فوج کی تنظیم فوجی تعلیم و سامان، اور فوجی خدمت سے استثنا کے شرائط کے متعلق وفاقیہ کو پورا اقتدار دیدیا گیا۔ یہ شرایط اب تک نافذ العمل ہیں[2] ۱۲ اپریل (۱۹۰۷ء) کے ایک حاوی فوجی قانون اور دوسرے قوانین کے ذریعے سے ان میں معقول حد تک وسعت دے دی گئی ہے۔ دستور میں وہ دفعہ برقرار رکھی گئی ہے

---

[1] دفعہ ۹، ڈاڈ، "دساتیر جدیدہ" Dodd: Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۵۸۔

[2] دفعات ۱۹-۲۲ حسب بالا، صفحات ۲۶۱-۲۶۲۔

جس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وفاقیہ کو مستقل فوج قایم رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے
اور وفاقی حکومت کی منظوری کے بغیر کوئی کینٹن یا نصف کینٹن تین سو آدمیوں سے
زاید کی مستقل فوج نہیں رکھ سکتا[1] لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود، مدارس
میں دس برس کی عمر میں باقاعدہ فوجی تعلیم شروع ہو جاتی ہے۔ انیس برس
کی عمر میں سوئیزرستان کے ہر ایک مرد کا امتحان ہوتا ہے کہ وہ فوجی خدمت
کے قابل ہے یا نہیں، اور واقعی خدمت کی ذمہ داری بیس برس کی عمر سے
اڑتالیس برس کی عمر تک ہوتی ہے۔ لیکن اس نظم کا انتظام اس طرح ہوتا ہے
کہ امن کے زمانے میں لوگوں کو اپنے مکانوں سے مسلسل پینسٹھ روز سے زیادہ
غیر حاضر نہیں ہونا پڑتا، اور جو لوگ اپنا پورا وقت فوج میں دیتے ہیں ان
کی تعداد دو تین سو سے زیادہ نہیں ہوتی۔ صلح کے زمانے میں کوئی سپہ سالار بھی
نہیں ہوتا[2]

۱۸۴۸ء میں وفاقی حکومت کے جو خالص مالیاتی اختیارات متعین ہوئے وہ
نقود کا مسکوک کرنا اور ایک "نظام زر کا قایم رکھنا" ہے ۱۸۹۱ء میں ان اختیارات
میں بنک کے نوٹ اور دیگر اقسام سکہ قرطاس کے اجرا کا اضافہ کیا گیا[3]
آخری امر یہ ہے کہ گزشتہ ربع صدی میں اشتراکیت کی طرف قومی میلان کا
ماحصل یہ ہوا ہے کہ وفاقی حکومت نے مفاد عامہ اور حرفتوں پر بہت بڑی
حد تک خالص اختیار حاصل کر لیا ہے۔ ٹھپہ خانہ کا کام جو ۱۸۴۸ء کے قبل

---

[1] دفعہ ۱۳۔ ایضاً، صفحہ ۲۵۷۔

[2] سوئیزرستان کے قومی نظم کے اعلیٰ بیان کے متعلق بروکس کی کتاب سوئیزرستان کی حکومت اور
اس کی سیاسیات" Brooks : Government and Politics of Switzerland
باب یازدہم دیکھنا چاہیے۔ مقابلہ کیجیے "قومی مدافعت کا سوئیس نظم" ممالک متحدہ امریکہ
کے سینیٹ کے کاغذات شمارہ ۹۶، ترسٹھویں موتمر میقات سوم (۱۹۱۵ء)

[3] اس قسم کے اجزا کے انضباط کا اختیار ۱۸۷۴ء کے نظر ثانی شدہ دستور میں عطا
کیا گیا۔

بالکلیہ کینٹنوں کی نگرانی میں تھا اور ۱۸۴۸ء سے ۱۸۷۴ء تک وفاقی حکومت اس ذمہ داری کے ساتھ اسے انجام دیتی رہی کہ وہ کینٹنوں کو سالانہ تاوان ادا کرتی رہے، وہ کام اب بالکلیہ وفاقی ہے اور ہر طرح کے بار سے آزاد ہے ۱۸۵۱ء کے ایک قانون سے تار برقی طبیہ خانہ کے انتظام میں آگئی ہے اور ۱۸۷۸ء کی ایک قرارداد نے ٹیلیفون کو بھی ترقی پذیر وفاقی اجارے میں داخل کر دیا ہے۔ ریلوے جو ۱۸۵۲ء سے ۱۸۷۲ء تک کینٹنوں کے زیر اقتدار خانگی ملک تھی اور ۱۸۷۲ء سے ۱۹۰۱ء تک کینٹونی اقتدار کے تحت میں خانگی ملک تھی وہ اس تاریخ سے قومی ملک ہو گئی ہے اور قوم ہی کی طرف سے اس کا انتظام و انصرام ہوتا ہے[1] صنعتی نوعیت کے دو اجاروں نے معتد بہ حد تک وفاقی اختیارات میں اضافہ کر دیا ہے۔ پہلا اجارہ بارود کا بنانا اور بیچنا ہے۔ یہ اجارہ ۱۸۴۸ء میں اس غرض سے قایم کیا گیا کہ قوم کے لئے اس فوجی ضرورت کے مناسب مقدار میں مہیا ہونے کا تیقن ہو جائے۔ دوسرا اجارہ مقطر مسکرات کا بنانا اور بیچنا ہے جس میں حرفی اغراض کے لئے الکحل بھی شامل ہے۔ یہ اجارہ جسے ۱۸۸۷ء کے ایک مراجعہ میں منظور کیا گیا، ایک دستوری ترمیم کے ذریعے قایم ہوا تھا جو ۱۸۸۵ء میں قبول کی گئی تھی[2]

وفاقی حکومت کو قانون سازی کے جو عام اختیارات تفویض ہوئے ہیں اور جو بعض صورتوں میں خاص اسی حکومت کو تفویض ہوئے ہیں، اور بعض صورتوں میں کینٹن بھی ان میں برابر کے شریک ہیں، یہ اختیارات اس قدر کثیر التعداد اور اس قدر پیچیدہ ہیں کہ ان پر یہاں بحث کرنا دشوار ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کے تشریعی اختیارات سے

---

[1] قومی بنانے کا کام ایک قانون کے ذریعے سے دقوع میں آیا جسے وفاقی جمعیت نے ۱۸۹۷ء میں منظور کیا تھا اور ۲۰ فروری ۱۸۹۸ء کے ایک مراجعہ کے ذریعے سے اس کی توثیق ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو بروکس کی "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks: Government and Politics of Switzerland

[2] دفعہ ۳۲ ضمن ۲، ڈاڈ کی "دساتیر جدیدہ" Modern Constitution جلد دوم صفحہ ۲۶۶-۲۶۷۔

وہ بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک تمثیل لیجئے، امریکی کانگریس کو صرف ریاستوں کی باہمی تجارت اور غیر ملکی تجارت کے انضباط کا اختیار ہے مگر سوئیزرستان کی وفاقی جمعیت ہر طرح کی تجارت سے اور ہر حالت کے تحت میں بحث کر سکتی ہے۔ ۱۸۷۴ء اور خاصکر سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد سے دستوری ارتقا کا تمام تر میلان اس جانب رہا ہے کہ وفاقی انضباطی عمل کے میدان کو وسیع کیا جائے۔ جن ترمیموں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان کے علاوہ اس قسم کی ترمیموں میں ذیل کی ترمیمات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے :- ۱۱ جولائی ۱۸۹۷ء کی ترمیم جس سے وفاقیہ کو غذائی پیداوار کی تجارت سے متعلق قوانین وضع کرنے کا اختیار دیا گیا تھا؛ ۱۳ نومبر ۱۸۹۸ء کی ترمیم جس سے وفاقی تشریعی اختیار کو دیوانی و فوجداری کے قانون کے حدود پر وسعت دی گئی تھی؛ ۵ جولائی ۱۹۰۸ء کی ترمیم جس سے مرکز کو صنعتوں اور تجارتوں سے متعلق یکساں ضوابط وضع کرنے کا اختیار دیا گیا تھا، (اور اس طرح حرفی قانون سازی کی کل وسعت کو وفاقیہ کی حد میں داخل کر دیا گیا تھا)؛ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۸ء کی ترمیم، جس سے آبی قوت سے کام لینا مرکزی حکام کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

صرف ایک جانب میں یہاں کی مرکزی حکومت کا اختیار ممالکِ متحدہ کی مرکزی حکومت کے بہ نسبت زیادہ محدود ہیں، اور وہ اجرائے محصول ہے۔ دونوں ملکوں کے مالیاتی نظموں کا بنیادی اصول ایک ہی ہے یعنی وفاقی حکومت کو زیادہ تر بالواسطہ محصولوں کی آمدنی سے کام چلانا چاہیے، اور ریاستی حکومتوں کو زیادہ تر راست محصولوں کی آمدنی سے لیکن امریکی دستور نے اول ہی کانگریس کو راست محصولوں کے لگانے کی اجازت دیدی ہے اور وقتاً فوقتاً ایسے محصول لگائے گئے ہیں۔ سوئس دستور سلطنت نے ابتداءً وفاقی حکومت کو محض درآمد و برآمد پر محصول کروڑگیری لگانے کا اختیار دیا۔ مزید براں یہ شرط بھی لگادی گئی تھی کہ درآمد میں جو سامان ملک کی صنعتوں اور زراعت کے لیے ضروری ہوں ان پر اور زندگی کی عام ضرورتوں کی چیزوں پر تاحدامکان کم محصول لگایا جائے گا و برآمد کا محصول کم از کم رکھا جائیگا۔ اس قسم کے محصولوں کی آمدنی اور ان کے ساتھ

املاک عامہ کی آمدنی، ڈاک اور تار کے خدمات کے منافع، اجارہ بارود کے محاصل، اور فوجی مستثنیات پر کینٹنوں کے عاید کردہ محصول کی وصولی کا نصف ان سب کو ملا کر توقع یہ کی گئی تھی کہ وفاقیہ کے سالانہ اخراجات پورے ہو جائیں گے۔ اگر اس میں کمی پڑے تو مرکزی حکومت کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ کینٹنوں کی دولت اور ان کے قابل محصول ذرایع کے تناسب سے" محصول لگائے[1] زیادہ تر تحفظی حکمت عملی کے اختیار کرنے سے ۱۸۸۰ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان کروڑ گیری کے محاصل ایک کروڑ ستر لاکھ فرانک سے بڑھ کر آٹھ کروڑ کو پہنچ گئے اور وفاقیہ نے کینٹنوں پر کبھی محصول نہیں لگایا۔ لیکن جنگ عظیم کے دوران میں محصول لگانے کی ضرورت کو مردانہ وار کارروائیوں کے ذریعے سے بچا لیا گیا۔ ان میں سے ایک کارروائی یہ تھی کہ ۱۹۱۵ء کی ایک دستوری ترمیم کے ذریعے سے یہ اختیار دیا گیا کہ آمدنی اور جائداد پر ایک وفاقی محصول لگایا جائے گا مگر یہ محصول صرف ایک ہی مرتبہ لگایا جائے اور ایک ہی مرتبہ جمع کیا جائے۔ دوسری کارروائی ۱۹۱۷ء کی ایک ترمیم تھی جس سے غیر محدود مدت تک کے لئے وفاقیہ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ ضمانتوں اور متعدد اقسام کے تجارتی کاغذات پر اسٹامپ کے ذریعے سے محصول لگائے مگر شرط یہ تھی کہ ان محاصل کا پانچواں حصہ کینٹنوں کو دیا جائے۔

کینٹونی حکومتوں کے اختیارات چونکہ مابقی ہیں اس لئے وہ وسیع، غیر محدود اور متواتر تغیرات کے زیر اثر ہیں۔ اس کا بیان جیسا کچھ بھی یہاں ہو سکتا ہے اس کا تعلق اصولاً دوسرے باب سے ہے لیکن فی الواقع، وہ اس قدر وسیع نہیں ہیں جس قدر سابقہ دساتیر کے تحت میں تھے، اور دستوری ارتقا کی رفتار انھیں برابر تنگ تر حدود کے اندر لاتی جا رہی ہے۔ یہاں کینٹن کی صرف ایک مزید حیثیت کے بیان کرنے کی ضرورت ہے، وہ حیثیت وفاقی قانون کے نفاذ میں کینٹونی حکومت کی وسیع شرکت ہے، ممالک متحدہ امریکہ میں وفاقی حکومت اپنے قوانین تقریباً تمام تر اپنے ہی عہدہ داروں کے ذریعے سے نافذ کرتی ہے۔ اگر ریاستوں کی حکومتیں دفعتہً

---

[1] دفعہ ۴۲۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" Dodd ; Modern Constitution جلد دوم صفحہ ۲۶۹۔

صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں تو بھی وفاقی حکومت اپنے فرائض کو تقریباً حسب معمول انجام دے سکے گی۔ سوئیزرستان میں صورت حال بالکل مختلف ہے، اور یہی حال شہنشاہی جرمانیہ کا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ نظم ونسق کی متعدد اہم شاخوں کے لئے سوئیزرستان کی وفاقی حکومت کی خود اپنی کل ہے، مثلاً کروڑگیری، ڈاک خانہ، تار، ٹیلیفون، اجارہ باروت مگر دوسری شاخوں میں اس کا انحصار بہت زیادہ کینٹونی حکام کے اتحاد عمل پر ہے جو کسی قدر وفاقی نگرانی کے تحت میں کام کرتے ہیں۔ ریلوے، قوت آبی، اوزان ومقیاسیات، تعلیم، فوجی استثنا، تا آنکہ وفاقی بنک تک کے نظم ونسق کے لئے یہی اصول سمجھنا چاہئے۔ اس طریق پر عمل کرنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں کفایت شعاری ممکن ہے۔ نظم ونسق کے دہرے دہرے انتظام سے جو اخراجات لاحق ہوتے ہیں وہ ان خاص اعتراضات میں سے ایک اعتراض ہے جو حکومت کی وفاقی شکل پر کئے جاتے ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ وزنی وجہ یہ ہے کہ حکومتی عمل کے اکثر میدانوں میں کارہ کینٹنوں کو اپنا تشریعی اقتدار مرکزی حکومت کو حوالہ کرنے پر صرف یہ کہکر مایل کیا جا سکا کہ جو قوانین بنیں گے ان کے نافذ کرنے کا راست اقتدار انھیں کینٹنوں کو ہوگا۔

**شہریت اورانفرادی حقوق کا تحفظ۔** ایک مسئلہ جس سے حکومت کی وفاقی شکل کے تحت میں ابتری پیدا ہو جانے کا احتمال رہتا ہے وہ شہریت کی بنیاد و نوعیت ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کا دستور جس طرح ۱۷۸۹ء میں عمل میں آیا، اس میں شہریت کے اصطلاح کا استعمال کیا گیا مگر کہیں اس کی تعریف نہیں کی گئی۔ اس میں ممالک متحدہ کے شہریوں کا اور نیز مختلف ریاستوں کے شہریوں کا ذکر آیا جس سے معاً یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ شہریت دوگونہ ہے یعنی قومی اور ریاستی دونوں ہے۔ خانہ جنگی کے زمانے میں ریاستی حقوق والوں کا دعویٰ یہ رہا کہ اس طرح دو قسم کی شہریتیں ہیں اور ڈریڈ اسکاٹ کے فیصلے (۱۸۵۶ء) میں عدالت عالیہ نے یہ حکم لگایا کہ محض اس لئے کہ کسی شخص کو کسی ایک ریاست کے شہری کے جملہ حقوق وامتیازات حاصل ہیں، اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ وہ لازماً ممالک متحدہ امریکہ کا شہری بھی ہے۔ لیکن چودھویں ترمیم (۱۸۶۸ء) نے اس اصول کو

بدل دیا۔ اس ترمیم میں یہ کہا گیا ہے کہ تمام اشخاص جو ممالک متحدہ امریکہ میں پیدا ہوے ہوں یا انھیں حق قومیت حاصل ہو گیا ہے، اور وہ اس کے حدود اختیارات کے تابع ہوں، وہ ممالکِ متحدہ امریکہ کے اوران ریاستوں کے جن میں وہ رہتے ہوں شہری ہیں۔" قانونی طور پر اب بھی یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک قومی شہریت ہے اور ایک ریاستی شہریت ہے، گر یہ دونوں ناقابلِ تفریق ہیں اور جو فرق ہے اس کی عملاً کوئی اہمیت باقی نہیں ہے۔ اساساً شہریت قومی ہے، ممالک متحدہ امریکہ کا کوئی شہری جو کسی ریاست میں قیام اختیار کرتا ہے وہ اس ریاست کا شہری ہو جاتا ہے؛ کوئی ریاست نہ تو شہریت عطا کر سکتی ہے اور نہ اسے واپس لے سکتی ہے۔

۱۸۷۱ء کے شہنشاہی جرمانی دستور میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ "تمام جرمانیہ کی ایک مشترک شہریت ہونا چاہیے" اور ہر ریاست کے شہری کے ساتھ ہر دوسری ریاست میں اہلِ وطن کا سا برتاؤ ہونا چاہیے[1]۔ اس سے معقول طور پر یہ ظاہر تھا کہ دو شہریتیں ہیں شہنشاہی اور ریاستی، اور نیز یہ کہ سلطنتی شہریت کا تعین خالصتہً کسی ایک ریاست کی شہریت سے ہوتا تھا۔ ۱۹۱۳ء کے ایک قانون نے اس مبحث کے تمام شکوک کو صاف کر دیا۔ لہٰذا، سلطنت جرمانیہ ممالکِ متحدہ امریکہ کی صورت حال سے بالکل مختلف تھی۔ ایک ملک میں ریاستی شہری ہونے کے طفیل میں ہر شخص قومی شہری ہو جاتا تھا، دوسرے میں قومی شہری ہونے کے طفیل میں ریاستی شہری ہو جاتا ہے۔

اس موضوع پر سوئیزرستان کا دستور بھی کسی حد تک مبہم ہے۔ اس دستور میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی کینٹن کا ہر ایک شہری سوئیزرستان کا شہری ہے، اس حیثیت سے وہ اپنے لئے رائے دہندہ ہونے کی شرط کو ثابت کر دینے کے بعد وہ جس جگہ سکونت پذیر ہو وہاں کے تمام وفاقی اور عمومی انتخابات میں حصہ لے سکتا ہے"[2]۔

---

[1] دفعہ ۳۔ ڈاڈ، دساتیر جدیدہ Dodd : Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۳۲۶۔

[2] دفعہ ۴۳ "دساتیر جدیدہ" Dodd : Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۳۲۶۔

اس سے صاف مقصود یہ ہے کہ شہریت اساسی طور پر کینٹونی ہے یعنی جس طرح کہ جرمانیہ میں ہے اسی طرح یہاں بھی ریاستی شہریت کے ذریعے قومی شہریت حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر جیسا کہ ابھی ظاہر کیا جا چکا ہے ممالک متحدہ میں طریق عمل اس کے برعکس ہے۔
یہ صحیح ہے کہ سوئیزرستان کے دستور میں بھی یہ قرار دیا گیا ہے کہ "وفاقی قانون سے وہ شرائط معین ہونگے جن کے بموجب غیر ملکی حق وطنیت حاصل کر سکتے ہیں" مگر واقعے کے اعتبار سے ایسا نہیں کیا گیا ہے بلکہ جو کچھ وقوع میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ کینٹونی دساتیر نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر اس معاملے کا تصفیہ اس طرح کر دیا ہے کہ ہر کمیون کا شہری کینٹن کا بھی شہری ہے[1] بس اس طرح فرداً فرداً ہر ایک کمیون اس معاملے میں خود اپنی جگہ پر گویا مختار کلی بن جاتا ہے جس کی وجہ سے جگہ جگہ اختلافات نظر آتے ہیں۔ بعض کمیون بہت بڑا معاوضہ عاید کر دیتے ہیں اور دوسرے طریقوں سے بھی باستثنائے چند اپنے غیر ملکی باشندوں کے لئے توطن پذیری ناقابل حصول بنا دیتے ہیں۔ اس کے برخلاف بعض دوسرے کینٹن عملاً کچھ قیود ہی نہیں عاید کرتے۔ اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ وفاقی حکومت کے لئے یہ بہتر ہوتا کہ یکساں ضوابط قایم کرنے میں وہ اپنے اختیار سے کام لیتی[2]۔
سوئیزرستان کے دستور میں کوئی باضابطہ قانون حقوق داخل نہیں ہے لیکن بایں ہمہ افراد کی آزادی کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہے۔ اس دستور کے اندر جا بجا بیس سے کم دفعات ایسے نہ ہونگے جو اس موضوع پر بحث کرتے ہوں۔ سب سے اول تو یہ عام شرط ہے کہ کوئی کینٹن اپنے حدود سے خود اپنے کسی شہری کو خارج نہیں کرے گا، نہ اس کے حقوق سے اسے محروم کریگا خواہ یہ حقوق پیدائش کے ذریعے سے حاصل ہوے ہوں یا سکونت پذیری کے ذریعے سے۔ دوسرے یہ کہ کینٹنوں سے یہ چاہا گیا ہے کہ وہ قانون اور عدالتی کارروائی کے تمام معاملات میں سوئیزرستان کے شہریوں کے ساتھ بعینہ وہی برتاؤ کریں جو وہ خود اپنے

---

[1] برکس، "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks; Government and Politics of Switzerland صفحہ ۲۴۴۔

[2] W. Martin "Les etrangers en suisse" Rev. polit. et parl. Nov 10 1915

شہریوں کے ساتھ کریں۔ مزید براں، متعدد ضمانتیں صریح الفاظ میں قایم کی گئی ہیں، جن کی پابندی وفاقی اور ریاستی حکومتوں پر یکساں طور پر عاید ہوتی ہے۔ ان میں سے خاص ضمانتیں حسب ذیل ہیں:۔ (۱) قانون کے روبرو مساوات (۲) ملک کے حدود کے اندر ہر جگہ سکونت پذیری کا حق (۳) درخواست دینے کا حق، (۴) انجمن قایم کرنے کی آزادی، بشرطیکہ یہ انجمن خلاف قانون یا مملکت کے لئے خطرناک نہ ہوں۔ (۵) آزادی، (۶) خطوط اور تار کی ناقابل شکست رازداری اور (۷) قرض کی علت میں سزائے قید سے استثنا۔ آخری امر یہ ہے کہ قدیم زمانے کے کلیسائی مناقشات اور لڑائیاں، اور موجودہ زمانے کے مذہبی اختلافات کے وجہ سے واضعان دستور نے مذہب سے متعلق حقوق و امتیازات پر غیر معمولی طور پر صریح طریق سے بحث کی ہے۔ ضمیر اور اعتقاد کی کامل آزادی کی ذمہ داری کی گئی ہے، کوئی شخص کسی مذہبی انجمن کے رکن ہو جانے، یا کسی قسم کی مذہبی تعلیم حاصل کرنے یا کسی مذہبی فعل کے عمل میں لانے کے لئے یا اپنی مذہبی رایوں کی وجہ سے کسی قسم کا تاوان برداشت کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا؛ کسی شخص سے ایسے محصولوں کی ادائی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا جن کی آمدنی خاص طور پر ایسی مذہبی جماعت کے اخراجات کے لئے مخصوص ہو جس جماعت سے اس شخص کا تعلق نہیں ہے۔

# باب سی و دوم

## کینٹنوں کی حکومت

**عام ہیئتیں** سوئیزرستان کی قومی حکومت زیادہ تر ان سیاسی اصول طرق اور اوارات سے پیدا ہوی ہے جو انفرادی کینٹنوں میں رائج تھے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وفاقیہ کی کل اور اس کے عمل کا سمجھنا اس پر مشروط ہے کہ کینٹونی سیاسی تنظیم کی تشکل و نوعیت سے آگاہی ہو[1] لیکن کوئی ایسا تفصیلی بیان جو تمام کینٹنوں کے حکومتی نظم پر عاید ہوتا ہو، ناممکن ہے۔ بائیس کینٹن ہیں، جن میں سے تین (انٹرو الڈان،

[1] کینٹنوں کی حکومتوں کے متعلق خاص خاص تصانیف حسب ذیل ہیں۔ شولن برگ، سوئیزرستانی کینٹنوں کے قوانین اساسی و انتظامی" Schollenburge : Grundriss der Staats und Verwaltungsrecht der schweizerischen Kantone ۳ جلد، زیورش ۱۹۰۰-۱۹۰۲ء؛ ڈبز، عہدیت سوئیزرستان میں قانون عامہ" J. Dubs: Das œffentliche Recht des schweizerischen Eidgenossenschaft زیورش ۱۸۷۷-۷۸ء ۲ جلد۔ مختصر حالات کتب ذیل میں ملیں گے:-
ونسنٹ سوئیزرستان کی حکومت" Vincent : Government in Switzerland
Brooks : ابواب ۱-۱۲۔ بروکس، سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Government and Politics of Switzerland ابواب ۱۴-۱۷۔

بازل، اور اپنزل) نصف کینٹنوں میں تقسیم کر دئے گئے ہیں۔ پس اس طرح کل پچیس ممیز سیاسی اکائیاں ہیں۔ اگرچہ یہ تمام سیاسی تقسیمیں ایک ایسے ملک کے اندر شامل ہیں جو آیرستان کا نصف بھی نہیں ہے مگر وہ نمایاں طور پر ایک دوسرے کے غیر مماثل ہیں۔ یہ عدم مماثلت اس سے بدرجہا زیادہ ہے جو ممالک متحدہ کے نہایت وسیع تر رقبے پر پھیلی ہوئی بڑی بڑی ریاستوں میں ہے۔ وسعت کے اعتبار سے یہ کینٹن گراؤ نبڈن سے لیکر جس کا رقبہ ۲،۷۷۳ مربع میل ہے شہری بازل کے نصف کینٹن تک کی ہیں جس کا رقبہ ۱۴ مربع میل ہے۔ ۱۹۱۰ء کی مردم شماری میں سب سے زیادہ آباد کینٹن برن تھا جس کی آبادی ۶۴۲،۴۴ تھی اور سب سے کم آبادی رکھنے والا کینٹن نشیبی انٹروالڈن تھا جس کی آبادی ۱۳،۷۹۶ تھی۔ گلاروس اور گریزوں کے مانند بعض کینٹن تقریباً بالکل دیہی ہیں اور زیورش اور ترگاؤ کے ایسے بعض دوسرے کینٹنوں میں شہری مراکز اور وسیع دیہی قطعات دونوں شامل ہیں، پھر جنیوا اور شہری بازل کی نصف کینٹن کے مانند بعض کینٹن شہری ریاستوں سے کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ جیسا کہ ظاہر کیا جاچکا ہے ۱۹۱۰ء میں پندرہ کینٹنوں میں جرمانی زبان کا غلبہ تھا پانچ میں فرانسیسی کا اور ایک میں اطالوی کا، بارہ کینٹنوں میں پروٹسٹنٹوں کی کثرت تھی، دس میں کیتھولکوں کی۔ ان اختلافات کے ساتھ سیاسی نوعیت کے اختلافات کا بھی اضافہ کرنا چاہیئے۔ ہر کینٹن کا خود اپنا دستور سیاسی ہے اور وفاقی حکومت پابند ہے کہ ان دستوروں کے نفس مطلب کا لحاظ کئے بغیر ان کی ضمانت کرے، صرف اتنی شرط ہے کہ وہ وفاقی دستور کے خلاف نہ واقع ہوئے ہوں، وہ جمہوری شکل حکومت قایم کرتے ہوں، قوم نے ان کی توثیق کی ہو اور کثرت کی درخواست پر ان میں ترمیم ہوسکتی ہو کینٹینی دستاویز کی ترمیم آسانی کے ساتھ اور کثرت کے ساتھ ہوتی رہتی ہے اور بحیثیت مجموعی ان کا میلان یہ ہے کہ ان میں یکسانی پیدا ہوتی جائے مگر پھر بھی ان میں بڑی حد تک تخالف پایا جاتا ہے۔

یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ وفاقی دستور کے شرائط کے بموجب کینٹن وہ تمام حقوق عمل میں لاتے ہیں جو قومی حکومت کو تفویض نہیں کئے گئے ہیں[1] گزشتہ

---

[1] دفعہ ۳۔ ڈاڈ "دساتیر جدیدہ" Dodd : Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۰۵۔

دو عشرات کے مرکزیت پیدا کرنے والے میلانات کے باوجود، اس کے مفہوم میں اب بھی وسیع حدود اختیار داخل ہیں کسی قدر وفاقی نگرانی کے تحت میں کینٹن مدارس عامہ کے سلسلے کا سامان کرتے، انھیں قایم رکھتے اور ان کا انتظام کرتے ہیں۔ وہ کلیسا اور مملکت کے تعلقات کا انضباط کرتے ہیں، وہ لڑکوں کی محنت مزدوری اور کام کرنے والوں کے معاوضے اور اسی نوع کے دوسرے امور سے متعلق وفاقیہ کے وضع کردہ قوانین میں اضافہ کرتے اور انھیں وسعت دیتے ہیں، وہ شاہراہیں تعمیر کرتے، ریلوں کو رقمی مدد دیتے اور خود ریل بناتے ہیں، اور بنکوں کو پروانہ اجازت عطا کرتے ہیں۔ وہ شفا خانہ، دار المجانین، صحت گاہ اور اصلاحی قید خانے تعمیر کرتے اور انھیں قایم رکھتے ہیں وہ مسکرات کی تجارت کی نگرانی کرتے اور امداد غربا و صحت عامہ سے متعلق قوانین وضع کرتے ہیں، وہ زراعت کے اغراض کو عام وضع قوانین اور زرعی بہتری کے خاص تجاویز کی امداد کے ذریعے سے ترقی دیتے ہیں، وہ محصول عاید کرنے کے وسیع اختیارات عمل میں لاتے ہیں وہ پولیس کا نظم قایم رکھتے اور ایسی عدالتوں کے ذریعہ سے جنھیں وہ قایم کرتے اور ایسے ججوں کے ذریعہ سے جنھیں وہ مقرر کرتے ہیں، قانون کا نفاذ کرتے ہیں۔ وہ غیر ملکیوں کی توطن پذیری پر اقتدار رکھتے ہیں اور تشریعی انتظامی اور عدالتی معاملات پر باخود با "اتفاقات" قایم کرتے ہیں اور اپنی سرحد سے ملی ہوی مملکتوں کے ساتھ قرار داد کرتے اور پولیس کے تعلقات باہمی قایم کرتے ہیں۔ آخری امر یہ ہے کہ کینٹونی قانون سے ممیز قومی قانون کے نظم و نسق کیں بھی ان کا بڑا حصہ ہے[1]۔ ان کا انضباطی اختیار اب بڑی حد تک وفاقی حکومت کے اختیارات کا محض ضمیمہ ہے، لیکن یہ تسلیم کرنا ہر طرح حق بجانب ہے کہ معاشری اور اقتصادی قانون سازی کی اکثر و بیشتر کشاخوں میں کینٹنوں نے راستوں کو واضح کیا اور وفاقی حکومت کا موجودہ

---

[1] کینٹونی فرائض کے زیادہ تفصیلی بیان کے لیئے ملاحظہ ہو بروکس سوئزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات۔ Brooks ; Government and Politics of Switzerland ch XV

اختیار بعد میں حاصل ہوا ہے اور علی العموم اس غرض سے ایسا ہوا ہے کہ تمام ملک میں زیادہ یکساں عمل ہو سکے۔

**جمعیت ابتدائی والے کینٹن۔** پچیس کینٹنوں اور نصف کینٹنوں کے مختلف حکومتی نظموں پر نظر ڈالنے سے بھی تقسیم کی ایک منطقی بنیاد اس اقتدار حکمرانی میں منکشف ہوتی ہے۔ جو معاملات کے انتظام میں خود قوم عمل میں لاتی ہے۔ اولاً دو پورے کینٹن اور چار نصف کینٹن ایسے ہیں جن میں انتخاب کنندگان جمعیت ابتدائی میں جمع ہو کر قوانین بناتے محصول لگاتے روپیہ کے مصارف کا تعین کرتے اور عہدہ داروں کا انتخاب کرتے ہیں ثانیاً دس کینٹن اور ایک نصف کینٹن ایسے ہیں جن میں انتخاب کنندگان اگرچہ جمعیت کی صورت میں کبھی جمع نہیں ہوتے مگر نیابتی جمعیت مقننہ کی وضع کردہ بعض یا کل تجاویز نافذ العمل ہونے کے قبل مراجعہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں ثالثاً چھ کینٹن اور ایک نصف کینٹن ایسے ہیں جن میں تجاویز مراجعہ کے لئے صرف اسی صورت میں پیش کئے جاتے ہیں جب رائے دہندگان کی ایک معینہ فی صد ایسی خواہش کرے۔ آخری امر یہ ہے کہ ایک کینٹن فریبرگ ایسا ہے جہاں مراجعہ کی کسی صورت کا کوئی انتظام نہیں ہے اور کل ملک کے اندر اسی کینٹن میں حکومت کا خالص نمایندہ نظم پایا جاتا ہے۔

ابتدائی جمعیت کے حالات آغاز پوری طرح واضح نہیں ہیں مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ ادارہ جاگیری زمانہ کی قومی عدالت سے ایک شاخ کی طور پر نکل آیا ہے لے

---

لے۔ ایک زمانہ میں یہ رواج عام تھا کہ اس ابتدائی جمعیت کے نسبت یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ قدیم جرمانی جمعیت عمومی سے براہِ راست نکلی ہے۔ اس رائے کے مستند بیان کے لئے ای۔ اے فریمن کی کتاب "انگریزی دستور سیاسی کا نشو و نما" Freeman; Growth of the English Constitution طبع چہارم مطبوعۂ لندن ۱۸۸۴ء باب اول دیکھنا چاہیئے لیکن اس قسم کے کسی تاریخی تعلق کا ہونا بہت مشکوک ہے۔ اس طرز حکومت پر سب سے ممتاز کتاب ریفل کی کتاب "سوئزرستان کی ابتدائی جمعیتیں" H. Ryffel: De Schweizerischen Landsgemeinden (زیورخ سنہ ۱۹۰۴ء) ہے ان جمعیتوں کا بیان اوزین برلوگر "سوئزرستان کے تمدنی تاریخی مرقعے

یہ معلوم ہے کہ تیرھویں صدی کے شروع ہونے کے قبل اوری میں سوا راج کے حقوق
ابتدائی جمعیت کے توسط سے عمل میں آتے تھے اور ۱۲۹۴ء (یعنی دائمی لیگ کے وضع
ہونے سے صرف تین برس بعد) ایک ابتدائی جمعیت نے شوئیتز میں اہم قوانین وضع
کئے تھے۔ جمہوریہ ہیلویٹیہ کے دور کے سوا جمعیتہائے ابتدائی اوری اور انٹر والڈن
میں ۱۳۰۹ء سے گلاروس ۱۳۸۷ء سے اور اپنزل میں ۱۴۰۳ء سے برابر قایم رہی ہیں۔
سترھویں صدی میں تمام ملک میں گیارہ جمعیتہائے ابتدائی تھیں انیسویں صدی کے
اوائل میں آٹھ تھیں مگر ۱۸۴۸ء میں شوئیتز اور زوگ نے اس طریق کو ترک کر دیا اور
اس کے بعد یہ طریق چھ سیاسی حصص میں محدود رہا اور وہ چھ سیاسی حصص اوری اور
گلاروس کے کینٹن اور بالائی انٹر والڈن، نشیبی انٹر والڈن، اندرونی اپنزل اور
بیرونی اپنزل کے نصف کینٹن ہیں۔ ظاہرا تمام اعتبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ان حصوں میں یہ طریق بہت مضبوطی سے جم گیا ہے۔ جن کینٹنوں نے ابتدائی جمعیت
کو ترک کر دیا، انھوں نے اس وجہ سے کیا کہ ان کی وسعت کی وجہ سے رائے دہندوں
کے کسی ایک جگہ جمع ہونے میں دقت پیدا ہو گئی اور ان کی آبادی اتنی ہو گئی تھی کہ
کسی کام کے ہوشیاری کے ساتھ عمل میں لانے کے لئے یہ جمعیت ناممکن العمل ہو گئی۔

---

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) Osenbrugger : Culturhistorisch Bilder aus der Schweiz
شائع ہوا ہے ۱۸۶۲ء۔ Rambert : Les Lands — سوئیزرلینڈ میں ابتدائی جمعیتیں
geveindan de la Suisse مضمون رسالہ مطالعات "تاریخی و قومی"
Etudes historiques et nationales لوزان ۱۸۸۸ء۔ انگریزی میں نسبتاً
مختصر بیان کے لئے کتب ذیل دیکھنا چاہئیں: بروکس "سوئیزرلینڈ کی حکومت اور سیاسی فریق"
Brooks : Government and Parties of Switzerland باب ۱۷۔
ونسنٹ "سوئیزرلینڈ کی حکومت" Vincent, Government in Switzerland
باب ۴۔ لائڈ "ایک ذی اقتدار قوم" Llyod; A Sovereign People باب ۴۔ ڈیو پلوئیج "سوئیزرلینڈ
میں مراجعہ" Duploige : Referenduman Switzerland صفحہ ۳۔ ۲۶۔ بونژور
"حقیقی عمومیت بصورت عمل" Bonjour : Real Democracy in Operation
باب ۳۔

جن حصص نے اس طریق کو قایم رکھا ہے وہ چھوٹے چھوٹے ہیں۔ دونوں اپنزل کا رقبہ ۱۶۲ مربع میل ہے، گلاروس کا رقبہ ۲۶۷، دونوں انٹرولڈن کا ۲۹۰ اوری کا ۴۱۵۔ ان قطعات ملک میں سے کسی قطعے کی لمبائی یا چوڑائی پینتیس میل سے زیادہ نہیں ہے اور شہریوں کو اپنی ابتدائی جمعیت میں شریک ہونے کے لئے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ انھیں دس میل سے زیادہ مسافت طے کرنا پڑی ہے مگر اس ادارے کا باقی رہنا محض رقبے یا تعداد کا معاملہ نہیں ہے۔ جن دولتہائے عامہ میں نیابتی ادارات ہیں ان میں سے نو کے مقابلے میں اوری کا رقبہ زیادہ ہے، اور گلاروس اور بالائی انٹرولڈن پانچ دولتہائے عامہ سے بڑے ہیں[1]

قانوناً ابتدائی جمعیت ایک ایسی جمعیت ہے جو کینٹن کے ان تمام مرد شہریوں سے مرکب ہوتی ہے جو رائے دہی کی عمر کو پہنچ گئے ہوں[2] لیکن واقعاً یہ ان لوگوں کا اجتماع ہے جو حاضری کے قابل ہوں اور حاضر ہونا چاہیں۔ متذکرہ بالا حصص میں سے ہر ایک کے دستور سیاسی میں ہر ایک صاحب اہلیت شخص کے لئے حاضری فرض قرار دی گئی ہے اور دونوں اپنزل میں غیر حاضری کے لئے جب تک کوئی معقول وجہ ظاہر نہ کی جائے کچھ خفیف سا جرمانہ بھی ہوتا ہے لیکن جیسا کہ متوقع ہو سکتا ہے واقعی حاضری میں مختلف جگہوں میں بڑا فرق ہوا کرتا ہے۔ اندرونی اپنزل میں حاضری ستتر فی صدی کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اوری میں چھتیس فی صدی کی پست تعداد کو پہنچ جاتی ہے۔ جمعیت کا باقاعدہ اجلاس سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے عام طور پر اپریل کے آخری اتوار کو یا مئی کے پہلے اتوار کو مگر غیر معمولی اجلاس بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ جلسہ کسی مرکزی مقام پر منعقد کیا جاتا ہے جو عام طور پر کینٹن کا خاص شہر ہوا کرتا ہے، اور یہ انعقاد زیر سما ہوتا ہے، غالباً شہر کے کسی کھلے مقام پر یا غالباً

---

[1] برو کس سویٹزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks; Government and Politics of Switzerland صفحہ ۳۴۲

[2] نشیبی انٹرولڈن میں اٹھارہ، دوسری جگہوں میں بیس۔ جو لوگ شرکت کی اہلیت رکھتے تھے ان کی تعداد ۱۹۱۰ء اندرونی اپنزل میں ۲۹۹۱ اور بیرونی اپنزل میں ۱۲۶۹۴ تھی۔ Ryffel; Die Schweizerischen Landsgemeinden 278

قریب کے کسی سبزہ زار میں جہاں سایہ اور پانی مل سکے۔ عام طور پر مردوں کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی آتے ہیں، اور اگرچہ باوقار و رسمی ادب ملحوظ رہتا ہے مگر اس موقع پر ایک دلخوش کن تعطیل کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

سالانہ جلسے کے فرائض میں سے ایک فرض یہ ہے کہ وہ پانچ یا زاید ارکان کی ایک مجلس عاملہ منتخب کرے جس میں ایک صدر بھی شامل ہو۔ ایک مشاورتی جماعت بھی جسے مجلس علاقہ یا مجلس کینٹن کہتے ہیں منتخب کی جاتی ہے جو مجلس عاملہ کے ارکان اور چند ایسے اشخاص پر مشتمل ہو جن کا انتخاب عوام کی طرف سے کمیون یا دوسرے مقامی قطعات کی نمایندگی کے لئے ہوا ہو۔ جب ابتدائی جمعیت کا اجلاس ہوتا ہے تو صدر کرسی صدارت پر ہوتا ہے اور اس کا خاص کام یہ ہوتا ہے کہ مجلس کینٹن نے جو تجاویز پیش کی ہوں، انھیں سنے اور ان پر عمل کرے! ان تجویزوں کی ابتدا خود اس مجلس کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ یا وہ ان عرضداشتوں اور درخواستوں سے پیدا ہو سکتی ہیں جنھیں شہری ذاتی طور سے پیش کریں یا شہریوں کے گروہ پیش کریں پس اس طرح چھ دولتہائے عامہ میں سے ایک (بیرونی اپنزل) کے علاوہ ہر ایک دولت عامہ میں کوئی رائے دہندہ کسی معمولی قانون کی ابتدا کر سکتا ہے۔ بیرونی اپنزل میں پینسٹھ دستخطوں کی ضرورت ہے۔ دو دولتہائے عامہ یعنی گلاروس اور اندرونی اپنزل میں ہر ایک صاحب اہلیت رائے دہندہ دستوری ترمیم کی ابتدا بھی کر سکتا ہے۔ دوسری کینٹنوں میں جس تعداد کی ضرورت ہے وہ پچاس سے پانچسو تک ہے۔ یہ تمام تجاویز تحریری ہونا چاہئیں اور مجلس کینٹن کا یہ فرض ہے کہ وہ سالانہ جلسہ کے قبل انھیں منظور کر لے اور ان کے، قبول، ترمیم یا رد کی سفارش کے لئے تیار رہے۔ صرف اوری اور گلاروس میں ایسا ہوتا ہے کہ "جلسہ کے اندر" سے یعنی خود ابتدائی جمعیت کے جلسے میں ترمیمات اور مزید تجاویز پیش کئے جا سکتے ہیں۔ جمعیت کے سامنے جو تجاویز پیش کی جاتی ہیں وہ کثرت رائے سے منظور یا نامنظور ہوتی ہیں اور جب تک پرچے کے ذریعے سے رائے کا مطالبہ نہ کیا جائے اس وقت تک صرف ہاتھ اٹھا دینا کافی ہوتا ہے۔ بیرونی اپنزل میں جو ان اقطاع میں سب سے بڑا قطعہ ہے اس میں انتخابات کے سوا دوسرے

مسایل پر مباحثہ کا حق نہیں ہے مگر دوسری کینٹنوں میں آزادانہ بحث ہوتی ہے۔ ہر ایک کینٹن میں ابتدائی جمعیت کے فرائض مختلف ہیں مگر وہ بہرصورت وسیع ہیں۔ جمعیت کینٹن کی ذی اقتدار جماعت ہے، اس حیثیت سے وہ ہر ایک وہ کام کر سکتی ہے جو خود کینٹن کے حد اختیار میں ہو۔ وہ دستور بناتی اور اس پر نظرثانی کرتی ہے، قوانین وضع کرتی، محصول لگاتی، مصارف کا تعین کرتی، امتیازات عامہ عطا کرتی، عہدے قایم کرتی، تنخواہیں مقرر کرتی، اور ان عاملانہ اور عدالتی عہدہ داروں کا انتخاب کرتی ہے جو کینٹن کے اندر تمام سال حکومت کے کام کو چلاتے ہیں۔

پس ابتدائی جمعیت والی کینٹن خالص عمومیت پر مبنی ہے۔ اس کی مزید مشابہت قدیم یونان کی ان بعض شہری ملکتوں میں ملتی ہے جنمیں حکمران جماعت (مثلاً ایتھنز کی اکلیزیا) ایک عمومی جمعیت تھی، اور خود امریکہ کے شہروں میں اس کی مشابہت ملتی ہے جن میں حکومت کے اساسی اختیارات ان انتخاب کنندگان کے ذریعے سے عمل میں آتے تھے جو "دیہی مجلس" میں جمع ہوتے تھے اور بعض صورتوں میں اب بھی عمل میں آتے ہیں۔ حکومت کی اس شکل کی دلکشی سے انکار نہیں ہوسکتا مگر اس کا بہت قوی جذباتی اثر پڑا ہے۔ بہت سے لوگوں نے اسے سیاسی تنظیم کا انتہائے خیال ظاہر کیا ہے مگر یہ جو کچھ بھی ہو، اس میں خلقی و شدید نقائص بھی ہیں۔ جس رقبہ پر یہ حکومت جاری ہو اسے بہت چھوٹا ہونا چاہیے، آبادی زیادہ کثیر نہ ہونا چاہیے، اغراض معقول حد تک یکساں ہونا چاہیے، حکومتی فرائض نسبتہً مساوی ہونا چاہیئے، قوم میں اعلیٰ درجہ کی سیاسی قابلیت ہونا چاہیئے۔ ان پر اصولی اعتراض یہ ہوتا ہے کہ حکومتی معاملات کا واقعی انصرام ایک جماعت کے ہاتھ میں ہوتا ہے جسے عملاً غیر محدود اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور اس سے نتیجۃً اکثریت کے جور و ظلم کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ جن کینٹنوں میں ابتدائی جمعیتیں باقی ہیں وہاں وہ بظاہر اچھی طرح کام کر رہی ہیں اور ان کے ترک کرنے کی کوئی توقع نہیں ہے۔[1]

[1] لیکن جہاں اب مباحثہ ممکن نہیں ہے جیسے بیرونی اپنزل میں ہے، وہاں جلسے کا حقیقی مقصد

لیکن اب اس ادارے کا رواج اس کا نصف بھی نہیں رہا جتنا دو سو برس پہلے تھا اور بہ حیثیت مجموعی سوئیزرستان کے تجربے سے اکثر ماہران سیاسیت کے اس نتیجے کی تصدیق ہوتی ہے کہ خالص عمومیت صرف مقامی حکومت میں قابل عمل ہے اور وہاں بھی اس کا میلان بسختی کے ساتھ نیابتی یا ممزوج عمومی نیابتی شکل کی جانب بڑھتا جاتا ہے[1]

## کینٹنی مجالس مقننہ مجلس اعظم

ابتدائی جمعیت رکھنے والے کینٹنوں کے سوا اور تمام کینٹنوں میں ایک ایوانی مجلس مقننہ ہے جو مجلس اعظم کے نام سے مشہور ہے۔ اس جماعت کے ارکان کا انتخاب ان مرد شہریوں کی راست رائے دہی سے ہوتا ہے جن کی عمر بیس برس کی ہوچکی ہو۔ زوگ میں ہر ساڑھے تین سو باشندوں کا ایک نمایندہ ہے، شافہاؤزن میں ہر پانچسو کے لئے۔ دوسری طرف زیورش اور سینٹ گال میں ہر پندرہ سو کے لئے اور برن میں ہر تین ہزار کے لئے۔ اس فیاضانہ تعین سے معلوم ہوگا کہ مجلس معقول وسعت کی ہیں، چند ہی ایسی ہیں جن کے ارکان کی تعداد سو سے کم ہو۔ بعض کے ارکان کی تعداد دو سو سے زیادہ ہے، زیورش کے ارکان کی تعداد ۲۲۳ ہے میعاد ایک برس سے چھ برس تک ہے مگر عام طور پر تین یا چار برس ہے۔ اکثر مجلسیں سال میں دو مرتبہ جمع ہوتی ہیں مگر بعض کینٹنوں میں اجلاس زیادہ کثرت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مراجعہ اور ہدایت کے عمل کے زیر اثر یہ مجالس قانون سازی کا معمولی کام انجام دیتی ہیں۔ جہاں لازمی مراجعہ موجود ہے وہاں ان مجلسوں کی کارروائیاں بہر صورت

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) فوت ہوگیا ہے اس میں اور اس دوسری صورت میں کچھ فرق نہیں جس کے تحت لوگوں کو اپنے گھروں سے قریب مقامات میں تحریراً رائے دیدینے کی اجازت دیدی جائے۔

[1] عمومی اور نیابتی نظموں کے اوصاف کی مزید بحث کے لئے دابی کی کتاب "مملکتہائے جدیدہ کی حکومت" Willougby : Government of Modern States باب پنجم دیکھنا چاہیے۔

مشروط ہوتی ہیں مگر جہاں مراجعہ نہیں ہے یا اختیاری ہے وہاں ان کے فیصلے مختتم اور ناطق ہوتے ہیں۔ سوئیزرستان کے ادارات کا ایک ممتاز عالم یہ کہتا ہے کہ غور و فکر، صحت فیصلہ اور خوبی مباحثہ کے اعتبار سے ان مجالس عظمیٰ کا درجہ بہت بلند ہے بلکہ ان میں سے بعض خود دونوں قومی ایوانوں کے مقابلے میں خوبی کے ساتھ لائی جاسکتی ہیں کینٹنی مجالس کی کارروائیوں کی جیسی طولانی اور باقاعدہ روداد سوئیزرستان کے اخباروں میں چھپتی ہے اس سے ایک غیر ملکی مبصر کو خاص طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام ان مجلسوں کے بحث مباحثہ سے کس حد تک دلچسپی رکھتے ہیں اس قسم کی جماعتوں کے ساتھ عاملانہ کارروائی کو روکنے کے لئے کسی دوسرے ایوان کی ایسی زیادہ اہمیت نہ ہوگی مزید براں اگر اس قسم کی رکاوٹ عمل کی ضرورت پیش آجائے تو خود مراجعہ کے ذریعے سے اس کا انتظام ہوسکتا ہے[1]

انیسویں صدی میں کینٹنی مجالس مقننہ اختلاف آرا کا طوفانی مرکز بنی ہوئی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ ارکان کے انتخاب کے اضافی اکثریت کے طریق سے جو عدم مساوات کی کیفیت پیدا ہوتی تھی وہ بہت بدنام ہوچکی تھی۔ بارہا ایسا ہوا کہ کینٹن کے اندر جس فریق کو رایوں کی سب سے زیادہ مجموعی تعداد حاصل ہوتی اسے نشستوں کی بہت ہی کم تعداد ملی سنہ ۱۸۶۰ء کے تھوڑے ہی زمانہ بعد مصلحین بطور تدارک کے تناسبی نمائندگی کے کسی طریق کے قبول کرنے پر زور دینے لگے تھے مگر تیس برس تک کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا اس کے بعد سنہ ۱۸۹۰ء میں تی چینو کی انتخابی بدنظمیوں کی وجہ سے وفاقی مداخلت کی ضرورت پیش آئی اور اس سے یہ مسئلہ جبراً و قہراً سامنے آگیا۔ سنہ ۱۸۹۱ء میں خود وفاقی مجلس کے اشارے سے اس اطالوی بولنے والے کینٹن نے اپنے دستور پر نظر ثانی کی اور تناسبی نمائندگی کا اصول اختیار کیا۔ اسی سال نیوشاتل نے بھی ایسی ہی کارروائی کی اور اس کے بعد وسعت کے ساتھ اس مثال کی پیروی کی گئی۔ جنوا نے سنہ ۱۸۹۲ء میں زوگ نے سنہ ۱۸۹۴ء میں سولوترن

---

[1] بروکس؛ "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks; Government and Politics of Switzerland صفحات ۳۱۴-۳۱۵۔

نے ۱۸۹۵ء میں شہری بازل نے ۱۹۰۵ء میں شوئتز نے ۱۹۰۶ء میں لیوسرن نے ۱۹۰۹ء میں سنٹ گال نے ۱۹۱۱ء میں اور زیورخ نے ۱۹۱۶ء میں یہ طریق اختیار کیا۔ لہذا اس وقت کینٹن اور ایک نصف کینٹن اپنی مجلس مقننہ کے ارکان کا انتخاب تناسبی طریق کے بموجب کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں سے چار کینٹن اور دو ایسے کینٹن جو اس طریق سے مجلس مقننہ کے انتخاب میں کام نہیں لیتے ان کینٹنوں نے کمیون کے انتخاب میں اسے لازمی یا اختیاری بنا دیا ہے اور برن اور دو ایک دوسرے ممتاز بلدیات نے بھی اسی طریق کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ تناسبی نظم اس وقت بھی ایک طرح پر کل ملک کے لوگوں کے نصف سے زاید میں پہنچ چکا تھا، جب ۱۹۱۸ء میں اسے سب سے بڑی کامیابی یہ حاصل ہوئی کہ مجلس قومی (یعنی قومی جماعت مقننہ کے ایوان زیریں) کے ارکان کے انتخاب میں اسے اختیار کر لیا گیا۔ اس تناسبی نمائندگی میں جو شکل عام طور پر اختیار کی جاتی ہے وہ "فہرستی نظم" کا ایک مرمہ طریق ہے جسے جامعۂ گینٹ کے ڈکٹر ڈونٹ نے اختراع کیا تھا اور جو اس وقت بلجیم اور فرانس میں استعمال ہوتا ہے۔ ہر انتخابی حلقہ متعدد نمایندوں کا انتخاب کرتا ہے اور انتخاب کنندہ کو یہ حق ہوتا ہے کہ جتنی جگہیں پر کرنا ہیں اتنی رائیں دے اور اگر چاہے تو کل رائیں ایک ہی امیدوار کو دیدے (مگر بلجیم اور فرانس کے رائے دہندگان ایسا نہیں کر سکتے) اس حلقے میں جس قدر رائیں دی جاتی ہیں انھیں تعداد نشست باضافہ ایک سے تقسیم کیا جاتا ہے اس سے انتخابی حاصل قسمت مہیا ہو جاتا ہے اور ہر ایک فریقانہ فہرست کے لئے اس قدر نشستیں مختص کر دی جاتی ہیں جس تعداد میں یہ حاصل قسمت رایوں کی اس مجموعی تعداد میں داخل ہو جو اس فہرست کے امیدواروں کے لئے دی گئی ہوں۔ اس طریق کا تجربہ بہت قابل اطمینان رہا اور انتخابی بدنظمی عملاً ختم ہو گئی ہے۔ تمام عناصر کو یہ یقین ہوتا ہے کہ جب وہ معقول حد تک اہمیت حاصل کریں گے تو جس قدر قوت وہ انتخاب کنندگان میں پیدا کر سکیں گے اس کا واجبی عکس مجلس وضع قوانین کی ترکیب میں نظر آئے گا۔[۱]

---

[۱] تیچینو کینٹن کی تناسبی نیابت کی ترویج کے لئے دیکھو گالان عمومیت تیچینو اور تناسبی نیابت

**مراجعہ و ہدایت**

سوئیزرستان کی سب سے زیادہ دلچسپ اور سب سے زیادہ ممتاز سیاسی تدابیر مراجعہ اور ہدایت ہیں۔ یہ حکومتی نظم کی وہ ہیئتیں ہیں جنھوں نے باہر کے [illegible] والوں کی توجہ کو سب سے زیادہ مائل کیا ہے، اور یہ کہنا صداقت سے خالی نہیں ہے کہ متعدد امریکی ریاستوں کی طرح جہاں کہیں عمومی حکومت کے یہ آلات زیر بحث آئے ہیں یا اختیار کئے گئے ہیں، وہاں ایسا کرتے ہیں سوئیزرستان کی مثال اگر سب سے زیادہ وزنی نہیں تو سب سے زیادہ اہم عنصر ضرور رہی ہے۔ سوئیزرستان میں مراجعہ کا آغاز کم از کم سولھویں صدی تک پہنچتا ہے۔ یہ اصول اولاً گریزون اور والے دو اقطاع ملک کی پیچیدہ حکومتوں میں عاید کیا گیا تھا۔ یہ اقطاع اس کے بعد سے کینٹن ہو گئے ہیں مگر اس وقت صرف اضلاع تھے جو عہدیت سے ملحق تھے۔ سولھویں صدی کے اواخر میں اس اصول کے نشان برن اور زیورش میں ملتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ خود ابتدائی عہدیت کے سیاسی انتظامات ایک ایسے طریق عمل پر مبنی تھے جو ہر اعتبار سے مراجعہ کے مشابہ تھا مجلس ملی میں جو وکلا بھیجے جاتے تھے "وہ صرف سماعت و رجعیت" کے لئے مامور ہوتے تھے یعنی انھیں تجاویز سے آخری طور پر اتفاق کرنے کا اختیار نہیں ہوتا تھا بلکہ محض انھیں سننے اور آخری فیصلے کے لئے انھیں کینٹنی حکومتوں کی جانب رجوع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) J. Galland; La democratie tessinoise et la represent ation proportionale گریبول ۱۹۰۹ء، اور اوریلیا "تیچینو کے قانون عمومی کا ارتقا" L. Aureglia : Evolution du droit public du canton essin dans ment and Politics of Switzerland پیرس ۱۹۱۶ء عام مختصر بحث کے لئے کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:۔ ونسنٹ، "سوئیزرستان میں حکومت" Government in Switzerland باب ۴۔ بروکس "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks : Government and Politics of Switzerland

The principle treatise is E. Kloti; Die proportion wahl in der Sohweiz : .Geschichte; Darstellung, und Kritik (Bern 1901)

کر دینے کا اختیار ہوتا تھا۔
لیکن اپنی موجودہ شکل میں سوئیزرستان کے مراجعے کی ابتدا سنہ ۱۸۳۰ء میں سنٹ گال کے کینٹن سے ہوئی۔ یہ انیسویں صدی کی تخلیق ہے اور اسے بجا طور پر روسو اور ان دوسرے آزاد خیالوں کے سیاسی فلسفہ کی پیداوار قرار دیا جاسکتا ہے جنھوں نے یہ تعلیم دی تھی کہ قوانین نمایندوں کے ذریعے سے نہیں بلکہ راست قوم کی طرف سے بننا چاہیئے[علہ]۔ اس کی حقیقی ہیئتیں حسب ذیل ہیں :۔ (۱) ایک ایسی مجلس مقننہ جو مشروط شکل میں تجاویز کو قانون کی حیثیت دیتی ہو۔ (۲) ایک ایسا انتظام جس کے بموجب اس قسم کے تجاویز رائے دہندگان کے سامنے پیش کئے جائیں یا پیش کئے جاسکیں۔ (۳) مجلس مقننہ کی تجویز کی توثیق یا تردید میں رائے دہندگان کی رائے۔ یہ عیاں ہے کہ مراجعے کی تعریف اگر اس طرح کی جائے تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ امتناع مطلق کا اختیار جماعت عاملہ کے قبضے میں ہوگا، صرف اتنا اہم فرق ہوگا کہ یہ اختیار کسی صدر یا کسی حاکم اعلیٰ کے ذریعہ عمل میں نہیں آئے گا بلکہ خود قوم کے ذریعہ سے عمل میں آئے گا۔ اس میں شک نہیں کہ مراجعے ہی کے وسیع استعمال کی وجہ سے امتناع کا اختیار جس طرح دوسرے ملکوں میں کسی عاملانہ عہدہ دار یا جماعت کی جانب سے عمل میں آتا ہے اُس کا وجود سوئیزرستان میں نہیں ہے۔
درحقیقت، اس اصول سے ان تمام سرکاری افعال کے متعلق کام لیا جاسکتا ہے جن کا خیال ذہن میں آسکتا ہو۔ سوئیزرستان میں اس سے قانون کی دو اہم قسموں پر اثر ڈالا جاتا ہے دریاتیرا اور دستوری ترمیمات پر اطلاق کے اعتبار سے مراجعہ اس وقت ہر ایک اس کینٹن میں رائج ہے جس میں ابتدائی جمعیت نہیں ہے۔ دستوری تجاویز پر مراجعہ اب خاص طور پر سوئیزرستان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس کا استعمال مدتوں سے ممالک متحدۂ امریکہ میں ہو رہا ہے آسٹریلیا میں بھی اس کا رواج ہے۔ فرانس اور انگریزی نہ بولنے والے ممالک میں

---

علہ۔ لوئل ”حکومتیں اور فرقے“ (Lowell: Government and Parties) جلد دوم صفحہ ۲۴۳۔

اس کے استعمال کی اہم مثالیں ملتی ہیں۔ لیکن (۲) معمولی قوانین پر اطلاق کے اعتبار سے مراجعہ ممیز طور پر سوئیزرستان کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ صرف آغاز و بنیادی اصول کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ اس مفہوم میں بھی کہ امریکہ کی بعض ریاستوں کے علاوہ سوئیزرستان سے باہر کہیں بھی اس کا باقاعدہ استعمال نہیں ہوتا۔ اس کے اجرا کا باعث کچھ تو یہ ہوا کہ نمائندگی کے ناقص طریق کی خرابیوں کی تلافی ہو اور کچھ باعث یہ ہوا کہ اسے خالص عمومیت اور خالص نیابتی حکومت کے درمیان ایک طرح کے تسویہ کا ذریعہ سمجھا گیا۔ اب معمولی قوانین کے لئے مراجعہ فریبرگ کے علاوہ اور ہر ایک ایسے کینٹن میں جاری ہے جہاں ابتدائی جمعیت نہیں ہے۔ گیارہ کینٹنوں میں یہ "لازمی" ہے یعنی ہر ایک قانون جو کینٹن کی مجلس مقننہ سے منظور ہو اس کے نافذالعمل ہونے کے قبل اسے عمومی رائے کے لئے پیش کرنا ہوتا ہے۔ سات کینٹنوں میں مراجعہ اختیاری ہے یعنی مراجعے کے لئے قانون صرف اسی صورت میں پیش ہوگا جب رائے دہندگان کی ایک مخصوص تعداد اس کا مطالبہ کرے۔ شہری بازل میں مراجعے کی درخواست کو واجب العمل بنا دینے کے لئے صرف ایک ہزار یعنی کل رائے دہندگان کی تعداد کے چار فیصدی کی ضرورت ہے سنٹ گال میں یہ تعداد چار ہزار یعنی سات فی صدی ہے۔ دوسری جگہوں میں یہ تناسب بارہ یا پندرہ فیصدی تک پہنچ جاتا ہے کسی تجویز کو مسترد کر دینے کے لئے رائے دہندگان کے جس تناسب کی ضرورت ہے وہ بھی مختلف ہیں بعض صورتوں میں حق رائے دہی رکھنے والے تمام شہریوں کے مجموعے کی کثرت کی ضرورت ہے بعض دوسری صورتوں میں صرف ان لوگوں کی کثرت کی ضرورت ہے جنھوں نے واقعاً رائے دی ہو۔ جس عرضداشت میں مراجعے کی درخواست کی جائے اس کے واجب العمل ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس کارروائی پر رائے لینے کی تجویز ہو اسکی منظوری کی ایک معینہ میعاد کے اندر (جو بالعموم تیس دن ہوا کرتی ہے) یہ عرضداشت کینٹن کی مجلس عاملہ کے سامنے پیش کی جائے۔

عملاً مراجعہ انتخاب کنندگاں پر ایک معتدبہ بار ڈال دیتا ہے خاص کر ان گیارہ کینٹنوں میں جہاں جملہ قوانین نیز دستوری ترمیمات سب مراجعے کے تابع ہیں۔

لیکن کسی کینٹن کی جماعت مقننہ میں سالانہ جو کام انجام پاتا ہے وہ اس سے بہت کم ہے جو امریکہ کی کسی جماعت مقننہ میں ہوتا ہے۔ "تقریباً تمام صورتوں میں یہ کام بس اتنا ہوتا ہے کہ چند صفحوں کا ایک چھوٹا رسالہ اس سے بھر جائے"۔ زیورخ میں جہاں لازمی طریق رائج ہے اور پیش شدہ تعداد قوانین سب سے زیادہ ہے، وہاں ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۸ء تک کے پندرہ برس کی مدت میں صرف اکاسی قوانین پیش کیے گئے تھے؛ ان میں پینسٹھ منظور ہوئے اور سولہ مسترد ہوئے۔ یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ قرارداد اور دوسری ضمنی کارروائیوں کا مراجعے کے لئے پیش کیا جانا علی العموم ضروری نہیں ہے۔ عمومی رائے محض ضابطہ پیمائی کا معاملہ نہیں ہے بلکہ متعدد کینٹنوں میں مسترد شدہ تجاویز کا تناسب پچاس فیصدی سے بڑھ جاتا ہے اور بعض صورتوں میں ساٹھ یا پینسٹھ فیصدی تک پہنچ جاتا ہے مزید برآں، رجحان زمانہ اس طریق کے گھٹانے کے بجائے اس کے بڑھانے کی طرف ہے اور بالکل حال کے زمانہ میں دو کینٹنوں نے اختیاری کے بجائے لازمی شکل کو اختیار کر لیا ہے۔

مراجعے کا تتمہ بدایت ہے۔ ایک کو عمل میں لاکر قوم ایسے قانون یا ایسی دستوری ترمیم کو روک سکتی ہے جس پر وہ معترض ہو، دوسرے کو عمل میں لاکر وہ نہ صرف اپنے پسند خاطر تجاویز پر جماعت مقننہ کی توجہ منعطف کر سکتی ہے بلکہ اس جماعت کی عدم توجہی یا مخالفت کے باوجود ایسے تجاویز کو قانون بنوا سکتی ہے۔ رائج الوقت سیاسی بحث اور ان کے واقعی عمل میں یہ دونوں باغلب وجوہ ایک دوسرے کیساتھ گہرے طور پر وابستہ معلوم ہونگے اگر وہ بالکل ایک دوسرے سے ممیز ہیں جیساکہ اس واقعے سے روشن ہوتا ہے کہ بدایت کا اول اول قبول کیا جانا ان کینٹنوں میں وقوع میں آیا جن میں ہنوز مراجعہ کا وجود نہیں تھا (وو د میں ۱۸۴۵ء میں اور آرگاؤ میں ۱۸۵۲ء میں)۔ عمومی بدایت کا حق اب کم و بیش ہمہ گیر ہے چنانچہ اس طرح دستوری ترمیمات بلا استثنا ہر ایک کینٹن میں اور معمولی قوانین فریبرگ کے علاوہ ہر ایک کینٹن میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اکثر صورتوں میں بدایت کی درخواست پر دستخط کرنے والوں کی اتنی تعداد کی ضرورت ہوتی ہے جتنی مراجعے کی درخواست کے لئے درکار ہوتی ہے اور جو کارروائی رائے دہندگان

کی ضروری تعداد کی جانب سے تجویز کی جائے اس پر جماعت مقننہ کو ایک معینہ مدت کے اندر غور کرنا پڑتا ہے۔ اگر اس جماعت کی خواہش یہ ہو کہ ہدایت والی تجویز کے ساتھ اپنی تجویز بھی پیش کرے تو وہ ایسا کر سکتی ہے مگر ہر صورت میں اصلی تجویز قوم کے سامنے جائے گی اور اس کے ساتھ جماعت مقننہ کی رائے بھی ہوگی اور قوم کا فیصلہ ناطق ہوگا۔

کینٹنوں میں ہدایت سے جس طرح کام لیا گیا ہے وہ مستحفظانہ ہے ایک سر برآوردہ صاحب استناد نے ۱۹۱۲ء میں یہ لکھا تھا کہ "ہدایت سے متعلق سوئیزرستان کے تجربے میں سب سے زیادہ نمایاں واقعہ یہ ہے کہ اس سے قوانین کی بہت کم مقدار وجود میں آئی ہے اور اس کے استعمال کی کوشش بھی زیادہ نہیں ہوئی ہے۔ وفاقی قانون سازی میں بیس برس کے اندر اس ذریعے سے صرف دو تجویزیں وجود میں آئی ہیں اور کینٹنوں کا اوسط تو اس سے بھی کم ہے۔ اٹھارہ یا بائیس برس میں تمام اٹھارہ کینٹنوں میں صرف پندرہ تجویزیں اس طرح سے قانون کی صورت میں آئی ہیں یعنی بیس برس کے اندر ہر کینٹن کا اوسط ایک سے کم ہے۔ برن کا اوسط سب سے زیادہ ہے یعنی اس میں پانچ برس میں ایک تجویز کا اوسط ہے۔ یہ یقینی ہے کہ سوئیزرستان کے لوگ قانون سازی کی کسی ایسی بڑی تعداد کے متمنی نہیں ہیں جس کے وضع کرنے پر ان کے نمایندے غیر رضامند ہوں۔ یہ اور بھی زیادہ نمایاں اس وجہ سے ہے کہ امریکہ کی ریاستوں کے تجربہ سے سخت مغایر ہے جہاں ہدایت سے بہ نسبت مراجعہ کے زیادہ آزادانہ طور پر کام لیا گیا ہے[1] لیکن ہدایت والی تحریکات جو قبول ہونے میں

---

[1] لوئل: "مشورائے عامہ اور عمومی حکومت" Lowell; Public Opinion and popular Government کینٹنی مراجعہ اور ہدایت کے مختصر بیان کے لئے ونسنٹ کی کتاب سوئیزرستان کی حکومت" (Vincent; Government in Switzerland) باب ششم دیکھنا چاہئے ۱۸۹۳ء سے ۱۹۱۰ء تک ان دونوں تدابیر کے واقعی استعمال کے ظاہر کرنے کے لئے چند نہایت عمدہ نقشے لوئل کی جلد کے صفحات ۲۱۱ - ۲۹۷ پر طبع ہوئے ہیں اور کرتی نے اس موضوع کو دوسری طرح پر پیش کیا ہے " سوئیزرستان کے مراجعات کا نتیجہ"

ناکام رہیں ان کی تعداد زیادہ ہے؛ چنانچہ انیس برس کے اندر آرگاؤ نے اس قسم کی تین تجویزیں منظور کیں اور تین رد کیں؛ اس مدت میں تورگاؤ اور سینٹ گال نے ایک تجویز قبول کی اور دو رد کیں، پندرہ برس کے اندر زیورش نے ایک تجویز قبول کی اور گیارہ رد کیں۔

**انتظامی اور عدالتی کل۔**

ہر ایک کینٹن میں عاملانہ اختیارات ایک مجلس یا ماموریہ کو تفویض ہوتے ہیں جس میں بالعموم پانچ یا سات ارکان ہوتے ہیں اور اس کے مختلف نام ہوتے ہیں مثلاً مجلس انتظامی مجلس خرد مجلس ریاست۔ اس کے ارکان کی میعاد ایک برس سے پانچ برس تک ہوتی ہے۔ سابق میں اس مجلس کے ارکان کا انتخاب مقننہ کی جانب سے ہوتا تھا مگر اب یہ طریق صرف فریبرگ اور والے میں جاری ہے باقی ماندہ کینٹنوں میں ان کا انتخاب قوم کی جانب سے ہوتا ہے۔ ان ارکان میں صدر کو سب سے الگ نمایاں کرنا چاہئے، وہ اگرچہ دیگر اعتبارات سے اپنے رفقا سے کچھ ایسا ممیز نہیں ہوتا مگر حکومت کا سرکاری سرکردہ اور رسمی مواقع پر کینٹن

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) Curti: Resultate des Schweizerischen Referendums
طبع ثانی، برن ۱۹۱۱ء کینٹنی اور وفاقی مراجعہ کے متعلق بہترین رسایل
حسب ذیل ہیں۔ اس ڈوپلوائز مراجعہ اور سوئیزرستان" S. Duploige; Le referendum
Suisse بروسل ۱۸۹۲ء۔ اس کا انگریزی ترجمہ سی۔ بی۔ ٹریولین نے اسی نام سے
کیا ہے۔ C.P. Trevelyan: The Referendum in Switzerland. لندن، ۱۸۹۸ء۔ ٹی کرٹی
مراجعہ، سوئیزرستان کے عمومی وضع قوانین کی تاریخ (T. Curti; Le referendem; histoire
dela legislation populaire Suisse پیرس ۱۹۰۵ء بدایت کے لئے دیکھو
کلاؤز "مسئلہ بدایت عامہ" Klaus: Frage der Volksinitiative زیورش
۱۹۰۶ء کیلر، "سوئیزرستان کے کینٹنوں میں قانونی بدایت" (A. Keller, Das Volksinitia
tivrecht nach dem schweizerischen Kantonsverfassungend) زیورخ ۱۸۸۹ء

کا نمایندہ وہی ہوتا ہے مجلس بہ حیثیت مجموعی قوانین کے نفاذ پر نظر رکھتی ہے نظم عام کو قایم رکھتی، مقننہ کی درخواست پر قوانین کے مسودات تیار کرتی، کمیونوں کی حکومتوں پر نگرانی کرتی، اور عام طور پر کینٹنی اغراض و مقاصد کو محفوظ رکھتی ہے۔ باغراض کار انتظامی ارکان فرداً فرداً محکموں سے منسوب کر دیے جاتے ہیں، مثلاً مالیات تعلیم عدل، پولیس، حفظانِ صحت، تجارت، حرفت، زراعت، خیرات۔ اندنوں اگرچہ دو کینٹنوں کے سوا باقی ہر جگہ مجلس عاملہ کا انتخاب مجلسِ مقننہ کے بجائے قوم کی جانب سے ہوتا ہے مگر مجلسِ مقننہ کے ساتھ اس کے جو تعلقات ہوتے ہیں، وہ زیادہ تر ایسے ہوتے ہیں جیسے تعلقات مجلس وفاقی کے جمعیت وفاقی کے ساتھ ہیں یعنی تمام عملی مقاصد کے لئے عاملانہ جماعت ایک مجلسِ ذیلی ہے جسے یہ کام سپرد ہے کہ مقننہ جو قوانین بنائے انھیں عمل میں لائے اور وہ جو احکام صادر کرے انھیں نافذ کرے۔ مجلس عاملہ کے ارکان مجلسِ مقننہ میں بیٹھ سکتے اور تقریر کر سکتے ہیں مگر رائے نہیں دے سکتے۔

مقامی انتظام کے اغراض کے لئے نہایت ہی چھوٹے کینٹنوں کے سوا باقی تمام کینٹن اضلاع میں منقسم ہیں اور ہر ضلع میں ایک ناظم ضلع ہوتا ہے۔ اس عہدہ دار کا انتخاب خواہ مجلسِ عامہ کی طرف سے ہو، خواہ مجلسِ مقننہ کی طرف سے ہو، خواہ قوم کی طرف سے ہو، مگر ہر اعتبار سے وہ عہدہ دار کینٹونی حکومت کا نمایندہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس کی مدد کے لئے ضلع کی ایک مجلس ہوتی ہے مگر اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ شوئتز کے چند ضلعوں میں سے ہر ایک میں ایک عمومی جمعیت ہے مگر یہ بالکلیہ مستثنیات میں سے ہے۔

سب سے چھوٹی حکومتی اکائی کمیون ہے۔ کمیون اپنی موجودہ شکل میں سب سے اول جمہوریہ ہیلیویتیہ کے تحت میں ۱۷۹۸-۱۸۰۲ء میں قایم ہوا۔ قانونی طور پر ہر ایک کمیون ان تمام بالغ مرد سوئیزرستانی شہریوں پر مشتمل ہے جو کمیون کے حدود کے اندر ایک معینہ مدت تک رہے ہوں (جو بالعموم تین مہینے ہوتی ہے)۔ بعض کمیون معقول وسعت کے شہر ہیں مثلاً زیورخ جس میں دو لاکھ سے زائد آدمی ہیں، بعض کمیون محض دیہاتی رقبات ہیں جن میں چھ سو کی آبادی ہے بلکہ کہیں تو پچاس یا پچھتر ہی کی

آبادی ہے۔ فی الحال کل کیمون ۳۱۶۲ ہیں۔ حکومت کا خاص عضو بالعموم ایک مجلس عامہ ہوتی ہے جو احکام وضع کرتی، محاصل کی شرح معین کرتی، تعین اخراجات عمل میں لاتی، اور کیمون کے عہدہ داروں کا انتخاب کرتی ہے۔ لیکن جہاں آبادی زیادہ ہوتی ہے، خاص کر شہروں میں وہاں ان فرائض کی انجام دہی کے لئے بالعموم قوم کی جانب سے ایک مجلس بلد منتخب ہو جاتی ہے۔ نظم ونسق ایک مجلس عاملہ کے تفویض ہوتا ہے جس میں پانچ یا زائد ارکان ہوتے ہیں اور اس کا انتخاب۔ یا مجلس مقننہ کی طرف سے ہوتا ہے یا قوم کی طرف سے اور اس کی صدارت ایک میر مجلس یا میر بلد کرتا ہے۔ چھوٹے کیمونوں میں یہ مجلس عاملہ مجتمعاً کام کرتی ہے مگر بڑے کیمونوں میں نظم ونسق کی مختلف شاخیں فرداً فرداً ارکان سے متعلق کر دی جاتی ہیں۔ ماتحت کیمونی عہدہ دار (جو بالعموم خزانچی، محرر، اور ناظم امن ہوتے ہیں وہ) یا تو مجلس عاملہ کی جانب سے منتخب ہوتے ہیں ورنہ جمعیت عمومی کی جانب سے خوبی کار کے اعتبار سے کیمونی حکومت کا معیار عام طور پر بلند ہوتا ہے اور اس میں شاید ہی کوئی استثنا ہو۔

ہر کنٹن کا خود اپنا عدالتی نظم ہے۔ ججوں کا انتخاب یا تو قوم کی جانب سے ہوتا ہے ورنہ مجلس مقننہ کی جانب سے۔ دیوانی عدالتیں بالعموم حسب ذیل سلسلہ مدارج پر مشتمل ہوتی ہیں:۔ (۱) ہر کیمون میں ناظم امن جسے اکثر پنچ کہتے ہیں کیونکہ اس کا فرض یہ ہوتا ہے کہ جو مقدمہ اس کے سامنے آوے اسے ثالث بن کر طے کرا دینے کی کوشش کرے۔ (۲) عدالت ضلع، جو پانچ سات ججوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب عوام کی طرف سے ہوتا ہے، (۳) کنٹنی عدالت جو سات ججوں سے تیرہ ججوں تک پر مشتمل ہوتی ہے اور بالعموم مجلس مقننہ کی طرف سے منتخب ہوتی ہے۔ عدالت ضلع سے مقدمات کا مرافعہ کنٹنی عدالت کے ایک خاص حصے کی طرف ہو سکتا ہے جس کی تنظیم بہ حیثیت عدالت منسیخ کے ہوتی ہے۔ ان تمام عدالتوں کو قانون اسی طرح عاید کرنا پڑتا ہے جس طرح وہ اسے پائیں؛ انھیں یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ قانون کو خلاف دستور قرار دیدیں۔ فوجداری کے مقدمات کی سماعت کے لئے عدالتوں کا ایک جداگانہ سلسلہ ہے، اور یہاں بھی کنٹنی عدالت کا ایک خاص ایوان رجوع آخری

کی عدالت کا کام دیتا ہے۔ فوجداری کے مقدمات میں واقعے کے سوالات کا تصفیہ جوری کرتی ہے جو بالعموم چھ یا نو ارکان پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کا انتخاب عوام کی طرف سے ہوتا ہے۔ چند ہی صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ کینٹنی عدالت سے وفاقی عدالت کی جانب مرافعہ کیا جا سکے۔[1]

---

[1] ونسنٹ "سوئیزرستان کی حکومت" Vincent: Government in Switzerland
باب دہم لائڈ "ایک ذی اقتدار قوم" Liyod:A. Sovereign People 66

# باب سی و سوم

## وفاقی حکومت

**جمعیت وفاقی، مجلس قومی**

۱۸۴۸ء کے سوئیزرستان کے دستور کے واضعین جب قومی مجلس مقننہ کے شرائط و قواعد کا انتظام کرنے بیٹھے تو ان کو انھی مسائل سے دوچار ہونا پڑا جن مسائل نے ۱۷۸۹ء میں خود امریکی قومی عضوی قانون کے مصنفین کو بہت دیر تک پریشان رکھا تھا۔ سوالات یہ پیش آئے کہ جماعت مقننہ یک ایوانی ہو یا دو ایوانی، ارکان کا انتخاب کس طرح ہو، اگر دو ایوان قائم کیے جائیں تو آیا دونوں کے اختیارات و فرائض ایک ہی ہوں یا نہوں قومی جماعتِ عاملہ کے ساتھ ان کے تعلقات کیا ہوں؟ سوئیزرستان کے تمام تجربات کا اشارہ یہی ہوا کہ جماعت مقننہ کی تنظیم ایک ہی ایوان میں ہونا چاہیئے۔ ۱۷۹۸–۱۸۰۳ء کے مختصر دور کے سوا اس عہد میں کی واحد مشترک اور یک ایوانی مجلس ملی اور کنٹنوں کے مجالس مقننہ بھی بلا استثنا اسی قسم کے تھے۔ دوسری جانب دو ایوانی مجالس مقننہ تمام متمدن دنیا میں بہت زیادہ عام تھیں۔ انگلستان کی پارلیمنٹ، فرانس کی پارلیمنٹ (جس طرح کہ اس کی تنظیم ۱۸۱۴ء سے ۱۸۴۸ء تک رہی) امریکہ کی کانگریس اور امریکی ریاستوں کے مجالس مقننہ یہ سب نہایت اثر انداز مثالیں تھیں۔ اب کہ مرکزی حکومت کو بہت زیادہ اختیار عطا ہونے والا تھا اس

و بیل میں بہت وزن آگیا تھا کہ ایک ایوانِ بالائی ہونا چاہئیے جو ایوان زیریں کے لیے روک کا کام دے۔ دو ایوانوں کے قیام کی وجہ سے اب آخری اور شاید سب سے زیادہ خاص خیال یہی تھا کہ دو ایوان ہوں ان میں سے ایک ایسا ہو کہ اس میں مختلف کینٹنوں کے تشخص کو تسلیم کر لیا جائے اور اس طرح چھوٹے کینٹنوں کو بڑوں کے دست برد سے محفوظ رکھا جائے۔

جیسا کہ ۱۷۸۷ء میں فلاڈلفیا میں ہوا، ویسا ہی یہاں بھی اس قسم کے خیالات کو فتح حاصل ہوئی۔ لہذا سوئیزرستان کے شرائط و قواعد کا وہ باب جو وفاقی اوارات کے لیئے وقف ہے اس کا افتتاح اس طرح ہوتا ہے "قوم اور کینٹنوں کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ عہدیت کا اعلیٰ اقتدار جمعیت وفاقی کے ذریعے سے عمل میں آئے گا جو دو حصوں یا دو مجلسوں پر مشتمل ہو گی یعنی (۱) مجلس قومی اور مجلس نمایندگان اجزا"[1] درحقیقت اس میں سوئیزرستان کے سیاسی نظم کی دو اساسی خصوصیتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک خصوصیت قومی جماعت مقننہ کی دو ایوانی خصوصیت ہے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اعلیٰ اقتدار اسی جماعت میں مرکوز ہے، برطانیہ عظمیٰ اور فرانس کی طرح سوئیزرستان تفریق اختیارات کے اصول پر عمل پیرا نہیں ہوا ہے ممالک متحدہ امریکہ کے برخلاف اس کی حکومت متوازی شاخوں میں مرتب نہیں کی گئی ہے؛ حکام عاملہ اور نظم عدالت کے لئے کماحقہ انتظامات کیئے گئے ہیں مگر ان کی حیثیت ماتحت کی ہے۔

قومی مجلس عملاً ایک دارالعوام ہے، اور مجلس نمایندگان اجزا ایک سینیٹ ہے مجلسِ قومی ان نمایندگان پر مشتمل ہے جو تین برس کی میعاد کے لئے راست رائے دہی اور خفیہ قرعہ اندازی سے عمومی طور پر منتخب ہوتے ہیں۔ دستور نے یہ قرار دیا ہے کہ ہر کینٹن کی جانب سے ہر بیس ہزار باشندوں یا اس کے جزو کثیر کے لئے ایک نمایندہ ہو گا، اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ ہر کینٹن یا نصف کینٹن کا ایک نمایندہ ضرور ہو گا۔

---

[1] دفعہ ۷۱۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Dodd: Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۷۶۔

ممالکِ متحدہ امریکہ کی طرح ہر دسویں برس مردم شماری ہوتی ہے اور اسی کے مطابق نشستوں کی تقسیم جدید ہوتی ہے مگر امریکہ کے عمل کے خلاف، جماعت مقننہ نہ صرف ہر ریاست کے لئے اس کے نمایندگان کا حصہ متعین کرتی ہے بلکہ انتخابی حلقے بھی قرار دیتی ہے۔ ارکان کی اولین تعداد ایک سو بیس تھی مگر اب یہ تعداد ۱۹۱۰ء کی مردم شماری کی بنیاد پر ایک سو نواسی ہے۔ برن کی بتیس نشستیں ہیں، زیورش کی پچیس، دود کی سولہ اور اسی طرح گھٹتے گھٹتے اوری اور زوگ کا ایک ایک رکن ہے۔ حلقوں کی ترتیب اس طرح سے ہوی ہے کہ علی العموم وہ دو، تین، چار یا زائد ارکان کا انتخاب فہرست واری انتخاب کے بموجب کرتے ہیں۔ جب متواتر کوششوں کے بعد ۱۹۱۸ء میں تناسبی نمائندگی کا اصول رائج کیا گیا تو بہت زیادہ جغرافی ردو بدل کی ضرورت نہیں ہوی۔ انتخاب کنندگان میں وہ تمام مرد باشندے شامل ہیں جو بیس برس کی عمر کو پہنچ گئے ہوں۔ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جن کے حقوق رائے دہی ان کینٹنوں نے سلب کر لیے ہوں جن میں وہ رہتے ہوں لہ تمام میعادیں ایک ساتھ ختم ہوتی ہیں اور تمام ملک میں انتخابات ایک ہی دن (یعنی اکتوبر کے آخری شنبہ کو) ہوتے ہیں پہلے رائے دہی کے موقع پر منتخب ہونے کے لئے کثرت مطلق کی ضرورت ہے اگر اس قاعدے کے بموجب کچھ نشستیں باقی رہ جاتی ہیں تو دو یا تین ہفتے بعد دوسری رائے دہی ہوتی ہے اس موقع پر منتخب ہو جانے کیلئے محض کثرت آراء کی ضرورت ہے "عہدیت منفصلہ" کے دور کے زمانے میں خیالات کیتھولک پادریوں کے خلاف تھے اور اس کا اظہار دستور کی اس دفعہ میں ہوا کہ مجلس قومی کی رکنیت عامانیوں

---

لہ۔ عورتوں کے حق رائے دہی کی تحریک نے سوئیزرستان میں بہت کم ترقی کی ہے اور اسے دو تین کینٹنوں میں غیر سیاسی عہدہ داروں کے انتخاب کے تعلق کے سوا کہیں کامیابی نہیں ہوی ہے۔ "عورتوں کی حق رائے دہی کی قومی انجمن" کے ۱۹۱۷ء کے اجلاس میں ایک قرارداد یہ منظور ہوی تھی کہ رائے دہندوں کے سامنے عورتوں کو رائے دہی عطا کرنے کی ترمیم پیش کرنے کے لئے ہدایت سے کام لیا جائے۔

کے لئے محدود کر دی گئی ہے۔ پروٹسٹنٹ پادری عارضی یا مستقل طور پر اپنی مذہبی حیثیت کو ترک کر کے مجلس قومی کے رکن ہو سکتے ہیں اور کبھی کبھی ایسا کرتے بھی ہیں لیکن کیتھولک پادریوں کو طریق سے حق پیدا کرنے کی سہولت کم ہے بلکہ یوں کہیئے کہ عملاً نہیں ہے۔ اس لئے وہ اب بھی محروم ہیں۔ ارکان کو ہر اس دن کے لئے جس میں وہ واقعاً حاضر ہوں، وفاقی خزانہ سے بیس فرانک کا خفیف معاوضہ ملتا ہے اور بلا وجہ سستی کے لئے اس میں وضعات بھی ہو جاتے ہیں۔ ان کو بعد مسافت کے اعتبار سے بھی کچھ رسم ملتی ہے۔

ہر ایک باقاعدہ یا غیر معمولی میقات میں مجلس قومی اپنے ارکان میں سے ایک صدر، ایک نائب صدر اور چار شمار کنندوں کا انتخاب کر لیتی ہے۔ یہ انتخاب اس شرط کے ساتھ ہوتا ہے کہ جو رکن کسی باقاعدہ میقات میں صدر کے عہدے پر فائز رہا ہو وہ آئندہ کے باقاعدہ میقات میں صدر یا نائب صدر نہیں منتخب ہو سکتا، اور نیز یہ کہ ایک ہی رکن دو باقاعدہ متواتر میقاتوں میں نائب صدر نہیں بن سکتا۔ یہ انتظام اس خیال کے بموجب قرار دیا گیا تھا کہ سال میں صرف ایک ہی باقاعدہ میقات ہو گا۔ لیکن کام کی کثرت کی وجہ سے مدتوں سے اس قسم کے دو باقاعدہ میقات پیدا ہو گئے ہیں۔ تاہم تشریعی مفروضہ کے ذریعے سے دونوں میقات ایک ہی خیال کئے جاتے ہیں اور عہدہ دار پورے سال بھر تک اپنی جگہوں پر برقرار رہتے ہیں۔ نائبان صدر، شمار کنندے، اور دوسرے عہدہ داروں کے انتخاب میں صدر بھی دوسرے ارکان کی طرح شرکت کرتا ہے لیکن مسوداتِ قانونی اور قراردادوں پر بالعموم وہ اسی صورت میں رائے دیتا ہے کہ دونوں طرف رائیں برابر ہوں۔ صدر، نائب صدر، اور شمار کنندوں سے مل کر مجلس کا "دفتر" بنتا ہے اور یہی "دفتر" اکثر مجالسِ ذیلی کا انتخاب کرتا، رایوں کا شمار کرتا اور روزمرہ کے کام انجام دیتا ہے۔

**جمعیت وفاقی مجلس نمایندگان اجزاء**

فرانس یا اطالیہ کی ایسی فردی مملکت میں دو ایوانی جماعت مقننہ کے لئے جو کچھ بھی دلایل ہوں مگر وفاقی مملکت میں ان دلائل پر ہمیشہ اس خیال کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے کہ ایک ایوان بالائی

کے قیام کے لئے کامل طبعی بنیاد موجود ہے جو محض ایوانِ زیرین کا شغنہ نہ ہو۔ اس ایوان
کی ساخت اس طرح کی ہو سکتی ہے کہ وہ ریاستوں کی نمائندگی بحیثیت ریاست کے
کرے ورنہ اس حیثیت سے تو ضرور نمائندگی کرے کہ یہ ایسے لوگوں کی نمایندگی ہو جن کی
گروہ بندی اس سے بہت مختلف طریق پر ہو جس قسم کی گروہ کی نمایندگی ایوان ادنیٰ
کے ارکان کے ذریعے سے ہوتی ہو۔ امریکی سینات اسی نوعیت کی ہے اور سوئیزرستان
کی مجلس نمایندگان اجزا: اجزا کی بھی یہی حالت ہے۔ پہلی نظر میں سوئیزرستانی ایوان بالائی
امریکی ایوان بالائی کے تقریباً بالکل ہی مشابہ معلوم ہوتا ہے مگر واقع میں سوئیزرستانی مجلس
اپنے امریکی ہم مثل سے بہت ہی مختلف ہے۔ یہ چوالیس ارکان پر مشتمل ہے جو ہر کنٹن سے دو
دو منتخب ہوتے ہیں۔ اس حد تک یہ ضرور امریکی سینات کے مشابہ ہے لیکن انتخاب
کا طریقہ، ارکان کے اوصاف نیز ان کے عہدے کی میعاد اور ان کے معاوضے کی
مقدار ممالک متحدہ کی طرح دستور یا وفاقی احکام کے ذریعے سے منضبط نہیں ہیں بلکہ ان
معاملات کو کنٹنوں پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ جس طرح چاہیں ان کا تعین
کریں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اگرچہ بعض طریقے رائج ہوتے جاتے ہیں مگر ان معاملات میں یکسانی
نہیں ہے۔ اکثر کنٹنوں میں اس مجلس کے ارکان عمومی رائے سے منتخب ہوتے ہیں، جیسے کہ
اب ممالک متحدہ امریکہ کے سیناٹیوں کا انتخاب ہوتا ہے مگر سات کنٹنوں میں ان ارکان
کا انتخاب مجلس مقننہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ پانچ کنٹن اور نصف کنٹن ایک ایک برس
کے لئے انتخاب کرتے ہیں، ایک کنٹن دو برس کے لئے انتخاب کرتا ہے، ایک چار برس
کے لئے اور بقیہ کنٹن تین تین برس کے لئے۔ وفاقی دستور کے شرائط کے بموجب ارکان
کی تنخواہیں کنٹنوں کو ادا کرنا چاہئیں اور اگرچہ مشاہرات اور اخراجات مسافت
علی العموم انہی شرحوں کے موافق دئے جاتے ہیں جو وفاقی قانون کی رو سے
مجلس قومی کے ارکان کے لئے مقرر ہیں مگر پھر بھی کچھ اختلافات ہیں۔ پس یہ مجلس
نمایندگان اجزا اس سے زیادہ خالص طور پر وفاقی ہے جس قدر کہ امریکی سینات ہے
کیونکہ اس کی ترکیب اور نوعیت کا تعین مختلف ریاستوں کے قبضے میں زیادہ
ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ ایوان بالائی کے فرائض عملاً وہی ہیں جو ایوانِ زیرین کے ہیں

(مواخذات حکام کے مقدمات کے فرائض سے قطع نظر کرکے) ترتیب معاہدات اور تقررات سے (جن میں دارالنیابین کو کسی قسم کی شرکت نہیں حاصل ہے) تعلق رکھنے کے باعث امریکی سینیٹ کا اختیار اور اس کی نوعیت اسی کے ساتھ خاص ہے۔ سوئیز رستانی مجلس کو اس سے کسی قسم کی مناسبت نہیں ہے بلکہ اس کی تنظیم تک وہی ہے جو ایوان زیریں کی ہے یہ ضرور ہے کہ موجودہ دستوری نظم کے سابق تر زمانہ میں اس مجلس کو بہت بلند امتیاز دائر حاصل تھا مگر بمرور ایام اسے زوال ہوتا گیا۔ قابل اور پرحوصلہ مدبرین نے اکثر اسی کو مرجح سمجھا کہ ان کا تعلق ایوان زیرین کے ساتھ ہو۔ اس ایوان کو وسیع اختیارات حاصل ہیں یعنی رسماً اس کے اختیارات ایوانِ زیریں کے اختیارات سے متوازی ہیں، اور وہ گاہ بگاہ ان تجاویز کو رد کر دیتی ہے جو مجلسِ قومی اس کے پاس بھیجتی ہے گر پھر بھی ایک ایسے کمزور ایوانِ بالائی ہونے کے بغیر جو کابینی نظم کے ساتھ موافقت رکھتا ہے[1] اس میں فی الاصل اس بدایت اور آزادی کی کمی ہے جو ایک صحیح سینیٹ میں ہونا چاہیے۔

**جمعیت وفاقیہ کے اختیارات اور اس کا طریق کار۔**

وفاقی دستور میں یہ درج ہے کہ "مجلسِ قومی اور مجلس نمایندگان اجزا ان تمام مسائل پر غور کریں گی جو موجودہ دستور وفاقیہ کے حد کے اندر قرار دیتا ہے اور جو کسی دوسرے وفاقی صاحب اقتدار ادارے کے ساتھ مخصوص نہیں کئے گئے ہیں"[2] اس حد کی وسعت نہایت فراخ ہے۔ اس میں نہ صرف ایک وسیع مقدار اختیار قانون سازی کی شامل ہے بلکہ ترکیبی، انتخابی، عاملانہ اور عدالتی نوعیت کے اہم فرائض بھی اس میں داخل ہیں۔ وضع دستور میں یہ جمعیت جو حصہ لیتی ہے اس کا بیان آگے چل کر وفاقی مراجعہ کے عمل کے ضمن میں ہوگا۔ انتخابی فرض یہ ہے کہ۔ فاقی مجلس وفاقیہ (یعنی اعلیٰ حکام عاملانہ) وفاقی عدالت،

---

[1] فرانسیسی سینیٹ مستثنیات سے ہے۔

[2] دفعہ ۷۱ (ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Dodd: Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۷۸۔

صاحب دیوان[1]، سپہ سالار اعظم، اور دوسرے ایسے عہدہ داروں کا تقرر کیا جائے تو قانون میں مختص کر دئے گئے ہیں۔ عاملانہ یا نیم عاملانہ حیثیت سے مجلس کا کام یہ ہے کہ وہ (۱) جنگ کا اعلان کرے اور صلح کرے، (۲) کینٹنوں کے دساتیر اور اراضی کی ضامن ہو، (۳) برأت اور معافیاں عطا کرے۔ (۴) ملک کے اندرونی تحفظ اور امن و نظم کی کارروائیاں عمل میں لائے (۵) غیر سلطنتوں کے ساتھ تمام محالفات و معاہدات کی منظوری دے۔ نیز مختلف کنیٹن آپس میں یا غیر ممالک کے ساتھ جو قرارداد کریں اور مجلس وفاقی یا کوئی کینٹن اس پر اعتراض کرے تو اس کی بھی منظوری یا نامنظوری دے۔ (۶) وفاقی فوج پر نگرانی رکھے۔ (۷) وفاقی نظم و نسق اور وفاقی عدالتوں پر نگرانی رکھے۔ یہ صحیح ہے کہ فرائض واقعاً ایک حد تک مجلس وفاقی کے ہاتھوں سے انجام پاتے ہیں مگر جیسا کہ آگے چل کر بیان کیا جائے گا یہ عاملانہ جماعت ان معاملات میں اور بہت سے دوسرے معاملات میں مجلس وضع قوانین کے قطعی اقتدار کے اندر ہے۔

عدالتی حیثیت سے یہ جمعیت پہلے آخری عدالت کی حیثیت سے امور ذیل پر غور کرتی تھی، (۱) انتظامی نزاعات کے متعلق مجلس وفاقی کے فیصلوں کے خلاف جو تعرضات ہوں، (۲) وفاقی حکام کے درمیان حدود اختیارات کے متعلق جو نزاعات ہوں؛ لیکن اب ایک وفاقی انتظامی عدالت نے (جسے ۱۹۱۴ء کی ایک ترمیم کی رو سے اختیار دیا گیا ہے) اس کو نہ تکلیف وہ کام کے ایک بڑے حصے کو اپنے ذمے لے لیا ہے۔ ایک جانب تو اس جمعیت کو پورا اختیار حاصل ہے کہ "جو مسائل دستور سیاسی کے بموجب وفاقی حد کے اندر رکھے گئے ہیں ان کے متعلق قوانین و احکام وضع کرے" دوسری جانب ابتدائی دفعات اور بعد کے ترمیمات سے اسے خاص اختیارات بھی دئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ وہ موازنات کو قبول کرے،

---

[1] اس کا خاص فرض مجلس قومی کی یادداشت رکھنا ہے۔ ایک نائب صاحب دیوان جس کا تقرر مجلس وفاقی کرتی ہے، وہ مجلس اجزاء میں اسی قسم کا فرض انجام دیتا ہے۔

عہدے قائم کرے تنخواہیں مقرر کرے دیوانی اور فوجداری کے قانون کا انضباط کرے اور فنون و تجارت کے متعلق یکساں ضوابط وضع کرے۔

دستور میں یہ قرار دے دیا گیا ہے کہ دونوں مجلسیں سال میں کم از کم ایک مرتبہ منعقد ہوں لیکن واقعاً دو باقاعدہ میقات (جو قانوناً ایک سمجھے جاتے ہیں) ہمیشہ منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا آغاز نومبر میں ہوتا ہے اور دوسرے کا جون میں۔ غیر معمولی اجلاس مجلس وفاقی خود اپنی تحریک سے طلب کر سکتی ہے؛ اگر مجلس قومی کے ایک ربع ارکان یا پانچ کینٹن درخواست کریں تو بھی غیر معمولی اجلاس طلب ہونا چاہیئے۔ معمولی حالات میں جیسا کہ دوسرے مجالس مقننہ میں ہوتا ہے دونوں ایوان علیحدہ علیحدہ بیٹھ کر کام کرتے ہیں مگر بعض اغراض کے لیئے دونوں ایوان ایک جماعت کی حیثیت سے نشست کرتے ہیں اور فیصلے ان ارکان کی کثرتِ محض پر ہوتے ہیں جو موجود ہوں اور رائے دیں۔ یہ اغراض یہ ہیں۔ (۱) عہدہ دارانِ مذکورہ بالا کا انتخاب (۲) اختیار معافی کا نفاذ (۳) مختلف وفاقی حکام کے درمیان حدود و اختیارات کے نزاعات کا فیصلہ۔ مجلسوں کے طریق کار کا انضباط ایک خفیف حد تک دستور کے رو سے ہوتا ہے مگر زیادہ تر پارلیمنٹی قوانین و قواعد سے ہوتا ہے۔ اجلاس بالعموم علانیہ ہوتے ہیں مگر ایوان زیریں کے دس ارکان اور ایوان بالائی کے پانچ ارکان یہ تحریک کر سکتے ہیں کہ دروازے بند کر دئے جائیں تین سرکاری زبانیں جرمانی، فرانسیسی اور اطالوی استعمال ہوتی ہیں؛ قوانین اور دستاویزات سب زبانوں میں طبع ہوتے ہیں۔

دستور کے بموجب مسوداتِ قوانین اور قراردادیں ہر ایک ایوان میں اور ہر ایک رکن کے ذریعے سے پیش ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں دو تین امور پر نظر کرنا ضروری ہے۔ ایک تو محض سوئیزرستانی اصول ہے کہ جو مسودۂ قانون پیش ہوتا ہے وہ قومی جمعیت یعنی دونوں ایوانوں میں پیش ہوتا ہے نہ کہ جدا جدا کسی ایک ایوان میں؛ لہذا جو مسودۂ قانون پیش ہوتا ہے وہ دونوں ایوانوں کے سامنے ہوتا ہے اور جو ایوان جب چاہے اس پر غور کر سکتا ہے۔ اس لیئے قطعی الفاظ میں یہ کہنا چاہیئے کہ یہ عام قاعدہ کہ رقمی مسودات ابتداءً ایوانِ زیریں میں پیش ہونا چاہیے یہاں عاید نہیں ہوتا

لیکن واقعاً یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے مسودات مجلسِ وفاقی کی جانب سے پیش ہونے کے بعد باقاعدہ طور پر پہلے بڑے ایوان میں زیر بحث آتے ہیں۔ اس سے ایک دوسرا اہم خیال ذہن میں آتا ہے۔ وہ یہ کہ اگرچہ تمام ارکان کو غیر مقید حق حاصل ہے کہ وہ تجاویز پیش کریں مگر اکثر ارکان جو اس حق سے نفع اٹھانا چاہتے ہیں وہ اپنے تجاویز کو مجلس وفاقی کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ وہ اس پر غور کرے اور اس کی صورت قرار دے اور اس لئے وہ اسے براہِ راست اور بذاتِ خاص نہیں پیش کر سکتے۔ اس طریق کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر مسودات کی ترتیب ماہرین فن کرتے ہیں اور وہ مجالس مقننہ کا وقت لینے کے قبل مربوط اور قطعی بن جاتے ہیں۔ لیکن مجلسِ وفاقی خود اپنے طور پر بھی ابتدائی تجویزیں پیش کر سکتی ہے۔ اس مجلس کے ارکان جمعیت میں رائے نہیں دیتے مگر وہ اپنے پیش کردہ مسودات کی تشریح و حمایت کے لئے ایوان میں آتے ہیں۔ مجالسِ ذیلی بھی ہیں جن کے ارکان کا انتخاب مجلس وفاقی براہِ راست کرتی ہے یا عہدہ داروں کا "دفتر" ان کا انتخاب کرتا ہے گران مجالسِ ذیلی کے پاس مسودات قوانین خاص رائے کے ذریعے سے بھیجے جاتے ہیں۔ دونوں مجلسوں میں مباحثے نمایاں آزادی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تعداد ارکان زیادہ نہیں ہے، ذہانت و صلاحیت کا معیار بلند ہے، فریقانہ جوش عام طور پر زیادہ شدید نہیں ہے، صدر نشینان روایتہً تمام عناصر کے لئے عادل و منصف ہوتے ہیں، شور و شر تقریباً نامعلوم ہے، قواعد معدودے چند اور سادے ہیں۔ قطع بحث کا استعمال ہوتا ہے مگر صرف اس صورت میں کہ دو ثلث ارکان اس کا مطالبہ کریں اور اس وقت یہ عاید نہیں کیا جا سکتا جب کوئی رکن جس نے مباحثے میں حصہ نہ لیا ہو کوئی ترمیم پیش کرتا اور اس کی تشریح کرنا چاہتا ہو[1]

[1] مجلسوں کی کارروائی کے زیادہ تفصیلی بیان کے لئے کتب ذیل ملاحظہ ہوں؛ برکس: "سویزرستان کی حکومت اور اس کی سیاسیات" Government and Politics of Switzerland صفحات ۹۱-۱۰۱۔ ونسنٹ "سویزرستان کی حکومت" Government in Switzerland صفحات ۱۸۱-۱۸۷۔

**مراجعہ** بہت زمانہ ہوا کہ مراجعے کی وہ تدبیر جواب مانوس ہو چکی ہے کینٹنوں کے تشریعی طریق کار سے وفاقی وضع قوانین کے حدود میں منتقل کر دی گئی کینٹنوں کی طرح وفاقی مراجعہ بھی دو شکلوں میں استعمال ہوتا ہے، ایک لازمی دوسرا اختیاری۔ ان میں سے ایک (یعنی مراجعہ لازمی) ۱۸۴۸ء کے دستور کے وقت سے داخل ہوا اور اس کا اطلاق صرف دستوری ترمیمات پر ہوتا ہے۔ دوسرے کا ظہور اولاً ۱۸۷۴ء کے ترمیم شدہ دستور میں ہوا اور اس کا اطلاق عام قوانین پر ہوتا ہے۔ اس دستور میں گونہ عجیب کوشش یہ کی گئی ہے کہ دستور کی "کلی" اور "جزوی" ترمیمات کے درمیان فرق قائم کیا جائے اور ایک کے لئے تین مختلف طریقے اور دوسرے کے لئے دو طریقے قرار دئے گئے ہیں جس صورت میں کہ مجالس قانون ساز مکمل نظر ثانی پر اتفاق کرلیں تو وہ نیا دستور اسی طرح بناتی اور قبول کرتی ہیں گویا وہ معمولی قانون ہے، اور اس کے بعد اسے قوم کی تصدیق کے لئے پیش کر دیتی ہیں۔ اگر ایوانوں میں اختلاف ہو جائے یا پچاس ہزار رائے دہندگان نظر ثانی کا مطالبہ کریں تو اس صورت میں یہ سوال قوم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ آیا نظر ثانی ہونا چاہیئے یا نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں اگر کثرت کی رائے ایجاب میں ہوئی ہے تو اس کام کے لئے مجالس قانون ساز کا انتخاب ہونا چاہیئے[1] جزوی نظر ثانی کی ابتدا مجالس کی جانب سے ہو سکتی ہے اور عمومی توثیق کی شرط کے ساتھ شکل دیگر قوانین کے ان پر کارروائی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل ملک کی ایسی درخواست پر اس کی تحریک کی جائے جس پر پچاس ہزار آدمیوں کے دستخط ہوں۔ اگر عمومی تحریک معینہ شکل میں آتی ہے، تو مجالس اس پر غور کرتی ہیں اور اگر ان میں اتفاق ہو جاتا ہے تو اسے توثیق کے لئے پیش کر دیتی ہیں۔ اگر یہ تحریک قطعی ہونے کے بجائے عام شکل میں ہوتی ہے تو مجلس خود اس کی ایسی قطعی صورت قرار دیتی ہیں جس پر کارروائی ہو سکے۔ اگر مجلس تجویز کو رد کر دیتی ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اسے قوم کے سامنے پیش کریں

---

[1] دفعہ ۱۲۰ ڈاڈ (دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

گر اس کے ساتھ وہ کوئی دوسری جوابی تحریک شامل کرسکتی ہیں یا اس کے مسترد کئے جانے کی سفارش کرسکتی ہیں۔ ہر صورت میں ترمیم موثر اس وقت ہوتی ہے جب ان اہل ملک کی کثرت جو اس پر رائے دیں اور نیز کینٹنوں کی کثرت اسے قبول کرلے۔

۱۸۷۴ء اور ۱۹۱۰ء کے درمیان وفاقی جماعت مقننہ نے اکیس ترمیموں پر رائے دی جن میں سے پانچ کے سوا باقی تمام عمومی اور کینٹنونی کثرت رائے سے منظور ہوگئیں۔ اس زمانے کے آخری بارہ برس میں جن چھ ترمیموں پر جماعت مقننہ نے رائے دی تھی وہ سب کی سب قبول کرلی گئیں۔ کامیاب ترمیموں میں سولہ کے قریب حکومت کی ترکیب سے متعلق تھیں مثلاً ۱۸۹۱ء کی تحریک کی رو سے دستوری ترمیمات کے لئے عمومی ہدایت جاری کی گئی اور ۱۸۹۴ء کی تجویز سے وفاقی انتظامی عدالت قایم کی گئی۔ بعض دوسری تحریکوں کا رخ قانونی اصلاح کی جانب تھا، مثلاً ۱۸۹۸ء کی دو ترمیموں کا مقصد یکساں دیوانی و فوجداری ضوابط کا انتظام کرنا تھا۔ لیکن بیشتر تجویزوں کا مطمح نظر یہ تھا کہ معاشرتی و معاشی قانون سازی کے متعلق وفاقی حکومت کے اختیار میں وسعت دی جائے شلاً یہ کہ ۱۸۸۵ء کی ترمیم نے منشیات کے اجارے قایم کرنے کی اجازت دیدی، ۱۸۹۷ء کی ترمیم نے ماکولات کو آمیزش سے پاک رکھنے کے متعلق قانون سازی کا اختیار دے دیا، اور ۱۹۰۸ء کی ترمیم نے یہ اختیار عطا کردیا کہ یکساں حرفی قوانین وضع کئے جائیں[1]۔

۱۸۷۴ء سے مراجعہ معمولی وضع قوانین پر بھی عاید کیا جاتے لگا ہے کہ صرف

---

[1] ۔ بروکس کی کتاب "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Government and Politics of Switzerland صفحات ۱۲۸ - ۱۳۹ میں مکمل فہرست مع شمار آرا ملاحظہ ہو۔ سوئیزرستان کی دستوری نظرثانی کی سابق تر تاریخ پر کتب ذیل میں تبصرہ ہوا ہے :-
بورژو: "دساتیر کا قبول اور ان کی ترمیم" Borgeaud: Adoption and Amendment of Constitutions صفحات ۲۹۱ - ۳۳۲
دیو پلواژ: "سوئیزرستان میں مراجعہ" Duploige: Referendum in Switzerland ۲۱۱ - ۲۶۵

اختیاری صورت میں جبتک جمعیت وفاقیہ کے منظور کردہ قوانین اور قراردادوں میں ان کے نسبت یہ اعلان نہ کر دیا جائے کہ وہ عام نوعیت کے بجائے خانگی نوعیت کے ہیں یا یہ کہ ان کی فوری ضرورت ہے اس وقت تک وہ نوے یوم تک اس غرض سے معلق رہتے ہیں کہ مراجعہ کی درخواستوں پر کافی دستخط ہونے کا موقع مل جائے اگر اس دوران میں تیس ہزار رائے دہندوں کے دستخطوں سے یا آٹھ کینٹنوں کی مجالس مقننہ کی منظوری سے درخواستیں مجلس وفاقی کے پاس آجاتی ہیں تو اس مجلس پر لازم ہوتا ہے کہ وہ تجویز زیر بحث کو اس مطالبے کے سرکاری طور پر اعلان ہونے کے چار ہفتوں کے اندر عمومی رائے کے لئے پیش کر دے۔ اس کے بعد اس پر جتنی رائیں دی جاتی ہیں، اگر ان کی کثرت موافق ہوتی ہے تو مجلس وفاقی اس کا اعلان کر دیتی ہے اور وہ تجویز بغیر تعویق مزید نافذ ہو جاتی ہے۔ اس رائے دہی میں تعداد آرا یا کینٹنوں کے تناسب کا کچھ لحاظ نہیں کیا جاتا۔ اگر کثرت رائے خلاف ہوتی ہے تو وہ تجویز باطل ہو جاتی ہے۔ اگر مراجعے کا مطالبہ نہیں ہوتا تو وہ تجویزیں نوے یوم کا زمانہ گزرنے کے بعد از خود نافذ ہو جاتی ہیں۔

کینٹنوں کی طرح یہاں بھی معمولی قوانین پر مراجعے کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔ ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ آٹھ کینٹونی حکومتوں نے کسی قانون کے مراجعے کے لئے پیش کئے جانے کے متعلق ضروری کارروائیاں کی ہوں۔ اس سے زیادہ نمایاں واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۷۴ء اور ۱۹۰۸ء کے درمیان دوسو اکسٹھ قوانین ایسے منظور ہوے جو مراجعے کے تحت میں آتے تھے۔ ان میں سے صرف تین قوانین یعنی محض ۵ء۱۱ فیصدی عمومی رائے کے لئے پیش ہوئے۔ مزید براں ان تیس میں سے صرف انیس مسترد ہوے۔ "یس جمعیت وفاقیہ نے جو قوانین بنائے ان میں سے سات فیصدی سے قدرے زائد قوانین وفاقی اختیاری تشریعی مراجعے کے ذریعے سے روک دیے گئے۔" [1] ۱۹۰۸ء کے بعد سے عمومی رائے صرف چھ تحریکات پر

---

[1] ریپرڈ Rappard امریکن پولٹیکل سائنس ریویو بابت اگست ۱۹۱۲ء صفحہ ۳۵۷۔

ہوئی ہے۔ جن میں سے دو تجویزیں حادثات اور علالت کے بیمے سے متعلق تھیں، ایک محصول ورآمد و برآمد سے متعلق تھی، ایک ماکولات کو آمیزش سے پاک رکھنے کے ضوابط سے تعلق رکھتی تھی، ایک فوج کی تنظیم جدید سے اور ایک ضابطۂ فوجداری میں بعض اضافوں سے متعلق تھی۔

**ہدایت** ۱۸۴۸ء کے دستور میں ہے کہ اساسی قانون کے کامل نظرثانی کی تحریکات پچاس ہزار رائے دہندوں کی طرف سے ابتداءً پیش ہو سکتی ہیں۔ لیکن عملی اعتبار سے یہ قاعدہ اتنا کارآمد ثابت نہیں ہوا اور یہ بہت جلد معلوم ہو گیا کہ اس کے بجائے ضرورت زیادہ تر یہ تھی کہ مختلف ترمیموں کے لئے ہدایت کا حق دیا جائے۔ طولانی بحث و مباحثہ کے بعد اس حق کے عطا کرنے کے متعلق ۱۸۹۱ء میں ایک ترمیم منظور کی گئی[1] یہ نظم جس طرح عمل کرتا ہے اس کی توضیح سابق جزو میں ہو چکی ہے۔ پچاس ہزار رائے دہندگان جب چاہیں وفاقی حکومت کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ دستور کے مجوزہ تغیرات کے متعلق کارروائی عمل میں لائے، اور قوم کی جانب سے آخری کارروائی کے لئے ایک تحریک (خواہ اپنی منظوری کے ساتھ یا بغیر منظوری کے) پیش کرے۔ غیر رضامند جماعت مقننہ جو کچھ کر سکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس کے ساتھ ایک جوابی تحریک بھی پیش کر دے یا قوم کو یہ صلاح دے کہ وہ ابتدائی تحریک کے خلاف رائے دے۔ جس وقت یہ نظم قائم ہوا ہے اس وقت بعض اطراف میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس سے کثیر التعداد ناقص الفکر اور انقلابی تغیرات کا دروازہ کھل جائے گا اور اس سے جمہوریہ کی استقامت بلکہ اس کی بقا معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ مگر یہ اندیشے بے بنیاد ثابت ہوئے۔ تیس برس سے زائد کے زمانے میں صرف تیس ایسی ترمیموں پر رائے لی گئی ہے جن کی ابتدا عوام کی جانب سے ہوئی تھی اور ان میں سے صرف چار قبول کی گئی ہیں[2]

[1] بورژو دستاویز کا قبول اور انکی ترمیم" Borgeaud: Adoption and Amendment of Constitutions صفحہ ۳۰۶-۳۱۶۔

[2] سچ پوچھئے تو صرف آٹھ مختلف ترمیمات پر رائے دی گئی ہے۔ کیونکہ تناسبی نمایندگی کی تجویز قوم کے سامنے تین مرتبہ آئی۔

درحقیقت اس نئی تدبیر سے سب سے پہلے جو کام لیا گیا وہ ناواجب تھا۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں ۱۲۷،۱۰۱ رایوں کے مقابلے میں ۱۹۱،۵۱۷ رایوں سے یہ ترمیم اختیار کی گئی کہ یہودیوں کے طریق پر جانوروں کا ذبح کرنا ممنوع قرار دے دیا جائے۔ یہ کارروائی زیادہ تر سامیوں کے خلاف تعصب کا نتیجہ تھی لیکن یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس ترمیم کو نافذ کرنے کے لئے کوئی قانون وضع نہیں کیا گیا اور اکثر کینٹنوں میں یہ ترمیم ایک ردی کاغذ ہو کر رہ گئی۔ دوسری اور تیسری تحریکیں جو سنہ ۱۸۹۴ء میں پیش ہوئیں اگرچہ کسی قدر استیصالی نوعیت کی تھیں مگر تمامتر قابلِ مدح تھیں۔ ان میں سے ایک اشتراکی نوعیت کی یہ تحریک کی تھی کہ مملکت کو مجبور کیا جائے کہ ہر ایک صحیح القویٰ شخص کے لئے کام مہیا کرے؛ دوسری تجویز یہ تھی کہ کروڑگیری کے محاصل جو اس سرعت سے بڑھ رہے ہیں ان میں دو فرانک فی کس کے حساب سے کینٹنوں کو بطور امداد کے دیا جائے مگر یہ دونوں تجویزیں معقول کثرت رائے سے مسترد ہوگئیں[1]۔ بعد کی تین تجویزیں حکومتی نظم کے تغیرات سے تعلق رکھتی ہیں۔ (۱) مجلسِ قومی کا انتخاب تناسبی نمایندگی کے طریق پر ہو۔ سنہ ۱۹۰۰ء میں اس تجویز کو ۱۶۹،۰۰۸ رایوں کے مقابلے میں ۲۴۴،۶۶۶ رایوں سے شکست ہوگئی۔ (۲) مجلسِ وفاقی کی تعداد نو تک بڑھا دی جائے اور اس کا انتخاب جمعیت وفاقیہ کے بجائے عمومی رائے سے ہو۔ اسے بھی سنہ ۱۹۰۰ء میں ۱۴۵،۹۲۶ رایوں کے مقابلے میں ۲۷۰،۵۲۰ رایوں سے شکست ہوگئی۔ (۳) جمعیت قومی کے ارکان کا حصہ رسدی قرار دینے میں غیر ملکی آبادی کو خارج کر دیا جائے؛ اسے سنہ ۱۹۰۳ء میں ۹۵،۱۲۱ رایوں کے مقابلے میں ۲۹۵،۰۰۵ رایوں سے شکست ہوگئی۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں دو بدایت والی تحریکات قبول کی گئیں اور پندرہ برس میں یہ پہلا واقعہ تھا۔ ایک تحریک یہ تھی کہ اَبسنتین کا بنانا اور بیچنا ممنوع قرار دیا جائے۔ یہ تحریک ۱۳۸،۶۶۹ رایوں کے مقابلے میں ۲۱۵،۰۷۸ رایوں سے منظور ہوگئی۔ دوسری تحریک یہ تھی کہ

[1] بورژو: "۴ نومبر سنہ ۱۸۹۴ء کا استشارہ" جریدہ قانون عامہ Rev. du droit public نومبر و دسمبر سنہ ۱۸۹۴ء؛ ایک کے آراء ۳۰۸،۲۰۹ موافق اور ۸۵،۰۰۰ مخالف اور دوسرے کے ۶۳۹، ۳۵۰ موافق اور ۱۴۵،۴۶۲ مخالف تھیں۔

آبی طاقت کے انضباط کا اختیار وفاقیہ کو دیا جائے" یہ تجویز ۲۲۰،۶۴۲ رایوں کے مقابلے میں ۲۰۴،۹۲۳ رایوں سے غالب رہی ۱۹۱۰ء میں تناسبی نمایندگی کی تجویز کی پھر تجدید ہوئی مگر ۲۴۰،۳۰۵ رایوں کے مقابلے میں ۲۶۵،۱۹۴ رایوں سے شکست ہوگئی مگر آخر الامر ۱۹۱۸ء میں اسے ۱۴۹،۰۳۵ رایوں کے مقابلہ میں ۲۹۹،۵۵۰ رایوں سے کامیابی حاصل ہوئی اور تین کینٹنون کے سوا باقی تمام کینٹنون کی تائید اسے حاصل ہوگئی[1]۔ یہ ایک طبعی امر ہے کہ بدایت کی ہوئی ترمیموں کے قبول کئے جانے کا تناسب کم ہوگا۔ خاص مراجعے کی صورت میں (ایک مصنف کے قول کے بموجب) گمان یہی ہے کہ مجوزہ تغیر کو وسیع عمومی تائید حاصل ہوگی کیونکہ بصورت دیگر دونوں ایوانوں کا اسے اختیار کرنا بھی دشوار ہوتا۔ اس کے برخلاف بدایتی تحریک خاص اسی وجہ سے اختیار کی جاتی ہے کہ جماعت مقننہ اس کے خلاف ہوتی ہے اور اس کا خلاف اس ظن کی وجہ سے ہوتا ہے کہ نمائندگان یہ سمجھتے ہیں کہ اسے عمومی کثرت نہ حاصل ہوگی[2]۔

وفاقی بدایت کی سابقہ تاریخ اگرچہ مشتبہ تھی مگر اب یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ اس بدایت نے اپنے کو پوری طرح حق بجانب ثابت کر دیا ہے ۱۹۱۰ء کے بعد سے اس قسم کے تجاویز بلا استثنا تعمیری و معقول تھے۔ ان میں جو تحریکات قبول کئے گئے وہ معتدبہ نفع کے ثابت ہوئے۔ ادھر حال کے زمانے میں جن اصلاحات پر زیادہ بحثیں ہوئی ہیں ان میں یہ ہے کہ عمومی بدایت اور نیز لازمی مراجعہ کی حد کو وسعت دی جائے تاکہ یہ مراجعہ تمام وفاقی قوانین پر عاید ہو جائے ۱۹۰۶ء میں مجلس وفاقی نے اس حد تک قدم بڑھایا کہ مجالس مقننہ کے سامنے ایک تحریک اس مقصد کے لئے پیش کی گئی کہ ان میں سے پہلی شق کو پورا کیا جائے۔ اس کا مفہوم یہ تھا کہ پچاس ہزار

---

[1] ۔ ویلاندرز: "تناسبی نمایندگی کے اصول کو سوئیزرستان میں کامیابی" جریدۂ سیاست و پارلیمنٹ Rev. Pol. et part اپریل ۱۹۱۹ء۔

[2] ۔ بروکس: "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks: Government and Politics of Switzerland صفحہ ۱۴۶۔

رائے دہندگان یا آٹھ کینٹنون کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ہر قسم کے وفاقی قانون یا قرارداد کی تحریک کر سکیں اور اسے کل قوم کی رائے دہی کے لیئے پیش کر سکیں۔ اس تحریک پر جمعیت مقننہ کی شاخ زیرین میں بحث ہوی مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ وفاقی مراجعے کی لازمی شکل کے خلاف ایک نمایاں اعتراض یہ ہوگا کہ اس سے رائے دہندوں پر بار بہت پڑ جائے گا لیکن موجودہ بار جتنا خیال کیا جاتا تھا اتنا زیادہ نہیں ہے اور غالباً بغیر کسی ناگوار اثر کے اس میں اضافہ ہو سکتا ہے ۱۸۷۴ء کے بعد سے وفاقی ہدایت اور مراجعے کی جس زیادہ سے زیادہ تعداد پر کسی ایک سال رائے دی گئی ہے (۱۸۹۱ء کی تعداد) پانچ ہے۔ زیورش کے سے آباد کینٹن میں ان وفاقی کینٹنی تجویزوں کی اوسط تعداد ۱۸۷۴ء اور ۱۸۹۲ء کے درمیان لی گئی وہ ہر طلب رائے کے اعتبار سے ڈھائی فی سال سے بھی کم تھی۔ اس طریق کا خرچ بھی بہت قلیل ہے۔ جن تجویزوں پر رائے لینا ہوتی ہے ان کی نقلیں وفاقی حکومت کی طرف سے چھپوا کر تقسیم کر دی جاتی ہیں اور جزوی اخراجات کینٹن اور کمیون برداشت کرتے ہیں [1]

**جماعت عاملہ مجلس وفاقی اور صدر**

اس اہم تصفیے کے بعد ایک جداگانہ و پرزور قوتِ عاملہ ہونا چاہیئے، ازل امریکہ کی طرح سوئیزرستان کے واضعین دستور کو بھی اس سوال سے سابقہ پڑا کہ آیا عاملانہ اختیار ایک شخص کو تفویض ہونا چاہیئے یا ایک جماعت یا ایک ماموریہ کو۔ ممالکِ متحدہ امریکہ میں جو خرابیاں نظر آئیں وہ یہ تھیں کہ جماعت عاملہ اگر چند اشخاص پر مشتمل ہوگی تو وہ اشخاص نہ تو فرداً فرداً ذمہ دار ہونگے اور نہ اس میں بالکلیہ یک رنگی ہوگی؛ اس وجہ سے فیصلہ ایک واحد صدر کے حق میں ہوا لیکن سوئیزرستان میں مرکب

---

[1] دوسرے مستند مباحث حسب ذیل ہیں: "سوئیزرستان میں ہدایت و مراجعہ" مطبوعہ امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو بابت اگسٹ ۱۹۱۲ء "سوئیزرستان میں ہدایت مراجعہ اور بازطلبی" مطبوعہ اینل آف امریکن اکاڈمی اور پولیٹیکل اینڈ سوشل سائنس" بابت ستمبر ۱۹۱۲ء۔ بابخور "حقیقی جمہوریت عمل میں" Real Democracy in Operation. م۔ ح۔

حکومت عاملہ کی کینٹونی روایت اور اجتماع اختیارات کے مبالغہ آمیز خوف کی وجہ سے دوسری جانب تصفیہ کیا گیا۔ سوئیزرستان کی عہدیت کا ایک صدر ہے مگر جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا اس کی حیثیت ممالک متحدہ امریکہ کے صدر سے بالکل مختلف ہے اور اسی طرح فرانس کے صدر سے بھی مغایر ہے۔ سوئیزرستانی جماعت عاملہ ایک مجلس وفاقی[1] پر مشتمل ہے جس میں صدر کی حیثیت ایک سرپنچ سے زیادہ نہیں ہے۔

دستور میں یہ درج ہے کہ "عہدیت کا اعلیٰ آمرانہ و عاملانہ اقتدار، ایک مجلس وفاقی کے ذریعے سے عمل میں آئے گا جو سات ارکان پر مشتمل ہوگی۔" اس جماعت کے ارکان کا انتخاب تمام ایسے شہریوں میں سے ہوتا ہے جو جمعیت وفاقیہ یعنی مجلس قومی اور مجلس نمایندگان اجزا کے لئے قابل انتخاب ہوں۔ اس میں صرف اتنی ہی قید ہے کہ ایک کینٹن میں سے ایک سے زاید رکن نہ لیا جائے، یعنی انتخاب جمعیت وفاقیہ یعنی مجلس قومی اور مجلس نمایندگان اجزا کے متفقہ اجلاس کی طرف سے ہوتا ہے۔ کسی دستوری شرط کی وجہ سے نہیں بلکہ رواجاً ان کا انتخاب دونوں ایوانوں کے ارکان میں سے ہوتا ہے مگر انتخاب کے بعد انھیں اپنی جگہوں سے دستکش ہونا پڑتا ہے۔ رسماً ان کی میعاد تین برس کی ہوتی ہے مگر عملاً یہ میعاد مختلف ہوتی ہے کیونکہ جب کبھی مجلس قومی تین برس کی مدت کے پورے ہونے کے قبل منتشر ہو جاتی ہے تو نئی جمعیت نئی مجلس وفاقی کا انتخاب کرتی ہے۔ دو عہدہ دار جنھیں علی الترتیب صدر وفاقیہ اور نائب صدر مجلس وفاقی کہتے ہیں، جمعیت کی جانب سے سال بسال اس مجلس کے سات ارکان سے منتخب ہوتے ہیں۔ کنارہ کش ہونے والا صدر آیندہ برس کے لئے صدر یا نائب صدر نہیں منتخب ہو سکتا، اور نہ کوئی رکن متواتر دو برس تک نائب صدر کے عہدے پر رہ سکتا ہے۔ رواج کی رو سے برابر یہی ہوتا ہے کہ نائب صدر، عہدہ صدارت پر فائز ہو جاتا ہے۔ عہدے کے اعتبار سے صدر کا فرض اس سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا کہ وہ اس مجلس کے مباحث میں صدارت کرے نظم و نسق پر عام نگرانی رکھے اور اندرون ملک و بیرون ملک میں رسمی مواقع پر جمہوریہ کی نمایندگی کرے۔ واقعی اختیارات اسے اپنے دیگر چھ رفقا سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اپنے انھی رفقا کے مانند وہ بھی

[1] نام جرمانی ہے مگر اس ادارے کو سابق ہولی رومن شہنشاہی کی مجلس وفاقیہ سے کسی طرح کی کوئی مشابہت نہیں ہے۔

ایک عاملانہ محکمہ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ لازماً نہیں مگر اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ محکمہ "سیاسیات" اس کے ہاتھ میں رہتا ہے جس میں غیر ملکی معاملات کی ہدایت و راہبری شامل ہے اور وہ اپنے وقت کا زیادہ حصہ اسی محکمہ کے انتظام میں صرف کرتا ہے۔ اسے سالانہ بیس ہزار فرانک ملتے ہیں جو اس کے دیگر شرکاء کار سے بقدر دو ہزار کے زیادہ ہیں۔

نظم و نسق کا کام حسب ذیل سات محکموں میں منقسم ہے محکمہ سیاسیہ[1] محکمہ داخلیہ محکمۂ عدالت و پولیس محکمہ معاملات فوجی محکمہ ارتفاع و مالیات ڈاک و ریلوے محکمۂ تجارت حرفت و زراعت۔ صدر ان میں سے ہر محکمہ کو وقتاً فوقتاً غور کے لئے ایسے معاملات تفویض کرتا رہتا ہے جو مناسب طور پر اس کے حدود کے اندر آتے ہوں۔ دستور میں یہ شرط ہے کہ یہ تقسیم صرف کام کی جانچ پڑتال اور نفاذ عمل کی سہولت کے خیال سے عمل میں آئے گی مگر فیصلے کل مجلس کی جانب سے ایک جماعت کی حیثیت سے صادر ہونا چاہئیے[2] اس مجلس کے ارکان معمولاً معقول مدت تک اپنے محکمے کے سرگروہ رہتے ہیں[3] اور حکومت کے کاموں کی مقدار کے بڑھتے جانیکی

---

[1] اس محکمۂ سیاسیہ میں صرف خارجی معاملات ہی داخل نہیں ہیں بلکہ شہریت وفاقی قوانین انتخاب اور قوانین ترک وطن کے مانند بعض داخلی معاملات بھی ان میں شامل ہیں۔

[2] دفعہ ۱۰۳۔ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Dodd: Modern Constitutions ۸ جولائی ۱۹۱۴ء کے اس قانون کے خلاصے کے لئے جس میں محکموں کے درمیان فرائض کی تقسیم کی گئی ہے ڈیوپریے کی کتاب "وزرا" Dupries: Les Ministres جلد دوم صفحات ۲۳۹ - ۲۴۶ ملاحظہ ہوں۔

[3] مجلس کے ارکان جب تک خدمت کے لئے رضامند رہتے ہیں ان کا انتخاب ثانی تقریباً لازمی طور پر ہوتا رہتا ہے۔ ۱۸۴۸ء اور ۱۸۹۳ء کے درمیان خدمت کی اوسط مدت دس برس تک تھی۔ لوئل: "حکومتیں اور فرق" Lowell: Governments and Parties جلد دوم صفحہ ۲۰۳۔

وجہ سے محکموں کے سربراہان دفتر اب اس سے زیادہ آزاد ہیں جتنا پہلے تھے۔ مجلس کا نصاب چار ارکان پر مشتمل ہے، اور کوئی رکن بلا عذر کسی اجلاس سے غیر حاضر نہیں ہو سکتا۔ تقرر کے مسئلے کے سوا باقی تمام مسائل پر رائے زبانی ہوتی ہے۔ کارروائی کا خلاصہ جمہوریہ کے سرکاری جریدے میں شایع ہوتا ہے۔

یہ مجلس وفاقی اگرچہ بعض صورتوں میں کابینہ سے مشابہت رکھتی ہے مگر وہ کابینہ نہیں ہے، اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کابینی حکومت کے مثل کوئی شئے سوئیزرستان میں موجود ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ مجلس تحریکات تیار کرتی اور انھیں جمعیت کے سامنے پیش کرتی ہے مگر اس مجلس کے ارکان نہ جمعیت کے رکن ہوتے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ لازماً یہ بھی نہیں ہے کہ وہ کسی مشترک فریق، عقیدہ، یا لائحہ عمل کی نمائندگی کرتے ہوں۔ وہ کسی خاص تشریعی تجویز کے عیب و صواب کے متعلق لازمی طور پر باخود باہم متحد نہیں ہوتے، اور اگر جمعیت کی کثرت اس تجویز کو مسترد کر دیتی ہے تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کا خیال بھی نہیں کرتے[1] بالفاظ دیگر یہ کہ یہ مجلس دراصل جمعیت وفاقیہ کی عاملانہ مجلس ذیلی ہے اور یہ خود سوئیزرستان کے اہل قلم کے الفاظ ہیں اس میں ایک بڑی حد تک متفقہ استقامت ہوتی ہے مگر یہ صرف روزمرہ کے کاموں کے اغراض کے لئے ہوتی ہے۔ ہر اعتبار سے جمعیت اس سے کلیتہً بالاتر ہے تا آنکہ جمعیت اس مجلس کی معمولی انتظامی کارروائیوں کو بھی رد کر سکتی ہے۔ جمعیت کے مقابلے میں مجلس کو کسی دستوری امتیاز کا شائبہ بھی میسر نہیں ہے۔ آخری اقتدار جمعیت ہی کے اندر مفوض ہے اور مختلف روشوں میں تصادم ہو جانے کی صورت میں جمعیت جو حکم دیتی ہے مجلس اس کی تعمیل کرتی ہے۔ حکومت کی عاملانہ اور تشریعی شاخوں میں باہمی تعلق اتنا ہی قریب ہے جتنا کابینی نظم میں ہوتا ہے مگر یہ تعلق بالکل ہی دوسری نوعیت کا ہے[2]

---

[1] ایم ولٹی جو ۱۸۶۱ء سے مجلس کا رکن رہا تھا، ۱۸۹۱ء میں اس بنا پر اس کے استعفا دیدینے سے ایک عام ہلچل پیدا ہو گئی کہ قوم نے حکومت کی جانب سے ریلوں کے خرید لینے کے متعلق اس کی تجویز کو رد کر دیا تھا۔

[2] سوئیزرستانی نظم کے مفاد و مضار کے متعلق کو لوئل کی کتاب "حکومتیں اور فرق"

مجلس کے فرائض عاملانہ، تشریعی اور عدالتی ہیں۔ انتظامی جانب میں اس جماعت کا فرض یہ ہے کہ وہ عہدیت کی قراردادوں اور وفاقی عدالت کے فیصلوں کو عمل میں لائے جمہوریہ کے خارجی مقاصد پر نظر رکھے اور غیر ملکی تعلقات کا انتظام کرے، مملکت کے داخلی وخارجی بہبود کی حفاظت کرے، جو تقررات کسی دوسرے ادارے کو تفویض نہ ہوں انہیں پر کرے۔ قومی مالیات کا انتظام کرے، موازنہ تیار کرے، اور اسے پیش کرے اور مداخل ومخارج کے حسابات پیش کرے، تمام وفاقی عہدہ داروں اور ملازموں کے کاموں پر نگرانی رکھے۔ وفاقی دستور کی پابندی اور کینٹونی دساتیر کی ضمانت کو نافذ کرے، اور وفاقی فوجی نظم کا انتظام کرے۔ قانون سازی کے حدود میں اس مجلس کا فرض یہ ہے کہ وہ مسودات قانون اور قراردادیں جمعیتِ قومی میں پیش کرے اور ایوانہائے مقننہ یا کینٹن جو تجویزیں اس کے سامنے پیش کریں ان پر رائے دے؛ نیز ہر باقاعدہ میقات میں خود اپنے نظم ونسق کا ایک بیان اور اس کے ساتھ جمہوریہ کے داخلی حالات اور خارجی تعلقات کے متعلق ایک یادداشت پیش کرے[1]۔ اس مجلس کو جمہوریہ کی تجویزوں کے متعلق حق امتناع نہیں حاصل ہے۔ خود مجلس کے بذات خاص عدالتی فرائض کے انجام دینے کی ضرورت اس وجہ سے لاحق ہوتی ہے کہ سوئیزرستان میں انتظامی عدالتیں نہیں ہیں، اس لئے مختلف اقسام کی وہ عدالتی مقدمات جو وفاقی عدالت کے وزرا کے اختیار سے خارج رکھے گئے ہیں وہ فی الواقع براہِ راست

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) Governments and Parties جلد دوم کے صفحات ۲۰۴-۲۰۸ ملاحظہ ہوں۔ نیز ونسنٹ "سوئیزرستان کی حکومت" Government in Switzerland باب ۱۶۔ دیوپریسے "وزرا" Dupriez:Les Ministres جلد دوم صفحات ۱۸۸-۲۰۳۔

[1] دفعہ ۱۰۲۔ ڈوڈ "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد دوم صفحات ۲۸۲-۲۸۴۔ دیوپریسے "وزرا" Dupriez:Les Ministres جلد دوم صفحات ۲۱۰-۲۲۵۔

مجلس وفاقی ہی میں طے ہوتے ہیں، اور علی العموم ان کا مرافعہ جمعیت میں ہوتا ہے۔ یہ کوئی اکمل انتظام نہیں ہے اور ۱۹۱۴ء میں ایک بہتر نظم کی طرف ایک اہم قدم اٹھایا گیا تھا، یعنی (جیساکہ بیان ہوچکا ہے) دستور مملکت کی ایک ترمیم نے یہ اختیار دیدیا کہ وفاقیہ کی ایک انتظامی عدالت ایسی قائم کی جائے جو ان مقدمات کا تصفیہ کرے جو وفاقیہ کے انتظامی قانون کے تحت میں پیدا ہوں اور جماعت مقننہ انھیں اس عدالت سے متعلق کرے۔ لیکن اس وقت تک یہ عدالت واقعاً قائم نہیں ہوئی ہے۔[1]

**محکمۂ عدلیہ**

اپنی تنظیم کے اعتبار سے سوئیزرستان کا وفاقی محکمۂ عدلیہ بہت سادہ ہے مگر فرائض کے اعتبار سے بہت پیچیدہ ہے۔ یہ صرف ایک عدالت پر مشتمل ہے جسے محکمۂ وفاقیہ کہتے ہیں۔ یہ عدالت جو ۱۸۴۸ء میں قائم ہوئی تھی، اب اس میں چوبیس جج اور نو متبادل ہیں۔ یہ سب کے سب چھ چھ برس کی میعاد کے لئے جمعیت وفاقیہ کی جانب سے منتخب ہوتے ہیں۔ جو شہری مجلس قومی کی رکنیت کا حق رکھتا ہو وہ عدالت وفاقیہ میں منتخب ہوسکتا ہے مگر جمعیت پر یہ لازم ہے کہ وہ یہ ملحوظ رکھے کہ اس میں ان تینوں زبانوں (یعنی جرمانی، فرانسیسی اور اطالوی) کی نمایندگی ہوتی ہو۔ جو سرکاری طور پر مسلم ہیں۔ اس عدالت کے صدر اور نائب صدر کو دو دو برس کی مدت کے لئے جمعیت نامزد کرتی ہے اور عدالت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی معتمدی کا دفتر خود مرتب کرے اور اس کے لئے عہدہ داروں کا تقرر کرے۔

---

[1] دفعہ ۱۱۳۔ ڈاڈلی: "دساتیر جدیدہ" (Modern Constitutions) صفحہ ۲۰۶

سوئیزرستان کی جماعت عاملہ کی نوعیت اور اس کے فرائض پر مختصر طور پر کتب ذیل میں بحث ہوئی ہے: برکس: "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Government and Politics of Switzerland باب ششم۔ ولسنٹ: "سوئیزرستان کی حکومت" Government in Switzerland باب ۱۷۔ ایک نہایت عمدہ بیان ڈیوپریئے کی کتاب "وزرا" Dupriez: Les Ministres جلد دوم صفحات ۱۸۲-۲۱۶ میں ہے۔

Of value are Blumer and Morel: Handbuch des schweizerischen Bundesstaatsrechts III, 84-92. and Dubs Le droit Public de la Confederation Suisse II 77-105.

ججوں کے لئے یہ ممنوع ہے کہ وہ وفاقی جماعت مقننہ کے کسی ان کے رکن ہوں یا کسی دوسرے عہدے کا کام کرتے ہوں یا کسی اور پیشے یا شغل میں مصروف ہوں۔ ان کی سالانہ تنخواہ پندرہ ہزار فرانک ہے ۱۸۷۵ء سے اس عدالت کا مستقر لوزان ہے جو فرانسیسی بولنے والے صوبہ وود میں واقع ہے۔

وفاقی عدالت کی سماعتِ ابتدائی کے حدود اختیارات نہ صرف معمولی دیوانی اور فوجداری کے مقدمات پر محتوی ہیں بلکہ انواع ذیل کے مقدمات پر بھی حاوی ہیں :۔ وفاقیہ اور کینٹنوں کے درمیانی مقدمات؛ وفاقیہ اور شخصیات و افراد کے درمیانی مقدمات جب کہ یہ شخصیات یا افراد بہ حیثیت مدعی کے ہوں اور مالیت زیر بحث تین ہزار فرانک سے زیادہ ہو؛ فریقین کی درخواست پر کینٹنوں اور شخصیات و افراد کے درمیانی مقدمات جب کہ مالیت زیر بحث تین ہزار فرانک سے زیادہ ہو۔ دستورِ سیاسی نے وفاقیہ کو اختیار دیا ہے کہ قانون کے ذریعے سے اس عدالت کے اختیار کو وسیع کر سکے[۱] اور وقتاً فوقتاً دیوانی نوعیت کے اختیارات وسیع ہوتے رہے، جن میں قرضہ اور دیوالیہ کے مقدمات کے اختیارات داخل ہیں۔ تمام معاملات مذکورۂ بالا میں سماعتِ ابتدائی کے اختیارات کے علاوہ دستورِ سیاسی کے رو سے اس عدالت کا یہ بھی کام ہے کہ فریقین کے باہمی اتفاق سے کینٹنوں کی عدالتوں کے جو مرافعات اس کے سامنے پیش ہوں ان میں عدالتِ مرافعہ کا کام انجام دے۔ دیوانی مقدمات کے انفصال کے لئے یہ عدالت اپنے ارکان میں سے آٹھ آٹھ ججوں کے دو ایوانوں میں منقسم ہوتی ہے جن میں سے ایک کی صدارت صدر کرتا ہے اور دوسرے کی نائب صدر۔ اس کے علاوہ تین ارکان کا ایک ایوان قرضہ اور دیوالہ کے مقدمات کی سماعت کے لئے بھی ہے۔

اس عدالت کے فوجداری کے اختیارات نسبتہً کم وسیع ہیں یہ اختیارات زیادہ تر انواع ذیل پر شامل ہیں : ۔ جمہوریہ کے خلاف جرائم اور خطائیں ایسے شدید سیاسی جرائم و خطائیں جن سے مسلح وفاقی مداخلت کی ضرورت لاحق ہو جائے،

---

[۱] دفعہ ۱۱۴۔ ڈاڈکفیا "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۸۷۔

وفاقی حکام کی جانب سے جو عہدہ دار مقرر ہوں ان کے خلاف الزامات بشرطیکہ یہ حکام عدالت میں اس قسم کی درخواست پیش کریں۔ جو مقدمات ان میں سے کسی نوع کے اندر آتے ہوں ان میں تنقیحات واقعہ کے فیصلے کے لئے ضروری ہے کہ عدالت بارہ شخصوں کی جوری مقرر کرے۔ جمعیت وفاقیہ کی منظوری سے کینٹونی حکومتیں دوسرے اقسام کے فوجداری کے مقدمات بھی عدالتِ وفاقیہ کے پاس بھیج سکتی ہیں۔ فوجداری کے مقدمات کی سماعت کے لئے یہ عدالت ہر سال چار ایوان میں تقسیم کی جاتی ہے جن میں سے ہر ایک میں پانچ یا زائد جج اور متبادل ہوتے ہیں۔ تمام ملک تین عدالتی حلقوں میں منقسم ہے اور وقتاً فوقتاً فوجداری کے یہ ایوانہائے عدالت ہر ایک حلقے میں اپنی نشست کرتے ہیں۔

قانون عامہ کے حدود میں اس عدالت کو یہ اختیار دئے گئے ہیں: وفاقی اور کینٹونی حکام کے حدود و اختیارات میں جو تنازعات ہوں، خود کینٹونوں کے درمیان جب قانونِ عامہ کے سوالات کی وجہ سے تنازعات پیدا ہوں، اہل ملک کے دستوری حقوق کی خلاف ورزی کے جو شکایات ہوں اور یورپ و دیگر سلطنتوں کے معاہدات کی وجہ سے افراد کو جو شکایتیں پیدا ہوں، یہ تمام امور اس عدالت کے حدود و اختیارات کے اندر آتے ہیں۔ جو اختیارات اس طرح بہت وسیع معلوم ہوتے ہیں وہ عملی حدود کے اندر آکر ایک قانونی دفعہ کے ذریعے سے بہت ہی محدود ہو جاتے ہیں جس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ انتظامی حدود و اختیارات کے تنازعات محفوظ ہیں اور ان کا تصفیہ اس طریق پر ہوگا جو وفاقی قانون کے روسے قرار دیا جائے[1]۔ اس دفعہ کے بموجب جو قانون وضع ہوا ہے اس نے اس عدالت کے حدود و اختیار سے ایک طویل فہرست ممکن مقدمات کی علیحدہ کر دی ہے۔ دیگر یورپی عدالتوں کے مانند سوئیزرستان کی وفاقی

[1] دفعہ ۱۱۴ ڈاڈ: "دساتیر جدیدہ" Modern Constitutions جلد دوم صفحہ ۲۸۶۔

عدالت کو بھی قانون کے حسب دستور ہونے کا تصفیہ کرنے کا صرف محدود اختیار
حاصل ہے۔ عدالت کینٹونی قوانین کو اس بنا پر باطل قرار دے سکتی ہے کہ وہ وفاقی
قانون کے خلاف ہیں مگر اس پر لازم ہے کہ جمعیت وفاقیہ نے بطریق مناسب
جو قوانین بنائے ہوں اور جو احکام جاری کیے ہوں ان سب کو قبول کرے
اور ان کا انطباق کرے۔ ممالک متحدہ امریکہ کی وفاقی عدالتوں کے برخلاف
سوئیزرستان کی وفاقی عدالت کو اپنے فیصلوں کے نافذ کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں
حاصل ہے۔ ان فیصلوں کے نفاذ کا فرض زیادہ تر کینٹونی حکومتوں پر عاید ہے اور
آخری ذمہ داری مجلس وفاقی کی ہے[1]

۱۸۹۸ء کی اختیار کردہ دو دستوری ترمیموں نے وفاقی حکومت کو یہ
اختیار عطا کیا کہ وہ دیوانی اور فوجداری کے قانون کے یکساں ضوابط مرتب
کرے۔ ضابطہ دیوانی کی ترتیب فوراً ہی برن کے ایک قانون دان عالم کو
سپرد کر دی گئی۔ اس نے جو مسودہ تیار کیا اسے ستیس ارکان کی ایک با ہوہ
دنمائندہ ماموریہ نے (جسے وفاقی محکمہ عدالت و کوتوالی کے وزیر نے مقرر کیا تھا)
تفصیل کے ساتھ جانچ کر ترتیب دیا اور آخری ترتیبی نظر ثانی آٹھ شخصوں کی
ایک ماموریہ نے کی۔ اس تکمیل یافتہ ماحصل کو جمعیت وفاقیہ نے ۱۹۰۷ء میں
قبول کیا اور اس نے عام خواہش کو اس خوبی سے پورا کیا کہ اس پر کسی قسم کے مراجعے
کا مطالبہ نہیں کیا گیا۔ اپنی ابتدائی شکل میں یہ ضابطہ چار حصوں میں تھا یعنی
"قانون اشخاص" "قانون ازدواج" "قانون وراثت" "قانون املاک" ۱۹۱۱ء کے
ایک قانون نے ایک پانچویں حصہ کا اضافہ کیا جو "ذمہ داریوں" کے قانون
سے متعلق تھا۔ اس کل مجموعے کا نفاذ یکم جنوری ۱۹۱۲ء کو ہوا[2] جب ضابطۂ دیوانی

---

[1] ۔ وفاقی محکمۂ عدلیہ کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں۔ بروکس: "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Brooks: Government and Politics of Switzerland باب ہفتم
ونسنٹ: "سوئیزرستان کی حکومت" Vincent: Government in Switzerland باب پانزدہم۔

[2] ۔ کمل ضابطہ کا انگریزی ترجمہ آر۔ پی۔ شِک نے کیا ہے "سوئیزرستان کا ۱۹۰۷ء کا ضابطہ دیوانی"

کا کام کافی ترقی کر چکا تو ضابطہ فوجداری کی تیاری کا آغاز کیا گیا۔ اس میں بھی اسی عام طریق کی پیروی کی گئی۔ ایک ماہر فن نے ابتدائی مسودہ تیار کیا جس پر دو متواتر ماموریوں نے نظر ثانی کی۔ یہ ضابطہ جو تین حصوں اور ۴۳۱ دفعات میں ترتیب دیا گیا تھا، ۱۹۱۷ء میں جمعیت وفاقیہ کے غور کے لئے تیار ہو چکا تھا اور توقع یہ تھی کہ جنگ کے حالات اس پر توجہ کرنے کا جس وقت موقع دیں گے اسی وقت اس کا نفاذ کیا جائے گا۔ ممالکِ متحدہ امریکہ کے برخلاف، جہاں نہ دیوانی کا قانون یکساں ہے نہ فوجداری کا، نیز کناڈا کے برخلاف جہاں فوجداری قانون یکساں ہے مگر دیوانی کا قانون یکساں نہیں ہے، سوئیزرستان نے عملاً دونوں میں یکسانی حاصل کر لی ہے اور اس طرح وہ سابق جرمانی شہنشاہی کی سطح پر پہنچ گیا ہے جہاں فوجداری قانون ۱۸۶۹ء سے یکساں تھا اور دیوانی کا قانون (قبضہ اراضی کے معاملات کے سوا) ۱۹۰۰ء سے یکساں ہے۔

## سیاسی گروہ بندی

انیسویں صدی کے نصف اول میں سوئیزرستان کے سیاسیات میں دو خیالات خصوصیت سے غالب تھے، ایک کینٹونی حکومتوں میں عمومیت پیدا کرنا، دوسرے ایک ضعیف اور کمزور عہدیت کو ایک مربوط و مستحکم مملکت بنانا۔ ان میں سے پہلا مقصد ۱۸۳۰ء اور ۱۸۴۵ء کے درمیان بہت کچھ حاصل ہو گیا۔ دوسرا مقصد ۱۸۴۸ء کے وفاقی دستور کے اختیار کرنے سے پورا ہوا۔ زیادہ تر جو لوگ عمومیت کے طرفدار تھے وہ قریب تر اتحاد کے بھی طرفدار تھے اور یہی حریت پسند وہ اشخاص تھے جو ۱۸۴۸ء میں جدید سوئیزرستان کے پیدا کرنے کے باعث ہوئے، اور جو نظم انھوں نے قائم کیا اس پر بہت دنوں تک انھیں کا اقتدار بھی رہا۔ ان کے مخالف وہ عناصر تھے جنھیں مجمل الفاظ میں یہ کہنا چاہیئے کہ مقامی سیاسیات کے معاملے سے رجعت پسند، مذہب میں کیتھولک اور قومی حکمت عملی کے بارے میں "مرکزیت پسندوں" کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) R.P. Schiek, The Swiss Civil Code of 1907. مطبوعہ بوسٹن ۱۹۱۵ء۔

مقابلہ میں "وفاقیت پسند" تھے[1]۔ پس ۱۸۴۸ء کے بعد کچھ برسوں تک صرف دو فریق تھے، احرار یا آزاد خیال اور قسیس پسند جو عام طور پر کیتھولک استحفاظی کہلاتے تھے، اور خاص سیاسی مسائل مملکتی حقوق کے وسیع مبحث کے گرد مجتمع تھے۔

کیتھولک استحفاظیوں کا سلسلہ غیر منقطع طور پر اس وقت تک چلا آرہا ہے اگرچہ یہ طبعی امر ہے کہ ان کی حکمت عملیوں میں بہت کچھ تغیرات ہوتے رہے ہیں مگر قدیم جماعتِ احرار اب صرف سابق کا گویا ایک سایہ رہ گئی ہے ۱۸۴۸ء کے بعد ہی بہت جلد اس کی صفوں میں نزاعات پیدا ہوئے اور وہ معتدل عنصر اور استیصالی عنصر میں منقسم ہو گئی، اور جب نئے مسائل خاص کر معاشری و اقتصادی مباحث پیدا ہوئے تو آخری عنصر اول الذکر عنصر کو نقصان پہنچا کر برابر ترقی کرتا گیا تا آنکہ ۱۸۶۰ء تک یہ بالکل ہی الگ ہو گیا اور اس نے ایک نیا استیصالی فریق قائم کر لیا۔ یہی وہ نیا فریق تھا جس نے ۱۸۷۲ء میں قومی دستور پر نظر ثانی کی حالانکہ قدیم طرز کے احرار اس کے مخالف تھے اور وہ خالص نیابتی ادارات پر مصر تھے۔ اس فریق نے اس توقیع میں وفاقی اختیاری مراجعہ کی شرط درج کر دی۔ اس کامیابی کے بعد استیصالیوں نے اپنے تقدم کو کبھی زائل نہ ہونے دیا حالانکہ اشتراکیوں کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا جو ابتداً استیصالی حصوں سے نمودار ہوا، اور جو ۱۸۹۰ء ہی میں مجلس قومی میں چھ نشستیں حاصل کرنے کے قابل ہو گیا۔

پس اگر مین سے پیاز کی جانب شمار کیا جائے اور چند محض سیاسی تبلیغی انجمنوں کا حساب نہ رکھا جائے تو آج کل کے فریق حسب ذیل ہیں:۔ (۱) کیتھولکی استحفاظی (۲) حریت پسند عمومی (۳) آزاد استیصالی یا عمومی اور (۴) اشتراکی عمومی[2]۔

---

[1] ۔ یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ ممالک متحدہ امریکہ کے سابق عشرات کے برخلاف "وفاقی" (یا وفاقیت پسند) کی اصطلاح ان لوگوں کے لئے استعمال ہوتی تھی جو قریبی و مرکزی اتحاد کے خلاف تھے۔ لیکن سوئیزرستان میں جو اصطلاح رائج تھی وہ فی الواقع زیادہ صحیح تھی۔

[2] ۔ سوئیزرستان کی سیاسیات کی اعتدال پسندی کی یہ ایک نمایاں مثال ہے کہ ارکان دونوں تشریعی ایوانوں میں مذکورۂ بالا ترتیب سے نہیں بیٹھتے بلکہ ملک کے ان حصص کی ترتیب سے بیٹھتے ہیں جہاں سے وہ آتے ہیں۔

کیتھولکی استحفاظی فریق کا اساسی مقصد یہ ہے کہ کیتھولکی کلیسا کی حفاظت کی جائے اور کیتھولکی آبادی کے خاص اغراض و مقاصد کو ترقی دی جائے۔ ان مقاصد پر اس قدر زیادہ زور دینے کے بجائے، یہ مملکتی حقوق کے ان عقائد پر مصر ہے، جو ۱۸۴۷ء کے "عہدیت منفصلہ" کی جنگ کی تہ میں مخفی تھے۔ لیکن کیتھولکی کارکنوں کی ایک "عیسوی اشتراکی تنظیم کی وجہ سے جو تحریک پیدا ہوگئی اس سے اس جماعت کی توجہ روز بروز زیادہ تر عمومی قانون سازی اور اس کے متعلقہ مسائل کی طرف منعطف ہوتی جاتی ہے۔ اوری انٹر والڈن اور اپنزل پر یہ فریق تقریباً تنہا قابض ہے۔ دوسرے ایک درجن کینٹنوں میں جہاں کی آبادی کیتھولکوں اور پروٹسٹنٹوں سے مخلوط ہے یہ فریق اپنے رقیب کے مقابلے میں کامیابی کے ساتھ قائم ہے۔ درحقیقت کوئی دوسرا فریق اس قدر مربوط، یک رنگ اور عمدہ تنظیم کا نہیں ہے۔ حریت پسند عمومیوں کے برے دن آ گئے ہیں اور غالباً اب وہ اچھے دن نہ دیکھیں گے۔ ان میں زیادہ تر حرفی سرگروہ اور ثروت و نمود کے دوسرے اشخاص شامل ہیں۔ یہ لوگ محتاط طبیعت کے آدمی ہیں جنھیں زیادہ تر معاشی مسائل سے دلچسپی ہے اور جنھیں اس پر فخر ہے کہ ان سے جہاں تک ممکن ہوتا ہے وہ جدید پدرانہ انداز کے میلان کے مقابلے میں تاحد امکان "عدم مداخلت" کے قدیم اصول پر قائم ہیں۔ اس فریق کی قوت زیادہ تر وڈ، جنوا، شہری بازل اور نیوشاتل میں واقع ہے۔

استیصالی فریق، صاف طور پر مرکزیت، مخالف قسیسیت اور راست عمومی حکومت کا فریق ہے۔ اس کی رکنیت تعداد میں سب سے زیادہ ہے، سب سے زیادہ وسعت کے ساتھ رائج ہے اور سب سے زیادہ نیابتی ہے۔ عملاً" حرفت و مالیات کے وہ تمام سرگروہ اس میں داخل ہیں جو آزاد خیال نہیں ہیں کاشتکاروں کے بیشتر حصہ کی تائید بھی اسے حاصل ہے اور پروٹسٹنٹ کینٹنوں میں تو بالضرور ایسا ہی ہے۔ اس قدر وسیع ہونے کی وجہ سے یہ مختلف العناصر ہے تاہم اس کے اندرونی، تضادات نے اس کے غلبے کو سختی کے ساتھ نقصان نہیں پہنچایا اجتماعی عمومی جو زیادہ تر زیورش، بازل اور برن وغیرہ کے ایسے صنعتی

شہروں میں پائے جاتے ہیں اور جو عام اعتبار سے اپنے دیگر ممالک خاص کر جرمانیہ کے رفقا کے خیالات میں شریک ہیں، انھیں معقول تعدادی قوت حاصل ہو گئی ہے لیکن اشتراکی تبلیغ کے لئے سوئیزرستان دیگر یورپی ممالک کے بہ نسبت بہت کمزور جگہ ہے، یہ صحیح ہے کہ اجتماعی ملکیت اور بڑی بڑی حرفتوں کو زیر اقتدار لانے کے خیال نے بہت ترقی کر لی ہے مگر اس کا وجود میں آنا اشتراکی اثر کے نتیجے کے طور پر نہیں ہوا ہے، اور اہل ملک یہ سمجھتے ہیں کہ اشتراکی علم کے تحت آنے کے بغیر جس حد تک چاہیں اس روش پر چل سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں چھوٹے چھوٹے زمینداروں اور دوسرے قلیل الاملاک اشخاص کی تعداد کا تناسب اس قدر زیادہ ہے کہ یہاں اشتراکی ترقیوں کو وہ موقع نہیں مل سکتا جو جرمانیہ، اطالیہ اور دوسری جگھوں میں مل گیا ہے۔

۱۸۷۴ء کے کئی برس بعد تک جمعیت وفاقیہ کے دونوں ایوانوں میں سے کسی ایوان میں کوئی فریق بھی صریحی کثرت پر قابو نہ حاصل کر سکا لیکن استیصالیوں میں چونکہ متعدد اقسام کے گروہ شامل تھے، اس لئے بالعموم وہ کسی نہ کسی طرح سے اپنا غلبہ قائم کر لیتے تھے۔ مجلس نمایندگان اجزا میں اس وقت انھیں اکثریت نہیں حاصل ہوئی یا ہوئی تو بہت ہی برائے نام جس کی وجہ یہ ہے کہ کینٹنوں کی ایک معقول تعداد برابر کیتھولکی استحفاظیوں کو منتخب کرتی رہتی ہے مگر اب انھیں مجلس قومی میں کثرت حاصل ہو گئی ہے اور یہ کثرت بہت بڑی کثرت ہے۔ دسمبر ۱۹۱۷ء کے قومی انتخابات کے عین مابعد، دونوں ایوانوں میں فریقوں کی تناسبی قوت حسب ذیل تھی:[1]

| فریق | نمایندگان اجزا | مجلس قومی |
|---|---|---|
| کیتھولکی استحفاظی | ۱۶ | ۳۹ |
| آزاد خیال عمومی | ۱ | ۱۳ |
| آزاد عمومی (استیصالی) | ۲۱ | ۱۰۸ |
| اشتراکی عمومی | ۱ | ۱۸ |
| چھوٹے فریق اور خود مختار | ۵ | ۱۱ |
| | ۴۴ | ۱۸۹ |

[1] برو کس "سوئیزرستان کی حکومت اور اس کے سیاسیات"

غیر ملکی مبصرین بلا اختلاف سوئیزرستان کے سیاسی فریقوں کی استقامت اور سوئیزرستان کی سیاسی زندگی کے انضباط و خاموشی کی داد دیتے ہیں ۱۸۴۸ء کے بعد سے اشتراکی عمومیوں کے سوا اور کوئی اہم نیا فریق میدان میں نہیں آیا ہے نہ اس دوران میں قدیم فریقوں کی حیثیت میں کوئی نمایاں تغیر ہوا ہے اگر کچھ ہوا ہے تو اتنا ہی کہ استیصالیوں کی قوت میں تدریجی ترقی ہوتی گئی ہے۔ ناگہانی فریقانہ تغیرات، پرانے فریقوں کی درہمی و برہمی، نئی گروہ بندیاں، غیر متوقع کامیابیاں یہ تمام باتیں جو دوسرے ملکوں میں اس قدر عام ہیں یہاں انھیں کوئی جانتا بھی نہیں۔ حالانکہ ایک مصنف لکھتا ہے کہ "استیصالیوں کے نسبت اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ ایک نسل قبل کے آزاد خیالوں سے پیدا ہوئے ہیں تو کہا جاسکتا ہے کہ جمہوریہ ۱۸۴۸ء میں وجود میں آنے کے بعد سے ہمیشہ ایک ہی فریق کے زیر اقتدار رہا ہے۔" فریقانہ زندگی زوردار ہے، فریقانہ تنظیم مضبوط ہے اور فریقانہ اثر معقول ہے بایں ہمہ فریقانہ سرگرمی

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) Brooks: Government and Politics of Switzerland صفحہ ۳۴۳ ۱۸۹۶ء کے انتخاب کے بعد مجلس قومی میں فریقانہ قوت حسب ذیل تھی: کیتھولکی استحفاظی ۲۵، آزاد خیال ۳۱۔ استیصالی ۶۹۔ ۱۸۹۹ء کے انتخاب کے بعد یہ قوت حسب ذیل ہوگئی کیتھولکی استحفاظی ۳۶۔ آزاد خیال ۲۶۔ استیصالی ۴۲۔ ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۲ء کے درمیان کے چھ سالہ انتخابات میں ان سیاسیات کے اندر کوئی اہم تغیر نہیں ہوا۔ البتہ ۱۸۹۶ء سے آغاز ہوکر اشتراکی عمومیوں کو برابر کچھ حصہ ملتا رہا۔ ۱۹۰۰ء کی مردم شماری کے بعد مجلس کی ارکان کی تعداد ۱۴۷ سے ۱۶۷ تک بڑھادی گئی، اور ۱۹۰۲ء کے انتخاب کے نتائج حسب ذیل رہے: کیتھولکی استحفاظی ۳۰۔ آزاد خیال ۲۵۔ استیصالی ۹۷۔ اشتراکی عمومی ۹۔ آزاد ۱۔ استیصالی جون ۱۹۱۰ء تک اکثر حلقوں میں، اشتراکی عمومیوں کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے تھے، اسی سنہ میں قومی حکمت عملی کے مسئلے کی وجہ سے ان سے ٹوٹ کر الگ ہوگئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجلس میں اشتراکی عمومیوں کی جمعیت صرف دو کی رہ گئی مگر ۱۹۰۸ء اور ۱۹۱۱ء میں اشتراکی عمومیوں نے کھوئی ہوئی تعداد کو پھر حاصل کرلیا۔

دبی ہوی ہے اور رقابت دوسرے ملکوں کی سی ناگواری سے نسبتہً زیادہ پاک ہے۔ جب (اسی ملک کے) ازمنۂ سابقہ کی فرقہ واری جنگ و جدل، اور خانہ جنگی کی کثرت پر خیال کیا جاتا ہے تو یہ صورتِ حالات اور بھی زیادہ قابل لحاظ معلوم ہوتی ہے، اور اُس کے متعدد وجوہ خیال میں آتے ہیں فریقانہ اشتہا کو تیز کرنے کے لئے وفاقی عہدے بہت کم ہیں۔ عملاً غیر متعلق رائے دہندوں کی کوئی ایسی جماعت نہیں جنھیں مائل کرنے کے لئے مختلف فریق کوشش کریں، وفاقی حکام عاملہ کا انتخاب قوم کی جانب سے نہیں ہوتا ہے، مراجعہ اور ہدایت کا عمل داخل غیر فریقانہ روشوں پر ہوتا ہے[۱] آخر امر یہ ہے کہ پیشہ ور ریاسون کا وجود تقریباً مفقود ہے۔

تنظیم کے اعتبار سے یہاں کے فریق بہت ہی یکساں ہیں۔ عملاً سب کے سب گونہ خود مختار گروہوں کے اتحادات پر مشتمل ہیں۔ اعلیٰ صاحب اقتدار ایک مجلس فرقی ہوتی ہے، جو سال میں کم از کم ایک مرتبہ اپنا اجلاس کرتی ہے، اور وہ ایسے قائم مقاموں سے مرتب ہوتی ہے جن کی تعداد بڑے فریقوں کی صورت میں تین چار سو کی ہوجاتی ہے، اور یہ مقامی تنظیموں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس مجلس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ فریقانہ عہدہ داروں کی رودادوں کو سنے جمعیت وفاقیہ اور مجلسِ قومی کے فرقی نمایندوں کی کارروائیوں پر تنقید کرے اور بحث و مباحثہ کے بعد ایسی قراردادیں منظور کرے جو اُس فریق کے نمائندوں کی رہبری کریں اور اس وقت کے تمام اہم مسایل پر حاوی ہوں۔ یہ مجلس نامزدگیاں نہیں کرتی بلکہ مجلس وفاقی کے لئے امیدواروں کی نامزدگی بزرگوں کی جانب سے ہوتی ہے جن میں تشریعی ایوانوں کے فرقی ارکان بھی شریک ہوتے ہیں مجلس نمایندگان اجزا کے امیدواروں کا انتخاب (جہاں کہیں یہ انتخاب قوم کی جانب سے ہوتا ہے) نیز مجلس قومی کے امیدواروں کے انتخاب یہ دونوں مقامی بزرگوں کی جانب ہوتے ہیں، جن میں کم از کم اصولی حیثیت سے اُس فریق کے کل ارکان

---

[۱] لوئل (Lowell: Government and Parties) حصہ دوم، صفحہ ۳۱۴-۳۲۲۔

شرکت کرتے ہیں۔ فرقی مجلس کے اجلاسوں کے درمیانی وقفے کے اندر کام کرنے کے لئے ایک مرکزی عام مجلس ذیلی (جس میں تیس سے چالیس تک ارکان ہوتے ہیں) کینٹونی ادارات کی جانب سے یا خود فرقی مجلس کی جانب سے منتخب ہوتی ہے۔ اس مجلس ذیلی کا ایک صدر، ایک معتمد اور ایک خزانچی ہوتا ہے اس کے علاوہ معمولاً ایک تحتانی مجلس بھی ہوتی ہے جو زیادہ کثرت کے ساتھ منعقد ہو سکتی اور عام مجلس ذیلی کے بجائے کام کرتی ہے۔ پس فریقانہ تنظیم خود مملکت کی تنظیم کا آئینہ ہے۔ اس کی بناد فاقیت، اور عمومیت کے دہرے اصولوں پر رکھی گئی ہے اور یہ کہنے میں کچھ بھی مبالغہ نہیں ہے کہ فریقانہ جذبات وطرق ایسی سطح پر ہیں جو بہت کم دوسرے ممالک کو حاصل ہوئے ہیں [1]

---

[1] سوئیزرستان کے سیاسی فریقوں کے مختصر حالات کے لئے کتب ذیل دیکھنا چاہئیں۔ بروکس، سوئیزرستان کی حکومت اور اس کی سیاسیات" Brooks; Government & Politics of Switzerland
لوئل، "حکومتیں اور فرق" Governments & Parties جلد دوم باب ۱۳
جے۔ میسی، اہلِ سوئیزرستان اور ان کے سیاسیات" Brooks: The Swiss and their Politics مطبوعہ "امریکن جرنل آف سوشیالوجی" جولائی ۱۸۹۶ء۔ ایک قابلِ قدر کتاب جی شودے کی ہے:۔
سوئیزرستانی فریق استیصالی کی تاریخ" Macy: The Swiss and their Politics مطبوعہ برن ۱۹۱۷ء۔ G. Chaudet: Histoire du parti radical suisse

# (۴)
# جرمانیہ

## باب سی و چہارم

### سلطنت ہوہنز ولرن اور اسکا دستور حکومت

**جرمانی سیاسی ورثہ**

مانٹسکیو نے اٹھارھویں صدی میں لکھا تھا کہ " وہ بے نظیر برکت یعنی آزادی' جرمانیہ کے وحشت ناک جنگلوں میں دریافت ہوی تھی "۔ بہت سے دوسرے تابناک بیانات کی طرح اس میں بھی نصف صداقت ہے۔ تاریخ میں جرمانی قوموں کا ذکر سنے جانے کے قبل' یونانی دنیا میں معتدبہ آزادی کا حصول ہو چکا تھا' اور اس سے کچھ کم قدیمی رومانی دنیا میں۔ با ایں ہمہ' یہ ہر طرح پر صحیح ہے کہ وہ جرمانی قومیں جو پانچویں اور دسویں صدی کے مابین ان سرزمینوں پر نازل ہوئیں جنھیں ہم اب انگلستان' فرانس' اطالیہ اور اسپین کہتے ہیں اور وہاں وہ نئے نسلی گروہوں اور نئی سیاسی شکلوں کے پیدا ہونے کا باعث ہوئیں' وہ قومیں سب سے زیادہ اپنی مخصوص خاندانی اور قبائلی آزادی کی خواہاں تھیں۔ ان کے وہ قرابتدار جو قدیم راہائن وڈینیوب کی سرحد کے شمال میں رہے اور بیویریا' باڈن ورٹمبرگ

اور پروشیا کی اس وقت کی قوموں کے راست مورث بنے وہ بھی اپنی خود مختارلی کے قومی احساس کے نسبت ایسے ہی نمایاں تھے ۔ یہ توقع نہیں ہوسکتی تھی اس قسم کے لوگ (یعنی فرینک سیلسن، برگنڈوی اور بعد کے نارمین) سخت قید و بند سے بے صبر ہونے کی وجہ سے اپنے قدیم یا جدید وطنوں میں جمہوری حکومتیں قائم کریں گے ۔ اس بحث سے قطع نظر کہ جمہوری حکومت کے لئے اعلیٰ درجہ کے تجربہ و قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے، ازمنۂ وسطیٰ میں بدامنی، جنگ، فتح اور جاگیری رقابت کی کیفیتیں موجود تھیں، انھوں نے لوکیت کی ترقی اور حکومتی اختیارات کو مطلق العنان ہاتھوں میں جمع ہونے کو لابدی بنا دیا تھا۔ البتہ انگلستان میں یہ ترقی کبھی اس حد کو نہیں پہنچی کہ روشِ عامہ کی نگرانی، اور معاملاتِ عامہ کے نظم و نسق میں عمومی عناصر بالکلیہ فنا ہو جاتے۔ نارمنی اور آنژوی بادشاہوں کی زوردار حکومتوں کے تحت بھی عدالت و مالیات کے معاملے میں نیابتی اصول برابر آگے ہی بڑھتا گیا، اور اس نے ایسا قدم جمالیا جس سے وہ قومی قانون سازی کی تجویز کا سنگ بنیاد بن گیا۔ اسی طرح فرانس میں بھی، اگرچہ عمومی عنصر کو اس میں کامیابی نہیں ہوی کہ وہ مقامی معاملات کے حدود سے باہر ایک جزو عامل کی حیثیت سے قائم رہتا، پھر بھی یہ خیال کہ قومی روش کے تعین میں قوم کے آراء کو شامل ہونا چاہیئے" بار بار اپنی چمک اور تڑپ دکھاتا رہا، خاص کر جنگ صدسالہ (۱۳۴۰ - ۱۴۵۳) اور اس کے بعد اٹھارھویں صدی میں۔

ازمنۂ وسطیٰ کے آخری اور ازمنۂ جدیدہ کے ابتدائی زمانوں میں، جرمانیہ بھی حریت کے اس قدیم جذبے سے بالکلیہ خالی نہیں رہی ۔ پندرھویں صدی کے اختتام کے قریب بہت پُرزور کوشش اس امر کی ہوی کہ مقدس رومانی شہنشاہی کو (جو اب عملاً جرمانی ریاستوں ہی پر مشتمل تھی) زیادہ عمومی بنیادپر دوبارہ منظم کیا جائے۔ لوتھر کے خروج کے دوران میں بعض عناصر اور خاص کر جنوب کے کسانوں نے بہت بلند آہنگی کے ساتھ حکومت کے زیادہ آزاد طریقوں کا مطالبہ کیا[1]

---

[1] ملاحظہ ہو ای۔ بی۔ بکس "جرمانیہ میں کسانوں کی جنگ" E. B. Bax: The Peasant's War in Germany مطبوعہ لندن، ۱۸۹۹ء ۔

اٹھارھویں صدی میں پروشیا وہی بادشاہوں میں سب سے زیادہ تابناک و باثر بادشاہ فریڈرک اعظم نے بین رسالے لکھے جن میں اپنے حکمران بھائیوں کو لعنت ملامت کی کہ وہ اپنے تخت پر خدا کی کسی خاص عنایت کی وجہ سے نہیں بیٹھے ہیں، اور انھیں یہ یقین دلایا کہ تاج و تخت پر اپنے بیٹھنے کے بجا ہونے کی صرف یہی ایک وجہ ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کی بہبود کے لئے کچھ کریں۔ اس نے اس رائج خیال کا مضحکہ اڑایا کہ اہل ملک حکمران کی محض شخصی جائداد ہیں کیا و یلی کے اس اصول پر سخت اعتراض کیا کہ حکمران اپنی سلطنت کے اغراض کو ترقی دینے میں اخلاق کے عام اصولوں کا پابند نہیں ہے۔ لیکن ان مختلف تحریروں اور دلیلوں کا عملی اثر صفر کے برابر تھا، اور شہنشاہی کو زیادہ عمومی بنیاد پر قائم کرنے کی کوشش بالکلیہ ناکام رہی۔ ۱۵۲۴ء کے کسان مصلحین بیدردی کے ساتھ دبا دئے گئے۔ اور لوتھر نے خود اس خونریز کارروائی میں علانیہ حکمرانوں کی ہمت افزائی کی۔ کوئی ثبوت بھی اس کا نہیں ہے کہ کسی ایک حکمران نے بھی فریڈرک کے پند و نصیحت کی وجہ سے اپنی روش کو بدلا ہو، اور خود فریڈرک کا یہ حال ہوا کہ اس نے اپنے طولانی دورِ حکومت (۱۷۴۰-۱۷۸۶) میں اپنی مسلسل نمایاں چیرہ دستیوں کی وجہ سے خود اپنی صداقت کی نسبت سخت شکوک پیدا کر دئے۔

انیسویں صدی میں جرمانیہ جس حالت تک پست ہوگئی وہ درحقیقت قابلِ افسوس حالت تھی۔ مقدس رومانی شہنشاہی میں کچھ جان باقی نہیں تھی اور جرمانی بولنے والی دنیا میں اتحاد کا کوئی شائبہ بھی باقی نہیں رہا تھا۔ تین سو بلکہ زائد ریاستوں پر چھوٹے بڑے مطلق العنان حکمران تھے جو نہایت سخت روی کے ساتھ حکومت میں عمومی شرکت کے تمام مطالبات سے بے توجہی برت رہے تھے اور نہایت سختی کے ساتھ ان تمام تجویزوں کی مخالفت کرتے تھے کہ وہ اپنے اغراض کو ایک متحدہ قوم کے اغراض کے تابع کردیں۔ اقتصادی زندگی، انجمنوں، شہروں اور صوبجاتی و شاہی ضوابط کے جال میں پھنسی ہوئی تھی۔ نصف کے قریب لوگ سرف یعنی نیم غلام تھے۔ عسکریت اور دفتریت اصلاح کے ہر ایک منفذ کو روکے ہوئے تھیں اور عام جہالت و کاہل انگاری اور بھی زیادہ

سنگ راہ بنی ہوئی تھیں پس یہ سمجھنا چاہیئے کہ جرمانی قوم نئی صدی میں جو ورثہ لے کر آئی اُس میں بہت کم بنیاد اس قسم کی حکومتی ترقی کی مل سکتی تھی جو انگلستان میں پہلے ہی بہت کچھ آگے بڑھ چکی تھی اور جو سابق عشرے میں اس قدر عجیب انداز سے فرانس میں رائج کی جا چکی تھی۔

### مطلق العنانی بمقابلہ حریت ۱۸۱۵ - ۱۸۴۸

انیسویں صدی کے نصف اول میں جرمانی سیاسی تاریخ کی دلچسپی دو مربوط تحریکوں کے ساتھ متعلق ہے جن میں سے ایک کی نظر قومی اتحاد کی طرف تھی اور دوسرے کی دستوری حکومت کی جانب۔ نپولینی جنگوں کے دور نے ان دونوں جوانب میں کچھ نہ کچھ مدد دی۔ آئندہ کے اتحاد کے لئے زمین اسطرح صاف ہوئی کہ اول تو از منہ سابقہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں سے چھ میں سے پانچ حصے فنا ہو گئے، اور دوسرے یہ کہ مجہول و متروک مقدس رومانی شہنشاہی کے بجائے (جو نپولین کے حکم سے ۱۸۰۶ء میں ختم ہو چکی تھی) ۱۸۱۴-۱۵ء کی موتمر وائنا نے ایک جرمانی عہدیت قائم کر دی[1] یہ صحیح ہے کہ ریاستوں کی تعداد گھٹانے کا فوری اثر محض یہ ہوا کہ بقیہ بادشاہیوں اور اماراتوں کو مزید تقویت پہنچ گئی، اور موثر اقتدار عام کے قائم ہونے کے خلاف وہ پہلے سے بھی سخت ہو گئے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ نئی عہدیت کی وقعت سفیروں کی کانگریس سے زیادہ نہ تھی؛ بلکہ وہ اس قدر کمزور تھی کہ محض مضحکہ انگیز معلوم ہوتی تھی۔ لیکن پھر بھی، جرمانی بولنے والی دنیا کو اگر کبھی متحد ہونا تھا تو ریاستوں کی تعداد کا گھٹانا اور ایک مشترک حکومت کا قائم کرنا لازمی تھا۔ یہ اگرچہ اول اول محض ایک نمائشی چیز ہوتی مگر اس قابل ہوتی کہ بتدریج اسے ایک واقعی حکومت میں بدلا جا سکے۔

[1] مقدس رومانی شہنشاہ کے لقب کے منسوخ ہو جانے کے خیال سے شہنشاہ فرانسس دوم نے سبقت کر کے پہلے ہی سنہ ۱۸۰۴ء میں فرانسس اول کے نام سے شہنشاہ آسٹریا کا لقب اختیار کر لیا۔

جرمانیہ میں آزاد خیال حکومت کے معاملے میں نپولینی دور نے جو مدد دی وہ زیادہ تر ۱۸۰۸ء کے پروشیاوی بلدی فرمان کی صورت میں تھی جس سے بلدی عدیدتیں سب ہوا ہو گئیں حق رائے دہی کو وسعت ہوئی اور منتخبہ مجالس عاملہ اور شہری مجلسیں قائم ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی بلدیات کو خود اپنے معاملات کے انتظام میں زیادہ آزادی مل گئی۔ یہ لحاظ کرنا دلچسپ ہے کہ بیرن فون شٹائن جو اس اصلاح کا واضع تھا، اس کی خواہش تھی کہ نمائندگی کے اصول کو مقامی حکومت کے ساتھ مرکزی حکومت میں بھی جاری کرے، اور اس نے ایک ایسی قومی انتخابی کانگریس کی تجویز کی جس کے تشریعی اختیارات معقول حد تک وسیع ہوں، گر حکمران حلقوں میں یہ تجویز پسند نہ کی گئی علہ پس ۱۸۱۵ء کی جرمانیہ اڑتیس عملاً خود مختار ریاستوں کی ایک عہدیت تھی[۲] جو آسٹریا کی دائمی صدارت کے تحت

---

علہ۔ نپولینی دور کے زمانے کی جرمانیہ کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہیئیں کیمبرج کی تاریخ جدیدہ" Cambridge Modern History جلد نہم باب یازدہم جے۔ ایچ روز سوانح نپولین اول J. H. Rose: Life of Napoleon I طبع جدید، مطبوعہ نیویارک، ۱۹۱۰ء جلد دوم باب ۱۴۔ ۱۵۔ اے۔ فورنیر "نپولین اول، سوانح حیات" A. Fournier: Napoleon I, a Biography مترجمہ۔ اے۔ ای ایڈمز، مطبوعہ نیویارک، ۱۹۱۱ء، جلد اول، باب ۱۱۔ ۱۲۔ جے۔ آر سیلی "سوانح و ازمنہ شٹین یا نپولینی عہد میں جرمانیہ و پروشیا" J. R. Seeley: Life and Times of Stein; or Germany and Prussia in the Napoleonic Age ۳ جلد، مطبوعہ کیمبرج ۱۸۷۸ء۔ ایچ۔ اے۔ ال۔ فشر "نپولینی تدبیر کے مطالبات و جرمانیہ" H. A. L. Fisher: Studies in Napoleonic Statemanship; Germany مطبوعہ آکسفورڈ ۱۹۰۳ء۔

علہ۲۔ ۱۸۱۵ء میں ہیسے ہومبرگ کے شمول سے (جو ابتدائی فہرست کی ترتیب کے وقت بلا ارادہ ترک ہو گئی تھی) یہ تعداد انتالیس تک پہنچ گئی۔ ۱۸۶۶ء میں عہدیت کے منسوخ ہونے کے قبل متواتر تغیرات سے یہ تعداد تینتیس تک گھٹ چکی تھی۔

تھی؛ اس کے پاس بحث و مباحثہ کا کوئی مشترک ذریعہ ایک بے مصرف مجلس کے سوا
اور کچھ نہ تھا؛ اور کسی قسم کا مشترک انتظامی اقتدار تو مطلق نہیں تھا۔ حکومت تمام
صورتوں میں مطلق العنان تھی؛ اور قومی اتحاد اور سیاسی آزادی دونوں کی توقع
تاریک تھی۔ آئندہ کے تین عشرات میں معتد بہ اقتصادی استحکام اس طرح حاصل
ہو گیا کہ پروشیا کی سرکردگی میں ایک عظیم الشان اتحاد محاصلی قائم کیا گیا اور اس سے
زمانۂ مابعد میں سیاسی اتحاد میں کسی قدر مزید سہولت پیدا ہوئی مگر حریت نے
بہت آہستگی کے ساتھ ترقی کی اور وہ بھی بہت مشکلوں سے۔ (۱۸۱۵ء کی) موتمر
وائنا کے اختتامی قانون نے نہ صرف یہ قرار دیا تھا کہ جرمانیہ کی مختلف وفاقی
ریاستوں میں مجالس ملی قائم ہوں گی" بلکہ یہ بھی قرار دیا تھا کہ عہدیت کے تمام
ارکان تحریری دساتیر شایع کریں گے۔ ۱۸۱۶ء سے آغاز ہو کر ریاستوں میں
یکے بعد دیگرے دساتیر عطا کیے گئے۔ یہ اساسی قوانین تھے جو اکثر صورتوں
میں جنگ عظیم کے اختتام تک برقرار رہے[1] مگر ان میں سے اکثر دستاویزات
آزادانہ روش سے ہٹی ہوئی تھیں کوئی توقع بھی عمومی اقتدار اعلیٰ کے اصول پر
مبنی نہیں تھی؛ اور وہ سب سے زیادہ اہم سلطنتوں یعنی آسٹریا اور پروشیا نے
مطلق کوئی دستور عطا نہیں کیا۔ تمام جرمانیہ میں حریت پسند میلان کے بکثرت

---

[1] ۔ دستور سازی کے نئے دور کا آغاز ۵ جنوری ۱۸۱۶ء کو شوارزبرگ روڈولشٹاٹ کے اساسی
قانون کے اعلان سے ہوا۔ اس قسم کے عطیات جلد جلد یکے بعد دیگرے ریاست ہائے ذیل کو
عطا ہوئے:۔ شومبرگ لیپے ۱۵ جنوری ۱۸۱۶ء۔ والڈیک ۱۹ اپریل ۱۸۱۶ء۔ امارت عظمیٰ
سیکس وائیمار آئیزے ناخ ۵ مئی ۱۸۱۶ء۔ سیکس ہلڈبرگ ہاؤزن ۱۹ مارچ ۱۸۱۸ء۔ بویریا
۲۶ مئی ۱۸۱۸ء۔ باڈن ۲۲ اگست ۱۸۱۸ء۔ لیختن شٹائن ۹ نومبر ۱۸۱۸ء۔ ورٹمبرگ
۲۵ ڈسمبر ۱۸۱۹ء۔ ہانوور ۷ ڈسمبر ۱۸۱۹ء۔ برنسوک ۲۵ اپریل ۱۸۲۰ء۔ امارت عظمیٰ
ہیسے ۱۷ ڈسمبر ۱۸۲۰ء دورِ زیر نظر کے زمانہ موخر میں جو دستاویزات شایع ہوئے ان میں
دستاویزات ذیل شامل تھے: سیکس مائی ننگن ۱۸۲۹ء ہیسے کاسل، سیکس آلٹنبرگ اور سکسنی ۱۸۳۱ء؛
ہوہنزولرن زگمارنگن ۱۸۳۳ء؛ لیپے ۱۸۳۶ء؛ لیوبک ۱۸۴۶ء۔

ایسے اشخاص موجود تھے جو نہ صرف تحریری دساتیر کے بلکہ حقیقی اقتدار رکھنے اور پارلیمنٹوں کے خواہاں تھے اور مطلق العنانی کے خاتمہ کے بھی جویاں تھے۔ ان عناصر کی مایوسی کا اظہار جامعات کی بیشمار شورشوں اور دوسرے مقامات کے کم و بیش شدید ہنگاموں سے ہوا۔ لیکن آسٹریا کے رجعت پسند وزیر پرنس میٹرنخ کا اثرِ بد ایک کمبل کی طرح تمام وسطی یورپ کو ڈھانکے ہوئے تھا اور حریت نے جہاں کہیں سر اٹھانے کی جرأت کی اسے واقعاً پامال کر دیا گیا۔ پروشیا کے بادشاہ فریڈرک ولیم سوم نے بار بار وعدہ کیا کہ وہ اپنے ملک والوں کو تحریری دستور عطا کرے گا اور ایک قومی جمعیت کے قائم کرنے کے لئے "قدیم طبقات" کو طلب کرے گا مگر سال گزرتے گئے اور ان میں سے کوئی بات بھی نہ کی گئی۔ یہ رجعت پسند بادشاہ زیادہ سے زیادہ جو کچھ کرنے پر آمادہ ہوا وہ یہ تھا کہ اپنی مملکت کے آٹھ صوبوں میں مقامی مجالس ملی قائم کر دیں۔ ۱۸۴۷ء میں اس کا بیٹا فریڈرک ولیم چہارم اس حد تک آگے بڑھا کہ اس نے ایک "متحدہ مجلس ملی" طلب کی جس میں صوبجاتی جمعیتوں کے تمام ارکان شامل تھے۔ اس مجلس ملی کی تنظیم دو ایوانوں میں ہوئی؛ ایک دارالامرا اور دوسرا وہ ایوان جس میں نائٹوں، شہریوں اور کسانوں کے تین طبقات شامل تھے۔ مگر جب ارکان دساتیر اور تشریعی امتیازات پر بحث کرنے لگے تو بادشاہ نے انھیں یہ یاد دلایا کہ ان کے نسبت خود اسے سیاسی ادارات کے سمجھنے کی زیادہ قابلیت ہے اور اس نے ان لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو رخصت کر دیا۔ اس نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ کبھی اسے روا نہ رکھے گا کہ "خدائے ذوالجلال اور اس سرزمین کے درمیان میں کوئی داغدار کاغذ آجائے جو فقروں اور پاروں کے ذریعے سے ہم پر حکومت کرے اور قدیم و مقدس رابطۂ وفاداری کو باطل کر دے"۔

**۱۸۴۸ء کی احراری ناکامی۔** وسط صدی سے کچھ قبل جرمانیہ اور بالخصوص بادشاہی پروشیا کے مابین سیاسی اعتبار سے افتراق پیدا ہو گیا۔ ۱۸۱۵ء کی بحالی کے بعد کے عشرہ اول میں حریت کو منہ چھپانا پڑا تھا مگر اس سے وہ اور عمیق و وسیع ہو گئی تھی اور وہ اپنی اصلی قوت کے اظہار کے لئے صرف موقع مناسب کی منتظر تھی۔ جنوب کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں

وہ بادشاہوں اور وزیروں سے برابر کی لڑائی لڑ رہی تھی۔ پروشیا میں وہ عامتہ الناس کے دلوں میں اس قدر سرایت کر گئی تھی کہ ۱۸۱۵ء میں کسی نے اس کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔ آسٹریا کے ایسے رجعت پسند ملک تک میں اس نے وائنا اور دوسرے شہروں کے عوام میں حرکت پیدا کر دی تھی اور ماتحت قومیتوں میں جدید تصرفات و مظاہرات کا جوش پیدا کر دیا تھا۔ مگر تمام آزاد خیال کسی ایک لائحہ عمل پر متفق نہیں تھے اور اس لئے جب ان کا موقع آیا تو یہی واقعہ ان کی خرابی کا باعث ہوا۔ اول اول وہ زیادہ سے زیادہ جس امر کی توقع رکھتے تھے یا جس کے خواہاں تھے وہ دستوری بادشاہی تھی اور ۱۸۴۸ء میں ان کا بیشتر حصہ اس قسم کی حکومت سے مطمئن ہو جاتا بشرطیکہ ایک لچکدار دستور میں یہ موقع رہنے دیا جاتا کہ حسب اقتضائے وقت اختیارات کی دوبارہ تقسیم ہو سکے گی مگر اس فریق کا ایک آگے بڑھا ہوا حصہ بھی تھا جو جمہوریت سے کم کسی شئے کا خواہاں نہیں تھا، اور بعض صورتوں میں وہ سلطنت کی اشتراکی تنظیم کا بھی خواہاں تھا۔ "درحقیقت مصلحین کے سیاسی خیالوں میں وحدت دینی کی تکلیف وہ کمی تھی۔ بعض چاہتے تھے کہ جرمانی آسٹریا کو نئی سلطنت میں شامل کر لیا جائے اور بعض اسے خارج رکھنا چاہتے تھے؛ بعض یہ خواب دیکھ رہے تھے کہ قدیم شہنشاہی کو دستوری حقوق اور آزادیوں کے نئے لباس میں از سر نو جلوہ گر کیا جائے، دوسرے ایک مرکزی نظامت کے خیال میں تھے۔ بعضوں کا خیال یہ تھا کہ آئندہ کی جرمانیہ امریکی طرز کی ایک وفاقیہ ہو دوسرے ایک قومی و متحد جمہوریت چاہتے تھے۔ لیکن قوم کا بہت بڑا مرکزی حصہ اس رائے پر قائم تھا کہ شاہانہ حکومتوں کی تائید کے بغیر کسی قسم کی تجویز کامیاب نہیں ہو سکتی اور اس لئے وہ دستوری بادشاہتوں کی وفاقیہ کے خیال سے آگے نہیں بڑھتا تھا۔[1] مدرسین، طلبہ، شعرا، فلاسفہ، دستکاروں کے منتشر گروہ (جو باڈن اور بیویریا کی بلاطیہ میں سب سے زیادہ تھے)

---

[1] فشر، یورپ میں جمہوری روایت (Fisher; Republican Tradilion in Europe.) صفحہ ۲۵۹۔

یہی لوگ عمومی خیال کے خاص واضعین تھے۔

جس واقعے سے یہ معاملات پیش ہو گئے وہ پیرس کا انقلاب تھا جس نے ۱۸۴۸ء میں لوئی فلپ کی حکومت کو مغلوب کر دیا۔ ایک مہینے کے اندر اندر جرمانیہ کا ایک ثلث حصہ زیر و زبر ہو گیا۔ حکمراں اضطراب میں پڑ کر دائیں بائیں رعایتیں کرنے لگے، اور جب ایک ابتدائی پارلیمنٹ نے جس کا انعقاد فرینک فرٹ میں ہوا تھا، سلطنتوں سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ ایک خاص اجتماع میں اپنے نمائندے بھیجیں جو ۱۸۱۵ء کے قانونِ عہدیت کی نظرِ ثانی "حقیقی قومی روشوں پر کرے" تو انھیں کوئی شدید اعتراض حائل نہیں ہوا۔ اس دعوت کے جواب میں جو پارلیمنٹ مئی ۱۸۴۸ء کو فرینک فرٹ کے پولوس گرجا میں منعقد ہوی وہ ایک ایسی جماعت تھی کہ جرمانیہ میں اس سے قبل کبھی ایسی جماعت دیکھی نہیں گئی تھی۔ اس کے ۵۸۶، ارکان تمام بالغ مردوں کی رائے دہی سے منتخب ہوئے تھے ہر پچاس ہزار باشندوں کا ایک رکن تھا اور وہ کووہ وژ سے وسٹولا تک اور بالٹک سے آلپس تک کل ملک کی نمایندگی کرتے تھے۔ حکمراں یا حکمرانوں کے نمائندے نہیں تھے۔ اور یہ جماعت حکومتی مداخلت سے بری تھی۔ جو مسئلہ طے کرنا تھا وہ سادے الفاظ میں یہ تھا کہ مطلق العنان امارتوں کی ضعیف عہدیت کو کس طرح پر ایک دستوری آزاد، وفاقی سلطنت میں بدل دیا جائے۔ جب اس سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو وہ خود ۱۷۸۷ء والے فلاڈلفیا کے امریکی دستور ساز اجتماع کا کام آسان تھا، اور جو لوگ اس کا صحیح حل پیدا کرنے میں ناکام رہے ان پر ہمیں زیادہ سختی کے ساتھ نکتہ چینی نہ کرنا چاہیئے۔

لیکن وہ ایک گونہ غلطی پر تھے۔ اول یہ کہ وہ اپنے اختلاف خیال کی وجہ سے غیر ضروری مناقشات میں مبتلا ہو گئے جو اکثر غیر متعلق ہوتے تھے۔ (یہ لوگ کم از کم گیارہ ممیز فریقوں میں منقسم ہو گئے تھے)۔ دوسرے یہ کہ زیادہ تر مطحیت پسند اور پر جوش ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اکثر نظریات کی رو میں بہہ جاتے تھے، واقعات پر نظر کم رکھتے تھے۔ تیسرے یہ کہ انھوں نے بڑی اور اصلی دشواری پر لحاظ نہیں کیا یعنی آسٹریا اور پروشیا کی رقیبانہ ہوسوں کو خیال میں نہیں لائے۔ ایک مصنف کے

قول کے بموجب اس رقابت کی رفع کرنے کی ناکامی سے" جرمانیہ کو دو بڑی جنگوں میں مبتلا ہونا پڑا اور بسمارک کا دور حکومت اور موجودہ دستور اس کے سر پڑا" آخری امر یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ارکان کو وقت کے گزرنے کی گویا کچھ خبر ہی نہ تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۴۹ء میں جس وقت اس پارلیمنٹ نے اپنی تجویز پیش کی، اس وقت تک حکمران اپنی سرکش رعایا کو دبا چکے تھے، اور وہ آسانی سے اس نئی تجویز کو تیوری بدل کر دیکھ سکتے تھے۔ اس کے باوجود اس اجتماع میں دو سو ارکان ایسے تھے جو اپنے کو جمہوریت پسند کہتے تھے۔ جو تجویز قرار دی گئی وہ یہ تھی کہ ایک دستوری شہنشاہی ہو، جس کے ساتھ دو ایوانوں کی پارلیمنٹ ہو، تمام بالغ مردوں کو راست حق رائے دہی ہو، اور ایک ذمہ دار وزارت ہو۔

اس پر کاری ضرب لگانے کا کام فریڈرک ولیم چہارم شاہ پروشیا کے ہاتھ سے انجام پایا۔ وہ اس طرح کہ اس پارلیمنٹ نے جب باوقار طور پر نئی شہنشاہی کا تاج اس کے لئے پیش کیا تو اس نے اس سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ کہا کہ یہ اس کے اور اس کے ہمسروں کا کام تھا کہ وہ تاج عطا کریں نہ کہ محض عوام الناس کے مجمع سے وہ تاج قبول کریں۔ لیکن یہ بھی غیر اغلب نہیں ہے کہ اس کے اس فیصلے کی بنیاد زیادہ تر یہ تھی کہ وہ آسٹریا کے ساتھ جنگ کرنے سے بچنا چاہتا تھا۔ سلطنتوں کی بہت بڑی کثرت نے اس تجویز کو پسند کیا مگر آسٹریا، پروشیا، بویریا، سیکسنی، ورٹمبرگ جن کی منظوری اس کی کامیابی کیلئے لازمی تھی، ان میں سے کسی نے بھی اسے پسند نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تجویز درہم و برہم ہوگئی۔ غرض اس طرح یہ سب قصہ ایک سیاسی درد بہ ہو کر رہ گیا۔ اس کے بعد پھر ۱۹۱۸ء تک یہ نہ ہوا کہ حریت کو کوئی ایسا اچھا موقع ملتا کہ وہ آزاد و روشن خیال حکومت کی جانب جرمانیہ کا نیا قدم اٹھاتی۔ کئی سال بعد بسمارک نے یہ لکھا کہ اس کے نقطہ نظر سے سیاسی صورت حال کبھی بھی "نامناسب" نہیں رہی، تاآنکہ ۱۸۴۸ء کے نہایت ہی ہیجان انگیز زمانہ میں بھی کچھ زیادہ نہیں بگڑا کیونکہ اصلی بادبیا "چھوٹی بڑی پارلیمنٹوں کا شور و شر نہیں ہے بلکہ فوج کا انداز و اطوار" ہے[1] یہ ایک بدقسمتی تھی کہ ہمارے زمانے کی جرمانیہ کا بننا فوجوں کے

[1] "خیالات و یادہائے ماضی" Bismark Reflections and Reminiscences جلد اول صفحات ۶۶-۶۷

استعمال (یعنی "خون و آہن") کے ذریعے سے مقدر تھا۔

**مطلق العنان پروشیا کا سر گروہی اختیار کرنا**

جرمانیہ میں ۱۸۴۸ء کی انقلابی تحریک کا ایک بدیہی نفع یہ برآمد ہوا کہ فریڈرک ولیم چہارم نے ۱۸۵۰ء میں پروشیا کو دستور عطا کیا۔[1] یہ دستاویز آزاد خیالوں کے لئے مایوس کن تھی۔ تاہم اس سے یہ ہوا کہ فرسودہ "طبقات" کے بجائے اس نے ایک دوایوانی پارلیمنٹ قائم کی، آبادی کے بالغ مردوں کے ایک بڑے حصے کو حق رائے دہی عطا کیا، اور کثیر التعداد انفرادی آزادیوں کی ضمانت کو اپنا مقصود بنایا۔ جنگِ عظیم کے بعد تک پروشیا بادشاہی کا اساسی قانون یہی رہا۔ ۱۸۵۰ء کے بعد قومی اتحاد اور آزادانہ حکومت دونوں کے سرگروہ کی حیثیت سے جرمانی محبانِ وطن کی امیدیں یوماً فیوماً پروشیا پر زیادہ مرکوز ہوتی گئیں۔ اس وفاقیہ میں وسعت و قوت کے اعتبار سے جو دوسری سلطنت سرگروہی کے قابل تھی وہ آسٹریا تھی، لیکن آسٹریا، اگرچہ اپنی ذات سے خود زیادہ تر جرمانی تھی

---

[1] جرمانیہ کے انقلاب ۱۸۴۸ء کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں: کیمبرج کی تاریخ جدید" Cambridge Modern History جلد یازدہم ابواب ۳-۶-۷۔ ڈبلیو۔ ایچ ڈاسن "جرمانی شہنشاہی ۱۹۱۴ء" W. H. Dawson: The German Empire 1867-1914 مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۹ء جلد اول ابواب ۱-۲۔ ایچ۔ فون سیبل "تکوین شہنشاہی جرمانیہ" H. Von Sybel: The Founding of the German Empire مترجمہ (یم۔ ایل۔ پیرن) مطبوعہ نیویارک ۹۰-۱۸۹۰ء۔ جلد اول صفحات ۱۵۴-۳۴۲۔ ایچ۔ بلم "انقلاب جرمانی ۴۹-۱۸۴۸ء" H. Blum: Die deutsche Revolution 1848-1849 مطبوعہ فلورنس ولائپزگ ۱۸۹۷ء۔ پی۔ میٹر "پروشیا وانقلاب ۱۸۴۸ء" P. Matter: La Prusse et la revolution de 1848 مطبوعہ پیرس ۱۹۰۳ء۔ کانٹ کے وقت سے ہیگل کے وقت تک کے جرمانیہ کے حریت پسندانہ سیاسی خیالات ڈبلیو۔ اے ڈننگ کے مضمون "جرمانی مطلقیت پسند" W. A. Dunning: The German Idealists مطبوعہ "پولیٹیکل سائنس کواٹرلی" جون دسمبر ۱۹۱۳ء میں مختصر گر صاف طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

مگر وہ نسلی پیچیدگیوں میں ایسا گھری ہوئی تھی کہ اس سے یہ توقع نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ خالص جرمانی روش کو اختیار کرسکے گی۔ پروشیا بالکلیہ جرمانی تھی۔ علاوہ ازیں اس نے نہ صرف ایک دستوری سلطنت حاصل کرلیا تھا بلکہ جس امر میں آسٹریا کامیاب نہیں ہوسکی تھی اس میں سے بھی وہ کامیاب ہوگئی تھی یعنی اس نے ایک معاشی اتحاد بنالیا تھا جس سے سیاسی اتحاد پر قدم رکھنے کی ایک بدیہی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ ۱۸۶۰ء تک بیشتر ہین جرمانیوں کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ قدیم عہدیت کو برطرف کرنا پڑے گا، اور نئی جرمانیہ کی تخلیق اس طرح نہیں ہوگی کہ عمومی عناصر حکمرانوں کے بغیر اپنا کام کریں بلکہ ہر کام بڑی بڑی شاہانہ ریاستوں کے ہاتھوں انجام پائے گا، اور یہ پروشیا سلطنت تھی جو اس کام کو انجام دینے کے لیے تیار تھی۔ جرمانی اتحاد اور ایک وقت تک خود جرمانیہ کی آزادی بھی پروشیا کی کامیابی کے مترادف بن گئی تھی[1]

۱۸۶۲ء میں اٹو فون بسمارک کے پروشیاوی وزارت کی صدارت پر فائز ہونے کے ساتھ واقعات اس لابدی نتیجے کی طرف چلنا شروع ہو گئے۔ شاہ ولیم اول (جو خود بھی ازسرتاپا ایک سپاہی تھا) پہلے ہی سے اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ قومی فوج کی تنظیم جدید اس طرح پر کرے کہ مغربی یورپ میں وہ سب سے زبردست فوج ہو جائے۔ پارلیمنٹ کی ایوانِ زیریں کی مخالفت نے ایک گونہ اس کی تجویزوں میں رخنہ ڈال دیا تھا اور وہ اس حد پر پہنچ گیا کہ تخت و تاج سے دست بردار ہو جائے، کہ عین اس وقت پر اپنے بعض دوستوں کی صلاح سے بسمارک کو طلب کر کے یہ کہا کہ اگر اس سے ہو سکے تو اس صورت حال سے ملک کو بچائے۔ یہ نیا وزیر عمومیت سے متنفر، حق نیابت الٰہی پر یقین رکھنے والا، اور ہو ہنزولرن خاندان کا پرجوش

---

[1] - ہیز: یورپ جدید کی سیاسی و اقتصادی معاشی تاریخ Hayes: Political and Social History of Modern Europe جلد دوم صفحہ ۱۸۰۔

حامی تھا اس نے انہیں خیالات کے ساتھ پروشیا کی معاملات کی کال نگرانی اپنے ہاتھ میں لی اور پھر اس میں اس وقت تک ڈھیل نہیں پڑی جب تک ۱۸۹۰ء میں شہنشاہ ولیم دوم نے اس کی خدمات سے مستغنی ہونا نہ چاہا۔ اس نے کس طرح ایوان کی مجلس موازنہ سے یہ کہا کہ "زمانے کے اہم مسائل کا تصفیہ کثیر التعداد فریقوں کی تقریروں اور قرار دادوں سے نہیں بلکہ خون و آہن سے ہوتا ہے" اس نے کس طرح سرکش ترقی پسند کثرت کی چاپلوسی کی، اسے دھمکایا اور آخر میں اس سے مقابلہ کیا، اور فوج کے متعلق بادشاہ کے منصوبوں کو عمل میں لانے کے لئے چار برس تک بغیر موازنہ اور بغیر پارلیمنٹ کے حکمرانی کرتا رہا؛ عہدیت سے آسٹریا کو خارج کرنے کے لئے اس نے ایک جنگ کی طرح ڈالی، اور کس سخت روی کے ساتھ اپنے آیندہ کے شکار کو ۱۸۶۴ء میں حلیف کی حیثیت سے جنگ ڈنمارک میں کھینچ لایا؛ عہدیت کی تنظیم جدید کی بحث جو آسٹریا کی زیر حمایت ہونے والی تھی، اس سے ۱۸۶۳ء میں اس نے کس طرح روگردانی کی، اور پھر اس کے بعد ۱۸۶۶ء میں جب سب سامان تیار ہو گیا تو کس طرح اس نے سیاسی میدان میں ایک گولہ داغ دیا یعنی خود اپنی تجویز اصلاح مجلس لی کے سامنے پیش کی جس کے اہم خصوصیات یہ تھے کہ آسٹریا کو خارج کر دیا جائے اور تمام بالغ مردوں کی رائے وہی سے ایک جرمانی قومی پارلیمنٹ کا انتخاب ہو، جب اس سے آسٹریا نے قطعی انکار کیا تو کس طرح اس نے عہدیت کو منسوخ قرار دیدیا اور پروشیا کی فوجوں کو متزلزل ہیپسبرگ مملکت کے خلاف لا ڈالا، یہ سب تاریخ کے مباحث ہیں جن کی داستان یہاں بیان نہیں ہو سکتی۔

**شمالی جرمانی عہدیت ۱۸۶۷ء**

۱۸۶۶ء کی جنگ مختصر اور فتح قطعی تھی۔ پروشیا کی فوج آسٹری مملکت میں گھس گئی اور سادووا یعنی کونگراتز کی ایک جنگ میں عملاً تمام مقاومتوں کا خاتمہ کر دیا۔ بسمارک نے جو شرائط پیش کئے وہ اس سے بہت زیادہ معتدل تھے جتنی بادشاہ اور اکثر دوسرے پروشیا کی اشخاص کی خواہش تھی

گران سے مقصد اصلی حاصل ہو گیا۔ مغرور ہیپسبرگ بادشاہی کو مجبور کیا گیا کہ وہ نہ صرف قدیم عہدیت کے ختم ہونے کو تسلیم کرے بلکہ اس کا بھی اقرار کرے کہ دریائے مائن کے شمال میں ایک نئی مشترکیت قائم کی جائے جسکی سرگروہی پروشیا کے ہاتھ میں ہو اور آسٹریا کو اس میں کچھ دخل نہ ہو۔ اب پروشیا کی سرگروہی میں حقیقی جرمانی اتحاد کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ جو چھوٹی ریاستیں آسٹریا کی جانب سے لڑی تھیں، ان پر اپنی فوجی کامیابی کے تفوق کا نفع اٹھاکر (علاوہ ما بہ النزاع شلسوک ہولشٹائن کے ریاستوں کے) پروشیا نے اب ہانوور، ہسے کاسل، ناساو، اور فرینک فرٹ کو ملحق کرلیا۔ اس سے اس بادشاہی میں پچاس لاکھ کی آبادی اور ملک کا اضافہ ہو گیا، جس میں ہائنڈہ کا بحری مرکز کیل بھی شامل تھا جو نہایت ہی زبردست فوجی اہمیت کا موقع تھا۔ دوسرا کام یہ ہوا کہ برلن کی حکومت نے اب جنوب۔ مائن کی ریاست ہائے بویریا، باڈن، ورٹمبرگ اور ہسے ڈارمشٹاٹ سے خفیہ فوجی معاہدے کرلئے۔ اس کے بعد اقتصادی قراردادیں ہوئیں جن کا ظاہری منشا یہ تھا کہ جدید اتحاد محاصلی میں ان ریاستوں کو جلد شامل کرلیا جائے گا۔

آخرالامر، مدتوں کی آرزو کردہ جدید عہدیت وجود میں آگئی۔ ۱۸۶۶ء میں شرائط صلح کے طے ہونے کے بعد ہی مائن سے شمال کی ریاستوں کو دعوت دی گئی کہ وہ اتحاد کے تجاویز پر بحث کرنے کے لئے، اپنے اپنے نمائندے برلن میں بھیجیں۔ سب نے اس دعوت کو قبول کرلیا اور دسمبر میں نمائندے پروشیاوی دارالصدر میں آگئے۔ ایک دستور جس کا مسودہ خود بسمارک نے تیار کیا تھا (اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس نے ایک ہی دن شام کے وقت یہ مسودہ اپنے کاتب کو زبانی لکھا دیا تھا) وہ مسودہ ۲ فروری ۱۸۶۷ء کو عارضی طور پر قبول کرلیا گیا۔ دس روز بعد ایک "واضع دستور مجلس عہدیت" تمام بالغ مردوں کی خفیہ رائے دہی سے اس دستاویز پر غور کرنے کے لئے منتخب ہوی۔ سات ہفتوں کے بحث مباحثہ کے بعد،

اس جماعت نے ۵۳ کے مقابلے میں ۲۳۰ رایوں سے اسے منظور کر لیا۔ اس کے بعد بائیس ریاستوں کی پارلیمنٹوں نے اس دستاویز کی تصدیق کر دی، اور یکم جولائی کو وہ نافذ ہو گئی۔ یہ نظم جن اصولوں پر مبنی تھا وہ مختصراً حسب ذیل تھے۔ انفرادی ریاستوں کی خود مختاری، خارجی تعلقات کی نگرانی عہدیت کے ذریعے سے، صلح، جنگ دونوں حالتوں میں فوجی انتظامات پر پروشیا کی نگرانی، اور روش عامہ کے فیصلوں کے نسبت قوم کی محدود شرکت، حکومت کے خاص اعضا چار تھے۔ (۱) صدارت، جو پروشیا کے شاہی خاندان میں موروثی ہو قرار دی گئی۔ (۲) وفاقی وزیر اعظم بغرض امداد صدر عہدیت (۳) مجلس وفاقی جو ریاستوں کی حکومتوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو (۴) جمعیت وفاقیہ جو ان نمائندوں پر مشتمل ہو جن کا انتخاب قوم کی جانب سے اور تمام بالغ مردوں کی رائے دہی کے ذریعے سے ہو۔ اس تجویز میں آئندہ شہنشاہی حکومت کے تمام اہم خصوصیات عیاں تھے۔ چنانچہ ۱۸۷۱ء سے جرمانی، شہنشاہی، پروشیا کی سرکردگی میں اسماً ورسماً تھیں مگر تمام اغراض ومقاصد کے لیے ایک حقیقی شے ہو گئی تھی۔

یہاں بالطبع ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بسمارک جو خود حد سے بڑھا ہوا استحفاظی تھا، اس نے اپنی اس تجویز میں عمومی نیابتی جماعت کو کیوں داخل کیا۔ اس نے اپنے بعض نکتہ چینیوں کو اسی زمانے میں خود اس کا جواب دیا تھا۔ اس نے یہ کہا تھا کہ اصلی استیصالی طبقہ متوسط یعنی شہری طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، پروفیسر، دیگر مدرسین اہل قانون، اور دوسرے پیشوں کے لوگ، تاجر وسیاح وغیرہ یہی لوگ استیصالی ہوتے ہیں۔ اس کے خیال میں عامۃ الناس کے متعلق اچھی طرح ثابت ہو چکا تھا کہ یہ لوگ واقعی استحفاظی ہیں، یہ لوگ اس پر راضی رہیں گے کہ کوئی ان کی رہبری کرے اور ایک فوجی سلطنت سے کے سب سے زیادہ بھروسے کے قابل موئد بھی ہیں، علاوہ ازیں نیابتی ایوان کو جو اختیارات دیئے گئے تھے وہ اس قدر معتدل تھے کہ اس ایوان کو وجود میں لانے سے کچھ زیادہ خطرہ نہیں تھا۔ گذشتہ کامیابیوں کے بعد عام طور پر جو

اچھے خیالات پیدا ہو گئے تھے اور پروشیا میں حسب معمول پارلیمنٹی سرگرمیوں
کے رونما ہو جانے اور جو ایوانِ زیرین اس وقت تک دقتیں ڈال رہا تھا
اس کے یہ تجویز منظور کرنے سے کہ بسمارک کو اپنی گزشتہ چار برس کی تمام
چیرہ دستیوں کے لئے معاف کیا جاتا ہے' اس عام خیال کا ثبوت مل گیا تھا
پس اس میں شک نہیں کہ اس وزیر کی روش پر اس کا بھی اثر پڑا ہوگا۔

**قیام سلطنت (۱۸۷۱ء)**

ہر وقت مائن سے جنوب جانب کی مملکتوں کو خود اپنی تدبیریں
کرنے کے لئے بحالِ خود چھوڑ دیا گیا تھا مگر عہدیت کا دستور
اس ہوشیاری سے بنایا گیا کہ اس میں نہ صرف نئے ارکان
کے داخلے کا موقع رہے بلکہ ان کی ہمت افزائی ہو۔ ۱۸۷۰ء
کی جنگ فرانس کی وجہ سے جو حب الوطنانہ جوش پیدا ہوا اس نے اس تبدل
کو مکمل کر دیا جس کا آغاز اقتصادی قرار دادوں اور فوجی مصالحوں سے ہوا تھا۔
نپولین سوم کی توقع کے خلاف جنوب کی مملکتوں نے (عہدیت کو) فوجیں
مہیا کیں اور تمام دورانِ مخاصمت میں اہلِ پروشیا کے ساتھ پر زور اتحادِ عمل
کرتی رہیں اور اس مخاصمت کے ختم ہونے کے قبل انھوں نے یہ ظاہر کر دیا کہ
وہ جدید وفاقیہ کے ارکان بننے کے لئے تیار ہیں۔ نومبر ۱۸۷۰ء کے معاہدی
انتظامات کی بنا پر یہ طے پایا کہ "شمالی جرمانی عہدیت" کے بجائے "جرمانی سلطنت"
قائم کی جائے۔ اور پروشیاوی فرمانروا کے صدر کا جو لقب ہے اسکے بجائے
وہ "قیصر جرمانیہ" کہلائے۔ سادہ دل بڈھے بادشاہ کو اس لقب کے قبول
کر لینے پر آمادہ کرنے میں بسمارک کو کچھ کم دشواریاں پیش نہیں آئیں۔ ولیم یہ
چاہتا تھا کہ وہ بچپن سے محنت کشی اور سادہ زندگی بسر کرنے کے جس طریق پر
چلا آ رہا ہے اس کا خاندان اسی طریق پر قائم رہے؛ اسے اندیشہ تھا کہ
شہنشاہی لقب سے خراب کن اثر پڑے گا۔ لیکن بسمارک کا یقین یہ تھا کہ
زمانہ قدیم میں اصولاً جو اس لقب سے بہت کچھ سمجھا جاتا تھا اور عملاً بہت کم
تھا' اس کے بجائے اب یہ اتحاد و مرکزیت کا ایک عنصر بن جائے گا"
لہذا اس نے حکمرانوں اور پروشیاوی پارلیمنٹ کو آمادہ کیا کہ وہ قدیم لقب

کی تجدید کی باضابطہ درخواست کریں اور فرمانروائے پروشیا کو مجبور ہو جانا پڑا کہ وہ اپنے شخصی اعتراضات کو خیرباد کہہ دے۔ اعلان کی رسم ۱۸؍ جنوری کو لوئی چہار دہم کے آراستہ و پیراستہ محل واقع ویرسائی کے شیش محل میں بر و شیاوی فوجی و ملکی سرداران اور نئی سلطنت کے بہت سے حکمراں خاندانوں کے نمائندوں کی موجودگی میں ادا ہوئی۔ اُدھر دوسری جانب محصور وسریع الضعف شہر پیرس پر گولے برس رہے تھے[1]۔ ۲۸؍ جنوری کو التوائے جنگ پر دستخط ہو گئے۔ اور ۱۰؍ مئی کو فرینک فرٹ میں قیام صلح کے معاہدے پر دستخط ہو گئے۔

جیسا کہ نومبر ۱۸۷۰ء کے معاہدوں میں قرار پایا تھا، اور بعد میں عہدیت کی مجلس عہدیت اور جمعیت عہدیت نے اور آئندہ شریک ہونے والی چار ریاستوں کی قانون ساز جماعتوں نے اس کی توثیق کر دی تھی جرمانی شہنشاہی باضابطہ یکم جنوری ۱۸۷۱ء کو وجود میں آئی۔ یہ سلطنت اساساً اسی عہدیت پر مشتمل تھی، جس نے توسیع کے عمل میں اپنی شخصی وحدت کو نہیں چھوڑا اور اسی میں وہ چار ریاستیں بھی داخل تھیں جو اپنے جداگانہ معاہدوں کے ذریعے سے اس کی پابند ہوئی تھیں۔ "عہدیت" کے نسبت اصطلاحاً یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ نئی شہنشاہی نے اس کی جگہ نہیں لی ہے بلکہ وہ خود نئی شہنشاہی کی صورت میں منتقل ہو گئی ہے۔ لیکن جنوبی ریاستوں کے شمول سے اتحاد کی اصلی نوعیت میں کسی قدر تغیر کی ضرورت لاحق ہوئی اور جو نئی باتیں داخل کی گئیں ان سے اساسی قانون میں جس پر اس نئی عمارت کی بنیاد رکھنا تھا بعض تغیرات لازم آ گئے[2]۔

---

[1] یہ اتفاق بھی عجائبات زمانہ سے ہے کہ یہی وہ ایوان تھا جہاں ۲۸؍ جون ۱۹۱۹ء کو جرمانی نمائندوں نے اس صلح نامہ پر دستخط کئے جس سے جنگ عظیم کا اختتام ہوا۔ اس جدید دستاویز کے ہر صفحے سے یہ ثبوت ملتا تھا کہ اڑتالیس برس قبل کی شاندار رسم کے موقع پر جو بلند حوصلے قائم کئے گئے تھے وہ سب شکست ہو گئے تھے۔

[2] سلطنت جرمانیہ کی تعمیر کے مختصر واقعات کے لئے کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:۔ بی۔ ای ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" (B. E. Howard: The German Empire) مطبوعہ نیویارک

| جدید دستور سلطنت | نظر ثانی کئے ہوئے دستور کے بنانے کے لئے چار عناصر ہر وقت |
|---|---|

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ۱۹۰۶ء باب اول۔ ای ہنڈرسن "جرمانیہ کی مختصر تاریخ"
E. Henderson; Short History of Germany طبع جدید مطبوعہ نیویارک
۱۹۱۶ء ابواب ۸-۱۰۔ "کیمبرج کی تاریخ جدید" (cambridge Midern History )
جلد یازدہم ابواب ۱۵-۱۷ جلد دوازدہم باب ششم ڈاسن "شہنشاہی جرمانی" Dawson:
(German Empire) جلد اول ابواب ۷-۱۰۔ لاویس و رامبو "تاریخ" (Lavisse and
(Ramband: Histoire Generale) جلد یازدہم باب ۸-۱۰۔ ڈبلیو وارڈ "
جرمانیہ ۱۸۱۵ء-۱۸۹۰ء" W. Ward: Germany 1815-1890 مطبوعہ کیمبرج ۱۹۱۶-۱۸ء۔
M. Smith: Bismarck and German Unity "بسمارک و اتحاد جرمانی" جلد دوم۔ ایم۔ اسمتھ
مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۰ء۔ ایک کارآمد کتاب جی۔ بی میسن کی "جرمانی شہنشاہی کی تکوین ثانی ۱۸۴۸ء
G. B. Mason: The Refounding of the German Empire 1848-1871 ۱۸۷۱ء"
طبع دوم مطبوعہ لندن ۱۹۰۴ء ہے۔ ۱۸۱۵ء کے دور کے متعلق جرمانی تاریخ کے زیادہ وسیع حالات
کتب ذیل میں ملیں گے:۔ اے۔ اسٹرن "تاریخ یورپ از بحالی ۱۸۱۵ء تا صلح نامہ فرانکفرٹ"
A. Stern: Geschichte Europes Seit den Vortrægen von 1815 ۱۸۷۱ء"
Zunia lus Fringuter Fueda von 1871 برلن ۱۸۹۴-۱۹۱۱ء (اس کی صرف ۱۸۴۸ء تک کی جلدیں
شائع ہو چکی ہیں)۔ بولے: "تاریخ دور جدید ترین" C. F. H. Bulle:
Geschichte der nenoten Zeit ۴ جلد، لائپزگ ۱۸۸۶ء جس میں ۱۸۱۵ء سے ۱۸۸۵ء تک
کی تاریخ ہے۔ ٹرائچکے: "تاریخ جرمنی بہ قرن ۱۹" H. G. Treitschke Dentsche Geschichtein
Neunzehnten Jabrhundert ۵ جلد، لائپزگ ۱۸۷۹-۱۸۹۴ء یہ کتاب ۱۸۴۸ء تک کے
زمانے پر حاوی ہے اور ای ڈسی پال اس کا ترجمہ "انیسویں صدی کی تاریخ جرمانیہ"
E. & C. Paul: History of Germany in the Nineteenth Century
کے نام سے سات جلدوں میں کیا ہے مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۹-۱۹۰۰ء۔ فون سیبل: "تاسیس سلطنت جرمنی
H. von Sybel: Die Begruending des dentschenReiches durch Wilhelm
برلن ۱۸۸۹-۱۸۹۴ء جس کا انگریزی ترجمہ Founding of the German Empire کے نام سے

موجود تھے۔ (۱) شمال جرمانی عہدیت کا دستور جو ۱۸۶۶ء سے نافذ تھا۔ (۲) ۱۵ نومبر ۱۸۷۰ء کے معاہدات جن میں ایک جانب عہدیت تھی اور دوسری جانب باڈن اور ہیسے کی امارتہائے عظمیٰ تھیں۔ (۳) ۲۳ نومبر ۱۸۷۰ء کا معاہدہ جس سے بادشاہی بیویریا کے انصال کا انتظام ہوا۔ (۴) ۲۵ نومبر ۱۸۷۰ء کا معاہدہ جس میں ایک جانب عہدیت، باڈن اور ہیسے تھے اور دوسری جانب ورٹمبرگ کی بادشاہی تھی۔ ان میں سے ہر ایک معاہدے نے وہ قطعی شرائط قرار دیئے تھے جن کے تحت جدید ارتباط قائم رہنے والا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ان شرائط سے عہدیت کے اصلی دستور میں اسی قدر ترمیمیں ضروری ہو گئیں[1]۔ شہنشاہ کی ہدایت کے بموجب اوائل ۱۸۷۱ء میں دستور سلطنت کا ایک نظر ثانی کیا ہوا مسودہ تیار ہوا، اور اس میں ایسی ترمیمیں شامل کر دی گئیں جو ان جنوبی ریاستوں کے اتصال اور شہنشاہی لقب کے قائم ہونے سے ضروری ہو گئی تھیں۔ ۲۱ مارچ کو رائخستاگ کا انعقاد برلن میں ہوا اور دستوری تجویز اس کے سامنے پیش کی گئی، مجلس عہدیت کی منظوری اس سے پہلے ہی حاصل ہو چکی تھی۔ ۱۴ اپریل کو عمومی ایوان نے اس توقیع کو منظور کر لیا اور دو روز بعد ملک کے اعلیٰ قانون کی حیثیت سے اس کی اشاعت ہو گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) شائع ہوا ہے، ۲ جلد نیویارک ۹۱-۱۸۹۰ء۔ H. von Zwiedoneek—Suden horts, Deutsche Geschicht von der - Auflosung d. alten bis zur Errichtung d. neuen Kaisprreichs-(Stuttgart, D 1908-05) "بسمارک کے خیالات و یادہائے ماضی" Bismarck:Reflections and Remininscences مترجمہ اے۔ ایس ٹیلر مطبوعہ لندن ۱۸۹۹ء یہ ایک ضروری کتاب ہے۔ بسمارک کی ایک قابل قدر مختصر سوانح حیات جے۔ ڈبلیو۔ ہیڈلم کی تصنیف "بسمارک و تکوین شہنشاہی جرمانیہ" Herdlein: Bismark and the ounding of the German Empire مطبوعہ نیویارک ۱۸۹۹ء ہے۔ مکمل سوانح حیات کے لیے کیمبرج کی "تاریخ جدیدہ" Cambridge Modern History جلد دہم صفحات ۶۲۶-۸۳۲ جلد یازدہم صفحات ۸۷۹-۸۸۶-۸۹۳-۸۹۸، جلد دوازدہم صفحات ۸۶۹-۸۷۵- دیکھنا چاہئیں۔

[1] ان میں سے پہلے تین معاہدے ویرسائی میں قرار پائے تھے، چوتھے پر برلن میں دستخط ہوئے تھے

یہ نیا دستورِ سلطنت جس طرح اپنے واضعین کے ہاتھوں سے مرتب ہو کر نکلا اس میں مذکورۂ بالا اساسی دستاویزوں یعنی وفاقیہ، دستور اور معاہدوں کا عاقلانہ امتزاج موجود تھا۔ اس کے اٹھتر دفعات کے حدود کے اندر بیشتر وہ مسائل جو معمولاً اس قسم کی تحریروں میں زیرِ بحث آتے ہیں، وہ سب کافی طور پر شامل تھے: تشریعی اختیار کی نوعیت و وسعت، قانون ساز جماعتوں کی ترکیب، تنظیم اور ان کا طریقِ کار، جماعتِ عاملہ کے امتیازات و اختیارات، تنازعات کا تصفیہ، قومی اقتدار کے خلاف جرموں کی سزا، دستوری ترمیم کی کارروائی، یہ سب مباحث اس میں آ گئے تھے۔ لیکن اس تحریر میں متعدد معاملات کے متعلق تشریحی شرائط ایسے بھی تھے جن کی بابت علی العموم دساتیر خاموش رہتے ہیں۔ ایک وسیع دفعہ کروڑگیری اور تجارت کے متعلق تھی، ایک دفعہ جہاز رانی کے متعلق، ایک دفعہ مالیات کے متعلق اور ایک خاص طور پر تفصیلی دفعہ فوجی تنظیم سے متعلق تھی۔ یہ مسائل جو واقعی تشریعی مسائل ہیں ان کے دستور میں شامل کرنے کی وجہ ایک حد تک سلطنت کی وفاقی نوعیت تھی مگر زیادہ تر اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بسمارک اور ولیم اول کا مقصد یہ تھا کہ جرمانیہ کو یورپ کی سب سے مقدم فوجی قوت میں بدل دینے کے لئے راستہ صاف ہو جائے؛ وہ چاہتے یہ تھے کہ نقل و حمل، محصول، تار اور سب سے بڑھ کر فوجی نظم و نسق کے متعلق ریاستوں کے لئے کوئی موقع ایسا باقی نہ چھوڑا جائے، جس سے وہ ان تجاویز میں حائل ہو سکیں جنھیں یہ سلطنت بعد میں اختیار کرنا چاہتی تھی۔ دوسری جانب اس دستور میں ایک نمایاں امر یہ تھا کہ افراد کی حیثیت اور ان کے حقوقِ خاص کے متعلق وہ بالکل ساکت تھا۔ ایک شرط مشترک شہریت کے متعلق تھی اور غیر طاقتوں کے مقابلے میں تمام باشندوں کی یکساں حفاظت کی ذمہ داری لی گئی تھی مگر جو کچھ تھا صرف اتنا ہی تھا۔ کسی قانون حقوق کا یہاں کوئی ذکر نہیں تھا اور نہ مجرد اصولوں کا شمار کیا گیا تھا۔ اس قسم کی تحریروں میں عملی نوعیت کے اعتبار سے اس سے زیادہ کامل کوئی تحریر نہیں تھی۔

بسمارک نے ۱۸۸۱ء میں بالاعلان یہ کہا کہ "میں اپنے یہاں کے دستور کو

ترقی کرنے کی ایسی قابلیت سے متصف سمجھتا ہوں جو انگلستان کے دستور میں ہے۔"
اس قسم کی ترقی کو آگے بڑھانے کے لیے باضابطہ ترمیم کے محض سادے طریقے کی شرط رکھی گئی تھی۔ اس کے لیے کسی خاص دستوری کل کی ضرورت نہ تھی نہ کسی قسم کی "توثیق" لازمی تھی۔ جن دفعات میں خاص خاص ریاستوں کے مخصوص حقوق کا تحفظ کیا گیا تھا، ان میں اثر پذیر ریاستوں کی منظوری کے بغیر ترمیم نہیں ہوسکتی تھی لے مگر اس کے سوا اس تحریر کے ہر ایک دوسرے حصے کی تنسیخ و ترمیم بالکل اسی طریقہ پر ہوسکتی تھی جیسے معمولی قانون سازی میں ہوتی ہے یعنی مجلس وفاقیہ اور رائخسٹاگ میں وہ معمولی کثرت سے منظور ہو جائے اور شہنشاہ حسب قاعدہ اس کی اشاعت کر دے۔ ایک نقطۂ نظر سے یہ طریق کار بہت ہی آسان تھا۔ نہ کسی خاص آلۂ کار کے کام میں لانے کی ضرورت تھی اور نہ "توثیق" کے انتظار کی حاجت تھی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی شرط لگی ہوئی تھی کہ جس ترمیم کے خلاف مجلس وفاقیہ میں چودہ رائیں ہوں گی وہ مسترد سمجھی جائے گی۔ چونکہ اس جماعت میں تنہا پروشیا کو سترہ رائیں حاصل تھیں اور تین اور رائیں اس کے زیر اثر تھیں اس لئے پروشیا کی حکومت جس مجوزہ ترمیم کو ناپسند کرتی ہو اسے وہ قطعاً روک دے سکتی تھی۔ پس جس وقت پروشیا رضامند ہو، دستور میں ترمیم آسان تھی، اور جب پروشیا مخالف ہو تو پھر ترمیم ناممکن تھی۔ خود پروشیا جو ترمیم چاہتی ہو اسے شکست دینے کے لئے متعدد ریاستوں کی رایوں کی ضرورت تھی، کم سے کم بیویریا کی چھ رائیں، سکسنی کی چھ رائیں، ورٹمبرگ کی چھ رائیں ہو (تو یہ ترمیم مسترد ہو)۔ ۱۸۷۳ء اور ۱۹۱۴ء کے درمیان اس اساسی قانون کی اصل کی گیارہ مرتبہ ترمیمیں ہوئیں مگر جیسا کہ اور تمام قوموں میں ہوتا رہتا ہے، واقعی حکومتی نظم باضابطہ دستوری ترمیم کے سوا اور طرح پر بدلتا رہا، خاص کر معمولی قانون سازی، ریاستوں کی قرارداد باہمی اور رواج کے

---

لے۔ دفعہ ۷۸۔ ڈاڈ "جدید دساتیر" (Dodd: Modern Constitutions.) جلد اول صفحہ ۳۵۱۔

ذریعے سے تغیر ہوتا رہا۔ چنانچہ معمولی قانون سازی ہی کے ذریعے سے یہ ہوا کہ مختلف وزارتیں اور شہنشاہی عدالتیں قائم کی گئیں، ریاستوں کی باہمی قرارداد سے یہ ہوا کہ ریاست والڈیک کا انتظام پروشیا کے قبضے میں آگیا، رواج کے رو سے یہ ہوا کہ شہنشاہ کا بدایتاً قانون پیش کرنے کا اختیار عمل میں لایا گیا، اور مجلس وفاقیہ موقت طور پر اجلاس کرنے کے بجائے مسلسل اجلاس کرنے لگی۔[1]

**سلطنت کی وفاقی نوعیت۔** ۱۹۱۸ء میں شہنشاہی دور حکومت کے شکست ہونے کے وقت جرمانیہ کا جو سیاسی نظم تھا وہ صدیوں کے تخفیصی فن تدبر کا نتیجہ تھا، جسے ۱۸۷۱ء میں فرمانروایانہ اعضاو اختیارات کے جزوی مرکزیت کی کلاہ پہنا دی گئی تھی۔

سلطنت پچیس ریاستوں سے مرکب تھی۔ ان میں سے پروشیا، بویریا، سیکسنی، ورٹمبرگ، چار بادشاہیاں تھیں، باڈن، ہیسے، میکلنبرگ شویرن، سیکسی ویمار، میکلنبرگ اشٹرلٹز، اولڈن برگ، برنسوک، سیکسن مائی ننگن، سیکسن آلٹن برگ، سیکسن کوبرگ گوٹا، اور انہالٹ، امارت عظمی تھے، شوارزبرگ زونڈرزہاوزن، شوارزبرگ راڈولشٹاٹ، والڈیک، روس شاخ اکبر، روس شاخ اصغر،

[1] شہنشاہی دستور کا اصلی متن جرمانی زبان میں کتب ذیل میں طبع ہوا ہے:۔ لوول: براعظمی یورپ میں حکومتیں اور فرق" Lowell: Governments and Parties in Continental Europe جلد دوم صفحات ۳۵۳-۳۷۷۔ لابانڈ: جرمن سلطنت کا اساسی قانون" Labande: Deutsche Reichsstaatrecht $\frac{411}{428}$ یہ انگریزی میں کتب ذیل میں طبع ہوا ہے:۔ ڈاڈ: "جدید دساتیر" Dodd: Modern Constitutions جلد اول صفحات ۳۲۵-۳۵۱۔ گڈنو: "دستوری حکومت کے اصول" Goodnow: Principle of Constitutional Government صفحات ۳۵۲-۳۶۸۔ ہاورڈ: "جرمانی شہنشاہی" German Empire صفحات ۴۰۳-۴۰۵ جرمن زبان میں اس کے دستور کی شرحیں حسب ذیل ہیں:۔ فون ریونے: "دستور سلطنت جرمنی" Von Roenne: Vergassungdesdentschr Reiches اشاعت ہشتم، برلن ۱۸۹۹ء اور اے آرنٹ: دستور سلطنت جرمنی A. Arndt: Verfasung des drotchen Reiches برلن ۱۹۰۲ء۔ on the formation of the constitution see A. Lebon; Les origines de la constitution allemande" in Ann, de l'Ecole Libre des Sci. Polit. July 1888 and Etudes sur l'Allemagne politique (Paris 1890.

لیپے اور شومبرگ لیپے، ۱ امارتیں تھیں، اور ہامبرگ، برمین، لیوبک تین آزاد شہر تھے۔ یہ ریاستیں وسعت کے اعتبار سے اس قدر مختلف تھیں کہ پروشیا کا رقبہ ۱۳۴٬۶۱۶ مربع میل تھا اور برمین کا صرف ۹۹ مربع میل۔ آبادی کے اختلاف کا یہ حال تھا کہ پروشیا کی آبادی ۳۴٬۴۷۲٬۵۰۹ اور شومبرگ لیپے کی آبادی ۴۶٬۶۵۰ تھی۔ ان کے علاوہ السایس لورین کا شہنشاہی علاقہ تھا جس کی حیثیت ۱۹۱۱ء تک خالص تابع ملک کی تھی مگر اس سال سے ایک قانون کے رو سے نیم ریاستی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔

شمالی جرمانی عہدیت کے بننے کے قبل ان پچیس ریاستوں میں سے ہر ایک ریاست صاحب اقتدار اعلیٰ اور اصلاً خود مختار تھی۔ ہر ایک کا خود اپنا حکومتی انتظام تھا، اور اکثر صورتوں میں اس وقت کا سیاسی نظم معقول قدامت رکھتا تھا۔ عہدیت کی تنظیم کے ساتھ، جو ریاستیں اس کے ساتھ متحد ہوئیں انھوں نے اپنی خود مختاری اور ظاہرا اپنے صاحب اقتدار ہونے سے ہاتھ اٹھایا، اور سلطنت کے قیام کے ساتھ خود مختاری کا جو کچھ بھی دعویٰ تھا سب ترک کرنا پڑا۔ قطعی معنوں میں عہدیت اور سلطنت دونوں مختلف ریاستوں کی پیدا کردہ تھیں نہ کہ قوم کی، اور جیسا کہ ایک جرمانی مقنن نے لکھا ہے "یہ شہنشاہی آخر تک ایک ایسی قانونی شخصیت رہی جو پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ ارکان سے مرکب نہیں تھی بلکہ صرف پچیس ارکان سے مرکب تھی"[۱]۔ اس کے ساتھ ہی یہ سلطنت ۱۸۱۵ء والی قدیم عہدیت بھی نہیں تھی یعنی محض حکمرانوں کا معاقدہ نہیں تھی، یہ ایک ایسی سلطنت تھی جسے ریاستوں نے قائم کیا اور جو انہیں سے مرکب تھی۔ اہل جرمانیہ خود بھی اقتدار اعلیٰ کے قطعی محل وقوع کے نسبت کلیۃً متفق نہیں تھے مگر یہ صاف عیاں ہے کہ صحیح معنی میں اقتدار اعلیٰ (جو ایک بہت ہی غلط الاستعمال اصطلاح ہے) سلطنت کی حکومت میں مرکوز تھی نہ کہ کسی ریاست میں اور جیسا کہ ظاہر ہوگا،

---

[۱] لابانڈ، "سلطنت جرمنی کا دستور ریاسی" P. Laband; Das Staatsricht des Dentchen Reiches

اس اقتدار اعلیٰ کا تجسم نہ قومی پارلیمنٹ کی صورت میں تھا نہ شہنشاہ کی صورت میں بلکہ مجلس وفاقیہ کی صورت میں تھا جو ملحقہ حکومتوں کے "مجموعے" کی نمائندگی کرتی تھی[1]

[1] سلطنت جرمنی کی قانونی کیفیت کے لئے انگریزی میں بہترین تصنیف ہاورڈ کی کتاب "جرمانی شہنشاہی" Howard: German Empire ہے۔ (باب دوم "شہنشاہی وریاستہائے انفرادی")۔ ایک عمدہ مختصر بیان الیف کریوگر کی کتاب ذیل میں ہے:۔ "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اوراس کے سیاسیات" F. Kruger: Goverment and Politics of the German Empire یونکرز ۱۹۱۵ء۔ باب ۴ ایک مفید تصنیف جو شہنشاہی اور ریاستوں کی حکومتوں پر حاوی ہے کوسب دی لسٹراڈ کی کتاب "شہنشاہی المانیہ کی بادشاہیاں" Combes de l'Estrade: Les monarchies de l'Empire allemand مطبوعہ پیرس ۱۹۰۴ء ہے۔ یادگار زمانہ جرمانی تصنیف لابانڈ کی مذکورۂ بالا کتاب چار جلدوں میں ہے۔ اس کا فرانسیسی ترجمہ "حقوق عامہ و شہنشاہی المانیہ" Le droit public de L'Empire allemand کے نام سے چار جلدوں میں ہے (مطبوعہ پیرس ۱۹۰۰ء) دوسرے جرمانی تصانیف حسب ذیل ہیں:۔ مےیر: "جرمنی کا قانون حکومت" O. Meyer: Dentsches Verwaltungsrecht لائپزک ۹۶-۱۸۹۵ء، تسورن: "سلطنت جرمنی کا ریاستی قانون" Zorn: Das Staatsrecht des Dentschen Reiches اشاعت دوم برلن ۹۷-۱۸۹۵ء، ارنٹ، حسب بالا، برلن ۱۹۰۱ء۔ مےیر کی اہم کتاب کا ایک فرانسیسی ترجمہ ۴ جلدوں میں ہے جس کا نام "جرمنی کا قانون انتظامی" Le Troit administeating allevmaund (پیرس ۷-۱۹۰۶ء) اس موضوع پر دو بیس مختصر جرمن رسالے حسب ذیل ہیں: لابانڈ: "سلطنت جرمنی کا ریاستی قانون" Laband: Dentshes Reichstaatrecht اشاعت سوم، ٹیوبنگن ۱۹۰۷ء؛ ہوتے دی گریس: "کتابچہ انتظام و دستور سلطنت جرمنی و پروشیا" Hue de Grais: Handbuch der Verfassung Verwaltung in Prenssen unde der Dentchen Reiche ۱۸ ویں اشاعت، برلن ۱۹۰۷ء

**سلطنت اور ریاستیں تقسیم اختیارات**

شہنشاہی کی وفاقی نوعیت کا اقتضا یہ ہوا کہ تشریعی عاملانہ اور عدالتی اختیارات شہنشاہی حکومتی نظم اور ریاستوں کے درمیان منقسم ہو جائیں۔ جیسا کہ خود امریکہ میں ہے وفاقی حکومت کے اختیارات مخصوص و معدود تھے؛ اس کے برخلاف ریاستوں کے اختیارات وسیع غیر محدود اور باقی ماندہ تھے۔ یہ خیال میں نہیں آسکتا کہ چھوٹی ریاستیں ایک ایسے اتحاد میں جسے پروشیا نے قائم کیا ہو اور جس پر اغلباً اس کا اقتدار ہونے والا ہو ان کے سوا کسی اور شرط پر داخل ہوتیں۔ دستوری ترمیم نیز قانون سازی اور رواج کے ذریعے سے شہنشاہی حکومت یہ کرسکتی تھی کہ جو اختیارات اسے تفویض ہوے ہیں ان میں وسعت کرلیتی مگر کسی خاص حیثیت سے جب تک وہ ایسا نہ کرتی اس وقت تک اس حیثیت سے ریاستی حکومتوں کے اختیارات غیر محدود رہتے۔ ایک جانب ان معاملات سے متعلق وضع قوانین میں بہت سرگرمی دکھائی گئی جس میں دستوری شرائط کے مطابق سلطنت کو عمل کرنے کا خالص اختیار تھا یعنی حق شہریت محصول درآمد و برآمد اوزان ضرب سکجات حق ایجاد سلطنت کے فوجی و بحری انتظامات وغیرہ[1] دوسری جانب خالصۃً ریاستوں کے لئے جو اختیار محفوظ تھے ان کے حدود بھی اس سے وسیع نہ تھے۔ خود اپنی حکومتوں کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ایک قابل قدر کتاب ہے۔ ڈبو بوئی کی جرمانی دستور سلطنت کی دو حیثیتیں" J. da Buy: Two Aspects of the German Constitution مطبوعہ نیو ہیون سنہ ۱۹۰۷ء ہے۔ امریکی و انگریزی دساتیر کے ساتھ جرمانی دستور کے مقابلے کے لئے گیرکے O. Gierke مضمون "امریکی دستور سلطنت کے ساتھ جرمانی دستوری قانون کا تعلق" مطبوعہ ہارورڈ لا ریویو" فروری سنہ ۱۹۱۰ء دیکھا جائے۔

[1] جو معاملات سلطنت کے اقتدار میں دئے گئے ہیں اور شہنشاہی وضع قوانین کے تابع تھے۔ وہ دستور سلطنت کی دفعہ ۴ کے سولہ فقروں میں بیان ہوئے ڈاڈ" جدید دساتیر" Dodd: Modern Constitutions جلد اول صفحات ۳۲۷-۳۲۸۔

انتقال، وراثت کے قوانین، کلیسا اور حکومت کے تعلقات، اپنے اندرونی نظم و نسق سے متعلق سوالات، ان سب کا تعین، اپنے موازنات، اپنے پولیس کے ضوابط، سڑکوں کے قوانین، اور قبضہ اراضی سے متعلق قوانین، ان سب کا بنانا، اور تعلیم عامہ کی نگرانی یہ سب ریاستوں کے قبضے میں تھے۔ ان دونوں کے درمیان ایک وسیع و تغیر پذیر رقبہ واقع تھا جو دونوں میں مشترک تھا، لابانڈ نے اب سے برسوں قبل یہ لکھا تھا کہ جن معاملات پر ریاستوں کی نگرانی محفوظ ہے، وہ ان معاملات سے کلیتہً علحدہ نہیں کئے جاسکتے جن پر سلطنت کا اقتدار وسیع ہے۔ حکومت کے مختلف اختیارات کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہوتا ہے؛ وہ ایک ساتھ چلتے ہیں، اور اتنے مختلف طریقوں سے ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں اور اس طرح ایک دوسرے میں ملے ہوئے ہیں کہ کسی خط فارق کے ذریعہ سے ان کے جدا کرنے یا ان کے مابین کسی دیوار چین کے حائل کر دینے کی توقع نہیں ہوسکتی۔ اپنی سرگرمیوں کے ہر ایک حلقے میں ریاستوں کو ایک بالاتر طاقت سے سابقہ پڑتا ہے جس کے آگے سر جھکانے پر وہ مجبور ہیں۔ وہ انھیں حلقوں پر چلنے پھرنے کے لئے آزاد ہیں جو شہنشاہی وضع قوانین ان کے لئے کھلا چھوڑ دے مگر اس حلقے کا کہیں وجود نہیں ہے۔ سلطنت نے اس کی حدبندی کر دی ہے مگر اس پر بالکلیہ قبضہ نہیں کیا ہے۔ ......

ایک مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ محض شہنشاہی کی اجازت سے ایسا ہے کہ کچھ ریاستوں کے سیاسی حقوق برقرار ہیں اور ان کے حق میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کا قبضہ بھی خالی از خطر نہیں ہے[1]

یہ کہا جاسکتا ہے کہ پہلے جو اختیارات ریاستوں کے قبضے میں چھوڑ دیئے گئے تھے، درحقیقت ان کے حقوق کو کم کرنے کا صریحی میلان پایا جاتا ہے۔ یہ مقصد جن ذرائع سے حاصل ہوا ان میں سے ایک ذریعہ یہ تھا کہ تمام سلطنت میں یکساں مجموعہ ضوابط قائم کئے گئے جن میں ان کثیر التعداد مسائل کے متعلق قواعد شامل تھے جو بصورت دیگر صرف ریاستوں کے دائرہ اقتدار میں ہوتے ہو

[1] لابانڈ، حسب بالا، جلد ۱ صفحہ ۱۰۲ - ۱۰۳ -

ان میں سب سے زیادہ عظیم الشان مجموعہ ضابطۂ دیوانی تھا، جو یکم جنوری سنہ ۱۹۰۰ء کو نافذ ہوا۔ اسی مقصد کے لیئے بعد کے زمانے میں، کارکنوں کے بیمے، کارخانوں کے ضوابط، حرفی حالات اور دوسرے معاشری و معاشی نوعیت کے مسائل کے متعلق شہنشاہی توضیع قوانین کو وسعت دی گئی۔ اس پر مستزاد یہ ہوا کہ عدالتوں کو کوئی اختیار ایسا حاصل نہ تھا کہ وہ شہنشاہی قوانین کے حسب دستور ہونے نہ ہونے پر کوئی حکم لگا سکیں اور اس طرح شہنشاہی اقتدار کو حدود کے اندر رکھ سکیں۔ گزشتہ پندرہ بیس برس کے اندر ریاستوں یا کم از کم بعض ریاستوں نے اس مرکزیت کے میلان، اور خاص کر شہنشاہی کو پروشیادی بنانے کے متعلق (جو اس میلان سے صریحاً لازم آتا تھا) متعدد بار اعتراض کیئے۔ متعدد ریاستوں اور خاص کر ان ریاستوں میں جو مائن کے جنوب میں تھیں تفرقی روایت تمام شہنشاہی دور میں مستحکم طور پر قائم رہی۔ یہ امر سب سے بڑھ کر بویریا پر صادق آتا ہے اور ۱۹۰۳ء میں اس ملک کے ایک نئے وزیر اعظم نے مجلس ملی کے سامنے ایک موقر اعلان سے اپنی حکومت کے متعلق واقعی جوش پیدا کر دیا۔ اس نے اعلان یہ کیا کہ وہ اور اس کے رفقا اپنی پوری کوشش اس مقابلے میں صرف کر دیں گے "کہ سلطنت کی آئندہ شکل کو اس وفاقی بنیاد کے سوا جو شہنشاہی دستور میں قرار پا چکی ہے، کسی اور شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔"

تشریعی نوعیت کے جو فرائض شہنشاہی حکومت کو تفویض ہوئے تھے وہ کثیر التعداد اور حاوی و وسیع تھے اور عمل میں وہ برابر تکثیر مزید کی طرف مائل رہے۔ عاملانہ اور عدالتی نوعیت کے فرائض نسبتہً بہت زیادہ محدود تھے۔ خارجی تعلق کے اعتبار سے قوتِ بحری اور ڈاک اور تار کا انتظام مطلقاً شہنشاہی کارکنوں کے ہاتھوں میں مرکوز تھا۔ باقی تمام معاملات میں انتظامی فرائض کلی طور پر یا تقریباً کلی طور پر ریاستوں کے کارکنوں کے ذریعے سے انجام پاتے تھے۔ فوجی انتظام درحقیقت مرکزی تھا، مگر یہ انتظام شہنشاہی قبضے میں ہونے کے بجائے زیادہ تر پروشیا کے ہاتھ میں تھا۔ ممالکِ متحدہ امریکہ میں وفاقی حکومت اپنے حد کے اندر واقعاً مکمل ہے۔ اس کے خود اپنے قانون بنانے والے،

انتظام کرنے والے اور انصاف کرنے والے موجود ہیں جو قومی حکومت کے کاموں کو مختلف ریاستوں کے کارکنوں سے بیشتر آزاد ہو کر عمل میں لاتے ہیں، لیکن جرمانیہ میں جہاں ہر ریاست امریکہ کے بالمقابل زیادہ وقیع الشان درجہ رکھتی تھی، وہاں مرکزی حکومت ان حدود کے سوا جو مذکور ہو چکے ہیں، اپنے دیگر تمام معاملات کے انصرام کے لئے ریاستوں کے عہدہ داروں پر انحصار کرتی تھی مگر یہ انحصار کسی دستوری شرط کی وجہ سے نہیں ہوتا تھا بلکہ سہولت کے خیال سے ہوتا تھا۔ سلطنت نے محاصل اور مواجب کروڑگیری قائم کئے مگر انہیں ریاستیں جمع کرتی تھیں اسی طرح انصاف کا نفاذ شہنشاہی کے نام سے نہیں ہوتا بلکہ مختلف ریاستوں کے نام سے اور انہیں کے مقرر کردہ ججوں کے ذریعے سے ہوتا تھا۔

پس جہاں تک آلہ کار کا تعلق ہے شہنشاہی حکومت، حکومت کا صرف ایک جزو تھی۔ وہ تنہا ہو کر کام نہیں کر سکتی تھی۔ اس میں نظم عدالت مفقود تھا، اسی طرح انتظامی کارکنوں کا بھی ایک بڑا حصہ غائب تھا، جن کے بغیر قانون سازی کے اختیارات بیکار تھے۔ صریح الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ شہنشاہی کارکن حکومت زیادہ تر ایسے اعضاء مناصب سے مرکب تھی جو خالص شہنشاہی نہیں تھے۔ یہ ایسے وفاقی اعضاء و وظائف سے مرکب تھی جو شہنشاہی ہونے کے ساتھ ہی انفرادی ریاستوں کے بھی اعضاء و وظائف تھے[1]

**ذی امتیاز ریاستیں**

قانونی طور پر جرمانی ریاستوں کا اتحاد ناقابل شکست تھا۔ شہنشاہی حکومت کو کوئی اختیار ایسا حاصل نہ تھا کہ وہ کسی ریاست کو خارج کر دے، اسے کسی دوسری ریاست کے ساتھ متحد کر دے، اسے تقسیم کر دے یا کسی اور طرح پر اس کی مرضی کے بغیر وفاقیہ میں اس کی حیثیت کو بدل دے۔ دوسری طرف کسی ریاست کو یہ حق نہیں حاصل تھا کہ وہ وفاقیہ سے الگ ہو جائے یا شہنشاہی کے اندر رہ کر اپنے اختیارات یا ذمہ داریوں میں ترمیم کر دے۔ اگر کوئی ریاست اپنی ذمہ داریوں کی

---

[1] لیبان: "مطالعات جرمانیہ سیاسیہ" (Labon ; Etudes sus l' Allemgne Politique)

خلاف ورزی کرے یا شہنشاہی اقتدار کی پابندی سے انکار کرے تو مجلس وفاقیہ کے فیصلہ پر شہنشاہ اس کے خلاف وفاقی فوجوں کو جمع کرسکتا تھا[1]

خود ریاستوں کے درمیان حیثیت وامتیاز کے مساوات کا کوئی دعویٰ نہیں تھا۔ جب شہنشاہی قائم ہوئی تھی وفاقی ریاستیں رقبہ اور آبادی اور روایتی حقوق کے اعتبار سے بہت مختلف تھیں اور اس کی کوشش نہیں کی گئی کہ ان سب کو بالکل یکساں حیثیت میں کردیا جائے۔ اس اتصال کی روح رواں ہونے کے علاوہ پروشیا کی آبادی بقیہ چوبیں ریاستوں کی مجموعی آبادی سے بھی زیادہ تھی۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ پروشیا اتحادِ شہنشاہی کی حادی وغالب طاقت ہوگئی۔ شاہِ پروشیا اپنے منصب کے اعتبار سے جرمانی شہنشاہ تھا۔ مجلسِ وفاقیہ میں پروشیا کی رائیں دستور کی ہرایک مجوزہ ترمیم کو شکست دے سکتی تھیں، اسی طرح جو تجویز بری یا بحری فوج کو گھٹانا چاہے اور محاصل میں کمی کرنا چاہے اسے بھی شکست دے سکتی تھی۔ معاملاتِ خارجہ کی مجلسِ ذیلی کے سوا تمام ذیلی مجلسوں کی صدارت بھی پروشیا کے اختیار میں تھی[2]

اس کے علاوہ دستورِ سلطنت کی رو سے نہیں بلکہ دوسری ریاستوں کے ساتھ قراردادوں کی رو سے پروشیا کو دوسرے امتیازات بھی حاصل تھے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم امتیازات فوج سے متعلق تھے۔ دستورِ سلطنت نے ابتدا ہی میں یہ قرار دیدیا تھا کہ شہنشاہی فوجیں ایک نظم کے اندر منضبط کیجائینگی،

---

[1] دفعہ ۱۹۔ ڈاڈ "جدید دساتیر" (Dodd ; Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۳۳۲۔

[2] A. Lebon ; "La Conotitution allemande et l' hegemoine prussienne in Ann a. l' Ecole Libre des Sci Polit Jan 1887 معاملات خارجہ کے ذیلی مجلس کی صدارت بویریا کے تفویض تھی لیکن اس کی عملی اہمیت بہت کم تھی اور ۱۹۱۴ء تک تو اس کا سرے سے انعقاد ہی نہیں ہوا اسکے بعد یہ کبھی کبھی اور جنگ عظیم کے دوران میں اکثر نشست کرتی تھی۔

ان پر شہنشاہی قانون کی حکومت ہوگی اور وہ شہنشاہ کی اعلیٰ قیادت کے ماتحت ہوں گی [۱] لیکن چھوٹے افسروں کے تقرر اور بعض دوسرے معاملات میں انفرادی ریاستوں کے اختیارات باقی رکھے گئے تھے۔ یہ اختیارات فی نفسہ کچھ بھی نہ تھے اور بمرور ایام، بویریا، سیکسنی اور ورٹمبرگ کے سوا باقی ریاستوں کو راضی کر لیا گیا کہ جو خفیف فوجی اختیار ان کے ہاتھ میں دیئے گئے ہیں انھیں پروشیا کو حوالہ کر دیں [۲] اس طرح پروشیا نے اکیس ریاستوں کی بھرتی قواعد اور قیادت کا حق حاصل کر لیا۔ فوجی نوعیت کے تمام معاملات میں اسے جو حاوی اقتدار حاصل تھا اس میں اور صریح اضافہ ہو گیا ۱۹۱۴ء تک جو صورت حالات تھی اس کے بموجب محض قانونی اعتبار سے نہ تو کوئی جرمانی وزیر جنگ تھا اور نہ کوئی جرمانی فوج بلکہ ہر ریاست اپنے حصے کی فوج رکھتی تھی جو معمولاً اسی کے حدود کے اندر اقامت پذیر رہتی تھی۔ لیکن معاہدات کے ذریعے سے بویریا، سیکسنی اور ورٹمبرگ کے حصے کی فوجوں کے سوا اور تمام فوجوں کا انتظام اس طرح پر ہوتا تھا گویا وہ پروشیادی نظم افواج کا حقیقی جزو ہیں، اور ان کا انضباط بھی انھیں اصولوں پر ہوتا تھا [۳]

لیکن صرف پروشیا ہی ایک ایسی ریاست نہیں تھی جو شہنشاہی کے تحت میں اپنے خاص امتیازات رکھتی تھی۔ جب جنوب کی سلطنتیں وفاقیہ کی رکن بنیں تو سب نے اپنے اپنے بعض محفوظ حقوق پیش کئے، جن کا تسلیم کیا جاتا

---

[۱] دفعات ۶۱-۶۳-۶۴۔ ڈاڈ "جدید دساتیر" (Dodd ; Modern Constitutions) جلد اول صفحات ۳۲۵-۳۴۷۔

[۲] پروشیادی فوجی معاہدوں میں سے پہلا معاہدہ جو سکس کوبرگ گوٹا کے ساتھ ہوا وہ ۱۸۶۱ء میں ہوا تھا، آخری معاہدہ برنسوک کے ساتھ ۱۸۸۶ء میں ہوا۔

[۳] ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" Howard ; German Empire باب ۲۔ لابانڈ، حسب بالا، ۹۵-۱۱۳، مورین "سلطنت المانیہ" (Morhain ; De l' Empire Allemande) پیرس ۱۸۸۶ء باب ۱۵۔

ان کے اتحاد میں شریک ہونے کی شرط قرار پایا۔ اس بنیاد پر ورٹمبرگ اور بیویریا نے اپنے حدود کے اندر تار اور ڈاک کے انتظام کو اپنے ہاتھ میں رکھا اور ورٹمبرگ، بیویریا اور باڈن کو یہ خاص حق حاصل رہا کہ ان میں سے ہر ایک ریاست کے حد کے اندر جس قدر بیر شراب یا برانڈی تیار ہو اس پر وہ محصول لگائیں۔ بیویریا نے خود اپنی ریلوں کا انتظام بھی اپنے ہاتھ میں رکھا۔ ایک وقت میں یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ جنوبی ریاستوں کو جو خاص امتیازات دئے گئے ہیں وہ شہنشاہی استقامت کے لئے مضر ثابت ہونگے مگر یہ اندیشہ بے بنیاد ثابت ہوا[1]

آخری بات یہ ہے کہ شہنشاہی دستور سلطنت کے تحت میں (تفصلی گماشتے نہیں مگر) سفارتی قائم مقاموں کے مقرر کرنے اور باہر بھیجنے کا حق انفرادی ریاستوں سے سلب نہیں کر لیا گیا تھا۔ لیکن اکثر صورتوں میں بیرونی ممالک میں سفارتی نمائندوں کے قائم رکھنے کا طریق مدت سے ترک ہو چکا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں سیکسنی، بیویریا اور ورٹمبرگ، صرف اپنے اپنے منازل وائنا سنٹ پیٹرزبرگ اور مستقر پاپائی میں قائم کئے ہوئے تھیں۔

---

[1] لابانڈ، حسب بالا، ۱۱ تا ۱۳۔

# باب سی و پنجم

## شہنشاہی جرمانی حکومت[1]

**شہنشاہ:- حیثیت و امتیازات**

سنہ ۱۸۶۷ء–۷۱ء کی شمال جرمانی عہدیت کے تحت میں شاہ پروشیا کو وفاقی بری و بحری افواج کی اعلیٰ قیادت حاصل تھی، اور بہت سے خالص حکومتی فرائض بھی اس کے ہاتھ میں تھے۔ ان فرائض میں مجلس عہدیت اور جمعیت عہدیت کے اجلاسوں پر اقتدار، وزیر اعظم اور دوسرے وفاقی عہدہ داروں کا تقرر، وفاقی قوانین کی اشاعت، اور وفاقی نظم و نسق کی عام نگرانی داخل تھی۔ شاہ پروشیا ان اختیارات کو کسی قدر وفاقی فوجوں کے سپہ سالار اعظم کی حیثیت سے اور کسی قدر صدر عہدیت ہونے کی حیثیت سے عمل میں لاتا تھا۔ سنہ ۱۸۷۱ء میں جنوبی جرمانی ریاستوں کے شمول کے بعد، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، بسمارک نے یہ عزم کر لیا کہ شہنشاہ کے لقب کا استعمال پھر جاری کرے مگر ہر دوسرے شخص

---

[1] اس باب میں جرمانیہ کی قومی حکومت اسی طرح پر بیان ہوئی ہے جس طرح ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کی عارضی صلح کے عین ماقبل تغیرات کے وقت تک تھی۔

کی طرح اس نے صاف طور پر یہ تسلیم کر لیا کہ اب جو شہنشاہی وجود میں آئی ہے اس میں اور اس شہنشاہی میں جو سنہ ۱۸۰۶ء میں فنا ہو چکی ہے کوئی تاریخی تعلق نہیں ہے۔ پس ۱۶ اپریل سنہ ۱۸۷۱ء کے دستور سلطنت نے یہ شرط قرار دی کہ وفاقیہ کی صدارت شاہ پروشیا سے متعلق ہوگی اور وہ جرمانی شہنشاہ یا قیصر جرمانیہ" کا لقب اختیار کرے گا"۔

شہنشاہی لقب و اعزاز کی تجدید سے یہ مقصود نہیں تھا کہ "صدر وفاقیہ کی حیثیت میں کوئی تغیر کیا جائے، سوائے اس کے کہ سرکاری منصب اور شخصی امتیازات میں تغیر ہو گیا۔ یہ ملحوظ رہے کہ جو لقب اختیار کیا گیا تھا وہ شہنشاہ جرمانیہ" نہیں تھا۔ اس لقب کے مفہوم میں کل ملک پر ریاست اقتدار اعلیٰ داخل ہو جاتا، حالانکہ مقصود یہ تھا کہ شہنشاہ "جرمانی" شہنشاہ تو ہو مگر صرف "صدر وفاقیہ" ہی ہو یعنی والیانِ ملک کی عہدیت کا والی اعظم ہو۔ وہ بذاتِ خاص والیٔ ملک صرف پروشیا میں تھا۔ پس یہ لقب معمولی قسم کی یادشاہی پر دلالت نہیں کرتا۔ شہنشاہی حیثیت سے کوئی شہنشاہی تاج، کوئی شہنشاہی صرفِ خاص، کوئی شہنشاہی "دفتر" نہیں تھا۔ شاہِ پروشیا کو اس کے خالص پروشیاوی امتیازات خاص کے علاوہ جو فی نفسہ بہت زیادہ تھے، شہنشاہی دستور سلطنت کے تحت میں قدیم "صدر عہدیت کے فرائض اور اس کے ساتھ "قیصر" کے لقب اختیار کرنے کا فرض بھی تفویض کر دیا گیا، بس جو کچھ تھا یہی تھا۔ پروشیاوی تاج سے علیحدہ کسی شاہی فرض کا وجود نہیں تھا، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پروشیاوی تخت پر قابض رہنے سے

عہ۔ زار نکولس دوم کی تخت نشینی کے موقع پر ایک دعوت میں بویریا کے حکمران لڈویگ نے اس مقرر پر سخت اعتراض کیا، جس نے یہ اشارہ کیا تھا کہ جو حکمران اس موقع پر شریک ہیں وہ شہنشاہ کے بھائی اور نمائندہ، شہزادہ ہنری کے حشم و خدم ہیں۔ عالی منش بویریائی نے اپنے سامعین کو پر زور الفاظ میں یہ یاد دلایا کہ جرمانی حکمران شاہ پروشیا کے توابع میں داخل نہیں ہیں بلکہ اس کے وفاقی شریک کار ہیں۔

متعلق جو پروشیا وی قانون تھا اس سے علیحدہ شہنشاہی کی جانشینی کا کوئی قانون نہیں تھا [علہ] اور اگر پروشیا میں کوئی تولیت قائم ہو جائے تو متولی از خود شہنشاہ کے فرائض بھی ادا کرنے لگے گا۔ دستور سلطنت یا بعد کے قانون نے قیصری حیثیت سے قیصر کو جو امتیازات عطا کئے، ان میں سے اہم امتیازات، اس کی ذات و خاندان کی حفاظت اور قانونی کارروائی سے قطعی بریت تھی۔ شہنشاہ چونکہ اپنے سے کسی بالاتر ارضی قوت کو جواب دہ نہیں تھا، اس لیے وہ کسی عدالت کے سامنے نہیں لایا جا سکتا تھا اور نہ وہ کسی عدالتی کارروائی کے ذریعے سے اپنے عہدے سے علیحدہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کی ذات پر حملہ کرنے کی سزا موت تھی اور تقریر و تحریر کے ذریعے اس پر اعتراض کرنا اس کی اہانت تھی جس کیلئے خاص و شدید سزائیں تھیں۔

**شہنشاہ: تشریعی عدالتی اور عاملانہ اختیارات۔**

چونکہ شاہ پروشیا، از خود (واقعاً) شہنشاہ بھی ہوتا تھا، اس لیے شاہی و شہنشاہی فرائض جو ایک ہی بادشاہ کے قبضے میں جمع تھے وہ لامحالہ گہرے طور پر ایک دوسرے میں مل گئے تھے۔ بعض اختیارات اسے خالصۃً شاہ پروشیا ہونے کی حیثیت سے حاصل تھے، بعض دوسرے فرائض جو شہنشاہی نوعیت کے تھے اسے اس وجہ سے حاصل تھے کہ وہ شاہ پروشیا ہونے کے ساتھ ہی شہنشاہ بھی تھا۔ لیکن اگر قانوناً نہیں تو عملاً وہ ایسے اختیارات تھے جو شہنشاہی کے اندر ایک سلطنت کی حیثیت سے پروشیاوی بادشاہی کے سب پر غالب ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے تھے۔ عام طور پر یہ اختیار شہنشاہی حکمت عملی کی رفتار کا اس طرح قرار دینا کہ مثلاً اگر شاہ پروشیا کے بجائے شاہ درٹمبرگ شہنشاہ ہوتا تو یہ ممکن نہ ہوتا۔

---

علہ۔ پروشیاوی دستور کے دفعات ۵۳ – ۵۸۔

عہ۔ آر۔ سی بروکس (R. C. Brooks ; Lése Majeste) رسالہ "بکمین" جون ۱۹۰۴ء۔

شہنشاہی لقب کے ساتھ جو اختیارات شامل تھے، وہ تین عام نوعیتوں کے تھے، یعنی تشریعی، عدالتی اور عاملانہ۔ دستورِ سلطنت نے شہنشاہ کو سب سے مقدم حق یہ دیا تھا کہ وہ مجلس وفاقیہ اور رائخشتاگ کا انعقاد کرے، ان کا افتتاح کرے، انھیں ملتوی کرے اور بند کرے۔ یہ ملحوظ رہے کہ جنگِ عظیم کے کئی برس قبل سے مجلس وفاقیہ کا اجلاس تقریباً مسلسل رہتا تھا۔ قانون کے الفاظ کے بموجب رائخشتاگ کا انتشار صرف مجلس وفاقیہ کے حکم سے ہو سکتا تھا، اور اس کے لیے لازم تھا کہ ساٹھ یوم کے اندر انتخاب ہو مگر عملاً یہ انتشار مجلس وفاقیہ کی مرضی سے شہنشاہ کے حکم سے عمل میں آتا تھا۔ دوسرے یہ کہ جو مسوداتِ قانون، مجلس وفاقیہ میں منظور ہوتے تھے وہ رائخشتاگ کے سامنے شہنشاہ کے نام سے پیش کئے جاتے تھے قانونی اعتبار سے شہنشاہ کو شہنشاہ کی حیثیت سے قانون سازی میں ہدایت کا حق نہیں تھا مگر عملاً آزادانہ طور پر اس حق کا استعمال کیا جاتا تھا۔ تیسرے یہ کہ یہ کام شہنشاہ کا تھا کہ قوانین کے مناسب طریق پر منظور ہو جانے کے بعد ان کی اشاعت کرے۔ شہنشاہ کی حیثیت سے اسے امتناع کا عام حق حاصل نہیں تھا۔ وہ یہ کر سکتا تھا کہ قانون سازی کی بے ضابطگیوں کی بناء پر کسی قانون کا نفاذ کرنے سے انکار کر دے، یہ اختیار اسے نہیں حاصل تھا کہ کسی قانون کے نفس مضمون کی وجہ سے اس کی اشاعت کو روک دے، لیکن شاہِ پروشیا کی حیثیت سے مجلس وفاقیہ میں اسے اتنی کافی رائیں حاصل تھیں کہ دستوری تغیرات کو وہ قطعی روک سکتا تھا اور جن دوسرے اقسام قوانین کے وہ خلاف ہو ان میں وہ وقت پیدا سکتا تھا۔ آخری امر یہ ہے کہ جہاں تک دستورِ سلطنت اور قوانین کی رو سے جائز تھا وہ وزیر اعظم کے دستخط کے ساتھ، احکام کا اجرا کر سکتا تھا۔

عدالتی اختیارات میں سے دو اختیارات خاص اہمیت کے ہیں۔ مجلس وفاقیہ کی تحریک پر شہنشاہ، شہنشاہی عدالت کے ارکان کا تقرر کر سکتا تھا مگر انھیں موقوف نہیں کر سکتا تھا، اور ضابطۂ فوجداری میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ جن مقدمات

میں شہنشاہی عدالت نے عدالتِ ابتدائی کی حیثیت سے فیصلہ کیا ہو؛ ان میں شہنشاہ کو معافی کا اختیار حاصل ہے۔ معافی کا اختیار فتصلی عدالت، عنائی عدالت، اور ان عدالتوں کے فیصلوں کے متعلق بھی وسیع کیا گیا جنھیں قانون نے مخصوص کر دیا ہو۔

آخری امر یہ ہے کہ شہنشاہی قوانین کا نفاذ و اجرا شہنشاہ کے سپرد کیا گیا مگر اس میں یہ اہم شرط لگی ہوئی تھی کہ شہنشاہی حکومت کی وہ کارروائیاں جن کا نفاذ دستور سلطنت یا خود ان قوانین سے کسی اور طرح پر قرار نہ پایا ہو ان کا اجرا مختلف ریاستوں کے احکام کے ذریعے سے ہوگا۔ لیکن شہنشاہی گماشتے ایسے مقرر تھے جن کا کام یہ تھا کہ وہ معائنہ کریں کہ ریاستیں شہنشاہی قوانین کا نفاذ کرتی ہیں یا نہیں اور ان کی خلاف ورزی یا ترک پر شہنشاہ کو توجہ دلائیں؛ جب اس قسم کی فروگزاشتیں کافی طور پر سخت معلوم ہوں تو شہنشاہ انکی اطلاع مجلس وفاقیہ کو دے سکتا تھا اور وہ جماعت ”نفاذ“ کا حکم دے سکتی تھی کہ غلط رو ریاست کی تہدید کے لیے شہنشاہ کے زیر ہدایت فوجی قوت کا اظہار کیا جائے۔

عام عاملانہ فرض کا لازمہ تقررات کا اختیار تھا۔ دستور سلطنت میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ شہنشاہی وزیر اعظم کے تقرر کے علاوہ، شہنشاہ، عہدہ داران شہنشاہی کا تقرر کرے گا، ان سے شہنشاہی کی وفاداری کا حلف لے گا اور جب ضرورت ہوگی، انھیں برطرف کر دے گا۔ شہنشاہی انتظامی نظم میں وزیر اعظم کو جو حیثیت حاصل تھی وہ ایسی تھی کہ اس عہدے پر تقرر اور اس سے برطرفی بجائے خود نہایت ہی اہم ہوگئی تھی، اور پھر ماتحت عہدہ داروں کے تقرر و برطرفی کے اختیار کی وجہ سے نظم و نسق پر قیصر کی نگرانی اور بھی بڑھتی گئی۔ وزیر اعظم سے لے کر نیچے درجے تک تمام عاملانہ جماعت عملاً اسی کے قبضۂ قدرت میں تھی۔

**شہنشاہ: تعلقاتِ خارجہ اور فوجی نظم کی نگرانی۔**

شہنشاہی دستور سلطنت میں یہ لکھا ہے کہ ”بین الاقوامی معاملات میں قیصر سلطنت کی نمائندگی کرے گا اور اس کے نام سے اعلان جنگ اور صلح کرے گا، غیر سلطنتوں سے محالفے اور معاہدے موکد کرے گا اور سفرا کو

سندوں کر بھیجے گا اور دوسرے ممالک کے سفیروں کو قبول کرے گا"[1] اس دفعہ کی بموجب خارجی تعلقات کے متعلق جو نگرانی دی گئی وہ عملاً غیر محدود تھی اور جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے اب اہمیت صرف شہنشاہی سفارتی نمائندوں کی تھی نہ کہ ریاستی نمائندوں کی۔ تجارت سے متعلق مجلس وفاقیہ کی مجلس ذیلی کے مشورے سے قناصل کا تقرر اب بھی خالصتہً شہنشاہ کی جانب سے ہوتا تھا۔ ولیم دوم نے سفیروں اور ایلچیوں کے تقرر کے غیر محدود اختیار سے باقاعدہ یہ کام لیا کہ دنیا پر جرمانی تسلط کے لیے راستہ تیار کرے۔ اس کی صرف ایک مثال دیدینا کافی ہے کہ اب سے ایک عشرہ قبل اس نے چالباز بیرن وانگن ہائم کو اس غرض سے منتخب کیا کہ ترکی کو کلیتہً جرمانی اقتدار کے تحت میں لے آئے۔ اور ۱۹۱۲ء میں نرم مزاج پرنس لخنوسکی کو مقرر کیا کہ انگلستان میں طمانیت کا غلط خیال پیدا کر دے۔ (لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود پرنس محض ایک معصوم آلۂ کار تھا) کوئی معاہدہ شہنشاہ کی منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا اور اپنی طرف سے معاہدہ کی ابتدا کرنے کا انحصار بھی زیادہ تر اسی پر تھا۔ اس پر دستور سلطنت کی صرف اس شرط کی قید لگی ہوئی تھی کہ جن معاملات کا انضباط شہنشاہی قوانین سے متعلق ہے ان کے موکد کرنے کے لیے مجلس وفاقیہ کی رضا مندی اور ان کو جائز قرار دینے کے لیے رائخستاگ کی منظوری ضروری ہے[2] جنگ و صلح کے اختیار کے متعلق دستور سلطنت میں یہ شرط لگی ہوئی تھی کہ جنگ کا اعلان مجلس وفاقیہ کی رضا مندی سے ہونا چاہیئے بشرط آنکہ وفاقی مملکت پر یا اس کے سواحل پر حملہ نہ کیا گیا ہو" لیکن یہاں یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ شاہ پروشیا کی حیثیت سے شہنشاہ کو مجلس وفاقیہ میں ایک تہائی سے زیادہ رایوں پر اقتدار حاصل تھا، دوسرے یہ کہ اگر شہنشاہ کوئی جنگ برپا کرنا چاہے تو یہ کوئی زیادہ مشکل

---

[1] دفعہ ۱۱۔ ڈاڈ، "جدید دساتیر" Dodd; Modern Constitution جلد اول صفحہ ۳۳۰۔

[2] دفعہ ۱۱ فقرہ ۲۔ ایضاً جلد اول صفحہ ۳۳۱۔

معاملہ نہیں تھا کہ بین الاقوامی صورت حال ایسی پیدا کردی جائے کہ وفاقی مملکت یا اس کے سواحل پر حملہ ہونے کی وجہ سے جنگ ناگزیر ہو جائے۔" یہ بعینہ وہی صورت ہے جو ۱۹۱۴ء میں وقوع میں آئی۔[1] آخری امر یہ ہے کہ شہنشاہ سلطنت کی مسلح قوتوں کا سپہ سالار اعظم تھا۔ بحری فوج کا معاملہ صاف و سادہ تھا، جب شمال جرمانی عہدیت قائم ہوئی تھی، اس وقت جو سلطنتیں اس اتحاد میں داخل ہوئیں ان سے سوائے پروشیا کے اور کسی کے پاس بیڑہ نہیں تھا۔ لامحالہ یہ پروشیا دی بیڑا عہدیت اور آخرالامر شہنشاہی سلطنت" میں لے لیا گیا۔ دوسری ریاستیں اس کے قیام میں حصہ رسدی مدد دینے لگیں مگر یہ بیڑہ بدستور شاہ پروشیا کے کلی اقتدار میں رہا اور یہ بادشاہ اب شہنشاہ ہوگیا اس بیڑے کی ہمیشہ ایک ہی تنظیم وجمعیت رہی۔ ۱۸۸۹ء تک اس کی قیادت کرنے والا امیر البحر شہنشاہ کا مقرر کردہ ہوتا تھا۔ بحری معاملات کا انتظام برلن کے شہنشاہی دفتر کے ذریعے سے ہوتا تھا جس کا صدر ایک وزیر سلطنت ہوتا تھا، اور یہ معتمد اگرچہ برائے نام وزیر اعظم کے روبرو ذمہ دار ہوتا تھا مگر وہ ہمیشہ بہت کچھ آزاد رہتا تھا۔ ۱۸۹۷ء سے ۱۹۱۶ء تک اس جگہ پر وہ شخص رہا جو جنگ عظیم کے دوران میں جرمانیہ کے تحت البحر مہم کا بانی تھا، یہ شخص اعلیٰ امیر البحر فون ترپتز تھا۔

فوج کی حیثیت ذرا پیچیدہ تھی۔ ۱۸۶۷ء کے قبل "عہدیت" کے ہر ایک رکن کی خود اپنی فوج تھی، جس کی تنظیم و تادیب خود اسی کے قوانین کے بموجب ہوتی تھی۔ اب ان میں سے ہر ایک ریاست نے ممد و معاون فوج کی حیثیت سے اپنی اپنی فوجیں وفاقیہ کی خدمت میں پیش کردیں مگر انھیں بالکلیہ حوالہ نہیں کیا، اور ۱۹۱۸ء میں سلطنت کے شکست ہونے کے وقت تک یہ تنظیم وحدانی و وفاقی خصوصیتوں کا ایک عجیب معجون مرکب بنی ہوئی تھی۔ قانوناً ہر ریاست کی خود اپنی فوج تھی اور مختلف ریاستوں کے حکمراں اپنی اپنی فوجوں کے سردار

[1] دی۔ بی۔ میرس "مجالس وضع قوانین و غیر ملکی تعلقات" (Legislatures and Foreign Relations) مطبوعہ امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو، نومبر ۱۹۱۷ء صفحات ۶۵۴ - ۶۶۴۔

سے تھے مگران فوجوں کی بھرتی، تنظیم، درستیٔ سامان اور قواعد سب شہنشاہی قانون کے تحت میں ہوتی تھیں، ان کی تعدادی قوت کا تعین شہنشاہی قانون ساز جماعتوں کی جانب سے ہوتا تھا۔ ان کے قیام کے تمام اخراجات شہنشاہی خزانے سے ادا ہوتے تھے، اور شہنشاہ ان کا سپہ سالار اعظم تھا۔ جیسے زمانۂ امن میں معائنہ، تقرر، اور اجتماع کے کامل اختیارات حاصل تھے، آخری امر یہ ہے کہ شہنشاہ، شہنشاہی کی مسلح قوتوں کا سپہ سالار اعظم تھا اور زمانۂ جنگ میں اسے غیر محدود اقتدار حاصل تھا۔ جن امدادی فوجوں کے خاص امتیازات قائم ہوئے وہ بویریا، ورٹمبرگ اور سیکسنی کی فوجیں تھیں۔ فوجی نظم ونسق میں جہاں تک مرکزیت قائم ہوئی تھی وہ پروشیا دی وزارت جنگ کے ذریعے سے عمل میں آئی تھی کیونکہ جس طرح قانون کی نظر میں کوئی شہنشاہی فوج نہیں تھی اسی طرح، کوئی شہنشاہی وزارت جنگ بھی نہیں تھی۔ لیکن قانون صرف سلطنتی امدادی فوجوں کے اجتماع کو جانتا تھا، اور اسے کسی شہنشاہی فوج کا علم نہیں تھا تو نہ ہو، دنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ یہ امدادی دستے شہنشاہ کے زیر قیادت ایک کامل الاتحاد جنگی قوت کا حکم رکھتے تھے۔ دنیا میں جو دوسرے درجے میں بحری قوت تھی وہ قیصر کی آواز پر لبیک کہنے کو حاضر تھی۔ اس کا فوجی نظم ایسا تھا جو شہنشاہی کے تمام صحیح القویٰ مرد آبادی کو فوجی تعلیم سے گزار دینا چاہتا تھا، اسے یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اس فوج کو جس رنگ میں چاہے ڈھال دے فوج کے تمام عہدہ دار اور سپاہی اس کی شخصی اطاعت کا حلف اٹھائے ہوئے تھے اور اسے ایسے ذرائع حاصل تھے کہ وہ جس وقت چاہے اس فوج اور بیڑے کو دنیا پر حملہ آور بنا دے، اندریں حالات ۱۹۱۴ء میں قیصر فی الواقع ازمنۂ جدیدہ کا یا سب سے بڑا جنگی سردار تھا۔[1]

---

[1] شہنشاہ کے فوجی و بحری اختیار کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:۔
ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" Howard; German Empire باب ۱۲۔
کریوگر، "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کے سیاسیات"

**وزیر اعظم: فرائض۔** دو سرے سیاسی ملکوں میں جو جگہیں وزارت یا کابینے سے پُر ہوتی ہیں وہ سب اس شہنشاہی کے اندر ایک واحد عہدہ دار کے قبضے میں ہوتی ہیں، جو چانسلر یا وزیر اعظم کہلاتا ہے۔ جب ۱۸۶۷ء میں دستورِ سلطنت بنایا گیا تو بسمارک نے یہ چاہا تھا کہ نئی دستوری حکومت کے لیے اعلیٰ درجہ کا انتظامی توحد حاصل کرے اور اس کے ساتھ ہی اپنے لیے نمایاں وقعت و اختیار کی جگہ اس طرح مہیّا کرے کہ وزیر اعظم کا کوئی رفیق نہ ہو اور وہ صرف صدر عہدیت یعنی شہنشاہ کو جواب دہ ہو۔ لامحالہ اس تجویز سے شہنشاہی معاملات میں غایت درجہ کی مرکزیت پیدا ہوگئی، اور کابینی حکومت کی نوعیت کی کسی شے کا کوئی وجود باقی نہ رہا۔ ۱۸۷۱ء میں اسی مسئلے پر پھر مباحثہ ہوا، اور دستور ساز انجمن کے حریت پسند عناصر نے ایک ترمیم کو بزور منظور کرایا جس کا ماحصل یہ ہوا کہ جب دستورِ سلطنت اپنی صورت میں قبول کیا گیا تو اس میں نہ صرف یہ شرط داخل تھی کہ "شہنشاہی وزیر اعظم جس کا تقرر شہنشاہ کرے گا وہ مجلس وفاقیہ

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ (Krueger : Government and Polities of the German Empire)

ابواب ۱۲-۱۳ - لابانڈ حسب بالا ۲۴۵-۵۹ شہنشاہ کی قانونی حیثیت کے متعلق عام اشارات کتب ذیل میں شامل ہیں:- ہاورڈ، حسب بالا باب ۳۔ کریوگر، حسب بالا، باب ۷۔

جے دبلیو، برگس، "جرمانی شہنشاہ" J. W. Burgess ; The German Emperor

مطبوعہ: پولیٹیکل سائنس کوارٹرلی، جون ۱۸۸۸ء لابانڈ: "قیصریت جرمنی"

Laband ; Das deutsche-Kaiserthum (Strassburg 1896) اسٹراس برگ ۱۸۹۶ء

فشر "امتیازات قیصر جرمنی" (R. Fischer ; Das Recht des deutschen Kaiser Berliv 1895) برلن ۱۸۹۵ء

اشٹائن باخ: جرمن قیصر کی قانونی حیثیت کا مقابلہ امریکہ کے رئیس جمہوریہ سے Steinbach:

Die reeble bisch Stellring des deatschen konsers vergleichen zut den Praendenten der Vereingten Staaten Von Amerika (Leipzig 1908) لائبزگ ۱۹۰۸ء

کی صدارت کرے گا اور اس کی کارروائی کا نگراں رہے گا" بلکہ اس میں یہ شرط بھی لگی ہوئی تھی کہ "شہنشاہ کے فرامین و احکام شہنشاہی کے نام سے جاری ہوں گے اور ان کے جواز کے لیے ان پر شہنشاہی وزیر اعظم کے دستخط بھی ضروری ہوں گے اور اس دستخط کی وجہ سے وزیر اعظم ان احکام کا ذمہ دار ہو جائے گا"[عہ]

ذمہ داری کے اس معاملے پر مزید اشارہ کرنے کے قبل' یہ بیان کر دینا بہتر ہوگا کہ وزیر اعظم کون تھا اور حکومت چلانے میں اس کا حصہ کیا تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اس کا تقرر شہنشاہ کی جانب سے ہوتا تھا اور اس کے لیے مجلس وفاقیہ کا رکن ہونا ضروری تھا' لیکن اگر شہنشاہ کسی ایسے شخص کو اس جگہ مقرر کرنا چاہتا جو بروقت اس جماعت میں داخل نہ ہوتا تو وہ بہت آسانی کے ساتھ ایسا کر سکتا تھا کیونکہ شاہ پروشیا کی حیثیت سے وہ مجلس وفاقیہ کے پروشیاوی نمائندوں کو نامزد بھی کرتا تھا۔ مجمل طور پر یہ کہنا چاہئے کہ وزیر اعظم کے فرائض دو نوع کے تھے۔ پہلا فرض مجلس وفاقیہ میں اس کے شمول کی وجہ سے پیدا ہوتا تھا' وہ اس جماعت میں نہ صرف اپنے پروشیاوی رفقا کے مانند شاہ پروشیا کی نمائندگی کرتا تھا بلکہ اسے اس جماعت کی صدارت اور اس کے کاموں کی نگرانی بھی تفویض تھی۔ وہ اس کے اجلاسوں کی تاریخ مقرر کرتا تھا۔ ریاستوں اور رائخستاگ کی جانب سے تمام مراسلات و تجاویز' سب اسکے ہاتھوں سے ہو کر گزرتے تھے' رائخستاگ کے نام کے تمام مراسلات اس کے ہاتھ میں آتے تھے اور تمام بیرونی تعلقات میں وہی اس کا نمائندہ تھا۔ مجلس وفاقیہ میں جن قوانین کی تحریک ہوئی تھی ان سب کو وہی شہنشاہ کے نام سے رائخستاگ کے سامنے پیش کرتا تھا' اور شہنشاہی وزیر اعظم کی حیثیت سے نہیں بلکہ مجلس وفاقیہ کے رکن کی حیثیت سے مجوزہ قوانین کی حمایت و تشریح کے لیے

---

عہ۔ دفعات ۱۵ و ۱۷' اڈاڈ "دساتیر جدیدہ" (Dodd ; Modern Constitution) جلد اول صفحہ ۳۳۱۔

وہی رائخستاک میں آتا تھا۔ جو تجاویز قوانین کی شکل میں منظور ہوتے تھے ان کی پابندی اس کے بعد ہی لازم آتی تھی جب وزیر اعظم شہنشاہ کے نام سے ان کا اعلان کر دے۔ اس قسم کے اعلانات معمولاً سرکاری جریدے میں ہوتے تھے۔

ایک دوسرا فرض جو مذکورۂ بالا فرائض کے ساتھ اس طرح مخلوط ہو گیا تھا کہ عمل میں بسا اوقات ممیز نظر نہیں آتا تھا، وہ وزیر اعظم کی اس حیثیت سے پیدا ہوتا تھا کہ وہ شہنشاہی کا خاص عاملانہ عہدہ دار تھا، جس کا درجہ صرف شہنشاہ کے بعد تھا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نظم و نسق کا کام بہت کچھ غیر مرکزی تھا، یعنی ریاستوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا گیا تھا مگر آخری درجہ میں انتظامی اقتدار بہت شدت سے مرکزی تھا۔ اور وزیر اعظم کے ہاتھوں میں اس حد تک جمع ہو گیا تھا کہ مغربی یورپ کی کسی دوسری قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ عاملانہ اور انتظامی عہدہ دار کی حیثیت سے وزیر اعظم کی نسبت بہت ہی موزوں طور پر یہ کہا گیا تھا کہ وہ "دوسرا شہنشاہ ہے اور بس"۔ اس کا تقرر شہنشاہ کی جانب سے ہوتا تھا، شہنشاہ اسے برطرف کر سکتا تھا، وہ اپنے فرائض محض اسی کے گماشتے اور مددگار کی حیثیت سے انجام دیتا تھا۔ ۱۸۷۰ء سے پہلے عہدیت کے عاملانہ فرائض ایک محکمے کو تفویض تھے جو عہدیتی دیوان کہلاتا تھا اور اس دیوان کی تنظیم تین حصوں میں ہوتی تھی "دفتر مرکزی"، دفتر ڈاک اور دفتر تار۔ اس زمانے میں فوج، بیڑے اور تعلقات خارجہ سے متعلق معاملات پروشیا کی مناسب وزارتوں کے حوالہ کر دئے گئے تھے۔ ۱۸۷۰ء میں معاملات خارجہ کا ایک جداگانہ وفاقی محکمہ قائم کیا گیا اور دوسرے سال معاملات بحریہ کا ایک وفاقی محکمہ قائم ہوا۔ ایک ایک کر کے دوسرے محکمے بھی قائم ہوئے تاآنکہ ۱۸۷۹ء میں اس کارروائی کی تکمیل اس طرح ہو گئی کہ وفاقی دیوان کے ہاتھ میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا، اس کا ایک محکمۂ داخلہ بنا دیا گیا۔ لیکن ان محکموں کی حیثیت ابتدا ہی سے اس سے بالکل مغائر تھی جو دوسری حکومتوں کی اسی قسم کی شاخوں کی ہوتی ہے۔ عملاً یہ سب شہنشاہی دیوان کے ضمنی دفاتر تھے اور ان کے سر دفتروں سے کسی مفہوم میں مشترک وزارت

یا کابینہ مرتب نہیں ہوتا تھا۔ ہر محکمہ کا ذمہ دار عہدہ دار اپنی جگہ پر بالکلیہ صاحب دیوان کی مرضی سے رہتا تھا اور رائخشتاگ یا شہنشاہ کے بجائے وہ براہ راست اسی کے روبرو جواب دہ ہوتا تھا۔ بعض زیادہ اہم عہدہ داروں کو "معتمد سلطنت" کا لقب حاصل تھا،[1] مگر ہر صورت میں قانوناً ان کی حیثیت کچھ اس سے زیادہ نہیں تھی کہ وہ انتظامی جماعت حکمراں کے ماہر اور کلیتہً غیر سیاسی عہدہ دار تھے اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کے لیے صاحب دیوان کے روبرو جواب دہ ہوتے تھے۔ خاص محکمے سات تھے: دفتر خارجہ، دفتر نوآبادیات، دفتر داخلہ، محکمۂ عدالت، خزانہ، امیر البحری، ڈاکخانہ۔ باعتبار حالات، بعض دفاتر دوسروں کی نسبت زیادہ اہم تھے۔ ان کے علاوہ متعدد شہنشاہی ضمنی دفاتر تھے جن میں ریلوے، بنک اور ماموریہ قرضہ کے دفاتر زیادہ نمایاں تھے۔ شہنشاہی نظم و نسق کی تمام خدمتوں پر تقرر و برطرفی شہنشاہ کے نام سے صاحب دیوان یا وزیر اعظم عمل میں لاتا تھا اور تمام اہم انتظامی ضوابط شائع کرتا تھا۔

**وزارتی ذمہ داری کا فقدان۔**

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے شہنشاہی دستور سلطنت میں یہ درج تھا کہ شہنشاہ کے فرامین و احکام کی پابندی اسی وقت لازم آئے گی جب ان پر شہنشاہی وزیر اعظم کے دستخط بھی ہوں اور "اسی دستخط کی وجہ سے وہ ان کی ذمہ داری قبول کرے گا" دستوری قانون پر لکھنے والے جرمانی مصنفین نے وزیر اعظم کی ذمہ داری کے مسئلۂ واحد پر لکھ کر ایک چھوٹا سا کتبخانہ جمع کر دیا ہے۔ بعض اسے قانونی ذمہ داری سمجھتے ہیں، بعض سیاسی اور بعض محض اخلاقی سمجھتے ہیں۔ مزید براں یہ سوال

[1] لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ عملاً زیادہ اہم معتمدین سلطنت، حکومت کے دوسرے اعضا سے اس سے زیادہ قریبی تعلق رکھتے ہیں جتنا مذکورۂ بالا بیان سے نتیجۃً خیال میں آسکتا ہے اکثر وہ مجلس وفاقیہ میں نشست ہی کرتے تھے اور اس وجہ سے انھیں یہ حق حاصل تھا کہ وہ رائخشتاگ کے اجلاس میں بذات خاص اپنی تجاویز کی حمایت کریں اکثر وہ پروشیاوی وزارت کے رکن بھی ہوتے تھے۔

بھی ہوتا ہے کہ یہ ذمہ داری کس کے روبرو عائد ہوتی تھی۔ دستور سلطنت نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور اس کے متعلق مختلف خیالات پیش کئے گئے ہیں۔ پھر یہ سوال تھا کہ اس ذمہ داری کا نفاذ کس طرح ہوگا۔ اس کے متعلق بھی دستور سلطنت ساکت تھا اور شارحین میں اتفاق نہیں تھا۔

سچ بات تو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر مباحث اس حالت کو دھندلا بنا دیتے ہیں جو کسی علیحدہ دیکھنے والے شخص کو صاف روشن نظر آتے ہیں۔ جس دفعہ کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے وہ ۱۸۶۷ء کے حقیقی و عضوی دستور پر ایک خارجی اضافہ تھا جس کا مقصود محض یہ تھا کہ نکتہ چینی فرو ہو جائے ورنہ اس کی کوئی واقعی حقیقت و معنی نہیں تھے۔ وہ گویا کل کا کل پروشیا کے دستور سے اٹھا کر رکھ دیا گیا تھا، اور وہاں بھی اس شرط کی کچھ حقیقی اہمیت نہیں تھی۔ جس مفہوم میں انگلستان و فرانس کے وزرا ذمہ دار ہیں اس مفہوم میں جرمانی وزیر اعظم مطلق ذمہ دار نہیں تھا۔ وہ تمام معاملات میں اپنے شہنشاہی آقا کے روبرو جواب دہ تھا، جو اسے ہدایت دے سکتا، اس کی تنبیہ کر سکتا، اس کو ملامت کر سکتا اور جس وقت چاہے اسے برطرف کر سکتا تھا۔ پس اس مسئلے پر نظریات کا تانا بانا جتنا چاہے پھیلایا جائے، عملاً اس کے سوا اس پر کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔ پس اس بحث سے کوئی فائدہ نہیں کہ اس کی یہ نمائشی ذمہ داری (خواہ مجلس وفاقیہ کے روبرو ہو خواہ رائخشٹاگ کے روبرو یا کسی اور رکارکن کے روبرو وہ) قانونی تھی یا سیاسی۔ کوئی ذریعہ ایسا مہیا نہیں کیا گیا تھا جس سے اس ذمہ داری کو شہنشاہ کے سوا کسی اور ذی اقتدار کے روبرو عمل میں لانے پر مجبور کیا جائے۔ یہی حال وزرا کا تھا کہ وہ کامل وراست طور پر وزیر اعظم کے زیر اقتدار ہونے کی وجہ سے اس کے اور اس کے توسط سے شہنشاہ کے روبرو ذمہ دار ہونے کے سوا اور کسی کے سامنے ذمہ دار نہیں تھے۔ وزیر اعظم فون بیولو نے ۱۹۰۶ء میں بالاعلان یہ کہا کہ "جرمانیہ میں وزرا پارلیمنٹ یا اس کی عارضی کثرت کے روبرو ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ وہ تاجدار کے مفوضہ نمائندے ہیں"۔ ۱۹۱۲ء میں جب شہنشاہ

کی نسبت یہ خیال کیا گیا کہ اس نے السا س لورین کے نئے عطا شدہ دستور کو واپس لے لینے کی دھمکی دی ہے اور اس پر اعتراضات کا طوفان برپا ہوا تو اس سے جوش میں آکر وزیر اعظم بیتھان ہولویگ نے اپنے عہدے کی نسبت نظریہ وواقعہ اس طرح بیان کیا کہ ''کوئی صورت حال ایسی نہیں پیدا ہوئی ہے جس کے لئے میں ذمہ داری نہ لے سکتا ہوں، جب تک میں اس جگہ پر قائم ہوں، میں شہنشاہ کے لیے سپر کا کام دیتا رہوں گا اور اس میں درباری ہونے کا کوئی خیال شامل نہیں ہے کیونکہ میں اس سے بالکل بیگانہ ہوں بلکہ میرے فرض سے یہ پابندی مجھ پر عائد ہوتی ہے جب میں اس فرض کو پورا نہ کرسکوں گا آپ مجھے اس جگہ پر نہ دیکھیں گے۔'' یہ بیانات لفظ بلفظ صحیح تھے، اور جہاں جہاں وزرا کی زبانوں سے یہ ادا ہوئے ان کے زمانے سے زیادہ اور کسی وقت میں صحیح نہ تھے۔ بسمارک کو بہت زیادہ آزادی حاصل تھی مگر ولیم دوم کے وزرائے عظمیٰ (جن میں آزاد طبیعت کیرپوی اور فون بیولو بھی شامل تھے جو ولیم کے شخصی امتیاز سے رشک کرتے تھے، وہ) بھی محض ذاتی معتمد ہو کر رہ گئے اور ہدایت کا اختیار انھیں بہت کم حاصل رہا۔ قیصر کے حکم کی تعمیل کرنا ان کا واحد فرض تھا۔[1]

بہر نوع۔ ۱۹۱۴ء کے التوائے جنگ کے وقت تک حکومت کا وہ کابینی نظم جس کا اصل الاصول یہ ہے کہ ایک جماعت عاملہ منتخبہ پارلمنٹی جمعیت کے روبرو کاملاً و مسلسلاً ذمہ دار ہو، یہ نظم جرمانیہ کے طول وعرض میں کہیں

---

[1] شپرڈ، Shepard. وزارتی ذمہ داری کی جانب میلانات ''Tendencies toward Ministerial Responsibility'' مطبوعۂ امریکن پولیٹکل سائنس ریویو'' فروری ۱۹۱۱ء۔ مقابلہ کیجئے۔ بارتے لیمی کی کتاب ''اطالیہ کے ہمعصر سیاسی ادارات'' Barthelemy Les institutions Politiques del' Allemagne contemporaine مطبوعۂ پیرس ۱۹۱۵ء باب ۳۔

موجود نہیں تھا' حریت پسند عناصر مدت سے اس کا مطالبہ کر رہے تھے' اور آخر زمانے میں آزاد خیال' استیصالی' اور اجتماعی عمومی فریق سب اس میں شامل ہو گئے تھے اور مبصروں نے بسا اوقات یہ خیال کیا کہ انھیں اس کے ترقی کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ مگر شہنشاہی حکومت ہمیشہ اپنا کام چلاتی رہی اور ایک لمحے کے لئے بھی اس نے رائخستاگ کے اس حق کو قبول نہیں کیا کہ وہ مخالف رائے سے وزیر اعظم یا اس کے ماتحتوں کو علیحدہ کر سکتی ہے۔ یہ ضرور تھا کہ وزیر اعظم پر نکتہ چینی ہو سکتی تھی اور اس کے پیش کردہ تجاویز کو شکست ہو سکتی تھی۔ مصلحت وقت کے خیال سے اس کا شہنشاہی آقا اسے برطرف بھی کر دیتا مگر اس نے کبھی اپنے کو اس امر پر مجبور نہیں سمجھا کہ تشریعی ایوان اگر اس کی تائید میں کوتاہی کرے تو اس بنا پر وہ اپنے عہدے سے اسی طرح کنارہ کش ہو جائے جس طرح برطانی یا فرانسیسی وزیر اس صورت میں کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کسی حکومتی تجویز کے شکست کا عملی اثر یہ نہ ہوگا کہ اس سے "عدم اعتماد" کی پارلیمنٹی رائے کا مفہوم لیا جائے؛ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اس صورت میں وزیر اعظم پر مستعفی ہو جانے کی مسلمہ ذمہ داری نہیں عاید ہوتی تھی۔ ۱۹۰۹ء میں وزیر اعظم فون بیولو کی کنارہ کشی اس کے پیشرؤں کے بہ نسبت زیادہ بے اختیاری طور پر وقوع میں آئی۔ جو لوگ حالات سے بہت زیادہ واقف ہیں وہ اس پر متفق ہیں کہ اس کا مقصود یہ تھا کہ اس سے یہ لازم نہ آئے کہ قوم کے منتخبہ نمایندوں کے سامنے ذمہ داری کو قبول کر لیا گیا ہے۔ صاف الفاظ میں صورت حال یہ ہو گئی تھی کہ وزیر اعظم اپنے تجوزہ محصول وراثت اور دوسرے مالی اصلاحات کے متعلق رائخستاگ کے استحفاظی فیسیی کثرت کے ساتھ کسی تسویہ باہمی پر رضامند نہیں تھا[1]۔

---

[1] وزیر اعظم کی حیثیت و فرائض کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:- ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" Howard ; German Empire باب ۷۔ کریوگر "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اسکے سیاسیات" Kruger ; Goverments & Politics of the German Empire

**مجلس وفاقیہ بدو و آغاز اور ترکیب**

اگر وزیر اعظم کا عہدہ زمانۂ جدید کی حکومتوں میں اپنا مثل نہیں رکھتا تھا تو مجلس وفاقیہ کا حال بھی اس سے کم نہ تھا۔ جرمانی سیاسی نظم کی کوئی خصوصیت اس سے زیادہ غیر معمولی نہیں تھی اور جیسا کہ ایک صاحب قلم نے کہا ہے کوئی دوسری خصوصیت اس سے زیادہ کامل طور پر اس کے طبائع وطنی کے موافق نہیں تھی لیے مجلس وفاقیہ کوئی "ایوان بالائی" نہیں تھا بلکہ معمولی مفہوم میں وہ بحث و مباحثہ کا کوئی ایوان بھی نہیں تھا۔ اس کے برخلاف' یہ کل شہنشاہی نظم کا مرکزی ادارہ تھا اور اس حیثیت میں' اسے فرائض کا ایک وسیع مجموعہ تفویض تھا جو صرف تشریعی نہیں تھے بلکہ انتظامی' مشاورتی' عدالتی' سفارتی سب ہی تھے۔

مجلس وفاقیہ ان نائبین پر مشتمل تھی جن کا تقرر شاہی ریاستوں کے حکمراں اور آزاد شہروں کے سیناتوں کی طرف سے ہوتا تھا۔ شہنشاہی کے ابتدائی، دستور میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ وفاقیہ کی پچیس ریاستوں کو جن اٹھاون رایوں کا حق ہے' وہ اس طرح پر تقسیم ہوں گی کہ بویریا کی چھ' سیکسنی کی چار' ورٹمبرگ کی چار'

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) باب ۸۔ لابانڈ؛ "سلطنت جرمنی کا قانون سیاسی" Laband; Das Staatsrecht des deutschen Reiches ج ۴۔ ڈیوپریئے۔ "وزرا" Dupreiz; Les ministres جلد اول صفحات ۴۸۳-۵۴۸- نیز دیکھو دو مضامین: "ہین سل Hensel; Die Stellung des Reichskanzlers nach dem Staatsrecht des deutschen Reichs کے وزیر اعظم کی حیثیت سلطنت جرمنی کے دستور میں"

ہیرٹ؛ "وقائع سلطنت جرمنی" Hirth. Ann. des deutschen Reiches 1882

تمبارو؛ "جرمنی میں اختیارات کی تبدیلی" M. I. Tambaro; La Transformation des Pouvoirs en Allemagne جریدۂ قانون عامہ" Rev. du. Driot Public جولائی تا ستمبر ۱۹۱۱ء۔

لے۔ لوئل؛ "حکومتیں اور فرق" Lowell; Governments and Parties جلد اول صفحہ ۲۵۱۔

باڈن کی تین ہسے کی تین مکلنبرگ شویرن کی دو برنسویک کی دو اور بقیہ سترہ ریاستوں کی ایک ایک رائے ہوگی۔ اس کے سوا کہ بویریا کا حصہ چار سے بڑھا کر چھ کر دیا گیا تھا اور پروشیا کا حصہ چار سے بڑھا کر سترہ کر دیا تھا، اور ہر طرح پر یہ تعداد اسی طرح رکھی گئی تھی جس طرح ۱۸۱۵ء کی عہد بت کی مجلس ملی میں تھی۔ پروشیاوی حصہ اس طرح بڑھا کہ ۱۸۶۶ء میں اس نے ہانوور، ہسے کاسل، ہولشٹائن لاؤنبرگ، ناساؤ اور فرینک فرٹ کو جذب کر لیا تھا، اور بویریا کا حصہ ۸ جولائی ۱۸۶۷ء کے اتحاد محاصلی کے معاہدے سے بڑھا۔ ۱۸۷۱ء کے دستور سلطنت کے منظور ہونے کے بعد پروشیا نے معاہدے کے ذریعے سے حکومت والڈیک کی رائے حاصل کرلی۔ نیز ۱۸۸۴-۸۵ء میں برنسویک میں مستقل پروشیاوی تولیت کے قائم ہو جانے سے اس ریاست کی دو رایوں کا حق بھی اسی کو مل گیا۔ پس اس طرح پروشیاوی حکومت کے زیر اقتدار رائیں عملی اغراض کے لئے بیس ہوگئیں ۱۹۱۱ء میں الساس لورین کے دستور کا جو قانون منظور ہوا اس کے تحت میں اس "سلطنتی صوبہ" کو مجلس وفاقیہ میں تین رایوں کا حق حاصل ہوگیا اور اس طرح کل تعداد اکسٹھ ہوگئی۔ یہ تین رائیں اُن نائبین کے ذریعے سے دیجاتی تھیں جن کا تقرر ان صوبوں کا گورنر کرتا تھا اور چونکہ اس کا تقرر شہنشاہ کی جانب سے ہوتا تھا اس لئے یہ رائیں بھی معمولاً پروشیا ہی کے اقتدار میں رہتی تھیں۔ لیکن قانون نے یہ شرط لگادی تھی کہ الساس کی رائیں اس وقت تک پروشیا کی رایوں میں شمار نہ کی جائیں گی جب تک کہ ان رایوں کے بغیر بھی اسے کثرت نہ حاصل ہو، اور دستوری ترمیمات کے متعلق اور رایوں کے مساوی ہونے کی صورت میں ان کا شمار ہی نہ ہوگا۔

یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ رایوں کی یہ حصہ رسدی کی تقسیم جس کا انتظام ۱۸۶۷ء کے دساتیر میں کیا گیا تھا وہ زیادہ تر غیر اصولی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ پروشیا اور بویریا کے حصوں کے سوا اسے ۱۸۱۵ء کے دستور سے لے لیا گیا تھا اور اس کی کوشش نہیں کی گئی تھی کہ مختلف ریاستوں کی آبادی، دولت اور اہمیت کے صحیح تناسب کے اعتبار سے ان کی تقسیم کی جائے۔ ان میں سے کوئی سا اصول بھی اختیار کیا جاتا تو پروشیا کو محض ثلث تعداد کے بجائے کثرت مطلق حاصل ہو جاتی۔

۱۸۶۷ء میں پروشیا کی آبادی شمالِ جرمانی عہدیت کی کل آبادی کا چار خمس تھی اور ۱۸۷۱ء میں شہنشاہی آبادی کا دو ثلث تھی۔ جس انتظام کے بموجب پروشیا نے چھوٹی ریاستوں کو اکتالیس رایوں کا مجموعہ سپرد کر دیا اور اپنے لیے صرف سترہ رائیں رکھیں اسے بسمارک نے اس غرض سے تجویز کیا تھا کہ چھوٹی ریاستوں کی یہ بدگمانی رفع ہو جائے کہ ان کے لئے پروشیا کے مسلط ہو جانے کا خطرہ ہے؛ اس کے ساتھ ہی (اس قاعدے کے ذریعے سے جن کی تشریح پہلے ہو چکی ہے) شہنشاہی دستور سلطنت کے بدلنے پر کامل اقتدار نے اصلی پروشیاوی اغراض کو محفوظ کر دیا۔

**مجلس وفاقیہ: تنظیم وطریق کار**

ہر ریاست کو یہ اختیار تھا مگر اس کے لئے یہ لازمی نہیں تھا کہ رایوں کی جس تعداد کا اسے حق حاصل تھا' اتنے ہی نائبین مجلس وفاقیہ میں بھیجے۔ پس ارکان کی کل تعداد اکسٹھ تھی۔ قانوناً اور ایک بڑی حد تک عملاً نائبین کی حیثیت سیناتیوں کی سی نہیں تھی بلکہ سفیروں کی سی تھی؛ اور شہنشاہ کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس جماعت کے ارکان کو رسمی "سفارتی تحفظ" کے اصول کے تحت لے آئے[1]۔ یہ نائبین جن ریاستوں کی نمائندگی کرتے تھے' علی العموم ان کے عہدہ دار (اور اکثر وزرا) ہوتے تھے۔ سابق زمانے میں' رواجاً ہر اجلاس کے لئے' ان کا تقرر از سر نو ہوتا تھا مگر جنگ عظیم کے برسوں پہلے اس جماعت کا اجلاس مسلسل سمجھ لیا گیا تھا۔ پس نیا تقرر اسی وقت ہوتا تھا جب ریاستی حکومت ایسا چاہتی تھی۔ ریاستیں جس وقت چاہتیں اپنے ارکان کو واپس بلا لیتیں یا ان کے بجائے دوسرے کو مقرر کر دیتیں۔ مجلس وفاقیہ کی خالص وفاقی نوعیت پر دو خاص واقعات سے زور دیا گیا تھا۔ نائبین اپنی تقریر عمل اور رائے دہی میں اپنے خیالات کا لحاظ نہیں کرتے تھے بلکہ جو حکمران ان کا تقرر کرتے تھے۔ ان کی قطعی ہدایت کے بموجب عمل کرتے تھے شاذونادر ایسا ہوتا تھا کہ ان کے ہدایات میں انہیں معقول حد تک آزادی دی گئی ہو قطعی معنی میں مجلس وفاقیہ غور و فکر کی

[1] دفعہ ۱۰۔ ڈاڈ "جدید دساتیر" Dodd ; Modern Constitutions جلد اول صفحہ ۳۲۰۔

جمعیت تھی ہی نہیں، البتہ سابق مجلس ملّی کے برخلاف یہ جمعیت محض سفرا کی مجلس ہونے سے کچھ زائد تھی۔ دوسرے یہ کہ جو رائیں دی جاتی تھیں وہ انفرادی ارکان کی رائیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ ریاستوں کی رائیں ہوتی تھیں اور یہ رائیں ریاستوں کے وفدوں کی طرف سے مجموعی طور پر دی جاتی تھیں اور اس سے کچھ بحث نہیں ہوتی تھی کہ ارکان حاضرالوقت کی تعداد کیا ہے۔ چنانچہ بویریا کو چھ رایوں کا حق حاصل تھا۔ اب چھ بویریائی وفدوں کی رائیں جو چاہے ہوں یہ چھؤں بویریائی رائیں مسئلہ پیش آمدہ کے متعلق یک جائی طور پر دی جاتی تھیں یہ ضروری نہیں تھا کہ چھؤں وفد اس فیصلے میں حصہ لیں، بلکہ درحقیقت اگر معاملہ اہم ہوتا تھا، تو اغلباً فیصلہ حکومت وطنی کی طرف سے صادر ہوتا تھا، خود وفد اس کا تصفیہ نہیں کرتے تھے۔ ایک ہی تنہا وفد وہ تمام رائیں دے سکتا تھا جو اس کی سلطنت کے حصے میں ہوتی تھیں۔ پس پروشیا کو جن بیس رایوں پر اقتدار حاصل تھا وہ ہمیشہ مجموعی شکل میں دی جاتی تھیں جن کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ پروشیا کی مرضی علی العموم ایوان میں غالب رہا کرتی تھی۔ متعدد مواقع پر ایسا ہوا کہ چھوٹی ریاستیں اتنی کافی تعداد میں متحد ہوگئیں کہ پروشیا جس تجویز پر جمی ہوئی تھی اسے شکست دیدی، مگر اس قسم کی کارروائی غیر معمولی تھی۔

شہنشاہ جس وقت چاہے مجلس وفاقیہ کا انعقاد کر سکتا تھا، عملاً اس کے معنی یہ تھے کہ وزیراعظم جس وقت چاہے۔ لیکن جیسا کہ کہا جا چکا ہے واقعاً اس کا اجلاس مسلسل تھا۔ ان اوقات کے سوا کہ وہ کسی دوسرے رکن کو اپنی جگہ پر کام کرنے کے لئے مقرر کر دے، دوسرے اوقات میں صدارت وزیراعظم کرتا تھا۔ جمعیت کے ہر رکن یعنی ہر ریاست کو تحریک یا تجویز پیش کرنے کا حق تھا۔ شہنشاہ کو اس قسم کی تجویزیں پیش کرنے سے روک دیا گیا تھا، مگر شاہ پروشیا کی حیثیت سے وہ ہر ایک تجویز پروشیاوی وفد کے ذریعے سے پیش کر سکتا تھا گو واقعی عمل میں اس تہ در تہ تدبیر کے اختیار کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ یہ جماعت لابدی طور پر بند دروازوں کے اندر نشست کرتی تھی اور اگرچہ اجلاس کے ختم ہونے پر کارروائی کے متعلق بیان عموماً اطلاع

کو دیدیا جاتا تھا اگر ارکان یہ فیصلہ کرسکتے تھے کہ اس قسم کی اطلاع قطعاً روک دیجائے۔ چند مستثنیات کے سوا اکسٹھ ارکان کی کثرت محض کسی تجویز کے قبول کر لینے کے لئے کافی تھی۔ رایوں کے مساوی ہونے کی صورت میں پروشیا وی تو فیصد کی رائے فیصلہ کن ہوتی تھی۔ کثرت محض کے ذریعے فیصلوں کے اوپر خاص بندشیں حسب ذیل تھیں:- (۱) دستور سلطنت کی ترمیم کی تجویز صرف چودہ رایوں سے مسترد کی جاسکتی تھی۔ اس سے (جیسا تشریح ہوچکی ہے) یہ ہوتا تھا کہ ان ترمیمات پر پروشیا کو حق امتناع مطلق حاصل تھا۔ (۲) جب فوجی معاملات، بیڑے، محصولات درآمد و برآمد، اور مختلف اصرانی محصولوں سے متعلق مجوزہ قانون پر تقسیم آرا ہوتی تھی تو اس وقت پروشیا اگر یہ رائے دے کہ صورتِ موجودہ برقرار رہے تو اسی کی رائے غالب رہتی تھی[1]۔

مجلس وفاقیہ کے کاموں میں ایک بڑا حصہ رائخستاگ کے غور کے لئے تجاویز کا تیار کرنا تھا، اور اس کی محنت کا ایک معتد بہ جز و مجالس ذیلی کے ذریعے سے انجام پاتا۔ مستقل مجالس ذیلی بارہ تھے۔ ان میں سے آٹھ کا انتظام تو دستور سلطنت میں کیا گیا تھا اور چار مستقل احکام کے ذریعے سے قائم تھیں۔ دستور سلطنت کے بموجب جو مجالس ذیلی ضروری تھیں وہ حسب ذیل تھیں۔ فوج و قلعہ بندی، معاملات بحری، کروڑگیری و محاصل، تجارت و بازرگانی، ریل، ڈاک اور تار، معاملاتِ عدالتی، حسابات، اور تعلقات خارجہ۔ مجالس ذیلی ایک ایک برس کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ بعض قیود کے ساتھ انکا انتخاب خود مجلس وفاقیہ خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے کرتی تھی۔ اس میں استثنا صرف یہ تھا کہ معاملاتِ بحری کی مجلس کے ارکان کا تقرر شہنشاہ کرتا تھا اور فوج و قلعہ بندی کی مجلس کے ایک رکن کے سوا اور کل ارکان کا تقرر بھی وہی کرتا تھا۔ لیکن قانونی اعتبار سے ہوتا یہ تھا کہ مجلس وفاقیہ اپنی رائے کے ذریعے سے صرف یہ فیصلہ کرتی تھی کہ کس کس مجالس ذیلی میں کس کس سلطنت کی نمائندگی ہو اور اپنے نمایندوں

[1] دفعہ ۵۔ ڈاڈ "جدید دساتیر" (Dodd ; Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۳۲۰۔

کے نامزد کرنے کا حق ان ریاستوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیا جاتا تھا۔ تمام مجالس ذیلی سات ارکان پر مشتمل ہوتی تھیں۔ صرف مجلس معاملات بحری میں پانچ ارکان ہوتے تھے۔ اور ہر مجلس میں کم سے کم پانچ ریاستوں کے نمائندے ہوتے تھے۔ ایک مجلس معاملات خارجہ کے سوا، جس کی صدارت بویریا سے متعلق تھی، تمام دیگر مجالس کی صدارت پروشیا کے ہاتھ میں تھی۔

**مجلس وفاقیہ: فرائض اختیارات**

جرمانی دستوری نظم میں مجلس وفاقیہ کو جو مرکزی حیثیت حاصل تھی اس کا لازمہ یہ تھا کہ اس جماعت کے فرائض اساسی اور اس کے اختیارات حاوی ہوں۔ اس کا کام زیادہ تر تشریعی و مالی ہونے کے علاوہ کسی قدر عاملانہ و عدالتی بھی تھا۔ دستور سلطنت میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ شہنشاہی عاملانہ اختیار مجلس وفاقیہ اور رائخشٹاگ کے ذریعے سے عمل میں آئے گا، اور کسی قانون کے وضع ہونے کے لئے دونوں جماعتوں کی کثرت رائے لازمی و کافی تھی۔ ابتداءً قانون کی تحریک کرنے کا حق صریحاً رائخشٹاگ کو عطا کیا گیا تھا مگر عملاً اس کا نفاذ تقریباً کلی طور پر مجلس وفاقیہ کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ مالی سودات تک کی ابتدا برابر اسی ایوان بالائی میں ہوتی تھی۔ معمولی طریق عمل کے بموجب، سودات قانونی مجلس وفاقیہ میں تیار ہوتے ان پر بحث ہوتی اور ان پر رائے دی جاتی، غور و قبول کے لئے رائخشٹاگ کے سامنے پیش ہوتے، اور شہنشاہ کی جانب سے اشاعت پذیر ہونے کے قبل اس مجلس کی مزید تنقید کے لئے واپس آتے تھے۔ ہر صورت میں تجاویز کی آخری منظوری اس مجلس میں ہونا ضروری تھی۔ وسیع معنی میں یہ کہنا چاہیئے کہ مجلس وفاقیہ قانون بناتی تھی اور رائخشٹاگ صرف اس کی منظوری دیتی تھی۔

مجلس وفاقیہ کے عاملانہ فرائض کچھ عجیب طرح سے مخلوط تھے، اگر ان کا مجموعہ بہت معتدبہ تھا۔ اول یہ کہ اس جماعت کو ضمنی انتظامی اختیار حاصل تھا۔ دستور سلطنت میں یہ قرار دیا گیا تھا "شہنشاہی قوانین کے نفاذ کے لئے جو عام انتظامی شرائط و انتظامات ضروری ہیں انھیں یہ مجلس اسی حد تک عمل میں لائے گی

کہ ان کے لیئے قانونی اعتبار سے کوئی اور انتظام نہ کیا گیا ہو۔ نیز شہنشاہی قوانین
کے نفاذ میں جن نقائص کا پتہ چلے گا ان پر بھی کارروائی کرے گی[1] یہ فرض ان
احکام کے ذریعے سے عمل میں آتا تھا جن کی ترکیب اس طرح ہوتی تھی کہ وہ دستور
سلطنت، قانون موجودہ، یا شہنشاہی و ریاستی کسی موضوعہ اقتدار کے خاص
امتیازات کے منافی نہ واقع ہوں۔ دوسرے یہ کہ بعض اختیارات جو شہنشاہ
کو تفویض تھے ان کا نفاذ صرف مجلس وفاقیہ کی رضامندی سے ہو سکتا تھا۔
ان میں سے زیادہ اہم یہ تھے (۱) جنگ کا اعلان (۲) معاہدات کا طے کرنا مگر
یہ انھیں معاملات تک جو شہنشاہی قوانین کی حد میں آتے ہوں۔ اور (۳)
نافرمان ریاست کے خلاف کارروائی کا عملدرآمد۔ آخری امر یہ ہے کہ رائخسٹاگ
کے ساتھ بعض ایسے تعلقات قائم رکھے گئے تھے جن سے ایسے اقتدار کے عمل میں
لانے کی ضرورت پڑتی تھی جو فی الاصل عاملانہ تھے۔ شہنشاہ کی رضامندی سے
مجلس وفاقیہ عمومی ایوان کو منتشر کر سکتی تھی، اور اس مجلس کے ہر رکن کو یہ حق
حاصل تھا کہ وہ رائخسٹاگ میں جائے اور جس وقت بھی وہ چاہے اس کی خواہش
پر اس کی تقریر سنی جائے۔ یہ حق ایک گونہ ایسا ہی تھا جیسا کہ پارلیمنٹی حکومت
میں وزرا کو حاصل ہوتا ہے، مگر یہ ملحوظ رہے کہ مجلس وفاقیہ کے ارکان کو
رائخسٹاگ میں جانے کا حق اس غرض سے نہیں حاصل تھا کہ وہ وہاں کسی ایسے
قانون کی تائید کریں جسے اس مجلس نے وضع کیا ہو یا وضع کرنے کا ارادہ رکھتی
ہو بلکہ ان کے وہاں جانے کا مقصود یہ تھا کہ وہ خاص اپنی ریاستوں کے
مقاصد یا مطالبات کو پیش کریں۔ اسی طرح مالیات عامہ کے متعلق بہت
وسیع فرائض اس مجلس کو تفویض تھے۔ وہ سالانہ موازنہ تیار کرتی تھی، ریاستوں
کے ساتھ سلطنت کے جو حسابات ہوتے، ان کی تنقیح کرتی تھی، "شہنشاہی بنک"
شہنشاہی ماموریہ قرضہ، اور دوسرے مالی ذرائع کار کے ساتھ نگرانی کے اہم
تعلقات رکھتی تھی۔ آخری امر یہ ہے کہ تقرر کے اختیار میں بھی اس کی شرکت تھی،

[1] دفعہ ۷۔ ڈاڈ "جدید دساتیر" (Dodd ; Modern Constitutions) جلد اول صفحہ ۳۲۹۔

کیونکہ یہ اختیار اگرچہ شہنشاہ کو تفویض تھا مگر بعض عہدہ دار جیسے شہنشاہی عدالت کے جج، واقعاً اسی مجلس کی جانب سے منتخب ہوتے تھے، اور اس کے سوا اور بہت سی صورتوں میں اس مجلس کو تقرر کی تصدیق کا مسلمہ حق حاصل تھا۔

عادلانہ اعتبار سے یہ جراقعہ کی اعلیٰ عدالت کی حیثیت سے نشست کرتی تھی، اور اس عدالت میں ریاستوں کی عدالت سے مقدمات اس وقت پیش کئے جاسکتے تھے جب یہ ظاہر کیا جاسکے کہ ان عدالتوں میں انصاف نہ ہوگا۔ شہنشاہی حکومت اور کسی ریاست کے درمیان جو تنازعات ہوں، ان کے تصفیے میں بھی مجلس آخری چارہ کار کے طور پر عدالت کا کام دیتی تھی یہی اس صورت میں بھی ہوتا تھا، جب دو ریاستوں کے درمیان تنازعہ ہو اور مسئلہ زیر بحث خانگی قانون سے تعلق نہ رکھتا ہو اور فریقین میں سے کسی ایک کی جانب سے کارروائی کی قطعی درخواست کی جائے۔ آخری امر یہ ہے کہ جن ریاستوں میں دستوری اختلافات طے کرنے کے لئے کسی صاحب اقتدار کا تعین نہ کیا گیا ہو، وہاں کے دستوری معاملات سے متعلقہ تنازعات میں فریقین میں سے کسی ایک کی درخواست پر مجلس کا یہ کام تھا کہ وہ کوئی مصلحانہ تصفیہ کردے، اور اگر یہ ناممکن ثابت ہو تو وہ ایسا انتظام کرے کہ مسئلہ شہنشاہی قانون کے ذریعے سے طے ہو جائے۔

اختیارات کے اس اجتماع نے اس مجلس کو شہنشاہی حکومت کے اندر ایک ایسا عنصر بنا دیا تھا جو قانون کے اعتبار سے خود شہنشاہ سے بھی گری ہوئی نہیں تھی۔ سابق جرمانی نظم کے حامی مدتوں یہ دلیل پیش کرتے رہے تھے کہ چونکہ یہ مجلس زیادہ تر مختلف ریاستوں کے وزرا اور دوسرے عہدہ داروں سے مرکب تھی اس لئے دنیا میں یہ سب سے زیادہ تجربہ کار اور قابل تشریعی جماعت تھی اور یہ لوگ اس پر بھی مصر تھے کہ یہ جماعت رجعت پسند یا غیر معمولی طور پر استحفاظی نہیں ہے۔ مگر یہ کوئی پوشیدہ امر نہیں کہ اس جماعت کے ارکان بادشاہوں اور اعیانی سیناتوں کی جانب سے مقرر ہوتے تھے، اور وہ

انھیں غیر عمومی اقتدارات کے نمائندے تھے' اور ہر اعتبار سے انھیں کے زیر اثر تھے'
اور یہ جماعت ان قوتوں کی پشتیبان تھی جو تغیرات کے ہمیشہ مخالف رہتے ہیں۔
ملک میں عمومی حکومت کے قائم ہونے کے لئے گویا ایک قطعی شرط یہ تھی کہ
مجلس وفاقیہ یا تو منسوخ کر دی جائے ورنہ اس کی ترکیب اور اس کے
اختیارات میں کامل تغیر کر دیا جائے۔[1]

**رائخشٹاگ: ترکیب و انتخابی نظم**

مجلس وفاقیہ کے بالمقابل جس کی تنظیم خالص وفاقی بنا پر
ہوئی تھی' رائخشٹاگ کی نوعیت بہت وسیع طور پر قومی
تھی۔ وہ نہ صرف ریاستوں کی نمائندگی نہیں کرتی تھی'
بلکہ ان کے باشندوں کی نمائندگی بھی نہیں کرتی' درحقیقت
مجموعی حیثیت سے وہ سلطنت کی نمائندگی کرتی تھی۔ جرمنی میں مطلق العنانی اور
دفتریت کے عناصر کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اس نظم
میں کسی ایسے پارلیمنٹی ایوان کی گنجائش نہیں تھی جیسا کہ برطانی دارالعوام یا فرانسیسی

---

[1] مجلسِ وفاقیہ کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:- کروگر "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کے
سیاسیات" (Kruger ; Government and Politics of the German Empire
باب ۶۔ ہاورڈ: "جرمانی شہنشاہی" Howard; Imperial Germany
جے۔ ایچ۔ رابنسن: "جرمانی مجلس وفاقیہ" J. H. Robinson; The German Bandesrath
مطبوعہ جامعۂ پنسلوینیہ (فلاڈلفیا ۱۸۹۱ء)؛ لابانڈ: "جرمانی شہنشاہی کا دستور مملکت"
Laband; Das Staatsrecht des deutschen Reiches ۲۷-۳۱؛ لیبان: "مطالعات
سیاسیات جرمانیہ" Labon; Etudes sur L' Allemagne Politique ۱۲۷-۱۵۱؛ ڈیوپرسے:
"وزراء" ۵۰۱-۵۲۳؛ زورن: "سلطنت جرمنی کا دستور سلطنت" Zorn ; Das Staatsrecht
des deutschen Reiches ۱۳۶-۱۶۰؛ کلیملے: "مجلس وفاقیہ کا دستوری اساس E. Kliemke ;
اور استحکام" Die Staatsrechtliche Natur und Stellung des Bundesrathes
برلن ۱۸۹۴ء؛ ہردیگن: "انتظام سلطنت و مجلس وفاقیہ" A. Herwegen; Reichsver fassung
und Bundesrat کولون ۱۹۰۲ء۔

ایوان ہے، لیکن اس کے باوجود کہ رائخسٹاگ کے فرائض محدود تھے وہ دنیا کی نہایت ہی دلچسپ تشریعی جماعتوں میں سے ایک جماعت تھی، اور چونکہ اس دستورِ سلطنت میں عمومی عنصر ایک یہی تھی اس لئے اسے یہ خاص اہمیت حاصل تھی کہ حکومت کی اگر کوئی جدید وعمومی تجویز عمل میں آئے تو اس کی بنیاد یہی ہوگی۔

دستورِ سلطنت کی شرط کے بموجب رائخسٹاگ کے ارکان کا انتخاب پانچ برس کے لئے ہوتا تھا[1] یہ انتخاب راست وخفیہ رائے دہی کے ذریعے سے ایک ہی مقررہ دن میں تمام شہنشاہی کے اندر ہوتا تھا۔ ۱۸۷۱ء کے دستورِ سلطنت نے ارکان کی تعداد ۳۸۲، مقرر کی تھی؛ ۲۵ ؍ جون ۱۸۷۳ء کے قانون نے السَاس لورین کے بھی پندرہ ارکان مقرر کئے اور اس طرح تعداد ۳۹۷ ہوگئی اور بعد کو یہی تعداد بلا تغیر قائم رہی۔ انتخابی حلقے جن میں سے ہر ایک سے ایک رکن منتخب ہوتا تھا، ابتداءً اس طرح ترتیب دئے گئے تھے کہ ہر ایک میں ایک لاکھ باشندے ہوں، اور نیز یہ کہ کسی حلقے میں دو یا زائد ریاستوں کے حصص نہ شامل ہوں۔ پروشیا کے حصے میں ۲۳۵، ارکان آئے بویریا کے حصے میں ۴۸ سیکسنی کے حصے میں ۲۳، دوسری ریاستوں کو اس سے کم اور گیارہ ریاستوں کو صرف ایک ایک رکن ملے۔ ۳۱ ؍ مئی ۱۸۶۹ء کے انتخابی قانون میں یہ قرار پایا تھا کہ آبادی کے تغیرات کے اعتبار سے نشستوں کی تقسیم ثانی آئندہ قوانین کے بموجب ہوگی، مگر اس قسم کا کوئی قانون وضع نہیں ہوا، اور ۱۸۷۱ء کے بعد پھر کوئی تقسیم جدید نہیں ہوئی۔ عظیم الشان حرفی وتجارتی قوم کی حیثیت سے جرمانیہ کی ترقی زیادہ تر اسی دور میں واقع ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آبادی نہایت کثرت کے ساتھ ملک کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں خاص کر زرعی مقامات سے شہروں کو منتقل ہوئی، اور اس طرح انتخابی حلقوں میں ایسی شدید عدم مساوات پیدا ہوگئی جو دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتی۔ جنگ عظیم سے کچھ قبل، مشرقی پروشیا کے زرعی صوبے میں ایک ایک حلقے کے رائے دہندوں کی اوسط تعداد ۱۲۱۰۰۰، تھی، برلن میں یہ تعداد ۴۵۰۰۰۰، تھی۔ بارہ نہایت ہی آباد

[1] ۱۸۸۸ء میں میعاد تین برس سے بڑھاکر پانچ برس کی گئی۔

حلقے جن کی نمائندگی رائخشٹاگ میں ہوتی تھی، ۱۹۵,۰۰۰ آبادی کی قائم مقامی کرتے تھے اور بارہ سب سے کم آباد حلقوں کی آبادی ۱۱,۰۰۰ تھی۔ سٹوبرگ پیے کے حلقے میں صرف ۱۹۰۹ نفوس تھے۔ ترتیب جدید کا شدید مطالبہ مدتوں سے ہو رہا تھا، مگر شہنشاہی حکام سختی کے ساتھ اس کے خلاف تھے؛ وہ ہر ممکن قوت کے ساتھ یہ دلیل پیش کرتے تھے کہ نمائندگی مقاصد کے اعتبار سے ہونا چاہیئے نہ کہ محض تعداد کے اعتبار سے، اور اس معیار سے دیکھا جائے تو موجودہ تقسیم بالکلیہ قابل اطمینان ہے۔ اس وقت اندازی کی اصل وجہ معلوم کرلینا کچھ دشوار نہیں ہے؛ تغیر کے معنی یہ ہوتے کہ شہری حلقوں سے جو ارکان منتخب ہوتے ان کی تعداد دو چند یا سہ چند ہو جاتی اور اس کا اثر یہ ہوتا کہ اجتماعی اور دوسرے استیصالی ارکان کی تعداد جو پہلے ہی سے بڑھ رہی تھی اور زیادہ بڑھ جاتی۔

لیکن رائے دہی معقول طور پر عمومی تھی پچیس برس یا زائد عمر کے تمام مرد باشندے جن کا باقاعدہ اندراج ہو گیا ہو، وہ جس حلقے میں رہتے ہوں اس میں انہیں رائے دینے کا حق تھا۔ جو طبقات اس سے ناقابل قرار دئے گئے تھے وہ صرف ان لوگوں پر مشتمل تھے جو دوسروں کی تولیت میں ہوں، دیوالیہ ہوں، سرکاری خیرات لیتے ہوں، یا عدالتی طور پر شہریوں کے بعض حقوق سے محروم کر دئے گئے ہوں، یا واقعاً فوج یا بیڑے میں برسر کار ہوں۔ دہری رائے دہی مطلق نہیں تھی۔ ہر ایک متصف رائے دہندہ جو کسی ریاست میں ایک برس رہا ہو، منتخب ہو سکتا تھا۔ انتخابی کارروائی کا انضباط ۱۸۶۹ء کے قانون کے بموجب ہوتا تھا، جس میں بعد میں کچھ جزوی ترمیمیں ہوئی ہیں، ۱۸۷۱ء اور ۱۸۷۳ء میں یہی قواعد علی الترتیب جنوبی ریاستوں اور السا س لورین پر بھی وسیع کئے گئے۔ شہنشاہی فرمان سے مقرر کردہ دن پر تمام سلطنت میں یکساں طور پر انتخابات ہوتے تھے۔ پانچ برس کی مدت کے ختم ہونے کے قبل رائخشٹاگ منتشر کر دی جائے تو ساٹھ دن کے اندر انتخاب کا ہونا ضروری تھا، اور انتشار سے نوے دن سے کم کے اندر نئی رائخشٹاگ کا انعقاد ہو جانا چاہیئے تھا۔ ہر حلقۂ انتخاب اضلاع میں منقسم تھا اور ہر ضلع میں انتخاب سے کم از کم چار ہفتے پہلے رائے دہندوں کی فہرست تیار ہو کر عام معاینے کے لیے رکھ دی جاتی تھی۔ رایوں کے پوشیدہ

رکھنے کا خاص اہتمام ۱۹۰۳ء کے وضع کردہ ضوابط کے ذریعے سے کیا گیا تھا۔ رائے دہندہ جب مقام رائے دہی پر آتا تو رائے دہی کا ایک سفید کاغذ اسے دیا جاتا تھا جس پر سرکاری مہر ہوتی تھی۔ ایک گوشے میں بیٹھ کر جو رائے دہی کے کمرے میں اس مقصد کے لئے علیحدہ کر دیا جاتا تھا، وہ اپنی رائے کا نشان لگاتا اور اسے لفافے میں بند کرتا تھا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلنے لگتا تو اس لفافے کو صدر عہدہ دار کو دیدیتا یا اسے رائے دہی کے ظرف میں ڈال دیتا تھا۔ مجلسِ انتخاب اُس صدر عہدہ دار اس کے نائب، ایک معتمد اور تین سے چھ تک مددگاروں پر مشتمل ہوتی تھی، اور ان میں سے کسی کو کوئی معاوضہ نہیں ملتا تھا۔ رائے دہی دس بجے صبح سے سات بجے شام تک جاری رہتی تھی، اس کے بعد مجلس رایوں کا شمار کرتی تھی، اور نتائج تمام رایوں اور دوسرے کاغذات کے ساتھ حلقے کے ماہورانِ انتخاب کے پاس بھیجدیئے جاتے تھے جن کا تقرر مقامی انتظامی حکام کی جانب سے ہوتا تھا۔ پہلی رائے دہی کے ذریعے سے منتخب ہونے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس حلقے میں جتنی رائیں دی گئی ہوں ان کے اعتبار سے کثرتِ مطلق حاصل ہو۔ اگر کسی امیدوار کو اس قسم کی کثرت نہیں حاصل ہوتی تھی تو دو ہفتے بعد دوسری رائے دہی ہوتی تھی، اور پھر یہ انتخاب فرانس کی طرح نہیں ہوتا تھا کہ جتنے امیدوار رہنا چاہیں رہیں اور نئے داخل ہو جائیں بلکہ یہ انتخاب صرف ان دو شخصوں کے درمیان ہوتا تھا جنھیں پہلے موقع پر سب سے زیادہ رائیں حاصل ہوئی تھیں۔ شاذ و نادر اگر دونوں طرف رائیں برابر ہوتی تھیں تو فیصلہ قرعے کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ چونکہ اکثر حلقوں میں رائے دہندے متعدد فریقوں میں منقسم ہوتے تھے اس لئے کثرت سے دوسری رائے دہی کی ضرورت پڑتی تھی ۱۹۰۷ء میں دوسری رائے دہیوں کی تعداد ۱۵۸ تھی اور ۱۹۱۲ء میں یہ تعداد ۱۹۱ تھی۔ چالیس فیصدی صورتوں میں یہ ہوتا تھا کہ جن امیدواروں کو ابتداءً کثرتِ رائے حاصل ہوئی تھی، وہ آخر میں ناکام رہ جاتے تھے، اس نظم کا مفاد بالعموم استحفاظی اور اعتدال پسند فریقوں کے حق میں ہوتا تھا اور اس لئے اجتماعیوں کے لئے مضر ہوتا تھا۔[1]

[1] ملاحظہ ہو ل۔ اے۔ ان ہوکوم "راست اختراعاتِ ابتدایہ اور اختراعِ ثانی"

**رائخشٹاگ: تنظیم وطریق کار**

دستورِ سلطنت میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ رائخشٹاگ کا انعقاد سال میں کم سے کم ایک مرتبہ ضرور ہوگا، اور جس زمانہ میں مجلس وفاقیہ کے اجلاس نہ ہوتے ہوں، اُس زمانے میں اس کے اجلاس بھی نہ ہوں گے۔ اس صورتِ خاص کو چھوڑ کر شہنشاہی حکام جب چاہیں اجلاس منعقد کر سکتے تھے۔ طلب نامہ شہنشاہ کی طرف سے جاری ہوتا تھا۔ اور میقاتوں کا افتتاح وہ بذاتِ خاص یا نیابت کے ذریعے سے بہت شان کے ساتھ کرتا تھا۔ وہ اس جماعت کی مرضی کے بغیر تیس روز تک اُسے ملتوی کر سکتا تھا۔ اور مجلس وفاقیہ کی رضامندی سے وہ اسے منتشر بھی کر سکتا تھا۔ جلسوں میں حاضری ہمیشہ بہت کم رہتی تھی۔ السا س کا ایک نمائندہ جو ۱۸۹۸ء میں اس میں داخل ہوا تھا، کہتا ہے کہ اس زمانے میں معمولاً ساٹھ ارکان یعنی ایک سدس سے بھی کم اپنی جگھوں پر ہوتے تھے[1] اکثر برلن میں اسی وقت آتے تھے جب کوئی غیر معمولی سیاسی ضیق پیش آتی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ اس کی ایک وجہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ (Holcombe ; Direct Primaries and the second Ballot) مطبوعہ "امریکن پولیٹکل سائنس ریویو" نومبر ۱۹۱۱ء شہنشاہی انتخابی نظم کے متعلق حوالجات کتب ذیل میں ملیں گے: کریوگر "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کے سیاسیات" (Kruger; Goverment and Politics of the German Empire) باب ۵۔ ہاورڈ جرمانی شہنشاہی باب ۵ لیبان sur la legislation electorale de l'empire d'Allemagne" in Bull de Legis Comp. 1879 :حسب بالا۔ ۷۰ تا ۸۳۔ بیلو: پارلیمنٹی شمار کا قانون سلطنت جرمنی میں" (G. Below; Das parlamentarische Wahlrecht in Dentschland) برلن ۱۹۰۹ء نیزارڈ: رائے دہی عامہ کا ارتقا پروشیا اور سلطنت جرمنی میں (Nezard ; L'Evolution du sufferage universel en prusse et dans l'Empire allemand) جریدۂ قانون عامہ (Rev. du Droit Pub.) اکتوبر و دسمبر ۱۹۰۷ء۔

[1] ویٹرلے: رائخشٹاگ کے پس پردہ مناظر" (Wetterle; Behind the Scenes in the Reichstag) ترجمہ۔ جی۔ ایف لیس (طبع نیویارک ۱۹۱۸ء) صفحہ ۳۸۔

مجلس کی بے اختیاری تھی مگر دوسری وجہ معاوضہ کی قلت بھی تھی۔ لبسمارک ہر طرح معاوضے کے مخالف تھا، اور شہنشاہی دستور میں ابتداءً یہ قرار دیا گیا تھا کہ "ارکان کسی قسم کی تنخواہ یا معاوضہ نہ لیں گے"۔ انھیں صرف یہ اجازت دی گئی کہ وہ اپنے جائے سکونت اور برلن کے درمیان بلا معاوضہ ریل پر سفر کریں۔ پس جو کچھ تھا یہی تھا، اور جب اشتراکیت پسند انجمنوں نے اشترا کی ارکان کے لئے سرمایہ جمع کرنا شروع کیا تو شہنشاہی عدالت مرافعہ نے یہ فیصلہ صادر کیا کہ اس قسم کی کارروائی خلافِ قانون ہے[1] موجودہ صدی کے اوائل میں حاضری اس قدر کم ہوگئی کہ بسا اوقات نصاب معینہ کا پورا ہونا دشوار ہو جاتا تھا، اور اس لئے ۱۹۰۶ء میں وزیر اعظم فون بیولو با دل ناخواستہ اس امر پر راضی ہوا کہ اس کا تدارک اس طرح کیا جائے کہ شہنشاہی خزانے سے تنخواہیں دی جائیں لیکن جو تنخواہ مقرر کی گئی یعنی تین ہزار مارک (ساڑھے سات سو ڈالر) سالانہ وہ اس کی دسواں حصہ تھی جو ممالک متحدہ کے سیناٹیوں اور نمائندوں کو دی جاتی ہے اور مقصود زیر نظر پر اس کا کچھ زیادہ اثر نہیں پڑا۔

رائخسٹاگ خود اپنے طریق کار اور اپنے انضباط کا انتظام کرتی تھی، وہ خود اپنے عہدہ دار منتخب کرتی تھی، جن میں ایک صدر، دو نائب صدر، اور آٹھ معتمد ہوتے تھے۔ ۱۸۶۷ء کے مستقل حکم کے بموجب عام انتخاب کے بعد پہلے میقات کے افتتاح پر چار ہفتے کی عارضی میعاد کے لئے، صدر و نائبانِ صدر کا انتخاب ہوتا تھا اور اس مدت کے ختم ہونے پر بقیہ زمانہ میقات کے لئے انتخاب ہو جاتا تھا۔ بعد کے ہر میقات کے افتتاح پر ان عہدہ داروں کا انتخاب ہو جاتا تھا۔ معتمدین کا انتخاب ہر میقات کی ابتدا میں پورے میقات کے لئے ہوتا تھا۔ یہ تمام عہدہ دار ہمیشہ اس فریقانہ اتحاد کے ارکان میں سے منتخب ہوتے تھے۔ جسے ہر وقت کثرت حاصل ہوتی تھی ۱۹۱۲ء میں اشتراکیوں کے قبضے میں پہلی مرتبہ

---

[1] مقابلہ کیجئے انگلستان کا ۱۹۰۹ء والا فیصلہ اسبرن (جس کے لئے دیکھو باب ۱۱، بالا)

نائب صدر کی ایک جگہ آئی۔ میقات کے آغاز میں کل ارکان سات "شعبوں"
میں منقسم کر دئے جاتے اور تا حد امکان ان سب کی تعداد مساوی رہتی تھی۔
فرانسیسی دارالنائبین کے "شعبے" ہر مہینے نئے بنتے ہیں۔ اطالیہ میں ہر دوسرے مہینے
مگر رائخستاگ کے شعبے پوری میقات تک غیر مبدل رہتے تھے الا یہ کہ پچاس
ارکان کی تحریک پر رائخستاگ جدید تقسیم کا فیصلہ کرے دوسرے براعظمی ممالک
کی طرح یہاں بھی ان "شعبوں" کا کام یہ ہوتا تھا کہ ایوان کے ارکان کے اسناد
کی تصدیق کریں اور مجالس ذیلی کے ارکان کا انتخاب کریں۔ رائخستاگ کی
مستقل مجلس ذیلی صرف ایک تھی اور وہ انتخابات کی مجلس تھی؛ دوسری مجلسیں
ضرورت ہونے پر ساتوں "شعبوں" کے مساوی تعداد ارکان کی رایوں سے بنالی
جاتی تھیں۔ ان مجالس کے فرائض یہ ہوتے تھے کہ تجویزوں پر وہ ابتدائی
غور و فکر کریں اور ان تجاویز اوران سے متعلقہ شہادت کو ایوان کے روبرو لائیں
مگر ہر صورت میں مسودات قانون مجالس ذیلی کی جانب رجوع نہیں کئے
جاتے تھے۔

جس ایوان میں رائخستاگ اپنے بحث و مباحثہ کیا کرتی تھی وہ نیم دائرے
کی شکل کا ہے اور ارکان اسی طریق پر بیٹھتے تھے جو براعظمی مجالس مقننہ میں رائج ہے
یعنی استحفاظی عناصر صدر کے داہنے جانب بیٹھتے تھے اور استیصالی گروہ بائیں
جانب۔ داہنے اور بائیں دونوں جانب کی آگے نشستیں مجلس وفاقیہ کے ارکان
کے لئے محفوظ تھیں کیونکہ ان تمام ارکان کو جن میں وزیر اعظم بھی لامحالہ شامل
تھا، اس ایوان میں آنے اور تقریر کرنے کا حق حاصل تھا، اگرچہ قانونی اعتبار سے
یہ حق ان کو صرف اپنی اپنی خاص حکومتوں کے نمائندوں کی حیثیت سے حاصل
تھا۔ بحث کرنے والے اپنے حسب مرضی یا تو اس چبوترے پر کھڑے ہو کر
خطاب کرتے تھے جو صدر کی کرسی کے سامنے تھا یا اپنی نشست ہی کی جگہ سے
ایسا کرتے تھے، اور ان کی تقریریں فرانس کے برخلاف اس شدید ترتیب کے
بموجب نہیں ہوتی تھیں جو پہلے سے تیار شدہ تحریری فہرست میں معین کر دیجاتی تھیں
بلکہ صدر سے اجازت لینے کے بعد وہ ہمیشہ تقریر کر سکتے تھے۔ انگریزی دارالعوام

کے صدر کی طرح، رائخشٹاگ کے صدر کی نسبت بھی یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ قطعی طور پر ایک غیر فریقانہ معدّل ہے۔ اس عہدے کی ایک قطعی روایت یہ تھی کہ مباحثے کے دوران میں صدر کو چاہئے کہ تجویز زیر بحث کے موئدین و مخالفین کو باری باری سے موقع دے۔ عام قاعدے کے موجب تیس ارکان کی تحریک پر قطع بحث کا حکم دیا جاسکتا تھا۔

مجلس وفاقیہ کے جلسوں کے برخلاف جو ہمیشہ بند دروازوں کے اندر ہوتے تھے، رائخشٹاگ کے جلسے دستوری شرائط کے بموجب علانیہ ہوتے تھے لیکن احکام مستقل کے بموجب یہ جماعت صدر یا دس ارکان کی تحریک پر خفیہ اجلاس بھی کرسکتی تھی۔ اشاعت کا مزید تیقن اس دستوری شرط سے کردیا گیا تھا کہ "رائخشٹاگ کے علانیہ اجلاسوں کی کارروائیوں کی صحیح روئداد کے متعلق کسی پر ذمہ داری نہیں ہوگی"

**رائخشٹاگ، اختیارات اور واقعی نوعیت۔**

مجلس وفاقیہ کی نسبت اتنا کچھ کہا جاچکا ہے کہ اس سے صاف یہ عیاں ہوجائے کہ وہ جماعت کوئی معمولی سینات یا ایوان بالائی نہیں تھی۔ درحقیقت وہ ایوان بالائی تھی ہی نہیں اس شہنشاہی حکومت کی تنظیم ایسی نہیں تھی جس سے برطانی یا فرانسیسی طرز کی دوایوانی پارلیمنٹ مہیا ہوسکے بلکہ اس شہنشاہی میں دراصل یک ایوانی پارلیمنٹ تھی، جو رائخشٹاگ پر مشتمل تھی، لیکن یہ پارلیمنٹ ایک نیم تشریعی و نیم عاملانہ جماعت (یعنی مجلس وفاقیہ) کی سرکردگی اور اس کی روک تھام کے تحت میں کام کرتی تھی جس کی کوئی نظیر کسی دوسرے یورپی ملک میں نہیں مل سکتی۔ بظاہر حالات، رائخشٹاگ ایک ایسی جماعت تھی جس کے اختیارات نہایت وسیع تھے سلطنت کے تشریعی اختیارات دستور سلطنت کے بموجب صریحی طور پر رائخشٹاگ اور مجلس وفاقیہ کو تفویض تھے، اور قوانین کی توضیع، دستوری ترمیمات کی قبولیت اور ہر ایک ایسے معاہدے کی توثیق کے لئے جس کا اثر ان معاملات پر پڑتا ہو جو شہنشاہی وضع قوانین کے حدود میں داخل ہوں" ان دونوں جمعیتوں کی کثرت رائے

درکار تھی لیکن نظر بواقعات اس ایوان کے فرائض خالصتہً ماتحتانہ حیثیت کے تھے اور معاملاتِ عامہ کی روش پر اس کا اثر بالکل نظرانداز کر دینے کے قابل تھا۔

اس کے وجوہ تلاش کرنے کے لئے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اول یہ کہ کچھ تو قانون کے بموجب اور کچھ رواج کی رو سے وضع قوانین کی ہدایت مجلس وفاقیہ کے قبضے میں تھی۔ درحقیقت دستورِ سلطنت کے شرائط کے بموجب اس جماعت کا ایک خاص فرض یہ بھی تھا کہ وہ عمومی ایوان کے غور و فکر کے لئے تجاویز تیار کرے۔ یہ ہو سکتا تھا کہ قراردادوں کی ابتدا، رائخسٹاگ میں ہو اور وہاں منظور ہو جانے کے بعد یہ قراردادیں مجلس وفاقیہ کی جانچ کے لئے بھیجدی جائیں مگر بہت کم اہم تجاویز کی ابتدا واقعاً اس طرح ہوتی تھی بلکہ بڑے بڑے مالی قوانین بھی وفاقی ایوان ہی میں بنتے تھے۔ رائخسٹاگ یہ کر سکتی تھی کہ مجلس وفاقیہ کے مسودے یا حکومت کی حکمت عملیوں کی بحث و تنقید کے دوران میں قانون سازی بلکہ موازنے کو بھی التوا میں ڈالدے لیکن اگر یہ وقت اندازی حد سے بڑھ جاتی تھی تو اس کی سرکوبی کا سامان موجود تھا جس میں عام طور پر سب سے زیادہ موثر انتشار کی دھمکی تھی۔ متعدد بار ایسا ہوا کہ زیادہ تر خالصتہً مخالفت کے ختم کرنے کے لئے انتشار کے اختیار سے کام لیا گیا لیکن ملحوظ رہنا چاہیئے کہ اس اختیار سے اس طرح کام لیا گیا کہ اس میں وزارتی ذمہ واری کا شائبہ بھی نہیں تھا جو انگلستان و فرانس میں عین بنیاد ہے۔

دوسرے یہ کہ رائخسٹاگ کو ایسا اختیار بالکل ہی حاصل نہ تھا کہ وہ عاملانہ حکام کا احتساب کر سکتی۔ جیسا کہ بزور کہا جا چکا ہے، صاحبِ دیوان اور وزرا اپنے کاموں کے لئے عمومی رایوں کے روبرو اپنی ذمہ داری تسلیم نہیں کرتے تھے۔ منتقل احکام میں با اختیار طور پر استیضاح کا انتظام کیا گیا تھا مگر یہ اختیار بالکل ہی بے سود تھا۔ وزیر اعظم کے سوا کوئی وزارتی عہدہ دار ایسا نہیں تھا جس سے براہِ راست استیضاح کیا جا سکتا اور وہ بالعموم اس تمام کارروائی سے اپنے تنفر کا اظہار اس طرح کیا کرتا تھا کہ جو دن اس مقصد کے لئے خاص طور پر

علیحدہ رکھا جاتا تھا اس دن غیر حاضر ہو جاتا تھا۔ ۱۹۱۱ء میں وزیر اعظم بیٹمان ہولویگ
اس قاعدے کے اس طرح بدلے جانے پر راضی ہو گیا جس سے استیضاحی مباحثہ کے
بعد تعریف یا ملامت کی رائے جائز ہو جائے۔ استیضاحیوں نے یہ سمجھا کہ انھوں
نے فتح حاصل کر لی ہے مگر انھیں بہت جلد یہ معلوم ہو گیا کہ مجلس کی رائے چاہے
کچھ بھی ہو اس سے کچھ ہوتا نہیں۔ وزیر اعظم نے سلسلۂ تقریر میں یہ کہا کہ "اگر آپ
چاہیں مجھے اقلیت میں ڈال دیجیے لیکن اس وقت تک بدستور اپنی جگہ پر قائم
رہوں گا جب تک کہ مجھے اپنے فرمانروا کا اعتماد حاصل ہے"[۱]۔ حکومتی سرگرمی کی
اس قسم کی نظر فریبی بھی برسوں تک اس کے بغیر نہیں چل سکتی تھی کہ اس جماعت
کی کارروائیوں بلکہ اس کے مشخصات پر اس کا نامناسب اثر پڑے۔ کاموں کے چلنے
پر اس کا اثر یہ پڑا کہ اس سے دیانتدارانہ وسودمند ہدایت اور معاملات عامہ کو ترقی
دینے کی مفید کوشش پامال ہو گئی، اور اس کے بجائے افراد اور گروہوں کی طبیعتوں
کے موافق یا پست ہمتی وسہل انکاری کا انداز پیدا ہو گیا یا حصول مراعات کے لئے
خوشامد و معاملت ہونے لگی۔ چند سرگروہ جو اپنے فریقوں کے قائم مقام ہوتے
تھے وہی کل کام کرتے تھے، عام ارکان حکم کے بموجب رائے دیتے تھے، اکثر
مسودات کا مطالعہ بھی نہیں کرتے تھے۔ مجالس ذیلی کی روئدادیں مختصر بلکہ محض
خشک تجزیہ ہوتی تھیں، علی العموم سرکاری عہدہ دار انھیں لکھ دیتے تھے اور منتخبہ صدر
ان پر دستخط کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بدمزاج، مگر ذہین و تجربہ کار قسیسی رکن
نے ایک نوآمد رکن سے جس کی جانب اسے توجہ ہو گئی تھی، یہ کہا کہ "سب سے بڑھ کر
یہ کہ مسودے کے پہلی بار پڑھے جانے کے بعد جو پر شور اعلانات ہوتے ہیں اور مقررین
جیسی جیسی شکلیں بناتے ہیں، ان باتوں کی مطلق کچھ اہمیت نہ سمجھو۔ رائخستاگ
کے تمام کام پس پردہ ہوتے ہیں، ہمارے فریقانہ سرگروہ گویا ایسے کاہن ہیں جو
عام جلسوں میں ایک دوسرے کی طرف بغیر ہنسے ہوئے دیکھتے ہیں مگر اپنے خفیہ

---

۱۔ ویٹرلے، "رائخستاگ کے پس پردہ مناظر" (Wetterle; Behind the Scenes in the Reichstag) صفحہ ۱۸۲۔

مشوروں کے اسرار سے گھرے ہونے کی وجہ سے وہ آپس میں ہاتھ ملائے ہوئے ہیں۔ میں اس بات کو اس وجہ سے جانتا ہوں کہ میں بھی انھیں میں سے ایک ہوں۔ ہمارے لئے ہر چیز تسویہ یافتہ ہے۔ ہم پر شور مخالفت صرف اس وجہ سے کرتے ہیں کہ اس سے امتیازات حاصل ہوں ...... تمام سرگروہ ولہلم اسٹراسے (وزارت) سے مسلسل تعلقات رکھتے ہیں اور اسے ان کی آرزوئیں معلوم ہیں اور یہ علم ہے کہ کس ہوشیاری سے ان سے کام لیا جاتا ہے۔ باہر کے لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمیں قومی نمائندگی حاصل ہے مگر ہمارے وہاں صرف چند تماشا کرنے والے سازشی ہیں جنھیں ایک روشن خیال مہتمم تماشا گاہ جس طرح مناسب سمجھتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ ہمارے وہاں وزارتی ذمہ داری، حریت، اور عمومیت کے ایسے بڑے بڑے الفاظ کے کچھ معنی نہیں ہیں۔[1]

اس میں کسی حد تک مبالغہ ہے مگر اس سے جرمانی پارلیمنٹی زندگی کی وہ ہیئت عریاں ہو جاتی ہے جس سے ولیم دوم کی جیرہ دست شہنشاہانہ حکومت کے تحت میں رائخشٹاگ کے بہت سے غلامانہ افعال کی توضیح ہو جاتی ہے جو اور کسی دوسری طرح سمجھ میں نہیں آتے۔ اس پر بھی عام طور پر اتفاق ہے کہ بعد کے زمانے میں ارکان کی تعلیم و قابلیت کی سطح اس سے پست تھی جو شہنشاہی کی سابقہ تاریخ کے زمانے میں تھی۔ درحقیقت ۱۹۱۴ء میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ اشتراکی گروہ سے باہر رائخشٹاگ میں ایک رکن بھی ایسا نہیں تھا جسے اپنے سیاسی پیروؤں کے محدود حلقے سے باہر کوئی سیاسی وزن یا اثر حاصل ہو۔ جرمانی نسل کے مصنفین نے اس کی توجیہ یوں کرنا چاہی کہ جب اتحاد کا عظیم الشان قومی مسئلہ طے پا گیا اور "وضع قوانین کا تفصیلی کام اور اس کے ساتھ اونٰی قسم کی کشمکش کا آغاز ہوا" تو فریقوں کی قومی نوعیت زائل ہو گئی اور وہ خاص معاشی و معاشری طبیعتوں کی نمائندگی بن گئی اور مدبرانہ اوصاف اور اعلیٰ خیالات کے لوگ، اس سے متنفر ہو کر ہٹ گئے، اور رائخشٹاگ کی جگھیں اوسط درجہ بلکہ اس سے بھی بدتر، سیاسیوں کے لئے

---

[1] ایضاً صفحہ ۸۴-۸۵۔

چھوڑ دی۔[۱] دوسری توجیہ یہ پیش کی گئی ہے کہ اشتراکیوں کا تناسب بڑھنے سے کثرت کے ساتھ ایسے ارکان داخل ہو گئے جن کی تعلیم محدود اور جن کی نظر تنگ تھی۔ یہ خیالات ایک حد تک خوش آئند ہیں لیکن ایک عمومی ملک کا باشندہ اپنے اس خیال کو دبا نہیں سکتا کہ اساسی دشواری کا سبب وہ شدید قیود ہیں جو بجائے خود اس کے لئے کافی ہیں کہ ایک امید افزا پارلیمنٹی جمعیت کو محض ایک "مباحثے کی مجلس" بنا دیں اور ایک جلیل القدر تشریعی ایوان کو ایک "ایوان صدا ہائے بازگشت" میں مبدل کر دیں۔[۲]

ضوابط قانونی | عاولانہ نظم و نسق کے متعلق ۱۸۷۱ء کے دستور سلطنت میں صرف

---

[۱] کریوگر: "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کے سیاسیات" (Kruger: Government and Politics of the German Empire) صفحات ۵۹، ۶۰۔
پرنس فون بیولو نے اپنی تصنیف شہنشاہی جرمانیہ (Prince Von Buelow; Imperial Germany) میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اہل جرمانیہ عملی سیاسی احساس میں ناقص ہیں، اور اس سے وہ یہ معنی پیدا کرتا ہے کہ قوم کو اس کے معاملات عامہ کا انتظام سپرد کرنا ناممکن ہے۔ (صفحات ۱۳۹-۱۶۲)

[۲] رائخستاگ کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہیئں "جرمانی شہنشاہی حکومت اور اس کے سیاسیات" (Kruger ; Government and Politics of the German Empire.) باب ۵۔ ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" (Howard : German Empire) باب ۵ لیبان: مطالبات جرمانیہ سیاسیہ (Lebon : Le Reichstag allemand in Ann. de l'Ec Libre des Sci Polit. April 1889. ibid Etudes sur l'Allemagne politique. باب ۲؛ لاباند "سلطنت جرمنی کا قانون سیاسی" (Laband ; Das Staatsrecht des dentschen Reiches 32-38) ۳۲ تا ۳۸؛ روبالسکی: "جرمن رائخستاگ" (Robalsky; Der deutsche Reichstag) برلن ۱۸۹۳ء؛ لیزر: جرمن رائخستاگ کا قانون رائے دہی کی تحقیقات" (Leser: Untersuchungen über das Wahl Prufungsrecht des deutschen Reichstag.) لائپزگ ۱۹۰۰ء۔ لاباند (حسب بالا ۵۴ تا ۹۵) میں جرمانی طرز قانون سازی کا مفصل بیان دیا ہوا ہے۔

ایک دفعہ شامل تھی، جس کے بموجب سلطنت کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ وہ ذمہ داریوں، قانون فوجداری، تجارتی قانون تمسکات اور عدالتی کارروائی کے متعلق عام قوانین وضع کرے۔[1] وفاقی ریاستوں میں سے ہر ایک کا عدالتی نظم جداگانہ رہا ہے، اور عدل کا نفاذ قریب قریب کلی طور پر ان عدالتوں میں ہوتا ہے جن کا تعلق ریاستوں سے ہے، لیکن عدالتوں کو شہنشاہی یا موجودہ دولتِ عامہ کی عدالت بھی قرار دیدیا گیا ہے، اور اس غرض سے کہ عدالتوں کا ایک نظم قائم ہو جائے اور عدالتی حالات تمام ملک میں یکساں رہیں، وفاقی حکومت نے ان انضباطی اختیارات سے کام لینے میں تامل نہیں کیا جو اسے ۱۸۷۱ء میں عطا کئے گئے تھے اور جن میں ۱۸۷۳ء میں وسعت دی گئی تھی۔ سب سے پہلی بات یہ کہ گزشتہ نسل نے یہ دیکھ لیا کہ جرمانی قانون میں ایسی یکسانی پیدا ہو گئی کہ اس یکسانی کا مقابلہ فرانس کے قانون کی تنظیم سے کیا جا سکتا ہے، جس کی تکمیل "ضابطۂ نپولینی" کے ذریعے سے ہوئی تھی۔ ۱۸۷۱ء میں چالیس سے زیادہ اضلاع ایسے موجود تھے جن میں سے ہر ایک میں ایک ممیز مجموعہ دیوانی اور فوجداری کے قانون کا تھا اور اس ابتری میں مزید اضافہ اس طرح ہو گیا کہ ان اضلاع کے حدود اگرچہ کسی وقت میں ملک کی مختلف سیاسی تقسیموں کے حدود سے متفق تھے مگر اب وہ حالت باقی نہیں رہی تھی۔ پروشیا کی مثال ایک نمونہ ہے۔ ۱۸۷۱ء میں قدیم تر پروشیاوی صوبے اس پروشیاوی مجموعہ ضوابط کے تحت میں تھے جس کی اشاعت ۱۷۹۴ء میں ہوئی تھی۔ دریائے رہائن کے صوبے ضابطہ نپولینی پر قائم تھے۔ پومی رے نیہ کے اضلاع میں سوئیڈن کے قانون کا بہت بقایا موجود تھا؛ اور جو اقطاع ملک ۱۸۶۶ء کی جنگ کے بعد حاصل ہوئے ان میں سے ہر ایک کا اپنا قانونی نظم تھا۔ ۱۸۷۱ء میں صرف دو جرمانی ریاستیں ایسی تھیں جنھوں نے ایک معقول حد تک یکساں مجموعہ قانون اختیار کر لیا تھا۔ باڈن نے ضابطۂ نپولینی کا جرمانی ترجمہ اختیار کر لیا تھا اور سیکسنی نے

[1] دفعہ ۴۔ ڈاڈ، "جدید دساتیر" جلد اول صفحہ ۳۲۸۔ (Dodd; Modern Constitutions)

۱۸۶۵ء میں خود اپنا بنایا ہوا ایک مجموعۂ قوانین رائج کر دیا تھا۔ جرمانیہ کی تاریخ کے کسی دور ماقبل میں نہ کبھی پرزور قانون سازی ہوئی تھی اور نہ کوئی قانونی مجموعۂ ضوابط اس طرح بنا تھا جو ان تمام اقطاعِ ملک پر شامل ہوتا جو شہنشاہی میں داخل تھے۔

۱۸۷۱ء کے بعد سے جرمانی قانون کی اصلاح زیادہ تر اس پر مشتمل رہی ہے کہ پے در پے ایسے مجموعہائے ضوابط بنائے اور اختیار کئے جاتے رہے جن میں سے ہر ایک کا مطمح نظر یہ تھا کہ قانون کی کسی خاص شاخ میں معقول تکمیل پیدا کر دے۔ درحقیقت یہ کام ۱۸۷۱ء سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ ۱۸۶۱ء ہی میں مختلف ریاستیں تجارت اور ساہوکاری سے متعلق ایک مجموعۂ ضوابط پر متحد ہو گئی تھیں اور ۱۸۶۹ء میں اس مجموعۂ ضوابط کو شمالِ جرمانی عہدیت نے دوبارہ قبول کیا تھا۔ ۱۸۶۹ء میں اس عہدیت کے لئے قانونِ فوجداری کا ایک مجموعۂ ضوابط بھی تیار کیا گیا اور ۱۸۷۰ء میں صنعت و مزدوری سے متعلق ایک ضابطہ تیار ہوا۔ ۱۸۷۱ء میں شہنشاہی کے قائم ہونے پر ایک ماموریہ اس غرض سے مقرر کیا گیا کہ دیوانی کی کارروائی اور فوجداری کی کارروائی کے لئے ضوابط تیار کرے اور عدالتوں کی تنظیم کے لئے بھی ایک تجویز مرتب کرے۔ دیوانی کارروائی کی تجویز سے آغاز ہو کر (جس کی اشاعت دسمبر ۱۸۷۲ء میں ہوئی) اس ماموریہ نے ان تینوں موضوع میں سے ہر ایک پر بہت تفصیلی تجویز پیش کی۔ ضابطۂ کارروائی دیوانی جس میں اشاعت و سرعت کار کے متعلق بہت سی اہم اصلاحیں داخل کی گئیں بہت مقبول ہوا لیکن ضابطۂ فوجداری جس میں یہ تجویز کی گئی تھی کہ تمام شہنشاہی میں جوری کے ذریعے سے سماعت مقدمہ کا طریق منسوخ کر دیا جائے، اس کی پرزور مخالفت ہوئی، اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ تینوں روداد دیں ایک جدید ماموریہ کو حوالہ کی گئیں جسنے ضابطۂ دیوانی اور تنظیم عدالت سے متعلق ابتدائی تجاویز کو بالکل نئے طریق پر ڈھال دیا۔ آخر میں یہ نظر ثانی شدہ تجاویز قبول کر لی گئیں۔ یکم اکتوبر ۱۸۷۹ء کو اساسی قوانین کا ایک مجموعہ نافذ العمل ہوا، جس کے بموجب تمام ملک میں عدالتی نظم و نسق اس وقت سے جاری رہا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ اہم قانون تنظیم عدالت ہے جو ۲۷ جنوری ۱۸۷۷ء کو وضع ہوا۔ ضابطۂ کارروائی دیوانی

۳۰ جنوری کو اور ضابطہ کارروائی فوجداری یکم فروری ۱۸۸۱ء کو وضع ہوئے۔ اب صرف یہ ضرورت باقی رہ گئی کہ دیوانی قانون کا مجموعہ تیار ہو جائے؛ اس کے لئے ایک مجلس ذیلی مقرر ہوئی جس نے اپنا کام ۱۸۸۷ء میں مکمل کر دیا، اور جو مسودہ اس نے تیار کیا وہ نظر ثانی کے لئے ایک جدید ماموریہ کے سپرد ہوا، جس نے اپنی یادداشت ۱۸۹۵ء میں پیش کی۔ ترمیم شدہ صورت میں ضابطۂ دیوانی ۱۸ اگست ۱۸۹۶ء کو رائخشتاگ میں منظور ہو گیا، اور یکم جنوری ۱۹۰۰ء کو اس کا نفاذ ہوا۔ قبضۂ اراضی سے متعلقہ معاملات کو خارج کر کے (جن کا انضباط ریاستوں کے قبضے میں چھوڑ دیا گیا ہے) اس ضابطے میں نہ صرف یہ کہ قانونِ دیوانی کے تمام معمولی مباحث شامل ہیں بلکہ وہ مباحث بھی داخل ہیں جو قانونِ شخصی اور قانونِ عامہ کے اتصال سے پیدا ہوتے ہیں [1]

**عدالت**

یہ اور اسی قسم کے دوسرے یکسانی پیدا کرنے والے قوانین کا حاصل یہ ہوا کہ تمام شہنشاہی کے اندر انصاف کا نفاذ ان عدالتوں میں ہوتا تھا جن کے عہدہ داروں کا تقرر مقامی حکومت کی طرف سے ہوتا تھا اور

---

[1] جرمانی قانون کے ارتقا کے مختصر بیان کے متعلق کریوگر کی کتاب "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کی سیاسیات" (Kruger; Goverment and Politics of German Empire) صفحات ۱۸۳-۱۹۱ دیکھنا چاہیئے۔ قانونِ دیوانی سے متعلق بہترین کتاب اے۔ جے۔ شسٹر کی تصنیف "جرمانی دیوانی قانون کے اصول" (Schuster; Principles of the German Civil Law) مطبوعہ آکسفورڈ ۱۹۰۷ء ہے۔ سی۔ ایچ وینگ (مدیر) کا "جرمانی ضابطہ دیوانی" (Wang(ed); The German Civil Code) مطبوعہ لندن ۱۹۰۷ء انگریزی میں اس ضابطے کا ایک عالمانہ ترجمہ ہے۔ ایک اعلیٰ تنقیدی مطالعہ اور فہرست کتب ای۔ ایم بورچرڈ کی تصنیف "جرمانیہ کے قانون اور قانونی علم ادب کا رہبر" (Borchard; Guide to the Law and Legal Literature of Germany) مطبوعہ واشنگٹن ۱۹۱۲ء ہے۔

انھیں حکومتوں کے نام سے وہ فیصلے صادر کرتے تھے۔ نگران کی تنظیم ان کے اختیارات اوران کے قواعد کارروائی سب کا انضباط جزوی حد تک وفاقی قانون کی رو سے ہوتا تھا' اور ۱۹۱۸ء میں جمہوریت کے اعلان کے بعد سے اس نظم میں کوئی اہم تغیر نہیں ہوا ہے۔ قانون تنظیم عدالت کے بموجب مجموع عدالت کا جو انتظام کیا گیا ہے وہ چار درجے کی عدالتوں پر مشتمل ہے ان میں سب سے نیچے "ابتدائی محکمے" ہیں جن کی تعداد تمام ملک میں تقریباً دو ہزار ہے۔ یہ سماعت ابتدائی کی عدالتیں ہیں جو عام طور پر ایک عادل پر مشتمل ہوتی ہیں۔ دیوانی مقدمات میں ان عدالتوں کا اختیار چھ سو مارک تک ہے۔ فوجداری میں ان کا اختیار ان معاملات تک ہے جن میں چھ سو مارک سے زائد جرمانہ یا تین ماہ سے زائد قید نہ ہو۔ فوجداری کے مقدمات میں عادل کے ساتھ دو اہل جوری ہوتے ہیں جن کا انتخاب جوری کی فہرستوں میں سے قرعہ اندازی کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ معاملات مقدمہ کے علاوہ ان عدالتوں کے ذمے حقوق اراضی' وصایا' تولیت اور دوسرے مقامی مفاد کی تسجیل بھی ہوتی ہے۔

ان محکموں کے بعد دوسرے درجے میں عدالتہائے ضلع ہیں (جن کی تعداد ۱۹۱۳ء میں ۳ء ۱ تھی)' ان میں سے ہر عدالت ایک صدر اور مختلف تعداد کے رفیق عادلوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہر ایک عدالت ضلع ایک دیوانی ایوان اور ایک فوجداری ایوان میں منقسم ہوتی ہے ان کے علاوہ دوسرے ایوان بھی ہو سکتے ہیں مثلاً ایوان مقدمات تجارتی۔ صدر کل عادلوں کے اجلاس کی صدارت کرتا ہے اور ہر ایوان کے اجلاس کی صدارت ایک ناظم کرتا ہے۔ عدالت ضلع' ابتدائی محکموں کے فیصلوں پر نظر ثانی کا اختیار رکھتی ہے اور دیوانی و فوجداری دونوں معاملات میں عدالت اول کی بہ نسبت زیادہ وسیع اختیار رکھتی ہے۔ فوجداری کا ایوان پانچ عادلوں پر مشتمل ہوتا ہے (اور سزا دینے کے لئے چار عادلوں کا ہونا ضروری ہے) مثلاً" اسے ان جرائم کے مقدمات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے جن میں پانچ برس سے زائد قید کی سزا نہ ہو۔ فوجداری کے مقدمات کے متعدد اقسام ایسے بھی ہیں جن کے لئے خاص فوجداری کی عدالتیں ہیں۔ جوری بارہ

ارکان پر مشتمل ہوتی ہے اور سزا دینے کے لئے آٹھ کی رائے کا فائق ہونا ضروری ہے۔ ان عدالتہائے ضلع کے اوپر عدالتہائے صوبہ ہیں جن کی تعداد ۱۹۱۴ء میں انتیس تھی۔ ان میں سے ہر ایک عدالت سات ججوں پر مشتمل ہے۔ ان عدالتوں کے اختیارات زیادہ تر مرافعہ سے متعلق ہیں۔ ان میں سے ہر عدالت، ایک دیوانی اور ایک فوجداری سینات میں منقسم ہے۔ کل عدالت کا ایک صدر ہوتا ہے اور ہر سینات کا بھی ایسا ہی ایک عہدہ دار ہوتا ہے۔

اس تمام نظم کی چوٹی پر عدالت عالیہ سلطنت ہے جو یکم اکتوبر ۱۸۷۹ء کے قانون کے بموجب قائم ہوئی تھی، اور بعض انتظامی، فوجی اور قنصلی عدالتوں کے علاوہ یہی ایک جرمانی عدالت ایسی ہے جو قطعی قومی نوعیت کی ہے[1]، غداری کے مقدمات میں وہ ابتدائی حق سماعت عمل میں لاتی ہے اور قنصلی عدالتوں اور قومی قانون کے مسائل پر ریاستی عدالتوں کے مرافعات کو سنتی ہے۔ اس کے ارکان جن کی تعداد بانوے ہے سابقہ مجلس وفاقیہ کی نامزدگی پر شہنشاہ کی جانب سے تاحیات مقرر ہوتے تھے، ان کی تنظیم چھ دیوانی اور چار فوجداری سیناتوں (عدالتوں) میں ہوتی ہے۔ اس کا اجلاس لیپزگ واقع سیکسنی میں ہوتا ہے۔

ریاستوں کی عدالتوں میں تمام ججوں کا تقرر ہر ایک ریاست کے حکام کی طرف سے ہوتا ہے۔ قومی قانون نے عادلوں کے لئے کم سے کم اوصاف بیان کر دئے ہیں اور یہ فنی مطالعہ اور تجربے پر مبنی ہیں؛ ریاستوں کو یہ آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے حسب خواہ مزید اوصاف اور عاید کریں۔ تمام عادلوں کا تقرر مدت العمر کے لئے ہوتا ہے اور سب کو وہ تنخواہیں ملتی ہیں جو ان کے دوران ملازمت میں کم نہیں ہو سکتیں، اور خود رایانہ طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے متعلق اہم رکاوٹیں ہیں؛ ان کے علاوہ اور بھی ایسے معمولات ہیں جن سے

[1] ۱۹۱۹ء کے جمہوری دستور میں یہ درج ہے (دفعہ ۱۰۸) "ایک قومی قانون کے بموجب جرمانی دولت عامہ کے لئے ایک اعلیٰ عدالت قائم کی جائے گی۔" دیکھو باب ۳۹۔

ججوں کی بے لوثی اور آزادی میں کمی نہیں آسکتی لے

---

لے - جرمانی عدالتی نظم کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہیئں: - کریوگر "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اسکے سیاسیات" (Kruger: Government and Politics of the German Empire) صفحات ۱۹۱-۲۰۴ - ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" (Howard: German Empire) باب ۹ - لابانڈ "سلطنت جرمانیہ کا قانون دستوری" (Laband Das Staatsrecht des deutschen Reiches) ۹۴-۸۳ - جے - ڈبلیو گارنر "جرمانی نظم عدالت" (Garner; The German Judiciary.) "مطبوعہ پولیٹکل سائنس کوارٹرلی ستمبر ۱۹۰۲ء" : ستمبر ۱۹۰۲ء - جے - ہرشفیلڈ "جرمانی عدالتیں بحالت کار" (Hirschfield, German Courts at Work) "مطبوعہ جریدہ انجمن قانون سازی متقابلہ" Jour. Soc. Comp. Lagis. New Series سلسلۂ جدیدہ شمارہ ۲۵ - No. xxv.

# باب سی و ششم

## پروشیا کی حکومت جنگ عظیم سے قبل

**شہنشاہی کے اندر پروشیا کا غلبہ**

جنگ عظیم سے عین ماقبل جرمانیہ ایک وفاقی شہنشاہی تھی جو پچیس ریاستوں پر مشتمل تھی۔ ان کے علاوہ ایک شہنشاہی علاقہ تھا جس میں ریاست کے بعض صفات موجود تھے؛ یہ علاقہ السا س لورین کا تھا۔ ان میں سے تین ریاستیں یعنی بریمن، ہیمبرگ اور لیوبک کے قدیم آزاد شہر اعیانی جمہوریتیں تھیں؛ باقی تمام ملوکیتیں تھیں۔ ان مؤخرالذکر میں سے پروشیا، بویریا، سیکسنی اور ورٹمبرگ چار بادشاہیاں تھیں؛ باڈن، ہیسے، مکلنبرگ شویرن، مکلنبرگ اسٹرلٹز، اولڈنبرگ اور سیکس وائی مار، چھ امارات عظمیٰ تھیں؛ آنہالٹ، برنسوک، سیکس الٹنبرگ، سیکس کوبرگ گوتھا اور سیکس مینگن پانچ امارات تھیں؛ لیپے، شوارزبرگ رڈولشٹاٹ، شوارزبرگ زونڈرہاؤسن، شومبرگ لیپے، روئس اکبر، روئس اصغر، والڈک پیرمانٹ سات چھوٹی ریاستیں تھیں۔[1] یہ آسانی سے خیال میں آتا ہے کہ اس شہنشاہی کی

[1] انگریزی میں جرمانی ریاستوں کی حکومتوں کا بہترین تبصرہ لوول کی کتاب "حکومتیں اور فرق"

سیاسی نظم زندگی میں سب سے زیادہ نمایاں وہ تسلط و اقتدار تھا جو ان میں ایک ریاست یعنی پروشیا باقی دوسری ریاستوں پر اور اس لئے خود شہنشاہی معاملات پر عمل میں لاتی تھی۔ یہ اقتدار مختلف حالات سے پیدا ہوا تھا۔ ان میں سب سے اول تو یہ تاریخی واقعہ تھا کہ پروشیا ہی نے جرمانی اتحاد کی تنظیم کی تھی اور وہی شہنشاہی کو وجود میں لائی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) Lowell ; Governments and Parties جلد اول باب ششم۔ زیادہ وسیع اور زیادہ جدید کتاب کومب دے لیسٹراڈ کی تصنیف "جرمانی شہنشاہی کی بادشاہیاں" Combes de Les trade ; Les monarchies de l' empire allemand مطبوعہ پیرس ۱۹۰۴ء ہے۔ اس بحث سے متعلق زیادہ بسیط بحث معلومات کے اس نفیس سلسلے میں ملے گی جو مارکارڈسن اور ایم وان سیڈل کے زیر ادارت مرتب ہوا ہے اس کا نام "زمانۂ حال کے غیر ممالک کے دساتیر" H. Von Marquardsen & M. Von Seydel ; Handbuch des Oeffentlichen Rechts der Gegenwart in Monographieu (فرائبرگ ڈیوبنگن ۱۸۸۳ء-۱۹۰۹ء) ہے۔ منفرد کتابوں کا ایک نیا سلسلہ، جو عملاً اس مجموعہ کی نظر ثانی پر مشتمل ہے، مور (C. B. Mohr) کی جانب سے جنگ عظیم سے قبل مقام ٹیوبنگن سے شایع ہو رہا تھا۔ مختلف دساتیر الیف۔ اسٹورک کی کتاب ذیل میں شایع ہوئے ہیں "کتابچۂ دساتیر جرمنی" F. Stœrk ; Handbuch der deutschen Verfassungen لائبزگ ۱۸۸۴ء جرمانی دور میں آلساس لورین کی حکومت کا مختصر بیان کتب ذیل میں ہوا ہے۔ کریوگر "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کے سیاسیات" Kruger ; Government and Politics of German Empire ، باب ۱۵۔ اوگ "حکومتہائے یورپ" Ogg. Governments of Europe طبع اول صفحات ۲۸۲-۲۸۷۔ ہاورڈ "جرمانی شہنشاہی" (Howard ; German Empire) باب ۱۰۔ اعلیٰ درجہ کے مکمل بیانات کتب ذیل میں ہیں، سی۔ ڈی ہیزن "السا‌س لورین تحت حکمرانی جرمانی" (D. Hazen ; Alsace-Lorraine under German rule) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۷ء۔ جی۔ سرف "آلساس لورین از ۱۸۷۰ء" (B. Cerf ; Alsace-Lorraine Since 1870) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۹ء۔

دوسرے یہ کہ مادی وسعت کے اعتبار سے پروشیا تمام دوسری ریاستوں پر چھا گئی تھی۔ ۱۹۱۴ء میں اس کا رقبہ ۱۳۴٬۶۱۶ مربع میل تھا، اور باقی شہنشاہی کا رقبہ ۱۶۴٬۰۰۰ مربع میل تھا۔ ۱۹۱۱ء میں اس کی آبادی ۴۰٬۱۶۳٬۳۳۳ تھی، باقی شہنشاہی کی آبادی ۲۴٬۸۷۴٬۰۰۹ تھی۔ تیسرے جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے، دستور سلطنت کے تحت میں پروشیا کو خاص سیاسی حقوق حاصل تھے۔ اس کا بادشاہ از خود شہنشاہ تھا، مجلس وفاقیہ کے مجالس ذیل میں، معاملات خارجہ کی مجلس کے سوا ہر ایک مجلس کا صدر کوئی پروشیاوی ہوتا تھا؛ فوج، بیڑے اور نظم محصول کے ہر تغیر کے لیئے پروشیا کی منظوری ضروری تھی؛ مجلس وفاقیہ میں اس کی سترہ رائیں ہر ایک آئینی ترمیم کو شکست دیدینے کے لیئے کافی تھیں؛ چوتھے ریاستوں کی باہمی قراردادوں کے بموجب ایسی ریاستوں کی مسلح قوت پر پروشیا کو معقول نگرانی حاصل تھی اور باقی ریاستوں کی مسلح قوتوں پر غیر مصرحہ معائنہ کا حق حاصل تھا۔ آخری امر یہ ہے کہ ہوہنزولرن خاندان کی شکل میں پروشیا کو ایک غیر معمولی قوت و حوصلہ کا حکمران خاندان میسر تھا، اور جرمانی اور بین الاقوامی سیاسیات میں اہل پروشیا اپنے بویریا اور ورٹمبرگ کے ہمسایوں کے بہ نسبت جارحانہ راستے پر زیادہ آسانی کے ساتھ لگائے جا سکتے تھے۔

ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۷۱ء کے بعد پروشیا بہت سرعت کے ساتھ آگے بڑھی اور محض سرگروہی کے بجائے تقریباً غیر محدود اختیارات حاصل کر لیئے۔ تمام عملی اغراض کے لیئے وہی گویا جرمانیہ ہو گئی۔ زمانہ حال کے ایک لکھنے والے کے قول کے بموجب "مادر وطن آبائی" پروشیا کو جرمانیہ میں جذب کر لینے سے نہیں بنا تھا بلکہ جرمانیہ کو پروشیا میں جذب کر لینے سے بنا تھا۔ گویا جزو کل کو نگل گیا تھا۔ اس لیئے جرمانی شہنشاہی کی سیاسی حالت، اور معاملات عالم میں جرمانیہ نے سابق میں جو کام کیئے وہ اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتے جب تک کہ پروشیاوی حکومتی تنظیم، طرق و جذبات کا کچھ علم نہ ہو۔ یورپ کے جرمانی بولنے والے حصص کی آیندہ ترقی پر ذہن اسی وقت حاوی ہو سکے گا جب اسے پروشیاوی واقعات اور خاص کر پروشیاوی قوم کی سیاسی رائے کی رفتار کی

روش میں دیکھا جائے[1]

**دستورِ سیاسی** وہ تحریری دستور جس کے بموجب سابق میں پروشیا کی حکومت منظم تھی، وہ ۱۸۴۸ء کے انقلابی تحریکات کا نتیجہ تھا[2] یہ پہلے اس فرمان کی صورت میں ظاہر ہوا جسے فریڈرک ولیم چہارم نے ۱۰ر دسمبر ۱۸۴۸ء کو شائع کیا تھا جس کا مقصود یہ تھا کہ اسی سال میں پیرس، وائنا اور دوسرے ممالک کے دارالصدر میں جیسی زیادتیاں ہوئی تھیں برلن ان سے محفوظ رہے۔ بادشاہ نے صرف یہ وعدہ کیا کہ اس مدتوں کے ناقص الحکومت ملک کو آخرالامر ایک دستور دیا جائے گا بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اس دستور پر" قوم کے نمائندوں کی جمعیت میں اتفاق حاصل کیا جائے گا اور یہ نمائندے آزادانہ طور پر منتخب ہونگے اور انھیں پورے اختیارات دئے جائیں گے"۔ یہ اقرار جو انقلاب کے خطرے کے وقت عجلت میں ہو گیا تھا خطرے کے کسی قدر فرو ہو جانے کے بعد وقت انداز ثابت ہوتا، مگر پرفن وزرا نے اس مشکل سے عہدہ برآ ہونے کی ایک تجویز نکال لی؛ وہ تجویز یہ تھی کہ بادشاہ یہ کر سکتا ہے کہ اپنے مذاق کے مطابق ایک دستور سلطنت تیار کرے اسے شایع اور نافذالعمل کر دے اور جو مجلس ملی اس کے بموجب منتخب ہو یہ اجازت دیدے کہ اگر اس سے ہو سکے تو محض اس کی تشریعی نظر ثانی پر اتفاق کرے۔ اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ دستورِ سلطنت شایع کیا گیا، انتخابات عمل میں آئے، اور اوائل ۱۸۴۹ء میں ایوان نے نظر ثانی کا کام ہاتھ میں لیا۔ نتیجہ نااتفاقی اور آخر میں ایوان زیریں کے انتشار پر ہوا۔ ابتدائی دستاویز کے ساتھ ایک انتخابی قانون بھی شایع کیا گیا تھا، جس میں خفیہ رائے دہی کا طریقہ قائم کیا گیا تھا اور تمام مرد شہریوں کو یکساں حق رائے دہی

---

[1] ۔ ۱۳ر نومبر ۱۹۱۸ء کو پروشیا کے جمہوریہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔ ایک قومی جمعیت واضع دستور جس کا انتخاب مردوں اور عورتوں کی ہمہ گیر مساویانہ اور راست رائے دہی سے ہوا ۱۴ر مارچ ۱۹۱۹ء کو مجتمع ہوئی۔

[2] ۔ شیپیرو: "جدید وہمعصر یورپی تاریخ" (Schapiro; Modern and Contemporary European History) صفحہ ۲۸۰۔

عطا کیا گیا تھا، مگر اب بادشاہ نے اس قانون کو واپس لے لیا اور اس کے بجائے دوسرا جاری کیا جس میں نہ صرف خفیہ رائے وہی منسوخ کردی گئی تھی بلکہ انتخابات بھی بالواسطہ کر دیئے گئے تھے اور اس سے بھی بدتر یہ ہوا کہ رائے دہندے تین طبقوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے جن کے انتخابی اوصاف کا تعین بالکلیہ ان کے املاکی اوصاف یا عہدے اور پیشے کی حیثیت کے اعتبار سے ہوا تھا۔ بالفاظ دیگر یہ کہ اس نے وہ مخصوص غیر عمومی سہ طبقی نظم جاری کیا جو بعض پروشیاوی بلدیات میں پہلے ہی سے رائج تھا، اور جو قومی و شہری دونوں انتخابات میں جنگ عظیم کے ختم ہونے تک باقی رہا۔

جب ۱۸۴۹ء کے موسم گرما میں اس نظم کے موافق انتخابات عمل میں آئے تو عمومیوں نے اس میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ نئے ایوانات جن کے اجلاس ۷ راگست ۱۸۴۹ء کو منعقد ہوئے کافی طور پر قابو کے اندر ثابت ہوئے اور اصل دستور سلطنت کی ایک ایک دفعہ پر بحث و نظر ثانی ہو کر آخر میں اسے باضابطہ منظوری دیدی گئی۔ جنوری ۱۸۵۰ء کی آخری تاریخ کو شارلوٹنبرگ میں اس دستور کا باقاعدہ اعلان کر دیا گیا۔ آئندہ عشرے میں آسٹریا، روس اور دوسرے رجعت پسند دول نے بادشاہ پر یہ اثر ڈالنا چاہا کہ وہ اپنے مراعات کو منسوخ کر دے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور بعض ترمیمات کے ساتھ ۱۸۵۰ء کا یہی دستور جنگ عظیم کے بعد تک پروشیاوی بادشاہی کا اساسی قانون بنا رہا[1]۔ ظاہری صورت کے اعتبار سے، یہ دستور ۱۸۳۰ء کی بلجیمی دستور کے نمونہ پر ڈھالا گیا تھا۔ تاج کی حیثیت

[1] پروشیا میں دستوریت کے عروج کے متعلق (علاوہ ان کتابوں کے جس کا ذکر شروع باب کی تعلیق میں ہو چکا ہے) کتب ذیل دیکھنا چاہئیں:۔

پی ماتر کا مضمون "پروشیا اور ۱۸۴۸ء کا انقلاب" مطبوعہ مجلہ تاریخ (P. Matter ; La Prusse et la revolution de 1848)

پی دیوینا کا مضمون "۱۸۴۰ء اور ۱۸۴۷ء کے درمیان پروشیا میں دستوری تحریک" (مطبوعہ ایضاً) (P. Devinat ; Le mouvement constitutionnel en prusse de 1840 a 1847)

کلاکزکا کا مضمون "المانی سیاسی تحریک اور پروشیا" (مطبوعہ مجلۂ دو عالم) (Klaczko, L' agitation allemande et la prusse)

Bornhak ; Preussische Staats-und Rechtsgeschichte (Berlin 1903).

H.Von. Peteros dorff; Konig Friedrich wil helm IV (Stuttgart, 1900 ; and

ایوانوں کے اختیارات، وزرا کے فرائض ان تمام امور کے متعلق قواعد قدیم دستور سے تقریباً لفظ بہ لفظ لے لیے گئے تھے مگر پھر بھی دونوں کی بنیادوں میں بہت وسیع فرق تھا بلجیمی اساسی قانون کا آغاز اس اقرار سے ہوتا ہے کہ "تمام اختیارات قوم سے حاصل ہوتے ہیں" پروشیا کے دستور میں اس قسم کے کسی احساس کا اظہار نہیں ہوا تھا، اور اس نے جس حکومتی نظم کا انتظام کیا تھا، اس کا سنگ بنیاد بالکلیہ تاج کی فوقیت پر رکھا گیا تھا۔ وسط صدی کے آزاد خیال کسی طرح بھی اس سے مطمئن نہیں ہوئے تھے اور انقلاب انگیز جنگ عظیم کے آخری مہینوں میں دنیا کی جلیل القدر دستوری تحریروں سے یہ اب بھی اس اعتبار سے نمایاں تھا کہ عمومی اصولوں کے لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے پروشیا کے اصلاح پسندوں نے اس پر جو حملے کئے اور ۱۹۱۴ء کے بعد ستم رسیدہ دنیا نے اسے جدید سیاسی ارتقا کی سطح پر لانے کا مطالبہ کیا، دونوں حق بجانب تھے۔ اس دستور میں وزرا کی ذمہ داری کی شرط قرار دی گئی تھی مگر کوئی ذریعہ ایسا قائم نہیں کیا گیا تھا جس سے وہ ذمہ داری قائم ہو سکے۔ یورپ میں سب سے زیادہ دقیانوسی اور غیر عمومی انتخابی نظم اسی پر مبنی تھا، اور جیسا کہ لوئل نے ظاہر کیا ہے، کاغذ پر جہاں جہاں اس میں حریت پسندی نظر آتی تھی وہاں بھی عبارت سے جو خیال پیدا ہوتا ہے حالت اس سے بہت بدتر تھی [1] مثلاً اس میں ایک قانون حقوق بھی شامل تھا جو دستاویز کی ایک سو گیارہ مستقل دفعات میں سے چالیس دفعات سے کم پر حاوی نہ تھا، اس حصے میں رعایا کی شخصی آزادی، املاک کے تحفظ، شخصی مراسلات میں عدم مداخلت، گھروں کے اندرونی معاملات کے معائنے سے بریت، مطابع کی آزادی، مذہبی فرقوں کی رواداری، نقل وطن کی آزادی، اور انجمنوں اور عام جلسوں کا حق، ان تمام امور کی حمایت کی گئی تھی مگر ان شرائط کو عمل میں لانے کے ذرائع تقریباً مفقود تھے۔ ان امور کی ضمانتیں جو نہایت ہی اساسی حقوق معلوم ہوتے ہیں، مثلاً عام جلسوں اور آزادیٔ تعلیم کے حقوق عمل میں آ کر محض بے معنی فقرے رہ گئے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) H. G. Prutz. Preussische Geschichte, 4 vols to 1888 (Stuttgart, 1900-02) For an extensive bibliography see Cambridge Modern History XI 898-898.

[1] "براعظمی یورپ میں حکومتیں اور فرقے" (Lowell: Governments and Parties in Continental Europe) جلد اول، صفحہ ۲۸۰۔

دستوری ترمیم کی کارروائی آسان تھی۔ بادشاہ کی رضامندی سے ہر ایک ترمیم دونوں ایوانوں کی کثرت محض سے بہ وقت قبول کی جاسکتی تھی اس میں صرف یہ خاص شرط درکار تھی کہ دیگر قوانین کے برخلاف اس پر دو مرتبہ رائیں لینا ضروری تھا اور دونوں رایوں کے درمیان تین ہفتے کا وقفہ ہونا چاہئے تھا وجود میں آنے کے دس برس کے اندر اس دستور سلطنت میں دس مرتبہ سے کم ترمیم نہیں ہوی۔ موخر زمانے میں چھ مرتبہ ترمیمیں ہوئیں مگر ۱۸۸۸ء کے بعد پھر کوئی ترمیم نہیں ہوی کثرت محض سے ترمیم کا یہ پروشیاوی طریقہ ۱۸۶۷ء میں شمال جرمانی عہدیت کے قانون اساسی میں داخل کردیا گیا تھا (البتہ مجلس وفاقیہ میں دوثلث رایوں کی ضرورت تھی) اور ۱۸۷۱ء میں سے تفصیلاً نہیں تو اصولاً شہنشاہی کے دستور سلطنت میں شامل کرکے مستقل کردیا گیا۔[1]

**بادشاہ اور وزرا** تاج خاندان ہوہنزولرن کے مردوں کے سلسلے میں موروثی تھا اور کلانیت کے اصول کی پیروی ہوتی تھی۔ دستور سلطنت کے بعض دفعات شاہی اختیارات کے شمار کیلئے وقف تھے[2] مگر یہ کبھی خیال نہیں کیا جاتا تھا کہ بادشاہ انھیں مذکورہ اختیارات تک محدود رہے

[1] پروشیاوی دستور کا ایک انگریزی ترجمہ مع شرح کے جے۔ ایچ رابنسن J. H. Robinson کا مرتب کیا ہوا "اینل آف امریکن اکاڈمی آف پولیٹکل اینڈ سوشل سائنس" میں بطور ضمیمے کے ستمبر ۱۸۹۴ء میں شایع ہوا ہے۔
F. Stœrk; Handbuch der deutschen verfassungen (Leipzig 1884). 44-68; also with elaborate notes in A. Arndt; Die verfassungs-Urkunde fur den preussischen Staat nebst Erganzungs-und Ausfuhrungs-Geset-zen, mit Einleitung, Kommentar und Sachregister (Berlin 1889). The Principal treatises on the prussian constitutionnal system are H. Schulze Das preussisches staatpsrecht, auf Grundl age des deutschen Staats rechtes (Leipzig 1872-74); ibid Das Staatsrecht des Konigreiches pre-ussen in Marquardsen's Hand buch (Freiburg 1884). L. Von Ronne Das Staatsrecht der preussischen Monarchie (Leipzig 1881-84). O. H. D, Grais Handbuch der verfassung und Verwaltung in Preussen und dem deutschen Reiche (11th. ed. Berlin 1896) A good brief-accountis A Lebon; Etudes sur P Allemagne politique, Chap iv.

[2] دفعات ۴۵-۵۲۔ رابنسن "پروشیا کا دستور سلطنت" (Robinson; Constitution of

اوراس کے اختیارات کا مجموعہ دوسرے یوروپی بادشاہوں کے اختیارات سے اس سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ فوج کا قاید مطلق تھا، وہ کلیسا کا سرپرست اعلیٰ تھا، سلطنت کے تمام عہدوں پر تقرریا تو وہ خود بلا واسطہ کرتا تھا یا اس کے حکم سے ہوتا تھا۔ تشریعی ایوان اعلیٰ تقریباً کل کا کل بادشاہ کی نامزدگی سے مقرر ہوتا تھا اور قانون بننے کے قبل تمام تجاویز کے لئے بادشاہ کی منظوری ضروری تھی مگر ایوان بالائی پر اس کا اقتدار ایسا تھا کہ جس تجویز کو بادشاہ ناپسند کرتا ہو ایوان بالائی اسے قانون بناتا ہی نہ تھا اور اس لئے باضابطہ اس کے عمل میں لانے کا کبھی موقع پیش نہیں آتا تھا۔ ایک جرمانی مقنن کے قول کے بموجب "تمام انواع و اصناف میں بادشاہ کو کلی و غیر منقسم اختیارات حاصل تھے، اس لئے یہ امر جرمانیہ کے شاہی دستوری قانون کی نوعیت کے خلاف ہوگا کہ فرداً فرداً بادشاہ کے اختیارات کا شمار کیا جائے ........ اس کے برخلاف اس کا فرمانروایانہ حق حکومت کی تمام شاخوں پر محیط ہے، سلطنت کے اندر جس امر کا فیصلہ ہوتا ہے یا جو کچھ عمل میں آتا ہے وہ سب بادشاہ کے نام سے ہوتا ہے۔ وہ گویا سلطنت کا اختیار مجسم ہے"۔[1] دستور سلطنت کے بموجب جس حد تک فرمانروا کا اختیار محدود یا منضبط کر دیا گیا تھا اس کے سوا، اسے اختیار مطلق حاصل تھا۔

یہ بیان ہو چکا ہے کہ شہنشاہ کی حیثیت سے جرمانی شہنشاہ کا کوئی صرف خاص نہیں تھا۔ اسے اس کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ شاہ پروشیا کی حیثیت میں اسے اتنے شخصی مداخل و منافع حاصل تھے کہ وہ واقعاً تمام دوسرے یوروپی بادشاہوں کی آمدنیوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۹ء کے قانون کے بموجب جو اضافہ ہوا اس کے بعد "محاصل شاہی" (جو اس کے نام سے سالانہ موازنے میں درج ہوتا تھا) بالاوسط ایک کروڑ ستر لاکھ مارک ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ بادشاہ کو ذاتی جائداد سے بہت وسیع آمدنی حاصل تھی۔ اس جائداد میں قصر، جنگل، علاقے شامل تھے جو مختلف حصص ملک میں واقع تھے۔ اس کے علاوہ بعض خاص سرمائے ایسے تھے جن کی آمدنی شاہی خاندان کے لئے قابل حصول تھی۔

جماعت عاملہ کی تنظیم، یعنی عہدہائے وزارت کا قیام، وزیروں کا تقرر، شعبہ جاتی فرائض کا تعین، سب کا انحصار بادشاہ پر تھا۔ البتہ اتنا تھا کہ مجلس ملی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) the Kingdom of Prussia) صفحات ۳۶ - ۳۷۔

[1] شولتزے، "پروشیا کا قانون دستوری" (Schulze; Preussisches Staatsrecht).

(لینڈٹاگ) سے ضروری اخراجات کے حصول کا انتظام کیا جاتا تھا۔ انیسویں صدی کے اوائل میں وزارتوں کی تعداد پانچ سے شروع ہوئی؛ اور پھر یہ تعداد بتدریج بڑھتی گئی تا آنکہ ۱۸۱۸ء میں حسب ذیل نو وزارتیں تھیں:۔ معاملاتِ خارجہ، داخلہ، معاملات کلیسائی، تعلیم وحفظان صحت، تجارت وحرفت، مالیات، جنگ، عدالت، تعمیراتِ عامہ، زراعت، املاک عامہ اور جنگل[1] ہر وزارت بالکلیہ آزادانہ بنیاد پر قائم تھی، اور اس کی کچھ بھی کوشش نہیں کی گئی کہ اس جماعت میں وہ یکسانی و باقاعدگی و تنظیم پیدا کی جائے جو فرانس، اطالیہ اور دوسرے براعظمی بادشاہیوں کی خصوصیت خاص ہے۔ محکموں کے سرانِ دفتر، نیز ان کے ماتحت، محض انتظامی قابلیت کی بنا پر مقرر کئے جاتے تھے؛ پارلیمنٹی حکومتوں کی طرح، ان کے سیاسیات یا موجودہ سیاسی صورت حالات میں ان کی حیثیت کا لحاظ نہیں کیا جاتا تھا۔ ان کے لیئے دونوں تشریعی ایوانوں میں سے کسی ایوان کا رکن ہونا ضروری نہیں تھا اور علی العموم وہ ہوتے بھی نہیں تھے کیونکہ یہ ملحوظ رکھنا چاہیئے کہ وزرا صرف فرمانروا کے روبرو جواب دہ ہوتے تھے جس کے معنی یہ ہیں کہ صحیح مفہوم میں پارلیمنٹی نظم کا وجود نہیں تھا۔ یہ صحیح ہے کہ دستور سلطنت میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ بادشاہ کی ہر کارروائی پر ایک وزیر کے دستخط ہونا چاہیئے اور اس دستخط سے وہ وزیر اس کارروائی کی ذمہ داری قبول کر لیتا تھا مگر کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جس سے اس برائے نام ذمہ داری کے عملاً کچھ معنی پیدا کیئے جا سکیں۔ وزرا مجلس ملی میں کسی مخالف رائے کی وجہ سے کنارہ کش نہیں ہوتے تھے، اور اگرچہ دونوں میں سے کسی ایک تشریعی ایوان کی رائے کے بموجب وزرا پر غداری، رشوت ستانی، خلاف ورزی دستور سلطنت کے مقدمات چل سکتے تھے مگر جرم ثابت ہونے کی صورت میں سزا کا کوئی تعین نہیں کیا گیا تھا۔ پس اس شرط کا کوئی عملی اثر نہیں تھا[2] ہر ایک وزیر کو ہر ایک ایوان کے

---

[1] مختلف وزارتوں کے فرائض کے متعلق ڈیوپریئے کی کتاب "وُزرا" (Dupriez ; Les ministres) جلد اول صفحات ۴۶۲-۴۴۸ دیکھنا چاہیئیں۔

[2] دفعہ ۶۱۔ رابنسن "بادشاہی پروشیا کا دستور سلطنت"

اجلاس میں جانے کا حق حاصل تھا' اور جس وقت کہ ایوان کا کوئی رکن واقعاً تقریر نہ کرہا ہو وزرا کو اپنی تقریر سنانے کا حق تھا۔ اس حق خاص کے عمل میں لانے کے وسیلے سے وزیر درحقیقت بادشاہ کا بلاواسطہ نمائندہ تھا' اور اس واقعے کا اظہار اس کے ملفوظات کے انداز سے ہوجاتا ہے۔

**جمعیت ملی**

**دارالامرا**

بادشاہ تشریعی اقتدار میں جمعیت ملی یعنی "لینڈٹاگ" کا شریک کار تھا۔ یہ جمعیت دو ایوانوں میں منقسم تھی جس میں سے ایوان بالائی' "ہیرین ہاؤز" یا دارالامرا کے نام سے اور ایوان زیرین' "ایگیورڈنٹن ہاؤز" یعنی دارالنائبین کے نام سے موسوم تھا۔ دستور سلطنت کے ابتدائی شرائط کے بموجب دارالامرا' ارکان ذیل پر مشتمل تھا۔ (۱) خاندان شاہی کے بالغ شہزادے' (۲) جو پروشیاوی خاندان سابق شہنشاہی سے براہِ راست نکلے تھے' ان خاندانوں کے بزرگ (۳) ان خاندانوں کے بزرگ خاندان جنھیں بادشاہ کی طرف سے امتیاز دیا گیا ہو اور جو خلف اکبر اور سلسلۂ جانشینی کے اعتبار سے متصف ہوں (۴) نوے ارکان جو بادشاہی کے اعلیٰ محصول دہندگان کی جانب سے منتخب ہوئے ہوں' (۵) تیس ارکان جو بڑے بڑے شہروں کی بلدی مجلسوں کی جانب سے منتخب ہوئے ہوں۔ ۷ مئی ۱۸۵۳ء کے قانون کی رو سے اس قانون کے بجائے ایک دوسرا قانون نفاذ پذیر ہوا جس نے عملاً منتخبہ عناصر کو معدوم کردیا۔ اس کے بعد سے یہ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) Robinson; Constitution of the Kingdom of Prussia صفحہ ۴

ایک جرمانی مقنن کے قول کے بموجب یہ تضاد پروشیا میں بہ دستور قائم رہا کہ" دستور سلطنت میں موقر طور پر وزارتی ذمہ داری کی تعریف کی گئی تھی' ذمہ داری کی نوعیت اور الزام لگانے والے اور عدالت کی تخصیص ہوئی تھی' اور اس کے ساتھ ہی وہ ذریعہ بالکل مفقود تھا جس ذریعے سے قوم کے نمائندے خود دستور سلطنت کے خلاف نہایت شدید زیادتیوں اور نہایت خطرناک حملوں کی محافظت کرسکتے"شولتزے: "دستور پروشیا"۔ (Schulze; Preussisches Staatsrecht) مقابلہ کیجئے ڈیوپریئے' "وزرا" جلد اول صفحات ۱۲۷-۱۸۷ (Dupriez; Les Ministres)

جماعت ارکانِ ذیل پر مشتمل ہوگئی۔(۱) شاہی خاندان کے وہ شہزادے جو عمر بلوغ کو پہنچ چکے ہوں'(۲) ہوہنزولرن ہیخنگن ہوہنزولرن زگمارنگن اوران دوسرے سولہ خاندانوں کے اخلاف جو پروشیا کے موجودہ حدود کے اندرکسی وقت حکمراں رہ چکے تھے۔(۳) جاگیردار خاندان ہائے امرا کے وہ سرگروہ جنھیں بادشاہ نے قائم کیا تھا اور جن کی تعداد تقریباً پچاس تھی'(۴) چند مادام الحیات امرا جنھیں بادشاہ نے متمول زمینداروں' عالی درجہ صناعوں اور دوسرے مشہور اشخاص میں سے نامزد کیا ہو۔(۵) آٹھ خطاب یافتہ امرا جن کا تقرر بادشاہ نے سلطنت کے آٹھ قدیم صوبوں کے مقیم زمینداروں کی نامزدگی پر کیا ہو۔(۶) جامعات' جماعت ہائے مذہبی' اور پچاس ہزار سے زائد آبادی کے شہروں کے نمائندے جنھیں یہ مختلف ادارات اپنے اپنے طور پر مقرر کریں (۷) ایک غیر معین تعداد ایسے ارکان کی جنھیں بادشاہ زندگی بھر کے لیے جس بنا پر چاہے منتخب کرے' اور اس میں اس کے سوا کوئی قید نہیں تھی کہ امرا کی عمر تیس برس کو پہنچ گئی ہو۔

پس اس ایوان کی ترکیب نہایت ہی پیچیدہ تھی' اس میں عہدے کے اعتبار سے ارکان تھے' شاہی تقرر کے ذریعے سے ارکان تھے اور موروثی حق کے ذریعے سے ارکان تھے مگر تاجدار کے تقرر کا اختیار اس قدر وسیع تھا کہ یہ جماعت عملاً ہمہ وقت بندۂ بادشاہ تھی۔اس کے ارکان تقریباً کل کے کل قابل اعتماد استحفاظی زمیندار اعیان میں سے لیے جاتے تھے۔پس اس طرح' اپنی روش اور حکمتِ عملی کے اعتبار سے یہ جماعت قوم کے عامۃ الناس یا کم از کم صنعتی طبقات کی نمائندہ نہیں تھی۔اگرچہ لازماً نہیں مگر علی العموم یہ جماعت تجاویز کی بیچون و چرا تائید کے لیے تیار رہتی تھی۔بہر نوع' امرا کے تقرر کے غیر محدود اختیار کے عمل میں لانے کے ذریعے سے تاجدار ہمیشہ اس جماعت کے افعال پر قابو رکھنے کی قوت رکھتا تھا۔ارکان کی تعداد مختلف ہوتی رہتی تھی مگر معمولاً تین سو کے قریب ہوتی تھی۔

**جمعیت ملی دار النائبین و نظمِ انتخابی۔**

دار النائبین ۴۳۳' ارکان پر مشتمل تھا' جن میں سے ۳۶۲ پرانی بادشاہی کی جانب سے تھے' اسّی کا اضافہ ۱۸۶۷ء میں ان صوبوں کے لیے ہوا جو اس زمانے میں

حاصل ہوئے اور ایک کا اضافہ ۱۸۷۶ء میں لاؤ نبرگ کی نمائندگی کے لئے ہوا۔ نمائندگان پانچ برس کی میعاد کے لئے منتخب ہوتے تھے اور ہر پروشیاوی جس کی عمر تیس برس کی ہو چکی ہو۔ جس نے تین برس تک قومی محصول ادا کئے ہوں اور جس کے ملکی حقوق میں کسی عدالتی فیصلے سے نقص نہ واقع ہوا ہو، وہ انتخاب کا اہل تھا۔ پہلی نظر میں حق رائے وہی معقول حدتک آزادانہ معلوم ہوتا ہے۔ پچیس برس یا زائد عمر کا ہر مرد شہری، جس کا نام اس کے کمیون کے رائے دہندوں کی فہرست میں درج ہو، اسے پارلیمنٹی انتخابات میں رائے دینے کا حق تھا۔ لیکن جب زیادہ غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظم آزادانہ صرف اس اعتبار سے تھا کہ پچیس برس سے زائد عمر کے چند ہی مرد ایسے تھے جنہیں حق رائے وہی نہ حاصل ہو۔ اپنے عملی نفاذ میں یہ نظم یورپ میں تمام نظموں سے زیادہ غیر عمومی تھا۔ ایک مختصر توضیح سے اس کی کوتاہیاں عیاں ہو جائیں گی۔

نمائندگان کا انتخاب ایسے انتخابی حلقوں سے ہوتا تھا جن میں سے ہر ایک حلقے میں ایک سے تین تک اور بالعموم دو رکن منتخب ہوتے تھے۔ ۱۸۶۰ء کے بعد سے نشستوں کی کوئی عام تقسیم جدید نہیں ہوئی تھی (البتہ ۱۹۰۶ء میں کچھ تغیرات ہوئے تھے) اور اکثر اضلاع خاص کر ان شہری مراکز میں جن کی ترقی گزشتہ پچاس برس کے اندر اندر ہوئی تھی، نمائندگان کا حصہ رسدی آبادی سے بہت ہی غیر تناسب تھا۔ ۱۹۰۶ء تک برلن کا کل شہر صرف نو ارکان منتخب کرتا تھا اور اس کے بعد اس کا حصہ صرف بارہ کا تھا۔ اس اعتبار میں یہ حالت ویسی ہی ابتر تھی جیسی انگلستان میں تھی۔ دوسرے یہ کہ حلقے کے جملہ رائے دینے والے باشندے کسی ایک نمائندے کے لئے بلا واسطہ رائے نہیں دیتے تھے اور نہ ان کی رایوں کا وزن مساوی تھا۔ اختصاراً، انتخاب کا طریقہ حسب ذیل تھا:۔ (۱) ہر ایک حلقہ متعدد ذیلی اضلاع میں منقسم تھا، (۲) ہر ایک ذیلی ضلع میں ہر ڈھائی سو باشندے ایک انتخاب کنندہ کا انتخاب کرتے تھے، (۳) ان انتخاب کنندگان کے منتخب کرنے کے لئے ذیلی ضلع کے رائے دہندے تین طبقوں میں منقسم ہوتے تھے۔ ان طبقات کی ترتیب اس طرح سے ہوتی تھی کہ سب سے زیادہ محصول دینے والوں سے شروع

ہو کر، پہلا طبقہ ان راست محصول دینے والوں پر مشتمل ہوتا جنھوں نے مجموعۃً اس ذیلی ضلع کے حصۂ محصول کا ایک ثلث ادا کیا ہو۔ دوسرا طبقہ ان محصول دینے والوں پر مشتمل ہوتا جو اہمیت میں دوسرے درجہ پر ہوں اور جنھوں نے بحیثیت مجموعی دوسرا ثلث ادا کیا ہو، اور آخری بقیہ لوگوں پر شامل ہوتا تھا۔ (۴) ذیلی ضلع کو جتنے انتخاب کنندگان کا استحقاق ہوتا تھا ان میں سے ہر طبقہ کثرت محض سے ایک ثلث کا انتخاب کرتا تھا۔ (۵) ضلع کے مختلف ذیلی اضلاع میں جو انتخاب کنندگان اس طرح منتخب ہوتے تھے وہ سب ایک انتخابی حلقے میں جمع ہوتے اور کثرت محض سے برکن کے ایوانِ نمائندگان میں نشست کے لئے ایک نمائندے کا انتخاب کرتے تھے[۱]۔

یہ عجیب و غریب طریقہ اس غرض سے نکالا گیا تھا کہ ایک ایسی کامل عمومیت جو ہمہ گیر حق رائے دہی پر مبنی ہو اور ایک ایسی حکومت جو خالصتۃً زمیندارانہ اعیانیت ہو، ان دونوں کے درمیان تسویہ باہمی کی ایک صورت نکل آئے۔ اس سہ طبقاتی انتظام کی ابتدا رھائن کے صوبے میں ہوئی جہاں ۱۸۴۵ء کے مجموعہ ضوابط حکومت مقامی نے اسے بلدیات کے انتخاب میں جاری کیا۔ ۱۸۵۰ء کے دستور سلطنت میں یہ طریقہ قومی انتخابات میں رائج کیا گیا، اور بعد کے برسوں میں عملاً تمام حصص بادشاہی کے بلدی انتخابات پر وسیع کر دیا گیا، تا آنکہ یہ طریقہ پروشیا وی ادارے کی ایک خصوصیت بن گیا اور تقریباً ہمہ گیر ہو گیا۔ اس کے ظاہر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اس تدبیر نے بلدی اور قومی دونوں اقسام کے سیاسی اقتدار کے حصۂ کثیرہ کو دولتمندوں کے قبضے میں دیدیا۔ چند برس قبل تک ۲۲۱۴ سے کم حلقہائے زیرین ایسے تھے جہاں ایک ثلث صرف ایک ایک شخص ادا کرتا ہوا اور اس لئے وہی تنہا اول طبقہ انتخابی

---

[۱] اگر انتخابات عام کے درمیان میں کوئی جگہ خالی ہو جاتی تھی تو تمام حلقہ انتخاب کی جانب از سر نو رجوع کرنے کے بجائے انتخاب کنندگان کبھی یہی جماعت نئے رکن کا انتخاب کر دیتی تھی۔

بن جاتا تھا، اور ۱٬۷۰۳ حلقہائے زیرین ایسے تھے جن میں دو دو شخصوں پر مشتمل تھا۔ اکثر صورتوں میں سب سے کم قابل التفات محصول دینے والوں کی تعداد جو مجموعۂ محصول کا آخری ثلث حصہ ادا کرتے تھے نسبتۃً بہت بڑھی ہوئی تھی ۱۹۰۸ء میں تمام بادشاہی میں مجموعۃً ۲٬۹۳٬۰۰۰ رائے دہندے طبقۂ اول کے تھے، ۱۰٬۶۵٬۲۴۰ طبقۂ دوم کے اور ۶۳٬۲۴٬۰۷۹ طبقۂ سوم کے۔ طبقۂ اول آبادی کے چار فیصدی کی نمائندگی کرتا تھا، طبقۂ دوم چودہ فیصدی کی اور طبقۂ سوم بیاسی فیصدی کی۔ اس نظم کے عمل درآمد نے حلقوں کی تقسیم جدید کی ناکامی کے ساتھ مل کر استحفاظی و زرعی مقاصد و اغراض کو بے اندازہ نفع پہنچا دیا اور اشتراکی اور دوسرے عمومی عناصر کو نمائندگی سے تقریباً بالکلیہ محروم کر دیا۔ ۱۹۰۳ء کے انتخابات میں اجتماعیوں نے پہلی مرتبہ منتظم طریق سے یہ کوشش کی کہ جماعت ملی میں نشستیں حاصل کریں جس نظم کا بیان اوپر ہو چکا ہے اس کے تحت میں ۳۲۴٬۱۵۷ استحفاظی رائیں ایک سو سینتالیس نمائندوں کے انتخاب کے لئے کافی ثابت ہوئیں مگر ۳۱۴٬۱۴۹ اشتراکی رائیں ایک رکن کا انتخاب بھی نہ حاصل کر سکیں، اس سال شہنشاہی انتخابات میں جو مساوی حق رائے دہی کے اصول کے تحت میں ہوا تھا، عمومی فریق نے رائخسٹاگ میں دس ارکان بھیجے۔ ۱۹۰۸ء کے پروشیاوی انتخابات میں اشتراکی عمومی رائے جو تمام عمومی رائے کی چوبیس فیصدی تھی، اس سے منجملہ چار سو سینتالیس ارکان کے صرف سات رکن منتخب ہو سکے [۱]

---

[۱] اس نظم کے عملی اثرات خاص کر سیاسی فریقوں پر اس کے اثرات کی مختصر تشریح کے متعلق لوول کی کتاب حکومتیں اور فریق Lowell ; Governments and Parties جلد اول صفحات ۳۰۵ - ۳۰۸ دیکھنا چاہئیں۔ شہروں میں یہ نظم جس طرح عمل کرتا تھا، اس کا بیان تحریرات ذیل میں ہوا ہے:- منرو "یوروپی شہروں کی حکومت" Munro : Government of European Cities صفحات ۱۲۸ - ۱۳۵۔ آر سی بروکس "پروشیاوی شہروں میں سہ طبقاتی نظم" R. C. Brooks ; The Three-Class System in Prussian Cities مطبوعۂ "منسپل افیرس" جلد دوم صفحہ ۳۹۶ و ما بعد۔ خاص تصانیف میں

**انتخابی اصلاح کے لئے تحریک**

جنگ عظیم سے قبل ایک نسل سے زائد سے انتخابی اصلاح کے لئے مسلسل کوشش ہو رہی تھی ۱۸۸۳ء اور پھر ۱۸۸۶ء میں ایوان زیرین نے رائے دہی کے طریق کے بجائے خفیہ طریق کے قائم کرنے کے متعلق بحث کی مگر اس نے اس تجویز کو رد کر دیا ۔ ۱۸۹۳ء میں اشتراکی عمومی فریق نے اپنے ارکان کے اس مقصد کا اعلان کر دیا کہ تمام انتخابی طریقوں میں سے سب سے زیادہ لغو طریقے سے جو عدم مساوات پیدا ہوتی ہے، جب تک وہ رفع نہ ہو جائے گی اسوقت تک اس فریق کے ارکان رائے دینے سے باز رہیں گے ۔ رفتہ رفتہ اصلاح کا ایک لائحہ عمل تیار کر لیا گیا جس سے اشتراکی آزاد خیال اور مختلف طریقوں کے ترقی پسند سب نے جزواً یا کلاً اتفاق کر لیا ۔ یہ لائحہ عمل چار خاص مطالبات پر مشتمل تھا :۔ (۱) راست انتخابات، (۲) رایوں کا مساوی وزن (۳) خفیہ رائے دہی (۴) نشستوں کی تقسیم جدید ۔ جنگ عظیم کے شروع ہونے تک یہی وہ مقاصد تھے جنھیں اصلاح پسند عناصر خصوصیت کے ساتھ چاہتے تھے اور جیسا کہ ابھی آگے چل کر بیان کیا جائے گا دوران جنگ میں اصلاحی تحریک سے ان معاملات کو بہت اہمیت حاصل ہو گئی ۔

۱۹۰۶ء میں ایک مسودۂ قانون اس مضمون کا منظور ہوا کہ نمائندوں کی تعداد ۴۳۳ کی بجائے ۴۴۳ کر دی جائے اور نشستوں میں کچھ خفیف تغیر و تبدل عمل میں آئے،

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کتب ذیل کا ذکر کیا جا سکتا ہے :۔

H. Nezard, "L Evolution du suffrage universel en Prusse dans l' Empire allemand (Paris 1905) I. Jastrow; Das Dreiklassen system (Berlin 1894). R. Von. Gneist; Die nationale Rechloidee von den Standen und das Preussische Dreiklassen system (Berlin 1904). and G. Evert; Die Dreiklassenwahl in den preussischen Stadt-und Landge meinden (Berlin 1901).

گر استیصالیوں کی ایک ترمیم جس میں راست و ہمہ گیر اوخفیہ رائے دہی کا انتظام چاہا گیا تھا، حکومت نے اس کی شدید مخالفت کی اور وہ منظور ہونے میں ناکام رہی۔
جنوری ۱۹۱۰ء میں تمام بالغوں کے مساوی حق رائے دہی کے متعلق اشتراکی مظاہرات سے تمام ملک میں ہیجان پیدا ہوگیا۔ پرنس فون بیولو نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ موجودہ نظم ناقص ہے، مگر اس امر کی مخالفت کی کہ پروشیا میں سلطنت کے طرز کے انتخابی انتظامات جاری کئے جائیں؛ اس نے حجت یہ پیش کی کہ یہ انتظام ملک کے مفاد کے موافق نہ ہوگا اور دعویٰ یہ کیا کہ حق رائے دہی کی صحیح اصلاح سے طبقۂ متوسط کو غلبہ حاصل ہو جائے گا اور اس لئے کوشش یہ ہونا چاہیے کہ مختلف طبقات کی رایوں کے وزن میں منصفانہ تدریج قائم کی جائے۔ اس بیان میں یہ اضافہ کیا گیا کہ حکومت اس امر پر غور کرے گی کہ آیا یہ مقصد بہترین طریق پر اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ حق رائے دہی کو بالکلیہ رائے دینے والے کی مقدار ادائی محصول پر منحصر کر دیا جائے، یا عمر، کمالات علمی اور دیگر اوصاف کا بھی لحاظ کیا جائے۔ جب استیصالیوں نے تمام بالغوں کی یکساں حق رائے دہی کی قرارداد پیش کی تو باوریوں اور پولستانیوں نے ان کی تائید کی مگر استحفاظی اور ہر خیال ورائے کے آزاد خیال حکومت کے ساتھ رہے، اور یہ قرارداد بہت بڑی کثرت رائے سے مسترد کر دی گئی۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے سات اشتراکی عمومی ارکان منتخب ہو گئے تھے، اور اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ موجودہ انتخابی انتظامات کے تحت میں بھی بددلی کے اظہار کا موقع مل سکتا ہے "قومی آزاد خیال" اور "آزاد استحفاظی"، جو حق رائے دہی کی توسیع کے علانیہ مخالف تھے انھوں نے بالترتیب بارہ اور چار نشستوں کا نقصان اٹھایا مگر استیصالیوں کی قرارداد جب پھر پیش ہوئی تو وہ پھر ساقط ہو گئی۔
برلن اور دوسرے مرکزوں کے عمومی مظاہرات نے حکومت کو یہ یقین دلا دیا کہ دانائی اسی میں ہے کہ وہ اپنی سخت روش میں نرمی کرے۔
۱۱ر جنوری ۱۹۱۱ء کو شاہی تقریر میں بادشاہ نے یہ اعلان کیا کہ انتخابی اصلاح کی ایک تجویز بہت جلد پیش ہوگی، اور ایک ماہ بعد نئے وزیر اعظم وان بیتمان ہولوگ کو

یہ ناخوشگوار فرض ادا کرنا پڑا کہ وہ حکومت کی تجویز ایوان کے روبرو پیش کرے۔ یہ فوراً ہی عیاں ہوگیا کہ یہ تجویز نہ صرف دفتری ہدایت کے تحت میں تیار ہوی تھی بلکہ حکومت کا اصلی منشا یہ تھا کہ جماعت ملی ہیں ایک ایسا انتخابی مسودۂ قانون منظور ہوجائے جس سے موجودہ نظم کے اصلی خصوصیات کو بھی چھوڑنا نہ پڑے اور طالبانِ اصلاح کا جوش بھی ٹھنڈا ہوجائے۔ اختصاراً اس تجویز میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ سہ طبقاتی انتظام بحال رہے البتہ یہ ہو کہ طبقہ اول میں داخل ہونے کے لئے محصولوں کا جو حصہ ہے اسے ہزار مارک کی یکساں سطح پر کردیا جائے (اور اس سے زائد ادائی کا کچھ لحاظ نہ کیا جائے) اور وہ رائے دہندگان جنھوں نے تعلیمی مدارج طے کئے ہوں یا بعض سرکاری منصبوں پر فائز رہے ہوں یا چند معینہ سال تک فوج یا بیڑے میں خدمت کی ہو انھیں اعلی طبقات میں جگہ دی جائے اور ان کے ادائی محاصل پر چنداں لحاظ نہ کیا جائے۔ (۲) زبانی رائے دہی برقرار رکھی جائے۔ (۳) خود انتخاب کنندگاں کا انتخاب ذیلی ضلع کے بجائے ضلع سے ہو۔ (۴) بالواسطہ رائے دہی کے بجائے بلا واسطہ رائے دہی قائم کیجائے۔ طبقات کی ترتیب جدید نے حقیقی مشکل کو ہاتھ نہیں لگایا۔ درحقیقت طالبان اصلاح کے جس مطالبہ کا واقعی مداوا کیا گیا وہ راست انتخابات تھے۔ اس تجویز کی مدافعت میں وزیر اعظم نے صاف طور پر قبول کرلیا کہ حکومت بلا ردوکد ایسے نظم رائے دہی کی مخالف تھی جس کی بنا عمومی اصولوں پر ہو۔

آزاد خیال عناصر نے اس تجویز کا مضحکہ اڑایا۔ ان لوگوں کے لئے جس سرد مہری سے دروازہ بند کردیا گیا اس کے خلاف تعرض کرنے کے لئے برامن اور دوسرے مقامات کے کارکن طبقات نے سلسل جدید مظاہرے کئے جس سے کئی ہفتے تک حکومت کو دقت پیش آئی۔ جماعت ملی کے اندر استحفاظی فریق جن سے حکومت کی کثرت مرتب ہوی تھی یہ دونوں پورے زور کے ساتھ مسودے کی طرفداری پر قائم رہے اور یہ اس اعتقاد کی وجہ سے کہ اگر تغیر ہونا ہی ہے تو جو تغیرات اس مسودے میں تجویز کئے گئے ہیں وہ ان تغیرات سے کم ضرر رساں ہوں گے جن پر استعمالی زور دے رہے تھے۔ مرکزی فریق

تذبذب میں تھا، اور قومی آزاد خیال، پولستانی، اشتراکی اور ترقی پذیر فریق خلق مضبوطی کے ساتھ اس کی مخالفت میں جما ہوا تھا۔ ۱۶ مارچ کو ۱۶۰ رایوں کے مقابلے میں ۲۰۴، رایوں سے اس تجویز کو اس ترمیمہ صورت میں ایوان نے منظور کر لیا، استحفاظی اور مرکزی فریق کے سوا تمام فریقوں نے اس کے خلاف رائے دی۔ ۲۹ اپریل کو یہ مسودہ قانون ایوان بالائی میں ۹۴ کے مقابلے میں ۱۴۰ رایوں سے اسی شکل میں منظور ہوا جس شکل میں ابتداءً پیش کیا گیا تھا۔ حکومت نے ہر طرح کی کوششیں کیں کہ ایوان زیریں کو اصلی تجویز کے قبول کرنے پر آمادہ کرے مگر یہ کوششیں بیکار گئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ تجویز واپس لے لی گئی۔

جنگِ عظیم کے آغاز کے وقت، قومی و بلدی دونوں دقیانوسی انتخابی نظم کی ترکیب جدید ایک معرکۃ الآرا مسئلہ بنی ہوئی تھی مگر اصلاح کی کسی معینہ تجویز پر اتفاق کا ہو جانا بہت بعید معلوم ہوتا تھا۔ یہ مسئلہ اعیانانہ و زمیندارانہ امتیازِ خاص کے ان روایات سے بیحد پیچیدہ ہو گیا تھا، جو پروشیا کی سیاسی نظم کے باطن در باطن حصوں میں سرایت کئے ہوئے تھے۔ نشستوں کی تقسیم جدید کے مسئلے میں اساسی دشواری بھی حائل تھی۔ خیال یہ ہوتا تھا کہ پروشیا میں اس قسم کی کارروائی سے شہنشاہی میں بھی ایسی ہی کارروائی تقریباً لازم آ جائے گی۔ ان دونوں صورتوں میں حکومت کے نقطۂ نظر سے ناقابلِ دفاع دقت یہ پیدا ہوئی تھی کہ اس اصلاح سے سیاسی اختیار بہت وسعت سے اشتراکیوں اور دوسرے استیصالی فریقوں کے قبضے میں چلا جائے گا۔[ل]

**جماعتِ ملّی کی واقعی نوعیت**

جماعتِ ملّی کی مدتِ حیات زیادہ سے زیادہ پانچ برس کی ہوا کرتی تھی لیکن تاجدار جب چاہے اپنی رائے سے ایوانِ زیریں کو

---

ل پی۔ میٹر "پروشیا میں انتخابی اصلاح" (P. Matter ; La reforme electorale en Prusse) جریدۂ علم سیاسیات (Ann. des Sci. Polit) ستمبر ۱۹۱۰ء۔ سی بروکارڈ "پروشیا میں انتخابی اصلاح اور فرق" (Brocard ; La reforme electorale en Prusse) مطبوعۂ جریدۂ سیاسی و پارلیمنٹی (Rev. Polit et parl) فروری ۱۹۱۲ء

منتشر کرسکتا تھا، اور ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک نیا منتخب شدہ ایوان اپنی قابل اعتراض
سیاسی نوعیت کی وجہ سے ایک بھی اجلاس منعقد کئے بغیر منتشر کر دیا گیا ہو۔ ہر ایوان
خود اپنے عہدہ دار منتخب کرتا تھا اور خود اپنے ترتیب کار کا انضباط کرتا تھا اور کارروائیاں
علی العموم عوام کے لئے کھلی رہتی تھیں۔ میقات کے شروع ہونے پر دارالامرا، پانچ
حصوں میں اور ایوان نمائندگان سات حصوں میں منقسم کر دیا جاتا تھا۔ ایوانِ زیریں
میں یہ تقسیم قرعے کے ذریعے سے ہوتی تھی، ایوانِ بالائی میں صدر تقسیم کر دیتا تھا، مگر
دونوں صورتوں میں یہ تقسیم پورے میقات کے لئے ہوتی تھی، فرانس کی طرح ایک ماہ
کے لئے یا اطالیہ کی طرح نصف ماہ کے لئے نہیں ہوتی تھیں۔ ان حصص کا کام یہ ہوتا
تھا کہ وہ مجالس ذیلی کے ارکان کا تقرر کریں، اور ایوانِ زیریں میں انتخاب کے
نتائج کی جانچ بھی ان کا فرض ہوتا تھا تاکہ ایوان خود اس پر آخری توثیق ثبت
کرسکے۔ ہر ایک ایوان میں آٹھ مستقل مجالسِ ذیلی ہوتی تھیں اور ضرورت پڑنے پر
خاص مجالس ذیلی کا تقرر ہو جاتا تھا۔

جماعت ملّی بے شبہ ایک قومی جماعت مقننہ تھی مگر آزادانہ بحث و مباحثہ کے
جن حقوق پر وہ عمل کرسکتی تھی وہ اس قدر محدود تھے کہ تقریباً نظر انداز کر دینے کے
قابل تھے۔ اصولاً ہر ایوان کو قانون کی بدایت کا کامل اختیار حاصل تھا مگر عملاً
قریب قریب تمام مسودات قوانین حکومت کی جانب سے پیش ہوتے تھے اور
ایوان ان پر بحث کرنے اور ترمیمات تجویز کرنے پر قانع تھے۔ بعض اوقات ایسا
واقع ہوتا تھا کہ ایوانِ زیریں کسی تجویز میں اس قدر قطع و برید کر دیتا تھا کہ حکومت،
اسے واپس لے لینے پر مجبور ہوتی تھی، چنانچہ ۱۹۱۰ء میں مسودۂ اصلاح انتخاب کا یہی
حشر ہوا۔ مجمل الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ بر بنیادی قانون سازی کی تجویز و تشکیل
تاجدار اور وزرا کرتے تھے اور جماعت ملّی صرف توثیق کرتی تھی[1] یہ سوال ہمیشہ

---

[1] اس اصول کے بموجب جاپانی مقننین اگر کلیتہً نہیں تو تقریباً اس امر پر متفق اللفظ ہیں کہ قوم اپنے منتخبہ
نمائندگان کے ذریعے سے قانون کی تخلیق میں حصہ نہیں لیتی بلکہ اس تجویز کے مطالب کے تعین میں حصہ
لیتی تھی جو فرمانروا کے روبرو اس غرض سے پیش ہوگی کہ وہ اس کی نسبت اپنے اعلیٰ تشریعی فرض کو

قائم رہا کہ آیا یہ شرط کہ تمام قوانین کے لئے دونوں ایوانوں کی منظوری ضروری ہے تمام حالات میں مصارف رقمی پر بھی حاوی تھی یا نہیں۔ عملاً تمام مصارف پر ایوانوں میں باضابطہ رائے لی جاتی تھی اور واقعاً یہ ضروری تھا کہ موازنہ اور تمام مالی تجاویز اولاً ایوان زیرین میں پیش ہوں اور ایوان بالائی اسے تمام دکمال منظور کرے یا رد کردے۔ مگر ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۶ء تک بسمارک کی سیادت میں حکومت اس کی دعویدار رہی اور اسے عمل میں لائی کہ مستقل قوانین کی بنا پر اسے محاصل جمع کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار ہے اور اس طرح اختیار صرف کو بالکلیہ معلق کر دیا لطف یہ ہے کہ پروشیاوی مقننین نے ابھی تک اس امر کا فیصلہ نہیں کیا ہے کہ آیا ایسی صورت دوبارہ وقوع میں نہیں آسکتی لہ

انتظامی حیثیت سے بھی جماعت ملی کے اختیارات محض برائے نام تھے۔ ہر ایوان کو بادشاہ کے سامنے محضر پیش کرنے کا حق حاصل تھا اور یہ حق بھی حاصل تھا کہ جو تحریرات ایوان کے پاس آئیں انھیں وزرا کی جانب رجوع کرے اور ان میں جو شکایتیں ہوں ان کے متعلق توجیہات طلب کرے۔ اور خود اپنی اطلاع کے لئے مسایل کی تحقیقات کے واسطے مامورئے مقرر کرے استیضاح کا حق بھی صریحاً مسلم تھا مگر جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے وزرا تشریعی ایوانوں کے روبرو جوابدہ نہ تھے اور جب تک کہ وہ خود نہ چاہیں کسی ایوان مقننہ کے احتجاجات مطالبات یا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) عمل میں لائے اور یہ فرض جب تک ارتضائے عمل میں نہ آجائے اس وقت تک کوئی تجویز قانوناً نافذ العمل نہیں ہو سکتی۔ ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ولوبی "پروشیاوی فلسفہ سیاسیہ" (W. W. Willoughby; Prussian Political Philosophy) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۸ء صفحہ ۱۰۳۔

لہ۔ لوئل "حکومتیں اور فرق" (Lowell; Governments and Parties) جلد اول صفحہ ۲۹۰۔ پروشیا میں اس دور میں جو عظیم الشان دستوری تصادم پیش آیا اسے ڈاسن نے "جرمانی شہنشاہی" (Dawson; German Empire) جلد اول باب ۲ میں بہت صفائی سے بیان کیا ہے۔

ملامت کے متعلق توجہ کرنے پر نہ وزرا کو مجبور کیا جا سکتا تھا اور نہ خود بادشاہ کو۔ جہاں پارلیمنٹی نظم کا وجود نہ ہو وہاں انتظامی معاملات پر تشریعی شاخ کا اثر باغلب وجوہ محض تنقیت رائے تک محدود ہوتا ہے۔

**مقامی حکومت بلدور آغاز اور اصول**

اپنی اکثر اصلی خصوصیات کے اعتبار سے پروشیا میں اسوقت کے مقامی نظم ونسق کے کل پرزے اور مرکزی و مقامی حکام کے باہمی تعلقات ان اصلاحات کے زمانے کے ہیں جنھیں اشٹائن اور ہارڈنبرگ کی وزارتوں نے انیسویں صدی کے ابتدائی برسوں میں جاری کیا تھا۔ ۱۹ نومبر ۱۸۰۸ء کے یادگار زمانہ بلدی فرمان میں اشٹائن نے ایک مکمل بلدی نظم قائم کیا تھا جس میں میران بلد مجالس عاملہ اور مجالس شہری سب تھے (اور یہ سب کے سب انتخابی تھے) اس نے انجمن ہائے تجارتی کی عدیدیت کو غائب کر دیا، حق رائے دہی کو وسیع کیا، اور شہروں کو تقریباً کامل آزادی دیدی تاآنکہ محصول تک کے معاملے میں انھیں اختیار حاصل ہو گیا۔ ۱۸۳۱ء کے ایک فرمان نے مقامی اجرائے محصول پر مرکزی حکام کے اختیار نظر ثانی کی تجدید کی؛ اور بھی متعدد تغیرات جاری کیے مگر مجموعی حیثیت سے اس وقت کا بلدی نظم اشٹائن ہی کے فرمان پر مشتمل ہے۔ زیادہ بلا واسطہ طور پر اس کی بنیاد ۱۸۵۳ء کے اس قانون پر ہے[1] جس کا اطلاق اولاً بادشاہی کے صرف مشرقی صوبوں پر ہوا تھا مگر آخرالامر وہ دوسرے صوبوں پر بھی وسیع کر دیا گیا۔ اسی آخرالذکر حکم کے بموجب مقامی انتخابات میں سہ طبقی نظم بتدریج تمام ملک میں پھیل گیا۔ اشٹائن اور ہارڈنبرگ دونوں میں سے کسی نے بھی دیہی کمیونوں کو ہاتھ نہیں لگایا تھا مگر نپولین کے قبضے کے دوران میں فرانسیسی کمیونی نظم دریائے ایلب سے مغرب کے تمام پروشیائی علاقے پر وسیع کر دیا گیا تھا، اور اس سے اس حقیقی یکساں نظم کے لئے راستہ تیار ہو گیا جو ۱۸۴۱ء اور ۱۸۴۵ء کے وسٹ فیلیا اور رہائن لینڈ کے فرامین پر قائم ہوا۔ ۱۸۵۰ء اور ۱۸۵۶ء کے فرامین نے

[1] ۱۸۵۳ء کے قانون کا اصل متن اے ڈبلیو یے بنز کی کتاب ذیل میں شایع ہوا ہے:۔
Jebens; Die Städtverordneten برلن ۱۹۰۵ء

قدیم حلقوں کی اعیانی بنیاد کو منسوخ کر دیا، اور ۱۸۱۵ء کے بعد کمیون سے اوپر درجے میں حلقے
کو مقامی حکومت کی اکائی کے طور پر تمام مفتوحہ و باز مفتوحہ ممالک پر وسیع کر دیا گیا۔
۱۸۱۵ء میں جب بادشاہی صوبوں میں تقسیم ہوئی اس وقت قدیم صوبجاتی تنظیم
کی بھی تجدید شروع ہوئی اور اسی سال میں بائیس حکومتی اضلاع قائم ہوے۔
یہ اضلاع ہر صوبے میں دو یا تین تھے، اور ہر ضلع ان حکومتی مجلسوں میں سے کسی ایک
مجلس کے تحت میں تھا جو ۱۸۰۸ء سے قائم ہونا شروع ہو گئی تھیں۔[1]

شہنشاہی کے قائم ہونے کے بعد ہی بسمارک نے اپنی توجہ مقامی حکومت کی
تنظیم جدید کی طرف منعطف کی۔ اس کے اصلاحات کا مقصود فی الواقع صرف پروشیا
تک محدود تھا مگر دوسری جرمانی ریاستوں میں ان اصلاحات کی نقل اس حد تک
ہوئی کہ شہنشاہی معقول حد تک ایک مشترک بنیاد پر آگئی۔ یہ وزیر اعظم عمومیت کا
معتقد نہیں تھا مگر کفایت شعاری اور استقامت دونوں نظروں سے اس نے
یہ سمجھا کہ مقامی انتظامی حکام میں نہ صرف تنخواہ دار ماہر دفتری اشخاص ہونا چاہیے
بلکہ اس میں ایک معقول عنصر غیر تنخواہ دار عام یا غیر سرکاری اشخاص کا بھی ہونا چاہیے
جو زیادہ تر بڑے زمینداروں اور بڑے محصول دینے والوں میں سے لئے جائیں۔ عوام
کی بے توجہی، موجود الوقت دفتریت کی مخالفت استحفاظیوں کے اندیشے اور فرقہ واری
اختلافات و عداوات سے بے شمار دقتیں پیدا ہوتی تھیں اور ان پر غالب آنا تھا مگر
آہستہ روی اور تلطف آمیز روش سے حکومت انجام کار میں اپنے تجاویز کو پورا
کر لینے میں کامیاب ہو گئی۔ اولین قوانین جو ۱۸۷۲ء میں حلقوں کے لیے اور ۱۸۷۵ء میں
صوبوں کے لئے وضع ہوئے ان کا اطلاق صرف ان صوبوں پر ہوا، جن سے قدیم
شاہی مرکب تھی، مگر آئندہ دس برس کے اندر اس قسم کے قوانین بقیہ حصۂ ملک کے لئے
بھی وسیع کر دیئے گئے، اور آخر میں بسمارک کی برطرفی کے بعد اس کام کی تکمیل اس طرح

[1] ۔ مئی یر: "اشٹائن و ہارڈنبرگ کے زمانے میں نظم حکومت کی اصلاح" (E. Meire; Die Reform der Verwaltungsorganisation unter Stein und Hardenberg.) لائپزگ ۱۸۸۱ء۔

ہوگئی کہ ۱۸۹۱ء میں ایک فرمانِ اعظم (فرمان امور صوبہ جات) سات مشرقی صوبوں کے لئے بھی جاری کر دیا گیا۔ اس سلسلۂ قوانین نے بادشاہی کے انتظامی طریقوں اور ذرائع کار میں تقریباً ٹھیک ٹھیک نوعیت پیدا کر دی جو نہایت ہی حال کے برسوں تک، اُس میں موجود رہی [1]

اگرچہ یہ نظم اب تک یورپ کے نہایت پیچیدہ نظموں میں سے ہے مگر اسوقت وہ پہلے سے بہت زیادہ سہل و سادہ ہے اور اس کے اندر وفرقی قوتیں اگرچہ اب بھی حاوی ہیں مگر قابو میں آگئی ہیں۔ اس کے زیرِ سطح جو اصول واقع ہیں ان کا اختصار ایک انگریزی صاحب قلم نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ :۔ "پہلا اصول یہ ہے کہ جن داخلی معاملات سے مرکزی حکومت کا براہِ راست تعلق سمجھا جاتا ہے اور جو معاملات ابتداءً محض مقامی اغراض کے سمجھے جاتے ہیں، ان دونوں کے درمیان فرق قائم کیا گیا ہے۔ پہلے مجموعے میں فوج کے علاوہ سلطنتی محاصل و علاقہ جات، معاملات کلیسا، پولیس (اپنے پروشیادی وسیع مفہوم میں) اور مقامی حکام پر نگرانی داخل ہیں۔ سڑکیں، امداد غربا، اور بہت سے متفرق معاملات، اپنے اپنے مقام کے لئے چھوڑ دئے گئے ہیں۔

---

[1] ۔ ان تمام اصلاحات میں انگلستان کے مقامی ادارات کا بہت گہرا مطالعہ کیا گیا اور معتدبہ حد تک ان کی نقل کی گئی۔ متعدد عالمانہ مجلدات میں جو ۱۸۶۳ء اور ۱۸۷۲ء کے درمیان شایع ہوئے ان ادارات کی اصلیت کو مقنن روڈولف گنائسٹ نے نہایت افراط یا تفریط سے واضح کیا ہے۔ اس کا مسلہ یہ تھا کہ پروشیا میں پارلیمنٹی حکومت کی ناکامی اور برطانیہ میں اس کی کامیابی کو ان دونوں ملکوں کی مقامی حکومتوں کے عدم تشابہ سے منسوب کرنا چاہیئے۔ ان تحریرات نے بسمارک کے عملی تجاویز کے لئے ایک مفید نظری بنیاد مہیا کر دی۔ ان تحریروں میں زیادہ اہم تحریریں حسب ذیل تھیں :۔ مقامی سوارج کی تاریخ "Geschichte des Self-Government in England" ۱۸۶۳ء؛ "انتظام، عدل، قانون" (Verwaltung, Justiz Rechtsweg) ۱۸۶۹ء؛ پروشیادی فرمان صوبہ جات "(Die preussische Kreis-Ordnung" ۱۸۷۰ء؛ مملکت قانونی "(Der Rechts-staat)" ۱۸۷۲ء۔

یہ دونوں مجموعے خاص طور پر علیحدہ علیحدہ رکھے گئے ہیں اور جب وہ ایک ہی صاحب اقتدار کو تفویض ہوں جب بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ مرکزی حکومت کا کام "غیر مرکزی" ہے یعنی ملک اضلاع میں منقسم ہے (یہ اضلاع مقامی حکومت خود اختیاری کے رقبوں سے متفق ہوں یا نہ ہوں اس سے بحث نہیں ہے) ان اضلاع میں سے ہر ضلع میں مرکزی اقتدار کی ایک تولید ہوتی ہے جو اس حکومت کا کام انجام دیتی ہے اور اس طرح برلن کے محکمہ جاتی دفاتر کے بار کو کم کردیتی ہے۔ کسی حد تک اس قسم کی غیر مرکزیت فرانس کی تعلیمی تنظیم اور صوبہ دار کے عہدے میں بھی پائی جاتی ہے مگر پروشیا میں یہ غیر مرکزیت نسبتہً بہت زیادہ جزوی و تفصیلی ہے اور اس کے عمل میں لانے کی کل نسبتہً بہت زیادہ پیچیدہ ہے۔ تیسرے یہ کہ پروشیا کی مرکزی حکومت کی خصوصیت خاص یعنی حکام عاملہ کا ارباب غور و فکر (یعنی جماعت مقننہ) سے نسبتہً زیادہ آزاد ہوتا اور عہدہ داروں کا تفوق و تسلط، تمام مقامی حکومت میں اسی طرح دائر و سائر ہے۔ آخری امر یہ ہے کہ مقامی حکومت کے بڑے بڑے پروشیاوی رقبوں کے سوا، تمام رقبات میں مقامی حکومت کے عاملانہ کارگزار جن کا انتخاب مقامی حکومت کی جانب سے ہوتا ہے وہی مرکزی حکومت کے بھی قائم مقام ہوتے ہیں۔ اس حیثیت سے وہ وفتریت کے رکن ہو جاتے اور دفتریت کے زیر اقتدار آجاتے ہیں، اور اس لئے وہ مقامی معاملات کے متعلق ہدایت و رہبری کے لئے بالطبع مرکز کی طرف نظر دوڑاتے ہیں۔ لہذا، یہ کہنا تو صحیح نہ ہوگا کہ انگلستان میں مقامی حکومت خود اختیاری کا جو مفہوم سمجھا جاتا ہے اس مفہوم میں پروشیا میں مقامی حکومت نہیں ہے مگر یہ صحیح ہے کہ وہاں حکومت خود اختیاری کمزور ہے یعنی (کل قوم کے تحفظ کے خیال سے) حدود معینہ کے اندر مرکزی حکومت، مقامی حکومت کی مرضی پر اس حد تک عمل پیرا نہیں ہوتی جس حد تک مقامی حکومت، مرکزی حکومت کی مرضی پر عمل پیرا ہوتی ہے۔ واقعاً دفتریت حکمرانی کرتی ہے، اور یہ پروشیا کی خوش قسمتی ہے کہ یہ دفتریت صاحب ہوش اور نئے خیالات کو ملحوظ رکھنے والی رہی ہے"[1] اس کے

---

[1] ایشلی "مقامی و مرکزی حکومت" (Ashley: Local and Central Government, صفحات ۱۳۰-۱۳۲۔

ساتھ ہی یہ بھی خیال ملحوظ رہنا چاہیے کہ اگرچہ اس ملک میں پیشہ ور مادام الحیات عہدہ داروں کا اس درجہ غلبہ ہے کہ مغربی یورپ کے کسی اور ملک میں نہیں ہے مگر غیر پیشہ ور عہدہ داروں کا گروہ بھی وسیع ہے اور بڑھتا جا رہا ہے۔ معمولاً اول الذکر کو تنخواہ ملتی ہے اور ثانی الذکر کو نہیں ملتی؛ غیر پیشہ ور عہدہ دار وہ شہری ہوتے ہیں جو تمدنی و معاشری خیالات کی بنا پر بغیر خیال مفاد مالی اپنے خدمات پیش کرتے ہیں۔ اس نظم کا اصول یہ ہے (جیسا کہ اپشلے نے ظاہر کیا ہے) کہ حکومت ماہرین کے ذریعے سے ہو اور اس پر عام اشخاص کی نکتہ چینی اور اختیار نعدی کی روک رہے اور مرکزی حکام اس پر موثر نگرانی رکھیں۔

**مقامی حکومت: صوبہ**

شہروں کے علاوہ جن کے اپنے خاص اشکال حکومت ہیں پروشیا کی انتظامی اکائیاں ترتیب وسعت کے اعتبار سے حسب ذیل ہیں۔ (۱) صوبہ (۲) ضلع (۳) حلقہ (۴) حدود اختیار محکمہ ابتدائی۔ (۵) کمیون۔ ان میں سے تین یعنی اول سوم اور پنجم مرکزی انتظام اور مقامی حکومت خود اختیاری دونوں کے حدود ہیں۔ بقیہ دو یعنی دوم و چہارم صرف انتظامی اغراض کے لئے ہیں۔ ۱۹۱۹ء تک صوبے بارہ تھے؛ مشرقی پروشیا، مغربی پروشیا، برانڈنبرگ، پومیرینیا، سیلیشیا، پوزن، وسٹ فیلیا، سیکسنی، ہانوور، صوبہ رہائن، شلسوگ ہولسٹائن ہسے ناساو۔ فرانسیسی اور اطالوی صوبوں کے برخلاف پروشیاوی صوبے ایسے تاریخی رقبات تھے، جو وسعت میں ایک دوسرے سے نہایت مختلف تھے اور بعض صورتوں میں وہ بالکلیہ مسلسل بھی نہیں تھے۔ چنانچہ جغرافی حیثیت سے ہانوور ایک بادشاہی تھا جو کسی وقت میں تاج برطانیہ عظمیٰ سے متحد تھا، شلسوگ ہولسٹائن ان اقطاع پر مشتمل تھا جو ۱۸۶۴ء میں ڈنمارک سے بزور چھین لئے گئے تھے؛ سیکسنی وہ ملک تھا جو بہ نپولینی جنگوں کے ختم ہونے پر بادشاہی سیکسنی سے لیا گیا تھا، اور پوزن سے ان حصص کا اظہار ہوتا ہے جو اٹھارھویں صدی میں پولستان کی متواتر تقسیموں سے پروشیا کے حصے میں آئے تھے۔ معاہدۂ ورسائی کے شرائط کے بموجب ہزاروں مربع میل کے نقصان ہو جانے سے صوبجاتی قسمتوں کی ترتیب جدید کی ضرورت اسی طرح لاحق ہو گئی ہے جس طرح درحقیقت عام طور پر انتظامی رقبوں کی جدید ترتیب کی ضرورت پیش آ گئی ہے مگر اس تحریر کے وقت (یعنی ۱۹۲۰ء) تک یہ نئے انتظامات

قطعی طور پر عمل میں نہیں آئے تھے۔[1]

جو معاملات سلطنت سے بحیثیت مجموعی تعلق رکھتے ہیں اور جن کا تعلق صرف مقامی نوعیت کے معاملات سے ہے، صوبے کی تنظیم میں ان دونوں کے درمیان کامل فرق ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہوگا، حلقوں کے اندر فرائض کے یہ دونوں مجموعے عہدہ داروں کی ایک ہی جماعت کے ذریعے سے انجام پاتے ہیں، ضلعوں میں جو فرائض انجام پاتے ہیں وہ مقامی نوعیت کے ہونے کے بجائے بالکلیہ قومی نوعیت کے ہیں، مگر صوبوں میں نہ صرف فرائض کے دو متوازی سلسلے ہیں بلکہ عہدہ داروں کے بھی دو جداگانہ گروہ ہیں۔ پولیس، تعلیم، اور مذہب وغیرہ کے ایسے قومی مفاد کے معاملات کے انتظام کے لئے صوبوں کے اندر حکام ذیل ہوتے ہیں:۔ (۱) صدر اعلیٰ جس کا تقرر مرکزی حکومت کی طرف سے ہوتا ہے اور وہ ان معاملات میں اس حکومت کی نمائندگی کرتا ہے جن کا تعلق تمام صوبے سے ہوتا ہے یا جو تنہا ایک ضلع کے حدود اختیار سے متجاوز ہوتے ہیں۔ (۲) ایک مجلس صوبہ جو صدر اعلیٰ یا اس کے نمائندے کے علاوہ (کہ وہی اس مجلس کا صدر ہوتا ہے)، ارکان ذیل پر مشتمل ہوتی ہے ایک فنی رکن جس کا تقرر غیر معین مدت کے لئے بر کن کا وزیر داخلہ کرتا ہے، اور پانچ معمولی شہری ارکان جو عموماً چھ برس کی مدت کے لئے صوبجاتی مجلس ذیلی کی طرف سے منتخب ہوتے ہیں۔ صدر اعلیٰ وزارت کا بلا واسطہ نائب ہوتا ہے جیسا کہ فرانس میں صوبہ دار ہوتا ہے مگر نائب ہونے کے باوجود، چونکہ اس کے اکثر کام اسی وقت جائز سمجھے جاتے ہیں جب وہ اس جماعت کی منظوری حاصل کر لیں جس کے ارکان زیادہ تر صوبے کے اندر ہی منتخب ہوتے ہیں، اس لئے اس کا اقتدار بالکلیہ مطلق العنان نہیں ہے۔

اس سرکاری گروہ کے پہلو بہ پہلو اس سے بالکل آزاد ایک دوسرا گروہ خالص

---

[1] اس سلسلے میں یہ واضح کر دینا چاہیے کہ مقامی حکومت کے جس نظم کا بیان یہاں ہوا ہے یہ وہ نظم ہے جو جنگ عظیم میں جرمانیہ کے شکست کھا جانے کے قبل موجود تھا، لیکن بادشاہی اور قدیم شہنشاہی نظم کے سقوط سے عدالت و نظم و نسق کی مقامی کلوں میں کوئی عام تنظیم جدید لازم نہیں آئی۔ انجام میں جو کچھ تغیرات ہوں وہ ہوں۔

مقامی معاملات کی نگرانی کے لئے ہے۔ اس کے اعضائے کارحسب ذیل ہیں :۔ (۱) صوبجاتی مجلس جس میں سات سے چودہ ارکان تک ہوتے ہیں اور جن کا انتخاب چھ برس کے لئے صوبہ کی مجلس کی جانب سے لازمًا نہیں مگر تقریبًا لامحالہ طور پر خود اسی کے ارکان میں سے ہوتا ہے۔ (۲) ناظم صوبہ، یہ ایک تنخواہ دار عاملانہ عہدہ دار ہوتا ہے جس کا انتخاب مجلس صوبہ کی جانب سے چھ سے بارہ برس تک کے لئے ہوتا ہے اور تاج کی طرف سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔ (۳) مجلس صوبہ۔ ناظم صوبہ مقامی خود اختیاری نظم کا عاملانہ عضو ہوتا ہے اور صوبجاتی مجلس اس کی مشیرانہ عضو ہوتی ہے۔ صوبجاتی مجلس گویا صوبے کی مجلس مقننہ ہوتی ہے۔ مجلس صوبہ کے ارکان حلقوں کی مجالس کی طرف سے چھ برس کے لئے منتخب ہوتے ہیں نصف ارکان ہر تیسرے برس کنارہ کش ہو جاتے ہیں اور یہ ارکان بالعموم حلقوں کے مقامی انتظامی عہدہ دار بڑے بڑے زمیندار اور ذی مقدرت اصحاب ہوتے ہیں جلسے کم از کم ہر دوسرے برس طلب ہوتے ہیں مجلس صوبہ کے فرائض میں خیرات، راستوں اور حرفت کی نگرانی، مقامی محصولوں کی نگرانی اور حلقوں میں ان کی تقسیم، مقامی قوانین کی توضیع، صوبجاتی املاک کی ضمانت، ناظم صوبہ اور صوبجاتی مجلس کے ارکان کا انتخاب، اور مرکزی حکومت کی درخواست پر صوبجاتی معاملات پر مشورہ دینا، یہ سب کام شامل ہیں۔

**مقامی رقبات: چھوٹے رقبات۔** ہر صوبہ ضلعوں میں تقسیم ہے۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں ان ضلعوں کی تعداد چھتیس تھی۔ صوبوں کے برخلاف، ضلعے صرف عام انتظامی اغراض کے لئے ہیں اس لئے ان میں حکومت خود اختیاری کے اعضا نہیں ہیں ضلع کا "انتظام" فنی اور تنخواہ دار عہدہ داروں کی ایک جماعت پر مشتمل ہوتا ہے جن کا تقرر مرکزی حکومت کرتی ہے، اور اس کا سرگروہ۔ صدر ناظم ہوتا ہے۔ جو بحیثیت مجموعی پروشیا کے مقامی عمال میں سب سے زیادہ اہم عہدہ دار ہے۔ اس حکومت کے حد اختیار کے اندر جو مسائل واقع ہیں، ان میں اجرائے محصول، تعلیم، مذہب، جنگل وغیرہ شامل ہیں اور وہ نہایت وسیع ہیں اور انتظام کا کام زیادہ تر مجلسوں کے ذریعے سے انجام پاتا ہے۔ پولیس کے انتظام اور مقامی جماعتوں کی نگرانی کی ایک مجلس ضلع موجود ہے جو صدر ناظم، دوسرے دو اشخاص (جن کا تقرر مرکزی حکومت کرتی ہے۔) اور چار ارکان پر مشتمل ہے جو مجلس صوبہ کی طرف سے چھ برس کے لئے

منتخب ہوتے ہیں سنہ ۱۸۸۳ء سے اس جماعت کا ایک اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ایک رکن کے زیر صدارت (جس کا تقرر اس کی عدالتی قابلیتوں کی وجہ سے ہوتا ہے)، ضلع کی انتظامی عدالت کی حیثیت سے نشست کرے۔

صوبے کی طرح حلقے میں بھی حکومتی فرائض کے دو بالکل ممیز مجموعے ہیں، ایک عام اور دوسرا مقامی۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں حلقوں کی تعداد ۴۹۰ تھی جن کی آبادی بیس ہزار سے اسی ہزار تک تھی۔ اس میں سے ہر ایک ان تمام قصبوں پر محتوی ہوتا ہے جو اس کے اندر واقع ہوں اور جن کی آبادی پچیس ہزار سے کم ہو۔ جس قصبے کی آبادی پچیس ہزار کی ہو اس کے نسبت اغلب یہ ہے کہ وزارت کے حکم سے وہ خود ایک حلقہ بنا دیا جائے گا، اور اس صورت میں حکومت کے فرائض بلدی حکام کے ذریعے سے انجام پانے لگیں گے۔ مفصلات کے حلقوں میں حکومت کے خاص الخاص اعضا تین ہیں:۔ ناظم حلقہ، مجلس حلقہ اور جمعیت حلقہ۔ ناظم حلقہ مرکزی حکومت کی طرف سے مدت العمر کے لئے مقرر کیا جاتا ہے اور اکثر یہ تقرر جمعیت حلقہ کی نامزدگی پر ہوتا ہے۔ وہ حلقے کے اندر تمام انتظامی معاملات کی نگرانی کرتا ہے خواہ یہ معاملات عمومی ہوں یا مقامی، پولیس کے سردار اعلیٰ کے فرائض انجام دیتا ہے، مجلس حلقہ اور جمعیت حلقہ کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے، اور عام طور پر حلقے کے اندر اس کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو صوبے کے اندر صدر اعلیٰ کی ہوتی ہے۔ اس کی رفاقت میں اور اسی کی صدارت کے زیر تنظیم حلقے کی مجلس ہوتی ہے جو چھ غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب حلقے کی جمعیت چھ برس کے لئے کرتی ہے۔ اپنے مشاورتی فرائض کے علاوہ، یہ مجلس حلقہ سب سے نیچے درجہ کی عدالت انتظامی کی حیثیت سے اجلاس بھی کرتی ہے۔

حلقے کی جمعیت اس حلقے کی تشریعی جماعت ہوتی ہے۔ اس کے ارکان جن کی تعداد کم سے کم پچیس ہوتی ہے، چھ برس کے لئے تین حلقہ بندیوں کی جانب سے منتخب ہوتے ہیں۔ پہلی حلقہ بندی شہریوں کی ہوتی ہے، دوسری حلقہ بندی بڑے بڑے دہقانی محصول دینے والوں کی ہوتی ہے۔ تیسری حلقہ بندی ایسے اغراض کے ایک مخلوط گروہ کی ہوتی ہے، جس میں چھوٹے چھوٹے محصول ادا کرنے والوں اور

کمیونی جمعیتوں کے نمائندوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ حلقے کی ہر جمعیت معقول اہمیت رکھتی ہے۔ یہ بالواسطہ یا بلا واسطہ حلقۂ ضلع اور صوبے کے تمام انتخابی عہدہ داروں کو منتخب کرتی ہے، یہ مقامی عہدہ سفرز کرتی ہے اور ان کے فرائض کی نگرانی کرتی ہے، یہ مقامی نوعیت کے قوانین وضع کرتی ہے، اور خود اس کے اور صوبجاتی نظم ونسق کے لئے جن محصولوں کی ضرورت ہوتی ہے، انھیں اپنی رائے دہی سے منظور کرتی ہے۔

پروشیا دی حکومتی اکائیوں میں سب سے چھوٹی اکائی کمیون ہے[1]۔ کمیون دو ممیز طرز کے ہیں، ایک دیہی اور دوسرے شہری۔ دیہی کمیونوں کی حکومتیں اس قدر مختلف النوع ہیں کہ ان کا کوئی عام بیان غیر ممکن ہے۔ (سنہ ۱۹۱۸ء میں ان کمیونوں کی تعداد چھتیس ہزار تھی)۔ ان کی بنا زیادہ تر مقامی رواج پر ہے؛ تاہم ان انضباطی قوانین کے تحت میں میں جو سنہ ۱۸۹۱ء کے "احکام دیہی" میں بارہ میں سے آٹھ صوبوں کے کمیونوں کے لئے جاری کئے گئے تھے[2]، ان تمام کمیونوں میں بعض معاملات میں معقول حد تک اتحاد پیدا ہوگیا ہے۔ ایک انتخابی صدر کا ہونا لابدی ہے۔ معمولاً اس کی مدد کے لئے دو سے چھ تک مشیر ہوا کرتے ہیں۔ علی العموم ایک حکمراں جماعت بھی ہوتی ہے جو انتخاب شدہ نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے؛ یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جب چالیس تک انتخاب کنندگاں ہوں بصورت دیگر مقامی مدرسوں، گرجوں، راہوں اور اس قسم کے مقاصد کے لئے لوگ خود ابتدائی جمعیت کی حیثیت میں کام کرتے ہیں۔ لیکن یہ ملحوظ رہے کہ اکثر کمیون اس قدر چھوٹے ہیں کہ نہ ان کے مالی وسائل اتنے ہیں اور نہ ان کی انتظامی قابلیت ایسی ہے کہ وہ زیادہ زوردار حکومت قائم رکھ سکیں۔ ان میں جو کارروائیاں ہوتی ہیں وہ تقریباً لابدی طور پر حلقے کے حکام اور خاص کر ناظم حلقہ کی منظوری اور ہدایت کے تحت میں ہوتی ہے۔

---

[1] ضلع محکمۂ ابتدائی اصلاً عدالتی ضلع ہوتا ہے، مشرقی صوبوں میں اس سے پولیس کے نظم ونسق کے مقاصد کا بھی کام لیا جاتا ہے۔

[2] اس اہم دستاویز کے شرح اڈیشن کے۔ ایف۔کیل کی کتاب "احکام فردیات دہی" (F. Keil; Die Landgemeinde-Ordnung) دیکھنا چاہئے (مطبوعہ لائپزگ سنہ ۱۸۹۰ء)۔

اپنے حکومتی انتظاموں میں شہری کمیون دیہاتی کمیونوں کے بہ نسبت زیادہ یکساں ہیں۔ ان میں معمولاً ارباب اقتدار حسب ذیل ہوتے ہیں۔ (۱) مجلس بلدیہ یہ ایک عاملانہ جماعت ہے جو ایک میر بلد اور چند مددگاروں پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب چھ، نو یا بارہ برس کے لئے بلکہ زندگی بھر کے لئے بھی ہو جاتا ہے۔ (۲) ایک مجلس بلدی ہوتی ہے جس کا انتخاب تین سے چھ برس تک کے لئے ہوتا ہے اور بالعموم یہ انتخاب ایک ایسے حلقۂ انتخاب کے ذریعے سے ہوتا ہے جو اس انتخاب سے متحد ہوتا ہے جو پروشیادی مجلس ملی کی شاخ زیرین کے ارکان کو منتخب کرتا ہے۔[۱]

[۱] پروشیادی حکومت کے متعلق کتب ذیل دیکھنا چاہیئیں۔ لوئل "حکومتیں اور فرق" (Lowell; Governments and Parties) جلد اول صفحہ ۳۰۴-۳۳۳ Good-now: Comparative and Administrative Law I, 295-338). ایشلے "مقامی و مرکزی حکومت" (Ashley; Local and Central Government) صفحات ۱۲۵-۱۸۶ و ۲۶۳-۲۸۷۔ زیادہ تفصیلی بیانات کے لیے کتب ذیل دیکھنا چاہیئں:۔

ایچ۔ جی۔ جیمز، "پروشیادی نظم و نسق کے اصول" (H. G. James; Principles of Prussian Administration) مطبوعۂ نیویارک ۱۹۱۳ء۔ شولزے "پروشیادی قانون حکومت" (Schulze: Das Preussische Staatsrecht) ۲-۱۸۷۸ء؛ اسٹینگل: "پروشیادی حکومت کی تنظیم" (K. Stengel; Orginasation der preussischen verwaltung) ۲ جلد، برلن ۱۸۸۴ء؛ بورنہاک: "پروشیادی قانون حکومت" (Bornhak; Preussisches Staatsrecht) ۳ جلد، فرائی برگ ۱۸۸۸ء-۹۰ and Hue de Grais: Handbuch der verfassung und verwaltung in Preussen etc. 17 th ed Berlin 1906) قوانین حکومت مقامی کے متن کتاب ذیل میں طبع ہوئے ہیں:۔ آن شوتز: "پروشیا کے اندرونی انتظامات کی تنظیم" (G. Anschutz: Organisations gestze der innern Verwaltung in Preussen) برلن ۱۸۹۷ء۔ پروشیادی بلدی حکومت کے متعلق انگریزی زبان میں بہترین بیان منرو کی کتاب "یورپی شہروں کی حکومت" Munro: Government of European Cities صفحات ۱۰۹-۲۰۸ میں ہے۔ عمدہ مختصر خاکہ ایشلے کی کتاب "مقامی و مرکزی حکومت" Ashley: Local and Central Government صفحات ۱۴۶-۱۵۳ میں ہے۔

# باب سی و ہفتم

## سنہ ۱۹۱۴ تک کی سیاسی قوتیں اور فریقانہ صف بندیاں

**مطلق العنانی کے باقیات**

جنگ عظیم سے قبل والی پوری ایک نسل میں جرمانیہ قوموں میں گویا ایک معمہ بنی ہوئی تھی۔ اس کی آبادی سنہ ۱۸۷۰ کے بعد سے چار کروڑ سے ترقی کر کے چھ کروڑ ستر لاکھ ہو گئی تھی، حرفت اور تجارت میں اس کی پیش روی، اور دولت میں اس کی ترقی عجوبہ روزگار بن گئی تھی۔ صنعت و زراعت میں سائنس سے کام لینے میں اگر وہ ساری دنیا سے نہیں تو اس کے بیشتر حصے سے بہت آگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (H. Kapplemann ; " Die verfassung und verwaltungs-organisation der preussischen Stadt in Schriften des vereins für sozial-Sozialpolitik (Leipzig, 1905-08) Vols cx vii—cxix کتب ذیل کا ذکر بھی کیا جا سکتا ہے:- اے شا "بر اعظمی یورپ میں بلدی حکومت" A. Shaw, Municipal Government in Continental Europe مطبوعہ نیویارک سنہ ۱۸۹۵ء۔ باب ۵-۶-۱ ای - جے جیمز "جرمانیہ میں بلدی نظم و نسق" J. James; Municipal Administration in Germany مطبوعہ شکاگو سنہ ۱۹۰۱ء۔ and Leclerc, "La Vie municipale en Prusse" in Ann de l Ecole Libre des Sci Polit Oct, 1888. زیادہ طولانی فہرست کتب کے لئے منرو کی کتاب بالا صفحات ۳۸۹-۳۹۵ دیکھنا چاہئیں

بڑھ گئی تھی۔ معاشری نوع کے بہت سے وضع قوانین میں وہ سب کی پیشرو تھی۔ اکثر شعبہائے علم میں اس کی علمیت سب سے فائق تھی، موسیقی، فنونِ لطیفہ اور علم ادب میں اس کے کمالات کی دنیا داد دے رہی تھی مگر روشن خیالی اور ترقی کے ان مظاہر کے پہلو بہ پہلو ایک ایسا حکومتی نظم قائم تھا جو روئے زمین کے نہایت ہی دقیانوسی اور غیر حریت پسند نظموں میں سے تھا۔ یہ نہیں تھا کہ حریت کی شکلیں بالکلیہ مفقود تھیں۔ ایک سابق امریکی سفیرِ متعینۂ جرمانیہ کا یہ قول ہے کہ۔ "جو شخص دستورِ سلطنت ہاتھ میں اٹھا کر اُسے محض ایک تحریر کی حیثیت سے پڑھے گا اور وہ اس کے مطالب سے پہلے ہی آگاہ نہ ہوگا تو اسے حریت پسندی کی اس نمائش پر حیرت ہوگی۔۔۔۔۔ اس شہنشاہی دستور کے سو میں سے ننانوے حصے کو بغیر شدید تنقید کے غایت درجہ کی عمومی وفاقی سلطنت کے ساتھ مطابق کیا جا سکتا ہے[1]" اس کے ساتھ ہی نظم و نسق عامہ کے انضباط اور خوبی کار میں بھی کوئی کمی نہ تھی۔ نہ تو رومانی حکومت اپنے بہترین زمانے میں اور نہ برطانی حکومت موخر زمانے میں اس سے زیادہ کامیابی کے ساتھ قانون کو عمل میں لاتی، مالیات کو قابو میں رکھتی مسلح قوتوں کا انتظام کرتی اور اپنی رعایا کی وفاداری پر قادر رہتی تھی۔ لیکن ابواب سابقہ میں یہ ظاہر کرنے کے لئے کافی ددانی گفتگو ہوچکی ہے کہ جرمانی قوم کو منظم خوش اسلوب، بلکہ "علمی" حکومت حاصل رہی ہے مگر یہ حکومت خود ان کی دبنی قوم کی بنائی ہوئی نہیں تھی اور نہ ان کے زیر اقتدار تھی۔ انھوں نے مطلق العنانی کے عوض میں یہ اقتصادی و معاشری فوائد خرید گئے تھے، اور جیسا کہ ابھی ابھی ظاہر کیا جائے گا جب ۱۹۱۴ء میں جنگ کا آغاز ہوا ہے اس وقت تک اس کا ثبوت جمع ہوچکا تھا کہ وہ اس قیمت کو ضرورت سے زیادہ سمجھنے لگے تھے۔

ایک ایسے ملک میں جس میں عام روشن خیالی بہت زیادہ موجود ہو، اور ایک ایسے زمانے میں جب عمومیت سرعت کے ساتھ پھیلتی جاتی ہو، مطلق العانی اور بیدردانہ طریق کے اس نمایاں اثر کے باقی رہنے کی توجیہ کیا ہوسکتی ہے؟۔ اس کے پورے جواب کے لئے پیچیدہ

---

[1] ڈی جے ہل، "قیصر کے تاثرات" (D. J. Hill; Impressions of the Kaiser) (طبع نیویارک ۱۹۱۸ء) صفحہ ۶۔

سیاسی و معاشرتی تاریخ کے کئی بابوں کی ضرورت ہوگی، مگر اس سے قبل کے ابواب میں اتنا کافی کہا جاچکا ہے کہ اس صورت حال کے دو تین اہم واقعات پر سے پردہ اٹھ جائے گا۔ ان میں سے خاص واقعات حسب ذیل ہیں:۔ (۱) ۴۹-۱۸۴۸ء کے انقلابی برسوں میں اور ان سے دس برس یا کچھ زائد سے جرمانیہ قدیم سطلق العنانی اور جدید حریت کے درمیان تذبذب میں تھی۔ (۲) اہل جرمانیہ میں اتحاد، تجربہ اور عملی احساس کی کمی کے باعث، حریت پسند عناصر نے اپنا عظیم الشان موقع کھو دیا۔ (۳) اس لئے قومی اتحاد اور وضع دستور کا کام حد سے بڑھی ہوئی استحفاظی قوتوں یعنی پروشیا کی حکومت اور خاص کر بسمارک کے ہاتھوں میں آگیا، جنھیں، وہ تنظیم، سیاسی مہارت اور سب سے بڑھ کر فوجی قوت حاصل تھی جو ان کے حسب خواہ روشنوں پر اس کام کے چلانے کے لئے ضروری تھی۔ ایک مرتبہ مستحکم طور پر قائم ہوجانے کے بعد اس نظم کو ۱۹۱۸ء کی فوجی تباہی کے وقت تک خداداد حقوق رکھنے والے بادشاہوں کے اس خاندان نے برقرار رکھا جو مخصوص پروشیاوی سیاسی فلسفہ کے زیر اثر حکمرانی کرتا تھا، ایک پرغرور زمیندارانہ طبقۂ اعیان اس کی معاونت پر تھا، دنیا کی بہترین ترتیب یافتہ فوج اس کے قبضے میں تھی، ایک بارعب اور بظاہر ناقابل رخنہ "تمدن" اس کی پشت پناہی کر رہا تھا، اور عوام الناس کی اطاعت کی طبعی عادات پر اس کی بنا تھی۔[1]

**خاندان ہوہنزولرن**

ہم ایک دوسری طرف چلتے ہیں۔ وہ یہ کہ قبل از جنگ کے دور میں جرمانی سطلق العنانی کے سدہائے عظیم کی زیادہ گہری تفتیش کی جائے ان کے نام پہلے ہی لئے جاچکے ہیں، یعنی، پروشیاوی سرگروہی، ہوہنزولرن خاندان، زمیندار فوج، خیالات و عملیات کا مجموعہ موسوم بہ

---

[1] اس موقع پر جے۔ بارتیلیمی کی کتاب "ہمعصر المانیہ کے سیاسی ادارات" (Les institutions politiques d'l Allemagne Contemporaine) طبع پیرس ۱۹۱۵ء کی جانب توجہ مبذول کرائی جاسکتی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ جنگی نفسیات کے اثر سے بالکلیہ پاک نہیں ہے تاہم اس میں ۱۹۱۴ء سے قبل کی جرمانی حکومت کی حقیقی نوعیت قابل قدر طریق سے پیش کی گئی ہے۔

"تمدن" (Kultur) جس کی تعریف کسی قدر ناقص انداز سے کی گئی ہے مگر اس باعث اس کا اثر کسی طرح کم نہیں پڑا اور عام اطاعت شعاری و سہل انگاری۔ سلطنت کی حیثیت سے جرمانی شہنشاہی کے اندر پروشیا دی تفوق کے نسبت کافی بحث ہو چکی ہے لیکن ان متعدد سدوں کی خصوصیت بیان کرتے وقت ہم اب بھی پروشیا کا ذکر کریں گے کیونکہ یہی "پروشیا دیت" خیال و عمل کے متعلق جرمانی عدم حریت کی اصل الاصول رہی ہے۔

ان سدوں میں سب سے پہلی سد، ہوہنز ولرن خاندان تھا۔ تاریخ میں ہوہنز ولرن افراد اول اول دسویں صدی میں اس حیثیت سے نظر آتے ہیں کہ وہ سوئٹزرستان کی موجودہ شمالی سرحد کے قریب زولرن نامی پہاڑی کے ایک قلعے سے معمولی کاونٹوں کے طور پر حکومت کرتے تھے۔ حکمران خاندان کی حیثیت سے ان کی اہمیت کا آغاز پندرھویں صدی کے اوائل سے ہوتا ہے جب کہ شہنشاہ نے انھیں برانڈن برگ کی ولایت تفویض کی جو دریائے اوڈر کے کنارے واقع تھا اور جس میں برلن کا آئندہ محل وقوع بھی داخل تھا۔ سو برس بعد انھوں نے لوتھر کا طریق قبول کر لیا اور اس کی مدد سے پروٹسٹنٹ شمال میں اپنی سرگروہی کی بنا قائم کرنے لگے۔ ایک صدی اور گزری اور انھوں نے شاطرانہ مناکحتوں کے ذریعے سے کلیوز کی امارت حاصل کر لی اور اس طرح اپنے اقتدار کو رہائن تک بڑھا لائے، نیز مشرقی پروشیا کی امارت حاصل کر لی جو اس زمانے میں تقریباً خالص اسلافی تھی اور اس طرح اپنا اقتدار روسی سرحد تک بڑھا لے گئے۔ سترھویں صدی میں حکمران شہزادہ محض "انتخاب کنندہ" کے نام سے مشہور تھا مگر ۱۷۰۱ء میں "انتخاب کنندۂ اعظم" کے فرزند فریڈرک سوم کو اس کے شہنشاہی آقا نے "شاہ" کا خطاب اختیار کرنے کا حق دے دیا۔ چونکہ اس خطاب کا استعمال اول صرف پروشیا ہی میں ہوتا تھا، اس لئے برانڈن برگ کے بجائے، پروشیا ہی کل مملکت کے لئے سرکاری نام ہو گیا۔ بہت سے مسلسل حکمران (خاص کر فریڈرک ولیم یعنی "انتخاب کنندۂ اعظم" (۱۶۴۰ - ۱۶۸۸)، شاہ فریڈرک ولیم اول (۱۷۱۳ - ۱۷۴۰)، شاہ فریڈرک ثانی، یعنی فریڈرک "اعظم" (۱۷۴۰ - ۱۷۸۶) ) نہایت ماہر و شاطر خود سر حکمران تھے، اور ان کے طولانی اور پر از واقعات عہدہائے حکومت

میں اس خاندان کا اقتدار، فتوح، الحاقات، مخالفات، اور سفارتی تدابیر سے برابر بڑھتا گیا۔ یہ حکمران ایک فولادی نسل کے لوگ تھے، اور دوست دشمن کسی کے ساتھ برتاؤ میں وہ کسی طرح کے پس و پیش میں نہیں پڑتے تھے۔ وہ "ربانی حق" کے ذریعہ سے حکومت کرتے تھے۔ عمومی اقتدار اعلیٰ کے خیالات کے متعلق ان کے پاس سوائے حقارت کے اور کچھ نہ تھا، اور انھوں نے فوج کو اپنے سیاسی نظم کا مرکز و اندفاع بنا لیا تھا۔

نپولین دور میں پروشیا کے بُرے دن آگئے، اور اس کے بعد نصف صدی تک اس کے بادشاہ اگرچہ اپنے دعاوی حقوق ربانی و عظمت افواج میں سچے ہوہنزولرن تھے مگر ان کا ضمیر پست درجہ کا تھا تا آنکہ ولیم اول جس نے سب سے پہلے شہنشاہی تاج اپنے سر پر رکھا، وہ بھی بالکلیہ بسمارک کے سائے میں آگیا تھا۔ اس کے انتقال پر، پروشیا اور اس کے ساتھ کل جرمانیہ، نئے سیاسی راستے پر چل نکلی تخت کا وارث فریڈرک سوم تھا، جو "نبیل" کے لقب سے ممتاز تھا اور یہ معلوم تھا کہ وہ آزاد خیال کا شخص ہے۔ اس لئے اگرچہ تین برس قبل ہی بسمارک سے صاف یہ کہدیا کہ اس کا ارادہ پارلیمنٹی نظم حکومت قائم کرنے کا نہیں ہے مگر اس وقت بھی وسعت کے ساتھ یہ یقین کیا جاتا تھا اور اب بھی عام طور سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ انگریزی نظم حکومت کا مداح تھا اور اگر وہ زندہ رہتا تو دستور سلطنت کی تاویل آزادانہ انداز میں ہوتی، وزرا کا انتخاب رائخشتاگ کی کثرت کی ہمواری کو مدنظر رکھ کر ہوتا، بادشاہ واقعی عامل ہونے کے بجائے زیادہ تر مشیر کار ہو جاتا اور جملہ رجحانات سیاسی آزادی اور ذمہ داری کی طرف مائل ہو جاتے۔ مگر فریڈرک اپنی تخت نشینی کے وقت ہی میں ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہو چکا تھا اور ٹھیک نوے دن حکومت کرنے کے بعد وہ راہی ملک عدم ہوا۔ اس کے انتقال سے "نوعمر" ولیم دوم تخت پر متمکن ہو گیا (یہ "نوعمر" کا لفظ بسمارک نے کسی قدر سبک معنی میں استعمال کیا تھا)۔[۱]

---

[۱] ولیم دوم کے وقت تک ارکان خاندان ہوہنزولرن کا ایک عام مگر قابل اطمینان بیان ای۔ اے۔ بی۔ ہوجٹس کی کتاب "خاندان ہوہنزولرن" (E A B. Hodgets; The House of Hohenzollern)

**ولیم دوم اور پروشیا وی اصول شاہی:-** آسٹریا و فرانس پر فتحمندیاں، مظفر و منصور افواج کی واپسی، دادا کی تاجپوشی ایک متحدہ و عظمت یافتہ جرمانیہ کی نشاط انگیزی، پروشیا کا نیا امتیاز، مدبر و سپاہی کی سردر آفرین کامیابیاں، ان تمام امور نے اس نوعمر شاہزادے کے دل پر ناقابل محو اثرات چھوڑے تھے۔ اور اگر کسی کو اس میں حیرانی رہی ہو کہ نئے حکمران کے اصول اور اس کی حکمت عملیاں کیا ہوں گی تو اس قسم کے تمام شکوک و شبہات بہت جلد صاف ہو گئے ہوہنز ولرن حکمرانوں کے تمام شمائل و روایات ولیم کی ساخت میں داخل تھے، اور بعض ان میں سے کئی گونہ زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ اسے بہ شدت تام یہ یقین تھا کہ اسے حکمرانی کا خداداد حق حاصل ہے۔ ۱۹۱۰ء میں اس نے کونگسبرگ کی ایک تقریر میں بالاعلان یہ کہا کہ "اس کے دادا نے خود اپنے حق سے تاج اپنے سر پر رکھا تھا اور اس بات پر زور دیا تھا کہ یہ تاج اسے صرف خدا کی رحمت سے عطا ہوا ہے، نہ کہ پارلیمنٹوں کی مرحمت سے یا قوم کی مرضی سے ... میں بھی اپنے کو خدا کا ایک برگزیدہ کارکن سمجھتا ہوں اور اس زمانہ کے خیالات و آرا کا لحاظ کئے بغیر میں اپنی روش پر عمل پیرا رہوں گا۔" ۱۹۱۴ء میں مشرق کی فوج کے نام کے ایک اعلان میں اس نے یہ کہا تھا کہ "یاد رکھو کہ جرمانی قوم خدا کی برگزیدہ قوم ہے۔ جرمانی شہنشاہ ہونے کی حیثیت سے مجھ پر خدا کی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۱ء میں ہے۔ ولیم دوم کے متعلق سب سے زیادہ بے جوش کتاب شا کی کتاب "جرمانیہ کا ولیم" (S. Shaw; William of Germany) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۳ء ہے۔ جنگ کے زمانے کی ایک سوانح عمری لندن ٹائمز کے ایک سابق نامہ نگار برلن جی سانڈرس کی لکھی ہوئی، "تعمیر کن و برباد کن" (G. Saunders; Builder and Blunderer) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۴ء ہے۔ معلومات کا ایک خاص ذریعہ شہنشاہ کی شائع شدہ تقریریں ہیں جن کے متعدد اشاعتیں ہیں، از انجملہ ایک اشاعت، ڈبلیو وان شیر برانڈ کا مرتبہ "قیصر کی تقریریں" (W. Von Schierbrand (ed) The Kaiser's speeches) مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۳ء ہے۔ کتاب ذیل بھی دیکھنا چاہئے۔ نیز دیکھو فشر: "جرمنی میں سیاسی آزادی اور ہوہنز ولرن خاندان"

روح نے نزول کیا ہے، میں اس کا آلۂ کار ہوں، اس کی تلوار ہوں، اس کا نائب ہوں۔ تباہی و ہلاکی ہے ان لوگوں کی جو میری مرضی کی مخالفت کریں۔ انھیں تباہ ہونے دو، جرمانی قوم کے تمام دشمنوں کو ہلاک ہونے دو۔ خدا ان کی تباہی کا خواہاں ہے، وہ خدا جو میرے منہ سے تمھیں اپنی مرضی پر عمل کرنے کا حکم دیتا ہے" اس نے معاملات عامہ پر اپنے اقتدار مطلق کا صاف الفاظ میں دعوی کیا۔ ۱۸۹۱ء میں اس نے بالاعلان یہ کہا تھا کہ "ملک میں صرف ایک آقا ہے اور وہ آقا میں ہوں اور میں کسی دوسرے کے آقا ہونے کا روادار نہ ہوں گا" وہ پروشیا اور شہنشاہی دونوں کے دساتیر کو مقدس سمجھتا تھا اور یہ اس وجہ سے کہ وہ مطلق العنانی کو آزادانہ عمل کا موقع دیتے تھے اس لئے اپنی تخت نشینی کے وقت یہ کہا تھا کہ "میری رائے یہ ہے کہ ہمارے دساتیر سلطنت کی زندگی کے اندر اختیارات عامہ کی ایک عادلانہ و مفید تقسیم قائم کرتے ہیں اور میں صرف اپنے حلف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خاص وجہ سے بھی ان کی پابندی اور حمایت کروں گا" وہ تعلیم کو اپنی مطلق العنان حکومت کی لونڈی سمجھتا تھا، اس لئے مدارس ابتدائی کے مدرسوں اور دارالعلوم کے معلموں دونوں کے نسبت یکساں طور پر یہ کہا تھا کہ وہ اپنے حقوق و فرائض کے اعتبار سے وہ سب سے اول سرکاری عہدہ دار ہیں، اس حیثیت میں انھیں وہی کرنا چاہئے جس کا ان سے مطالبہ کیا جائے۔ انھیں نوعمروں کو یہ سکھانا چاہئے اور اس کے لئے تیار کرنا چاہئے کہ وہ تمام انقلابی مقاصد کی مقاومت کریں" یہ شکایت کرتے ہوئے کہ مدرسے لڑکوں کو کوتاہ نظر بنا دیتے ہیں، اس نے غصے سے یہ کہا تھا کہ "ہمیں سپاہیوں کی ضرورت ہے"۔

انگلستان میں شاہان اسٹوارٹ کے آخری زوال کے بعد، فرانس میں انقلاب کے وقت، بلجیم میں قومی خود مختاری کے قائم ہونے کے وقت، اطالیہ میں کاردائی اتحاد کے دوران میں، حق خداداد کے نظریے کا اثر زائل ہو گیا تھا مگر جرمانیہ اور خاص کر پروشیا میں اس کا اثر قائم رہا۔ بادشاہ برابر اس کا دعوی کرتے رہے اشتراکی عموماً یوں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ P. de Virscher, La liberte politique en Allemagne et la dynastic des Hohenzollern (Paris 1916)

کے سوا، قوم کے کسی اور منتظم حصے نے کسی ایسے سیاسی فلسفے کو ترقی نہ دی جو اس کے مخالف ہو۔ ۱۹۱۸ء کے قبل، سیاسی ارباب نظریہ اور آئینی مقننین کا انداز صاف نہیں تھا۔ آخر زمانے میں انھوں نے اس عقیدے کی براہ راست تائید نہیں کی تھی مگر وہ سب یا ان کا حصہ کثیر ایسے آرا و افکار دیتے تھے جو اس عام نتیجے کی جانب رہبری کرتے تھے۔ وہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ ٹیوٹن قوم کے لوگ بالطبع شاہی پسند طبیعت کے لوگ ہیں، صرف پرزور بادشاہی کے ذریعے سے ان کا مخصوص تمدن (Kultur) قائم رہ سکتا اور تمام دنیا میں پھیل سکتا ہے۔ حکومت کی خوبی کار کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اکثر و بیشتر صورت حالات میں اس کا بہترین حل اسی وقت ہو سکتا ہے جب پرزور شاہی ہدایت و نگرانی کا سامان مہیا ہو، اور جرمانیہ کے لئے اس کی ہمپایہ سلطنتوں کے تعلقات اور سیاسیات عالم میں اس کی عام حیثیت کے اعتبار سے، پرزور بادشاہی لابدی ہے۔ ان کے تصانیف میں سیاسی قوت کو جو معراج عطا ہوئی ہے، اس سے (ایک مصنف کے قول کے بموجب) بادشاہ کے افعال "اس سطح سے بلند ہو جاتے ہیں جن پر عام اخلاقیات کے ملحوظات عاید ہوتے ہیں، اور سیاسی توحد کے ساتھ ایک ایسی بہبود اور ایک ایسی غرض وابستہ ہو جاتی ہے جو افراد زیر اقتدار کی بہبود سے مغائر و ممیز اور بعض صورتوں میں اس سے غیر متعلق ہوتی ہے[1]"۔

---

[1] ۔ دلوبی، "پروشیاوی نظریۂ بادشاہی" (Willoughg; The Prussian Theory of Monarchy) مطبوعہ "امریکن پولیٹکل سائنس ریویو"، نومبر ۱۹۱۷ء۔ اس موضوع کی زیادہ وسیع بحث کے لیے، اس مصنف کی کتاب "پروشیاوی فلسفہ سیاسیہ" (Prussian Political Philosophy) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۸ء ابواب ۲۔۵، دیکھنا چاہئے۔ سیاسی نظریہ کے متعلق سب سے زیادہ با اثر جرمانی تصنیف ایچ۔ وان ٹرائچکے کی کتاب "سیاسیا" (H. Von Treitschke; Politik) ۲ جلد مطبوعہ لیپزگ ۱۸۹۹ء ہے، اس کا ترجمہ بی۔ ڈگدیل اور ٹی۔ ڈی ایبل نے "سیاسیات" کے نام سے دو جلدوں میں کیا ہے۔ مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۶ء۔ (B. Dugdale and T. de Bille: Politics) ٹرائچکے کے اثر کے اندازے کے لیے ایچ ڈبلیو۔ ڈیوس کی کتاب "ہائنرش فون ٹرائچکے کا سیاسی خیال"

**فوج۔** فوج کے متعلق شہنشاہ کی روش درحقیقت نہایت درجہ اہمیت رکھتی تھی، کیونکہ کئی نسلوں سے فوج کی یقینی "تائید مطلق العنانی کے مدات میں سب سے بڑی مد تھی۔ قیصر نے اپنی تخت نشینی کے دن سپاہیوں کے نام جو اعلان شایع کیا اس میں درج تھا کہ "فوج کی قطعی و ناقابل شکست وفاداری، وہ ورثہ ہے جو باپ سے بیٹے کی جانب اور ایک نسل سے دوسری نسل کی جانب منتقل ہوا ہے۔ ہم ناقابلِ تفریق طور پر متحد ہیں، ہم (یعنی مابدولت و فوج) ایک دوسرے کے لئے بنے ہیں اور خدا ہمیں امن سے رکھے یا طوفان میں مبتلا کرے ہم ہر حال میں ایک دوسرے سے گہرے طور پر وابستہ رہیں گے"۔ ۱۸۹۱ء میں نئے بھرتی ہونے والوں کی ایک جماعت کو خطاب کرتے ہوئے اس نے یہ کہا کہ "تم اب، میرے سپاہی ہو، تم نے اب اپنا جسم و جان میرے حوالے کر دیا ہے، تمھارا اب صرف ایک دشمن ہے اور وہ وہی ہے جو میرا دشمن ہے"۔ ایک دوسرے موقع پر بسمارک کے مشہور مقولے کی تشریح کرتے ہوئے اس نے یہ اعادہ کیا کہ "پارلیمنٹی کثرتوں نے نہیں بلکہ سپاہ و فوج نے جرمانی شہنشاہی کو بنایا ہے۔ میرا اعتماد فوج کے اندر مرکوز ہے" یہ اور بہت سے دوسرے بیانات سے جو منقول ہو سکتے ہیں، واضح ہوتا ہے کہ ولیم دوم فوج کو اپنی خاندانی ملک اور ذاتی آلہ سمجھتا تھا، جس سے موجودہ ترتیب حالات قائم

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (H. W. C. Davis; The Political Thought of Heinrich von Trietschke) مطبوعہ لندن ۱۹۱۴ء اور اسے ہاوزراث کی کتاب ٹرائٹشکے (A. Hausrath; Tre'ilschke) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۴ء دیکھنا چاہیے۔ جے۔ ڈیوی نے اپنی کتاب "جرمانی فلسفہ سیاسات" (J. Dewey; German Philosophy and Politics) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۵ء میں ٹرائٹشکے کے عام نقطۂ خیال پر وسعت کے ساتھ بحث کی ہے اپنے عہدے اور فرض کے متعلق ولیم دوم کے خیال کی نسبت کتب ذیل دیکھنا چاہییں۔ فون شیر براند، "قیصر کی تقریریں" (Von Schierbrand; The Kaiser's Speeches) ایچ۔ پیرس "جرمانیہ اور جرمانی شہنشاہی" (H. Perris; Germany and the German Emperor) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۲ء، باب

رہیں اور شہنشاہی مقاصد انجام پائیں۔ جیساکہ ایک مصنف نے کہا ہے، فوج ہی وہ شے تھی جو اسے اس قابل بنا سکتی تھی کہ وہ شہنشاہی دستور سلطنت میں ہوہنزولرن روایا کے کامل معنی کو پڑھ سکے، اور اس کے آبا و اجداد نے جو کچھ پروشیا کو بنا دیا تھا وہی وہ کل مملکت (جرمانیہ) کو بنا دے یعنی اسے ایک موروثی جاگیر بنا دے جسے وہ اپنے خاندان کی آئندہ نسلوں کی طرف منتقل کر سکے[۱]۔ جن مختلف تدبیروں سے تمام جرمانی نظم پر وشیادی اقتدار اور اس طرح قیصر کی براہِ راست ہدایت کے تحت میں آگیا، وہ اس سے قبل مذکور ہو چکے ہیں۔ ایک جرمانی عالم یہ لکھتا ہے کہ جس سوال سے کسی ریاست کی حقیقی نوعیت کا فیصلہ ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ "فوج کس کی اطاعت کرتی ہے" ۱۹۱۸ء تک، جرمانیہ میں اس سوال کا جواب صرف ایک طریقے سے دیا جا سکتا تھا۔ رائخشٹاگ کو فوج پر عملاً کوئی اقتدار نہیں حاصل تھا، ریاستیں زیادہ تر اپنے اقتدار سے دست بردار ہو گئی تھیں، صرف قیصر کا غلبہ و تسلط تھا۔ فوج کے موازنے تک کی منظوری سال بسال نہیں ہوتی تھی جیسا کہ انگلستان، فرانس اور ممالک متحدہ امریکہ میں معمول ہے جہاں فوجی قوت ملکی قوت کے کامل اقتدار میں ہے، بلکہ یہاں (جرمانیہ میں) فوجی موازنے پانچ برس کے لئے منظور ہوتے تھے[۲]۔

---

[۱] ہل "قیصر کے تاثرات" (Hill; Impressions of the Kaiser) صفحہ ۱۰۔

[۲] فوج اور بیڑے کے متعلق ولیم دوم کی مزید تشریحوں کی بابت فون شیر برانڈ کی کتاب "قیصر کی تقریریں" (Von Schierbrand; The Kaisers Speeches) ابواب ۱۰۔۱۱، دیکھنا چاہیئے۔ قومی زندگی کے ایک جزو کی حیثیت سے فوج اور فوجی قوت کی مستند مدح و ستائش کے لئے ایف۔ فون، برنہارڈی کی کتاب "جرمانیہ اور آئندہ جنگ" (F. Von Bernhardi; Germany and The Next War) مترجمہ اے۔ ایچ پولس (A. H Powles) و مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۴ء، سے کتب ذیل بھی دیکھنا چاہئیں: بیرن بینس "جرمانیہ جنگ سے قبل" (Baron Beyens; Germany before the War) مترجمہ بی۔ دی کوہن مطبوعہ لندن، ۱۹۱۶ء۔ باب ۳۔ ایم اسمتھ "عسکریت و تدبیر مملکت" (M. Smith; Militarism and Statecraft مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۸ء صفحات ۱۷۱۔۲۰۰۔

**"یلکر" یا "زمیندار"** مطلق العنان حکومت کا دوسرا پشتیبان مشرقی و شمالِ مشرقی پروشیا کا زمیندار طبقہ اعیان تھا۔ جرمانی زرعی ارتقا، قومی ہونے کے بجائے زیادہ تر مختص المقام تھا یعنی، ملک کے تین خاص حصص میں سے ہر حصے میں زمین کی ملک اور اس کے استعمال نے ایک روش اختیار کی تھی۔ جنوب مغرب (جس میں بویریا، باڈن، ورٹمبرگ، اور رہائنی پروشیا شامل تھے)، فرانس کے مانند چھوٹے چھوٹے اراضی داروں کا ملک بن گیا، اور جنگ عظیم تک شہنشاہی کا صرف یہی حصہ تھا جس میں کچھ اہمیت رکھنے والے کاشتکارانہ سیاسی اہمیت کا پتہ چلانا ممکن تھا۔ شمال مغرب نے (جس میں وسٹ فیلیا، نشیبی سیکسنی اور ہانوور کے کچھ حصص شامل تھے)، ایک ایسے نظم کو ترقی دی جس میں متوسط درجے سے بڑے درجے تک کے اراضی دار تھے تاہم بہت سے مالکانہ حیثیت رکھنے والے کاشتکار بھی تھے لیکن برانڈنبرگ سے مشرق میں اور خاص کر مشرقی پروشیا، مغربی پروشیا، پوزن اور پومی رینیا کے پروشیاوی صوبوں میں، مدت ہوئی کہ عملاً تمام زمین بڑے سے بڑے علاقوں میں مجتمع ہوگئی تھی، اور وہاں کے زیادہ لوگ بے زمین، زرعی مزدور تھے۔ جرمانی زرعی زمین کا بیشتر حصہ، شمال اور مشرق کے بڑے بڑے علاقوں میں شامل نہیں ہے اور ان بڑے علاقوں کے مالکوں کے لئے جو قومی حکمت عملی سب سے زیادہ نفع بخش ہوسکتی ہے وہ بہ حیثیت مجموعی ملک کے زرعی مفاد کے لئے لازماً سودمند نہیں ہوسکتی اور عام قوم کے لئے اس کا لازماً سودمند ہونا تو اور بھی کم ہے۔ لیکن چالیس برس تک پروشیا کا حد سے بڑھا ہوا استحفاظی، ذی امتیاز، نخوت شعار اور ستم کار زمیندار طبقۂ اعیان، گرز آہنی لئے ہوئے حرفی طبقات اور خود حکومت پر مسلط رہا۔ جب وزیراعظم کاپریوی نے باہر سے آئے ہوئے غلے پر تحفظی محاصل گھٹا دئے تو ان زمینداران عظام نے اس کی برطرفی کا مطالبہ کیا اور اسے برطرف کرا دیا، اور ۱۹۰۲ء میں انھوں نے اشیائے خوردنی پر پھر ایسے محاصل قائم کردئے جن سے خود ان کی پیداوار کی قیمت بلند رہے۔ کئی عشرات تک یہی وہ صاحبانِ اراضی، عملاً فوج اور بیڑے کے تمام عہدہ دار مہیا کرتے رہے اور ملکی عہدوں پر بھی تقریباً اپنا اجارہ قائم کرلیا تھا۔ اگر پروشیا، جرمانیہ پر حکمرانی کرتی تھی تو یہ صاحبانِ اراضی پروشیا پر اور اس کے وسیلے سے خود شہنشاہی پر حکمرانی کرتے تھے۔

یہ لوگ ہوہنزولرن خاندان اور اس کے مطلق العنان غیر ذمہ دار نظم حکومت کے خاص ستون تھے۔[1]

**جرمن کولٹور یا تمدن**

جرمانی مطلق العنانی کا ایک دوسرا بنیادی پتھر مخصوص جرمن کولٹور یعنی "تمدن" کا نفوذ و اثر تھا۔ یہ اصطلاح اگرچہ دوران جنگ میں برابر زیر بحث آتی رہی مگر عملاً وہ تعریف کے حد میں نہیں آتی

انگریزی لفظ (Culture) اس قدر تنگ معنی رکھتا ہے کہ وہ اس کا مرادف نہیں قرار دیا جا سکتا، اور لفظ (Civilization) ضرورت سے زیادہ وسیع ہے۔ اس اصطلاح میں نہ صرف معمولی مفہوم میں تعلیم و ترتیب (علمیت) داخل ہے، بلکہ انداز و اطوار طبیعت، مزاج، حوصلہ مندی، کمال، اغراض سب شامل ہیں۔ جو تصورات اس میں شامل ہیں وہ مختلف وجوہ سے اہم سیاسی اثرات رکھتے ہیں۔ سب سے اول یہ کہ یہ "تمدن" گویا مملکت ہی کی پیداوار تھا۔ یہ جرمانی خیال کے بموجب مدرسوں اور دارالعلوموں کی برترین پیداوار تھا اور یہ تمام تعلیم گاہیں بالکلیہ مملکت کے زیر اقتدار تھیں۔ دوسرے یہ کہ عسکریت کے ساتھ یہ غیر منفک طور پر ملا ہوا تھا، مزید برآں یہ شخصی نہیں تھا بلکہ قومی تھا قوم نے اسے پیدا کیا اور شائع کیا تھا اور تمام افراد قوم نے اس میں حصہ لیا تھا۔ "ان سب نے اسے ایک ہی مدرسے میں حاصل کیا ہے، اور یہ ایک ہی نوع کا تمدن ہے کیونکہ کسی دوسرے نوع کی تعلیم نہیں ہوتی۔ یہ وہ تمدن ہے جس سے حکومت اپنے تمام شہریوں کو آراستہ کرنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام جرمانی نہ صرف ایک ہی سے واقعات کے علم کی طرف مائل ہوتے ہیں، بلکہ زندگی کے متعلق ان کا ایک ہی سا خیال ہوتا ہے۔ گیٹے، شیکسپیر اور جرمانی بیڑے کے نسبت ان کی ایک ہی سی رائے ہوتی ہے۔ فوجی خدمت کی طرح، "تمدن" بھی مملکت کی کل کا ایک پرزہ ہے"[2] چونکہ یہ محض شخصی ملک ہونے کے بجائے زیادہ تر قومی ملک تھا اس لئے سلطنت اسے باقاعدہ اور بالارادہ ایک نسل سے دوسری نسل کی جانب منتقل کرتی رہتی تھی۔ اور سلطنت

---

[1] انیسویں صدی میں جرمانی زرعی تاریخ کے متعلق ملاحظہ ہو اوگ "جدید یورپ کا اقتصادی ارتقا" (Economic Development of Modern Europe) باب نہم، فہرست کتب صفحات ۲۱۰-۲۷

[2] اے۔ ای۔ زیمرن "قومیت اور حکومت" (A. E. Zimmern; Nationality and Government) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۸ء، صفحہ ۷

جس طریق پر خواہش و ہدایت کرتی، اسی طریق پر کام میں لائے جانے کے لئے وہ تیار کیا جاتا تھا۔ یہ خیالات و عادات و اطوار کا ایک مجتمعہ مجموعہ تھا جو کامل اتحاد واستحکام سے برابر آگے بڑھتا جاتا تھا۔

انجام کار، اس مخصوص "تمدن" نے سلطنت کے زیر ہدایت مسلسل جدوجہد سے خود کو قائم رکھا۔ جرمانی علما و مدبرین جب آئندہ پر نظر ڈالتے تھے تو انھیں تصادم کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا، یعنی وہ یہ سمجھتے تھے کہ رقیبانہ قومی "تمدن" میں ہمیشہ تصادم رہے گا، ہر ایک یہ چاہے گا کہ اپنے حریفوں کو تباہ کر ڈالے۔ کسی قسم کے انضمام، کسی قسم کی حقیقی مناسبت، تا آنکہ کسی قسم کی مفاہمت باہمی کا بھی امکان نہ تھا۔ پرنس فون بیو لو نے لکھا ہے کہ "دو قومیتوں کی باہمی کشمکش میں ایک قوم گویا ہتھوڑا ہے اور دوسری سندان، ایک فاتح ہے اور دوسری مفتوح، تاریخ کے اندر یہ زندگی وارتقاء کا قانون ہے کہ جب دو قومی تمدن ملتے ہیں تو ان میں تفوق کے لئے جنگ ہونے لگتی ہے" اور خیال یہ تھا کہ وہ نہ صرف قلم سے لڑتے ہیں بلکہ تلوار سے بھی لڑتے ہیں۔ ہر ایک تمدن اپنے کو فائق سمجھتا ہے۔ صرف قوت اس تنازعہ کا تصفیہ کر سکتی ہے۔ تمدن کی جنگ میں لوتھر اور گیٹے سے ایسی کٹ پتلیوں کا کام لیا جا سکتا ہے جو مٹر لنگ اور وکٹر ہیو گو کے مقابلے میں رکھی جا سکیں مگر تار کے کھینچنے والے کرپ، زپین اور "خداوند جنگ" ہی ہو سکتے ہیں۔

پس اس "تمدن" کو جس طرح جرمانیوں نے ترقی دی، وہ مطلق العنانی کا پشتبان ہو گیا۔ یہ اپنی ابتدا اور اپنی نوعیت کے لئے مطلق العنان ملکی اقتدار کے زیر بار احسان ہے۔ قوم کے اتحاد کو ترقی دینے اور اس قادر مطلق مملکت پر افتخار اور اس کے ساتھ وفاشعاری کو مشتعل کر سکنے کے لئے اس سے باقاعدہ کام لیا گیا۔ دوسری قوتوں یعنی استقلا و تغلب کی حکمت عملی کے لئے یہ تمدنی سبب بھی تھا اور اس کا خاص معاون بھی تھا۔ اس کی خاص قوت موثرہ زیادہ تر قوم کی اطاعت کی اس

---

لے "شہنشاہی جرمانیہ" (Imperial Germany) مترجمہ ایم۔ اے لیو تز (طبع نیویارک، ۱۹۱۴ء) صفحہ ۲۲۵۔

عادات سے ماخوذ تھی جس کی پرورش کسی قدر صدیوں کے اس تجربہ سے ہوئی تھی جب امن و تحفظ کا انحصار بالکلیہ اس پر تھا کہ تابع اپنے آقا کا وفادار رہے اور جب کہ نیم غلامی کے اقتصادی روابط نے کسانوں کو تقریباً غیر منفک طور پر اپنے مالکوں کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا؛ اس عادت کی پرورش کسی قدر بسمارک کے اصول و عمل سے بھی ہوئی تھی اور پھر کسی قدر اس حب الوطنی و تفاخر سے بھی ہوئی تھی جس نے اتحاد و توسیع کے جلیل الشان دور میں جرمانیوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔

**۱۹۱۴ء تک کی فریقانہ حالت: عام حیثیات۔** ایک آخری شرط جس نے منفی حیثیت میں گریز در طور پر مطلق العنان دور کے دوام میں مدد دی وہ یہ تھی کہ آزاد خیال اور بد دل توقیعی اصلاح کی کسی تجویز کی تائید میں باہم متفق ہونے میں ناکام رہیں۔ ایک مصنف نے چند سال قبل یہ کہا تھا کہ "یہ یاد رہنا چاہیے کہ انگلستان میں عمومیت کی پہلی فتح طبقۂ متوسط اور طبقۂ مزدوران کے اتحاد کے نتیجے کے طور پر حاصل ہوئی جنھوں نے مجبور کر کے ۱۸۳۲ء کا قانون اصلاح منظور کرایا۔ فرانس میں اس قسم کے اتحاد نے ۱۸۳۹ء کے انقلاب کی صورت میں کامیابی حاصل کی۔ تاریخ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک با اغنیا طبقہ کا کامیابی سے مقابلہ کرنے کے لئے دو بے اغنیاء

---

لے ۔ جرمن تمدن یا (Kultur) کی دو تشریحیں جرمانی مصنفین کے قلم سے نکلی ہوئی حسب ذیل ہیں:- ای۔ ٹرولچ "جرمانی تمدن کی روح" (E. Troltsch; "The spirit of German Kultur) مطبوعہ "جرمانیہ جدیدہ بہ تعلق جنگ عظیم" (Modern Germany in Relation to the Great War) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۵ء کے، فرانکے "جدید جرمانی تمدن کے لمعات" (K. Francke; Glimpses of Modern German Culture) مطبوعہ نیویارک ۱۸۹۸ء۔ اصلی آخذ کے اعلیٰ اقتباسات کی ایک قابل قدر تدوین جس سے جرمانی طبیعت کا راز ظاہر ہوتا ہے، "فتح ادعہ جرمانی تمدن" ہے، جسے تین حصوں میں ممالک متحدہ امریکہ کی مجلس اطلاعات عامہ نے شائع کیا ہے۔ (مطبوعہ واشنگٹن ۱۹۱۷ء)۔ ایک تشریح ایک معقول پسند انگریز مصنف ڈبلیو ایچ۔ ڈاسن کی ہے، "جرمانیہ کی غلطی کیا ہے" (W. H. Dawson; What is wrong with Germany)

طبقوں کو لے لیتی ہے۔ جرمانیہ میں حصار بند اعیانیت کا مقابلہ کرنے کے لیے طبقہ مزدوران
طبقات متوسط کے ساتھ متحد ہونے سے اس بنا پر برابر انکار کرتا رہا کہ اس کا نفع طبقات
متوسط کو پہنچے گا جیسا کہ ۱۸۳۲ء میں انگلستان میں اور ۱۸۳۰ء میں فرانس میں ہوا۔ اسی طرح
متوسط طبقات اگرچہ مطلق العنان دور کے خلاف ہیں، مگر اس کا تختہ الٹ دینے
کے لئے وہ طبقہ مزدوران کے ساتھ اتحاد کرنے سے اس وجہ سے برابر انکار کرتے
رہتے ہیں کہ انھیں یہ خوف دامن گیر ہے کہ آخر الذکر (جو زیادہ اجتماعی ہیں) اجتماعی جمہوریہ
قائم کرنے کی کوشش کریں گے جیسا کہ ۱۸۴۸ء میں فرانس میں اور ۱۸۷۱ء کی کمیون میں
ہوا۔ مخالفوں کے اس طرح منقسم ہونے کی وجہ سے مطلق العنان نظم جیسے زمیندار
طبقہ اعیان کی مدد حاصل ہے اس قابل رہا ہے کہ شدید مشکلات کے بغیر خود کو
قائم رکھے[1]"

یہ بیان ہمیں اس جانب لے جاتا ہے کہ شہنشاہی کے اندر کے سیاسی فریقوں
اور فریقی گروہوں کی تاریخ و نوعیت کی مختصر تحقیقات کی جائے۔ پہلی بات جو سامنے
آتی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ سیاسی زندگی مختلف اعتبارات سے شدید تھی مگر فریق
من حیث الفریق اس سے کم "حکومتی" اہمیت رکھتے تھے، جتنی انھیں انگلستان،
فرانس اور اطالیہ میں حاصل ہے۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے، ممالک متذکرہ میں
روشِ عامہ قوم اور قوم کے ذریعے سے منظم فریقوں کے زیر اقتدار ہے۔ جیسا کہ ظاہر کیا
جا چکا ہے، حکومت، فریق کی حکومت ہے لیکن قبل جنگ کی جرمانیہ میں قوم کا اقتدار
نہیں تھا۔ سیاسی تبلیغ یا تحفظ ذاتی کے لئے اہلِ قوم فریقوں کی صورت میں گروہ بندی

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۵ء۔ اس سلسلے میں کتاب ذیل کا بھی ذکر
ہو سکتا ہے: جے ڈبلیو گیرڈ "جرمانیہ میں میرے چار برس" (W. Gerard; My Four
years in Germany) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۷ء۔ اس موضوع پر مختصر بیانات کے لئے زیمرن کی
تصنیف "قومیت و حکومت" (A. E. Zimmern; Nationality and Government)
باب اول سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے۔

[1] شاپی رو "جدید و ہمعصر یورپی تاریخ" (Schapiro; Modern and Contemporary
European History) صفحہ ۲۸۳۔

کر لیتے تھے مگر یہ فریق، فریق کی حیثیت سے نہ روش عامہ کو بناتے تھے، نہ اسے چلاتے تھے۔
بعض فریقانہ گروہ شہنشاہ کو معقول تائید پہنچاتے تھے مگر وہ اس حیثیت سے حکمت علمی کو نہ
مرتب کرتے تھے، نہ اسے عمل میں لاتے تھے، اور نہ اس کے لئے ذمہ دار ہوتے تھے۔
ان کا کام صرف تجویز پیش کرنا یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ تنقید کرنا تھا سیاسی فریق کے
صحیح فرائض حکومت کی صرف عمومی شکل کے تحت میں ترقی کر سکتے تھے[1]۔

ایک دوسرا امر یہ ہے کہ جرمانیہ میں دو فریقی نظم نہیں ہے بلکہ فریقوں اور فریقی
مجموعوں کی کثرت ہے، اس لئے جیسا کہ فرانس اور اطالیہ میں ہے، کبھی کسی ایک فریق
کو یہ موقع نہیں ملتا کہ عمومی ایوان میں کثرت پر قادر ہو جائے۔ حکومت میں کابینی نظم کو
دخل نہیں تھا اور وزیر اعظم اور وزارتی معاونین کا راست انحصار رائخشٹاگ میں کسی خاص
فریق کی کثرت کے قائم رکھنے پر نہیں تھا۔ لیکن عملاً رائخشٹاگ میں حکومت کو اتنی کافی تائید
حاصل ہونا چاہئے تھی کہ وہ اپنے موازنات اور اپنی تشریعی تجاویز کو منظور کرا سکے۔ موثر
اور قابل اعتماد ہونے کے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ تائید منضبط صورت میں ہو، اور اس لئے
عملاً ہمیشہ ایک مسلمہ حکومتی کثرت رہا کرتی تھی۔ لیکن فریقانہ تقسیم اس حد تک بڑھی ہوئی
تھی کہ اس کثرت کے لئے ہمہ وقت یہ لازمی تھا کہ وہ دو یا تین گروہوں پر مشتمل ہو جو
کم و بیش موقت طور پر ایک مجموعہ بن گئے ہوں چنانچہ، بسمارک ایک وقت میں استحفاظیوں
اور قومی آزاد خیالوں کی متحدہ مدد سے حکمرانی کرتا تھا، فون بیولو نے ایک "نیلی سیاہ"
(استحفاظی و مرکزی) جماعت سے کام چلایا اور بعد میں استحفاظیوں اور آزاد خیالوں کے
اسی طرح کے اتحاد سے کام لیا۔

ایک تیسرا امر یہ ہے کہ جرمانی فریق غیر معمولی طور پر مقامیت پسند تھے، یعنی
وہ وسیع معنی میں قومی نہیں تھے جو ملک کے تمام حصص سے اور قوم کے تمام طبقات سے

---

[1] ۔جن مملکتوں میں پارلیمنٹ کے ذریعے سے حکومت ہوتی ہے ان کی فریقانہ ذمہ داری اور
جرمانیہ کی فریقانہ عدم ذمہ داری کے تضاد کے متعلق پرنس فون بیولو نے جو صاف صاف بحث
کی ہے، اسے دیکھنا چاہئے۔ "شہنشاہی جرمانیہ" (Imperial Germany)
صفحہ ۱۵۰-۱۵۱۔

تائید حاصل کرتے بلکہ دہ زیادہ تر نسل، فرقے اور طبقے کی بناؤں پر بنے تھے۔ پروشیا اور شہنشاہی کے زیادہ جدید حصص میں متعدد چھوٹے چھوٹے فریق تھے جن میں نمایاں طور پر یہی خصوصیت تھی۔ چنانچہ گیلف" (یعنی ہانوری گروہ) کا وجود ہی اس لئے تھا کہ وہ اس پر تعرض کرے کہ ۱۸۶۶ء میں ہانوور شاہی پروشیا میں کیوں جذب کرلیا گیا۔ ڈنمارکیوں کا مطالبہ یہ تھا کہ ڈنمارک کی زبان بولنے والے سلیسوگ کو ڈنمارک کے حوالے کردیا جائے۔ پولستانی مغربی پروشیا پوزن اور سلیشیا کے صوبوں کے اسلافی رائے دہندوں پر مشتمل تھے جن کے نمائندوں سے رائخشٹاگ میں یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ پولستانی علاقوں کے پروشیا کے ساتھ ملحق کئے جانے اور وہاں کی رعایا کو جرمانی بنانے کی بیدردانہ کوششوں کے خلاف برابر تعرض کرتے رہیں گے۔ اسی طرح السائس والے، السائس لورین کے شہنشاہی میں ضم کئے جانے کے خلاف تعرض کرتے رہے، اور جب تک آزادی ممکن نہ ہوا اس وقت تک کے لئے وہ کامل خودمختاری کا مطالبہ کرتے تھے۔ "مخالفان سامی گروہ" ایک ایسے گروہ پر مشتمل تھے جو ۱۸۹۰ء میں کسی قدر مختلف بنیاد پر اس غرض سے بنا تھا کہ سیاسیات اور مالیات میں یہودیوں کے اثر کو پامال کردے لیکن بڑے بڑے فریق بھی قومی حدود کے ساتھ متوازی ہونے اور معاشرے کے تمام عناصر کی نمائندگی کرنے کے اعتبار سے اس سے بہت کچھ گھٹے ہوئے تھے، جتنے انگلستان، فرانس اور ممالک متحدہ امریکہ کے فریق ہیں۔ صرف ایک اجتماعی عمومی فریق یہ دعوی کرسکتا تھا کہ اسے تمام شہنشاہی میں معقول قوت حاصل ہے، اور یہ بھی اولاً ایک طبقاتی فریق تھا جس سے مزدوروں کے سوا اور بہت سے لوگوں کا تعلق تھا۔ صرف اسی فریق کی تائید تمام تر شہروں سے ہوتی تھی۔

**فریقانہ ترقی؛ قدیم تر گروہ**

۱۹۱۴ء تک فریقانہ ہئیت نے جو شکل اختیار کی، وہ نتیجہ تھی ان دو بڑے سیاسی گروہوں کے تدریجی انتشار کی جن میں، بسمارک کے وزارت پر فائز ہوتے وقت، پروشیا کے بیشتر اشخاص شامل تھے۔ اور سلطنت کے فریق اور پروشیا دی بادشاہی کے فریق تمام عملی اغراض کے لئے بالکل ایک تھے۔ دو ابتدائی پروشیا دی گروہ استحفاظی اور ترقی پسند تھے۔ ۱۸۴۸ء کے انقلاب کے وقت سے ۱۸۶۶ء میں آسٹریا کے ساتھ جنگ کے وقت تک، سابق گروہ (جو مقدماً پادریوں اور شمالی و مشرقی حصص شاہی کے زمیندار طبقۂ اعیان کا گروہ تھا) وہ کامل طور پر حکومت

اور فوج پر محیط اور مسلط تھا، مگر آسٹریا پر فتح حاصل ہونے کے بعد استحفاظی قوت کو زوال ہوتا گیا، اور فریقوں کے انتشار اور نئی نئی صف بندیوں کا وہ طولانی سلسلہ شروع ہوا، جس سے جرمانی سیاسی زندگی اس بے ترتیب حالت پر پہنچ گئی جو جنگِ عظیم شروع ہونے کے وقت موجود تھی۔ شروع سے چلئے، دونوں ابتدائی فریقوں میں سے ایک فریق دو ممیز گروہوں میں منقسم ہوگیا۔ استحفاظیوں سے آزاد استحفاظی نکلے، ترقی پسندوں سے قومی آزاد خیال پیدا ہوئے۔ صورت اول میں، نئے گروہ نے قدیم گروہ کے زیادہ ترقی یافتہ گروہ، اور صورت دوم میں زیادہ تر اعتدال پسندوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔

پس استیصالیت کے مدارج کے اعتبار سے ۱۸۶۶ء کے بعد والے عشرے میں، فریقوں کی ترتیب حسب ذیل تھی، استحفاظی، آزاد استحفاظی، قومی آزاد خیال۔ نئے ترقی پسند یا استیصالی ان چار گروہوں میں سے بسمارک نے اپنی جرمانی اتحاد کی حکمت عملی کے متعلق دو سب سے زیادہ اعتدال پسند یعنی دوسرے اور تیسرے گروہوں کی تائید حاصل کرلی۔ استحفاظی زمانہ سابق کی تخفیفی دورِ حکومت پر جمے رہے اور ۱۸۶۶ء میں "خون و آہن" کے حامی سے ان کی کامل مفارقت ہوگئی آزاد استحفاظیوں میں آغاز کار میں ابتدائی استحفاظی فریق کے صرف وہی عناصر شامل تھے جو بسمارک کی پیروی پر آمادہ تھے۔

اسی طرح ترقی پسندوں میں بھی بسمارک کے لائحۂ عمل کے متعلق روش اختیار کرنے کی بابت تفرقہ پڑگیا۔ اس فریق کے زیادہ استیصالی بازو نے (یعنی اس بازو نے جو ابتدائی ترقی پسندوں کے نام اور حکمتِ عملی پر قائم رہا)، عسکریت اور شاہی کی مخالفت کے ترک کرنے سے انکار کردیا، ۱۸۶۷ء کے دستور سلطنت کی مخالفت میں کی غیر حریت پسندی کی بنا پر کی اور بسمارک کی حکومت کی ہر طرح کی واقعی تائید سے دستکش ہوگیا، لیکن اس فریق کے ارکان کا بیشتر حصہ اس امر پر آمادہ تھا کہ متحدہ ترقی پسند فریق آئندہ کے لئے مدتوں سے جو جنگ جاری کئے ہوئے تھا، اسے بر وقت بسمارک کی توحیت سازی کے تجاویز کے مقابلے میں فرد کردے عدم تسویہ کا فریق، برلن اور مشرقی پروشیا میں سب سے زیادہ قوی تھا۔ یہ تقریباً بالکلیہ پروشیادی تھا اس کے برخلاف قومی آزاد خیال محض پروشیادی فریق ہونے کے بجائے بہت جلد حقیقۃً جرمانی ہوگئے ۱۸۷۱ء کے قبل ہی تعداد و قوت دونوں اعتبار سے وہ پروشیا اور کل عددیت میں حاوی فریق بن گئے تھے، اور ۱۸۷۱ء کے بعد جب جنوبی سلطنتوں کے قوم پرستوں نے

اپنا قرعہ قسمت قومی آزاد خیالوں کے ساتھ ڈال دیا تو پھر اس فریق کا غلبہ متیقن ہوگیا۔ اتحاد و یکجہائی کے فریق کی حیثیت سے قوی آزاد خیالوں پر بسمارک شہنشاہی کی تکوین کی تائید کے لئے کامل اعتماد کرتا تھا۔ ۱۸۷۸ء میں جب عظیم الشان مذہبی معرکہ آرائی کی وجہ سے جو "میدان تمدان" کے نام سے مشہور رہے، راخشتاگ پر سے اس فریق کا اقتدار زائل ہوگیا، اس وقت وزیر اعظم (بسمارک) کو یہ موقع مل سکا کہ وہ آزاد خیالوں پر کم و بیش تکلیف دہ انحصار سے بچ نکلے۔

**فریقانہ ارتقاء جدید تر گروہ:**۔ اسی دوران میں مختلف فریق جن موسومہ بالا میدانوں پر قابض تھے وہ نئے انضباط یافتہ فریقوں اور گروہوں کی ایک تعداد میں منقسم ہوگیا۔ ان میں سب سے زیادہ اہم پادریوں کا فریق یا مذہبی فریق اور اشتراکی عمومیوں کا فریق تھا۔ مرکزی فریق کی ابتدا کا پتہ اس تجویز سے چلتا ہے جو دسمبر ۱۸۷۰ء میں اس غرض سے سوچی گئی تھی کہ ایک نیا فریق قائم کیا جائے جو اصلاً کیتھولک ہو، اور جس کا مقصد یہ ہو کہ معاشرے کو استیعابیت کے مقابلے میں ریاستوں کو مرکزی حکومت کے مقابلے میں اور مدرسوں کو محض دنیاوی جامہ پہنانے کے خلاف مدافعت کرے۔ اس فریق کو اول اول پروشیا کے رہائنی اور پوستانی صوبوں میں اور بیویریا میں تقویت حاصل ہوئی، اور ۱۸۷۱ء میں یہ اس قابل ہوگیا کہ راخشتاگ میں ساٹھ نشستیں حاصل کرلے۔ آئندہ کے عشرے میں، کیتھولک پادریوں نے اس سے یہ کام لیا کہ بسمارک کی ریشہ دوانیوں کے خلاف، پاپائیت کے معاملے کو قائم رکھیں، اور اس طرح اس فریق نے بہت جلد گہری جڑ پکڑلی، اور چونکہ عوام کے دل میں یہ جاگزیں ہوگیا تھا کہ اس کے اغراض کیتھولکی کلیسا کے اغراض سے متحد ہیں جن سے جنوب کی ریاستوں میں اس کا غلبہ متیقن ہوگیا تھا، اور اس وجہ سے بھی کہ اپنے ہر ایک قدیم رقیب کے خلاف، انضباط کی پختگی کے قائم رکھنے میں اسے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی، یہ فریق تعداد کے اعتبار سے راخشتاگ کے سیاسی گروہوں میں سب سے زیادہ قوی ہوگیا اور مدتوں قوی رہا۔

اشتراکی عمومی فریق ۱۸۶۹ء میں ولہلم لیبک نخت اور آگسٹ بیبل کی سرکردگی میں قائم ہوا۔ ۱۸۶۳ء میں فرڈیننڈ لاسال کے ایما سے بمقام لائپزگ معہ ہمہ گیر جرمانی

انجمن مزدوراں" کی تنظیم ہوئی تھی۔ کچھ مدت تک یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کی سخت رقیب بنی رہیں مگر سنہ ۱۸۷۵ء میں بمقام گوٹا ایک کانگرس منعقد ہوئی اور اس موقع پر یہ دونوں جماعتیں (اور ان کے ساتھ دوسری متعدد اشتراکی انجمنیں) ایک تنظیم میں مدغم ہو گئیں جو اس وقت سے اشتراکی عمومی فریق کے نام سے موسوم چلی آتی ہے۔ سنہ ۱۸۷۱ء اور سنہ ۱۸۸۱ء کے درمیان شہنشاہی کے اندر اشتراکیت کی ترقی حیرت انگیز طور پر ہوئی سنہ ۱۸۷۱ء کے پارلیمنٹی انتخابات میں اشتراکی عمومی رایوں کا شمار ۱۲۴۶۵۵ تھا، جو کل رایوں کے تین فیصدی کے برابر تھا۔ اور رائخستاگ کے لئے دو اشتراکی عمومیوں کا انتخاب ہوا تھا۔ سنہ ۱۸۷۷ء میں عمومی رائے کی تعداد ۴۹۳۲۸۸ ہو گئی اور نو ارکان کا انتخاب ہوا۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں یہ تعداد ۱۴۲۷۲۹۸ تک پہنچ گئی اور بارہ امیدوار کامیاب ہوئے۔

شہنشاہ ولیم اول اور اس کا وزیر اعظم بسمارک بلکہ درحقیقت حکمراں اور متمول طبقات عام طور پر، اس تحریک کی ترقی کو علانیہ دہشت کی نظر سے دیکھتے تھے اشتراکی عمومیوں کی جانب سے شہنشاہی حکومت کی اکثر بڑی تجویزوں کی مخالفت ہوتی تھی اور اس فریق کے ارکان پر یہ الزام لگایا جاتا تھا کہ وہ تمام موجودہ نظم بلکہ خود تہذیب و تمدن کے دشمن ہیں۔ سنہ ۱۸۷۸ء میں شہنشاہ کی جان لینے کی دو مرتبہ کوشش کی گئی اور یہ کوشش ایسے لوگوں نے کی جو اشتراکی تھے مگر اشتراکیوں نے بحیثیت جماعت کے ان سے بیزاری ظاہر کی۔ اس سے حکام کو یہ موقع مل گیا کہ اشتراکیوں کو دبانے کی مہم جاری کر دیں، اور سنہ ۱۸۷۸ء سے سنہ ۱۸۹۰ء تک شدید و خلاف اشتراکیت قوانین کتاب قانون پر درج ہوتے رہے اور سختی کے ساتھ ان پر عمل ہوتا رہا۔ جس وقت میں کہ اشتراکی تبلیغ کو مٹانے کی کوشش کی جا رہی تھی، اسی دوران میں معاشری اصلاحات کا ایک نمایاں سلسلہ بھی عمل میں آیا جس سے مقصود صرف عوام کی بہبودی ہی نہیں تھی بلکہ یہ غرض بھی تھی کہ اشتراکیوں کی جڑ کاٹ دی جائے، "اسے ایک مبصر نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے کہ ٹیکے کے ذریعے سے شہنشاہی کو اشتراکیت سے محفوظ رکھا جائے"۔ اس جانب میں جو سب سے زیادہ اہم قدم اٹھے ان میں ایک یہ تھا کہ سنہ ۱۸۸۳ء میں علالت کا بیمہ جاری ہوا، سنہ ۱۸۸۴ء میں حادثات کا بیمہ جاری ہوا، اور سنہ ۱۸۸۹ء میں پیرانہ سالی کا وظیفہ اور کمزوری کے بیمے کا نفاذ ہوا۔[1]

[1] اوگ، "جدید یورپ کا اقتصادی ارتقا" (Ogg; Economic Development of Modern Europe)

کچھ زمانے تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ حکومت کی تجاویز نے اپنے مقصد کو پورا کر دیا ہے، اور سرکاری مطابع زور شور کے ساتھ یہ آواز بلند کرنے لگے کہ جرمانیہ میں اشتراکیت معدوم ہوگئی ہے۔ مگر درحقیقت اس دار وگیر کے باوجود، اس کی جڑ قائم رہ گئی۔ بسمارک کی ظاہری فتح کے وقت میں، اندر ہی اندر اشتراکی خیالات کی اشاعت شہنشاہی کے ہر ایک کونے میں ہو رہی تھی، اس فریق کا ایک اخبار نام "دو اشتراکی عمومی" سوئیزرستان میں شائع ہوتا تھا، اور ہر ہفتے اس کے ہزارہا نسخے سرحد سے گزر کر جرمانیہ آجاتے تھے، اور اپنے سچے دل سے پڑھنے والوں اور نئے معتقدوں میں ہاتھوں ہاتھ گشت لگاتے رہتے تھے۔ ایک مستحکم تنظیم برقرار تھی اور ایک خزانہ قائم تھا جو پوری طرح معمور تھا، اور بہت دنوں اشتراکی عموماً عادۃً یہ دعویٰ کیا کرتے تھے (اور اس میں بظاہر صداقت بھی تھی) کہ ان کی یہ اعلیٰ تعلیم بسمارک کے دور تشدد کی کچھ کم زیر بار احسان نہیں ہے۔ سنہ ۱۸۷۸ء کے انتخابات میں اس فریق کی صرف ۴۳۷،۱۵۸ رائیں تھیں مگر سنہ ۱۸۸۴ء میں اس کی رائیں ۵۴۹،۹۹۰ (یعنی کل رایوں کی ۹ر۷ فیصدی) ہوگئیں، اور اس کے نمائندوں کا جو گروہ رائخشتاگ کے لئے منتخب ہوا اس کی تعداد چوبیس تھی سنہ ۱۸۹۰ء میں اشتراکیوں کی رائیں ۱،۴۲۷،۲۹۰ (کل رایوں کی ۱۹ر۷ فی صدی) کی کثیر تعداد پر پہنچ گئیں اور نمائندوں کی تعداد پینتیس تک بڑھ گئی۔ تشدد صریحاً ناکام رہا، اور سنہ مذکور میں رائخشتاگ نے نئے شہنشاہ ولیم دوم کے ایما سے دانشمندانہ طور پر تشددی قانون کی تجدید سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد یہ ترقی اور بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ہونے لگی سنہ ۱۸۹۳ء میں عمومی رائے کی تعداد ۱،۷۸۶،۷۳۸ تھی اور اس کے منتخب شدہ امیدوار چوالیس تھے۔ سنہ ۱۸۹۶ء میں یہ رائے بیس لاکھ سے قدرے زائد تھی، اور منتخب شدہ ارکان کی تعداد ستاون ہو گئی۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں رایوں کی تعداد تیس لاکھ (یعنی مجموعی تعداد کی چوبیس فیصدی

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ باب ۴۴۔ ڈبلیو۔ ایچ۔ ڈاسن جرمانیہ میں معاشرتی بیمہ سنہ ۱۸۸۳ء سنہ ۱۹۱۱ء"
(W.H. Dawson; social Insurance in Germany) مطبوعہ لندن سنہ ۱۹۱۲ء۔

اور ہر ایک دوسرے واحد فریق کی رائے سے زائد) تھی، اور ارکان کی تعداد بڑھ کر اناسی ہو گئی۔[1]

[1] ۱۸۷۱-۹۴ء کے دور کی جرمانی فریقانہ تاریخ کا خاکہ لوول نے اپنی کتاب "حکومتوں اور فریقوں" (Lowell; Governments and parties) جلد دوم باب ہفتم میں دیا ہے۔ باقاعدہ فریقانہ تاریخوں میں کتب ذیل شامل ہیں:۔ گروٹے والڈ "جرمن رائخشٹاگ کے سیاسی فریق" (C. Grotewald; Die parte n des deutschen Reichstag) (Band I Der Politik des dentschen Reiches in Einzeldarstellungen) سٹلیش "جرمنی میں سیاسی فریق" (O Stiilich ; Die Politischen Parteien in Deutsochland) جلد ا "مستحفظ" (Band I Die Konservativen) (لائپزگ ۱۹۰۸ء) جلد ۲ "آزاد خیال" (Band II Der Liberalismus) (لائپزگ ۱۹۱۰ء) دیگنر "جرمن مستحفظ فریق اور مسائل موجودہ" (F. Wegener ; Die Leutschkonservative Partei und ihre Auggaben Fur die Gegenw art) برلن ۱۹۰۸ء (The rise of the Centre is well desclibed in L. Hann Geschichte des Kulturkampfes (Berlin 1881) and a valuable study is L. Goetz; Das Zentrum, eine Konfessionelle Partie; Beitrage Zur seiner Geschichte Binn 1906) جرمانی اشتراکی عمومیت کے واسطے بہترین تاریخ مے رنگ کی ہے (F. Mehring; Gesch- ichte der deutschen Sozial- demokratie) ۴ جلد، اسٹٹگارٹ ۱۸۹۵ء (Milhand: La democratie Socialiste allemande) "جرمنی اشتراکی عمومیت" مطبوعہ پیرس ۱۹۰۳ء۔

ان کے علاوہ کتب ذیل بھی دیکھنا چاہئیں۔ انڈلر "جرمنی میں اشتراکیت کی ابتدا" (C. Andler; Origines du soeiaiisme d'ctaten Allamagne (Paris 1906) ای کرکپ "تاریخ اشتراکیت" E. Kirkup; History of Socialism مطبوعہ لندن ۱۹۰۶ء ڈبلیو سومبارٹ "اشتراکیت اور اشتراکی تحریک" W. Sombart; Socialism and the Social Movement ترجمہ از جرمانی اشاعت ششم مرتبہ ای ایم ایپسٹا من مطبوعہ نیویارک ۱۹۰۹ء R.T. Ely; French and German Socialism in Modern Times (J. spargo ; جے۔ اسپارگو "کارل مارکس، سوانح و اعمال" Karl Marx. his life and work مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۰ء ڈبلیو۔ ایچ۔ ڈاسن "بسمارک اور ملکی اشتراکیت" (W.H. Dawson; Bismarck and state Socialism)

**سنہ ۱۹۰۷ اور سنہ ۱۹۱۲ کے رائخشٹاگ کے انتخابات۔**

وزیر اعظم کاپریوی کے عہد (سنہ ۱۸۹۰-۹۴) میں حکومت اس حالت میں آگئی کہ اسے مجبور ہو کر رائخشٹاگ میں اپنی تائید کے لئے استخفاظیوں اور قسیسیوں کے اتحاد پر بھروسہ کرنا پڑا' جو اپنے فریقانہ رنگوں کی وجہ سے دو نیلی سیاہ جماعت" کے نام سے موسوم تھے' اور یہ حالت ہوہن لوہے شلنگس فیورسٹ کے عہد (سنہ ۱۸۹۴-۱۹۰۰) اور فون بیولو کے عہد (سنہ ۱۹۰۰ء) کے ایک معقول حصے حد تک برقرار رہی۔ البتہ' سنہ ۱۹۰۳ کے انتخابات نے اس کثرت کو گھٹا کر ایک تنگ کر دیا لیکن قومی آزاد خیالوں کی تائید کو کام میں لاسکتے' اور مخالف عنصروں کو مستعدی کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑاتے رہنے سے فون بیولو اب بھی اس قابل تھا کہ جو چاہتا پورا کر لیتا۔ جنوری سنہ ۱۹۰۷ میں انتخابات اس وجہ سے ہوئے کہ رائخشٹاگ نے حکومت کے نوآبادیاتی تخمینوں کے منظور کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس لئے وہ منتشر کر دی گئی' ان انتخابات کی دلچسپی خاص کر اس وجہ سے تھی کہ مرکزی فریق برابر قوت کا اظہار کرتا جارہا تھا اور اشتراکی عمومیوں کا حصہ گھٹتا جارہا تھا۔ حکومت اگرچہ اس حالت میں تھی کہ قسیسیوں کی تائید کے بغیر چل نہیں سکتی تھی مگر سنہ ۱۹۰۷ء تک وہ اس

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۹۰ء ایضاً "جرمانی اشتراکیت اور فرڈیننڈ لاسال"
(ibid German, Socialism of Ferdinand Lassalle) مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۹۱ء۔ اے
بیبل "میری سوانح عمری" A. Bebel; Aus meinem(Leben) ۳ جلد۔ مجمل انگریزی ترجمہ
"میری سوانح عمری" (My life) مطبوعہ شکاگو۔ ایف۔ سیلومن "جرمانی فریقوں کے پیشنامے"
(F. Salomon; Die deutschen (Partei programme) ۲ جلد مطبوعہ برلن سنہ ۱۹۱۲ء
اس میں سنہ ۱۸۴۵ء سے سنہ ۱۹۱۲ء تک جرمانی فریقوں کے اعلانات شامل ہیں۔ آدگ کی کتاب "جدید
یورپ میں اقتصادی ترقی" (Ogg ; Economic Developement of Modern Europe)
بست و دوم میں ایک مختصر بیان شامل ہے' (ملاحظہ ہو فہرست کتب صفحات ۵۳۲-۵۳۱)
The useful articles are M. Caudel ; Les Elections allemundes du 16 jun
1898 et le nouven Reichstag in Ann de l' Ecole Libre des sci Polit Nov.
1898. and J. Hahn "Une election an Reichstag allemand" in Ann
dea Sci. Polit Nov. 1903)

سخت معاملات سے بہ تنگ آگئی تھی جو یہ فریق اپنی زیر اثر رایوں کے عوض میں کیا کرتا تھا، اور اس لئے مرکزی فریق کی قوت کے گھٹنے کو حکومت پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی تھی۔ مگر اس مقابلہ میں نہ صرف یہ ہوا کہ اس فریق کی نشستیں ضایع نہیں ہوئیں بلکہ اسے دو مزید نشستیں حاصل ہو گئیں۔ لیکن دوسری جانب حکومت کو معاوضہ اس طرح مل گیا کہ اشتراکی عمومی گھٹ گئے۔ ان کو ۱۹۰۳ء کی ۳۰۰۸۰۰۰ رایوں کے مقابلے میں ۳۲۵۰۰۰۰ رائیں حاصل ہوئیں مگر نشستوں کی فرسودہ تقسیم کی وجہ سے دوسرے فریقوں کے غیر معمولی حصول آرا، اور اشتراکی عمومیوں کے مخالف فریقانہ جماعتوں کے خلاف معمولی اتحاد عمل نے رائخشٹاگ میں ان کی نمائندگی کو ۹ ، سے گھٹا کر ۴۳ کر دیا۔[1]

سنہ ۱۹۰۷ء کی انتخاب شدہ رائخشٹاگ کی زندگی جس دور پر حاوی ہے اس کی خاص اہمیت اس وجہ سے ہے کہ اس دور میں پارلیمنٹی حکومت کے قائم کرنے کے لئے طولانی جد و جہد ہوئی۔ درحقیقت اس جد و جہد کا آغاز اس جد و جہد سے ہوا جس کے باعث سنہ ۱۹۰۶ء کا انتشار عمل میں آیا تھا، اور یہ کشمکش اپنی انتہائی حد پر سنہ ۱۹۰۸-۹ء کے مالی مباحثے کے وقت پہنچی۔ بعد کے برسوں میں یہ کشمکش بتدریج فرد ہو گئی، اور فریقوں کی حیثیت اور شہنشاہی آئینی نظم بہت کچھ وہی رہ گیا جو اس کے آغاز کے وقت میں تھا۔ سنہ ۱۹۰۶ء کے انتشار سے کسی قدر قبل، استحفاظی مرکزی جماعت عملاً شکست ہو گئی، اور کچھ زمانے تک حکومت نے ایک ایسے اتحاد کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہا جو عام طور پر جماعت بیولو کے نام سے مشہور رہے۔ یہ اتحاد استحفاظیوں اور آزاد خیالوں پر مشتمل تھا، لیکن یہ گروہ بندی اصولاً غیر طبعی تھی اور سنہ ۱۹۰۹ء میں حکومت کے نئے محصولوں سے متعلق معرکہ آرائی کے دوران میں قدیم صف بندی پھر قائم ہو گئی۔

سنہ ۱۹۰۷ء کی رائخشٹاگ اپنے پانچ برس کے زمانے کے پورے ہونے کے بعد جنوری سنہ ۱۹۱۲ء میں منتشر کی گئی، اور ایک نئے ایوان کا انتخاب ہوا جو شہنشاہی کی تکوین کے بعد سے

---

[1] جس قدر رائیں دی گئیں ان کی کل تعداد ۱۱۲۶۲۰۰۰ تھی جن میں سے حکومت کے امیدواروں کو ۶۲۰۴۰۰۰ رائیں حاصل ہوئیں اور مخالفت کے امیدواروں کو ۵۰۰۵۸۰۰۰ رائیں ملیں۔ سنہ ۱۹۰۳ء اور سنہ ۱۹۰۷ء کے انتخابات کے بعد رائخشٹاگ میں مختلف عناصر کی قوت حسب ذیل تھی:-

تیرھواں انتخاب تھا۔ اس وقت آدمیوں کا نہیں بلکہ زیادہ تجاویز کا مقابلہ تھا مگر اس سے غیر معمولی عام دلچسپی پیدا ہو گئی۔ مجملاً یہ کہ خط مقابلہ کے ایک جانب حکومت اور فریقان "مجموعہ" تھے اور دوسری جانب عمومی فریق خاص کر قومی آزاد خیال، استیصالی، اور اشتراکی عمومی تھے۔ اور مباحث متنازعہ، وزیر اعظم بیٹ مان ہولویگ اور اس کے استحفاظی قسیس حلفا کے انداز طبیعت، مقاصد اور اطوار سے پیدا ہوئے تھے۔ حکومتی فریقوں کی رجعت پسندی کی شکایت عام طور پر پھیلی ہوئی تھی۔ یہی فریق ان مالی اصلاحوں کے ذمہ دار سمجھے جاتے تھے جو انجام کار میں ۱۹۰۹ء میں منظور ہوئے تھے اور جن سے ایک طرف حرفت و تجارت پر شدید بار پڑا تھا اور دوسری جانب زمین اور سرمایہ مجتمعہ بچا ہوا تھا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔

| نام فریق | سنہ ۱۹۰۳ء | سنہ ۱۹۰۷ء | تعداد اضافہ | نقصان |
|---|---|---|---|---|
| مرکزی ............ | ۱۰۲ | ۱۰۴ | ۲ | ۰ |
| استحفاظی | ۵۳ | ۵۸ | ۵ | ۰ |
| آزاد استحفاظی | ۲۲ | ۲۲ | ۰ | ۰ |
| قومی آزاد خیال | ۵۱ | ۵۶ | ۵ | ۰ |
| اشتراکی عمومی | ۷۹ | ۴۳ | ۰ | ۳۶ |
| استیصالی | ۴۲ | ۵۰ | ۸ | ۰ |
| مخالفانِ یہود و اتحاد معاشی | ۲۲ | ۳۰ | ۸ | ۰ |
| پولستانی | ۱۶ | ۲۰ | ۴ | ۰ |
| فریق عموم (عمومیانِ جنوب) | ۶ | ۷ | ۱ | ۰ |
| السا سی | ۱۰ | ۷ | ۰ | ۳ |
| گلف یعنی بانووری | ۵ | ۱ | ۰ | ۴ |
| ڈنمارکی | ۷ | ۱ | ۰ | ۴ |
| آزاد | ۰ | ۷ | ۷ | ۰ |
| | ۳۹۷ | ۳۹۷ | ۴۳ | ۴۳ |

انھیں فریقوں پر یہ الزام تھا کہ انھیں نے لوتھری جماعت اکثریت کے کاندھوں پر کیتھولکی مرکزی فریق کا جوا رکھدیا، اور ان پر یہ ملامت ہوتی تھی کہ وہ پروشیا کے فرسودہ انتظامات رائے دہی میں آزادی پیدا کرنے میں ناکام رہے۔ استحفاظیوں پر خصوصیت کے ساتھ یہ حملہ ہوتا تھا کہ انھوں نے سرپرستی واقتدار کا اجارہ لے لیا ہے، لیکن بہ حیثیت مجموعی سب سے زیادہ اہم مسئلہ متنازعہ محصول درآمد و برآمد کا مسئلہ تھا۔ لبرا دفات کے بلند معیار سے جو بد دلی پھیلی ہوئی تھی وہ عام تھی اور ایک برس تک، بلدیات مزدوروں کی جماعتیں اور انجمن ہائے سیاسیہ حکومت سے یہ التجائیں کرتی رہیں کہ باہر سے آئی ہوئی اشیاء خوردنی کے محصولوں کو گھٹانے کی کارروائی کرے۔ یہ مطالبہ بیکار ثابت ہوا، اور وزیر اعظم کے طرز عمل سے ملک نے یہ سمجھ لیا کہ حکومت استحفاظی زرعی تفوق کے تحت میں درقومی کام کی تائین، کا صلائے جنگ بلند کرتے ہوئے قائم رکھنے کی یا زوال پذیر ہو جائے گی۔ اس مسئلے پر قومی آزاد خیال، بالطبع تائین پسند ہونے کی وجہ سے حکومت کے ساتھ تھے۔ مگر استیصالی، اشتراکی عمومی اور بعض دوسرے چھوٹے گروہوں نے صاف وصریح مخالفت کا انداز اختیار کرلیا۔

تین سو ستانوے اضلاع میں امید واروں کی جملہ تعداد ۴۲۰۸ تھی۔ اشتراکی عمومیوں کے امیدوار ہر حلقے میں تھے مگر یہ صرف انھیں کے ساتھ مخصوص تھا، قومی آزاد خیالوں کے امیدوار ۲۰۰ حلقوں میں تھے، مرکزی فریق کے امیدوار ۱۸۳ حلقوں میں، استیصالیوں کے ۷۵ حلقوں میں اور استحفاظیوں کے ۱۳۲ حلقوں میں۔ ۱۹۱ حلقوں میں یعنی حلقوں کی نصف تعداد میں دوسری رائے دہی کی ضرورت پیش آئی۔ انتخاب کے نتیجے نے مبصرین کی عام توقع کو حق بجانب ثابت کردیا کہ اشتراکی عمومیوں کو بے اندازہ فوائد حاصل ہوں گے متحدہ مقاومت کے لئے فون بیت مان ہولویگ کی درخواست کا وہ اثر نہیں ہوا جو ۱۹۰۷ء میں فون بیولو کی اسی قسم کی درخواست کا ہوا تھا۔ اس وزیر اعظم کی تدبیر، کاربراری اور شخصی اقتدار اس کے پیشرو سے گھٹے ہوئے تھے اور عامۃ الناس میں جیسا جوش ۱۹۱۲ء میں تھا ایسا کسی سابق موقع پر پیدا نہیں ہوا تھا۔ نتائج حسب ذیل تھے:-

| نام فریق | رائخستاگ کے انتشار کے وقت جگہوں کی تعداد | سنہ ۱۹۱۲ کے انتخابات میں حاصل جگہوں کی تعداد |
|---|---|---|
| مرکزی فریق | ۱۰۳ | ۹۰ |
| استحفاظی | ۵۸ | ۴۵ |
| آزاد استحفاظی | ۲۵ | ۱۳ |
| اشتراکی عمومی | ۵۳ | ۱۱۰ |
| قومی آزاد خیال | ۵۱ | ۴۴ |
| استیصالی | ۴۹ | ۴۱ |
| پولستانی | ۲۰ | ۱۸ |
| مخالفانِ یہود و اتحاد معاشی | ۲۰ | ۱۱ |
| گلف یعنی ہانوری | ۱ | ۵ |
| الساسی ڈنمارکی اور آزاد | ۱۶ | ۲۰ |
| | ۳۹۷ | ۳۹۷ |

ارکان یسار کے تین فریقوں میں سے دو فریقوں یعنی قومی آزاد خیالوں اور استیصالیوں[1] کو معتد بہ نقصانات ہوئے مگر اشتراکی عمومیوں کی فتح ایسی قطعی تھی کہ یسار کو بہ حیثیت مجموعی بیالیس جگہوں کا نفع رہا۔ دوسری طرف "مجموعے" کے فریقوں کو شدید نقصان ہوا یعنی انھیں اڑتیس جگہوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔ "مجموعے" کے امیدواروں کے لئے جو رائیں دی گئیں ان کی تعداد کم و بیش[2] ...،...،۴۵ تھی۔ اور یسار کے امیدواروں کی رائیں کم و بیش ...،...،۵۷ تھیں[3]۔ برلن کے چھ حلقوں میں پانچ حلقوں کی نمائندگی اشتراکی عمومی

[1] لیکن اشتراکی متعدد کامیابیاں قومی آزاد خیالوں اور استیصالیوں کو نقصان پہنچا کر ہوئیں۔

[2] انتخاب کنندگان کی تعداد جو فہرستوں میں درج تھی ۲۲،۳۶،۲۴،۱ تھی۔ جن لوگوں نے واقعی رائے دی ان کی تعداد ۳۳،۸،۲۱،۸،۱ تھی۔ ٹھیک ٹھیک رائیں حسب ذیل ہیں:۔
اشتراکی عمومی ۹۱۹،۳۸،۲۴، قومی آزاد خیال ۲۹،۱،۷،۱۶۔ استیصالی ۵۹،۴،۵۶،۱۵

پہلے ہی کر رہے تھے، اب نہایت شدید کوشش یہ کی گئی کہ "قیصر کے ضلع" پر جس میں شہنشاہی محل اور خود حکومت کا مستقر تھا، پورا پورا قبضہ ہو جائے۔ یہ کوشش ناکام رہی مگر دوسری رائے دہی کے وقت اور وہ بھی صرف سات رایوں کی خفیف زیادتی سے یہ ہوا کہ اشتراکی عمومی کو اس کے استیصالی حریف نے شکست دے دی۔ جیسا کہ ظاہر کیا جا چکا ہے، یسار کے فریق بالکلیہ علٰحدہ علٰحدہ تھے، اور عام مسائل کے متعلق وہ کسی نہج سے ہمیشہ مل کر کام نہیں کرتے تھے۔ فریڈرک ناؤمان نے وہ باسرمان بہ بیبل" میں جس اعلیٰ تصور کا اظہار کیا تھا، وہ کبھی پورا نہیں ہوا۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ قومی آزاد خیال جو باسرمان کی سرگروہی میں ہیں وہ استیصالیوں کے وسیلے سے سیاسی اغراض کے لئے اشتراکی عمومیوں سے متحد ہو جائیں جو بیبل کے تحت میں ہیں۔ بایں ہمہ، ان میں مقاصد اور حکمتِ عملی کا اتحاد موجود تھا، اور ۱۹۱۲ء کے انتخابات نے پہلے اس کا امکان پیدا کیا کہ یہ تینوں گروہ اور اس کے حلفا متحد ہو جائیں اور "مجموعے" کے فریق اور ان کے حلفا مخالفت میں جو اتحاد بھی قائم کر سکیں، انھیں قطعی مغلوب کر دیں۔ انتخابات کے قبل حکومت کی صرف کثرت تو اسی کی تھی، انتخابات کے بعد، فریق مخالف کی کثرت کم سے کم چودہ کی ہو گئی۔ جب فروری ۱۹۱۲ء میں نئی رائخشٹاگ کا انعقاد ہوا تو استحفاظی قسیسی "جماعت" کی طرف سے بہت طول و طویل گفت و شنود کی ضرورت ہوئی کہ خود بیبل ایوان کی صدارت کے لئے منتخب ہو جائے۔ بہر صورت، ایک اشتراکی اول نائب صدر منتخب ہو گیا۔ اشتراکیوں نے جس قدر کثیر عمومی رایوں کو سمیٹ لیا تھا، اس کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کہ یہ فریق طبقۂ مزدوراں کی بد دلی کے اظہار کا مسلمہ ذریعہ ہو گیا تھا بلکہ یہ وجہ بھی تھی کہ طبقۂ متوسط کے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس فریق کے ساتھ اس وجہ سے رائے دی تھی کہ وہ اسے مطلق العنانی اور عسکریت کے خلاف تعرض کا ایک نہایت ہی قوی ذریعہ سمجھتے تھے۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ مرکزی ۹۰، ۱۲، ۲۰۔ استحفاظی ۔ ۱۶، ۹، ۴۹، ۱۱۔

لہ ۱۹۰۷ء کے انتخابات کے متعلق مضمون ذیل دیکھنا چاہیے:۔ "دو جرمانیہ کا مرکزی فریق اور جنوری فروری ۱۹۰۷ء کے انتخابات" (G. Isambert; Le Parti du centre en Allemagne et les elections de Janvier-fevrier 1907)

**جنگ عظیم کے عین ماقبل کے فریق۔**

فریقانہ تاریخ کے نازک موضوع پر مزید بحث کے بغیر، کسی قدر حالات فریقوں کی اس ہئیت و نوعیت کے بیان ہو سکتے ہیں جو جنگ عظیم کے عین ماقبل تھی اور خاص کر اس تنظیم عظیم کے متعلق بھی گفتگو ہو سکتی ہے جو اشتراکی عمومیت کے نام سے جاری تھی۔ بڑے فریقوں کی تعداد پانچ تھی، استحفاظی، مرکزی، قومی آزاد خیال، استیصالی، اور اشتراکی جیسا کہ تشریح ہو چکی، استحفاظی فریق کی سرکردگی اور اس کی خاص قوت، مشرقی اور شمال مشرقی پروشیا کے بڑے بڑے زمینداروں میں مرکوز تھی۔ اسے عام تائید بھی انھیں اطراف کے زرعی مزدوروں اور عام کارکنوں سے حاصل ہوئی تھی، جن میں ریلوں کے کام کرنے والے بھی شامل تھے۔ انتخابی سرگرمیوں اور خود انتخابوں سے متعلق شدید ترین خرابی اس دباؤ کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی جو حکومت کثیر التعداد سرکاری عہدہ داروں پر ڈالتی تھی کہ وہ استحفاظیوں کو رائے دیں یا جن اضلاع میں استحفاظی امیدوار نہوں وہاں مرکزی امیدواران کو رائے دیں۔ یہ دباؤ مقامی دفتری کارکنوں خاص کر ناظم ضلع کے ذریعے سے ڈالا جاتا تھا، جو علی العموم کوئی امیر النسب نوجوان عہدہ دار ہوتا تھا۔ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ قومی انتخاب کے واقع پر دس لاکھ رائیں سرکاری اثر کے تحت میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ مطبوعہ جریدہ علوم سیاسی Ann. des. Sci. Polit مارچ ۱۹۰۷ء ۱۹۱۲ء کے انتخابات کے متعلق مضامین ذیل دیکھنا چاہیئں: جی۔ بلنڈل انخشٹاگ کے انتخابات اور فریقوں کی نئی صورت حالات G. Blondel: Les elections au Reichstag et la Situation nouvelle des Partis) مطبوعہ "کوریسپونڈان" ۲۵ جنوری ۱۹۱۲ء ہے۔ ڈبلیو جنکس "جرمانی انتخابات" J.W Jenks; The German Elections) مطبوعہ "ریویو آف ریویز" جنوری ۱۹۱۲ء۔ اے۔ کوئسٹ، "جرمانی رائخشٹاگ کے انتخابات" A Quist; Les elections du Reichstag alemand مطبوعہ "جریدہ اشتراکی" (Rev Socialiste) ۱۵ فروری ۱۹۱۲ء۔

W. Martin; "La crise constitutionnelle et politique en Allemagne" in Rev Polit et Parl. Aug 10, 1912. An excellent survey of the period 1906-11 is P. Matter "D un Reich stag al' autre" in Rev. des. Sci polit July-Aug, 1911

ہوتی تھیں۔ استحفاظی فریق اگرچہ تعداد کے اعتبار سے کم تھا مگر سب سے زیادہ اہم فریق ہونے کی حیثیت کو وہ برابر قائم رکھتا تھا کیونکہ پروشیا کی حکومت سے اسے سب سے زیادہ قرب حاصل تھا اور شہنشاہی حکومت جیسی کچھ بھی تھی، اس کے بنانے والے اشخاص یہی فریق مہیا کرتا تھا۔ چونکہ اس کی بنا حریت کے برخلاف اقتدار کے عقیدے پر تھی، اور وہ شاہ و شہنشاہ کے امتیازات اور طبقۂ امرا کے حقوق خاص کی مدافعت کے لئے وقف تھا اس لئے وہ سیاسی نظم میں اصلاح کی ہر ایک تجویز کی شدت کے ساتھ مخالفت کرتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ زرعی پیداوار پر بہت گراں تحفظی محصول لگایا جائے، بیڑہ زیادہ وسیع ہو، فوج اور استعماری توسع کے اخراجات بڑھا دئے جائیں۔ برسوں تک ایک باثر ہمہ گیر جرمانیت، بیرون ملک میں جرمانی عظمت و وسعت کے بہت سے تجاوز پرزور دینار ہا جن کی وجہ سے خود سلطنت کو زک پہنچی، بسمارک کی اتحاد کی حکمت عملی کے متعلق سابق میں جو مخالفت تھی وہ اس وقت ناپدید ہوگئی جب شہنشاہی قوانین محصول درآمد و برآمد کے منافع صاف طور پر عیاں ہوگئے۔

مرکزی فریق، طریق کیتھولکی کا فریق تھا، چونکہ اصلاً اس کی بنا مذہبی بنیاد پر تھی، اس لئے اس میں ہمیشہ اعیانی و عمومی دونوں عناصر شامل رہتے تھے اور غالباً ہر ایک دوسرے فریق کے بہ نسبت باشندگان شہنشاہی کے تمام طبقات کا نمائندہ سب سے زیادہ وہی فریق تھا۔ اس کے سرگروہ زیادہ تر سلیشیا اور بویریا کے کیتھولکی امرا میں سے ہوتے تھے، اور اسے خاص تائید، بویریا کے کیتھولکی کسانوں[1]، اور صوبجات رائن کے کیتھولکی کارکنوں کے ذریعے سے حاصل ہوتی تھی۔ پس جغرافی اعتبار سے اس کی قوت زیادہ تر جنوب اور جنوب مغرب میں واقع تھی۔ اس فریق کا کوئی قطعی و حتمی لائحۂ عمل نہیں تھا۔ اس کا اصلی مقصد زیادہ تر اس وقت پورا ہوگیا جب بسمارک نے کیتھولکی کلیسا کے ساتھ اپنے تنازعات کو ترک کر دیا۔ مگر کسی جانب سے کبھی خطرہ پیش آئے، یہ فریق کیتھولکی اغراض کی مدافعت کے لئے ہمیشہ کمربستہ رہا کرتا تھا اسنے

---

[1] ۱۹۱۰ء میں شہنشاہی میں دو کروڑ چالیس لاکھ کیتھولک تھے، ان کے بالمقابل، چار کروڑ پیروان لوتھر اور اوینجلیکی تھے۔

اشتراکیت کا مقابلہ سرگرمی کے ساتھ کیا اور مزدوری پیشہ طبقات کو اس عقیدے سے اپنی جانب پھیر لینے کے لئے، اس لئے فرانس کے کیتھولکی دعا انجمن عمل آزادی پسند کی طرح برابر معاشری اصلاح کی وکالت کی مگر اسکی حریت پسندی ذرا احتیاط کا پہلو لئے ہوئے تھی اور اگرچہ اس کے نام "مرکزی" سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فریق، استحفاظی یمین اور استیصالی یسار کے بین بین تھا مگر وہ عام طور پر استحفاظیوں کے ساتھ مل کر کام کرتا تھا جس کی وجہ کچھ تو یہ تھی کہ وہ خود دراصل استحفاظی تھا اور کچھ وجہ یہ تھی کہ اس کے ارکان کے مقاصد بھی معقول حد تک زرعی تھے۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں ایک فرانسیسی مبصر نے اس فریق[1] کے بارے میں یہ کہا تھا کہ "اس وقت یہ فریق زیادہ تر چالاک موقع شناسوں کے ایک گروہ کی صورت میں نظر آتا ہے جو کیتھولکی طریق کے دنیاوی مقاصد کے تحفظ میں نادرا ذہانت کا اظہار کرتے ہیں۔ ورنہ یہ حقیقتہً یہ ایک ایسا نموذجی فریق نہیں ہے جو باقاعدہ طور پر یہ کوشش کرتا ہو کہ اپنے وقت کے عظیم الشان بین الاقوامی، سیاسی اور معاشری مسائل کو حل کرے"

جس طرح طبقۂ امرا اور زراعت پیشہ لوگوں کا فریق استحفاظیت پر مشتمل تھا، کیتھولکی کلیسا کا فریق مرکزیت پر، اور حرفی عامۃ الناس کا فریق عمومی اشتراکیت پر، اسی طرح طبقاتِ متوسط اور خاص کر حرفی سرگروہوں اور منتظموں کا فریق قومی حریت پسندی پر مشتمل تھا، اس لئے اس فریق کو زیادہ تر وسطی و مغربی حرفی اضلاع سے تقویت حاصل ہوتی تھی۔ تاریخی حیثیت سے یہ سیاسی اصلاح کا فریق تھا، اور بعد کے برسوں میں اس نے سہ طبقی رائے دہی کی منسوخی، رائخشتاگ کی حلقوں کی جدید تقسیم، تعلیم و حکومت میں پادریوں کے اثر کی تحدید، اور شہنشاہی و ریاستی ملازمین کے حق رائے دہی کے آزادانہ استعمال میں حکومت کی مداخلت کے بند کرنے کے متعلق اس نے بہت زور دیا۔ لیکن اس فریق نے اپنی بزرین کوشش معاشی مقاصد کی حمایت میں صرف کردی، اور اس سلسلے میں اس نے خصوصیت

---

[1] ایچ۔ لشٹن برگر "جرمانیہ اور زمانہ جدیدہ میں اس کا ارتقا" H. Lichtenberger; Germany and its Evolution in Modern Times مطبوعہ نیویارک، سنہ ۱۹۱۳ء ملاحظہ ہو۔

(C. Bachem; Politik und Gesehichte der Zentrumspartee-Cologue, 1918

سے یہ مطالبہ کیا کہ اگر صنعتی اشیاء پر نہیں تو زرعی پیداوار پر بالضرور محصولوں کی نظر ثانی ہو کر انھیں گھٹانا چاہیئے۔ اس نے سلاحِ جنگ، استعماری توسیع، اور پُر زور خارجی حکمتِ عملی کی تائید کی، البتہ اس حکمتِ عملی میں جیرہ دستی ضروری نہیں تھی۔ میدان صنعت وحرفت کے رہبر، جو اس فریق کی سرگروہی کر رہے تھے وہ اس سے سخت بیزار تھے کہ ملکی عہدوں اور فوج و بیڑوں کی امارت پر استحفاظی گروہوں کے زمیندار طبقہ امرا نے اپنا اجارہ قائم کر رکھا تھا۔

استیصالی یا ترقی پسند فریق بھی زیادہ تر طبقہ متوسطا ور زیادہ ترحرفی لوگوں کا فریق تھا۔ ایک معاملے کے سوا اور تمام معاملات میں وہ قومی آزاد خیالوں سے اصول کے بجائے زیادہ تر درجے میں مغائر تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ تمام تحفظی محصولوں کو منسوخ کر دیں، بالفاظ دیگر یہ کہ وہ اپنے بہت بڑے حرفی رقیب انگلستان کی روش اختیار کریں۔ قومی آزاد خیالوں کی طرح، وہ بھی حلقوں کی تقسیم جدید، مساوی رائے دہی اور قسیسیت کے انسداد کے حامی تھے۔ اس سے آگے بڑھ کر وہ کامل پارلیمنٹی نظم حکومت اور فوجی طاقت کے ملکی طاقت کے تابع ہونے کا بھی مطالبہ کرتے تھے۔ یہ فریق بڑے بڑے صناعوں کا اس درجہ غلام نہیں تھا جس طرح قومی آزاد خیال اس کے غلام بنے ہوئے تھے، لیکن پھر بھی یہ فریق عوام الناس کا فریق اس مفہوم میں نہیں تھا جس مفہوم میں یہ فقرہ اشتراکی عمومیوں پر عاید ہوتا ہے۔[1]

---

[1] ۔ جنگِ عظیم سے عین ماقبل کے برسوں میں فریقوں کی جو حالت تھی اس کے مختصر بیانات کتب ذیل میں ملیں گے۔ کریوگر، "جرمانی شہنشاہی کی حکومت اور اس کے سیاسیات" (Kruger) (Governments and Politics of the German Empire) باب ۷، لختن برگر، "جرمانیہ اور زمانۂ جدیدہ میں اس کا ارتقا" (Lichtenberger) (Germany and its Evolution in Modern Times) مقالۂ دوم، باب ۵۔ بیرن بے بینیز "جرمانیہ قبل از جنگ" (Baron Beynese Germany before the War) مترجمہ کاپی ر۔ د۔ ی کین، مطبوعہ لندن ۱۹۱۶ء، باب ۳۔ بی۔ فون بیولو "شہنشاہی جرمانیہ" (B. Von. Bulow)

**اشتراکی عمومی، تنظیم اور سرگرمی۔**

جنگ عظیم سے عین ماقبل کے برسوں میں اشتراکی عمومیت کے متعلق جو امر لحاظ کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ یہ فریق، من حیث الفریق نسبتہً اس سے بہت چھوٹا تھا، جتنا اس کے امیدواروں کی حاصل کردہ رایوں کی تعداد سے خیال میں آتا ہے۔ قطعی حیثیت میں، اس کی رکنیت میں صرف وہی اشخاص داخل تھے، جو فریقانہ چندہ دیتے تھے اور فریق ان سے جن خدمات کا مطالبہ کرے ان کے انجام دینے کے پابند تھے۔ سنہ ۱۹۰۹ میں شہنشاہی کے صرف چھ انتخابی ضلعوں میں ایسا ہوا کہ مبنی اجتماعی عمومی رائیں دی گئیں، اس فریق کی رکنیت ان کے تیس فی صدی تک پہنچی۔ ۳۱۔ مارچ سنہ ۱۹۱۴ کو اس فریق کے ارکان کی کل تعداد صرف ۱۰۸۵۹۰۵ تھی جن میں ۱۷۴۷۵۴ عورتیں تھیں اور شاید اتنی ہی تعداد ایسے لوگوں کی تھی جن کی عمریں رائے دہی کی حد سے کم تھیں۔ اس فریق کی عظیم الشان اور سریع ترقی عمومی رایوں کی وجہ زیادہ تر یہ ہوئی کہ طبقہ متوسط کے کثیر التعداد جرمانی جو خالص اقتصادی عقائد یا اشتراکیت کے انتہائی مقصود کی بہت کم پرواہ کرتے تھے یا کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے تھے وہ عادۃً رائخشٹاگ تے اشتراکی عمومی امیدواروں کی تائید اس خیال سے کرتے تھے کہ وہ اسے ایک غیر آزادی پسند و غیر نمائندہ حکومت پر ملامت کرنے میں سب سے زیادہ نمایاں و موثر ذریعہ سمجھتے تھے۔

تنظیم کے اعتبار سے یہ فریق براعظم یورپ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا اس کی اعلیٰ حکمراں جماعت ایک کانگریس تھی، جو شہنشاہی کے ہر ایک۔ انتخابی حلقے سے

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (Imperial Germany) صفحات ۱۶۳۔ ۲۴۷۔ اشتراکی عمومیوں سے متعلقہ کتابوں کے لئے اس باب کے آخر کے حوالجات دیکھنا چاہئیں۔ اے۔ آورد جرمانی اخباری سیاسیات" (A. Marvaud ; La presse) (Politioue allemande) جریدہ مسائل تدبر و نوآبادی ہائے (Quesh) (Dipl. et. colon) ۱ مارچ و یکم اپریل سنہ ۱۹۱۰۔ بھی دلچسپ مضمون ہے۔

چھ نمائندوں" رائخشٹاگ کے اشتراکی ارکان اور اس فریق کی مجلسِ عاملہ کے ارکان پر مشتمل تھی۔ یہ کانگریس ہر سال کسی اہم شہر میں اس غرض سے منعقد ہوتی تھی کہ مجلس ذیلی کی روئدادوں کو سنے، فریقانہ حکمت عملیوں پر بحث کرے، فریقانہ انضباط کو نافذ کرے، اور مقامی فریقانہ تنظیمات یا انفرادی ارکان جن مسائل کو اس کی طرف رجوع کریں ان پر کارروائی کرے بحث و مباحثہ کے متعلق انتہائی آزادی تھی، مگر یہ توقع تھی کہ جو فیصلے ہو جائیں انھیں کل ارکان بلاتاویل و بلاشکایت قبول کریں۔ اجلاسوں کے درمیانی زمانے میں اس فریق کا کام سات ارکان کی ایک عاملانہ مجلس کے ذریعے سے انجام پاتا تھا، ان ارکان کا انتخاب کانگریس کرتی تھی اور گشتی معتمدین کا ایک عملہ ان کی مدد کرتا تھا۔ مقامی طور پر ارکان کی تنظیم شاخوں میں ہوتی تھی، یہ شاخیں اپنے اپنے جلسے کرتیں، نوجوانوں کو اس فریق کے عقائد کی تعلیم دیتیں اور ہر ممکن طریقے سے اہل ملک میں فریق کے مقاصد کو آگے بڑھاتی تھیں۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں چودہ ہزار سے زائد جلسے ہوئے، اور تین کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ گشتی مراسلے، اور تقریباً تیس لاکھ رسالے تقسیم ہوئے۔ انتخابی مہم کے وقت رائے دہندوں سے فرداً فرداً ملاقاتیں کی گئیں اور کوئی مزدور اس فریق کے مبلغوں کی نظر توجہ سے بچ نہ سکا۔ اس فریق کی اشاعت میں کچھتر روزآنہ اخبارات شامل تھے جن کی اشاعت گیارہ لاکھ تھی، مرکزی اخبار "فور ویرٹس" (Vorwarts) کی روزآنہ اشاعت ۰۰۰،۹۳،۱ تھی، ہفتہ وار اخبار "عصر جدید" (Die Neue Ziet) کی اشاعت ۰۰۰،۷۵،۴ کی تھی اور تفنن اخبار "واورے یاکوب" (Wahre Jacob) کی اشاعت ۰۰۰،۷۵،۲ کی تھی۔ عورتوں میں ان خیالات کے شائع کرنے کے لئے ایک اخبار تھا جس کی پانزدہ روزہ اشاعت سینتیس ہزار کی تھی اس فریق کے دو سو مرکزی گشتی کتب خانے تھے اور ان کی تین سو پچھتر شاخیں تھیں۔

**اشتراکی عمومی عقائد اور حکمت عملیاں**

اس فریق کے لئے یہ تنظیم زیادہ تر اس پہلی سالانہ کانگریس نے قرار دی تھی جس کا انعقاد سنہ ۱۸۹۰ء میں حکومت کی تشددی روش کے ترک کر دینے کے بعد ہوا تھا۔ اس اجتماع نے اس فریق کے اصول بھی قرار دئے اور اس لائحہ عمل کی نظر ثانی کی تحریک جاری کی

جو پندرہ برس قبل گوٹا میں شائع کیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ۱۸۹۱ء میں بمقام ایرفٹ فریق کی دوسری ہوتمر نے ایک جدید لائحہ عمل قبول کر لیا جو اپنے ظاہر و باطنی کے اعتبار سے مارکس کی تقلید میں تھا، اور نزاع کے تمام اثرات کو اس میں سے محو کر دیا گیا تھا، اور خفیف تغیر کے ساتھ بھی ایرفرٹ کا لائحہ عمل ۱۹۱۴ء میں اس فریق کے عقائد کا باضابطہ اظہار رہا ہوا تھا۔ وقتاً فوقتاً جب نئے مسائل پیدا ہوتے تھے تو سالانہ کانگریس کے اعلانات کے ذریعے سے اس کی تاویل یا توسیع کی ضرورت پڑا کرتی تھی، مگر اساسی مسائل اس میں اول ہی سے داخل تھے۔

اس دستاویز میں اشتراکی عمومیت کے[1] اساسی مقاصد حسب ذیل درج کیے گئے ہیں:- "کوئی ایسا انقلاب جس سے، اس کے بجائے کہ وسیع حرفتیں اور مشترکہ پیداوار کی روزافزوں گنجائش ان طبقات کے لئے جنھیں ان چیزوں نے تباہ کیا ہے مصیبت اور ظلم وستم کا ذریعہ ہوں جیسا کہ اس وقت تک ہوئی ہیں، یہی چیزیں ان کی بہترین بہبودی اور کامل آسایش کا ذریعہ بن جائیں، ایسا انقلاب اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ ذرائع پیداوار یعنی زمین اور اس کے ثمرات، معادن اور منابع، اشیائے خام، اوزار و آلات، ذرایع مبادلہ یہ سب سرمایہ دارانہ شخصی ملکیت کے بجائے اشتراکی ملکیت میں بدل دیئے جائیں، اور اشیاء مبادلہ کے موجودہ طریق پیداوار کے بجائے اشتراکی طریق پیداوار قائم کیا جائے جو خود معاشرے کے لئے اور معاشرے کی جانب سے انجام پائے۔ اس معاشری تقلیب کے معنی یہ ہیں کہ اس سے نہ صرف مزدور طبقے کی نجات ہو گی بلکہ تمام بنی نوع انسان

---

[1] کے۔ کاٹسکی، "ایرفرٹ کا لائحہ عمل" (K. Kautsky: Das) Erfurter Programm طبع ہشتم، اشٹٹگارٹ ۱۹۰۷ء۔ اس کا انگریزی ترجمہ، اس۔ بی۔ اورتھ کی کتاب "یورپ میں اشتراکیت و عمومیت" (S.B. Orth; Socialism) (and. Democracy in Europe. مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۳ء صفحات ۲۹۸۔ ۳۰۱۔

۱۹۱۲ء کے انتخابات کے مواقع پر اشتراکی عمومیوں کے دو انتخابی خطبے، کا مطالعہ کیجیے۔ ایضاً صفحہ ۳۰۲۔ ۳۰۷۔

جو موجودہ حالات کے تحت میں تکالیف اٹھا رہے ہیں سب نجات پا جائیں گے مگر یہ کام صرف مزدوری پیشہ طبقے کے ذریعے سے انجام پا سکتا ہے، کیونکہ اور تمام دوسرے طبقات اپنے باہمی تصادم اغراض کے باوجود، ذرائع پیداوار کے معاملے میں، شخصی ملک کی بنا پر قائم ہیں، اور ان کا مشترک مقصد یہ ہے کہ موجودہ معاشرے کی بنیادیں برقرار رہیں سرمایہ دارانہ جلب منفعت کے خلاف۔ مزدوری پیشہ طبقے کی جدوجہد لازماً ایک سیاسی جدوجہد ہے۔ مزدوری پیشہ طبقہ، سیاسی حقوق کے بغیر نہ اپنی معاشی جدوجہد کو جاری رکھ سکتا ہے اور نہ اپنی معاشی تنظیم کو ترقی دے سکتا ہے۔ مزدوری پیشہ طبقے کی اس جدوجہد کو ارادی اور متحدہ جدوجہد کی صورت میں لانا اور اس پر اس کے لابدی نتہائے نظر کو واضح کرنا یہ کام اشتراکی عمومی فریق کا ہے پس، اشتراکی عمومی نئے طبقاتی امتیازات یا حقوق کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ وہ طبقاتی حکومت اور خود طبقات کے منسوخ کرنے، اور بلا لحاظ جنسیت و رتبہ کے حقوق و فرائض میں ہمہ گیر مساوات کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔
پس ان خیالات کے ہوتے ہوئے، وہ موجودہ معاشرے میں مزدوروں سے جلب منفعت کرنے ان پر ظلم و ستم ہونے کے خلاف لڑ رہے ہیں بلکہ وہ ہر قسم کے جلب منفعت اور آزادی کے خلاف جنگ کر رہے ہیں، خواہ یہ آزادی طبقات کے خلاف، فریق کے خلاف، جنس کے خلاف ہو یا نسل کے خلاف ہو۔"

اس فریق کے جن زیادہ قطعی مطالبات کا شمار لائحہ عمل میں کیا گیا تھا ان کا خلاصہ حسب ذیل ہو سکتا ہے:۔

۱۔ شہنشاہی کی تمام بیس برس سے زیادہ عمر کی رعایا کے لئے بلا لحاظ جنسیت، تمام انتخابات میں خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے ہمہ گیر، مساوی اور راست حق رائے دہی، تناسبی نمائندگی؛ رائخشٹاگ کا دو سالہ انتخاب، نمائندگان کا معاوضہ،

۲۔ حق ہدایت اور حق امتناع کے استعمال کے ذریعے سے، قوم کی جانب سے راست قانون سازی، سلطنت، ریاست صوبہ اور کمیون میں قوم کی حکومت خود اختیاری؛ محصولوں کی سالانہ منظوری۔

۳۔ ہمہ گیر فوجی تربیت، مستقل فوج کے بجائے، فوج محافظ ملک کا قیام،

رائخشٹاگ کے ذریعہ سے صلح و جنگ کے مسائل کا تصفیہ ثالثی کے ذریعے سے تمام بین الاقوامی تنازعات کا تصفیہ۔

۴۔ آزادی تقریر اور حق جلسہ عام کے روکنے والے تمام قوانین کی تنسیخ۔

۵۔ ان تمام قوانین کی منسوخی، جو عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں پست درجے میں رکھتے ہیں۔

۶۔ مذہب کے ذاتی معاملہ ہونے کا اعلان، کلیسائی اغراض کے لئے سرمایہ عام سے تمام اخراجات کی منسوخی۔

۷۔ تعلیم کو دنیاوی بنا دینا، سرکاری مدارس میں لازمی حاضری مفت تعلیم، تعلیمی سامانوں کا مفت مہیا کیا جانا، مدارس میں طلبا کا مفت انتظام قیام و طعام، اور اسی طرح اعلیٰ درسگاہوں میں ایسے طلبا کا انتظام جو اعلیٰ التعلیم کے لئے موزون ہوں۔

۸۔ قوم کے مقرر کردہ عادلوں کے ذریعے سے قانون کا مفت نفاذ، جن لوگوں پر ناجائز الزام لگایا جائے، یا ناجائز طور پر حبس میں رکھے جائیں، یا ان پر ناجائز حکم صادر کیا جائے، ان سب کو اس کا معاوضہ دیا جائے؛ موت کی سزا منسوخ کردی جائے۔

۹۔ مفت معالجہ جس میں دوائیں بھی شامل ہیں، اور مفت تدفین۔

۱۰۔ آمدنی جائداد اور وراثت کے محصولوں سے وہ تمام سرکاری اخراجات پورے کئے جائیں جن کا پورا ہونا محصولوں کے ذریعے سے ضروری ہو، تمام بالواسطہ محصول، محصول کرو ڑگیری اور دوسرے ایسے تجاویز جن سے عام قوم کے اغراض کو ایک مختصر اقلیت کے اغراض پر قربان کیا جاتا ہے، منسوخ کردئے جائیں

۱۱۔ محنت کے تحفظ کے لئے ایک قومی و بین الاقوامی نظم ہو، جس میں کام کے لئے آٹھ گھنٹے سے زائد کا دن نہ قرار دیا جائے؛ چودہ برس سے کم عمر کے لڑکوں کو کام پر لگانا ممنوع قرار دیا جائے؛ قطعی ضرورت کے سوا رات کا کام بھی ممنوع قرار دیا جائے؛ حکومت کے محکموں اور شعبوں کے ذریعہ سے تمام حرفی انتظامات کا معائنہ ہو اور ان میں کام کے شرائط کا انضباط ہو۔ مزدوری پیشہ لوگوں کو

اپنے تنظیمات قائم کرنے کے حقوق کی توثیق کی جائے۔

**اندرونی فریقانہ اختلافات:۔ "تحریک نظرثانی"**

یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ یہ لائحہ دو حصوں پر مشتمل تھا۔ اول، مارکس کے اقتصادیات کا دوبارہ بیان کرنا تھا دوسرے ان قطعی و عملی مقاصد کا شمار کرنا تھا، جنھیں حاصل کرنا بد نظر تھا ان مقاصد کے لئے یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ ہر صورت میں خود مقصود ہوں بلکہ وہ غایت انتہائی کے حصول کے مراحل تھے۔ سیاسی کارروائی پر بہت زیادہ زور دیا گیا تھا۔ اگر کسی شخص کے دل میں اس بارے میں کوئی شک گزرا ہو کہ جرمانی اشتراکیت کی تجویز سیاسیات کے اندر ہی رہنے کی تھی، تو یہ شبہ اس لائحہ عمل کی اشاعت سے رفع ہو گیا ہوگا۔ ۱۸۹۱ء اور خاص کر سنہ ۱۹۰۰ء کے بعد سے جرمانیہ کے اندر اشتراکی حکمت عملی کی تشکیل کے متعلق خاص مسئلہ متنازعہ یہ تھا کہ اصولی و بعیدی اغراض کو کس حد تک عملی و فوری مقاصد کے تابع کر دینا چاہئے ایک عنصر ہمیشہ ایسا رہا ہے جس کی آنکھیں اجتماعی اشتراکی مطمح نظر پر لگی ہوئی تھیں، اس عنصر کے نزدیک جب تک کہ اصل مقصد نہ حاصل ہو، درمیان میں پیش آنے والے واقعات کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ وہ یہ محسوس کرتا تھا کہ بڑا خطرہ یہ ہے کہ لوگ اشتراکی بننے کے لئے اٹھیں گے اور محض معاشری مصلح بن کر رہ جائیں گے یہ عنصر عقیدے کی قدیم دفعات پر جما ہوا تھا، یعنی، طبقاتی حکومت اور خود طبقات کی منسوخی مزدوروں سے ہر قسم کے جلب منفعت اور لوگوں کی آزادی کا بند کیا جانا، سرمایہ داری اور جن چیزوں کے لئے سرمایہ داری ہے ان سب کا انہدام ایک ایسے اقتصادی نظم کی ترویج جس کے تحت میں سامان کی پیداوار اور تقسیم کلیتہً مملکت کے زیر اقتدار ہو۔

لیکن، ربع صدی بعد اس فریق کے اندر ایک ایسا عنصر پیدا ہوا جو معاملات کو دوسری ہی نظر سے دیکھنے لگا۔ سنہ ۱۸۹۰ء کے انتخابات عام کے بعد، جس میں اشتراکی عمومیوں کو سخت نقصانات اٹھانا پڑے تھے، انگلز کے ادبی جانشین ایڈورڈ برنشائن نے اخبار "عصر جدید" (Die Neue Zeit) میں ایک سلسلہ مضامین کا "مسائل اشتراکیت" کے نام سے شروع کیا جس میں انقلاب کے اصول سے گریز کر کے اس امر پر زور دیا تھا کہ تحریک ہی سب کچھ ہے، مقصد کچھ نہیں ہے۔ ان مضامین سے اس فریق کے ایک روز افزوں جزو کے خیالات کا پر زور اظہار

ہوتا تھا اور ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۹ء کے کانگریسوں میں ان مضامین کے مشتملہ تجاویز بحث کے خاص موضوع بن گئے سوال یہ پیدا ہوکہ آیا اس فریق کو اپنے مشہورہ مقاصد کو دوبارہ ڈھالنا چاہیے اور طوفان خیز انقلابی اعلام ملکیت کے اصول کو (جو اس نے مارکس سے اخذ کیا تھا) محو کردینا چاہیے جیسا کہ اس سے قبل ہی سراج کے آخری نشان کو مٹا دیا تھا یا اسے بلا پس وپیش اسی بنیاد پر قائم رہنا چاہیے جس پر آج تک وہ قائم رہا ہے۔ برنشٹائن نے۔ حامیانِ نظر ثانی" کی سرگروہی کی اور کارل کاٹسکی (مدیر "عصر جدید" (Die Neue Zeit) نے قدیم طرز کے پیروانِ مارکس کی قیادت کی۔ بیبل جو ولیلم لیبک نخٹ کے انتقال کے بعد (یعنی ۱۹۰۰ء) سے اس فریق کا اعلیٰ سرگروہ بنا تھا، اس کا میلان حامیانِ نظر ثانی کے خلاف تھا، مگر اس نے اپنی کوششیں زیادہ تر اس امر پر مبذول کردیں کہ اس فریق کی صفوں میں علانیہ انشقاق نہ ہو برنشٹائن نے حامیانِ نظر ثانی کی حیثیت کی تشریح وحمایت میں ایک کتاب لکھی؛ کاٹسکی نے اس کا سخت جواب دیا۔

سال بسال اس مسئلہ پر، سالانہ کانگریسوں اور فریقانہ اخباروں میں شور برپا ہوتا رہا۔ ۱۹۰۱ء کی کانگریس منعقدہ لیوبک میں تحریک نظر ثانی کو باضابطہ طور پر ارتداد کے نام سے مطعون کیا گیا، اور ایک وقت تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کا لائحہ عمل

---

لہ۔ برنشٹائن کی کتاب کا نام جو انگلستان میں لکھی گئی تھی، "مفروضات اشتراکیت وپیش نامہ عمومیت اشتراکیہ" (Bernsteins: Die voraussetzung des sozialismus und die Aufgaben dei sozialdemokratie) مطبوعہ اسٹٹگارٹ، ۱۸۹۹ء

ای۔ سی۔ ہاروی نے اسے ترجمے کی صورت میں "ارتقائی اشتراکیت تنقید وتوثیق" (Harvey. Evolutionary socialism: a Criticism and an Affirmation) کے نام سے شایع کی، مطبوعہ لندن ۱۹۰۹ء کاٹسکی کی کتاب کا نام "برنشٹائن اشتراکی عموی لائحہ عمل نقد التنقید" (Kautsky; Bernstein und das sozialdemokratische Progiamm; ein Antikritik) مطبوعہ اسٹٹگارٹ ۱۸۹۹ء۔

ہمیشہ کے لئے متروک ہو جائے گا لیکن ۱۹۰۷ء کے انتخابات میں رائخشٹاگ کے اندر اس فریق کے نصف حلقوں کے جاتے رہنے کا اثر عبرت انگیز ہوا اور اس کے بعد سے نئی حکمت عملی کی جانب یہ جھک گیا۔ ایرفرٹ والے لائحہ عمل میں کوئی باضابطہ ترمیم نہیں اختیار کی گئی مگر قطعی میلان اس جانب ہو گیا کہ اصولی انقلاب انگیزی کا ذکر دھیمے طور پر کیا جائے اور مسلسل جزدی و عملی اصلاحوں کے ذریعے سے اشتراکی عمومیت کے مقاصد حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔ ۱۹۱۴ء تک اس فریق میں پانچ حصے صاف طور پر نمایاں نظر آسکتے تھے (۱) انتہا پسند، جن کی نمائندگی رائخشٹاگ میں مارل لیبک نخٹ کے ذریعے سے ہوتی اور عورتوں میں روزا لکسمبرگ اس کی نمائندگی کرتی تھی، جو اب بھی طبقاتی جنگ کی حامی تھی اور غیر اجتماعی فریقوں کے ساتھ اتحادِ عمل کو مذموم قرار دیتی تھی۔ (۲) یسار مرکزی جس کی نمائندگی رائخشٹاگ میں ہیوگو ہاسے اور جارج لیبڈور کرتے تھے اور اہلِ قلم میں کارل کاٹسکی اور ہائنرخ کونود اس کی نمائندگی کرتے تھے جو غیر اجتماعی جماعتوں کے ساتھ بھی اتحادِ عمل کو ناپسند کرتے تھے مگر پارلیمنٹی کارروائی پر یقین رکھتے تھے (۳) یمین مرکزی جس کا سرگروہ فلپ شیدیمان تھا، یہ حصہ اصولاً اس فریق کے روایتی لائحہ عمل پر قائم تھا، مگر واقعتاً تحریک نظرثانی کی جانب شدت کے ساتھ مائل تھا۔ (۴) حامیانِ نظرثانی، جن کے سرگروہ برنشٹائن اور اڈورڈ ڈیوڈ تھے۔ (۵) شہنشاہی اشتراکی جن کے نمائندے ونفگانگ ہائنے اور اڈمنڈ فشر تھے جو بری فوج، مضبوط بیڑے اور جارحانہ استعماری و تجارتی حکمت عملی کے مؤید تھے۔[۱]

یہ سب کچھ تھا، مگر یہ فریق برائے نام انقلابی ہونے کے ساتھ، واقعتاً نہایت ہی منضبط تنظیم رکھتا تھا جس کا فوری لائحہ عمل اس قدر معتدل تھا کہ جو لوگ اس فریق کے زمرے میں داخل نہیں تھے ان کی بھی ایک کثیر تعداد اس کی حمایت میں تھی۔ یہ فریق

---

[۱] ای۔ بیون، "دوران جنگ میں جرمانی اشتراکی عمومیت" (E. Bevan ; German Social Democracy during the War) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۹ء صفحات ۲ - ۳۔

رواداری اور موقع شناسی میں برابر ترقی کرتا جاتا تھا جیسا کہ ایک وقت میں اس کا شہرہ تھا۔ موجودالوقت ادارات کی بنا پر جو اصلاحیں اختیار کی جاتی تھیں اس امید میں ان کی مخالفت کرنے کے بجائے، کہ ایک ہی بڑے وار میں اشتراکی مملکت قائم ہوجائے گی، وہ ایسی اصلاحوں کو عمل میں لاتا تھا جو قابل الحصول معلوم ہوتی تھیں اور اس پر قانع تھا کہ گاہ بگاہ اور وہ بھی اتفاقیہ طور پر اپنے انتہائی مقصد کا اعلان کر دیا کرے۔ اس کے نزدیک مملکت جس طرح قائم تھی اسے برائیوں کے رفع کرنے کا ایک ذریعہ بن جانا چاہئے اور اسے خود ایسی برائی نہیں سمجھنا چاہئے جسے دفع کر دینا لازم ہو۔ غالباً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ فریق اصلاحی و انقلابی دونوں تھا، اصلاحی اس اعتبار سے تھا کہ اس کے ارکان کا بڑا حصہ استبدادی اور جبری کارروائیوں کا منکر تھا۔ اور اشتراکی آسائش کی اثباتی و تعمیری حکمت عملی کا حامی تھا، اور پھر اس کے ساتھ وہ انقلابی بھی تھا کیونکہ وہ بہرحال، معاشرے کے استیصالی تقلب کے عقیدے پر قائم تھا جس سے معاشری طبقوں کا خاتمہ ہوجاتا، سرمایہ دارانہ پیداوار کا طریقہ باطل ہوجاتا اور اقتصادی حیثیت سے باقوت اشخاص کا مزدوروں کی محنت سے جلب منفعت کرنا بند ہوجاتا۔

**اشتراکی عمومی اور حکومت**

سنہ ۱۹۱۴ تک جرمانی اشتراکی عمومیت اصلاً و حقیقۃً سیاسی ہوگئی تھی۔ لاسال کے اصول موضوعہ کے مطابق، کہ "عمومیت یعنی ہمہ گیر حق رائے دہی، مزدوروں کی امید گاہ ہے" اس فریق نے فوری بحث یہ قرار دے دیا کہ حق رائے دہی ہمہ گیر ہوجائے، اور سلطنت ریاستوں اور بلدیوں کے انتخابی انتظامات میں دوسرے اعتبارات سے بھی زمانہ جدید کی خصوصیت پیدا ہوجائے۔ ایک غیر ملکی مبصر نے سنہ ۱۹۱۳ میں یہ لکھا تھا کہ "مارکس گویا ایک روایت ہے۔ عمومیت ایک بحث ہے۔" ایک وقت تھا کہ اس جماعت کے نمائندے رائخشٹاگ میں

---

سلہ لختن برگر "جدید جرمانیہ کا ارتقا" (Lichtenberger ; Evolution of Modern Germany) صفحہ ۱۷۲۔ اس فریق کے اندرونی اختلافات کی ابتدائی تاریخ ای ملہود کی کتاب "عمومی اجتماعی جرمانیہ" (E. Milhand; La demoeratie socialiste allemande) مطبوعہ پیرس، سنہ ۱۹۰۳ء صفحات ۱۴۱ تا ۲۰۵ میں پوری طرح بیان ہوئی ہے۔

صرف اس وجہ سے موجود ہوتے تھے کہ مزدوروں کے معاملے کی سماعت ہو تو وہ تعرض کر سکیں، دقت ڈال سکیں اور حکومت کے کام میں روڑے اٹکائیں، لیکن یہی رفتہ رفتہ تعمیری قانون ساز بن گئے، وہ مسودات پیش کرنے لگے، مجالسِ ذیلی میں کام کرنے لگے، عہدوں کے خواہاں اور عہدوں پر فائز ہوئے، اور آخر الامر ۱۹۱۲ء کے انتخابات کے بعد، استیصالیوں کے ساتھ مل کر واقعتاً رائخشتاگ کی سرگروہی اپنے ہاتھ میں لے لی اور یہ سب کچھ انتہا پسندوں کے تعرض کے باوجود ہوا۔ متعدد ریاستوں، خاص کر بویریا بادن، اور ورٹمبرگ میں انھوں نے ان موازنوں کے لئے رائیں دیں جنھیں دوسرے فریقوں کے نمائندوں نے طیار کیا تھا، عدالتی فرائض میں شرکت کی، اور انتخابی مہموں اور مقامی مجلسوں اور مجالس طبیہ میں استیصالیوں بلکہ قومی آزاد خیالوں کے تنظیمات کے ساتھ مل کر کام کیا۔

جہاں تک کہ مجموعی طور پر شہنشاہی کا اور بادشاہی پروشیا کا تعلق تھا، وہاں تک حکومت اشتراکیوں سے ملنے کے لئے جس حد تک آگے بڑھی، خود اشتراکی اس مقصد کے لئے اس سے بھی زیادہ آگے بڑھے۔ سرکاری حلقوں میں یہ یقین اب بھی شایع تھا کہ اشتراکی عمومی بادشاہی کے دشمن ہیں اور انجام کار میں اسے برباد کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں، اس لئے اعتماد اور عزت کی جس قدر جگہیں بالواسطہ یا بلاواسطہ حکومت کے اختیار میں تھیں، اشتراکی سختی کے ساتھ ان سب سے علیحدہ رکھے جاتے تھے۔ کسی اشتراکی کو کبھی کوئی وزارتی یا دوسرا سرکاری عہدہ نہیں دیا گیا، اور یہ ناقابلیت، عدالتی عہدہ، دارالعلوموں کی معلمی، سرکاری گرجوں کی امامت، اور سرکاری مدرسوں کی مدرسی تک وسیع تھی یہ سختی جنوبی ریاستوں میں اس قدر علانیہ نہ تھی جس قدر پروشیا میں تھی مگر کسی نہ کسی حد تک ہر جگہ موجود تھی۔[۱]

---

۱؎۔ اس باب میں اس سے پہلے جن حوالوں کا ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ کتب ذیل سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ آر۔ سی کے انسر، (مدیر) "جدید اشتراکیت" (R. C. K. Ensor; (ed). Modern Socialism)، طبع دوم لندن ۱۹۰۷ء۔ وی۔ جی سمکووچ "طریق مارکس بمقابلہ اشتراکیت"

# باب سی و ہشتم

## سیاسی اصلاح کے لئے دوران جنگ میں تحریک اور ۱۹۱۸ء کا انقلاب

**۱۹۱۴ء سے قبل سیاسی ترتیب جدید کا مطالبہ**

جرمانی حکومت کا نظم جس طرح ابواب سابقہ میں بیان ہوا ہے، بہت سے قوی الاثر اشخاص نہایت ہی بلند آہنگی کے ساتھ اس کا صور پھونکتے رہے تھے مگر کسی نہج سے اس نے قوم کے تمام عناصر کی پسندیدگی نہیں حاصل کی۔ ۱۸۴۸ء کی حریت نوازی، جن میں کل بالغوں

بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ۔ (V. G. Simkhovich ; Marxism vs. Socialism) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۳ء۔ اورتھ، یورپ میں اشتراکیت و عموصیت" (Orth ; Socialism and Democracy in Europe) ابواب ۷ - ۸ - ڈبلیو۔ ای۔ والنگ، جرمانیہ میں جدید تحریک نظر ثانی" (W. E. Walling; The New Revisionism in Germany) مطبوعہ "انٹرنیشنل سوشلسٹ ریویو" بابتہ نومبر ۱۹۰۹ء۔ جے۔ ای بارکر، جدید جرمانیہ، اس کے سیاسی اور اقتصادی مسائل" (J. E. Barker ; Modern Germany ; her Political and Economic problems طبع جدید مطبوعہ لندن، ۱۹۱۲ء۔ ابواب ۱۸ - ۱۹ -

کی حق رائے دہی، ذمہ دار وزرا، محدود بادشاہی، اور افراد کی آزادی کی ذمہ داریاں، متوقع تھیں، وہ کبھی کلیتہً مردہ نہیں ہوئی تھی۔ ۱۸۹۱ء میں بمقام ایرفرٹ جو باضابطہ لائحہ عمل منظور ہوا تھا، اس میں اشتراکی معاشرین نے سیاسی اصلاحات کی ایک طولانی و نمایاں فہرست مرتب کی تھی اس فہرست میں امور ذیل شامل تھے :- بلالحاظ جنسیت کے شہنشاہی کی تمام بالغ رعایا کو تمام انتخابات میں خفیہ رائے دہی کے ذریعہ سے ہمہ گیر، اور راست حق رائے۔ تناسبی نمائندگی، رائخشٹاگ کا دوسالہ انتخاب، ہدایت و مراجعہ کے وسیلہ سے قوم کے ذریعے سے راست وضع قانون، رائخشٹاگ کے ذریعہ سے صلح و جنگ کا فیصلہ سلطنت، ریاست، صوبہ اور کمیون سب میں قوم کے ذریعے سے حکومت خود اختیاری۔ عزید براں، جنگ عظیم کے کئی برس قبل سے اعتدال پسند طبقہ متوسط کے فریق بھی پروشیا دی سہ طبقاتی انتخابی نظم، حلقوں کی موقت ترتیب جدید، اور رائخشٹاگ کے روبرو وزارتی ذمہ داری کے قیام پر زور دے رہے تھے۔

۱۹۰۰ء کے بعد سے حریت پسندوں کے مباحث زیادہ تر دو مجوزہ اصلاحوں پر مرکوز رہے، ایک وزارتی ذمہ داری کا قیام، خاص کر وزیر اعظم کی نسبت، اور دوسرے سہ طبقاتی پروشیاوی طرز رائے دہی کی منسوخی۔ پہلا مسئلہ ۱۹۰۸ء کے موسم خزاں میں "ڈیلی ٹیلیگراف" کے مشہور واقعے کی وجہ سے غیر متوقع طور پر سامنے آگیا۔ جس وقت میں کہ بین الاقوامی صورت حال، دارالبیضا (کاسابلانکا) کے معاملے میں غیر معمولی طور پر سخت ہوگئی تھی، اس وقت میں لندن کے اخبار، "ڈیلی ٹیلیگراف" نے ایک ملاقات کا حال شائع کیا جس[۱] میں قیصر نے یہ ظاہر کیا تھا کہ باوجودیکہ خود اس کے اہل ملک کے متوسط اور ادنی طبقوں کے اجزائے کثیرہ انگلستان کی نسبت دوستانہ خیالات نہیں رکھتے تھے، اس پر بھی جرمانی حکومت انگلستان کی جانب مائل رہی اور جنگ جنوبی افریقہ میں زور کے ساتھ دوستانہ مدد کی۔ یہ ملاقات ناعاقبت اندیشی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ سی۔ ایچ ہیز "جرمانی اجتماعیت کی تاریخ پر دوبارہ غور" (C. J. H. Hayes; The History of German Socialism Reconsidered مطبوعہ "امریکن ہسٹاریکل ریویو" بابت اکتوبر ۱۹۱۸ء۔

[۱] کاسابلانکا واقع مراکو کے فرانسیسی غیر ملکی فوج سے چند جرمانی ارکان کی گرفتاری کی وجہ سے اس میں واقعتہً عجلت ہوگئی تھی۔ محل سالانہ ۱۹۰۸ء (Annual Register 1908) صفحات ۲۹۸-۲۹۹۔

کی ایک انتہائی مثال تھی، اور اس سے جرمانیہ میں ناپسندیدگی کا ایک ایسا طوفان برپا ہوگیا کہ شہنشاہ کو کبھی ایسے طوفان سے سابقہ نہیں پڑا تھا۔ اس وقت کے امریکی سفیر کا بیان ہے کہ جس قسم کے جذبات عامہ تمام شہنشاہی پر طوفان کی طرح چھا گئے تھے ان سے ایک اجنبی شخص بآسانی اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ، ولیم دوم بہت جلد معزول ہونے والا ہے۔ سنجیدہ اخبارات بلند آواز سے تعریضات کر رہے تھے۔ تفریحی پرچے نہایت بیدردی سے مذاقیہ تصویریں شائع کر رہے تھے، گمان ایسا ہوتا کہ جرمانیہ کے اندر غداری کے خلاف کوئی قانون موجود نہیں ہے[1]"

"ولہلمشٹراسے" (ایوانِ وزارت) میں یہ پتہ چلا کہ یہاں حالات ملاقات کا مسودہ اشاعت کے قبل وزیر اعظم کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر بغیر پڑھے ہوئے واپس کر دیا گیا۔ اس غفلت کے لئے پرنس فون بیولو نے مناسب طور پر معافی مانگی لیکن جب شہنشاہ نے اس کے استعفے کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وزیر نے اس اقرار سے کہ جب تک وہ وزیر اعظم ہے غیر ملکی معاملات میں پھر اس قسم کی شخصی دخل دہی روا نہ رکھی جائے گی، اس معاملے کی آخری ذمہ داری اپنے آقا کے سر ڈال دی۔ وزیر اعظم نے رائخشٹاگ میں یہ اعلان کیا کہ "یہ خیال کہ ان مکالمات کی اشاعت سے انگلستان پر وہ اثر نہیں پڑا جو قیصر کا منشا تھا اور اس ملک میں شدید اضطراب اور سخت افسوس کا موجب ہوا اس کی وجہ سے قیصر کو یہ خیال ہوگیا ہے کہ آئندہ خانگی گفتگو میں بھی اس قسم کا ضبط ملحوظ رکھیں گے جو حکمت عملی اور تاجدار کے اقتدار دونوں کے مفاد کے لحاظ سے یکساں لازمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نہ تو میں کسی قسم کی ذمہ داری قبول کر سکتا اور نہ میرا کوئی جانشین"۔ اس اعلان کے بعد جریدہ سرکاری میں یہ بیان ہوا کہ "اعلیحضرت نے اگرچہ عام نکتہ چینی کا جسے وہ نہایت مبالغہ آمیز سمجھتے رہے، کوئی اثر قبول نہیں کیا مگر وہ اسے اپنا نہایت با اعزاز شہنشاہی فرض تصور فرماتے ہیں کہ وہ شہنشاہی کی حکمت عملی کی استقامت کے تحفظ پر مشتمل ہو اور اس کے ساتھ وہ دستوری ذمہ داری کے اصول پر بھی قائم رہیں۔ پس قیصر ان بیانات کی تصدیق

---

[1] ہل "قیصر کے تاثرات" (Hill; Impressions of the Kaiser.) صفحہ ۱۱۲۔

کرتے ہیں جو شہنشاہی وزیر اعظم نے رائخشٹاگ میں کئے ہیں اور پرنس فون بیولو کو اپنے مسلسل اعتماد کا یقین دلاتے ہیں"۔ اپنی مدتوں کی گرفتار مصائب قوم کے تعرضات کی تادیب سے شہنشاہ جہاں پناہ نے اپنے طریقوں کے بدلے کا اس حالت میں وعدہ کیا جب کہ اس سے کم تر مفاہمت آمیز حکمت عملی انقلاب برپا کر دیتی۔ لیکن اسے اگر عمومی فتح خیال کیا جائے تو یہ فتح بہت بے بنیاد تھی۔ اس سے رائخشٹاگ کو کوئی نئی قوت نہیں حاصل ہوی۔ دستوری ذمہ داری کے معنی یہی رہے کہ یہ ذمہ داری صرف شہنشاہ کے روبرو ہے۔ وزیر اعظم اب بھی محض شہنشاہ کا گویا منشی رہا۔ شخصی حکمت عملیوں کا دور ختم نہیں ہوا، اور صلح و جنگ کے مسائل بدستور پر دشیا ساز شہنشاہی کے غیر متوازن و غیر ذمہ دار سر تاج کے ہاتھ میں رہے۔

مالی اصلاح کے متعلق وزیر اعظم اور رائخشٹاگ کے درمیان طولانی اختلاف کی وجہ سے یہ مسئلہ بہت دنوں تک زندہ رہا فون بیولو کی تجویز یہ تھی کہ متواتر مالی کمیوں کو ایک نئے وراثتی محصول کے ذریعے سے پورا کیا جائے، اور اس کی ترتیب اس طرح کی جائے کہ اس کا بار زیادہ تر زمیندارانہ و سرمایہ دارانہ طبقات پر پڑے۔ اس تجویز کو منظور کرنے کے بجائے، استحفاظیوں نے اپنے نو آمد حلیفوں یعنی قومی آزاد خیالوں کو چھوڑ دیا اور مرکز کے ساتھ حسب ضرورت تعلقات پیدا کر لئے، اور تجدید شدہ "نیلگوں سیاہ جماعت" نے اصلاح میں وقت ڈال دی۔ اس کے نتیجے میں وزیر اعظم نے استعفا دیدیا۔ مگر جیسا کہ کہیں سابق میں بیان ہو چکا ہے، اس کارروائی سے رائخشٹاگ کے روبرو کسی قسم کی ذمہ داری مسلم نہیں ہوتی تھی۔ فون بیولو کی کنارہ کشی کی کچھ وجہ تو یہ تھی کہ جس محصول کے متعلق اس نے دل میں ٹھان لی تھی، اس کے بغیر کام کرنے پر وہ رضامند نہیں تھا اور کچھ وجہ یہ بھی تھی اور شاید بیشتر وجہ یہی تھی کہ وہ یہ محسوس کرتا تھا کہ "ڈیلی ٹیلیگراف" کے معاملہ کے

---

ما۔ "ڈیلی ٹیلیگراف" کے معاملے کے متعلق "مجمل سالانہ" (Annual Register) شمارہ ۱۹۰۸ء صفحات ۲۹۹-۳۰۲ اور شا کی کتاب "جرمانیہ کا ولیم" Shaw: William of Germany) صفحات ۳۰۴-۳۰۸ دیکھنا چاہئیں۔ اس ملاقات کا مکمل بیان ہل کی کتاب "قیصر کے تاثرات" (Hill: Impressions of the Kaiser) ۳۲۹-۳۳۵ میں طبع ہوا ہے۔

قبل اس کے جو تعلقات شہنشاہ کے ساتھ تھے وہ اب پھر دوبارہ قائم نہیں ہو سکتے۔ مالی معرکہ آرائیوں کے دوران میں رائخشٹاگ کے اندر وزارتی ذمہ داری کا بہت پرزور دعویٰ کیا گیا مگر نئے وزیر اعظیم فون بتھمان ہولویگ نے فوراً ہی پوری طرح پر اس کی تردید کی۔ اس نے بالاعلان یہ کہا کہ ایک ایسا وزیر اعظم جس کا انحصار بالکلیہ شہنشاہ اور شاہ پروشیا پر ہو اس آزاد ترین انتخابی قوانین کے توازن کے لئے ضروری ہے جنھیں بسمارک نے اس خیال کے ساتھ وضع کیا تھا کہ مجلس وفاقیہ اور شہنشاہی وزیر اعظم اپنی آزادی کو قائم رکھیں گے۔

۱۹۱۳ء میں یہ مسئلہ پھر سا ورن (جرمن زابرن)[1] کے واقعے سے سامنے آگیا السا س کے قلعہ گیر شہر ساورن کے ایک شاہ راہ کے ہنگامے میں ایک خود نما فوجی عہدہ دار نے ایک بے قصور مسکین کفش دوز کو اپنی تلوار سے زخمی کر دیا۔ اس معاملے سے السا س لورین کے ملکی اور فوجی حکام میں تصادم برپا ہو گیا اور تمام شہنشاہی کے غیر عسکریت پسند لوگوں میں اس سے غصہ بھڑک اٹھا۔ رائخشٹاگ کے اندر اشتراکیوں اور استیصالیوں نے جنھیں تعدادی کثرت حاصل تھی، شدت کے ساتھ حکومت پر حملہ کیا، اور جب وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا کہ فوج کی کارروائی کی تائید کی جائے گی تو انھوں نے ۵۴ کے مقابلے میں ۲۹۳ کی عظیم الشان کثرت سے "عدم اعتماد" کی رائے منظور کی۔ اس کا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ شہنشاہ اس قصوروار دستے کو ساورن سے منتقل کرنے پر راضی ہو گیا۔ رائخشٹاگ نے ایک نہایت ہی پرشور نشست میں وزیر اعظم کے استعفا کا مطالبہ کیا مگر اس عہدہ دار نے رائخشٹاگ کے روبرو کسی قسم کی ذمہ داری کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور بہت سکون کے ساتھ یہ کہا کہ جب تک شہنشاہ اسے اس عہدے پر رکھنا چاہے گا اس وقت تک وہ اپنے عہدے پر قائم رہے گا۔ ایک قرارداد جس میں اس وقت تک موازنے کی منظوری نہ کرنے کی تجویز تھی جب تک وزیر اعظم استعفا نہ دے دے، بہت خفیف قلت سے نامنظور ہو گئی اور اس معاملے کا خاتمہ حسب معمول حکومت کی فتح پر ہوا۔ پروشیا کے فرسودہ انتخابی نظم کے اصلاح کی تحریک کسی

[1] ساورن کا واقعہ مختصر طور پر ڈبلیو ڈیوس کی کتاب "جنگ کی بنیاد" (W. Davis the Roots of the War) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۸ء صفحات ۲۱۹-۲۳۳ میں مذکور ہے۔ زیادہ مفصل طور پر

دوسری جگہ بیان ہو چکی ہے اور اس لئے یہاں اس پر رائے دینے کی ضرورت نہیں، صرف اتنا بتا دینا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ تک اس موضوع پر جتنی اہم تجویزیں ہوئیں وہ سب خانگی ارکان کی قرار دادیں تھیں۔ ان کی ناکامی گویا پہلے سے معلوم تھی، اور سنہ ۱۹۱۱ کا حکومتی مسودہ قانون صریحاً اس توقع کے ساتھ طیار ہوا تھا کہ اسے شکست ہو جائے گی، لیکن یہ بھی اعتماد تھا کہ اگر منظور ہو گیا تو اس سے اعیانیت اور رجعت پسندی کے برج کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جو فریق حقیقی اصلاح چاہتے تھے انھوں نے اس اصلاح کی اس وجہ سے مخالفت کی کہ وہ اسے کافی نہیں سمجھتے تھے، استحفاظی عناصر نے اس وجہ سے اس کی مخالفت کی کہ (ان کے خیال میں) وہ حد سے آگے بڑھا ہوا تھا، ان حالات میں ان کی ناکامی لابدی تھی۔

**دوران جنگ میں اصلاح کے متعلق بحث و مباحثہ۔**

یہ اور ان کے مانند اور بھی متعدد نقصانات کے باوجود سنہ ۱۹۱۴ میں جرمانیہ معتدل سیاسی ترتیب کی جانب آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی جا رہی تھی کہ جنگ کا آغاز ہو گیا، اور اس جنگ کے سیاسی اثر کے متعلق اس گمان غالب سے زیادہ پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی تھی کہ اگر جلد ہی قطعی فتح حاصل ہو گئی تو خود سرانہ اور فوجی قوتیں اور بھی زیادہ استحکام کے ساتھ جم جائیں گی اور اگر جنگ نے طول کھینچا یا فتح غیر متیقن رہی تو حریت پسندی کو اپنے اظہار کا پہلے سے کہیں زیادہ موقع مل جائے گا۔ بیشتر واقعات انھیں روشوں پر صورت پذیر ہوئے۔ اس تصادم کا پہلا اثر یہ ہوا کہ سیاسی نظم مستحکم ہو گیا اور موجود الوقت حکومت نے پہلے سے زیادہ قوت پکڑ لی۔ نکتہ چینیاں اور شکایتیں دفعتہً بند ہو گئیں اور دوسری جگہوں کی طرح خود جرمانیہ کے بہت سے اشخاص کو اس سے حیرت ہوئی کہ چند ممتاز مستثنیات کے سوا، اشتراکی عمومیوں نے ابتدائی جنگی موازنات کی موافقت میں رائیں دیں اور دوسرے طریقوں سے بھی حکومت کی تائید کی۔ سنہ ۱۹۱۵ میں بیچینی کے کچھ آثار ظاہر ہوئے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سی۔ ڈی ہیزن کی کتاب "السا س لورین تحت حکمرانی جرمانیہ" (C. D. Hazen Alsace-Lorriane under German Rule. مطبوعہ نیو یارک، سنہ ۱۹۱۷ء

باب ہفتم میں بیان ہوا ہے۔

۵؎ لیکن، اشتراکی صفوں میں بہت جلد جو انشقاق پیدا ہو گیا اور اسی فریق کے دونوں بازوؤں نے

اور اوائل ۱۹۱۶ء تک وزیر اعظم فون بتھمن ہالوگ کو مصلحت اسی میں نظر آئی کہ پروشیا میں انتخابی اصلاح کے وعدے سے جذبہ عامہ کو فرو کرے لیکن اس اصلاح کا اجرا ختم جنگ تک نہیں ہوا۔

مجملاً یہ کہ ۱۹۱۷ء تک پروشیا کی اور شہنشاہی دونوں حکومتیں اشخاص و نوعیت کے بہت ہی کم تغیر کے ساتھ بدستور چلتی رہیں مگر اس کے بعد صورت حال سرعت کے ساتھ بدلنے لگی۔ عوام پر اضمحلال جنگ طاری ہوگیا تھا، اور صلح کا پروپاگنڈا اور حکومتی اصلاح کی شورش انگیزی دونوں قابو سے باہر ہوگئے تھے۔ دو واقعات نے خصوصیت کے ساتھ عمومی مخالفت کو صاف کر دیا، ایک روسی انقلاب، اور دوسرے ممالک متحدہ امریکہ کا داخلۂ جنگ جس دن زار نے انخلاع کیا ہے یعنی ۱۵ مئی ۱۹۱۷ء سے ایک روز قبل وزیر اعظم فون بتھمن ہالوگ کو جمعیت میں انتخابی اصلاح کے وعدے کی تجدید کرنا پڑی تھی اور ایک اشتراکی رکن کی یہ پیشین گوئی بدرجہ مجبوری سننا پڑی تھی کہ دو جرمانیہ میں جمہوریہ کا قیام آئندہ کا لابدی ارتقاء ہے"۔ دو ہفتے بعد اس نے رائخشتاگ میں یہ کہا کہ جس اصلاح کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس وقت تک اختیار نہیں کی جا سکتی جب تک لاکھوں افراد خندقوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بیان ایوان کو اس سے باز نہ رکھ سکا کہ اس نے ۳۳ کے مقابلے میں ۲۲۷ رایوں سے، اٹھائیس ارکان کی ایک ذیلی مجلس اس غرض سے مقرر کی کہ آئینی اصلاحات کے مسئلے پر غور کرے اور ان اصلاحات کا تعلق پروشیا کی انتخابی نظم ہی سے نہو بلکہ شہنشاہی کے اندر تقسیم حدید اور وزارتی ذمہ داری سے بھی اس کا تعلق ہو۔ مباحثہ اس قدر طوفان انگیز ہوگیا کہ رائخشتاگ ایک ماہ کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ ۷ر اپریل کے ایک فرمان میں شہنشاہ نے خود آئینی تغیرات کی ضرورت کو تسلیم کیا اور اس امر پر اصرار کیا کہ تغیرات کے لئے بحالی امن کا انتظار کرنا چاہیے۔

۱۹۱۷ء کے اوایل موسم گرما میں سیاسی حالت میں سخت نزاکت پیدا ہوگئی مرکزی فریق کے سرگروہ ارزبرگر نے ۶ر جولائی کو رائخشتاگ کی خاص مجلس ذیلی میں ایک بہت ہی

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ انجام کار میں جو حیثیتیں اختیار کیں ان کا بیان آگے چلکر ہوگا۔

جوش انگیز تقریر کی جس میں عالمگیر جرمانی اور مخالف عمومیت گروہوں پر حملے کئے اور "صلح بغیر الحاقات" اور عمومی آئینی اصلاح کی تائید میں اپنے فریق کا وزن اشتراکی عمومیوں اور استیصالیوں کی جانب ڈال دیا۔ اس متحدہ مجموعے سے رو در رو ہو کر حکومت کو مجبور ہو کے ایسا قدم اٹھانا پڑا جس سے کم سے کم اتنا معلوم ہو کہ اصلاحی عناصر کے ساتھ رعایت کی گئی ہے۔ پروشیاوی انتخابی اصلاح کا ایک نیا اقرار جو آئندہ انتخابات سے قبل عمل میں آجاتا، ناکامی ثابت ہوا اور تین دن بعد وزیر اعظم نے استعفا دے دیا۔ وہ اس حکومت پر سے صدقہ ہو گیا جو اس کوشش میں لگی ہوئی تھی کہ وزیر اعظم کی روش سے ہٹے بغیر عام ناراضمندی کی موج کو ہٹا دے۔ نیا وزیر اعظم ڈاکٹر میخائلس ایک غیر معروف دفتری شخص تھا، اور بظاہر وہ فوجی سرگروہوں کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی تھا۔ رائخشٹاگ میں اس کے پہلے بیانات کا پھبتی کے ساتھ انتظار کیا جا رہا تھا مگر یہ بیانات دفع الوقتی کے قسم سے تھے۔ پہلا سال زیادہ بحث مباحثہ کے بغیر گزر گیا مگر کوئی قطعی ترقی نہیں ہوئی۔ ایک "آزاد مجلس ذیلی" وجود میں آئی جس میں رائخشٹاگ کے سات ارکان (جو پانچ خاص فریقوں میں منقسم تھے) اور مجلس وفاقیہ کے سات نمائندے شامل تھے، اور اس کا صدر وزیر اعظم تھا۔ اس مجلس کا کام یہ تھا کہ وہ معاملات خارجہ سے متعلقہ حکمت عملی اور کارروائی جنگ پر بحث کرے مگر اس سے کوئی صریح نفع نہیں حاصل ہوا[1]۔ اکتوبر میں میخائلس کے بجائے کاونٹ فون ہرٹلنگ وزیر اعظم تھا۔ یہ شخص بویریا کا باشندہ تھا (یعنی جرمانی وزرائے عظمیٰ میں پہلا شخص تھا جو پروشیاوی نہیں تھا)، لیکن اگرچہ اس نئے عہدہ دار کے انتخاب کے متعلق اولاً یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ حریت پسندی کے ساتھ ایک طرح کی رعایت ہے مگر اس گمان کے متعلق کوئی حقیقی وجہ نہیں ظاہر ہوئی۔ ۱۹۱۷-۱۸ء کے موسم سرما میں، انتخابی اصلاح کے معاملے میں حکومت کی تعویق انداز تدبیروں کے خلاف تعرض کے طور پر پروشیا میں ہڑتالیں کی گئیں مگر وہ بغیر نتیجے کے فرو کر دی گئیں۔ ۱۹۱۸ء کے موسم بہار میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ تحریک آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹ رہی ہے۔ برسٹ لٹووسک کے معاہدے

لہ۔ "لندن ٹائمز" (ہفتہ وار) ۳۱ اگست ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۰۱۔

میں روس کی سرنگونی اور مغربی محاذ پر جدید پیش قدمی کی کامیابی سے سرمست ہوکر پروشیاوی رجعت پسندوں نے شہنشاہ کے اقراروں کو باطل کر دیا اور پروشیا کے جماعت متقننہ کے ایوان ادنیٰ میں ۳۸۱ کے مقابلے میں، ۵۳۲۲ رایوں سے ایک مسودہ قانون منظور کرا لیا جس میں مساوی حق رائے دہی کی موجودہ تجویز کے بجائے ایک پیچیدہ شش طبقاتی انتخابی تجویز قرار دی گئی تھی۔[1] جس دوسرے برگ کاہ سے یہ ظاہر ہوا کہ ہوا کا رُخ کدھر ہے وہ جولائی میں معتمد خارجہ فون کیوہلمان کا اس وجہ سے برطرف کر دینا تھا کہ اس نے علانیہ کہہ دیا تھا کہ جرمانیہ اب کسی فوجی فتح کی توقع نہیں کر سکتی اور اس کے بجائے انتہا پسند ینکر (زمیندار) اور مشہور سازشی امیر البحر فون ہنتزے کا مقرر کرنا تھا۔

**شکست کے وقت سیاسی تغیرات۔ ۱۹۱۸ء کا انقلاب**

وسطی طاقتوں کے انہزام اور ۱۱؍ نومبر ۱۹۱۸ء کو التوائے جنگ پر دستخط ہونے کے قبل، تحریک اصلاح کا آخری باب سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے۔ اس وقت جنگ کا رخ بہت زور کے ساتھ دول ائتلاف کی جانب پھرتا جا رہا تھا۔ جرمانی مدبرین نے خاتمے کے قریب ہونے کو بالطبع سمجھ لیا تھا، اور آئینی مباحثہ کی مرکزی نوعیت یہ ہو گئی تھی کہ شہنشاہی ارباب حکومت صادقانہ بلکہ شدت کے ساتھ یہ کوشش کرنے لگے کہ دنیا اور بالخصوص رئیس جمہوریہ امریکہ ولسن کو یہ یقین دلائیں کہ ایسی اصلاحیں عمل میں آنے والی ہیں جن سے جرمانی حکومت اگر فی الواقع اس وقت قوم کی نمائندہ نہیں ہے تو اب بالکلیہ ایسی ہی ہو جائے گی۔ لیکن در حقیقت اولین مقصد یہ تھا کہ امریکی صاحب حکومت کے ذہن نشین کر دیا جائے کہ عنقریب صلح سے متعلق جو ضروری مراسلات شروع ہونے والے ہیں وہ ایک ایسی حکومت کے ساتھ ہونگے جو اس حکومت سے بالکلیہ مختلف ہوگی جس کے ساتھ معاملت کرنے سے اس نے (یعنی امریکی صاحب حکومت نے) ناراضمندی ظاہر کی تھی۔ ۲۴ اگست کو شہنشاہ نے ایک قانون پر دستخط کئے جس کی رو سے رائخشٹاگ کی رکنیت ۱۵۴ تک بڑھا دی گئی، حلقوں کی تقسیم جدید اس انداز پر رکھی گئی کہ ہر دو لاکھ باشندوں کی جانب سے ایک نمائندہ ہو اور جن حلقوں میں ایک سے زائد نمائندے ہوں ان میں تناسبی نمائندگی کا طریقہ جاری کیا جائے۔[2] اوائل ستمبر میں وزیر اعظم

[1] یہ قانون جسے مجلس وفاقیہ نے ۱۶ فروری ۱۹۱۸ء ہی کو منظور کر لیا تھا، کبھی عمل میں نہیں آیا۔

فون ہرٹلنگ نے پروشیا کی دارالامرا کی حد سے بڑھی ہوئی استخفافی دستوری مجلس ذیلی کے سامنے ایک جوش انگیز تقریر کی اور اس میں بہت زور کے ساتھ انتخابی اصلاح کی حمایت کی اور درحقیقت یہ تسلیم کرلیا کہ ہوہنزولرن خاندان کی بقا معرض خطر میں پڑگئی ہے۔ تقریباً دس ہفتے بعد رائخشٹاگ کے دوبارہ جمع ہونے پر اس نے یہ اعلان کیا کہ حکومت اصلاح کے لائحہ عمل کو صدق دل سے عمل میں لانے کے لئے طیار ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی اضافہ کیا کہ پروشیا اور شہنشاہی کی ہیئت ترکیبی میں اس قدر دور رس تغیر عجلت کے ساتھ عمل میں نہ آنا چاہیے۔ حکومت کو پابند کرنے کی کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ فون ہرٹلنگ کنارہ کش ہوگیا مگر اس کا جانشین دوسرا جنوبی جرمانی پرنس میکسیملین ہوا، جو باڈن کی امارت عظمیٰ کا ولی عہد تھا۔ یہ شخص بھی اپنے حریت نواز خیالات کی شہرت کے ساتھ برسراقتدار ہوا۔ اس کی وزارت میں خصوصیت کے ساتھ تین اشتراکی عمومی داخل تھے، جن میں سے ایک فلپ شدیمان تھا جو بغیر قلمدان وزارت کے حکومت کا رکن تھا۔ اس سے قبل ہی ایک اشتراکی زمین ساز فریڈرس ایبرٹ رائخشٹاگ کی بڑی مجلس ذیلی کا صدر منتخب ہوچکا تھا جس کے معنی یہ تھے کہ اس فریق نے عملاً اس ایوان پر اقتدار حاصل کرلیا ہے۔

جہاں تک الفاظ کا تعلق تھا، جرمانیہ اب ایک نئے دور میں داخل ہوگئی تھی ۳۰ ستمبر کو شہنشاہ نے ایک اعلان شائع کیا جس میں اپنی اس خواہش کی تصدیق کی کہ جرمانی قوم "ملک آبائی کی قسمت کے فیصلے میں اب پہلے سے زیادہ موثر طور پر شرکت کرے"۔ ۲۴ اکتوبر کو دنیا کو یہ اطلاع دی گئی کہ پروشیا کی ایوان بالائی نے حق رائے دہی کے مسودۂ قانون کو منظور کرلیا ہے جس میں اس طرح پر ترمیم کی گئی ہے کہ راست ومساوی رائے دہی کا انتظام ہوجائے۔ تین دن بعد، نئے وزیراعظم نے رائخشٹاگ میں یہ اعلان کیا کہ پروشیا میں انتخابی اصلاح کی تکمیل فوراً نافذ العمل ہونا چاہیے جو دوسری جرمانی ریاستیں دستوری اعتبار سے پیچھے رہ گئی ہیں ان سے یہ توقع رکھنا چاہیے کہ وہ سرگرمی کے ساتھ پروشیا کی مثال کی تقلید کریں گی اور شہنشاہی دستور میں اس طرح ترمیم ہوگی جس سے رائخشٹاگ کے ان ارکان کو جو حکومت میں داخل ہوں

یہ موقع ملے گا کہ وہ برطانیہ عظمیٰ اور فرانس کے کابینی عہدہ داروں کے مانند عمومی ایوان میں اپنی جگہوں کو قائم رکھ سکیں۔ ۱۶ر اکتوبر کو یہ اعلان کیا گیا کہ بنڈسراتھ مجلس وفاقیہ نے ایک آئینی ترمیم یہ منظور کی ہے کہ شہنشاہ کو اس اختیار سے محروم کردیا جائے کہ وہ مجلس وفاقیہ اور رائخشٹاگ کی منظوری کے بغیر اعلان جنگ کرسکے "بجز اس صورت کے کہ شہنشاہی ممالک پر فوج کشی یا اس کے سواحل پر حملہ ہوچکا ہو"۔

اسی اثنا میں یہ ہوا کہ رئیس جمہوریہ امریکہ ولسن نے براہ راست جو یہ مطالبہ کیا تھا کہ گفتگوئے صلح کے ضروری مبادی کے طور پر جرمانی حکومتی نظم میں عمومیت پیدا کرنا چاہیے، اور ابتداءً یہ خیال ۴ر جولائی ۱۹۱۸ء کو ورنن کے خطبے میں ظاہر کیا تھا، ۱۴ر اکتوبر کو برلن کے ایک مراسلے میں اس پر دوبارہ زور دیا گیا[1]۔ اس کا جواب نئے وزیر خارجہ ڈاکٹر زولف نے ۲۱ر اکتوبر کو یہ دیا کہ شہنشاہی دستور میں اس سے قبل ہی ایسی ترمیم ہوچکی ہے کہ آئندہ کوئی حکومت رائخشٹاگ کی کثرت کے اعتماد کے بغیر نہ برسراقتدار ہوسکے گی اور نہ اپنا کام جاری رکھ سکے گی"۔ اس پر زور دیا گیا کہ وزیر اعظم کی ذمہ داری قانوناً "وسیع اور محفوظ کردی گئی ہے"۔ آخر میں یہ اطلاع دی گئی کہ موجودہ حکومت کا پہلا کام یہ تھا کہ رائخشٹاگ کے سامنے ایک مسودۂ قانون اس مقصد سے پیش کیا گیا ہے کہ "دستور سلطنت میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے جنگ و صلح کے فیصلے کے لئے اس جماعت کی منظوری لازم ہوجائے"۔ ۲۳ر اکتوبر کو رئیس جمہوریہ امریکہ ولسن نے یہ اعلان کیا کہ "یہ دستوری تغیرات اگرچہ نمایاں و اہم ہیں" مگر یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ذمہ دار حکومت کا اصول اس وقت تک پوری طرح عمل میں آچکا ہے یا یہ کہ کوئی ضمانت ایسی موجود یا زیر غور ہے کہ "اصول و عمل کے جو تغیرات اس وقت جبراً متفق علیہ قرار پاگئے ہیں، وہ دائمی ہوں گے"۔ پانچ روز بعد شہنشاہ ولیم نے وزیر اعظم کو یہ ہدایت کی کہ وزارتی ذمہ داری قائم کرنے سے متعلق دستوری ترمیم کا فوراً اعلان کردے اور خود شہنشاہ نے

[1] ای۔ بی۔ ہارٹ: ووڈرو ولسن کے منتخب خطبات اور سرکاری کاغذا (A. B. Hart Selected) Addresses and Public Papers of Woodrow Wilson, طبع نیویارک ۱۹۱۹ء، صفحات ۲۶۶۔ ۲۶۹۔

یہ دعویٰ کیا کہ اب ایک جدید نظم ایسا نافذ ہو گیا ہے جو قیصر کی ذات کے اساسی حقوق کو قوم کی جانب منتقل کرتا ہے[1]"

اس دوران میں جرمانی فوجی و سفارتی ہزیمت آنِ واحد کی بات ہو گئی تھی۔ فوجیں ہر جگہ دبتی جا رہی تھیں۔ جرمانی سرزمین پر حملے کا ہونا صرف وقت کا سوال رہ گیا تھا۔ مقاومت کی طاقت آہستگی مگر یقینی طور پر گھٹتی جا رہی تھی۔ حلفا کو منقسم و کمزور کر دینے کی تجویزیں ناکام ہو گئی تھیں۔ بویریا اور دوسری ریاستیں علیحدگی کی دھمکی دے رہی تھیں۔ ہوہنزلرن، خاندان کے زوال کی نسبت وسعت کے ساتھ یہ سمجھا جا رہا تھا کہ غیر اغلب نہیں ہے اور اشتراکی رائخشٹاگ کے اندر جمہوریت کے لئے شور مچا رہے تھے۔ خاتمہ غیر متوقع سرعت کے ساتھ وقوع میں آیا۔ ۴ر نومبر کو کیل میں وہ بحری بغاوت پھوٹ پڑی کا جس کی مدت سے پخت و پز ہو رہی تھی۔ تین دن بعد بویریا ایک ایسی شورش کے نیچے میں پھنس گئی گویا آگ کو طوفان باد نے بھڑکا دیا ہو۔ میونخ اور دوسرے مقامات میں بہت بڑے عمومی مجامع نے قیصر کے ترک تخت و تاج کا مطالبہ کیا۔ ۹ر نومبر کو خود برلن جذبات شورش کے تحت میں آ گئی۔ یہ انقلاب کس حد تک متفقہ تجویز کا نتیجہ تھا اس کا انکشاف نہ ہو سکا مگر قیصر کے انخلاع اور جمہوریہ کے قیام کے متعلق اشتراکیوں کے مطالبے کے متعلق تمام ہم آہنگ ہو گیا تھا۔ منتظمہ طبقۂ مزدور ال استیعالی اور روس کے شایع کردہ بولشوی خیالات سے بہت گہرے طور پر متاثر ہو گیا تھا، دارالصدر اور

---

[1] "دو لندن ٹائمز" (ہفتہ وار)، ۸ر نومبر ۱۹۱۸ء، صفحہ ۹۰۲۔ لہذا زیر نظر زمانے میں سیاسی اصلاح کی بحث نے تین خاص مطالب کی طرف حرکی شہنشاہی حکومت میں وزارتی ذمہ داری، جنگ اور غیر ملکی تعلقات پر عمومی اقتدار اور پروشیا میں ایک جدید انتخابی نظم۔ اول الذکر اصلاح سماً حاصل ہو گئی۔ ثانی الذکر کا حصول اس حد تک ہوا کہ بنڈسراتھ نے ایک ترمیم پہ منظور کی کہ جس صورت میں جرمانیہ یا اس کے سواحل پر واقعی حملہ ہوا ہو، اس کے سوا اور صورتوں میں اعلانِ جنگ کا اختیار تنہا بنڈسراتھ اور رائخشٹاگ کو ہو گا۔ جس وقت انہزام واقع ہوا ہے اس وقت تک تیسرا مقصود غیر حاصل تھا مگر پروشیا کے ایوان بالائی نے ایک مسودۂ قانون منظور کر لیا تھا جو بیشتر مقصد زیر نظر کی نوعیت کا تھا۔

دوسرے اہم مرکز کی سپاہ کارکنوں کے ساتھ شامل ہوجانے کے لئے طیار تھی۔ انقلاب کی واقعی تکمیل کارخانوں کے کام کرنے والوں کی عام ہڑتال سے ہوگئی اور چونکہ اسے افواج کی بھی تائید حاصل تھی اس وجہ سے یہ انقلاب عملاً بلا خونریزی کے وقوع میں آیا۔[1]

۹ رنومبر کو وزیراعظم نے اس مقصد کا اعلان کیا کہ قیصر انخلاع کردے گا، شہزادہ ولیعہد حق وراثت سے دست بردار ہوجائے گا اور خود وزیراعظم بھی کنارہ کش ہوجائے گا اور آئندہ اڑتالیس گھنٹوں کے اندر جب کہ حلفا کے پیش کردہ شرائط التوائے جنگ منظوری کے انتظار میں تھے، معاملات کی کامل نگرانی ایک وقتی حکومت کے ہاتھ میں چلی گئی جس کا صدر اشتراکی سرگروہ ایبرٹ تھا جسے پرنس میکسمیلین نے اپنے آخری سرکاری فعل کے طور پر خود اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اپنی ابتدائی شکل میں وزیراعظم ایبرٹ کی ہنگامی وزارت اشتراکی فریق کی ان دونوں شاخوں کے مساوی التعداد (تین تین) نمائندگان پر مشتمل تھی جن میں یہ فریق اس سے قبل منقسم ہوگیا تھا، ان میں سے ایک شاخ اشتراکی عمومیوں کی تھی اور دوسری آزاد عمومیوں کی۔ نئی حکومت نے ۹ رنومبر کی شام کو ایک فرمان جاری کیا تھا، اس میں یہ الفاظ تھے کہ "اے رفیقو، آج کے دن قوم کی آزادی کی تکمیل ہوگئی ہے۔ شہنشاہ نے انخلاع کردیا ہے، اس کے بڑے بیٹے نے تخت سے دست برداری کردی ہے۔ اشتراکی عمومی فریق نے حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی ہے اور آزاد اشتراکی عمومی فریق کو کامل مساویانہ اصول پر حکومت میں داخل ہونے کی دعوت دی ہے۔ نئی حکومت ایک ترکیبی قومی جمعیت کے انتخاب کا انتظام کرے گی جس میں ہر دو جنس کے وہ تمام شہری جو بیس برس کی عمر کو پہنچ گئے ہیں کامل مساویانہ حقوق کے ساتھ شرکت کریں گے۔ اس کے بعد وہ اپنے اختیارات قوم کے نئے نمائندگان کو تفویض کردے گی"[2]، نئے دور کے فوری کاموں میں ذیل کے

---

[1] نیویارک ٹائمز کی اشاعت کردہ "تاریخ حالیہ" (N. Y. Times Current History) دسمبر ۱۹۱۸ء صفحات ۳۸۵-۳۹۲۔

[2] "جرمانی انقلاب" (The German Revolution) مطبوعہ انٹرنیشنل کانسیلیشن (International. Conciliation) سنہ ۱۹۱۹ء صفحہ ۵۴۳۔

کاموں کا اعلان کیا گیا تھا۔ التوائے جنگ کو موکد کرنا اور صلح کی گفت و شنود کو جاری کرنا، آبادی کے خورد و نوش کا تیقن کرنا، جو لوگ فوج میں ہیں ان کے لئے جلد از جلد یہ انتظام کرنا کہ وہ باقاعدہ طریق پر اپنے اپنے خاندانوں میں واپس جاکر منفعت بخش کاروبار اختیار کرسکیں۔ ان میں سے پہلے کام یعنی التوائے جنگ پر دستخط کی تکمیل فوراً ہی ۱۱ر نومبر کو ہو گئی اس اثنا میں قیصر نے ولندستان میں پناہ لی، تاہم اپنے انخلاع پر باقاعدہ دستخط کرنے میں اس نے انیس روز کی تعویق کی۔ شہزادہ ولیعہد نے پروشیا کی اور شہنشاہی حق جانشینی سے دست برداری کر لی۔ تمام جنوبی ریاستوں کے موروثی حکمرانوں نے اختیار پر قابض رہنے کی سعی ترک کر دی، اور نئی وقتی حکومتوں نے اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ بہت سے شہروں میں کارکنوں اور سپاہیوں کی مجلسیں باقاعدہ قائم کی گئیں۔

**نئے فریق اور ان کے پیش نامے**

اب معلوم ہوتا تھا کہ قدیم دور برباد ہو گیا۔ شاہی کا خاتمہ ہو چکا ہنڈ سرائتھ راخشٹاگ شکست ہو کر ناپدید ہو گئے۔ شہنشاہی اور ریاستی دساتیر ردی کاغذ ہو کر رہ گئے۔ اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوگا انجام کار میں حکومت کی کونسی شکلیں اور طریقے جاری ہوں گے، اگر اندیشہ نہیں تو شک کی بہت کچھ گنجائش تھی۔ سب سے اول یہ کہ یہ کسی نہج سے یقین نہ تھا کہ استیصالی [illegible] جنھوں نے نصف صدی کے انتظار کے بعد اب اقتدار حاصل کیا تھا، وہ اپنے تازہ حصول غلبہ کو قائم رکھ سکیں گے۔ انقلاب کے جذبہ نے بہ حیثیت مجموعی کل قوم میں سرایت نہیں کیا تھا۔ درحقیقت بڑے اور پرقوت طبقات اس سے کچھ بھی متاثر نہیں ہوئے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ انقلاب کے بعد بہت ہی جلد اکثر فریقوں نے اپنی نئی تنظیم کی اور نئے نام اختیار کر لئے مگر وہ خیالات اور اصول میں زیادہ تر غیر متبدل رہے۔ چنانچہ قدیم استحفاظی فریق، چھوٹے چھوٹے حلفا کے ساتھ جرمانی "قومی فریق عموم" کی صورت

[1] صفحات ۵۴۱، ۵۴۲-۵۴۶، ملاحظہ ہو "نیویارک ٹائمز کی تاریخ حالیہ (N. Y. Times Current History) جنوری ۱۹۱۹ء، صفحات ۵۰-۶۰۔

میں نمایاں ہوئے اور اس کے سرگروہ کاؤنٹ وسٹارپ اور بیرن فون گامپ تھے مگر یہ فریق اصولاً صاف طور پر ہمہ گیر جرمانی، عسکری اور شاہی پسند تھا۔ وہ مضطربانہ طور پر ایسے موقع مناسب کے انتظار میں تھا جب وہ انقلاب مخالف برپا کر سکے۔ اس دوران میں اس نے اپنی کوشش فوج کو قوت دینے بولشوی اصول کا مقابلہ کرنے اور عام طبایع کو اس امر پر طیار کرنے میں صرف کی کہ وہ ہر ایسے معاہدۂ صلح کو نامنظور کر دے جس سے جرمانیہ اپنی نوآبادیوں سے محروم ہو جائے یا اس کی دولت عالم کی حیثیت آئندہ محدود ہو جائے۔

قدیم قومی حریت پسند فریق زیادہ تر ایک نئے "جرمانی فریق عموم" کی صورت میں مبدل ہو گیا، جس کا سرگروہ ڈاکٹر اسٹریزمے مان تھا۔ اس نئی جماعت کا خیال یہ تھا کہ ہوہنز ذکرن خاندان اب کبھی بحال نہیں ہو سکتا اور مخالف انقلاب ناکام رہے گا، اس لئے یہ فریق یہ اظہار کرتا تھا کہ وہ جمہوری حکومت کے ساتھ اتحاد عمل کرنے پر رضامند ہے، مگر دل میں یہ شاہی پسند تھا اور اس کے اکثر سربرآوردہ ارکان جس میں اس کا سرگروہ بھی شامل تھا، جمہوری شکل حکومت کے متعلق عدم تیقن کے اظہار میں تامل نہیں کرتے تھے۔ یہ فریق جو عظیم الشان حرفی و تجارتی اغراض کی نمائندگی کرتا تھا، سیاسی صورت حالات کے متعلق اپنے انداز و اطوار میں جرمانی قومی فریق سے کچھ بھی مختلف نہ تھا۔ اگر فرق تھا تو صرف اس قدر کہ عسکریت، شہنشاہیت اور شاہ پرستی کی تائید میں وہ آخرالذکر فریق کی بہ نسبت جو زمیندارانہ طبقہ کی نمائندگی کرتا تھا کم صاف گو و کم بیباک تھا۔ قدیم کیتھولکی "مرکز" کا نیا نام "فریق قوم عیسوی" رکھا گیا۔ وہ ارزبرگر اور ڈاکٹر اسپان کی سرکردگی میں وقتی حکومت کی علانیہ تائید کرتا تھا، ارزبرگر نے فی الواقع، اس حکومت کے تحت میں عہدہ بھی قبول کر لیا، لیکن کیتھولکی مفاد کی حفاظت کرنے کے سوا اور کسی طرح پر اس فریق کی کوئی زیادہ معین حیثیت نہیں تھی، اور نئے دور حکومت کے لئے اس کی تائید لابدی نہیں تھی۔

عدم تیقن کا ایک دوسرا اہم عنصر یہ تھا کہ جو اشتمالی قوتیں اب برسر اقتدار ہو گئی تھیں ان میں شدید تفرقہ برپا تھا۔ چار خاص جماعتیں ممیز طور پر معلوم ہو سکتی تھیں۔ سب سے زیادہ اعتدال پسند "جرمانی عمومی فریق" تھا جو قدیم اشتمالیوں اور قومی

حریت پسندوں کے ایک جزو سے مرکب تھا، اور تھیوڈور ڈلف، کونراڈ ہوسمان اور سربرآوردہ مقنن ہیوگو پروئس کی سرکردگی میں تھا۔ یہ طبقہ متوسط کا فریق تھا مگر یہ جمہوریہ کی سرگرم تائید کرتا اور تدریجی اشتراکیت کی کم سے کم فطری اجاروں کی تائید کرتا تھا۔ یہ پوری کشادہ دلی کے ساتھ اشتراکیوں کے حصۂ کثیرہ کے ساتھ کام کرنے کے لئے طیار تھا، اور التوائے جنگ کے بعد ہی جلد تر اسے حکومت میں اہم حصہ دیدیا گیا تھا۔ مزید برآں، یہ فریق آزاد تجارت، کلیسا اور مملکت کی کامل تفریق، اور ایک انجمن اقوام کے قیام کا حامی تھا۔ استیصالیت کے درجے کے اعتبار سے بعد کے دو فریق اشتراکیوں کی اکثریت اور خود مختار اشتراکی تھے۔ یہ اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ عین آغاز جنگ سے قبل اشتراکی عمومی فریق کی ترکیب جس طرح واقع ہوئی تھی اس میں چار یا پانچ ممیز عناصر شامل تھے جن میں شہنشاہی پسند اشتراکیوں سے لے کر جو طبقہ متوسط کے شہنشاہی پسندوں سے بہت ہی کم مغائر تھے، انقلابی جزو تک شامل تھا جو تمامتر فوری و کامل طبقاتی جنگ پر تلے ہوئے تھے۔ جنگ کے شروع ہوجانے کے بعد جس حسن اتفاق کے ساتھ یہ فریق حکومت کی تائید پر جھک پڑا وہ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہا اور یہ اتفاق حقیقی ہونے کے بجائے زیادہ تر ظاہری تھا۔ ۱۹۱۴ء کے ختم ہونے کے قبل ہی لیبک نخٹ، کاٹسکی، ہاسے، برنشٹائن، میہرنگ، اور دوسرے با اثر ارکان نے باقاعدہ یہ ظاہر کردیا کہ جنگ کے متعلق اپنے فریق کی تائید کے وہ مخالف ہیں، اور اوائل ۱۹۱۵ء میں پروشیا دی ایوان زیرین کے اشتراکی فریق مخالفوں کو بالادستی حاصل ہوگئی[1]۔

اس کے بعد تفریق برابر بڑھتی گئی۔ لیبک نخٹ اور روزا لکسمبرگ کی سرکردگی میں، ایک مختصر فریق مسلسل اور پرزور طور پر حکومت کی کارروائیوں پر ملامت کرتا رہا تاآنکہ قید کے ذریعے سے عملاً اسے خاموش کردیا گیا۔ اس سے ایک بڑا عنصر جس میں کاٹسکی، برنشٹائن اور ہاسے شامل تھے، اپنے فریق کے ان وکلا پر نکتہ چینی کرتا رہا جو رائخشٹاگ میں جنگ کے رقموں کی منظوری دیتے رہتے تھے لیکن یہ عنصر اس سے انکار

---

[1] بیون، "دوران جنگ میں جرمانی اشتراکی عمومیت" Bevan: German Social Democracy during the War ابواب ۴-۸۔

نہیں کرتا تھا کہ اس جنگ میں پڑنا جرمانیہ کے لئے مناسب تھا تاآنکہ اسے بتدریج یہ یقین ہوگیا کہ حکومت کا خاص مقصد ملکوں کا فتح کرنا تھا۔ یہ فریق ۱۹۱۶ء میں اس نتیجہ پر پہنچا اور اس کے بعد صرف اقلیت، جس میں رائخشٹاگ کے اشتراکی ارکان میں سے ایک خمس شریک تھے، اشتراکی عمومی فریق سے الگ ہوگیا، اور ایک متقابل تنظیم قائم کی جو آئندہ سے آزاد اشتراکی فریق کے نام سے مشہور ہوئی۔

ایبرٹ شیڈمان کی سرکردگی میں (مینخلس کے دور کے مختصر زمانے کے سوا) برابر جنگ کی تائید کرتا رہا تاآنکہ ۱۹۱۸ء کے موسم گرما اور خزاں میں مغربی محاذ کی ہزیمتوں نے فوجی فتح کی آخری امید کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد جس طرح بیان ہو چکا ہے یہ فریق انہزام پذیر شہنشاہی دور کا وارث بن کر سامنے آیا۔ یہ لوگ اشتراکی تھے مگر اعتدال پسند عملی طرز کے۔ وہ تدریجی اشتراکیت، اعلیٰ مدارج میں بسرعت زیادہ ہونے والے محصول آمدنی، کلیسا اور مملکت کی علیحدگی، عادلوں اور دوسرے عہدہ داروں کے عمومی انتخاب، اور انجمن اقوام میں جرمانیہ کے داخلے کے موید تھے۔ ان کے ساتھ مل کر کام کرنا عمومیوں کے لئے آسان تھا، کیونکہ دونوں فریقوں میں اہم فرق صرف یہ تھا کہ ایک متوسط الحال لوگوں کا فریق تھا اور دوسرا زیادہ تر طبقۂ ادنیٰ کا فریق تھا اس کے برخلاف، آزاد اشتراکی اپنے کو مارکس کے اصول کا سچا محافظ سمجھتے تھے اور وہ ایرفرٹ کے لائحہ عمل پر استحکام کے ساتھ قائم تھے اور (تمام ذرائع و وسائل کو) فوری و کامل طور پر قومی بنانے پر زور دیتے تھے۔ دو برس تک انھوں نے جنگ کی علانیہ مخالفت کی اور اگرچہ جنگ کے اختتام پر انھیں ہنگامی حکومت میں شریک کر لیا گیا تھا مگر جب حادی و غالب عنصر کثیر لابدی تائید کی فکر میں روز بروز فریق یمین کی طرف جھکتا گیا تو انھوں نے پھر مخالفت کی روش اختیار کر لی[1]۔

---

[1] اشتراکیوں کی اکثریت نے (جنھیں ان کے رقیب طعنے کے طور پر "حکومتی" اشتراکی کہتے ہیں) انھوں نے اپنی روش کو دو خاص طریقوں سے حق بجانب ثابت کیا۔ ان میں سے۔ بعض، خاصکر نظر ثانی چاہنے والوں نے یہ تسلیم کیا کہ جنگ سے قبل اس فریق کا رویہ غلط تھا اور انھوں نے اس امر پر زور دیا کہ تمام اشتراکیوں کا فرض یہ ہے کہ اسی خیال سے حکومت کے ساتھ ملکر کام کریں کہ بتدریج

۱۹۱۸ء میں، چوتھا اور یسار کی جماعتوں میں سب سے زیادہ استیصالی فریق پیروانِ اسپارٹیسی[1] یا اشتمالی کا فریق تھا۔ لیبک نخت اور روزا لکسمبرگ کی سرکردگی میں دو اشتراکی تنظیموں کے انتہا پسند عناصر کو کھینچ لیا تھا، اور اس کی تکوین اور ترقی میں روسی بولشویوں کے پروپاگنڈا سے پر زور تحریک پیدا ہوگئی تھی در حقیقت ان اسپارٹیسیوں کے اصول و اغراض عملاً وہی تھے جو بولشویوں کے تھے۔ وہ اصول حد سے بڑھے ہوئے بین الاقوامی تعلقات، محصولوں اور قومی قرضوں کی منسوخی، مستقل فوج کے بجائے مزدوروں کی محافظ ملک فوج کا قیام، سرمایہ داری کی ہر ایک صورت کا محو کر دینا، معاملات عامہ کے انتظام میں سرمایہ داروں اور متوسط الحال طبقوں کو کسی قسم کا حصہ دینے سے انکار، اور روسی سوویت نظم کے نمونے پر مملکات کی تنظیم جدید انتخابات اور قانون سازی کے سست رفتار و پر غور طریق کے بجائے راست عمل اس نئے نظم کے وجود میں لانے کا ذریعہ قرار دی گئی تھی اور اس کا سب سے زیادہ موثر آلہ عام ہڑتال سمجھی گئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ انھیں اقتدار حاصل ہو جائے۔ دوسروں نے کہا کہ ۱۹۱۲ء کے قبل اس فریق کی روش صحیح تھی مگر اب اس کا عمل بجا طور پر مختلف ہے کیونکہ تمام قوم کا یہ فرض ہے اور اس میں اشتراکی بھی داخل ہیں کہ مدافعانہ جنگ میں اپنے ملک کی تائید کریں۔ اسی طرح آزاد خیالوں کی اپنی مدافعت بھی دو روش پر تھی۔ ایک عنصر اس خیال پر قائم تھا کہ جرمانیہ مدافعتی جنگ کے بجائے جارحانہ جنگ کر رہی ہے اور اس لئے اس کی تائید سے انکار کر دینا چاہئے۔ ایک زیادہ انتہا پسند عنصر کا دعویٰ یہ تھا کہ تمام موجودہ حکومتوں کی بنا سرمایہ داری پر ہے۔ جنگ سرمایہ دارانہ نظم کا طبعی نتیجہ ہے، لہذا اشتراکی اگرچہ ایک عام سپاہی کی حیثیت سے جنگ کر سکتے ہیں، مگر روپیہ کے لئے انھیں رائے نہ دینا چاہئے اور نہ کسی دوسرے طریق پر حکومت کی ذمہ داری میں حصہ لینا چاہئے۔ ان حصوں کے زیادہ مفصل تجزیہ کے لئے ملاحظہ ہو بیون ''دوران جنگ میں جرمانی اشتراکی جمہوریت'' Bevan: German Social Democracy during the War ۔ باب ۲۴

مقابلہ کیجئے والنگ ''اشتراکی اور جنگ'' Walling : The Socialists and the War باب ۱۹

[1] یہ نام شمشیر باز اسپارٹیکس کے نام پر رکھا گیا جس نے ۷۳-۷۱ ق م میں غلاموں کی ایک بغاوت کی سرکردگی کی تھی

پس نومبر ۱۹۱۸ء میں جو صورت حال قائم تھی اس کے بموجب چار ممیز روشیں ایسی تھیں جن پر سابق شہنشاہی کا ارتقا ممکن تھا۔ قدم ذرا سا پیچھے ہٹ جاتا تو اس کے معنی صرف یہ ہوتے کہ حکومتی نظم کی معتدل ترتیب جدید اور شاہی کی تجدید ہو جاتی، اگرچہ ہوہنزولرن خاندان کا واپس آنا دشوار تھا۔ معتدل اشتراکی اگر مسلسل برسر اقتدار رہتے تو اس کے معنی جمہوریہ کے تھے جسے ترقی یافتہ عمومیت کے وسایل سے استحکام حاصل ہوتا اور ذرائع پیداوار و تقسیم تدریجاً و محتاطاً قومی ہو جاتے۔ اگر زیادہ استیصالی اشتراکیوں کو اقتدار حاصل ہو جاتا تو اغلب یہ ہے کہ اشتراکی طرز کی مملکت کو کاملاً قائم کر دینے کی فوری کوشش ہوتی۔ آخری امر یہ ہے کہ اگر اسپارٹیسی گروہ کو تسلط حاصل ہو جاتا تو روس کے بولشوی دور کے مانند، تمام موجود الوقت سیاسی اشکال یک قلم محو کر دئے جاتے، سوویٹ طرز کا اجرا ہو جاتا، اور ارذل گروہ کی آمریت ہو جانے سے معاشرہ از سرتا پا منقلب ہو جاتا۔

صورتِ حال میں اغلب قیاسات دوسری اور تیسری صورتوں کی جانب تھے۔ ترمیم شدہ بادشاہی اور نرم پارلیمنٹی طریق کی جانب رجعت قہقری انجام کار ہیں ہو گی مگر اس وقت تک ایسا ہونا ذرا مشکل ہے کہ دوسرے طریقوں کی آزمائش نہ کر لی جائے اور وہ غیر مکتفی ہو جائیں۔ دوسری جانب، اسپارٹیسی اگرچہ آنی طور پر میونخ اور چند دوسرے مرکزوں میں غالب آگئے تھے، اور ایک بڑی حد تک بد دلی اور بد نظمی برپا کر دی تھی مگر بحیثیت مجموعی ملک پر قابو حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ اور معقول حد تک یہ یقینی معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اس قابل نہ ہوں گے کہ جن چیزوں کو بولشویت برباد کر دے گی ان کے ساتھ اوسط درجہ کے جرمانیوں کو جو تعلق ہے اسے توڑ دیں۔ لیکن چونکہ منظم اشتراکیت کے دو لائحہ عمل میں سے کسی ایک نہ ایک کا واقعی انتخاب ہونا ضروری تھا اس لئے سوال یہ ہوتا تھا کہ آیا سیاسی انقلاب کی تکمیل، ایک نئے دستور سلطنت کی تدوین اور نظم و نسق کی تنظیم جدید پر زور دینا چاہئے اور اس طرح معاشری و اقتصادی انقلاب کو روک دینا چاہئے کہ وہ بعد کے زمانے میں اختیار کیا جائے، یا معاشری انقلاب کو پہلے ہو جانا چاہئے۔ وزیر اعظم، ایبرٹ اور اس کے موید فریق کثرت، طریق اول کی جانب میں تھے؛ ہاسے اور دوسرے زیادہ استیصالی عنصر طریق دوم کی تائید

کرتے تھے، اور جب یہ عیاں ہوگیا کہ فریق کثرت کی حکمت عملی رائج ہو جائے گی تو ہاسے اور اس کے رفقائے کار (۲۸ دسمبر ۱۹۱۸ء کو ہنگامی حکومت سے کنارہ کش ہوگئے۔[1]

---

[1] ۱۹۱۸ء کی انقلاب کی کوئی قابل اطمینان تاریخ اس کتاب کی تحریر تک نہیں لکھی گئی تھی۔ اس زمانے کے انگریزی، فرانسیسی اور امریکی رسالوں میں متعدد مضامین اور مدبرانہ تحقیقات ہیں مگر عام طور پر لکھنے والوں کی قطعی اطلاع کم تھی۔ شہنشاہی انہدام کے اولین نتائج کے متعلق ایک مفید مضمون ڈبلیو جے شیپرڈ کا مضمون "جرمانیہ میں جدید حکومت" (W. J. Shepard ; The New Government in Germany) مطبوعہ "امریکن پولیٹکل سائنس ریویو" اگست ۱۹۱۹ء ہے جی۔ ینگ کی کتاب جدید جرمانیہ (G. Young ; The New Germany) مطبوعہ نیویارک ۱۹۲۰ء ایک عمدہ اخباری بیان The New partyalignment is described in P. Eltzbacher Die neun Partein und ihre Programme (Berlin 1919) نیز دیکھو مزید حوالہ جات آئندہ باب میں۔

# باب سی ونہم

## جمہوری دستور

**قومی جمعیت دستور ساز**

اس دوران میں اس جمعیت دستور ساز کے انتخابات کی کارروائی جاری رہی جس کی نسبت ہنگامی حکومت نے برسر اقتدار آتے وقت وعدہ کیا تھا۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۱۸ء کو ایک اعلان یہ شائع ہوا تھا کہ آئندہ سے تمام انتخابات تناسبی نمائندگی کے اصول پر، بیس برس اور زائد عمر کے مردوں اور عورتوں کی مساوی، خفیہ اور راست رائے دہی کی بنیاد پر ہونگے۔ اس مقصود سے متعلق دوسرے اعلانات بھی بعد کو شائع ہوتے رہے اور ۳۰ر نومبر کو انتخاب کا دن ۱۶ر فروری ۱۹۱۹ء مقرر ہوگیا لیکن اسپارٹیسی اور دوسرے انتہا پسندوں کی شورشوں سے تنگ آکر، اور استحفاظی عنصر کی اس نکتہ چینی سے پریشان ہوکر کہ حکومت روزافزوں بدنظمیوں کو دبانے میں ناکام رہی ہے، حکومت نے یہ فیصلہ کردیا کہ وضع دستور کے کام میں اور عجلت کرے، اور انتخابات واقعاً ۱۹ر جنوری کو بروز یکشنبہ ہوگئے۔ مہم انتخابات میں نہایت جوش و خروش رہا، اور اسپارٹیسی گروہ کی کوششوں کے باوجود کہ وہ کل تجویز کو غارت کردیں مستحق الحقوق رائے دہندوں میں سے تقریباً نوے فی صدی نے رائے دی۔ اس غرض کے لئے ملک اڑتیس حلقوں میں تقسیم کردیا گیا تھا اور ہر

ڈیڑھ لاکھ باشندوں کی طرف سے ایک ونبد کی بنیاد پر ایک حلقے سے چھ سے سولہ تک ارکان منتخب ہوئے۔ لیکن یہ فیصلہ کیا گیا کہ الساس لورین میں انتخاب نہ ہو اور اس سے ملفوں کی تعداد سینتیس ہو گئی اور واقعی انتخاب شدہ ارکان کی تعداد ۴۲۳۔ مختلف چھوٹی چھوٹی جماعت کو نظر انداز کر کے نتیجہ کا نقشہ حسب ذیل تھا۔[1]

| فریق کا نام | تعداد آرا | جملہ رایوں میں اوسط | جگہوں کی تعداد |
|---|---|---|---|
| اشتراکیوں کا فریق اکثریت | ۱۱٬۳۰٬۴۵۲ | ۳۸٫۶۷ | ۱۶۵ |
| فریق عموم عیسوی | ۵۶٬۸۶٬۱۰۴ | ۱۹٫۶۷ | ۹۰ |
| فریق عمومی | ۵۲٬۹۱٬۱۸۷ | ۱۸٫۳ | ۷۵ |
| قومی فریق عمومی | ۲۴٬۰۸٬۳۸۷ | ۸٫۴ | ۴۲ |
| خود مختار اشتراکی | ۲۱٬۸۷٬۳۰۵ | ۷٫۶ | ۲۲ |
| فریق عموم | ۱۴٬۳٬۹۷۵ | ۵٫۱ | ۲۳ |

ان اعداد کا مقابلہ رائخشٹاگ کے انتخابات کے اعداد سے خاص طور پر کچھ سود مند نہیں ہے مگر انتخاب کنندگان اور تقسیم نشست کے اختلافات پر مناسب لحاظ کرتے ہوئے یہ اب بھی عیاں ہے کہ سمت یسار کی جانب بہت زبردست حرکت ہوئی ہے۔ قومی فریق عمومی نئی جمعیت میں صرف ۸٫۴ فی صدی تھا اس کے برخلاف اس کا پیشرو یعنی فریق استحفاظی قدیم جمعیت میں ۱۷٫۹ فی صدی تھا۔ دوسری طرف دونوں اشتراکی فریق نئی جمعیت میں ۴۶٫۳ فی صدی تھے۔ رائخشٹاگ میں متحدہ اشتراکی عمومی فریق کو صرف ۳۰٫۳ فی صدی جگہیں حاصل تھیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جمعیت کے ارکان اوسط قابلیت سے کچھ بڑھے ہوئے لوگ تھے۔ رائخشٹاگ کے

[1] اسپارٹیسیوں نے کسی امیدوار کو پیش نہیں کیا، وہ یا رائے دہی سے باز رہے یا آزاد خیال اشتراکیوں کی تائید کی۔

بہت سے سابق ارکان اور معاملاتِ عامہ اور کاروبار میں تجربہ رکھنے والے کثیر التعداد اشخاص اس میں شامل تھے۔ اتحادِ مزدوراں کے عہدہ دار، اخبار نویس اور قانون پیشہ اشخاص کا غلبہ تھا۔ ارکان میں سینتیس عورتیں بھی داخل تھیں جن میں اکثر فریق اشتراکی سے تھیں[1]۔

**دستورِ سلطنت کا بنایا جانا۔** آزاد اشتراکیوں کی مخالفت اور اسپارٹیسیوں کی خلل اندازی کے باوجود، جمعیت بزودی تمام مشتہرہ تاریخ یعنی ۶ فروری کو وائمار میں جمع ہوگئی[2]۔ حاضری معقول تھی اور زیر بحث کام ترتیب اور سرگرمی کے ساتھ شروع ہوا۔ کارروائی کے جو قواعد رائخشٹاگ میں نافذ تھے انھیں کو اختیار کیا گیا، عہدہ داروں کا انتخاب ہوا جس سے یہ میلان عیاں ہوگیا کہ اشتراکیوں کا فریق اکثریت، عیسوی فریق عموم اور عمومی گروہ سب مل کر کام کرنا چاہتے ہیں۔ چار دن کے اندر ایک قانون منظور ہوا جس کے بموجب ہنگامی حکومت باضابطہ قرار دی گئی اور اسے وسعت بھی دی گئی جس سے غرض یہ تھی کہ مستقل دستور کے طیار ہونے اور اس کے نافذ ہونے تک وقت گزارا جائے۔ ہنگامی وزارت زیر صدارت وزیر اعظم عاملانہ قوت کے طور پر بحال رکھی گئی، مگر یہ قرار پایا کہ مجلسِ عارضی کی جانب سے جمہوریہ کا ایک صدر منتخب کیا جائے اور اسے وزارت کے ارکان کے نامزد کرنے کا اختیار ہو، وزرا مجلسِ عارضی کے روبرو جواب دہ ہوں، تشریعی تجاویز کے بدائتاً پیش کرنے کے لئے (جن کی آخری منظوری خود مجلس عارضی دے گی)، ہنگامی حکومت کو ایک

---

[1] ڈبلیو۔ بی۔ منرو اور اے۔ان ہولکوم (مترجمین) "جرمانی دولت عامہ کا دستور سلطنت" (W. B. Munro; and A. N. Holcombe (trans) Constitutions of the German Common Wealth) مطبوعہ لیگ اف نیشنس (League of Nations) دسمبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۳۴۲۔

[2] سیکس وائمار اتی سینباخ کی چھوٹی سی امارت (ڈچی) کے اس دار الصدر کا انتخاب کچھ تو اس وجہ سے ہوا کہ جرمانی حریت پسندی کی بہترین روایات جن کی گیٹے اور شلر نے نمائندگی کی تھی اس کے ساتھ وابستہ تھے اور کچھ جنوبی جرمانیوں کی اس کی خواہش کے لحاظ کی وجہ سے کہ مجلس عارضی کا انعقاد پرشیا میں نہو۔ مزید براں، عارضی حکومت کی خواہش یہ بھی تھی کہ برلن جس طرح کہ شور و شر کے لئے وقف رہتا ہے اس سے اس اجتماع کو محفوظ رکھے۔

"مجلس ریاستی" کی صلاح حاصل ہو جس میں ان تمام جرمانی ریاستوں کے جہاں عمومی نظم رائج ہو ایک ایک یا دو نمایندے شامل ہوں۔ ایبرٹ فوراً صدر منتخب ہو گیا اور اس کی درخواست پر اشتراکی فریق اکثریت کے رکن شیڈے مان نے ایک کابینہ مرتب کیا جو اشتراکی فریق اکثریت، عیسوی فریق عوام اور عمومی مجموعے پر مشتمل تھا اور یہ جماعت مجلس عارضی کے ستہتر فی صدی ارکان کی نمائندگی کرتی تھی۔

وزیر اعظم ایبرٹ کی انقلابی و غیر ذمہ داری حکومت کو ایک عارضی کابینی حکومت میں مبدل کرنے کے بعد جو ایک عمومی جمعیت کے روبرو جواب دہ تھی، مجلس عارضی اپنے وسیع تر کام یعنی جمہوری دستور کے بنانے کی طرف متوجہ ہوئی۔ جیسی کہ توقع تھی جب یہ کام آگے بڑھا تو اس پر بہت نکتہ چینیاں ہوئیں۔ بعض اس کی مدھم رفتار سے خوش نہ ہوئے اور بعضوں کو اس قدر تیز نظر آئی کہ ان کی خوشی کا باعث بھی نہ ہو سکی۔ اس کی نسبت عام خیال یہ پھیلا ہوا تھا کہ وہ ناممکن کو ممکن کر دکھائے گی۔ منتہا وز الحد استیصالی عناصر صاف یہ کہتے تھے کہ انھیں اس مجلس اور اس کی قائم کردہ عارضی حکومت میں رجعت قہقری کے ذرائع نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی قوم کے بہت وسیع حصص اس کی جانب سے بے پروا رہے یا بے پروا ہو گئے۔ باہر کے دباؤ کو نظر انداز کر کے اور خود اپنے اس قسم کے مہلک میلان طوالت پسندی کو فرو کر کے جس سے ۱۸۴۸ء کی فرینکفرٹ کی مجلسِ عارضی کی سود مندی غارت ہو گئی تھی، اس مجلس نے اپنی دستور سازی کو اس سرعت کے ساتھ انجام کو پہنچایا جو اس کام کی اہمیت کے اعتبار سے ممکن تھی۔ مجوزہ دستاویز کی پہلی خواندگی پر فروری اور اوائلِ مارچ میں بحث ہوی، مجلسِ ذیلی میں مارچ سے جون تک بحث ہوی اور دوسری اور تیسری خواندگیوں پر جولائی ہیں۔ ۳۱ جولائی کو مستقل دستورِ مختتم طور پر ۷۵ کے مقابلے میں ۲۶۲ رایوں سے منظور اور ۱۱ اگست کو نافذ العمل ہو گیا۔

لہ۔ چونکہ شیڈے مان حلفا کے پیش کردہ شرائط صلح کے قبول کرنے پر رضامند نہ تھا اس وجہ سے وہ ۲۰ جولائی کو کنارہ کش ہو گیا۔ اور سابق وزیر مزدی گستاؤ باؤئر نے ایک جدید مخلوط وزارت قائم کی۔

۱۰ فروری کے عارضی عضوی قانون نے کسی مراجعے یا توثیق کے کسی دوسرے عمل کے متعلق کچھ قرار نہیں دیا تھا، اس لئے مجلس عارضی کا فیصلہ بجائے خود قطعی تھا، اور مستقل دستور کی اشاعت سے حکومت میں فوری تغیرات لازم نہیں آتے تھے۔ ایبرٹ نے نئے اصول کے مطابق عہدے کا حلف لیا، باؤر کی وزارت پر کوئی اثر نہیں پڑا، اور جمعیت دستور ساز نے قومی پارلیمنٹ کی حیثیت اختیار کر لی۔ وضع دستور کا کام عارضی حکومت کے اس عمل سے بہت آسان ہو گیا تھا کہ اس نے اجلاس اول سے کئی ہفتے قبل ایک ماموریہ مقرر کر دیا تھا کہ وہ دستور کا ایک ایسا مسودہ تیار کرے جس کی بنا پر مباحثہ ہو سکے۔ اس ماموریہ کا صدر پروفیسر ہیوگو پروس تھا،[1] اور اس نے جو تحریر وائمار کے وکلاء کے غور و بحث کے لئے پیش کی وہ اگرچہ اپنی جملہ حیثیتوں میں قبول نہیں کی گئی مگر اس سے مباحثے کی ابتدا کی ایک اچھی صورت ہاتھ آ گئی تھی۔[2]

**دستور جدید** جمہوری دستور ایک طولانی تحریر ہے جو ایک تمہید اور ۱۸۰ دفعات کی صورت میں ترتیب دیا گیا ہے۔[3] پہلا باب جس میں ۸۰ دفعات ہیں، حکومتی نظم کی ہیئت ترکیبی اور اس کے فرائض سے بحث کرتا ہے۔ دوسرا باب جو ۵۷ دفعات پر مشتمل ہے، جرمانی شہریوں کے اساسی حقوق و فرائض کو زیر بحث

[1] پروس عمومیت پسند تھا اگرچہ اشتراکی نہیں تھا۔ انقلابی حکومت کے تحت وہ وزیر داخلہ کے عہدے پر فائز رہا۔

[2] وضع دستور کے متعلق ملاحظہ ہو: جی سانڈرس "جدید جرمانی دستور سلطنت" (G. Saunders; The New German Constitution) مطبوعہ "نیو یورپ" ۱۳ فروری ۱۹۱۹ء؛ لیسکیور - ۱۹ جنوری کے جرمانی انتخابات مطبوعہ جریدہ سیاسی و پارلیمنٹی (J. Lescure; Les elections allemandes du 19 Janvier a l assemble ationale) جنوری ۱۹۱۹ء روژ "جمہوریہ جرمانیہ کا ایک سال" (I Rouge; Une annee de republique en Allemagne) ایضاً ۱۰ نومبر ۱۹۱۹ء؛ سی۔ بی ہیوبرچ اور آر کنگ "جرمانی انتخابات کا جدید نظم" (C. B. Huberich and R. King; The New system of German Elections) مطبوعہ نیو یارک ٹیمس ۲۴ فروری ۱۹۱۹ء۔ ڈبلیو ایچ۔ ڈاسن "جدید جرمانیہ کا دستور سلطنت" (W. H. Dawson; The Constitution of New Germany) مطبوعہ "فورٹ نائٹلی ریویو" مارچ ۱۹۱۹ء

(F. Meinecke; Verfassung und verwaltung der deutshen Republik in Deutsche Rundschan Jan 1919: R. Fester; Die National versammlung und die Zukuft Deutschlands, ibid Mar. 1919)

[3] بہترین انگریزی کا ترجمہ وہ ہے جسے منرو اور ہالکوم نے تیار کیا ہے۔ دوسرے ترجمے ینگ کی

لاتا ہے۔ ایک تیسرا حصہ جس میں ۱۶ دفعات ہیں، "ارتقائی و اختتامی ضوابط" سے مرکب ہے۔ پس نہ صرف اپنی طوالت میں بلکہ ایسے معاملات کی تفصیل میں بھی جو بجائے خود غیر اہم ہیں یا اس نوعیت کے ہیں کہ ان کا انضباط عام طور پر تحریری قانون کے لئے چھوڑ دینا چاہئے تھا، یہ جمہوری دستور اپنے شہنشاہی پیشرو کے مشابہ ہے۔ چنانچہ ریلوں اور اندرون ملک کے آبی راستوں کے متعلق تیرہ دفعات ہیں حالانکہ شہنشاہی دستور سلطنت میں صرف نو یا دس دفعات تھے، باایں ہمہ نئے دستور نے بہت سے معاملات ایسے چھوڑ دئے ہیں جن کا تصفیہ بعد کے عضوی قانون سے ہوگا جن کی توضیح کے لئے پہلے سے طے کر لیا گیا ہے۔

جہاں تک عبارت کا تعلق ہے، جمہوری دستور کی سب سے زیادہ نمایاں جدت یہ ہے کہ افراد کے حقوق و آزادی، نیز مسلمہ معاشری گروہوں میں شہریوں کے باہمی تعلقات کی غرض کے لئے کثیر دفعات موجود ہیں۔ یہ یاد ہوگا کہ ایک عام جرمانی شہریت اور غیر ملکی طاقتوں کے مقابلے میں تمام شہریوں کی یکساں حفاظت کے انتظام سے قطع نظر کرکے شہنشاہی دستور افراد کی حیثیت کے معاملے میں ساکت تھا۔ اس میں کوئی ایسی شے نہیں تھی جو قانونِ حقوق کی نوعیت کی حد کو پہنچتی ہو لیکن نئی دستاویز میں ان معاملات کو جو بلند جگہ دی گئی ہے وہ مقابلۃً بہت نمایاں ہے۔ دوسرے باب کے پہلے جزو میں تمام جرمانیوں کو قانون کے سامنے یکساں قرار دیا گیا ہے، یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو اصولاً ایک ہی سے ملکی حقوق و فرائض حاصل ہیں۔ نسب یا منصب کی وجہ سے جو امتیازات پیدا ہوتے ہیں، ان سب کو منسوخ کیا گیا ہے، یکساں قومی شہریت کا انتظام کیا گیا ہے، توطن، سفر اور ترک وطن کے پورے حقوق تسلیم کئے گئے ہیں، شخصی آزادی کو ناقابل دست اندازی قرار دیا گیا ہے، ہر جرمانی کے مکان کو اس کے لئے محل امن قرار دیا گیا ہے، تقریر کی آزادی قائم کی گئی ہے اور قلیل التعداد قوموں کے لئے مدرسوں، عدالتوں اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ کتاب "جدید جرمانیہ" (The New Germany) ضمیمہ اور "نیویارک ٹائمز کی تاریخ حالیہ" (New York Times Current History) اکتوبر ۱۹۱۹ء میں طبع ہوئے۔

نظم و نسق میں اپنی مادری زبان کے غیر مشروط استعمال کی ذمہ داری کی گئی ہے[1]۔ یہاں یہ کہنا مناسب ہو گا کہ ان میں سے آئندہ بعض معاملات کے متعلق قانون کے ذریعے سے مستثنیات بھی قرار دئے جا سکتے ہیں۔

ایک دفعہ میں جس کا عنوان حیات ملی ہے، پر امن مجمع انجمنوں کی تنظیم جو قانون کے خلاف نہ ہو، اور درخواست دہی کے حق کی ضمانت لی گئی ہے۔ تمام شہریوں پر مملکت اور بلدیہ کے لئے شخصی خدمات" انجام دینے، اپنی حد وسعت تک تمام سرکاری مصارف کی مالی تائید میں مدد دینے، اور قانون کے مقرر کردہ شرائط کے بموجب قومی خدمات سرانجام دینے کا فرض عاید کیا گیا ہے اور یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ امومیت کی حفاظت کی جائیگی جن خاندانوں میں زیادہ بچے ہونگے ان کی مدد کی جائے گی، ناواجب حصول منافع کو روکا جائے گا اور نوجوانوں کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی بہبود کا یقین دلایا گیا ہے[2]۔ دوسرے وسیع دفعات جو مذہب اور تعلیم کے لئے وقف ہیں، ان میں عقیدے اور عبادت اور مذہبی اغراض کے لئے تنظیم کی کامل آزادی قائم کی گئی ہے، مذہبی انجمنوں کے لئے تمام سرکاری امداد منقطع کر دی گئی ہے، یہ قرار دیا گیا ہے کہ کوئی مملکتی کلیسا نہیں ہوگا یہ شرط رکھی گئی ہے کہ علم و فن اور تعلیم آزاد ہو گی۔ تعلیم کو ایک ایسا فرض قرار دیا گیا ہے جس میں قوم مملکت اور ملت اتحاد عمل کریں، مدرسے کی حاضری لازمی ہو گی، تعلیم کا ایک بنیادی نصاب ہو گا جو آٹھ برسوں پر پھیلا ہوا ہو گا، اور تسلسل مدارس میں فوقانیہ تعلیم اٹھارہ برس کی عمر تک ہو گی، ابتدائی اور تسلسلی مدارس دونوں میں تعلیم اور مدرسی سامان کے مفت مہیا کئے جانے کا انتظام کیا گیا ہے، اور یہ لازم کیا گیا ہے کہ "اخلاقی تعلیم ملکی جذبہ اور جرمانی قومی تمدن اور بین الاقوامی صلح جوئی کے متعلق شخصی و فنی کمال پیدا کرنے میں تمام مدارس سعی کریں گے"[3]۔

---

[1]۔ دفعات ۱۰۹-۱۱۸، منرو و ہالکوم "جرمانی دولت عامہ کا دستور سلطنت" (Minro and Holcombe Constitution of the German Commonwealth) صفحات ۳۸۲-۳۸۴۔

[2]۔ دفعات ۱۱۹-۱۳۴، منرو و ہالکوم صفحات ۳۸۴-۳۸۷۔

[3]۔ دفعات ۱۳۵-۱۵۰، ایضاً صفحات ۳۸۷-۳۹۲۔

دستور کے اس حصے کی ایک آخری دفعہ اقتصادی تنظیم و زندگی سے متعلق ہے۔ سب سے اول چند بنیادی اصول قرار دیئے گئے ہیں: انصاف قاعدۂ رہنما کی حیثیت رکھتا ہے؛ معاشی آزادی اس حد تک ہے کہ انصاف کے مطالبات کے منافی نہ ہو؛ معاہدے کی آزادی؛ حد سے زیادہ شرح سود کی ممانعت؛ ذاتی ملک کا حق ملک سے بے دخلی صرف قوم کے فائدے کے لیے اور مناسب قانونی کارروائی کے ذریعے سے۔ وراثت کا حق، مگر اس میں یہ شرط لگی ہے کہ اس میں مملکت کا حصہ بھی تسلیم کیا جائے؛ زمین کی تقسیم اور اس کے استعمال کی نگرانی مملکت کی طرف سے "تاکہ خرابی استعمال کو روکا جائے اور ہر جرمانی کو ایک صحت بخش مکان ملنے کا تیقن ہو جائے"۔ زمین کے متعلق ذاتی حق قائم رکھا گیا ہے مگر زمین کی مالیت میں غیر اکتسابی زیادتی کا "نفع بہ حیثیت مجموعی قوم" کو حاصل ہوگا اور مملکت جس حد تک طریق اشتراکیت کو اختیار کرنا چاہے اس کے لئے کوئی امر مانع نہیں۔ تمام معدنی وسایل اور "فطرت کی جو قوتیں معاشی طور پر مفید ہوں" مثلاً قوت آبی وغیرہ وہ سب مملکت کے زیر اقتدار ہوں گی۔ آخری امر یہ ہے کہ مزدوری مملکت کے خاص تحفظ کے تحت میں رکھی گئی ہے اور اسے اپنے اغراض کی ترقی و حمایت کے لئے تنظیم کا پورا حق دیا گیا ہے؛ اور مجالس مزدوران کے ایک ایسے نظم کا انتظام کیا گیا ہے جو "قومی معاشی مجلس" پر مبنی ہو اور اس آخری مجلس کو یہ حق ہوگا کہ وہ نہ صرف رائخشتاگ یا مجلس قومی کے سامنے معاشری و اقتصادی قوانین کی تجویز پیش کرے بلکہ اس نوعیت کے حکومتی مسودات کے پارلیمنٹی جماعت کے سامنے پیش ہونے کے قبل ان پر ابتداءً غور کرے۔[1] پس دستور سلطنت کے اس حصے سے نئے نظم میں وہ اشتراکی میل پیدا ہو جاتا ہے جسے واضعین نے رکھنا چاہا تھا، اور نیز اس سے روسی سوویت خیال کے اثر کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

قدیم شہنشاہی دستور میں ترمیم بعینہٖ اسی طرح ہو سکتی تھی جس طرح معمولی قوانین میں، یعنی بنڈسراتھ اور رائخشتاگ کی معمولی کثرت سے، اس میں صرف اتنی قید لگی ہوئی تھی کہ بنڈسراتھ میں جس ترمیم کے متعلق چودہ رائیں خلاف ہوں اسے

[1] دفعات ۱۵۱-۱۶۵-منرو و ہالکوم "دستور" Munro & Halcombe; Constitution صفحات ۳۹۲-۳۹۶-

مسترد سمجھا جائے گا۔ نئے دستور میں بھی ترمیم کا انتظام اسی طرح پر کیا گیا ہے جو معمولی وضع قوانین کے لئے درکار ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ جب کسی ترمیم پر رائے دی جائے تو رائخشٹاگ یعنی جمعیت قومی کے دو ثلث ارکان موجود ہوں اور ترمیم کے قبول کئے جانے کے لئے دو ثلث رایوں کی کثرت درکار ہے۔ رائخسراٹ یا مجلس قومی کی دو ثلث رائے سے کارروائی کی تکمیل ہو جاتی ہے اور صدر اس قانون کی اشاعت کر دیتا ہے۔ لیکن جس صورت میں مجلس قومی کسی ایسی ترمیم کو مسترد کر دے جسے جمعیت منظور کر چکی ہو تو اختلاف کن جماعت کو مراجعے کا مطالبہ کرنے کے لئے دو ہفتے کا وقت دیا جاتا ہے۔ اگر ایسا مطالبہ نہ کیا گیا تو اس میعاد کے ختم ہونے پر ترمیم کی اشاعت کر دی جاتی ہے۔ اگر مطالبہ کیا گیا تو تجویز کی قسمت کا فیصلہ رائے دہندوں کے ہاتھ سے ہوتا ہے۔ مزید براں، نیابتی جماعتوں کی مرضی کا لحاظ کئے بغیر قوم کی جانب سے ترمیم کی تجویز ہو سکتی اور اس پر رائے دی جا سکتی ہے۔ پیش کردہ تجویز کی ابتدا خواہ جمعیت قومی کی جانب سے ہوئی ہو خواہ خود قوم کی جانب سے اس کے قبول کئے جانے کے لئے متصف الاوصاف رائے دہندوں کی کثرت رائے کی ضرورت ہے[1]۔ یہ تجویز مراجعہ اور ہدایت کو جس طرح تشریعی جماعتوں کے کام سے ملا دیتی ہے، اس سے یہ ترمیمی کارروائی کسی دوسرے مغربی ملک کی بہ نسبت سوئزرستان کے عمل سے زیادہ مشابہ ہو جاتی ہے[2]۔

**حکومتی نظم؛ عام مثیں۔** جدید دستور میں حکومتی نظم کے لئے جو انتظام ہے جب اس کی جانب توجہ کی جاتی ہے تو ابتدائی مشکل اس کے مستعملہ اصطلاحات سے پیش آتی ہے۔ ہر قدم پر پرانے نام "رائخشٹاگ، رائخسراٹ" وغیرہ ملتے ہیں، لفظ "رائخ" کے معنی سلطنت کے ہیں جو اسم و صفت دونوں طریق پر

---

[1] دفعہ ۶، ایضاً صفحات ۲، ۳-۴۲، ۳-۲۔ دستور نے مراجعہ اور ہدایت کے مفصلات کا انضباط قومی قانون پر چھوڑ دیا ہے۔

[2] جمہوری دستور کے اہم خصوصیات کا بیان مضامین ذیل میں ہوا ہے۔ ڈبلیو۔ جے شیپرڈ "جدید جرمانی دستور" (G. Shepard, The New German Constitution) مطبوعہ "امریکن پولیٹکل سائنس ریویو" فروری ۱۹۲۰ء میں ای۔ فرونڈ "جدید جرمانی دستور سلطنت" (E. Freund ; The New German Constitution) مطبوعہ پولیٹکل سائنس کوارٹرلی جون ۱۹۱۹ء۔ آئی۔ روژ "جدید جرمانی دستور" حسب بالا" (I. Rougle; La nouvelle Constitution allemande) یہ مختصر شرح

F. Stier Somlo ; Die Verfassungsur Kunde der Vereingten Staaten von Deutchland (Tubingen 1919)

استعمال ہوسکتا ہے۔ ۱۹۱۸ء کے قبل ہر اعتبار سے اس کا مفہوم یہی تھا، لیکن جدید دستور کے تحت میں جرمانیہ، ایک "جمہوریہ" ہے اور اس لئے اس کے تمام ادارات لامحالہ جمہوری ہیں۔ پس اب رائج کا ترجمہ کسی ایسے لفظ سے ہونا چاہیے جو جمہوریہ سے موافق ہو، اور جو بہترین لفظ اس کے لئے مل سکا ہے "دولت عامہ" (Commonwealth) ہے۔

ایک زیادہ شدید دشواری اس وقت پیش آتی ہے جب اس امر کے تعین کی کوشش کی جاتی ہے کہ جدید حکومتی نظم وفاقی ہے یا فروی۔ پروئنس کے ماموریہ نے جو تجویز طیار کی تھی ان میں وہ صاف طور پر وفاقی تھا۔ پروشیا سات یا آٹھ ریاستوں میں تقسیم کی جاتی، اور موجودہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو ملاکر تقریباً اتنی ہی تعداد بنائی جاتی اور (کل پندرہ ریاستوں کا) نیا مجموعہ ایک وفاقی جمہوریہ کی صورت میں قائم کیا جاتا جس میں ایک انتخاب شدہ صدر اور ایک دو ایوانی پارلیمنٹ ہوتی۔ لیکن تخصص کی قوتیں اس قدر قوی تھیں کہ اس قسم کی کوئی تجویز اختیار نہیں کی جاسکی، اور جمعیت دستور ساز نے قدیم وسلطنتی حدود کو ویسا ہی چھوڑ دیا، صرف خارجی حدود میں ۲۸ جون ۱۹۱۹ء کے دستخط شدہ صلح نامہ کے مطابق تغیرات ہوئے۔ نیا حکومتی نظم نہ صرف ریاستوں کے وجود کو فرض کرلیتا ہے بلکہ ان کی ضرورت تسلیم کرتا ہے لیکن ان سیاسی تقسیموں سے جس حیثیت کے اختیار کرلنے کی توقع کی جاتی ہے اسے ہوشیاری کے ساتھ سمجھ لینا اہم ہے۔ صریحی امر یہ ہے کہ نظم جدید دولت عامہ کے تابع ہے، خاص کر جب اسے اس نیم خودمختارانہ حالت کے مقابلے میں رکھ کر دیکھا جائے جو سابق شہنشاہی کے تحت میں رائج تھی۔ سب سے اول یہ کہ ہر ریاست کے لئے لازمی ہے کہ اس کی حکومت کی شکل جمہوری ہو جس میں (ریاستی اور بلدی دونوں قسم کی) نمائندہ جماعتیں ہوں اور ان جماعتوں کا انتخاب "تناسبی نمایندگی" کے اصول کے بموجب تمام مرد وعورت جرمانی شہریوں کی ہمہ گیر، مساوی اور راست رائے دہی سے ہو۔ نیز ذمہ دار

---

ا۔ یہ تغیرات معاہدے کے دفعات ۲۷۔۳۰ میں مشروط کئے گئے تھے۔ تیس ہزار مربع میل سے زاید غیر مشروط طور پر ہاتھ سے نکل گئے اور تقریباً سات ہزار مربع میل کی حیثیت کا انحصار استشارات کے نتیجے پر رکھا گیا تھا۔ جنگ کے قبل جرمانیہ کا مجموعی رقبہ ۲۰۸۷۸۰ مربع میل تھا۔

کا بھی ہو[۱]۔ دوسرے یہ کہ ریاستی حدود میں تغیر ہوسکتا اور نئی ریاستیں قائم کی جاسکتی ہیں خواہ یہ امر متاثرہ ریاستوں کی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ان تغیرات سے جن ریاستوں کو براہِ راست تعلق ہو اگر وہ اپنی رضامندی دے دیں تو یہ تغیرات معمولی قانون کے ذریعہ سے ہوسکتے ہیں۔ اگر متاثرہ ریاستوں میں سے ایک ریاست رضامند نہ ہو مگر "متعلقہ آبادی اس کی خواہاں ہو" (جس کا تحقق مراجعے کے ذریعے سے ہوگا) "نیز غالب قومی اغراض کا اقتضا بھی ہو" تو اس صورت میں بھی معمولی قانون کافی ہوگا لیکن دستوری ترمیم کے ذریعے سے یہ تغیر ہر حالت میں ہوسکتا ہے[۲]۔

ریاستوں کی آزادی پر ایک تیسری قید حکومتی اختیارات کی تقسیم سے عاید ہوتی ہے۔ جن اصول پر یہ تقسیم عمل میں آئی ہے وہ وہی ہیں جو سابق شہنشاہی میں جاری تھے اور سویٹزرستان، آسٹریلیا، اور ممالکِ متحدہ امریکہ میں جاری ہیں یعنی مرکزی قومی حکومت کے اختیارات کا شمار کردیا گیا ہے اور باقی اختیارات ذیلی حکومتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ مگر اس تقسیم سے عصری وفاقی نظموں میں مشہور عام مرکزی یا فروی میلان بہت واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ خارجی معاملات، مستعمری معاملات، شہریت، ترک وطن، توطن، اخراج، مدافعت قومی، ضرب سکجات، کروڑگیری، ڈاکخانہ، تار اور ٹیلیفون کے متعلق کلی اختیارات مرکزی حکومت کو دئے گئے ہیں[۳]۔ اجرائے محصول اور دوسرے وسایل مداخل پر پوری نگرانی عطا کی گئی ہے، اس میں صرف اتنی قید لگی ہے کہ اگر دولتِ عامہ کسی ایسے ذریعہ آمدنی کا دعویٰ کرے جو پہلے ریاستوں کی ملک تھے، تو اسے "ریاستوں کے مالی ضروریات پر لحاظ کرنا ہوگا"۔ دولت عامہ ریاستی محصولوں کے جمع کرلنے کے جواز و طریق کے متعلق قانون کے ذریعے سے اساسی اصول مقرر کرسکتی ہے تاکہ خود اس کے مداخل کو نقصان نہ پہنچے دُہرا محصول نہ لگ جائے، زاید بار نہ عاید ہوجائے، اور ایک ریاست کی پیداوار کے خلاف، دوسری ریاست کی طرف سے

---

۱ - دفعہ ۱۷۔ منرو دہالکوم، "دستور" (Constitution) صفحہ ۳۸۸۔
۲ - دفعہ ۱۸۔ ایضاً صفحہ ۳۵۸۔
۳ - دفعہ ۶ منرو دہالکوم صفحہ ۲۵۴،

برآمد پر امداد نہ دی جائے اور محصولوں میں تمیز نہ قائم کی جائے[۵۱] اس کے بعد ایک وسیع فہرست ایسے امور کی ہے جن کے متعلق دولت عامہ اگر چاہے تو ہر ایک حد تک اختیار عمل میں لاسکتی ہے، صرف یہ عام شرط لگی ہوئی ہے کہ جس وقت تک اور جس حد تک وہ اس اختیار کو عمل میں نہیں لاتی ہے، اس کا اختیار ریاستوں کے ہاتھوں میں رہے گا اس فہرست میں زیادہ نمایاں امور حسب ذیل ہیں۔ قانون دیوانی، قانون فوجداری، ضابطۂ کارروائی عدالت، مطابع، امداد غربا، صحت عامہ، بیمے کے تمام اقسام، مزدوری قوانین، وظائف، اوزان و پیمائش، کاغذی سکہ، ساہوکاری، حرفت، کان کنی، ریلوے اور تمام اقسام کے داخلی وسائل آمد و رفت، جہازرانی، ماہی گیری، فطری وسائل اور کاروبار کا قومی بنانا[۵۲]

اس کے بعد ریاستوں کے قوانین کے دولت عامہ کے قوانین سے متصادم ہونے کے متعلق دستور نے صریحی طور پر آخر الذکر کا غلبہ قائم کر دیا ہے، اور یہ قرار دیا ہے کہ اختلاف رائے کی صورت میں دولت عامہ کی اعلیٰ عدالت کا فیصلہ ناطق سمجھا جائے گا آخری امر یہ ہے کہ صدر کو یہ اختیار ہے کہ دستور سلطنت اور قومی قانون کے رو سے کسی سلطنت پر جو فرض عاید ہوتا ہو اس کے انجام دینے کے لئے وہ اس سلطنت کو مجبور کرے اور بشرط ضرورت فوجی قوت سے کام لے[۵۳] شہنشاہی دستور کے تحت میں نفاذ عمل کا اسی قسم کا اختیار تھا جسے بنڈسراٹ کے تصفیے پر شہنشاہ عمل میں لاتا تھا۔

نئے جمہوری نظم میں ریاستوں کی ماتحتی کی یہ چند مثالیں ہیں۔ دوسری طرف، دولت عامہ کا دستور صریحاً یہ تسلیم کرتا ہے کہ ریاستوں کو خود اپنا میدان عمل اور حدود وسعت

---

[۵۱] دفعات ۸ تا ۱۱۔ مزید، صفحہ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔

[۵۲] دفعات ۷ و ۱۲، مزید و ہالکوم دستور (Constitution) صفحات ۳۵۴۔ ۳۵۶۔

[۵۳] دفعہ ۱۳۔ ایضاً صفحہ ۳۵۷۔ ممالک متحدہ امریکہ دستور سلطنت کی دفعہ ۶ جزو ۲ کا مقابلہ کیجئے۔ نیز، ریاستی قانون کی دستوریت کے متعلق وفاقی عدالت عالیہ کے آخری فیصلہ صادر کرنیکا بھی مقابلہ کیجئے۔

[۵۴] دفعہ ۴۸۔ صفحہ ۳۶۵۔

حاصل ہے۔ اس دستور میں یہ لکھا ہے کہ "قومی معاملات میں سیاسی اقتدار قومی حکومت کی جانب سے دولت عامہ کے دستور کے بموجب عمل میں آتا ہے اور ریاستی معاملات میں ریاستی حکومتوں کی جانب سے ریاستی دساتیر کے بموجب۔"[1] نہایت وسیع متوازی و ماتحتی اختیارات ریاستوں میں چھوڑ دیے گئے ہیں۔ انھیں یہ غیر معمولی اختیار حاصل ہے کہ قومی جمعیت اور اس کی مجالس ذیلی کے اجلاسوں میں معاملات زیر غور کے متعلق اپنے اپنے کابینے کی رائیں پیش کرنے کے لئے وہ اپنے وکیل مطلق بھیجیں۔ مزید برآں، جس طرح سابقہ بنڈسراٹ میں ہوتا تھا اسی طرح اب قومی مجلس میں ریاستوں کو ریاستی حیثیت سے نمائندگی حاصل ہے۔

جرمانی نظم پر وفاقی حکومت کے صحیح معیار کا اگر اطلاق کیا جائے یعنی یہ کہ اختیارات کی تقسیم صاحب اقتدار اعلیٰ کی جانب سے ایک دستور کے ذریعے سے ہو جس میں مرکزی یا ذیلی دونوں میں سے کسی حکومت کے فعل سے تغیر نہ ہو سکے، تو اس معیار میں پورے اترنے میں یہ نظم اس وجہ سے قاصر رہتا ہے کہ دستور اور اس لئے اس سے متاثرہ تقسیم اختیارات کو دولت عامہ کی حکومت جس حد تک چاہے بدل سکتی ہے۔ اس حکومت کے مقابلے میں ریاستوں کو اپنے اختیارات بلکہ درحقیقت اپنی ہستی کی بھی کوئی ضمانت حاصل نہیں ہے۔ پس اساسی طور پر یہ نظم فردی ہے، تاہم تاریخی وفاقی رنگ بالکلیہ محو نہیں ہو سکا ہے۔

**رائخشٹاگ یا جمعیت قومی**

شہنشاہی حکومتی عنصر میں صرف رائخشٹاگ ہی ایک عمومی عنصر تھا، اور یہ ایک طبعی امر تھا کہ یہ ادارہ نئے دور میں نسبتہً کم تغیر کے ساتھ برقرار رکھا جائے۔ اس کا نام تک رد نہیں کیا گیا۔ حالانکہ لغوی اعتبار سے یہ جمہوریہ سے ناموزوں واقع ہوا ہے مگر وضوح کی غرض سے یہ زیادہ مناسب ہے کہ "جمعیت قومی" کا لفظ استعمال کیا جائے۔ اس کی ہیئت ترکیبی میں جو تغیرات ہوئے (اور یہ تغیرات نہایت اہم ہیں) وہ زیادہ تر دو امور سے متعلق ہیں۔ ایک طریق انتخاب اور دوسرے اختیارات۔ نئے انتخابی نظم کے جزئیات کے انضباط کو بعد کے قانون کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا، مگر ہنگامی حکومت کے ۱۲ر نومبر ۱۹۱۸ء کے اعلان کے

[1] - دفعہ ۵ مندرجہ ہالکوم صفحہ ۳۵۴۔

موافق، دستور کا اقتضا یہ ہے کہ تمام قائم مقام تناسبی نمایندگی کے اصول کے بموجب بیس برس سے زائد عمر کے تمام مردوں اور عورتوں کی عام مساوی، راست و خفیہ رائے دہی کے ذریعہ سے منتخب ہوں[1]۔ میعاد چار برس کی ہے مگر صدر کے حکم سے جماعت منتشر بھی کی جاسکتی ہے اور ایک ہی وجہ کے لئے ایک مرتبہ سے زاید منتشر نہیں کی جاسکتی۔ متنازعہ انتخابات کا فیصلہ خود جمعیت نہیں کرتی بلکہ ایک انتخابی ماموریہ اس کا فیصلہ کرتا ہے جس میں کچھ تو وہ قائم مقام ہوتے ہیں جن کا انتخاب جمعیت اپنے ارکان میں سے کرتی ہے اور کچھ قومی انتظامی عدالت کے ارکان ہوتے ہیں جنھیں صدر عدالت کی نامزدگی پر صدر دولت عامہ مقرر کرتا ہے[2]۔ جمعیت خود اپنے عہدہ داروں کا انتخاب کرتی ہے اور اپنے طریق کار کے ضوابط متعین کرتی ہے اور جمعیت کے ارکان رسمی قانونی برأت سے محفوظ ہوتے ہیں۔ حکام عاملانہ پر اقتدار رکھنے کے علاوہ (جس کی تشریح آگے چل کر ہوگی) جمعیت کے دو خاص اختیارات ہیں ایک دستور سازی کے متعلق اور دوسرا قانون سازی کے متعلق وہ دستوری ترمیمات منظور کرتی ہے، لیکن جیسا کہ بیان ہوچکا ہے اس کے اس نوع کے قوانین عمومی رائے کے ذریعے سے باطل ہوسکتے ہیں اور اس کی منظوری کے بغیر اس قسم کے ترمیمات بدایۃً عمومی حیثیت میں پیش ہوکر قبول کئے جاسکتے ہیں اسی طرح وضع قوانین کے متعلق اس کا اقتدار عمومی ہدایت و مراجعہ کی کارروائی سے محدود ہے۔

مسودات قانون یا کابینہ کی جانب سے پیش ہوتے ہیں ورنہ ارکان جمعیت کی جانب سے، اور جمعیت میں منظور ہوجانے کے بعد چودہ دن گزر جانے پر وہ نافذ ہوجاتے ہیں بشرطیکہ قومی مجلس اس سے اتفاق کرے یا جمعیت دوبارہ غور پر دوثلث کی کثرت رائے سے جمعیت قومی کے اعتراض کو رد کردے اور صدر جمہوریہ اس صورت خاص میں اپنی تجویز زیر بحث کو عمومی مراجعے کے لئے پیش کرنے کے اختیار کو کام میں نہ لائے۔ وہ تمام تجاویز جن پر دونوں جماعتیں متفق نہ ہوسکیں، انھیں صدر مراجعے کے لئے پیش کرسکتا ہے۔ مزید برآں، جس تجویز کی اشاعت جمعیت قومی کے کم از کم ایک ثلث ارکان کے مطالبے پر

[1] دفعہ ۲۲۔ منرو و ہالکوم دستور (Constitution) صفحہ ۳۵۹۔

[2] دفعہ ۳۱۔ ایضاً، صفحہ ۳۶۱۔

ملتوی ہوگئی ہو وہ منصف الاوصاف رائے دہندوں کے بیسویں حصے کی درخواست پر مراجعے کے لئے پیش ہوسکتی ہے، لیکن جمعیت کا کوئی قانون عمومی رائے سے اسی وقت باطل ہوسکتا ہے جب کثرت کی رائے اس کے خلاف ہو اور منصف الاوصاف رائے دہندوں کی کثرت اس رائے دہی میں حصہ لے۔ آخری امر یہ ہے مسودات قانون عمومی حیثیت میں بدایۃً پیش ہوسکتے اور قبول کئے جاسکتے ہیں منصف الاوصاف رائے دہندوں کے دسویں حصے کی جانب سے تحریک قانون بدایۃً پیش ہوسکتی ہے اور کابینے پر لازم ہے کہ وہ اپنی رائے کے ساتھ اس قسم کے تمام تجاویز جمعیت کے روبرو پیش کردے۔ اگر جمعیت اسے منظور کرے تو وہ تجویز معاً قانون بن جاتی ہے۔ اگر وہ نامنظور کرے تو وہ تجویز عمومی رائے کے لئے پیش کردی جاتی ہے[1]۔

**رائخسراٹ یا مجلس قومی۔** واضعان دستور کو ایوان ثانی کے ابدی مسئلے سے لامحالہ دوچار ہونا پڑا۔ بظاہر اس کے تین حل سامنے آئے۔ ایک سینات مقرر کی جائے جس کے فرائض و اختیارات قومی جمعیت کے متوازی ہوں، یا یک ایوانی اصول اختیار کیا جائے اور کوئی دوسری جماعت مطلقاً قایم نہ کی جائے، یا سابق مجلس وفاقیہ کو برقرار رکھا جائے اور اسی کو نئی حالت کے اصول ومقاصد کے مطابق بنالیا جائے۔ پروئس کے ماموریہ نے پہلے طریق کی سفارش کی گرجمعیت نے تیسرے طریق کے حق میں فیصلہ کیا۔ ایک رائخسراٹ یا مجلس قومی کا انتظام کیا گیا جو قدیم بنڈسراٹ یا مجلس وفاقیہ کے مانند براہ راست قوم کی نمائندگی کے بجائے ریاستوں کی نمائندگی ریاستی حیثیت سے کرے۔ بنڈسراٹ کی طرح قومی جمعیت میں بھی نمائندگی رایوں کے اعتبار سے ہوتی ہے نہ کہ ارکان کی تعداد کے اعتبار سے۔ تاہم ریاستوں کو صریحی طور پر یہ حق دیا گیا ہے کہ جس قدر رائیں انھیں حاصل ہیں اس قدر ارکان وہ بھیج سکتی ہیں جس ریاست کی آبادی دس لاکھ کے اندر ہو اسے ایک رائے کا حق حاصل ہے، ہر وہ ریاست جس کی آبادی اس تعداد سے زاید ہو اسے ہر دس لاکھ کے لئے ایک رائے کا حق ہے اور اس کے ایسے جزو کے لئے بھی جو کم از کم آبادِ ریاست کے باشندوں کی تعداد کے برابر ہو ایک رائے

---

[1] ۔ دفعات ۳، ۵، ۷ مندرجہ بالا کوم "دستور (Constitution)" صفحہ ۱،۳-۲،۳۔

کا حق ہے[1]۔ مگر کوئی ریاست تمام رایوں کے دو خمس سے زیادہ رائے نہیں رکھ سکتی۔
ظاہر ہے کہ اس آخری شرط کا اثر صرف پروشیا پر پڑتا ہے، اور مقصود اس کا یہ ہے کہ اتحاد کے اس رکن کے غلبے کو حد کے اندر رکھا جائے۔ لیکن یہ ملحوظ رہے کہ قدیم بنڈسراٹ میں سترہ رائیں مجموعی تعداد کے سترہ فی صدی سے کچھ ہی زائد تھیں مگر اب اس قاعدے سے اس کی انتہائی حد چالیس فی صدی تک ہو گئی ہے۔
ہر ایک عام مردم شماری کے بعد مجلس قومی رایوں کی تقسیم از سرِ نو کرتی ہے۔ اس مجلس میں ریاستوں کی نمائندگی ان کے کابینوں کے اراکین کرتے ہیں۔ اس موقع پر بھی کوئی اہم تغیر نہیں ہوا ہے کیونکہ سابق بنڈسراٹ میں ریاستوں کی نمائندگی ان کی حکومتوں کے ارکان کرتے تھے۔ پروشیا کے حصے کے کسی قدر منتشر کر دینے کی غرض سے یہ شرط لگا دی گئی ہے کہ پروشیا کے ایوال کا نصف حصہ اس کے صوبجاتی نظم و نسق کی مرضی پر منحصر ہو گا۔

جہاں تک مجلس قومی کے اختیارات کی تعریف، دستور کے باضابطہ قرار دادوں سے ہوتی ہے، انھیں مختصراً بیان کیا جا سکتا ہے مگر عملاً ان کی قدر و قیمت کیا ہو گی، اس کا اندازہ، چند برس کے تجربوں ہی سے ہو سکتا ہے۔ ان اختیارات کا تعلق دو خاص امور سے ہے، دستوری ترمیمات اور وضع قوانین دستور کی ترمیم کے متعلق مجلس کا کام دوسری جگہ بیان ہو چکا ہے۔ جمعیت قومی جو ترمیمیں منظور کرے ان پر اس جماعت کو امتناع مطلق نہیں حاصل ہے مگر وہ یہ کر سکتی ہے کہ ان ترمیموں کو عمومی مراجعے کے لئے پیش کرا دے۔ منصب قانون سازی زیادہ وسیع ہے مگر مجملاً یہ کہنا چاہئے کہ دراصل اس کی حقیقت دستہ سازی کے منصب ہی کی ہے اول یہ کہ قانونی تحریکات کے ابتداءً قرار دینے اور ان پر ابتدائی غور کرنے میں یہ جماعت کابینے کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔ اسے یہ حق حاصل ہے

---

[1] دفعہ ۶۱ کا ایک فقرہ جس میں قومی مجلس کے اندر جرمانی اسٹریا کی نمائندگی انتظام کیا گیا تھا، "دو حلیف و رفیق دول" کی مجلس اعلیٰ کے مطالبے پر اس بنا پر کاٹ دیا گیا کہ اس سے ایک ایسی تجویز کا خیال پیدا ہوتا تھا جو آسٹروی خود مختاری کے منافی تھی۔

کہ وزرا جو مسودات قوانین جمعیت قومی میں پیش کرنا چاہیں ان کے متعلق وہ اس مجلس سے مشورہ کریں اگرچہ اس کا اختلاف وزرا کو ان کے اغراض سے روک نہیں سکتا۔ مزید برآں وہ کابینہ کے سامنے خود اپنے تشریعی تجاویز پیش کر سکتی ہے مگر کابینہ اپنی پسندیدگی کے ساتھ یا اس کے بغیر ہی ان تجاویز کو جمعیت کے پاس بھیجدے گا۔

دوسرا خاص تشریعی منصب اس وقت زیر عمل آتا ہے جب جمعیت قومی کوئی تجویز منظور کر چکتی ہے۔ اس وقت اس مجلس (رائخسراٹ) کو یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اعتراض کرے اور غور ثانی کے لئے اس تجویز کو جمعیت کے پاس پھر بھجوا دے۔ اگر دونوں جماعتوں کے درمیان اتفاق ہو جائے تو وہ مسودہ قانون بن جاتا ہے۔ اگر جمعیت دو ثلث کی کثرت رائے سے مجلس سے اختلاف کرے تو بھی وہ مسودہ قانون ہو جائے گا بشرطیکہ آنکہ دولت عامہ کا صدر اس تجویز کو عمومی مراجعے کے لئے پیش نہ کردے اور قوم اسے نامنظور نہ کردے۔ اس کے خلاف اگر جمعیت دو ثلث کی کثرت رائے کے ساتھ مجلس سے اختلاف نہ کرے تو وہ تجویز اس وقت تک قانون نہیں ہوگی جب تک کہ صدر اسے مراجعہ کے لئے پیش نہ کرے اور قوم اسے پسند نہ کرے[1]۔ پس مجلس بدایۃً تجویز پیش کرنے کے سوا تعطلی امتناع کا حق بھی رکھتی ہے مگر اسے ایسا حق امتناع نہیں حاصل ہے جو خواہ جمعیت کی جانب سے یا بذریعہ مراجعہ قوم کی جانب سے مغلوب نہ ہو سکے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ایک روک پیدا کرنے والی اور نظر ثانی کرنے والی قوت ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ دوسری ملکوں میں ایوان ثانی جو کام کرتا ہے اس کے بیشتر اغراض کو پورا کرے، مگر جماعت مقننہ کی یہ متوازی الاختیار شاخ نہیں ہے۔ قومی جمعیت تمام اغراض و مقاصد کے لئے ایک ایوانی پارلیمنٹ ہے۔ الغرض رائخشٹاگ اور بنڈسراٹ کے سابقہ تعلق کا منقلب ہو جانا اس قدر عیاں ہے کہ اس پر کسی رائے دہی کی ضرورت نہیں ہے۔

**جماعت عاملہ، صدر و کابینہ**

حریت پسند قوتوں کا انتہائی خیال ایک مدت سے ایک ایسا نظم حکومت تھا جس کی بنیاد کابینی ذمہ داری پر ہو اور جدید دستور

[1] دفعات ۶۹-۷۴، منرو وہالکوم "دستور" (Constitution) صفحات ۳۷۱-۳۷۲۔

میں اس منتہائے خیال کو کامل اظہار کا موقع ملا۔ خطابی عامل قومی صدر قرار پایا اور کارکن وزرا کا ایک گروہ مقرر ہوا جس کا تقرر خطابی سرگروہ کی جانب سے ہوتا ہے اور جو حکومت کے تمام افعال کے لئے جمعیت قومی کے روبرو جواب دہ ہے۔ صدر کا انتخاب قوم کی راست رائے دہی سے سات برس کی میعاد کے لئے ہوتا ہے اس کے انتخاب مکرر کی کوئی حد معین نہیں ہے۔ پس اس کی مدت فرانس کے صدر کے مانند ہے۔ مزید برآں، جیسا کہ فرانس میں ہے، یہاں کبھی کوئی نائب صدر نہیں ہے، پس اگر عہدہ قبل از وقت خالی ہو جائے تو ایک نیا صدر فوراً منتخب ہو جاتا ہے اور وہ سات برس کی میعاد کے لئے ہوتا ہے۔ صدارتی عہدے کی میعاد کے متعلق سب سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ جمعیت قومی کو یہ اختیار ہے کہ وہ دو ثلث رایوں سے اس عامل اعلیٰ کو معطل کر دے اور قوم کو بھی یہ اختیار ہے کہ جمعیت کے اس فعل کی متابعت میں کثرت محض سے صدر کو علیحدہ کر دے۔ وزیر اعظم اور وزرا کی طرح جمعیت قومی دولت عامہ کی عدالت اعلیٰ کے روبرو صدر پر مقدمہ چلا سکتی ہے، مگر اس کے علاوہ وہ عمومی "بازگشت" کے اصول کے بھی تابع ہے۔ قومی صدر کو جو اختیارات تفویض کئے گئے ہیں ان کی ایک شاندار فہرست بن جاتی ہے۔ دولت عامہ کے تمام ملکی و فوجی عہدہ داروں کا عزل و نصب، قوانین کا نفاذ، اور امن عامہ کی برقراری سفرا کی روانگی و باریابی، (تحت منظوری جمعیت قومی) معاہدات کی توکید، حالات متذکرہ کے تحت میں جمعیت قومی کے قوانین کی عمومی رائے کے لئے پیشی یہ تمام اختیارات اس فہرست میں داخل ہیں۔ مگر ان فرائض کے بعد ہی دستور سلطنت میں ایک شرط یہ بھی لگی ہوئی ہے کہ "قومی صدر کے تمام احکام و ہدایات کے جواز کے لئے، جن میں مسلح قوتوں سے متعلقہ ہدایات بھی شامل ہیں، قومی وزیر اعظم یا موزوں قومی وزیر کے دستخط بھی درکار ہوں گے۔ اس دستخط ذیلی سے ذمہ داری عاید ہو جاتی ہے"[1]، اس شرط سے متعدد اختیارات کا بذاتہ نفاذ صدر کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ ان اختیارات کے تحت میں جو کچھ عمل میں آتا ہے ان کی ذمہ داری اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔ مختصر

---

[1] دفعہ ۵۰، منرو و ہالکوم "دستور" (Constitution) صفحہ ۳۶۶۔

ہے کہ اس سے ایک کابینی نظم قائم ہو جاتا ہے۔

وزارت یا کابینے کا سرگروہ چانسلر یا وزیر اعظم ہے۔ یہ نام جو زوال یافتہ شہنشاہی سے بھی قبل کا ہے، وہ جرمانی سیاسی اصطلاحات میں مستقلاً قائم ہو گیا ہے لیکن وزیر اعظم کا یہ جدید عہدہ قدیم عہدے سے بالکل ہی غیر مماثل ہے۔ وہ اب اپنے رفقا کے اعتبار سے صرف "شخص اول" ہے۔ بالفاظ دیگر یہ کہ اس کی حیثیت دوسری حکموں کے کابینی نظمہائے حکومت کے وزیر اعظم سے مغایر نہیں ہے، اور کابینی نظم کی ایک مانوس و حقیقی نوعیت اس شرط کی وجہ سے سامنے آگئی ہے کہ "قومی وزیر اعظم اور قومی وزرا کے لئے اپنے عہدوں کے نظم ونسق کے واسطے جمعیت قومی کا اعتماد ضروری ہے اگر جمعیت قومی باضابطہ قرار داد کے رو سے اپنا اعتماد واپس لے لے تو ان میں سے ہر ایک کو مستعفی ہو جانا چاہیئے"[۱]۔ برطانیہ عظمیٰ، فرانس اور اطالیہ میں وزارت اور پارلیمنٹی کثرت کے درمیان ہموار تعلقات کا قایم رہنا بالکلیہ رواج و سہولت کا معاملہ ہے۔ یورپی مملکتوں میں صرف جرمانیہ ہی میں، اسے تحریری دستور کے ذریعے سے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس امر کے متعلق کہ وزیر اعظم اور وزرا جمعیت کے ارکان میں سے مقرر ہونا چاہیئں یا باہر سے اور صورت اول میں تقرر کے بعد وہ رکن رہیں گے یا نہیں، دستور بالکل ساکت ہے[۲]۔ لیکن کابینی حکومت رکھنے والی دوسری یورپی مملکتوں کے دستانیر میں اس بحث پر کچھ نہیں لکھا ہے اور یہ توقع معقول ہے کہ دوسری ملکوں کی طرح جرمانیہ میں بھی بتدریج یہ قاعدہ قائم ہو جائے گا کہ شاذ و نادر مستثنیات کے سوا، وزرا اپنے تقرر کے وقت تشریعی جماعت کے رکن ہوں یا بعد میں فوراً ہی رکن ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ہی، دستور وزیر اعظم اور تمام وزرا کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ جمعیت قومی اور اس کے مجالس ذیلی کے اجلاسوں میں موجود رہیں، مجلس قوم اور اس کے مجالس ذیلی کی کارروائیوں میں حصہ لیں[۳]، اور ایک جماعت میں مسودات قوانین اور دوسری جماعت میں اس قسم کے تجاویز پیش کریں۔

---

[۱] دفعہ ۵۴، ایضاً

[۲] لیکن (دفعہ ۴۴ کی رو سے) صدر کے لئے یہ ممنوع ہے کہ وزارت کے ساتھ ہی جمعیت قومی کا رکن بھی ہو۔

[۳] مجلس اور مجالس ذیلی کی تمام صدارتیں کابینی وزرا کے پاس ہیں۔

احکام عاملانہ کے اوپر جمعیت قومی کی آخری فوقیت کے متیقن کرنے کے لئے دستور سلطنت نے نہ صرف وزارتی ذمہ داری اور جمعیت کے اعتماد کے جاتے رہنے کے بعد وزرا کی کنارہ کشی کی شرط لگادی ہے بلکہ مجلس کی جانب سے بدایۃً تحقیقات اور مواخذہ کی شرط بھی عاید کردی ہے۔ ایک خمس ارکان تحقیقات کی ایسی مجلس مقرر کرا سکتے ہیں، جسے کامل اختیار ہو کہ وہ انتظامی و عدالتی حکام کے بیانات لے اور ان سے تحریری شہادت پیش کرائے[1] سوا ارکان یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ صدر، وزیر اعظم یا کسی وزیر سے مواخذہ کیا جائے اور اگر اس تجویز کی تائید میں دو ثلث کی کثرت ہو تو عدالت اعلیٰ کے روبرو باضابطہ کارروائی اختیار کی جائے گی۔ دستور نے مقدمے کے طریق کار کے جزئیات کے انضباط کو قومی قانون کے لئے چھوڑ دیا ہے مگر مقدمے کی بنا کے لئے اس نے یہ قرار دیدیا ہے کہ "دستور یا قوانین دولت عامہ کی خطاکارانہ خلاف ورزی ہوئی ہو"[2]

**محکمۂ عدلیہ** ۱۸۷۳ء میں شہنشاہی دستور کی جس طرح ترمیم ہوئی تھی، اس سے جملہ دیوانی اور فوجداری قانون اور عدالتی طریق کار کے متعلق وضع قوانین کا اختیار شہنشاہی کو دیا گیا تھا مگر عدالتوں کے نظم کے متعلق کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا، اور ۱۹۱۹ء میں جو شہنشاہی عدالتیں موجود تھیں خاص کر وہ شہنشاہی عدالت جو ۱۸۷۹ء میں قایم ہوئی تھی، وہ سب محض عام قانون پر مبنی تھیں۔ ہر ریاست کا خود اپنا عدالتی نظم تھا، اور انصاف کا نفاذ تقریباً تمامتر ریاستی عدالتوں میں ہوتا تھا لیکن جمہوری دستور نے ایک پورا جزو اس بحث کے لئے وقف کر دیا ہے۔ وہ ریاستی عدالتی نظموں کے دوام کو تسلیم کرتا ہے مگر وہ عدالتی و انتظامی دونوں قسم کی قومی عدالتوں کا ایک متوازی سلسلہ بھی قائم کرتا ہے جن کی نسبت ایسا خیال ہو سکتا ہے کہ (انتظامی عدالتوں کی موجودگی کے سوا اور طرح پر) وہ ممالک متحدہ امریکہ کی عدالتی کل کے مشابہ ہوں گی۔[3] صرف دو مخصوص قومی عدالتوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک "عدالتِ قومی" اور

---

[1] مجلس اور مجالس ذیلی کی تمام صدارتیں کابینی درنہ اکے پاس رہی ہیں۔
[2] دفعہ ۵۴، سترو دہالکوم "دستور" (Constitution) صفحہ ۳۶۹۔
[3] دفعہ ۵۹، ایضاً صفحات ۳۶۷۔ ۳۶۸۔

دوسری "عدالت عالیہ"، مگر دوسری عدالتوں کا اضافہ بھی دستوری ترمیم بلکہ عام قانون کے ذریعے سے ہوسکتا ہے۔ عدالتوں کی خودمختاری اور انفرادی شہریوں کے تحفظ کے متعلق بعض قواعد تجویز کئے گئے ہیں۔ عادل آزاد اور صرف قانون کے تابع قرار دئے گئے ہیں۔ جو عادل عام عدالتوں سے متعلق ہیں ان کا تقرر حین حیات کے لئے ہوتا ہے، اور وہ اپنی مرضی کے خلاف نہ اپنے عہدے سے ہٹائے جاسکتے ہیں، نہ ان کا تبادلہ ہوسکتا ہے نہ وہ کنارہ کش ہونے پر مجبور کئے جاسکتے ہیں، اس اصول کے برخلاف کارروائی صرف عدالتی فیصلہ اور کسی قانونی سبب اور ایسے ہی طریقے سے ہوسکتی ہے جو قانون مقرر کرے۔ آخری امر یہ ہے کہ غیرمعمولی عدالتیں ناجائز قرار دی گئی ہیں۔ اہل مقدمات کے لئے یہ ضمانت کی گئی ہے کہ وہ حسب قانون عادلوں کے حد اختیار سے کبھی خارج نہ کئے جائینگے۔ اوقات جنگ اور جنگی جہازوں کے سوا، اور ہر طرح پر قومی عدالتیں منسوخ کردی گئی ہیں اور اہل ملک قومی و ریاستی انتظامی احکام سے انتظامی عدالتوں کے ذریعے سے محفوظ کئے گئے ہیں۔

**دستور کا نفاذ ۱۹۲۰ کے انتخابات**

یہ صفحات اس وقت لکھے گئے ہیں کہ متصرحۂ بالا دستور کو عمل میں آئے ہوئے ایک برس سے بھی کم زمانہ گزرا تھا۔ اس لئے حکومت کے نقشہ کار کی حیثیت سے اس جدید نظم کی قدروقیمت قرار دینے یا اس کی دیرپائی و ترقی کے متعلق کسی پیشین گوئی کے لئے تجربے کی کافی بنیاد موجود نہ تھی۔ اس مدت کے اندر جمہوریہ کی سیاسی تاریخ پر نظر ڈالنے سے جو اثر کسی شخص پر پڑے گا وہ شدید ابتری کا اثر ہے، اور زیادہ گہری تنقیح کرنے سے یہ اثر کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتا ہے۔ فریقانہ حدود برابر متغیر ہوتے رہتے ہیں، غیر معلوم صورتیں دفعتہً نمایاں ہوجاتی ہیں، پرانے سرگروہ غیرمتوقع کونوں میں جاگھستے ہیں، استیعمالیت، معتدل حریت پسندی، اور رجعت قہقری کی قوتیں حیرت افزا اور بعض اوقات ناقابل تشریح طور پر ایک دوسرے میں دخیل معلوم ہوتی ہیں۔ نظری بحثوں کے عادی ہونے، اور حکومت کے حق میں غیر ترتیب یافتہ ہونے کی وجہ سے قوم کی جماعت عظیم کے لئے کسی نقشۂ عمل کی تائید میں اس طرح متفق ہونا دشوار ہوگیا کہ اس پر تکیہ کیا جاسکے۔

کسی حد تک انھیں حالات کی وجہ سے، ایبرٹ کی حکومت کے متعلق عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ وہ کمزور و ناپائیدار ہے، مگر ان کے سوا اور اسباب بھی تھے جن میں سے ایک سبب یہ تھا کہ حکومتی حلقوں میں جو سرگروہ تھے وہ کچھ اعلیٰ قابلیت کے لوگ نہ تھے اور چند نمایاں مستثنیات کے سوا، اعلیٰ عہدوں پر نہ صرف ناتجربہ کار بلکہ بہت ہی محدود قابلیت کے اشخاص تھے۔ دوسرا سبب یہ تھا کہ مختلف انتظامی خدمات پر بہت بڑی تعداد ایسے عہدہ داروں کی برقرار رکھی گئی تھی جن کا میلان شاہی حکومت کی طرف تھا اور نئے نظم سے انھیں مطلق ہمدردی نہ تھی۔ دفتری گروہ عملاً بدستور سابق باقی تھا اور حکومت کے لئے مسلسل دقت کا باعث بنا ہوا تھا، لیکن یہ اندازہ کرنا بھی مشکل ہے کہ وزرا دوسرے قسم کی شدید دشواریاں پیدا کئے بغیر اپنے محکموں کو صاف کر سکتے تھے۔ رجعت قہقری نے بار بار سر اٹھایا اور مارچ ۱۹۲۰ء میں ایک واقعہ فاجعہ کی وجہ سے حکومت کو عارضی طور پر برلن سے ہٹ جانا پڑا اور حامئی عسکریت فون کاپ وزیر اعظم اور اس کا شریک کار بیرن فون لیوٹ وٹز وزیر مدافعت کی جگہ پر آگیا جس پر سابق میں سپہ سالار نوسکی فائز تھا۔ مگر ملک کی طبیعت خانہ جنگی کی طرف مائل نہیں تھی اور جائز حکومت نے عام ہڑتال کا مطالبہ کرکے فوراً ہی طبقہ مزدوران کو مدافعت پر آمادہ کر دیا، اور مہر اقتدار حاصل کر لی۔ جوابی انقلاب ناکام رہا مگر شاہی پسند اور فوجی عناصر نے اپنی شکست کو قطعی سمجھنے کے بجائے صرف یہ نتیجہ نکالا کہ شاہی کی بحالی کے لئے

۱؎ نومبر ۱۹۱۸ء میں برلن کے ایک اخبار نویس کی جانب سے جرمانی زندگی عامہ کے خاص افراد کا کسی قدر مضحکہ آمیز اندازہ ای۔ ڈوم بروسکی کی کتاب "کل اور آج کے جرمانی سرگروہ" (Dombrowski : German Leaders of yester-day and to-day) میں ملے گا۔ مطبوعہ نیویارک ۱۹۲۰ء۔

۲؎ ایچ۔ ان۔ بریلسفورڈ "جرمانیہ میں ایک سفید دستہ محافظ" (H. N. Brailsford ; A white guard in Germany) مطبوعہ "نیو ریپبلک" ۲۱ اپریل ۱۹۲۰ء۔ ٹی۔ وولف "جرمانی جمہوریت کی فتح" (T. Wolff ; The Victory of German Democracy) مطبوعہ "نیویارک نیشن"۔ یکم مئی ۱۹۲۰ء۔

ابھی وقت نہیں آیا ہے۔

دوبارہ حصول اقتدار میں مدد ملنے کے خیال سے ایبرٹ کی حکومت نے یہ وعدہ کیا کہ موجودہ جمعیت جس کا انتخاب ابتدائے جنوری ۱۹۱۹ء میں بغرض وضع دستور ہوا تھا، برطرف کر دی جائے گی اور اس کے بجائے فوراً ہی ایک جمعیت باقاعدہ چار برس کی مدت کے لئے دستور کے بموجب منتخب ہوگی، اور نئی جماعت کا انتخاب حسب قاعدہ ۶ر جون کو ہوگا۔ اس معرکہ سے اس فریق کی صورت حال کے متعلق متعدد دلچسپ واقعات پیدا ہوئے پہلا۔ واقعہ تو یہ تھا کہ گروہ یمین کے دونوں فریق یعنی قومی جماعت عموم (قدیم استحفاظی) اور مجموعہ (سابق قومی آزاد خیال) نہ صرف شدت کے ساتھ قوم پرست، سخت مخالف اشتراکیت، اور شدید مخالف یہودیت تھے بلکہ قطعی طور پر شاہ پرست تھے، اول الذکر نے اپنے اس مطالبہ سے صاف طور پر اپنی شاہ پرستی کا اقرار کر دیا کہ "جرمانی شہنشاہی ملوکیت یعنی قیصریت جسے خاندان ہوہنزولرن نے قایم کیا تھا بحال کر دی جائے" مگر اس نے اتنی ہوشیاری ضرور کی کہ خود سابق قیصر بلکہ خاندان ہوہنزولرن کے واپس لانے کے مطالبے سے گریز کیا۔ آخر الذکر (یعنی قومی آزاد خیال) اب بھی جمہوری ہونے کا اقرار کرتے رہے مگر ایسے الفاظ میں جنھیں مخالفین اور بے لوث مبصرین دونوں بے قدر سمجھتے رہے۔ قوم پرستوں نے ایبرٹ کے دور حکومت کو ناکام ظاہر کیا، عمومیت کو دیوالیہ قرار دیا، مدبروں کے بجائے ماہرین کی حکومت کا مطالبہ کیا اور کلیسا و مملکت کے قریبی اتحاد کی جانبداری کی۔ جماعت عموم کے گروہ کی بھی عملاً یہی رائیں تھیں مگر انھوں نے اتنی صاف گوئی سے کام نہیں لیا۔ یہ دونوں فریق فوج کے اندر بہت قوی تھے، دونوں میں فون کاپ کے واقعے سے تسویہ باہمی ہو گیا تھا اور دونوں پر یہ شبہ تھا کہ وہ فوجی آمریت مطلق کے جانبدار ہیں۔

عیسوی فریق عموم (یعنی قدیم فریق مرکزی) نے مداوقت کے ساتھ درمیانی حیثیت اختیار کی۔ اس کا بایاں بازو جوار زبرگر کی سرکردگی میں تھا اور اس کا استحفاظی عنصر جو ٹرمبورن کی سرکردگی میں تھا دونوں میں شدید اختلاف تھا۔ علاوہ ازیں اس کا اتحاد اس سے بھی خطرے میں پڑ گیا تھا کہ وہ وفاقی حکومت کی

بڑھتی ہوئی مرکزیت کے مخالف تھے، اور درحقیقت یہ جذبہ اس حد تک پہنچا کہ
بیویریائی "مرکزی جماعت" الگ ہوگئی اور اس نے ایک جداگانہ بیویریائی عیسوی فریق عموم بنالیا۔
حکومتی جماعت کا دوسرا رکن یعنی عمومی نئے دستور کی تائید میں مستحکم رہے جیسے وہ دنیا میں
سب سے شریفانہ اور سب سے زیادہ آزاد سمجھتے تھے" تاہم اس فریق کے عام
ارکان میں اس وجہ سے ضعف آگیا تھا کہ اس کے برگین کے گروہ کا ایک حصہ ٹوٹ کر
زیادہ استحفاظی فریق عموم کے ساتھ مل گیا تھا۔

اشتراکی عمومی اس معرکے میں اس حیثیت سے شریک ہوئے کہ مرکب حکومت
اور جمعیت دونوں میں وہ فریق غالب تھے مگر انھیں بھی شدید نقصانات برداشت
کرنا پڑے۔ جب اتحاد مزدوران کے سابق عہدہ داران اور ایبرٹ دیاؤڑ کے
ایسے مزدی سرگروہوں نے اپنے کو صاحب اقتدار پایا تو وہ اپنے مدتوں کے
بلند آوازہ اصولوں اور روشوں کو آزادانہ عمل میں لانے سے قاصر ہوگئے۔
دوران جنگ میں وہ زمینداروں کے گروہ اور عسکریت پسندوں کے ساتھ استقلال
کے ساتھ قائم رہے تھے، اب وہ اپنے اقتدار کی پشت پناہی کے لئے قدیم فوج
سے بدستور کام لیتے رہے۔ انھوں نے قدیم دور کے عہدہ داروں کے بجائے
عام طور پر خود اپنے عہدہ دار نہیں مقرر کئے۔ انھوں نے فوجی قانون اور قوت کے
قدیم طریقوں کو برقرار رکھا۔ انقلاب کے خوف سے وہ برابر رجعت پسندوں کے
اشارے پر چلتے رہے۔ امکان یہ ہے کہ وہ صرف اسی قدر سرعت کے ساتھ حرکت
کرتے رہے جس قدر قابل عمل یا قرین دانش تھا۔ اشتراکی دور کی حیثیت سے
ان کی حکومت کم و بیش محض دکھلانے کی تھی۔ پس ان کے متبعین میں سے زیادہ
استیصالی خیال کے لوگ بددل ہوتے گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ فریق اکثریت میں سے برابر
نکلنے گئے اور دو استیصالی گروہوں آزاد اشتراکیوں اور اسپارٹیسیوں یا اشتمالیوں
میں شامل ہوتے گئے۔ اس تحریک میں فریق کثیر کے ایک اجتماعی رکن نوسکے (وزیر
مدافعت) کی غیر ہر دل عزیزی سے شدید سرعت پیدا ہوگئی اور فون کاپ کے وقوعے
کے بعد جس سے نوسکے کو کنارہ کش ہونا پڑا، حکومت کی روش سے گو نہ اصول
پسار کی جانب مڑنے کا اظہار ہونے لگا۔ لیکن اس کا کوئی تیقن نہیں تھا کہ اکثریت

کو اپنے از دست رفتہ پیرو واپس مل جائیں گے کیونکہ آزاد اشتراکی اور اشتمالی دونوں انتخابی مہم میں ایسے لائحات عمل کے ساتھ داخل ہوئے جن سے یہ توقع ہو سکتی تھی کہ وہ تمام عناصر جو اشتراکی و اقتصادی تغیرات کی رفتار سے غیر مطمئن تھے، ان کی تائید کریں گے۔ لیکن آزاد اشتراکیوں کے انتخابی اعلان میں بالقصد اعتدال کا انداز مدنظر رکھا گیا تھا جس سے غرض یہ تھی کہ اشتراکی بین کے پیرو ادھر کھنچ آئیں۔ یہ یاد ہوگا کہ اشتمالیوں نے جنوری ۱۹۱۹ء کے انتخابات میں حصہ نہیں لیا تھا اور ۱۹۲۰ء میں ایک غیر پارلیمنٹی عنصر اشتمالی مزدوی فریق کے نام سے الگ ہوگیا اور حکومتی طریق کار سے کسی قسم کا سروکار رکھنے سے انکار کر دیا، لیکن اکثریت قوم کے روبرو ایک ایسے لائحہ عمل کے ساتھ آئی جس کی خاص انخاص نوعیت یہ تھی کہ روسی طرز کے سودیت طریق کا فوری اجرا کر دیا جائے[۱]۔

انتخاب کا ماحصل صرف یہ ہوا کہ سیاسی حالت میں پہلے ہی سے جو انتشار و عدم تیقن موجود تھا اس میں اور اضافہ ہوگیا۔ جیسا کہ پہلے سے توقع تھی مخلوط گروہوں کو (جن میں اکثریت کے اشتراکی، عیسوی فریق عموم، اور عمومی شامل تھے) شدید نقصان پہنچا، اور انتہاپسند فریقوں نے جو ایک طرف انقلاب کوش اور دوسری طرف رجعت پسند تھے، قطعی منافع حاصل کئے۔ اشتراکی اکثریت کے امیدواروں کی عمومی رائیں تقریباً نصف ہوگئی تھیں اور ۱۹۱۹ء میں ۱۶۵ کا جو حصہ ملا تھا وہ گھٹ کر ۱۱۲ رہ گیا۔ دوسری طرف آزاد اشتراکیوں نے اپنی عمومی رایوں کو دوچند سے زیادہ کر لیا، اور ان کا حصہ ۲۲ سے بڑھ کر ۸۱ ہوگیا۔ عیسوی فریق عموم کی جگہیں ۹۰ سے گھٹ کر ۶۸ ہوگئیں اور عمومیوں کی جگہیں ۷۵ سے ۴۵ ہوگئیں۔ بظاہر ان دونوں فریقوں کو زیادہ استحفاظی اور رجعت پسند گروہوں سے نقصان پہنچا اور اس طرح ان گروہوں کو وسیع فواید حاصل ہوئے۔ قومی فریق عموم

---

[۱] ایم۔ ہرشبرگ: "اقدام کے قبل جرمانی سیاسی میلانات" (Anon ; The German Elections) مطبوعہ نیویارک نیشن" ۳ اپریل ۱۹۲۰ء امین: "جرمانی انتخابات" (M. Hirschberg ; German Political Tendencies before the Coup) ایضاً ۱۲ جون ۱۹۲۰ء۔

(یعنی سابق استحفاظی فریق) نے اپنی عمومی رائے تقریباً دس لاکھ کے قریب بڑھالی، اور ۱۹۱۹ء کی ۴۲ جگہوں کے بجائے ۶۶ جگہیں حاصل کیں۔ جرمانی فریق عموم (یعنی سابق قومی آزاد خیالوں) کی کامیابی اور بھی زیادہ نمایاں تھی یعنی ان کی عمومی رائیں سہ چند ہوگئیں اور ان کی جگہیں ۲۳ سے بڑھ کر ۶۶ ہوگئیں۔ کل دس فریقوں نے امیدواروں کا انتخاب کیا۔ اس کے علاوہ کچھ رائیں چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور برائے نام فریقوں کو بھی دی گئیں۔ ۱۹۱۹ء کی اڑتیس عورتوں کے بجائے تیس عورتیں منتخب ہوئیں[۱]۔

[۱] ۔ سرکاری شمار و اعداد حسب ذیل ہیں (مگر یہ ملحوظ رہے کہ ان میں چالیس ارکان وہ بھی داخل ہیں جو استشارے والے اضلاع سے لئے گئے تھے جہاں انتخاب نہیں ہوا تھا)

| نام فریق | عمومی رائے | تعداد وکلا |
|---|---|---|
| اکثریت والے اشتراکی | ۵۶،۱۴،۴۵۶ | ۱۱۲ |
| آزاد اشتراکی | ۴۸،۹۵،۳۱۷ | ۸۱ |
| عیسوی فریق عموم (فریق مرکزی) | ۳۵،۴۰،۸۳۰ | ۶۸ |
| قومی فریق عموم | ۳۷،۳۶،۷۷۸ | ۶۶ |
| جرمانی فریق عموم | ۳۶،۰۶،۳۱۶ | ۶۲ |
| عمومی | ۲۲،۰۲،۳۴۴ | ۴۵ |
| بیویریائی فریق عموم —* | ۱۱،۷۱،۷۲۲ | ۲۱ |
| عیسوی فریق عموم —* | ۶۵،۲۱۹ | |
| اشتمالی | ۴،۴۱،۹۹۵ | ۲ |
| بیویریائی فریق کاشتکاراں | ۲،۱۸،۸۸۴ | ۴ |
| جرمانی ہانووری فریق | ۳،۱۹،۱۰۰ | ۵ |

* ۔ یہ دونوں گروہ مرکزی عیسوی فریق عموم کی مقامی شاخ تھے۔

اسی زمانے میں بیویریا، ورٹمبرگ اور دوسری جرمانی ریاستوں میں جو تشریعی انتخابات ہوئے ان میں بھی سیاسی انتہا پسندی کے میلان ظاہر ہوئے۔

انتخابات کے بعد، جمعیت قومی کے کارآزمودہ صدر، فیرن باخ نے وزیراعظم کا عہدہ قبول کیا اور ایک وزارت مرتب کی گئی جو خالصتہً مرکز یون جرمانی فریق عموم کے پیروؤں اور عمومیوں پر مشتمل تھی۔ اشتراکی اکثریت کو جمعیت میں کثرت حاصل تھی اور جمہوریہ کی صدارت اب بھی ایبرٹ کے پاس رہی مگر اختیارات ان کے ہاتھوں سے نکل گئے تھے اور حکومت ایک مرتبہ پھر اصلاً غیر اشتراکی ہوگئی لیکن یہ عجیب بات ہے کہ فیرن باخ کے کابینے کو فریقانہ روش پر جمعیت کے ۴۶۶ ارکان میں سے صرف ۷۵ کی تائید حاصل تھی مگر وزیراعظم کی التجا پر اشتراکی فریق کثیر اور قومی فریق عموم اس پر راضی ہوگئے کہ ایسے افعال سے باز رہیں جن سے نئی حکومت کو ابتدا ہی میں دشواری پیش آئے، اور (۲۴ جون کو) نئی جمعیت کے اجتماع سے تھوڑے ہی زمانے بعد جب آزاد اشتراکیوں نے عدم اعتماد کے اظہار کی قرارداد پیش کی تو وزارت کو قطعاً فتح ہوئی۔ لیکن جس حکومت کی بنیاد ایسی نازک ہو اس کے کسی معقول مدت تک برسر اقتدار رہنے کی توقع صرف اسی طرح ہوسکتی تھی کہ غیر مرئی فریقوں میں تفرقہ برپا رہے۔ سیاسی عنصروں اور قوتوں کا آخری توازن اس کتاب کے لکھنے تک ظاہر نہیں ہوا۔

---

(۵)

# روس

## باب چہلم

## سوویت جمہوریہ اور اسکی حکومت

جنگِ عظیم کے چار یا پانچ برس کے دوران میں وسطی و مشرقی یورپ میں ایک ایسا سیاسی تغیر واقع ہوا کہ فرانسیسی انقلاب کے بعد سے مغربی ممالک میں ایسا تغیر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ جن حالات کا تذکرہ ہو چکا ہے، ان حالات میں جرمانیہ نے چھوٹے درجہ کے حکمران خاندانوں اور خود خاندان ہوہنزولرن کو معزول کر دیا اور ایک نیم اشتراکی جمہوریہ قایم کر دیا۔ شکست سے مجبور ہو کر خاندان ہیپسبرگ آسٹریا ہنگری پر اپنا تسلط کھو بیٹھا، اور اسکی دوگانہ بادشاہی ٹوٹ کر جرمانی آسٹریا، ہنگری اور چیکوسلوواکیہ کی جمہوریات بن گئیں، اور ان جمہوریات کے علاوہ اہم جنوبی حصص ملک کچھ اطالیہ کے قبضے میں اور کچھ یوگوسلافیہ کی نئی بادشاہی کے قبضے میں چلے گئے۔ ۱۹۱۷ء-۱۸ء میں روس کے تجزیہ سے بحرِ آرکٹک سے بحرِ اسود تک (فنلستان، استھونیا، لیٹویا، لیتھوانیا، پولستان اور یوکرینیا کی) نئی مملکتوں کا ایک سلسلہ قایم ہو گیا، جو سب کی سب جمہوریات تھیں، اور سب

تحریری دستور سے آراستہ یا اس کے حصول پر آمادہ تھیں۔ جنوب کی سلافی بادشاہیاں یوگوسلافیہ کی بادشاہی میں ضم ہو گئی تھیں جو عملاً وسیع تر اور عمومیت اختیار کردہ سربیہ ہی کا دوسرا نام ہے۔ رومانیہ میں اگرچہ شاہی قایم رہی مگر اس نے سہ طبقاتی انتخابی نظم کے بجائے جو زمانہ سابق میں پروشیا سے اخذ کیا گیا تھا، ہمہ گیر حق رائے دہی قایم کر دیا۔ آخری امر یہ ہے کہ روس، شکست، بدنظمی اور فاقہ کشی کے مصائب سے تنگ آکر زاریت کے خلاف ہو گیا، رومانوف کے خاندان کو نکال دیا، جمہوریہ سے بغلگیر ہوا، ایک بولشوی فریق کے سامنے سر جھکا دیا، اور انجام کار میں ایک ایسا سیاسی و معاشری نظم قایم کیا جو خود اس ملک بلکہ دنیا کی تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔

جس وقت یہ صفحات لکھے جا رہے تھے (یعنی سنہ ۱۹۲۰ء میں) اس وقت تک ان تمام مملکتوں میں حکومتی نظم ہیولانی شکل میں تھے، اور سیاسی حالات حد سے زیادہ غیر قرار یافتہ تھے۔ پس اگر گنجائش بھی ہوتی تو بھی یہ بیکار ہوتا کہ ان مختلف حکومتوں کے ایسے بیان کی کوشش کی جاتی جو کسی مدت تک قایم رہیں۔ پس اس جانب میں صرف ایک کوشش کی جائے گی وہ یہ کہ روس کی سیاسی تقلیب اور سنہ ۱۹۱۷ء میں اس ملک کے اندر سودیت نظم حکومت جس طرح قایم ہوا تھا، اس کا مختصر بیان دیا جائے۔ یہ نظم حکومت تنظیم عامہ اور اقتدار عامہ کی ایک ایسی تجویز ہے جو یا تو شکست ہو جائیگی یا بتدریج ایسی صورت اختیار کر لے گی جو قدیم و مانوس نظموں سے نسبتۃً زیادہ مناسبت رکھتی ہو، مگر اس سے اتنا ضرور ہوگا کہ انسان کے سیاسی خیالات و مساعی کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو جائے گا۔

**جنگ کے قبل روسی سیاسی حالات**

جس سرزمین کو ہم اب تک روس سمجھتے رہے ہیں، اس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ براعظمی وسعت کا ایک ملک ہے جو ایک ہی حالت میں مشرق سے مغرب تک آنکھوں کے سامنے پھیلا ہوا ہے جس میں سردی و گرمی، سیلاب و خشک سالی، ثروت و افلاس کی انتہائی متضاد حالتیں پائی جاتی ہیں جو نسلوں اور مذہبوں کا ایک بحر زخار اور زبانوں کا ایک بابل ہے، سیاسی حیثیت سے کلیتۃً نہیں مگر بیشتر یورپی ہے، جغرافی حیثیت سے کاملاً نہیں مگر بڑی حد تک ایشیائی ہے، خود اپنے اندر ایک دنیا ہے اور

دنیاؤں کے درمیان ایک دنیا ہے جس سیاسی طاقت نے ممالک و اقوام کے اس مجموعہ مرکب کو یکجا کیا، اس کی ایک مسلسل تاریخ چودھویں صدی میں شروع ہوئی ہے جب کہ ماسکو کی جدید امارت گردونواح کے سیاسی قطعات پر اپنا اقتدار وسیع کرنے لگی تھی اور مغلوں کی حکومت کو، جو ایک صدی سے زائد سے انتہائی مشرقی یورپ پر بار ہو رہی تھی، کوہستان یورال کے پیچھے ہٹانے لگی تھی۔[۱] اس چھ سو برس کے اندر ماسکوی سلطنت کی بنا اور ماسکوی قلمرو کے عام مروجہ حالات، ایک زبردست بادشاہی بلکہ درحقیقت مطلق العنانی کے عین مؤید تھے۔ یہ سلطنت ابتداءً امارتوں کے زیر کرنے سے بنی تھی، اس کے بعد اس قلمرو کی وسعت کے ہر ایک قدم کی تکمیل فتح یا جابرانہ حکمت عملی سے ہوئی اور انجام کار میں اس وسعت سے روئے زمین کا ایک سدس حصہ روسی علم کے نیچے آگیا۔ یونانی کلیسا اپنے تحفظ کے لئے عادۃً زار[۲] کی جانب نظر ڈالتا تھا اور اس کے عوض میں وہ زار کے دعاوی اقتدار کی تائید کرتا تھا۔ بزنطینی مطمح نظر کی وجہ سے زار نے مشرقی حکمرانوں کی شان و شوکت اور تنہا پسندی اختیار کر لی۔ یہ ملک بہت بعید واقع ہوا تھا، اور ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے کہ اس ملک کے لوگ یورپی اثرات سے متاثر نہیں ہوئے تھے۔

یہ صحیح ہے کہ وقتاً فوقتاً نیابتی اور آزادانہ حکومت کی جانب کچھ کچھ ترقی ہوئی تھی۔ آیوان چہارم (۱۵۳۳-۸۴) جو اپنے وقت تک سب سے بڑا روسی مطلق العنان فرمانروا ہوا تھا، اسی زار نے ایک قومی جمعیت طلب کی تھی، لیکن انگریزی پارلیمنٹ اور فرانسیسی مجلس طبقات کی اس بھدی اور شورانگیز نقل کو کبھی یہ حق نہیں حاصل ہوا کہ باقاعدگی اور کثرت کے ساتھ اس کا

---

[۱] زیادہ قطعی طور پر ماسکو کے تفوق کی تاریخ گرینڈ ڈیوک ایوان اول (۱۳۳۰-۱۳۴۹) کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ روس کے صدر اسقف نے اسی زمانے میں اپنا مستقر ولاڈیمیر سے (جہاں وہ ۱۲۹۹ء میں کیف سے چلا گیا تھا) ماسکو کو منتقل کر دیا۔

[۲] یہ لقب تاجپوشی کے خطاب کے طور پر اول مرتبہ ۱۵۴۷ء میں استعمال ہوا مگر حکمران ماسکو کے بزنطینی مراسلات میں اس سے کچھ قبل استعمال ہوا تھا۔

اجلاس ہوتا رہتا، اور واقعاً یہ عام قوم کے نمائندہ ہونے کے بجائے زیادہ تر امرا کی نمائندہ تھی۔ مزید براں پیٹر اعظم (۱۶۸۹-۱۷۲۵) نے اس پر بالکل ہی جھاڑو پھیر دی اور اگرچہ باضابطہ اس کی تنسیخ نہیں ہوئی مگر اس کے بعد سے پھر کبھی وہ طلب نہیں کی گئی۔

کیتھرین دوم (۱۷۶۲-۱۷۹۶) نے ایک "ماموریۂ عظمیٰ" قایم کی جو تمام شہنشاہی کے ۵۶۴ منتخب شدہ اشخاص پر مشتمل تھی۔ اس کا مقصود یہ تھا کہ قومی قوانین کو جدید ضابطوں کی شکل میں لایا جائے۔ کیتھرین کا مقصود یہ نہیں تھا کہ اسے پارلیمنٹ بنایا جائے اور اس کے افکار و مباحث اس قدر لاحاصل ثابت ہوئے کہ اس کے خاص کام کی تکمیل کے بغیر ہی اسے منتشر کر دیا گیا۔ الگزنڈر اول ۱۸۰۱ء میں حریت پسند خیالات لئے ہوئے تخت نشین ہوا۔ وہ فی الواقع اس خیال میں تھا کہ ملک کو ایک ایسا تحریری دستور سلطنت عطا کرے جسے ایک منتخب شدہ نیابتی جمعیت نے مرتب کیا ہو مگر آخر کار وہ اس تجویز سے ہٹ گیا۔ الگزنڈر دوم اس فیصلے پر پہنچا کہ ایک گونہ انتخابی قومی جمعیت قایم کرے جسے یہ اختیار رہو کہ وہ تشریعی تجاویز پر ابتدائی غور و بحث کرے، مگر حکم کی اشاعت سے چوبیس گھنٹے قبل ہی وہ قتل ہو گیا۔ انیسویں صدی کے ختم ہونے تک صرف مقامی حکومت میں معاملات کے عمومی انتظام کی جانب کچھ حقیقی و پائدار ترقی ہوئی تھی۔ کیتھرین دوم نے انتخابی بلدی "ڈیوما" یعنی مجلسیں قایم کی تھیں جن میں آبادی کے ہر طبقے کی نمائندگی ہوتی تھی۔ الگزنڈر دوم نے عدالتی نظم کی ترتیب جدید اور بلدی حکومت میں مزید تنظیم کے علاوہ انتخابی جمعیتوں کے دو سلسلے قایم کئے، ایک اضلاعی جمعیتیں جن کا انتخاب مالکانِ آراضی کرتے تھے (جن میں نئے آزاد شدہ غلامان وابستہ اراضی بھی شامل تھے) اور دوسرے صوبجاتی جمعیتیں جو صوبے کے اندر کی مختلف اضلاعی جمعیتوں کے نمائندگان پر مشتمل تھیں اور انھیں معقول حد تک تشریعی و مالی اختیارات حاصل تھے[1]۔

---

[1] جو نظم قایم کیا گیا اس کے متعلق کووالیوسکی کی کتاب "روسی ادارات" (Kovalysky; Russian Political Institutions) مطبوعہ شکاگو ۱۹۰۲ء صفحات ۲۲۲-۲۳۱ دیکھنا چاہیئں۔

[2] یہاں یہ بھی کہنا مناسب ہے کہ کاشتکاری کمیون اس وقت تک عملاً خود مختار رہیں جب تک الگزنڈر سوم (۱۸۸۱ء تا ۱۸۹۴ء) نے انھیں دولتمند زمینداروں کی نگرانی میں نہ دیدیا۔

بیسویں صدی میں بھی مطلق العنانی برابر مستحکم نظر آتی ہے، مگر اب پہلے سے کہیں زیادہ وہ مدافعانہ حالت میں تھی۔ اراضی دار طبقات (جن میں بڑے مالکانِ اراضی اور کسان دونوں شامل تھے) ان عنایتوں کی وجہ سے برگشتہ ہو گئے تھے جو حکومت نے نئے حرفی طبقات کے ساتھ مرعی رکھی تھی، اور ۱۹۰۲ء-۱۹۰۳ء میں مسلسل روداوں میں صوبہ واری جمعیتوں نے بلند آوازہ کے ساتھ قومی پارلیمنٹ اور بہت سی دوسری جدتوں اور اصلاحوں کا مطالبہ کیا۔ دوسری طرف شہروں اور قصبوں کے کارخانوں کے کام کرنے والے بہت سرعت کے ساتھ اشتراکیت کی جانب بڑھتے جاتے تھے، اور ۱۹۰۱ء میں "مزدوروں کا ایک اشتراکی عمومی فریق" مغربی ممالک کے اشتراکی فریقوں کی نقل کرنے لگا۔ متوسط طبقے کے اہم پیشہ ور و حرفی عناصر مغربی طریقوں پر سیاسی تنظیم جدید پر زور دینے لگے تھے اور ۱۹۰۴ء میں ذی علم آزاد خیالوں کے ایک چھوٹے مگر مستعد کارگروہ نے سیاسی جماعت کی حیثیت سے ایک "اتحاد آزادی دہندگان" بنائی۔ ان قوتوں کے ساتھ، اہالی پولستان، فنستان اور دوسری اتحمت قومیتیں شامل ہو گئی تھیں، جن کا پہلا مقصد یہ تھا کہ "روسیت" کی مقاومت کریں اور انھوں نے یہ دیکھا کہ ان کی آزادی اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ سلطنت کا سیاسی حریت پر دارومدار ہو۔ ۱۹۰۴ء میں مشرق اقصیٰ میں روسی شکستوں سے سخت جذبات عامہ بھڑک اٹھے اور بددل عناصر کو ایک غیر متوقع موقع ہاتھ آگیا۔ نومبر ۱۹۰۴ء میں جمعیتوں اور مجلسوں کے نمایندوں کے ایک غیر رسمی اجتماع نے زار کے حضور میں ایک درخواست یہ پیش کی کہ ایک دستور ساز جمعیت منعقد کیجائے اور اس کے ساتھ ہی ایک قومی پارلیمنٹ کا مطالبہ کیا۔ کچھ دنوں کے لیت و لعل کے بعد، عام بدنظمی ایسی ہو گئی کہ حکومت کو خود اپنی حمایت میں مجبور ہو کر حسب خواہ کارروائی کرنا پڑی۔ اگست ۱۹۰۵ء میں ایک دستوری فرمان سے ایک سیاسی جماعت وجود میں آئی جو "شہنشاہی ڈوما" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اکتوبر کے ایک اعلان میں یہ شرط قرار دی گئی کہ اس جماعت کی منظوری کے بغیر کوئی قانون موثر نہ ہوگا۔ دسمبر کے ایک شہنشاہی حکم سے عملاً تمام بالغوں کو حق رائے دہی عطا ہو گیا۔

لیکن جو سیاسی تقلیب اس نیک شگون کے ساتھ شروع ہوئی تھی' اس نے قابلِ اطمینان طور پر کام انجام نہ دیا۔ ۱۹۰۵ء میں صلح کے ہو جانے سے حکومت کو ان قوتوں سے آزادی مل گئی جن سے مجبور ہو کر اس نے یہ رعایتیں کی تھیں۔ اصلاحی عناصر حریت پسند' دستوری عمومی' "اکتوبری" اشتراکی عمومی' اشتراکی انقلابی وغیرہ مختلف فریقوں میں بٹ گئے جنھوں نے اپنی قوت کو آپس کے جھگڑوں میں برباد کر دیا۔ بڑے بڑے زمینداروں اور ان کے ساتھ کے رجعت پسندوں نے قدیم دور حکومت کی بحالی کے لئے ایک پر زور مہم قایم کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیدا ہوتے ہی دستوری پارلیمنٹی حکومت کا گلا گھٹ گیا۔ سب سے پہلے مارچ ۱۹۰۶ء میں ایک فرمان صادر ہوا جس کے بموجب ڈوما کے ساتھ (جو اب ایک دو ایوانی جماعت مقننہ کا محض ایوانِ زیرین بن گیا) ایک ایوان بالائی قدیم مجلس مملکت کی شکل میں شامل کر دیا گیا اور اس کا نام اب مجلس شہنشاہی رکھ دیا گیا؛ یہ ایوان ایسے ارکان پر مشتمل تھا جن میں سے نصف زار کے مقرر کردہ تھے اور نصف بعض ذی اثر طبقات کی جانب سے بالواسطہ منتخب ہوئے تھے۔ اسی فرمان نے شہنشاہی کے اساسی قوانین' تشریعی مجالس کی ترکیب' فوج اور بیڑے اور معاملات خارجہ کو پارلیمنٹی مباحث سے خارج کر دیا۔ جب پہلی ڈوما نے جس کا انعقاد مئی ۱۹۰۶ء میں ہوا تھا' ایسے تجاویز کی تیاری شروع کی جن کا مقصد پارلیمنٹی حکومت کا قایم کرنا تھا' تو وہ جماعت منتشر کر دی گئی' اور نئے انتخابات کا حکم دیا گیا' اور انھیں حالات کے تحت میں ایک برس بعد دوسرے ڈوما کا حشر بھی یہی ہوا۔ نئے انتخابات کے پہلے ہی حکومت نے خود اپنا بہ طور پر انتخابی نظم کی جدید ترتیب کر دی' شہنشاہی کے بعض حصص سے حق نمایندگی کو واپس لے لیا' بقیہ حصص میں تخت روسی کے ساتھ "قلع و برید" کی اور ایسی پیچیدہ ترکیب انتخاب جاری کی جس سے حکومت کے موافق اکثریت کا منتخب ہو جانا متیقن ہو گیا[1]۔ تیسری ڈوما جس کا انتخاب

---

[1] اس۔ ان ہارپر' "روسی ڈوما کے لئے جدید انتخابی قانون"۔
The New Electoral Law for the Russian Duma مطبوعہ ۱۹۰۸ء انتخابی نظم کا

۱۹۰۶ء میں ہوا تھا، حسب خواہ مودب تھی اور وہ ۱۹۱۴ء تک برقرار رہی۔ چوتھی ڈوما ابھی نشست ہی کر رہی تھی کہ جنگ شروع ہو گئی۔

۱۹۰۵ء کے انقلاب سے بعض دیر پا سیاسی فوائد حاصل ہوئے ڈوما اگرچہ ایسی آزاد پارلیمنٹ ہونے سے بہت بعید تھی جس کی خواہش بہت سے مصلحین کو تھی، پھر بھی وہ کسی حد تک عام خیالات کا آئینہ تھی اور اکثر حکومت کی روشوں پر کچھ نہ کچھ اثر ڈالتی تھی۔ اس نے لوگوں کو قومی معیار پر نمائندہ ادارات سے مانوس کر دیا تھا، اور اس نے صحیح پارلیمنٹی نظم کی ترقی کے لئے امکانی بنیاد مہیا کر دی تھی۔ لیکن جب آخری تحلیل کی جائے تو ۱۹۱۴ء میں اس شہنشاہی حکومت کے ایک باریک پردے کے اندر وہی دفتری مطلق العنانی قائم تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مکمل بیان سیمور اور فریسی کی کتاب "دنیا کس طرح رائے دیتی ہے" (Seymor and Trasy : How the World Votes) میں ہوا ہے۔ جلد دوم ابواب ۲۶-۲۷۔

۵۔ انیسویں صدی کے آغاز کے وقت سے روس کی سیاسی تاریخ کا مختصر بیان کتب ذیل میں ہوا ہے:۔ سی۔ جے۔ ایچ ہیز: "جدید یورپ کی سیاسی و معاشری تاریخ" (C. J. H. Hayes: Political and Social History of Modern Europe) جلد اول باب ۱۲۔ جلد دوم باب ۲۵۔ کیمبرج کی تاریخ جدید (Cambridge Modrn History) جلد دہم باب ۷، جلد نہم ابواب ۹ و ۱۲۔ جلد دوازدہم ابواب ۱۲-۱۳۔ ہیزن: "یورپ از ۱۸۱۵ء" (Hazen: Europe Since 1815) ابواب ۲۱-۲۳ شاپیرو: "جدید و ہمعصر یورپی تاریخ" (Schapiro: Modern and Con temporary European History) ابواب ۲۱-۲۳۔ ایک اعلیٰ معیاری تاریخ رامبو کی "تاریخ روسیہ از ابتدا تا ایں دم" (Rombard: Historic de la Russie des origine Jusqura nos Jours.) جس کا ترجمہ لینگ نے کیا ہے (Long: Historv of Russia) ڈی۔ ایم۔ والنس "رشیا" (Wallace: Russia) طبع جدید نیویارک ۱۹۰۸ء اعلیٰ درجہ کے عام بیانات کتب ذیل میں ہیں۔ ایم بیرنگ: روسی قوم (M. Baring: The Russian people) طبع دوم نیویارک ۱۹۱۱ء۔ ایل وینر "روسی قوم کی تعبیر" (L Wiener: an Interpretation of Russian People) نیویارک ۱۹۱۵ء ادارتی تاریخ عالمانہ شان سے ایم۔ کووالیوسکی کی "روسی سیاسی ادارات" (Kovaleosky:

**مارچ ۱۹۱۷ء والا طبقۂ متوسط کا انقلاب**

جنگ عظیم کے دوران میں روسی نظم حکومت کے چلالیجانے کے لئے فرمانروا اور اس کے وزرا کے لئے غالباً فوق انسانی عقل سے کم کی ضرورت نہ تھی، مگر نکولس دوم میں فوق انسانی عقل کا ہونا بہت بعید تھا، اور جو لوگ اس کے گرد و پیش جمع تھے اور جن کا اثر اس پر پڑتا تھا، خواہ وہ وزرا ہوں جو بے کیف سیاسی منظر پر یکے بعد دیگرے نمودار ہوتے رہتے تھے، خواہ اس کے محل کے لوگ ہوں، خواہ درباری حاشیہ نشین ہوں، سب کے سب چند مستثنیات کے سوا، بدفہم، انقلابی، اور رشوت خوار تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ کے صدمے سے حکومت ڈگمگا کر منہدم ہوگئی، انقلابی قوتوں نے تمام قید و بند کو توڑ ڈالا، زار اور اس کا خاندان بے رحمی کے ساتھ قتل کر دیا گیا، "سرخ خطرہ" تمام ملک پر اس طرح محیط ہوگیا گویا آگ کو آندھی نے پھیلا دیا ہو، معاشرہ بالکل منقلب ہوگیا، اور کسی وقت کی

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ (Russiun Political Institutions) مطبوعہ شکاگو ۱۹۰۲ء میں شامل ہے۔ اور انقلابی تحریک پر مختلف نقطہائے نظر سے کتب ذیل میں بحث ہوئی ہے :- جے مور "روس کی اقتصادی تاریخ" (J. Mavor Economic History of Russia) طبع نیویارک ۱۹۱۴ء جلد دوم مقالات ۴-۷۔ پی۔ میلوکوف "روس اور اس کا نازک وقت" (Miliyoukov: Russia and its Crisis) طبع شکاگو ۱۹۰۵ء۔ بی پاریز "روس اور اصلاح" (B. Pares: Russia and Reform) طبع لندن ۱۹۰۷ء۔ ڈبلیو۔ ای والنگ "روس کا پیغام" (W. E. Walling: Russia Message) طبع نیویارک ۱۹۰۸ء۔ (M. Kovalevesky: La Crise Russe notes et imporessions d' um temoin) ایم۔ جے اولگن "روسی انقلاب کی روح" (M. J. Olgin: The soul of the Russian Revolution) طبع نیویارک ۱۹۱۷ء۔ ونیوگرادوف "روسی مسئلہ" (P. Venogradoff: The Russian Problem) طبع لندن ۱۹۱۴ء۔ ای۔ اے گولڈن وائزر کا مضمون "روسی ڈوما" مطبوعہ "پولیٹکل سائنس کوارٹرلی" ستمبر ۱۹۱۴ء ایک مفید مضمون ہے۔

پرزور شہنشاہی کا محض نام ہی نام رہ گیا۔ جنگ کا شیوع حب الوطنی کے احساس کے اظہار کے لئے ایک اشارہ ہوگیا اور یہ اظہار تقریباً ایسا ہی ہمہ گیر و موثر تھا جیسا کہ فرانس اور دوسرے متخاصم ممالک میں جذبات عامہ کا اظہار ہو رہا تھا۔ جنگ کے آغاز کے وقت اشتراکی عمومیوں کے ایک انتہائی پسند گروہ کے سوا باقی تمام فریقوں نے بلا کسی قید کے حکومت کی تائید کا اقرار کیا[1] لیکن جانوں کے بے شمار نقصانات، پولستان کی جرمانی فتح، اور طبقہ عوام کے مصائب نے پہلے سال کے اندر ہی اندر شدید بد دلی پیدا کردی، اور اگست ۱۹۱۵ء میں رجعت پسندوں اور اشتراکی عمومیوں کے سوا، ڈوما کے تمام گروہ ایک "ترقی پسند مجموعے" میں مجتمع ہو گئے جس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت سے فوری و قطعی اصلاحات کا مطالبہ کیا جائے۔ حق رائے دہی کی وسعت اور کامل پارلیمنٹی نظم حکومت کے لئے شدید مطالبہ کیا گیا[2] مگر اس جانب التفات کرنے کے بجائے زار انتہائی رجعت پسندی کی جانب بھاگ گیا اور حکومت و مصلحین کے درمیان ایک انشقاق پیدا ہو گیا جو جنگ کے دوسرے سال میں برابر بڑھتا گیا۔ ۱۹۱۶ء کے موسم سرما میں معاملات نازک حد کو پہنچ گئے۔ زار پر اس کی بیوی بالکلیہ مسلط ہو گئی تھی اور خود اس عورت پر مذہبی دیوانہ راسپوٹن حاوی تھا۔ وزرا اور دفتری حکام بیشتر انہ طور پر دشمن سے معاملات کر رہے اور جیبوں کو اپنی غداری کی آمدنیوں سے بھر رہے تھے۔ حکومت میں شدید بد نظمی سے لاکھوں سپاہیوں کی جان گئی اور دوسرے لاکھوں اشخاص اور ہر حصہ ملک کی عام آبادی کو ناگفتہ بہ مشکلات پیش آئے۔ جب کچھ وقفے کے بعد فروری ۱۹۱۷ء

---

[1] جنگ کی نسبت فریقوں اور عام طور پر قوم کے رویے کا بیان جی۔ الگزنسکی کی کتاب "روس اور جنگ عظیم" (Alexinsky: Russia and the Great War) میں ہوا ہے۔ ترجمہ بی۔ میال (B. Miall) طبع نیویارک ۱۹۱۵ء۔ آر۔ ڈبلیو چائلڈ کی کتاب "امکانات روس" (R. W. Child: Potential Russia) طبع نیویارک بھی دیکھنا چاہیئے۔

[2] ملاحظہ ہو ایچ۔ این۔ بریلسفورڈ۔ "روس بحالت ارتقا" H. N. Brailsford: Russia in Transition مطبوعہ "نیو ریپبلک" ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء

میں ڈوما پھر جمع ہوئی تو حکومت نے اس کے تعرضات کا اس صریحی عزم کے ساتھ
مقابلہ کیا کہ کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی اور آزادانہ تحریکات کلیتہً محو کردی جائیں گی
بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دربار کو خاص تعلق جنگ کے ختم کرنے سے نہیں تھا بلکہ
مطلق العنان حکومت کے قیام اور دفتریت کے امتیازات کے قایم رکھنے سے تھا۔
ان سب باتوں کا نتیجہ انقلاب ہوا۔ دو ہفتے بعد جب ڈوما ملتوی کی گئی
تو اس نے منتشر ہونے سے انکار کردیا اور یہ اعلان کردیا کہ ملک میں دستوری صاحب اقتدار
وہی ہے۔ دارالصدر کی فوجوں میں بغاوت کے جذبات پھیل گئے اور کارکنوں کی
ایک خود ساختہ مجلس نے حرفی مزدوروں کو بغاوت پر ابھارنا شروع کیا۔ ڈوما
کے سرگروہ جو زیادہ تر کاروباری اور اہل پیشہ طبقات کی نمایندگی کرتے تھے
وہ ارزل طبقے والے انقلاب کو پسند نہیں کرتے تھے اور انھوں نے حتی الوسع حکومت
پر زور دیا کہ پیش آنے والی شورش کے قبل ہی حریت نواز اور آشتی آمیز روش
اختیار کرے۔ مگر دربار کے رجعت پسندوں کو یقین نہیں آتا تھا اور شاید تحریک بھی
اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ اس کا روکنا دشوار ہو گیا تھا۔ دارالصدر کی سپاہ تقریباً
کل کی کل انقلابیوں کے جانب ہو گئی۔ سنٹ پیٹر و سنٹ پال کے بڑے محبسی قلعے کا
محاصرہ اور اس پر قبضہ ہو گیا۔ دفتری حکام گرفتار ہو گئے اور قتل کردئے گئے یا
قید کردئے گئے۔ زار کی حکومت اس سرعت و تکمیل کے ساتھ منہدم ہوگئی کہ اس کی
توجیہ مشکل ہے۔ ۱۵ مارچ کو زار نے صلاح کو مان کر ترک سلطنت کردیا۔ اپنے
خاندان کو بچانے کی امید میں اس نے اپنے بھائی گرینڈ ڈیوک میکائیل کو اپنا
جانشین قرار دیا۔ لیکن آخرالذکر نے یہ اعلان کردیا کہ وہ اس وقت تک تخت پر
نہ بیٹھے گا جب تک کہ روسی قوم استشارے کے ذریعے سے یہ خواہش نہ ظاہر کرے گی
کہ وہ ایسا کرے اور اس دوران میں اس نے تمام عناصر کو یہ صلاح دی کہ جس
ہنگامی حکومت نے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اس کی فرمانبرداری کریں۔
یہ حکومت ایک وزارت تھی جس کا انتخاب خود ڈوما نے کیا تھا اور جو ڈوما کو
جوابدہ تھی۔ اس وزارت کا صدر ایک دستوری عمومی شہزادہ لواؔ تھا۔ یہ حکومت
فوراً ہی ممالک متحدہ امریکہ اور دول متحالفہ کی طرف سے تسلیم کرلی گئی اور اس نے

جس عیاں و بیّن صداقت کے ساتھ قوم اور خاص کر محکوم قومیتوں کے حقوق کا اعلان کیا اور ان کی حفاظت کی اس سے وہ تمام دنیا کے آزاد خیالوں کی نظروں میں پسندیدہ بن گئی۔

لیکن روس کی سیاسی تخلیق جدید اتنا وسیع کام تھا کہ وہ اس سرعت اور اس سہولت کے ساتھ عمل میں نہیں آسکتا تھا۔ قدیم نظم کے اقتدار کا ڈھیلا پڑجانا اتحاد و سلطنت کے خلاف مدتوں کے دبے ہوئے بالتخصیص لیندا نہ اظہارات کے لئے ایک اشارہ ہوگیا۔ چونکہ قوم کو وسیع پیمانے پر حکومت خود اختیاری کا تجربہ نہیں تھا اس لئے یہ یقینی تھا کہ وہ نئے دور کی دفعۃً عاید شدہ ذمہ واریوں کے تحت میں لڑکھڑا جائے گی۔ زار کی حکومت کے ساتھ تنفر کی عادت کی وجہ سے علی العموم حکومت ہی سے بے اعتمادی و بے صبری پیدا ہوگئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لواو کی ہنگامی حکومت کو فوراً ہی ناقابل حل مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مشکلات کا یہاں بیان نہیں ہوسکتا۔ خاص الخاص مشکل یہ پیش آئی کہ نئی حکومت متوسط طبقۂ عامہ کی حکومت تھی جس کی تجویز یہ تھی کہ مغربی سلطنتوں کے طرز پر روس کی تنظیم جدید دستوری بنیاد پر رکھی جائے، مگر عام قوم (ورنہ کم سے وہ عناصر جن میں کچھ عزم تھا اور جن کے پاس ایسے ذرایع تھے کہ ان کی سنی جائے وہ) اس قسم کی کسی شے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے بلکہ وہ کوئی ایسی ڈھیلی ڈھالی اقتصادی سیاسی تنظیم کی صورت چاہتے تھے جس سے اختیارات بیشتر یا کلیۃً مزدور طبقات کے ہاتھوں میں آجائیں ہنگامی حکومت کو ابتدا ہی سے دارالصدر کے باہر بہت کم تائید حاصل تھی اس کے برخلاف کارکنوں، سپاہیوں اور کاشتکاروں کے نمائندوں کی قانون سے باہر "سوویتوں" یعنی مجالس کو جو پیٹر و گراڈ کی مجلس مزدوراں کے طرز پر تنظیم دی گئی تھیں، انھیں عوام کی رغبت و تائید حاصل تھی۔ ان سوویتوں (مجلسوں) پر اشتراکی انقلابیوں اور اشتراکی عومیوں کا تسلط تھا۔ وہ پوری طرح سمجھتے تھے کہ لواو کی حکومت طبقۂ متوسط کی حکمرانی کی خواہاں ہے مگر وہ اس سے کم کسی شے سے مطمئن نہیں ہوسکتے تھے کہ کامل اقتصادی و معاشری تقلیب ہو جائے اور یہ کارکنوں کے غیر محدود اقتدار پر مبنی ہو۔

جس قدر ہفتے گزرتے گئے، اسی قدر عارضی حکومت اور ان عناصر کے

درمیان ناچاقی ہوتی گئی جن کی نمائندگی سوویتوں میں ہوتی تھی اور امور کو مجتمع رکھنے کے لئے اداکل گرامیں یہ لازمی ہوگیا کہ وزارت کے دروازے ان لوگوں کے لئے کھول دئے جائیں جو سوویت کے معاملے کی نمائندگی کرتے تھے یا کم از کم یہ کہ اس سے ہمدردی رکھتے تھے[1] اس سے وہ اندرونی اختلافات اور بڑھ گئے جن میں حکومت پہلے ہی سے مبتلا تھی، اور حکومت سابق سے بھی زیادہ بیعزم ہوگئی۔ جنگ کے طول پکڑنے کے متعلق سوویتوں کی مخالفت روز بروز زیادہ کھلے طور پر ظاہر ہونے لگی[2]۔ "امن پسند" "موافق جرمانی" "قومی" بیسوں اقسام کے پروپاگنڈوں سے اندیشناک بدنظمی اور بددلی پھیل گئی۔ ملک بہت سرعت کے ساتھ نزاج کے غار میں جا گرا۔ صورت حالات ہر ایک ایسے فریق یا گروہ کے ذی اقتدار ہوجانے کی بالکلیہ مؤید تھی جو بلا خطر ایک قطعی لائحہ عمل پر قایم ہوجائے اور عمومی جذبات کو اپنے حق میں منتظم کرلے۔ اس قسم کا فریق فوراً بولشویوں کی صورت میں نمایاں ہوگیا[3]۔

---

[1] ۔ کیرنسکی اگرچہ سوویت کے مقاصد کی تائید کرتا تھا مگر وہ ابتدا ہی سے عارضی حکومت کا رکن تھا۔

[2] ۔ رنیوں نے "عدم الحاق" عدم تاوان اور اقوام کے تعین خود اختیاری کی بنا پر صلح کا مطالبہ کیا۔

[3] ۔ مارچ ۱۹۱۷ء کے انقلاب اور عارضی حکومت کی ناکامی کا بیان کتب ذیل میں ہوا ہے:۔

اولگن: "روسی انقلاب کی روح" (Olgin: The Soul. of the Russian Revolution)

ای۔ پی اسٹبنگ: "زار سے بولشویک کی جانب" (Stebbing: From Czar to Bolshevik)

طبع نیویارک ۱۹۱۸ء۔ ای۔ اے۔ روس بحالت ہیجان (Ross: Russia in Upheaval)

طبع نیویارک ۱۹۱۸ء۔ اے۔ ایس ریپوپورٹ: روسی انقلاب کے پیشرووں" (A. S. Rappoport: Pioneers of the Russian Revolution) طبع نیویارک ۱۹۱۸ء۔

بی گورک: "روس میں جنگ و انقلاب" (B. Ghourko ; War and Revolution in Russia)

طبع نیویارک ۱۹۱۹ء۔ اے۔ جے۔ سیک: روسی عمومیت کی پیدائش" (A. J. Sack: The Birth of Russian Democracy) طبع نیویارک ۱۹۱۹ء۔ ای۔ وانڈر ویلڈے:

روسی انقلاب کی تین حیثیتیں (E. Vandervelde: Three Aspects of the Russian Revolution)

**نومبر ۱۹۱۷ء کا بولشوی انقلاب**

بیسویں صدی کے ابتدائی حصے میں روسی اشتراکیت دو بڑے فریقوں میں منظم تھی۔ ایک اشتراکی انقلابی اور دوسرے اشتراکی عمومی۔ ایک کا خاص مقصود یہ تھا کہ زمین زمینداروں کے قبضے سے نکل کر کسان اراضی داروں کے ہاتھوں میں چلی جائے اور یہ انتظام اتحاد باہمی کی بعض کیفیتوں کے ساتھ شخصی ملکیت کے اصول پر ہو۔ اس لئے یہ زیادہ تر دیہی فریق تھا، اور نہ صرف یہ کہ خاص اسی ملک کی پیداوار تھا بلکہ عملاً کسی دوسرے ملک میں ان کا مثل موجود نہیں تھا۔ دوسری جانب، اشتراکی عمومی فریق میں زیادہ تر شہری کام کرنے والے تھے اور چونکہ یہ لوگ طبقاتی جدوجہد اور آخر الامر ارزلیت کے تفوق کی نسبت مارکس کے خیالات پر قائم تھے اس لئے یہ وسیع معنی میں مغربی یورپ کے اشتراکی فریقوں کے مثل تھے۔ دونوں فریق

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ طبع نیویارک ۱۹۱۹ء آئی۔ ڈی لیوین؛ روسی انقلاب" E. D Levine; The Russian Revolution طبع نیویارک ۱۹۱۷ء۔ ای۔ جے ڈلن "روس کا کسوف" E. J Dillon: The Eclipse of Russia ۱۹۱۸ء ایک قابل قدر بیان اے۔ ایف کرنسکی کی کتاب "طریق بالشوی کی تمہید" A. E. Kerensky; The thelute of Bolshevism طبع نیویارک ۱۹۱۹ء۔ فریقانہ صف بندیوں کا ایک عمدہ تجزیہ جی۔ ڈیورنی کی کتاب "سیاسی فریق اور روسی انقلاب" (G. Denorgny; Lespartis politiques et la revolution russe) طبع پیرس ۱۹۱۹ء ہے۔ رسالوں کے کارآمد مضامین میں مضامین ذیل کا ذکر ہو سکتا ہے:۔

پی۔ وینوگراڈوف "روسی انقلاب کے بعض تاثرات" P. Vinogradoff; Some Impressions of the Russian Revolution مطبوعہ "کانٹیمپوریری ریویو" مئی ۱۹۱۹ء۔ ای۔ جے۔ ڈلن؛ "روس بحالت ہیجان" E. J. Dillon; The Russian upheaval مطبوعہ "فورٹنائٹلی ریویو" مئی ۱۹۱۷ء۔ ایس۔ این ہارپر؛ روسی جمہوریت کا عروج" S. N. Harper; The rise of the Russian Democracy "ورلڈز ورک" مئی ۱۹۱۷ء۔ ای پیٹرونکیوچ۔ "روسی انقلاب" A. Petrunthevitch: The Russian Revolution مطبوعہ "ییل ریویو"۔ ای۔ اے راس "روسی انقلاب" E. A. Ross; The Roots of the Russian Revolution مطبوعہ "سنچری میگزین" دسمبر S. Litman; Revolutionary Russia مطبوعہ "امریکن پولیٹکل سائنس ریویو" مئی ۱۹۱۸ء۔

اعتدال پسند اور استیصالی حصوں میں منقسم تھے اور ہر ایک کا میلان یہ تھا کہ وہ دوسرے فریق کے مماثل حصے سے ملحق ہو جائے۔ اشتراکی انقلابیوں کے اعتدال پسند اور استیصالی بازو یمین و یسار کے نام سے موسوم تھے۔ اشتراکی عمومی غوں میں اعتدال پسند "منشویکی" (اقلیت) اور "بولشویکی" (اکثریت) کے نام سے مشہور تھے۔ اشتراکی عمومیوں کے ان دونوں حصوں کے درمیان فرق زیادہ تر وہی تھا جو جرمانیہ، فرانس اور اطالیہ میں اشتراکیت کے "اصلاحی" اور قدامت پسند بازوؤں میں تھا۔ مطلب یہ ہے کہ منشویوں کا یقین یہ تھا کہ اشتراکی مملکت صرف تدریجی رفتار سے حاصل ہو سکتی ہے، اور وہ دوسرے ترقی پسند اور استیصالی عناصر کے ساتھ اتحاد عمل کے مؤید تھے مگر بولشوی اس سے کم کسی بات سے مطمئن نہیں ہو سکتے تھے کہ ایک فوری عظیم الشان، شدت انگیز اور بین الاقوامی تقلیب سے نئی صورت وجود میں آجائے!

"بولشویوں" نے اگرچہ اپنا نام بولشویک یعنی "فریق کثیر" رکھا تھا مگر ابتداءً وہ روسی اشتراکیوں کی کل جماعت میں بہت قلیل التعداد تھے، اور سوویٹیں جس طرح سے پہلے مرتب ہوئی تھیں ان میں وہ کوئی زیادہ اہم عنصر نہیں تھے۔ منشوی بہت بڑی کثرت رکھتے تھے مگر بولشویوں پر عارضی حکومت کے ساتھ تعلقات یا اس کی ذمہ داری کا بار نہیں تھا لیکن لینن[1] اور ٹروٹسکی کی ذات میں انھیں دو ایسے اشخاص حاصل تھے جو عامتہ الناس کے رہبر اور بیباک ہونے کے ساتھ ہی نہایت درجہ چست و چالاک اور کامیاب سرگروہ اور شورش انگیز تھے۔ اور پھر ان لوگوں کا لائحہ عمل ایسا تھا جس پر یہ اعتماد ہو سکتا تھا کہ ان میں غیر تعلیم یافتہ اور غیر عملی اشخاص کے لئے کشش موجود ہوگی جو لڑائی سے تھک کر ہر ایک اقتصادی درخواست کے قبول کر لینے کے لئے غیر معمولی طور پر آمادہ تھے۔ اس لائحہ عمل میں خاص مباحث حسب ذیل تھے۔ فوری التوائے جنگ جس کے بعد صلح ہو جسے ارزلیوں کے نمائندے

---

[1] لینن جس کا اصل نام ولاڈیمیر الیانوف تھا اس کا تعلق نسلاً و تربیتاً طبقۂ امراء سے تھا مگر وہ مدت العمر اشتراکی رہا۔ ٹراٹسکی جس کا واقعی نام برونشٹائن تھا، ماسکو کے طبقۂ متوسط کا ایک یہودی تھا۔

انجام دیں، قومی قرضے کی تنسیخ، کسانوں کے نفع کے لئے زمینداروں کے علاقے فوراً ضبط کرلئے جائیں اور کسانوں کو سودیتوں میں منظم کیا جائے۔ کارخانجات اور معادن مزدوروں کی کامل و فوری نگرانی میں آجائیں، اجارات قومی بنا لئے جائیں، تمام پیداوار حکومت کے زیر اقتدار ہو، سودیتوں سے ایک ایسی حکومت بنائی جائے جو ارزلیوں کی آمریت مطلق کے تحت میں ہو۔ ان روشوں پر چالاکانہ نشر و اشاعت سے ۱۹۱۷ء کے موسم سرما کے ختم ہوتے ہوتے، اکثر سودیت بولشویوں کے زیر اقتدار آگئیں اور ہنگامی حکومت کی لاحاصل کوشش سے (جو پیاپے فوجی ہزیمتوں سے اور بھی زیادہ مایوس کن ہوگئی تھی) پہلے بھی یہ ظاہر ہوگیا تھا کہ روس جنگ میں بھی منہزم ہوجائے گا اور اختیار کا لاُ بولشویوں کے زیر اقتدار مجالس کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ جولائی میں اختیارات پر قبضہ کرنے کی کوشش میں ناکامی ہوی اور عارضی حکومت نے (جو اب کیرنیسکی کی سرکردگی میں آگئی تھی) فوجی و سیاسی حالات کو قابو میں رکھنے کی تا بمقدور کوشش کی مگر حکومت کی ہر ایک تجویز ناکام رہی۔ فوج اور مملکت دونوں بہت سرعت کے ساتھ پارہ پارہ ہوی جارہی تھیں۔ سودیتوں کی ایک نئی کانگریس جو ۷، نومبر کو پیٹروگراڈ میں منعقد ہونے والی تھی، اس کے انتخابات سے بولشویوں کو اس کانگریس میں سات سو کی گراں اکثریت حاصل ہوگئی اور اس جماعت کا جلسہ ہوتے ہی حکومت پر حملہ کرنے کا ارادہ پورا کیا گیا ۶، نومبر کی شب میں سرخ فوج نے حکومت کی خاص خاص عمارتوں پر قبضہ کرلیا۔ مقامی قلعہ گیر فوج یا بیکار رہی یا انقلاب کی جانب ہوگئی۔ ۷، نومبر کی صبح کو ہنگامی حکومت کے ارکان گرفتار کرلئے گئے، صرف ایک کرینسکی بھاگ نکلا۔ دوسرے روز تمام روس کے سودیتوں کی کانگریس" نے جو کچھ ہوا تھا اسے روسی اشتراکی و فاقی سودیتی جمہوریہ کا باقاعدہ اعلان کرکے "باضابطہ" بنادیا اور معاملات کی سربراہی ایک "مجلس ماموریں عوام" کو سپرد کردی جس کا صدر لینن تھا اور جس میں ٹروٹسکی معاملات خارجہ کے لئے مامور عوام تھا۔

یہ نیا نظم صریحاً جبر و چالبازی کا پیدا کردہ تھا۔ یہ روسی قوم کے کسی

حکم سے قایم نہیں ہوا تھا، اور اس کے بعد ہی قومی جمعیت دستور ساز کا جو انتخاب راست ہمہ گیر اور خفیہ رائے دہی کے ذریعے سے ہوا[1] اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ اسے صرف قلیل تعداد کی تائید حاصل تھی؛ ملک کے بہت بڑے حصوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور جہاں اس کا اقتدار سب سے زیادہ قوی تھا، یعنی ماسکو کے گرداگرد کے یورپی روس کے حصص میں، وہاں بھی یہ معرض خطر میں تھا۔ لیکن مخالف عناصر پست ہمت، ایک دوسرے سے مشکوک اور مایوس کن طرح پر بے تنظیم تھے، اور اسلحہ اور تخویف کے آزادانہ استعمال سے (جس کی مثال مل سکتی ہے تو زار کے بدترین زمانے میں مل سکتی ہے) اس نئی حکومت نے اپنی حالت کو ان صفحات کے لکھے جانے کے وقت (یعنی جولائی ۱۹۲۰ء تک) برابر قائم رکھا ہے۔

نئے حکمرانوں کے اولین مقاصد عظمی تین تھے: ۔ ٹیوٹنی طاقتوں سے صلح کا ہو جانا، معاشری و اقتصادی انقلاب کا فوراً عمل میں لانا، اور حکومت کی ایک ایسی مستقل تجویز قایم کرنا جو سوویتوں کے نظم پر مبنی ہو۔ ان میں سے پہلے مقصد کے حصول کے لئے حکومت نے تمام متخاصمین کے سامنے تین ماہ کے التوائے جنگ کی تجویز پیش کی؛ روسی دفاتر میں جو خفیہ معاہدات ملے انھیں شایع کرائے؛ اور ٹیوٹنی طاقتوں کے ساتھ عارضی صلح پر بطور خود دستخط کر دئے، اور ان کے سامنے گویا سر بسجود ہو کر برسٹ لٹووسک کے معاہدے کو قبول کر لیا جس نے روسی جمہوریہ کو تقریباً اسی حد تک پہنچا دیا جو ازمنۂ وسطیٰ کی مسکووی امارت عظمیٰ کی حد تھی۔ معاشری اور معاشی انقلاب اس حد تک آگے بڑھایا گیا جس حد تک کہ احکام کی پشت پناہی قوت سے ہو سکی؛ چنانچہ احکام جاری ہوئے جن کی بنا پر تمام حرفی کارخانجات کا تصرف کارکنوں کی جانب منتقل کر دیا گیا؛ تمام زمین قومی بنالی گئی، اور اسے ان لوگوں کو دے دیا گیا جو اس پر کاشت کرتے تھے؛ معادن، آبی راستے، اور جنگل سرکاری قبضے میں کر لئے گئے؛ روسی کلیسا منسوخ کر دیا گیا؛ اکثر قومی قرضے ساقط کر دئے گئے، اور مختلف

---

[1] "واضع دستور جمعیت کا انتخاب" (Electing the Constituent Assembly) نیو اسٹیٹسمین ۱۹ جنوری ۱۹۱۸ء۔

طریقوں سے طبقہ اعیان اور طبقہ متوسط کے حقوق واپس لے لئے گئے" اور ارذلیوں کی آمریت مطلق کا جو وعدہ مدتوں سے ہو رہا تھا، اسے پورا کر دیا گیا۔

تیسری حکمت عملی کا قطعی اظہار ایک تحریری دستور کی صورت میں ہوا، جسے تمام روس کی سودیتوں کی پانچویں کانگریس" نے جو ماسکو میں اپنا اجلاس کر رہی تھی[1] ۱۰ جولائی ۱۹۱۸ء کو قبول کیا۔ یہ کانگریس ایک خالص بولشوی اجتماع تھا۔ گزشتہ نومبر میں جس جمعیت دستور ساز کا انتخاب ہوا تھا اسے دبا دیا گیا کیونکہ اس میں غلبہ اشتراکی انقلابیوں کا تھا، ملک کے تمام حصص یا غیر بولشوی عناصر سے پاک کر دئے گئے یا انھیں شکست کر دیا گیا۔ پانچویں سودیتی کانگریس خاصۃً ایسے وکلا پر مشتمل تھی جو وفاقی بولشوی سودیتوں سے آئے تھے، اس لئے دستور ایک خالص انقلابی مجمع کا کام تھا، اور اس کے نفاذ سے پہلے نہ اس کی نسبت عمومی مراجعہ ہوا، اور نہ کسی قسم کی مقامی جماعتوں کی توثیق حاصل کی گئی۔[2]

---

[1] ۔ فروری ۱۹۱۸ء میں دار الصدر پیٹروگراڈ سے ماسکو کو منتقل کر دیا گیا تھا۔

[2] ۔ بالشوی انقلاب اور بالشوی حکمرانی کے تحت روس کی صورت حالات کے متعلق کتب و مضامین نہایت کثیر ہیں۔ ان میں سے زیادہ حصے کی اصلیت اخباری نوعیت کی ہے اور وہ عاجلانہ وجزوی نظر پر مبنی ہیں۔ نیز اس میں سے اکثر صاف طور پر بالشویوں کی طرفداری میں ہیں یا ان کے خلاف ہیں۔ اس موضوع پر زیادہ بے لوث کتابوں میں کتب ذیل ہیں:۔ جے۔ اسپارگو "طریق بولشویت بمقابلہ عمومیت" (J. Spargo; Bolshevism versus Democracy) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۹ء۔ ای۔ اینٹونیلی "بولشوی روس" (Antonelli: Bolshevik Russia) مطبوعہ نیویارک ۱۹۱۹ء۔ ڈبلیو۔ ٹی گڈ "بولشویت در عمل" (W. T. Goode: Bolshevism at work) مطبوعہ نیویارک ۱۹۲۰ء۔ ایف۔ بوئیسوں: طریق بولشوی ۱۹۱۷ء-۱۹۱۹ء میں واقعات، تحریرات، شروح (F. Buisson: Les Balsheviki 1917-19; faits, documents, commentaires) طبع پیرس ۱۹۱۹ء۔) بولشوی اصول اور حکمت عملی کے متعلق بالواسطہ تشریحات کتب ذیل میں ہیں:۔ ایل۔ ٹراٹسکی: "ہمارا انقلاب" کارکن طبقہ اور بین الاقوامی انقلاب کے متعلق خطبات ۱۹۱۴ء-۱۹۱۷ء" (L. Trotzky: Our Revolution: Essays on working class and International Revolution 1914-1917)

**سنہ ۱۹۱۸ء کا دستور اور سوویتی نظم۔**

یہ دستور اعلانات، قواعد اور فرامین کے اس طولانی سلسلے پر مبنی تھا جو بولشوی حکام نے نومبر ۱۹۱۷ء کے واقعہ کے بعد شائع کئے تھے۔[1] ان سابقہ تحریرات میں سب سے زیادہ اہم تحریر اس دستور کی دفعہ اول تھی جو "محنت کش اور ستم رسیدہ قوم کا اعلان حقوق" تھا، جسے لینن اور ٹروٹسکی نے تیار کیا تھا اور سنہ ۱۹۱۸ء کے موسم بہار کی جمعیت دستورساز نے اسے پسند نہیں کیا تھا۔ بقیہ پانچ دفعات میں زیادہ ترنئی باتیں داخل تھیں مگر ان سے بھی زیادہ تر یہی عیاں ہوتا تھا کہ وہ سابقہ کارروائیوں اور تجویزوں کا مجموعہ ہیں۔ دفعہ دوم ملک، مزدوری، تعلیم، شہریت، اور مذہب سے متعلقہ عام قواعد پر مشتمل ہے؛ دفعہ سوم میں مرکزی اور مقامی حکومت کی ترتیب کی صورتیں قرار دی گئی ہیں؛ دفعہ چہارم حق رائے دہی اور انتخابی نظم پر محتوی ہے؛ دفعہ پنجم موازنے کے لئے وقف ہے اور دفعہ ششم میں جمہوریہ کے نشان اور علم کا بیان ہے۔ یہ چھ دفعات سترہ بابوں پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ مطبوعہ نیویارک سنہ ۱۹۱۸ء اور "برسٹ لٹووسک تک روسی انقلاب کی تاریخ" The History of the Russian Revolution to Brest-Litovok طبع لندن سنہ ۱۹۱۹ء۔ لینن، "روسی انقلاب" N. Linen ; The Russian Revolution مطبوعہ نیویارک سنہ ۱۹۱۸ء۔ اور "سوویٹ در عمل" روسی سوویٹ جمہوریہ کی بین الاقوامی حیثیت اور اجتماعی انقلاب کے اساسی مسائل" The Soviets at Work ; The Internationol Position of the Russian Soviet Republic and the Fundamental Problems of the Socialist Revolution مطبوعہ نیویارک سنہ ۱۹۱۹ء۔ مفید مضامین میں مضامین ذیل شامل ہیں۔ اے۔ شیڈویل "لینن اور ٹراٹسکی کے بموجب بولشوی طریق" A. Shadwell Bolshevism according to Lenin and Trotzky مطبوعہ "نائنٹینتھ سنچری" فروری سنہ ۱۹۱۹ء۔ جے۔ زٹلین، "روسی انقلاب میں فریقوں کا تصادم" J. Zeitlin; The Conflict of the Parties in the Russian Revolution مطبوعہ یونیورسٹی آف الی نوائس بلیٹن ۳ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء۔ ایس پرلمین، "طریق بولشویت اور عمومیت" S Perlman ; Bolshevism and Democracy مطبوعہ مطبوعات امریکن سوشیولوجیکل سوسائٹی جلد چہاردہم صفحات ۲۱۶-۲۲۵۔

[1] ان تحریرات میں سے بیشتر کے ترجمے "بین الاقوامی ارتباط" International Civiliation نمبر ۱۳۶، مارچ سنہ ۱۹۱۹ء صفحات ۵-۷۱۔

منقسم ہیں۔ مجموعی طول ممالک متحدہ امریکہ کے دستور سے زیادہ ہے۔[1]

اس دستور نے حکومت کے جس عجیب طرز کا انتظام کیا ہے، اس کے سوا اس میں بعض اور بھی دلچسپ خصوصیات ہیں۔ پہلی خصوصیت انفرادی آزادی کے لئے عجیب وغریب طرح کی ضمانتیں ہیں۔ چونکہ یہ دستور انقلاب سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس میں بالطبع اس بحث کے ضروریات کی کثرت ہے مگر جن حقوق کی ضمانت کی گئی ہے وہ صرف "محنت کش وستم رسیدہ قوم" کے حقوق کی ضمانت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تمام شہریوں کے لئے مساوی حقوق رکھنے کا اعلان کیا گیا ہے مگر سیاق عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نسل و قومیت کی بناء پر تفریقات کا سد باب کیا جائے نہ کہ دوسرے تفریقات کی بنا پر اور اول سے آخر تک صرف مزدوری کرنے والوں ہی کے حقوق گنائے گئے ہیں اور انھیں کی ضمانت کی گئی ہے۔ انھیں اظہار خیال، مذہب، اجتماع، تنظیم اور متحدہ عمل کی آزادی کا حق دیا گیا ہے۔ قوم کے دوسرے طبقات کے کسی قسم کے استحقاق کو مطلق تسلیم نہیں کیا گیا ہے گو یہاں یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ بے لطف منطقی نتیجے کی طور پر نظم جدیدہ کے اہم اغراض میں سے ایک غرض کے طور پر یہ دستور قوم کے طبقات میں تقسیم ہونے کی کامل افسوس کا اظہار کرتا ہے اور اس لئے وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تمام صحیح القویٰ آبادی کارکن بن جائے۔ دستور کی ایک دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ حکومت کی ہیئت اور اس کے اختیارات سے ممیز حکمت عملی عامہ کے معاملات پر زور دیا گیا ہے۔ درحقیقت اس دستور کا مقصود یہ ہے کہ جس حد تک سیاسی تنظیم کی صورت قائم کی جائے اسی حد تک معاشی و اقتصادی انقلاب کو بھی مرکوز و متحد کیا جائے۔ اسی وجہ سے یہ اراضی کی شخصی ملکیت کو منسوخ کرتا ہے، جنگلوں اور کانوں کو قومی ملک قرار دیتا ہے پیداوار اور نقل و حمل کے تمام دوسرے ذرائع کے نسبت بھی یہ اعلان کرتا ہے کہ آخر الامر وہ قومی ملک ہو جائیں گے، کلیسا کو منسوخ کرتا ہے، تعلیم کو دنیاوی بناتا ہے، یہ اعلان کرتا ہے کہ "جو کام نہ کرے گا

---

[1] دستور کا ایک انگریزی ترجمہ جس میں متعدد نظر ثانی داخل ہیں "نیو یارک نیشن" ۴ جنوری سنہ ۱۹۱۹ صفحات ۸۔ ۱۲ اور "انٹرنیشنل کانسٹی ٹیوشن" مارچ سنہ ۱۹۱۹ صفحات ۷۲۔ ۹۰ میں طبع ہوا ہے۔

اسے کھانا بھی نہ ملے گا۔ عام فوجی تعلیم لازم قرار دیتا ہے، اور تمام اختیارات کو "مزدور طبقات کے ہاتھ میں دیتا ہے جو شہری اور اقتصادی سودیتوں میں متحد ہوئے ہوں"۔ غیر ملکی حکمت عملی تک اس میں شامل کی گئی ہے، یعنی "بغیر الحاق و تاوان کے عام عمومی امن کا قیام، بین الاقوامی قرار دادوں اور باہمی تعلقات کی پوری پوری اشاعت، فنستان کی خود مختاری، ایشیا اور دنیا کے دوسرے بیرونی ممالک کی "محنت کش" آبادیوں سے یورپینوں کے ناروا جلب منفعت کا خاتمہ۔

اس دستور نے جو نظم حکومت قایم کی ہے، اس میں بھی اسی طرح کی متعدد عجیب و غریب خصوصیتیں ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ سیاسی اختیار میں بالغ آبادی کے صرف ایک حصے کو شامل کرنے کے معاملے میں یہ نظم کسی اعتبار سے منفرد نہیں ہے مگر حق رائے رکھنے والوں اور نہ رکھنے والوں کے درمیان جس بنیاد پر خطِ تفریق کھینچا گیا ہے اس کی کوئی نظیر و مثال نہیں مل سکتی۔ اساسی اصول یہ ہے کہ معاملات عامہ کے اقتدار میں صرف ان لوگوں کو شرکت حاصل ہوگی جو "ارباب پیداوار" سمجھیں جائیں۔ اس لئے رائے اور عہدوں کا حق دونوں جنس کے ان اشخاص کو عطا کیا گیا ہے جو اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچ گئے ہوں اور جنھوں نے (الف) کسی ایسی محنت و مزدوری سے ذریعۂ معاش مہیا کر لیا ہو جو معاشرے کے لئے باعث پیداوار یا سودمند ہو، یا (ب) ایسی مکان داری میں مشغول ہوں جس سے اول الذکر کو سیر حاصل و نفع بخش کام مہیا ہوتا ہو، یا (ج) ایسے کاشتکار یا زرعی مزدور ہوں جو حصول منافع کی غرض سے کسی سے مدد نہ لیتے ہوں، یا (د) سودیتی جمہوریہ کی بری یا بحری فوج میں ملازم ہوں، یا (ہ) ان اصناف میں کسی صنف سے تعلق رکھنے والے ایسے اشخاص ہوں جنھوں نے کسی حد تک کام کرنے کی قابلیت زایل کر دی ہو۔ غیر ملکی اقامت گزیں اگر مزدوری میں مشغول ہوں، تو انھیں بھی شہریوں کے برابر سیاسی حقوق حاصل ہونگے۔

دوسری طرف طبقات ذیل خصوصیت کے ساتھ رائے دہی سے خارج کر دئے گئے ہیں:
(۱) وہ اشخاص جو نفع کے بڑھانے کی غرض سے اجرتی مزدوروں سے کام لیتے ہوں (۲) وہ اشخاص جو محنت کے بغیر حاصل شدہ آمدنی پر بسر کرتے ہوں خواہ یہ آمدنی بیائے کے منافع سے حاصل ہوتی ہو یا جائداد کے محاصل سے (۳) تاجر، سوداگر اور دلال

(۴) راہب اور پادری (۵) سابق پولیس کے ملازمین اور گماشتے اور سابق حکمراں جماعت کے ارکان ہیں نہ صرف سابق طبقہ اعیان بلکہ پیشہ ور طبقہ متوسط اور دوسرے اہل پیشہ طبقات بھی عملاً سیاسی اختیار سے خارج کر دئے گئے ہیں۔ سوویتوں کی حکمرانی ہے اور سوویتیں تمام تر غیر سرمایہ دار اہل پیداوار کے وفدوں پر مشتمل ہوتی ہیں لے

اس سے حکومتی نظم میں ایک دوسری نمایاں خصوصیت کا اظہار ہوتا ہے وہ یہ کہ نمائندگی کی جغرافی بنیاد کے بجائے پیشہ وری بنیاد قایم کی گئی ہے۔ اس کتاب کے ابتدائی حصوں میں اس امر کی طرف اشارہ ہو چکا ہے کہ متعدد مغربی ممالک میں یہ مطالبہ بڑھتا جاتا ہے کہ سیاسی تنظیم کو معاشری مجموعوں اور پیشہ وری اغراض سے زیادہ قریبی مطابقت ہونا چاہئے ۲ شہری سوویتیں ایسے ارکان پر مشتمل نہیں ہیں جو حلقوں سے یا دوسرے ارضی تقسیموں کی بنا پر منتخب کی گئی ہوں بلکہ وہ ایسے وکلا پر مشتمل ہیں جو انجمنہائے مزدوراں اور شہر کی دوسری جماعتہائے کارکنان کی جانب سے منتخب ہوے ہوں ۳ قصباتی سوویتیں بھی اسی طرح پر مبنی ہیں اگرچہ دیہاتوں میں رہنے والی آبادی کے پیشوں کی یکسانی سے یہ اصول کسی قدر ماند پڑ گیا ہے۔ صوبجاتی سوویتیں جن میں شہری اور قصباتی دونوں قسم کے وفدیہ ہوتے ہیں وہ بھی کاشتکاروں حرفی کارکنوں اور سپاہیوں اور جن اضلاع میں کاساک آباد ہیں وہاں کاسکوں کے اجزا سے

لے ۔ جے ۔ آر میکڈانلڈ "پارلیمنٹ اور انقلاب" (J. R. Macdonald Parliament and Revolution) مطبوعہ لندن ۱۹۲۰ء باب پنجم۔

۲ ۔ یہ فرانس میں اتحادیت کی اور انگلستان میں انجمنی اشتراکیوں کی ایک خاص تجویز ہے۔ ملاحظہ ہو بی رسل: "آزادی کی مجوزہ راہیں" (B. Russel: Proposed Roads to Freedom) طبع نیویارک ۱۹۱۹ء صفحات ۵۶ - ۵۸ ۔ جی ۔ ڈی ۔ ایچ ۔ کول: مزدوروں کی دنیا (J. D. H. Cole; The World of Labour) مطبوعہ لندن ۱۹۱۳ء

۳ ۔ اس شکل میں سوویت کی ابتدا ۱۹۱۷ء سے نہ سمجھنا چاہئے ۱۹۰۵ء کی انقلابی تحریک کے زمانے میں پیٹروگراڈ، ماسکو اور دوسرے شہروں کے کارکنوں نے سوویتیں قایم کیں جن کی تنظیم ویسی ہی بنیاد پر ہوئی تھی جیسی حرفی گروہوں کی تھی۔

بنتی ہیں۔ صرف تمام روس کی سوویتوں کی کانگریس میں جو سوویتی ہرم کا راس اعلیٰ ہے، جغرافی بنیاد صاف طور پر رائج ہے۔

یہ جو کچھ کہا گیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکومت کا سوویتی نظم عمومی نہیں ہے اور نہ اسے اس کا ادعا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب روسی حریت کا منتہائے نظر اس طرز کی عمومیت تھی جن پر انگلستان، فرانس اور دوسرے مغربی ممالک میں کام ہوا تھا۔ ۱۹۰۵-۰۴ء کے خواہان اصلاح نے پارلیمنٹی حکومت کو اپنے مطالبات میں اول جگہ دی تھی۔ درحقیقت اعتدال پسند احرار ۱۹۱۷ء میں بھی اسی قسم کی ترتیب جدید کے خواہاں تھے اور لوگوں کی عارضی حکومت کو توقع یہ تھی کہ وہ بتدریج اس کام کو کر لی جائے گی۔ لیکن ۱۹۰۶ء کے بعد استیصالی طبیعت کے عناصر اس عمومی لائحۂ عمل کی طرف سے بداعتماد ہو گئے تھے۔ وہ اس پر افسوس کرتے تھے کہ طبقۂ متوسطہ کے مصلحین برابر اس جانب مائل ہوتے جاتے ہیں کہ مطلق العنان حکومت سے مصالحت کر لی جائے؛ وہ یہ دیکھتے تھے کہ مغربی ممالک میں استیصالی عمومیت کے ثمرات سے مطمئن نہیں تھے؛ ان کے دلوں میں یہ خیال جاگزیں ہو گیا تھا کہ ان کی آزادی و بہبود کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ ارزلیوں کی آمریت ہے[1] لہذا انھوں نے تمام قوم کی عظیم الشان عمومیت کے مطمح نظر کو رد کر دیا اور اپنی نظروں کے سامنے ایک ایسی مملکت کا خیال جما لیا جو کلیتہً کارکنوں پر مشتمل ہو اور اس میں خالصتہً کارکنوں کے مفاد کی نظر سے حکمرانی ہوتی ہو۔ اور جب قسمت کے ایک عجیب و غریب تغیر نے انھیں صاحب اقتدار بنا دیا تو انھوں نے حتی الوسع اس خیال کو عملی جامہ پہنانے میں کوتاہی نہیں کی۔

---

[1] اس امر کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ روس اور دوسرے مقامات کے متعدد سنجیدہ طبع علما نے ایک سوال اٹھایا ہے جسے حال کے ایک لکھنے والے نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے "آیا ہماری اس تفریق یافتہ جدید نظم معاشرت میں کوئی واقعی ذمہ دار حکومت ایسے رائے دہندوں کے اقتصادی طور پر بے ہیئت جم غفیر کی بنیاد پر چل سکتی ہے جن کے درمیان رابطہ اتحاد اس کے سوا اور کچھ نہ ہو کہ جغرافی اعتبار سے وہ ایک ہی مقام میں رہتے ہیں۔ مگر ان کے پیشے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں ان کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے جدا ہیں۔" راس (E. A. Ross) کا مضمون امریکن پولیٹیکل سائنس ریویو مئی ۱۹۲۱ء صفحہ ۲۲۰۔

**حکومت کی ہیئت**

جدید حکومتی نظم کی ہیئت کسی قدر پیچیدہ ہے اور پوری طرح باقاعدہ بھی نہیں ہے۔ اس کی سب سے نمایاں خصوصیت سوویتی کانگریسوں کی ایک اہرامی ترکیب ہے جو تمام روس کی کانگریس پر جا کر منتہی ہوتی ہے اور ان میں "ماموریں" اور دوسرے عاملانہ و انتظامی عہدہ داروں اور مجلسوں کا ضمیمہ لگا ہوا ہے۔ ملک کے قصباتی حصص میں ابتدائی اکائی موضع کی سوویت اور شہری مرکزوں میں شہری سوویت ہے۔ موضع کی سوویت کے ارکان کا انتخاب موضع کی کمیون کے کام کرنے والے کرتے ہیں۔ ایک پرگنے کے اندر جس قدر موضع کی سوویتیں ہوتی ہیں وہ سب مل کر پرگنے کی سوویت کا انتخاب کرتی ہیں؛ ان کا تناسب یہ ہوتا ہے کہ نیچے کی جماعت کے ہر دس رکن کی جانب سے ایک وفید ہوتا ہے اور اسی طرح ایک ضلع میں جس قدر قصبوں کی سوویتیں ہوتی ہیں وہ سب ضلع کی ایک سوویت کا انتخاب کرتی ہیں جن کا تناسب ہر ایک ہزار باشندوں کی جانب سے ایک وفید کا ہوتا ہے۔ لیکن شہری سوویت شہری کام کرنے والوں کی ابتدائی جمعیت کی جانب سے منتخب ہوتی ہے۔ مضافاتی اور شہری سوویتوں کے نمایندے پہلے صوبے کی سوویت میں جمع ہوتے ہیں جن میں مضافات کے حلقوں کی نمایندگی ہر دس ہزار باشندوں کی طرف سے ایک وفید کے ذریعے سے ہوتی ہے اور شہری رقبات کی نمایندگی دو ہزار رائے دہندگان کی طرف سے ایک وفید کے حساب سے ہوتی ہے[1] لیکن ابھی صوبجاتی سوویت سے بھی بالاتر اقتدار والی سوویت ہے جو شہری اور صوبجاتی (یعنی دیہاتی) سوویتوں کے نمایندوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کا انتخاب ہر پچیس ہزار دیہاتی باشندوں اور شہروں میں پانچ ہزار رائے دہندوں کی جانب سے ایک نمایندے کے تناسب سے ہوتا ہے۔ آخر میں تمام روس کی کانگریس ہے جس میں شہری سوویتوں کے وفید پچیس ہزار رائے دہندوں کی طرف سے ایک کی نسبت سے اور دیہاتی سوویتوں کے وفید ہر سوا لاکھ باشندوں کی طرف سے ایک کی نسبت سے شامل ہوتے ہیں۔ اس اعلیٰ جماعت میں شہری باشندوں کو نہ صرف صوبجاتی سوویتوں کے وسیلے سے بالواسطہ نمایندگی کا نفع حاصل ہے بلکہ خاص اسی مقصد سے منتخب شدہ وفیدوں کے ذریعے سے بھی ان کی نمایندگی ہوتی ہے۔ سوویتوں کے ارکان کسی میعاد کے لئے منتخب نہیں ہوتے

---

[1] عجیب امر ہے کہ دستور سلطنت میں جب دیہاتی آبادی سے بحث ہوتی ہے تو باشندوں کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور جب شہری آبادی کا ذکر ہوتا ہے تو رائے دہندے کی اصطلاح آتی ہے۔

بلکہ ان کے مقرر کنندگان ہمہ وقت انھیں واپس طلب کر سکتے ہیں۔ اس لئے ملک میں انتخابات کی کوئی مقررہ تاریخ نہیں بلکہ ملک کی زیر تقسیموں میں بھی کوئی مقررہ تاریخ نہیں ہے۔ تمام مدارج کی سودیتوں کا فرض یہ ہے کہ وہ "سودیتی اقتدار کے اعلیٰ تر ارکان کے تمام احکام کو عمل میں لائیں اور اپنے حصۂ ملک کے تعلیمی و اقتصادی معیار کو ترقی دیتے ہیں" ہر طرح کی کارروائی کریں اور اپنے اپنے حدود اختیار میں سودیتی سرگرمی کے معاملے میں یکساں اتحاد عمل کریں۔ دیہاتی سودیتوں کے لئے ضروری ہے کہ مہینے میں کم سے کم ایک مرتبہ اجلاس کریں، ضلع اور صوبے کی سودیتیں تین مہینے میں کم سے کم ایک بار اجلاس کریں اور علاقہ واری سودتیں سال میں کم سے کم دو مرتبہ۔ تمام رقبات میں سودیت سب سے اعلیٰ اقتدار ہے مگر وہ ایک عاملانہ ذیلی مجلس کا انتخاب کرتی ہے جو اس کے فیصلوں کو عمل میں لاتی ہے، اور سودیتی کانگریس کے اجلاسوں کے درمیانی وقفوں میں سب سے اعلیٰ حکمراں جماعت کی حیثیت سے عمل کرتی ہے

تمام روس کی کانگریس میں جو بالواسطہ تمام انتخاب کنندگاں کی نمایندگی کرتی ہے اقتدار اعلیٰ کے تمام آخری اختیارات جمع ہیں۔ اس جماعت کو کامل اقتدار حاصل ہے کہ وہ دستور میں ترمیم کرے، سرحدوں کا تعین کرے اور ان میں تغیر کرے، جنگ کا اعلان کرے اور اسے جاری رکھے، معاہدات موکد کرے، ملک حوالے کرے، خارجی تعلقات کا انتظام کرے، محصول عاید کرے، قرضے لے، بری اور بحری افواج قایم کرے، حق شہریت عطا کرے اور اسے منسوخ کرے، غیر ملکیوں کے حقوق کا تعین کرے اور وزن اور پیمانہ کا انضباط کرے۔ ایک نہایت ہی غیر معمولی "حادی دفعہ" اور بھی ہے جس کا وجود کسی دوسرے تحریری دستور میں نہیں پایا جاتا۔ وہ یہ کہ کانگریس اور اس کی منتخب کردہ "مرکزی مجلس" کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ "تمام معاملات جو اس کے فیصلے کے بموجب اس کی توجہ کے محتاج ہوں ان سب کو اپنے ہاتھ میں رکھے"[1] دستور کے شرائط کے بموجب اس کانگریس کا اجلاس سال میں کم سے کم دو مرتبہ ہوتا ہے۔ اجلاسوں کے درمیانی زمانے میں اعلیٰ اقتدار "تمام روس کی مرکزی جماعت عاملانہ"

---

[1] دفعہ سوم باب نہم۔

کے ہاتھ میں ہوتا ہے، اس جماعت میں دوسو ارکان سے زیادہ نہیں ہوتے جن کا انتخاب کانگریس کرتی ہے۔ درحقیقت یہ "مجلسِ عاملہ" وضع قوانین اور نگرانی کے اختیارات اس وسعت سے عمل میں لاتی ہے کہ اسے ایک طرح ماتحت پارلیمنٹ سمجھنا مناسب ہوگا جس کا انتخاب کانگریس کی جانب سے ہوتا ہے اور جو کانگریس کو کالاجواب دہ ہوتی ہے، مگر اسے معقول حد تک آزادی حاصل ہوتی ہے۔ کانگریس کے اجلاس اسی مجلس کی جانب سے طلب کئے جاتے ہیں اور یہ طلبی یا خود مجلس کی اپنی رائے سے ہوتی ہے یا مقامی سوویتوں کی درخواست پر ہوتی ہے جن میں جمہوریہ کی ایک ثلث آبادی سے کم کی نمایندگی نہ ہوتی ہو۔

کانگریس کے مختتم اقتدار کے ماتحت، اس مرکزی مجلس عاملہ کے ہاتھ میں قوم کے معاملات کا کلاً تفویض ہوتے ہیں۔ ضروری عاملانہ وانتظامی کاموں کی انجام دہی کی غرض سے یہ مجلس "مامورین عوام کی ایک مجلس" کا تقرر کرتی اور اسے اپنی نگرانی میں رکھتی ہے۔ واقعاً یہ دوسری مجلس ایک وزارت کی طرح ہوتی ہے جو ان سترہ عاملانہ صیغوں کے سرگروہوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کا تعین دستور میں کیا گیا ہے، مثلاً، معاملات خارجہ، فوج بری، فوج بحری، مالیات، عدالت، مزدوری، معاشری بہبود، صحت عامہ، تجارت وحرفت، زراعت، نقل وحمل۔ یہ وزارت انفراداً واجتماعاً مجلسِ عاملہ کے روبرو ذمہ دار ہے، اور اس پر لازم ہے کہ "وسیع سیاسی اہمیت" کے تمام حکموں اور قراردادوں کے متعلق اسی جماعت کی طرف رجوع کرے۔ ہر مامور یا وزیر کو ایک "جماعت" یا مجلس مدد دیتی ہے جس کے ارکان کا تقرر بھی مجلس وزرا کرتی ہے۔[1]

حکومت کے اس طریق کے متعلق دو تین بڑے امور کی بابت آخر میں کچھ ذکر کرنا چاہیئے۔ پہلا امر یہ ہے کہ عملاً تقسیم اختیارات کے اصول کو کہیں تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ "تمام روس کی کانگریس" ہر قسم کے حکومتی اختیارات کا مخزن ہے اور غیر معین حد تک ہے۔ "مرکزی مجلسِ عاملہ" حاکم عاملانہ بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی مجلسِ مقننہ بھی ہے،

[1] دفعہ سوم باب ہشتم۔

نظم عدالت کے لئے دستور میں کوئی انتظام نہیں ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ نمایندگی اور اس لیے عمومی نگرانی، بلاواسطہ ہونے کے اعتبار سے اس سے بدرجہا کم ہے جس قدر مغربی نظمہائے حکومت میں ہے؛ کسان رائے دہندگان مواضع کی سوویٹوں کا انتخاب کرتے ہیں اور یہ سوویٹیں ضلع کی سوویت کے لئے نمایندے منتخب کرتی ہیں پھر یہ ضلع کی سوویٹیں صوبے کی سوویت کے لئے وکلا کا انتخاب کرتی ہیں؛ صوبوں کی سوویٹیں ماسکو کی "تمام روس کی کانگریس" میں اپنے نمایندے بھیجتی ہے؛ آخر میں یہ موتمران" ماموروں" کا انتخاب کرتی ہے جن کے ذمے ملک کے معاملات خارجہ، مالیات اور دوسرے عظیم و جلیل اغراض ہوتے ہیں۔ یہ "مامور" انتخاب کنندہ کسانوں سے بہت بعید ہوتے ہیں اور روسی نظم میں ماموروں اور دوسرے حکومتی سرگروہوں کو بتواتر مواقع ایسے ملتے ہیں کہ درجہ بدرجہ سوویٹوں پر ایسا اثر یا دباؤ ڈالیں کہ انھیں قوم کی مرضی سے بعید اور بعیدتر کردیں۔ مزید براں جیسا کہ حال کے ایک مصنف نے ظاہر کیا ہے کہ اگر ہر درجے میں تناسبی نمایندگی پر سختی سے کے ساتھ عمل نہ ہوگا تو اقلیت کے فریقوں کا اثر ناپدید ہوجائے گا اور مرکزی جماعت عاملانہ صرف اکثریت کے فریق پر مشتمل ہوجائے گی۔

یہ ایک تیسرے اہم امر کے بیان کی طرف داعی ہوتا ہے وہ یہ کہ نظم اب تک صرف ایک فریق کے فائدے کے لئے عمل میں آیا ہے اور اس فریق کے مقاصد کے پورا کرنے کے لئے اس میں توڑ مروڑ کیا گیا ہے۔ طریق سوویت اور طریق بولشویک کو ایک ساتھ فتح حاصل ہوگئی، اور سوویت ہی وہ ذریعے رہا ہے جس کے وسیلے سے لینن اور ٹروٹسکی کے فریق نے اپنے کو برسر اقتدار رکھا ہے۔ مگر حکومت کی شکل اور سیاسی فریق دو جداگانہ چیزیں ہیں۔ طریق سوویت کی خوبیوں میں ابھی کلام کی گنجایش ہے اغلب ہے کہ دنیا ان اصولوں میں شرکت سے انکار کردے گی جن پر اس طریق کی بنا قایم ہے۔ مگر اسے بالفعل تسلیم کرنا چاہئے کہ اس طریق کو روس میں (سنہ ۱۹۲۰ء تک) عمل کا کافی موقع نہیں دیا گیا۔ بولشوی اول سے آخر تک برابر ان سوویٹوں کو توڑتے رہے جو ان کے حالات پر نہیں چلتی تھیں؛ وہ انتخابات کو ایسی تدبیروں سے چلاتے رہے جس سے حکومت کے موافق امیدواروں کی فتح متیقن ہوجائے؛ انھوں نے

تقریر اور مطابع کی آزادی کو بالکلیہ دبا دیا اور اپنی مطلق العنان حکمرانی کی بقا کے لئے سابق زار کے دور کے ہر طرح کے جبر و حیلہ سے کام لیتے رہے کہنا یہ چاہیئے کہ بارہ کروڑ کی آبادی میں سے زیادہ سے زیادہ صرف چھ لاکھ آدمیوں کی حکمرانی ہے۔ طریق سودیت کا خاص نقص درحقیقت یہ ثابت ہوگا کہ یہ سیاسی خرابیوں میں سے سب سے زیادہ شدید خرابی یعنی فریقہائے قلیل پر جور و ستم کی جانب خصوصیت سے مائل ہو جاتا ہے[1]

تمت

[1] روس کے نئے دور کی کشادہ دل مدح سرائی کے لئے ایک انگریز حریت پسند بی رسل کا مضمون سوویتی روس Bertrand: Rnssel: Soviet Russia مطبوعہ نیویارک فیشن ۳۱ جولائی و ۷ اگست ۱۹۲۰ء دیکھنا چاہیئے۔ مزید مباحث ان کتابوں میں ملیں گے جن کا اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے۔

# فہرست اصطلاحات
## حکومتہائے یورپ حصہ دوم

# A

| | |
|---|---|
| *Abgeordnetenhaus:* | دارالنائبین |
| **Act of Mediation:** | قانونِ توسط |
| **Act of Settlement:** | قانون بند وبست |
| **Act of Uniformity:** | قانون یکرنگی |
| **Adjournment:** | التوا |
| **Administrative:** | انتظامی |
| **Administrative Council:** | مجلس انتظامی |
| **Agent:** | عمیل |
| **Aisle:** | راستہ |
| **Alternate:** | تبادل |
| ***Amtsgericht*:** | ابتدائی محکمہ |
| **Anarchy:** | نراج |
| **Ancestor worship:** | پرکھا پوجا |
| **Armistice:** | متارکہ |
| ***Arrêts:*** | تجاویز |
| ***Arrondissement*:** | ضلع |

| | |
|---|---|
| **Attorney-General:** | وکیل سرکار |
| **Auditor-General:** | صدر ناظر حسابات |
| ***Ausschuss:*** | مجلس |

# B

| | |
|---|---|
| **Baptist:** | اصطباغی |
| ***Bezirk:*** | ضلع |
| ***Bezirksamman:*** | ناظم ضلع |
| **Bolshevism:** | بولشویت |
| **Bolshevist:** | بولشوی |
| **Borough:** | برو |
| ***Bourgeoisie:*** | طبقۂ اوسط |
| ***Bundesgericht* (Federal Court):** | محکمۂ وفاقیہ |
| ***Bundesrath:*** | مجلس وفاقیہ |
| ***Bureau(France:)*** | شعبہ |
| **Bye-election:** | درمیانی انتخاب |

# C

| | |
|---|---|
| **Cabinet:** | کابینہ |
| ***Chaier:*** | بیاض |
| **Canton:** | پرگنہ |
| **Caucus:** | بزمک |
| ***Chambre des Requètes:*** | عدالت عرائض |
| **Chancellor of the Exchequer:** | وزیر مالیات |
| **Chancery:** | عدالت نصفت |
| **Choice:** | ترجیح |
| **Circles (*Kreise*):** | حلقے |

| | |
|---|---|
| *Circondaro:* | ضلع |
| **Circular:** | گشتی |
| **Cisalpine Republic:** | جمہوریۂ ایں روئے آلپ |
| **Cispadane Republic:** | جمہوریۂ ایں روئے پو |
| **City State:** | شہری مملکت |
| **Civil Service:** | ملازمانِ دیوانی |
| **Class:** | طبقہ |
| **Closure:** | قطع بحث |
| **Coalition:** | مخلوط فریق |
| **Collectivism:** | اجتماعیت |
| **Collegial:** | مرکب |
| **Colonial Preference:** | مستعمراتی ترجیح |
| **Commission:** | ماموریہ |
| ***Commission d' initiative*:** | ماموریۂ بدایت |
| **Committee of Public Accounts:** | مجلسِ حسابات عامّہ |
| **Committee of Public Petitions:** | مجلسِ عرائضِ عامّہ |
| **Committee of Supply:** | مجلسِ رسد |
| **Committee of Ways and Means:** | مجلسِ طلب |
| **Common Law:** | قانونِ غیر موضوعہ |
| **Commonwealth:** | دولت عامّہ |
| **Commune:** | بلدیہ |
| **Communism:** | اشتمالیت |
| **Compromise** | مفاہمت |
| **Comptroller-General:** | صدر مستوفی |
| **Conscription:** | جبری فوجی خدمت |

**Conservative:** مستحفظ؛ استحفاظی

**Consolidtated Fund:** سرمایۂ مجتمعہ

**Constituency:** حلقہ رائے دہی

**Constituent Assembly:** جمعیتِ دستورساز

**Consulate:** قنصلیہ

**Controller:** نگراں

**Convention:** اجتماع ملکی

**Convocation:** اجتماع کلیسائی؛ اجتماع جامعی

**Co-operation:** تعاون

**Corporations:** شخصیات

***Corps Legislatif:*** جماعتِ مقننہ

**Corridor:** رواق

**Council of State:** مجلسِ مملکت

**Council of States:** مجلسِ نمایندگانِ اجزا

**County:** صوبہ

**Court of Cassation:** عدالتِ تنسیخ

**Court of Criminal Appeal:** عدالتِ مرافعۂ فوجداری

**Court of First Instance:** عدالتِ مراتبِ ابتدائی

**Crown Colony:** شاہی نوآبادی

**Cumulative:** مجموعی

## D

**Dane:** ڈنمارکی

**Decentralization:** لامرکزیت

**Deconcentration:** لاتمرکزیت

***Decrets:*** احکام

| | |
|---|---|
| **Deductive political science:** | قیاسی علم سیاست |
| **Delegate:** | وفید |
| **Democratic:** | عمومی |
| ***Departement* (Fr):** | صوبہ |
| **Department (Eng):** | صیغہ، محکمہ، شعبہ |
| **Departmental:** | محکمہ واری |
| **Dependencies:** | توابع |
| **Devolution:** | انتقالِ اختیار |
| **Dictatorship:** | آمریت |
| **Diet:** | مجلس ملّی |
| **Direct Action:** | عمل راست |
| **Directory:** | نظامت، منتظمہ |
| **Disestablishment:** | موقوفی |
| **Dissenter:** | منحرف |
| **Dissolution (of Parliament):** | انفساخ |
| **District:** | ضلع |
| **Division:** | قسمت |
| **Divisional:** | قسمتی |
| **Domicile:** | توطن |
| **Dominion:** | قلمرو |

# E

| | |
|---|---|
| **Easter:** | عید الفصح |
| **Ecclesia:** | اکلیسیہ |
| **Electoral quotient:** | انتخابی حاصل قسمت |
| **Emancipation Act:** | قانونِ رفع قیود |

| | |
|---|---|
| **Emigration:** | ترکِ وطن |
| **Employer:** | آجر |
| **Engineer:** | مہندس |
| **Entente:** | ائتلاف |
| **Eviction:** | بیدخلی |
| **Excise:** | چنگی |
| **Excommunicate:** | دین بدر کرنا |
| **Extradition:** | تحویل ملزمین |
| **Ex-officio member:** | رکن باعتبارِ عہدہ |

# F

| | |
|---|---|
| **Faction:** | فرقہ |
| **Federal:** | وفاقی |
| **Federal Assembly:** | جمعیتِ وفاقیہ |
| **Federal Council:** | مجلسِ وفاقی |
| **Federal State:** | وفاقیہ |
| **Final Act:** | اختتامی قانون |
| **Finland:** | فنستان |
| **First Consul:** | تنفصل اول |
| **First Lord of the Admiralty:** | وزیر بحریہ |
| **First Lord of the Treasury:** | اول امیر خزانہ |
| **Flexible Constitution:** | لچکدار دستور |

# G

| | |
|---|---|
| **Gallery:** | غلام گردش |
| ***Gendarme:*** | جندارمہ |
| ***Generalite*** | شاہی اضلاع |

| | |
|---|---|
| **Gild:** | انجمن |
| **Gladiator:** | شمشیر باز |
| **Government of National Defence:** | حکومتِ مدافعتِ قومی |
| **Grand Council:** | مجلس اعظم |
| ***Grandes ordonnances:*** | ضوابطِ عظمیٰ |
| **Guardian:** | متولی |

## H

| | |
|---|---|
| ***Habeas Corpus:*** | احضارِ ملزم |
| ***Herrenhaus:*** | دار الامرا |
| **Home Office:** | دفترِ امورِ داخلی |
| **Home Rule:** | سواراج |
| **House of Assembly:** | ایوانِ جمعیت |
| **Hundred:** | ہنڈرِیڈ، پرگنہ |

## I

| | |
|---|---|
| **Impeachment:** | مواخذہ |
| **Imperial Service Troops:** | افواجِ خدمتِ شہنشاہی |
| **Imprisonment for life:** | جنم قید، حبسِ دوام |
| **Initiative:** | ہدایت |
| **Inspector:** | ناظـــر |
| **Intendant:** | ناظر |
| ***Internationale* (The):** | بین الاقوامیہ |
| **International Exhibition:** | نمائشِ بین الاقوامی |
| **Interpellation:** | استیضاح |

## J

| | |
|---|---|
| **Judicial Committee:** | مجلسِ عدالتی |

| | |
|---|---|
| **Judiciary:** | محکمۂ عدلیہ |
| **Justice of the peace:** | ناظمِ امن |

## K

| | |
|---|---|
| **King's Bench Division:** | عدالتِ شاہی |
| ***Kulturkumpf:*** | میدانِ تمدن |

## L

| | |
|---|---|
| **Labour Party:** | مزدوری فریق |
| **Laissez-faire:** | غیر مداخلت |
| **Laity:** | عامانی |
| ***Landeshauptmann:*** | ناظمِ صوبہ |
| ***Landgericht:*** | عدالتِ ضلع |
| ***Landtag:*** | مجلس ملّی |
| **League of Nations:** | انجمن اقوام |
| **Legitimists:** | حامیانِ وراثتِ تامّہ |
| **Liberalism:** | احراریت |
| **Licence:** | اجازہ |
| **Licensing Bill:** | مسودۂ قانون اجازہ دہی |
| ***Livres Côutumiers:*** | کتبِ قوانینِ رواج |
| **Lobby:** | پیش طاق |
| **Long Parliament:** | طویل العہد پارلیمنٹ |
| **Lord High Treasurer:** | امیر خزانہ |
| **Lords of Appeal in Ordinary:** | امراء مرافعہ معمولی |

## M

| | |
|---|---|
| **Majority:** | اکثریت |
| ***Mandumento:*** | حلقہ |

| | |
|---|---|
| **Mayor:** | میر بلد |
| **Methodist:** | ضابطہ پسند |
| **Militarism:** | عسکریت |
| **Minister of Defence:** | وزیرِ مدافعت |
| **Minority:** | اقلیت |
| **Misdemeanour:** | بداطواری، بداعمالی |
| **Money Bill:** | مالی مسودہ |
| **Multiple:** | تعددی |
| **Municipal:** | بلدی |
| **Municipal Corporations Act:** | قانونِ شخصیاتِ بلدی |
| **Municipal Edict:** | بلدی فرمان |

## N

| | |
|---|---|
| **National Council:** | مجلسِ قومی |
| **National Liberal:** | قومی آزاد خیال |
| **Naturalization:** | توطن |
| **Nonconformist:** | منحرف |

## O

| | |
|---|---|
| ***Oberlandesgericht:*** | عدالتِ صوبہ |
| **Old Age Pensions:** | وظائف معمرین |
| **Opportunist:** | موقع شناس |
| **Overseer:** | ناظر |

## P

| | |
|---|---|
| **Palatinate:** | بلاطیہ |
| ***Parlement:*** | پارلماں |
| **Parliament.** | پارلیمنٹ |

| | |
|---|---|
| **Party:** | گروہ، فریق |
| **Patent:** | سندِ ایجاد |
| ***Pays d'etats:*** | صوبجاتِ مجلسِ طبقات |
| **People's Commissioner:** | مامورِ عموم |
| **Petty Sessions:** | اجلاسِ خفیفہ |
| **Platforms (Political):** | اصول (سیاسی) |
| **Plebiseite:** | استشارہ |
| **Plural Executive:** | مرکب عاملہ |
| **Plural Vote:** | تکثیری اراست |
| **Pocket Boroughs.** | جیبی قصبات |
| **Points of Order:** | امور ضابط |
| **Poland:** | پولستان |
| **Pole; Polish:** | پولستانی |
| **Poor-Law Unions:** | مجموعہ جات امدادِ غربا |
| **Prayer Book:** | کتاب ادعیہ |
| **Prefect (France)** | صوبہ دار |
| **Preferential:** | ترجیحی |
| **Preferential Tariffs:** | ترجیحی محاصل |
| **Primary Assembly:** | ابتدائی جمعیت |
| **Primogeniture:** | کلانیت |
| **Private Bills:** | خانگی مسودات |
| ***Procureur du roi:*** | وکیلِ سرکار |
| **Programme:** | پیش نامہ |
| **Proletariat:** | ارذلیہ، طبقۂ ارذل، ارذلیت |
| **Propaganda:** | تبلیغ |

| | |
|---|---|
| Proportional Representation: | تناسبی نیابت |
| Prorogation: | برخاست |
| Protectionist | تامین پسند |
| Protective: | تامینی |
| Protectorate: | محمیہ |
| Protest: | احتجاج |
| Provisional: | ہنگامی |
| Public Bill: | مسودۂ قانون عامّہ |

## Q

| | |
|---|---|
| Qualification: | اہلیت |
| Quarter Sessions: | سہ ماہی اجلاس |

## R

| | |
|---|---|
| Radical: | استیصالی |
| Rates: | ابواب |
| Ratification: | توثیق |
| Reading: | خواندگی |
| Recall: | بازطلبی |
| Reclamation: | بازیافت |
| Referendum: | مراجعہ |
| *Regierungspräsident:* | صدر ناظم |
| Regionalism: | اقتطاعیت |
| Regions: | قطعات |
| Register: | سجل |
| Registration: | تسجیل |
| Regulations: | ضوابط |

| | |
|---|---|
| *Reichsgericht:* | عدالتِ عالیہ |
| *Reichstag:* | جمعیتِ ملی، رائخشٹاگ |
| Representation of the People Act: | قانونِ نمایندگیِ قوم |
| Reprieve: | التوائے سزا |
| Resorved Subjects: | شعبہ جات محفوظہ |
| Responsible: | ذمہ دار |
| Returning Officer: | رائے گیرندہ |
| Rigid Constitution: | استوار دستور |
| Rotten Boroughs: | بوسیدہ قصبات |
| Rural: | دیہی |

## S

| | |
|---|---|
| *Scrutin d' arrondissement:* | ضلع واری انتخاب |
| *Scrutin de listc:* | فہرست واری انتخاب |
| Seats: | نشست، جگہ |
| Secretary of State for War: | وزیرِ جنگ |
| Self-Determination: | تعینِ دستوری |
| Self-governing Dominion: | سوارجی قلمرو |
| Senate: | سینات |
| Sessions: | اجلاس |
| Sheriff: | ناظمِ صوبہ |
| Single-member Constituency: | یک رکنی حلقۂ رائے دہی |
| Social Democrats: | اشتراکی عمومی |
| *Sonderbund:* | عہدیتِ منفصلہ |
| *Staatenbuud:* | عہدیت |
| *Stadtrat:* | مجلسِ بلدیہ |

| | |
|---|---|
| **Stage:** | مرحلہ |
| **State:** | (آزاد) مملکت، (ماتحت) ریاست |
| ***Status quo:*** | صورتِ حال |
| **Statute Law:** | قانون موضوعہ |
| **Straits Settlements:** | خاکنائی نوآبادیات |
| **Suspension** | تعطل |
| **Syndication** | اتحادیت |
| **System:** | نظم |

## T

| | |
|---|---|
| **Tariff Reform League:** | معاقدۂ اصلاحِ محاصل |
| **Tellers:** | شمارکنندہ |
| **Territory:** | علاقہ |
| **Town Hall:** | ایوانِ بلدی |
| **Township:** | دیہہ |
| **Tragedy:** | دردیہ |
| **Transferred Departments:** | شعبہ جاتِ منتقلہ |
| **Transpadane Republic:** | جمہوریہ آں روسے پو |
| ***Tribunal Correctionnel:*** | عدالتِ اصلاح |
| ***Tribunal des Conflits:*** | عدالتِ تنازعات |
| **Tribunate:** | تریبونیہ |
| **Tribune (Platform for speakers):** | تقریرگاہ |

## U

| | |
|---|---|
| **Unearned increment:** | غیراکتسابی اضافہ |
| **Unemployment:** | بےروزگاری |
| **Unicameral:** | یک ایوانی |

| | |
|---|---|
| Unionist: | اتحادی |
| Unitary State: | فردیہ |
| United Kingdom: | سلطنتِ متحدہ |
| Urban: | بلدی |

**V**

| | |
|---|---|
| *Vermittler:* | پنچ |
| Vestry: | ویسٹری |
| Veto: | امتناع |
| Vote of Censure: | قرارِ ملامت |

**W**

| | |
|---|---|
| Ward: | حلقہ |

**Z**

| | |
|---|---|
| Zollverein: | اتحادِ محاصلی |

# صحت نامہ

## حکومتہائے یورپ حصّہ دوم

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۷ | ۱۱ | Republica | Republican |
| ۷ | ۱۲ | یعلیم | تعلیم |
| ۱۱ | ۲۰ | dei la | de la |
| ۱۱ | ۲۲ | جلد | جلد دوم |
| ۱۳ | ۱۷ | of Rights | of the Rights |
| ۱۳ | ۲۰ | تیو یارک | نیو یارک |
| ۱۵ | ۲۲ | Mudern Europe | Modern States |
| ۱۷ | ۱۶ | Erench | French |
| 〃 | ۲۰ | Principles lois | Principales |
| 〃 | ۲۲ | Less | Les |
| 〃 | 〃 | France | France depuis |
| ۲۳ | ۲۴ | Weil | Weill |
| ۲۶ | ۱۶ | قراردامین | قرارداویں |
| ۳۸ | ۲۵ | Restaiusation Monarch | Restauration monarchique |
| ۴۲ | ۱۳ | Con titutions | Constitutions |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۲ | ۱۶ | Monier | Monnier |
| " | ۲۵ | Origines | Les Origines |
| ۴۳ | ۲۲ | Consritutionnels | Constitutionnels |
| ۵۶ | ۳۰ | Bodleyr | Bodley |
| ۶۲ | ۲۲ | Constitutionnel | Constitutional |
| ۶۵ | ۲۲ | Parllement | Parlement |
| ۶۶ | ۲۰ | Le | La |
| " | ۲۱ | de dait pule | du Droit Pub |
| " | ۲۵ | et la aux | et aux |
| ۶۷ | ۱۹ | Badley | Bodley |
| " | ۲۴ | Wiloughbly | Willoughby |
| ۶۸ | ۲۴ | Republic | Republique |
| ۷۰ | ۲۱ | کیولی فالی | فالی ایر |
| ۷۶ | ۲۲ | artrate | Centrale |
| " | " | ministres | ministers |
| " | ۲۳ | lem | leur |
| ۷۸ | ۲۰ | Esmeni | Esmein |
| ۸۴ | ۲۴ | Lef s | Lefas |
| " | " | Etate | Etat |
| ۸۹ | ۲۳ | اسمین | ازمین |
| ۹۰ | ۲۱ | گا نبتا | گامبیتا |
| ۹۱ | ۲۰ | فروق | فرق |
| " | ۲۳ | Legerlatif | Legislatif |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۹۱ | ۲۳ | Sons | Sous |
| 〃 | 〃 | latroisseine | latroisieme republique |
| ۹۳ | ۲۰ | Pomcare | Poincare |
| 〃 | 〃 | پورنکارے | پوانکارے |
| 〃 | ۲۱ | Francis gourned | France is governed |
| 〃 | ۲۴ | Mainel | Manuel |
| 〃 | ۲۵ | Constitutionnel France | Constitutionnel |
| ۹۵ | ۱۹ | republique | France |
| 〃 | ۲۲ | Die Enfurckelung | Die Entwickelung des |
| 〃 | ۲۳ | Sert | Seit |
| 〃 | ۲۴ | 10s Jonus | × |
| 〃 | ۲۵ | 1789 a | 1789 a nos Jours |
| ۹۶ | ۲۴ | Rev Polit par<br>Election des seratem | L'election des senateurs<br>Rev. Polit et parl. |
| 〃 | ۲۵ | Constitutionnel<br>modern Constitutions | Constitutionnel |
| ۹۷ | ۱۹ | برپیانڈ | بریانڈ |
| ۱۰۱ | ۲۰ | Fictionnaire | Dictionnaire |
| 〃 | ۲۲ | Paurre | Pierre |
| 〃 | 〃 | Politque | Politques |
| 〃 | 〃 | Zevors le | Zevort la |
| 〃 | ۲۳ | Sons | Sous |
| 〃 | 〃 | Regine | regime |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۰۱ | ۲۳ | dinf | du |
| 〃 | 〃 | Suffiage unnersels | Suffrage universal |
| 〃 | ۲۴ | choute | Chaute |
| 〃 | 〃 | Traide | Traite |
| 〃 | 〃 | des | les |
| ۱۰۲ | ۲۱ | Lefeure | Lefrre |
| 〃 | 〃 | moers | moeurs |
| 〃 | ۲۲ | انخاباب | انتخابات |
| 〃 | ۲۳ | Scale | siecle |
| 〃 | ۲۵ | femine | femme |
| ۱۰۴ | 〃 | Bodler | Bodley |
| ۱۰۹ | 〃 | Proportionel | Proportional |
| ۱۱۷ | ۱۹ | Belgum | Belgium |
| ۱۱۸ | ۱۵ | لیکن | لیکی |
| 〃 | ۱۹ | November | Novembre |
| 〃 | ۲۱ | Sciances | Science |
| ۱۲۴ | 〃 | ڈیوگٹ | دیگوئی |
| 〃 | 〃 | Duguid | Duguit |
| 〃 | ۲۵ | Ponstitu tions | Constitution |
| ۱۲۸ | ۲۴ | Borley: Erance | Bodley: France |
| ۱۲۹ | ۲۵ | ہی | یہی |
| ۱۳۱ | ۲۲ | Public | Pub |
| ۱۴۷ | ۱۰ | وزا | وزرا |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۵۰ | ۹ | Part | Parl |
| ۱۶۱ | ۲ | نظم | نظم |
| ۱۶۵ | ۱۶ | Brench & Bar | The French Bar |
| 〃 | ۲۵ | refrenwec | Refrence |
| ۱۶۹ | ۱۰ | Judiciare | judiciaire |
| 〃 | ۱۸ | Emite | Emile |
| 〃 | ۲۰ | R | A |
| 〃 | ۲۴ | گست | اگست |
| ۱۷۳ | ۸ | دال | ڈال |
| 〃 | ۱۲ | do | de |
| 〃 | ۱۶ | an | au |
| 〃 | ۲۰ | elat | etat |
| ۱۷۹ | ۱۱ | با | یا |
| ۱۸۶ | ۱۹ | رقیات | رقبات |
| ۱۸۸ | ۲۴ | Berthelemv | Berthelemy |
| ۱۸۹ | ۲۰ | in | em |
| ۱۹۲ | ۱۹ | Conceils | Conseils |
| ۲۰۱ | ۱۷ | مناسیت | مناسبت |
| ۲۰۶ | ۵ | Balegpite | Modern State |
| 〃 | ۱۰ | decentral sation | decentralisation |
| 〃 | 〃 | ati | atie |
| 〃 | ۱۱ | Maurres | Maurras |
| 〃 | 〃 | P. | JP |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۰٦ | ۱۲ | tive | X |
| " | ۱۵ | documentry | documency |
| " | ۲۰ | project | unproject |
| " | ۲۴ | The ssatisfactory | The unsatisfactory |
| ۲۱۲ | ۱۷ | ڈریغنوس | ڈریفیوس |
| " | ۲۴ | بسرگروگی | بسرکروگی |
| ۲۱۵ | ۲۰ | iie | iiie |
| ۲۱٦ | ۱۹ | pexotto | peixotto |
| " | ۲۱ | francaisı | francais |
| " | ۲۲ | Les decs | Lesidees |
| " | ۲۳ | Marreot | Marriott |
| " | ۲۴ | Economic | Economic Aspect |
| ۲۲۴ | ۸ | موئیدین | موئدین |
| ۲۲۸ | ۱۴ | Painbr | Painleve |
| ۲۳۰ | ٦ | کم ازلم | کم ازکم |
| " | ۲۳ | انتشار | انتشار |
| ۲۳۱ | ۱۴ | اوصول | اصول |
| ۲۳۳ | ۲۳ | Nov mber | Novembre |
| ۲۳۷ | ۲۰ | Parl | Parl Jan 1900 |
| ۲۴۲ | ۱۹ | سب سے | سبسے |
| ۲۴۵ | ۲۲ | Dugoureq | Dufoureq |
| ۲۴٦ | " | Theyer | Thayer |
| " | " | Italion | Italian |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۵۹ | ۲۵ | ہ | لہ |
| 〃 | ۲۲ | brieger | brief |
| 〃 | ۲۴ | Jl | Il |
| ۲۶۰ | ۲۵ | الطالبہ | الحالیہ |
| ۲۶۸ | ۱۰ | ابوان | ایوان |
| ۲۷۱ | ۲۳ | raatiere | Matiere |
| ۲۷۵ | ۴ | قلنتوں | اقلینتوں |
| ۲۷۸ | ۱۸ | دسمبر ۱۹۱۱ء | Publico دسمبر ۱۹۱۱ء |
| ۲۷۹ | ۵ | کرر | تکرر |
| 〃 | ۲۴ | حلد | جلد |
| ۲۸۰ | ۱۹ | العتباط | انضباط |
| ۲۸۴ | ۱۸ | تمکلتی | مملکتی |
| ۲۸۸ | ۲۱ | Lanuova | Ilanuova |
| 〃 | 〃 | amministrative | amministrativo |
| 〃 | ۲۵ | anninsistrativo | amministrativo |
| 〃 | 〃 | 1914 | 1919 |
| ۲۸۹ | ۱۹ | دالالسلطنت | دارالسلطنت |
| ۲۹۱ | ۱۵ | فصیلوں | فیصلوں |
| ۲۹۴ | ۷ | معاالات | معاملات |
| 〃 | ۱۷ | Stats | Stato |
| 〃 | 〃 | ritorns | ritorno |
| 〃 | ۲۱ | Century Brinielto | century |
| 〃 | ۲۲ | pie IX G. Berzettotli | Pie IX |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۹۴ | ۲۳ | پاؤکی | پاؤلی |
| " | ۲۴ | Paol | Paoli |
| " | ۲۶ | Piws | Pius |
| ۲۹۵ | ۲۴ | Italyt | Italy |
| " | " | Worla | World |
| " | ۲۵ | Goveno | governo |
| " | " | Monarchi | Monarchia |
| " | ۲۶ | Cashtigronde | Costituzionale |
| " | ۲۱ | کرنے تھے | کرتے تھے |
| ۲۹۸ | ۱۹ | ammistrazione | guistizia |
| " | ۲۶ | Government | Gouvernement |
| ۲۹۹ | ۲۰ | کمینون | کمینوں |
| ۳۰۰ | ۲۲ | واروگیر | دار و گیر |
| ۳۰۲ | ۵ | علماء دادبا | علما و ادبا |
| ۳۰۳ | ۱۱ | gaiche | gauche |
| " | ۲۰ | Qventin | Quentin |
| " | ۲۲ | Ray | Rev |
| ۳۰۴ | ۱۷ | اطلالوی | اطالوی |
| " | ۲۴ | Zumniern | Zimmern |
| ۳۰۷ | ۳ | سلطقت | سلطنت |
| ۳۰۸ | ۲۴ | سرگردگی | سرگروگی |
| ۳۰۹ | ۱۴ | Zummern | Zimmern |
| ۳۱۰ | ۱۷ | Lingstone | Livingston |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۱۰ | ۲۰ | Corradni | Corradini |
| 〃 | ۲۳ | کو | لو |
| 〃 | ۲۵ | Bainoille | Bainville |
| ۳۱۱ | ۲ | کامیابنیاں | کامیابیاں |
| ۳۱۳ | ۷ | لولتے تھے | بولتے تھے |
| ۳۱۵ | ۲ | کینٹنوں | کینٹنوں |
| 〃 | ۲۲ | Swis | Swiss |
| 〃 | ۲۴ | orgines | origines |
| 〃 | ۲۵ | Lan | Lau |
| ۳۱۶ | ۲۶ | ackaa | McCrackan |
| 〃 | 〃 | Repuiic | Republic. |
| ۳۱۸ | ۱۱ | نیوشاپل | نیوشاٹل |
| 〃 | ۳۱ | Geschoble | Geschichte |
| ۳۱۹ | ۲۲ | Wachrend | Während |
| ۳۲۲ | ۱۶ | Borgeand | Borgeaud |
| 〃 | ۲۳ | Helty | Hilty |
| ۳۲۳ | ۴ | باٮ | باب |
| ۳۲۷ | ۲۲ | Handbuck | Handbuch |
| ۳۲۹ | ۱۸ | پنے | اپنے |
| ۳۴۱ | ۱۴ | وفاقیہ | وفاقیہ |
| 〃 | ۱۹ | Schollenburge | Schollenberger |
| ۳۴۲ | ۱ | یس | پس |
| 〃 | ۲ | بیں | ہیں |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۴۲ | ۱۱ | نتال | شمال |
| ۳۴۶ | ۱۲ | نتحص | شخص |
| ۳۴۷ | ۲۲ | سنطور | منظور |
| ۳۴۸ | ۳ | بیثیت | حیثیت |
| ۳۵۲ | ۲۰ | essin | Tessing |
| ۳۵۳ | ۲ | سنٹ کال | سنٹ گال |
| ۳۵۴ | ۲ | مراجعہ ٹیز | مراجعہ نیز |
| ۳۵۶ | ۶ | کنٹیتوں | کینٹنوں |
| " | ۱۰ | کنٹیٹوں | " |
| " | ۱۱ | کنیٹٹوں | " |
| ۳۵۷ | ۱۸ | انگریری | انگریزی |
| " | ۲۵ | dem | den |
| ۳۶۰ | " | Liyod | Llyod |
| ۳۶۷ | ۱۰ | حاملا: | حاملانہ |
| ۳۶۹ | ۱۹ | ایون | ایوان |
| ۳۷۱ | ۱۰ | گر | مگر |
| ۳۷۹ | ۹ | عقیدہ دیالا لغہ عمل | عقیدہ ولائحہ عمل |
| " | ۱۹ | کانیبنی | کابینی |
| ۳۸۲ | ۲۳ | بیاسی | سیاسی |
| ۳۸۴ | ۲۱ | عدعلیہ | عدلیہ |
| ۳۸۶ | ۵ | عمطیوں | عملیوں |
| " | ۱۷ | بیاز | بیار |
| ۳۸۹ | ۱۹ | کنتھوکی | کیتھوکی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۹۰ | ۱۱ | فرقی | وفاقی |
| ۳۹۳ | ۷ | کیفنیں | کیفیتیں |
| ۳۹۶ | ۲۳ | بلاوادہ | بلاارادہ |
| ۳۹۷ | ۶ | ہوکئی | ہوگئی |
| ۳۹۸ | ۲۵ | منطر | منتظر |
| ۳۹۹ | ۲۰ | بادشاہنوں | بادشاہتوں |
| ۴۰۰ | ۱۰ | حرمانیہ | جرمانیہ |
| " | ۲۴ | پرفظہ | پرنظر |
| ۴۰۲ | ۱۱ | گے | کے |
| ۴۰۳ | ۳ | سلطبت | سلطنت |
| ۴۰۹ | ۱۶ | Zunia lus | biszum Frank |
| " | " | Fringuter Fueda | furter Freiden |
| " | ۱۸ | nenoten | neusten |
| " | ۱۹ | Dentsehe | Deutsche |
| " | " | Geschichtein | Geschichtein |
| " | ۲۳ | Begruending | Begruendung |
| ۴۱۰ | ۲۳ | Herdlein | Hereadam |
| " | ۲۲ | Ounding | Foundation |
| ۴۱۱ | ۲۱ | نی گئی تھی | لی گئی تھی |
| ۴۱۳ | ۸ | فرمانرویانہ | فرمانروایانہ |
| " | ۲۱ | Vergassung | Verfassung |
| " | " | dentsch | deutschen |
| " | ۲۳ | drotchen | deutschen |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۱۴ | ۲۰ | dentchen | deutchen |
| ۴۱۵ | 〃 | verwaltung | Und verwaltung |
| 〃 | 〃 | Prenssen | Preussen |
| 〃 | 〃 | der | dem |
| 〃 | 〃 | Dentchen | Deutchen |
| ۴۱۹ | ۲۵ | Sus | Sur |
| ۴۲۰ | ۱۱ | چاہیے | چاہیے |
| ۴۲۴ | ۱۶ | تفویص | تفویض |
| ۴۳۱ | ۱۵ | Polities | Politics |
| 〃 | ۲۴ | reeble bisch | rechtliche |
| 〃 | 〃 | Stellring | Stellung |
| 〃 | 〃 | deatschen | deutschen |
| 〃 | 〃 | Konsers | Kaisers |
| 〃 | 〃 | Zut den | Milden |
| 〃 | ۲۵ | Praendenten | Prasidenten |
| ۴۳۸ | ۹ | مشاورلی | مشاورتی |
| ۴۳۹ | ۱۰ | پروشیاوی | پروشیاوی |
| ۴۴۲ | ۵ | دایوں | رایوں |
| ۴۴۴ | 〃 | دوسرے | دوسرے |
| ۴۴۶ | ۲۲ | کلیملے | کلیمکے |
| ۴۵۷ | ۱۳ | Buelow | Bulow |
| 〃 | ۲۱ | Reiches | Reichestag |
| ۴۶۵ | ۱۳ | Monographieu | Monographien |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۸۲ | ۱۸ | کردیدناتھا | کردیدتیاتھا |
| ۴۸۵ | ۲۳ | نظم | نظم |
| ۴۹۳ | ۱۱ | السٹلے | ایشلے |
| ۴۹۵ | ۱۷ | اقتقادی | اقتصادی |
| ۴۹۷ | ۷ | ہوہنزوکرن | ہوہنزولرن |
| ۵۰۰ | ۲۴ | Virscher | Virsscher |
| ۵۰۱ | ۱۷ | Willoughg | Willoughby |
| ۵۰۲ | ۱۹ | Treilschke | Trilschke |
| ۵۰۳ | ۹ | رائختشٹاک | رائخشٹاگ |
| ۵۰۴ | ۲۳ | حکمرنی | حکمرانی |
| ۵۰۸ | ۲۲ | Nationalito | Nationality |
| ۵۱۳ | ۲۵ | قتصادی | اقتصادی |
| ۵۱۵ | ۱۳ | desclibed | described |
| ۵۱۶ | ״ | Jun | Juin |
| ״ | ״ | nouven | nouveu |
| ۵۲۷ | ۲۲ | ونگریس | کانگریس |
| ۵۳۴ | ۲۴ | Milhand | Milhaud |
| ۵۳۵ | ״ | Eusox | Ensor |
| ۵۷۲ | ۱۸ | بیشر | بیشتر |
| ۵۸۶ | ۲۰ | لشریعی | تشریعی |
| ۵۸۹ | ۱۸ | Chapiro | Schapiro |
| ״ | ۲۰ | Rombard | Rambaud |
| ۵۹۱ | ۵ | فید | قید |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۹۴ | ۶ | ریادہ | زیادہ |
| ۵۹۵ | ۲۳ | Petrunthevitch | Pelrunkevitch |
| ۶۰۰ | ۱۳ | Litovok | Litovsk |
| ۶۰۴ | ۲۴ | یورب | یورپ |